علاوہ ترجمہ بخاری کے ترجمہ فتح الباری شرح بخاری بھی شامل ہے اور تیسیر القاری منح الباری کرمانی و قسطلانی ۔ حاشیہ سندھی سے بھی ایزاد کیا

اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری رحمۃ اللہ علیہ

از تصانیف فاضل زمن مولانا محمد ابو الحسن مدظلہ نسخہ اصح کتاب با اسناد و اعراب ملقب بتحبیر البخاری و تسہیل القاری سے

پ ۲۸

فیض الباری

ترجمہ و شرح اردو

صحیح البخاری

۱۳۱۸ھ

بحسن اہتمام عائذ باللہ خادم اہل اللہ فقیر اللہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ زیدت فضلہم اللہ تعالی ایا ماکان ملا باہتمام محمد

در مطبع محمدی واقع لاہور بہ اہتمام فقیر اللہ طبع شد

یہ کتاب ۲۸ پارہ تک ۔ دیگر کتب دینیہ ہر قسم لاہور محلہ سادھواں کوچہ فقیر اللہ تاجر کتب میں موجود ہیں باقی دو پارے زیر طبع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْمُحَارِبِیْنَ مِنْ اَھْلِ الْکُفْرِ وَالرِّدَّۃِ کتاب ہے بیچ بیان محاربین کے کافرون اور مرتدون سے

ف اولے یہ ہی کہ کتاب کے لفظ کو باب کے لفظ سے بدلا جاوے اور یہہ سب ابواب کتاب الحدود مین داخل ہونگے وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ الْاٰیَۃَ اور خدا تعالے نے فرمایا کہ سولے اسکے کچھ نہین کہ سزا اُن لوگون کی جو لڑائی کرتے ہین اللہ تعالے اور اسکے رسول سے اور دوڑتے ہین زمین مین فساد کرنے کو کہ اُنکو قتل کیا جاوے یا سولی چڑھایا جاوے یا انکا ایک ہاتھ اور ایک پاؤن کاٹا جاوے جانب مخالف سے داہنا ہاتھ اور بایان پاؤن یا دور کئے جاوین اس ملک سے

ف کہا ابن بطال نے کہ بخاری کا مذہب یہ ہی کہ آیت محاربے کی کافرون اور مرتدون کے حق مین اُتری اور بیان کیا ہے باب مین عرینیون کی حدیث کو اور اسمین اسکے ساتھ تصریح نہین ہے لیکن روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رضہ سے حدیث عرینیون کی اور اسکے آخر مین ہے کہ یہہ آیت اُنہی کے حق مین اُتری اور یہی قول ہے حسن اور عطا اور ضحاک اور زہری کا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اُتری یہہ آیت اُس شخص کے حق مین جو خارج ہوا مسلمانون سے زمین مین فساد اور رہزنی کرنے کو اور یہہ قول مالک کا ہے اور یہی شافعی اور کوفیون کا قول ہے لیکن یہہ پہلے قول کو منافی نہین اسواسطے کہ اگرچہ خاص وہ عرینیون کے حق مین اُتری لیکن اُسکا لفظ عام ہے داخل ہے اسکے معنے مین ہر شخص جو ایسا کرے جیسا اُنہون نے کیا محاربہ اور فساد سے مین کہتا ہون بلکہ وہ دونو متغایر ہین اور مرجع اُسکا اس طرف ہے کہ محاربہ سے کیا مراد ہے سو جس نے حمل کیا ہے اسکو کفر پر اُس نے خاص کیا ہے آیت کو ساتھ کافرون کے اور جسنے حمل کیا ہے اُسکو گناہ پر اُس نے اُسکو عام کیا ہے اور سعید بن جبیر رضہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالے سے ساتھ لڑنے کے معنے ہین اللہ تعالے کے ساتھ کفر کرنا اور معتمد یہ بات کہ اول اول یہ آیت عرینیون کے حق مین

اتری لیکن وہ شامل ہے اپنے عموم سے اسکو جو مسلمانون مین سے محاربہ کرے ساتھ رہزنی کے لیکن
سزا دونو فریق کی مختلف ہی سو اگر کافر ہون تو امام کو اختیار ہے جبکہ اُن پر فتحیاب ہو کہ جو چاہے کرے اور اگر
مسلمان ہون تو اس مین دو قول ہین ایک یہ کہ قصور مین دیکھا جاوے اگر اُس نے کسی کو قتل کیا ہو تو اسکو
قتل کیا جاوے اور جو مال لیوے اُسکا ہاتھ کاٹا جاوے اور جس نے نہ قتل کیا ہو نہ مال لیا ہو اسکو وطن سے
نکالا جاوے اور ٹہیرایا انہون نے اَوْ کو واسطے تنویع کے یہ قول شافعی اور کوفیون کا ہے اور کہا مالک
نے کہ بلکہ اَوْ تخییر کے واسطے ہے سو امام کو اختیار ہے محارب مسلمان مین کہ تینون امر سے جو چاہے اسکے
ساتھ کرے اور ترجیح دی ہے طبری نے اول قول کو اور اختلاف ہے اسمین کہ آیت مین نفی سے کیا
مراد ہے سو مالک اور شافعی نے کہا کہ جس شہر مین اُس نے قصور کیا ہو اُس سے اور شہر کی طرف نکالا جاوے
اور اس مین قید کیا جاوے۔ اور ابو حنیفہ رح سے روایت ہی کہ اُسی شہر مین قید
کیا جاوے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ بدستور رہنا اُس شہر مین اگرچہ قید کے ساتھ ہو اقامت ہے
سو وہ ضد ہے نفی کی اسواسطے کہ حقیقت نفی کی نکالدینا ہے شہر سے اور حجت ابو حنیفہ کی یہ ہی کہ امن
نہین کہ دوسرے شہر مین ہی محاربہ کرے اور مالک نے کہا کہ دوسرے شہر مین قید کیا جاوے اور شافعی نے کہا کہ
کفایت کرتا ہے اسکو جدا ہونا وطن سے اور اپنی برادری سے واسطے رسوائی اور ذلت کے (فتح) +
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ.....
قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ فَاَسْلَمُوا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّاْتُوا اِبِلَ الصَّدَقَةِ
فَيَشْرَبُوا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَفَعَلُوا فَصَحُّوا فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوْا فَبَعَثَ فِي
اٰثَارِهِمْ فَاُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى
مَاتُوْا **ترجمہ** انس رض روایت ہے کہ قوم عکل کے چند آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے
اور مسلمان ہوئے سو اُنکو مدینے کی آب ہوا نا موافق پڑی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو حکم کیا
کہ صدقے کے اونٹون مین جاوین اور اُنکا دودھ اور پیشاب پیوین سو اُنہون نے کیا یعنے اونٹون
مین جا رہے اور اُنکا دودھ اور پیشاب پیا سو اچھے ہوگئے پھر مرتد ہوگئے اور اُنکے چرواہون کو قتل کر ڈالا
اور اونٹ ہانک لے چلے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے پیچھے آدمی بھیجے سو وے پکڑے آئے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے ہاتھ پاؤن کٹوا ڈالے اور گرم سلائی اُنکی آنکھون مین ڈال کے اندھا کیا پھر
اُنکے زخمون کو آگ سے نہ داغا یہانتک کہ مر گئے **ف** اس حدیث کی شرح طہارت مین گذری اور دستور ہے

کہ جب کسی کا ہاتھ یا پاؤن کاٹا جاوے تو اُسکو آگ سے داغتے ہین تاکہ لہو بند ہو جاوے اور کبھی گرم تیل
مین تل دیتے ہین سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے زخمون کو نہ داغا تاکہ خون بند نہو دے
بَابُ لَمْ يَحْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ اَهْلِ الرِّدَّةِ حَتّٰى هَلَكُوْا
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاربین مرتدون کے زخمون کو نہ داغا یہانتک کہ ہلاک ہوئے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ اَبُوْ يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى
عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ الْعُرَنِيِّيْنَ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ
حَتّٰى مَاتُوْا **ترجمہ** انس سے روایت ہے کہ حضرت نے عرینیون کے ہاتھ پاؤن کٹوا ڈالے اور اُنکے زخمون
کو نہ داغا یعنے پس لہو بند نہ ہوا یہانتک کہ مر گئے **ف** کہا ابن بطال نے کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے انکو نہ داغا اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے ہلاک کرنیکا
ارادہ کیا تھا کہ مر جاوین اور اسپر جسکا ہاتھ مثلا چوری مین کاٹا جاوے تو اُسکو داغنا واجب ہے
اسواسطے کہ اسمین غالبا ہلاک کا خوف ہوتا ہے ساتھ جاری رہنے لہو کے **بَابُ** لَمْ يُسْقَ
الْمُرْتَدُّوْنَ الْمُحَارِبُوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا نہ پانی پلایا جاوے مرتدون محاربون کو یہانتک کہ مر جاوین
حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ
قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَوْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَ
اَبْوَالِهَا حَتّٰى صَحُّوْا وَسَمِنُوْا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الصَّرِيْخُ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ اِلَّا اُتِيَ بِهِمْ فَاَمَرَ بِمَسَامِيْرَ
فَاُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ وَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ ثُمَّ اُلْقُوْا فِي الْحَرَّةِ
يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا سُقُوْا حَتّٰى مَاتُوْا قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَحَارَبُوا اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ قوم عکل کے چند آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے
صفے مین تھے سو اُنکو مدینے کی آب وہوا ناموافق پڑی تو اُنہون نے کہا یا حضرت ہمارے واسطے
دودھ تلاش کیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمہارے واسطے کوئی علاج نہین
پاتا سوا اسکے کہ تم رسول اللہ تعالے کے اونٹون مین جاکر ملو سو وہ اونٹون مین گئے اور انکا دودھ
اور پیشاب پیا یہانتک کہ تندرست اور موٹے ہوئے سو اُنہون نے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹون
کو ہانک لے چلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلانے والا آیا یعنے حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے پاس انکی فریاد آئی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاش کرنے والون کو اُنکے پیچھے بھیجا

وكانوا في الصفة فاجتووا المدينة فقالوا يا رسول الله ابغنا رسلا فقال ما اجد لكم الا ان تلحقوا بذود رسول الله صلى الله عليه وسلم

سو نہ بلند ہوا آفتاب مگر کہ پکڑے آئے سو حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلائیون کے گرم کرنے کا سو گرم کی گئین پہر انکی آنکھون مین پہیرے انکو اندھا کیا اور انکے ہاتھ پاؤن کٹوا ڈالے اور انکے زخمون کو نہ داغا پہر پتھریلی زمین مین ڈالے گئے آفتاب کی گرمی مین پانی مانگتے تھے سو پانی نہ پلائے گئے یہانتک کہ مر گئے کہا ابو قلابہ نے انہون نے چوری کی اور قتل کیا اور اللہ تعالے اور اسکے رسول سے لڑائی کی **ف** اور اس حدیث مین ہے کہ وہ اونٹ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے تو اسکے معنے یہ ہین کہ کچھ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور کچھ صدقہ کے سو دلالت کی ہر قسم نے دوسری قسم پر **بَابٌ** سَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيُنَ الْمُحَارِبِيْنَ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاربون کی آنکھون مین گرم سلائی پہروائی **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ أَوْ قَالَ مِنْ عُرَيْنَةَ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ عُكْلٍ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوْا فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَشَرِبُوْا حَتَّى إِذَا بَرِئُوْا قَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدْوَةً فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتَّى جِيْءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَأُلْقُوْا بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللهَ وَرَسُوْلَهُ ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ قوم عکل یا عرینہ کے چند آدمی اور مین نہین جانتا مگر کہ کہا قوم عکل کے چند آدمی مدینے مین آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے واسطے شیر دار اونٹنیون کا حکم کیا اور انکو حکم کیا کہ انکی طرف نکلین اور انکا پیشاب اور دودھ پیوین سو انہون نے پیا یہانتک کہ جب اچھے ہوئے تو چرواہے کو قتل کیا اور اونٹون کو ہانک لے چلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبح کے وقت خبر پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے پیچھے تلاش کرنے والون کو بھیجا سو نہ بلند ہوا آفتاب یہانتک کہ لائے گئے سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے بارہ مین حکم دیا سو انکے ہاتھ پاؤن کٹوا ڈالے اور انکی آنکھون مین گرم سلائی ڈال کے اندھا کیا اور پتھریلی زمین مین ڈالے گئے پانی مانگتے تھے سو نہ پلائے جاتے تھے کہا ابو قلابہ نے یہ وہ لوگ ہین جنہون نے چوری کی اور قتل کیا اور اسلام کے بعد مرتد ہو گئے اور خدا تعالے اور اسکے رسول سے لڑائی کی **ف** محاربین کی آیت مین ہے کہ انکے واسطے دنیا مین رسوائی اور آخرت مین بڑا عذاب ہی تو مخالف ہی اسکو حدیث عبادہ کی جو دلالت کرتی ہے اسپر کہ جسپر دنیا مین حد قائم کی جاوے وہ اسکے واسطے کفارہ ہے اور ظاہر آیت سی یہ معلوم ہوتا ہی

کہ اُسکے واسطے دو نو امر جمع ہونگے اور جواب یہ ہی کہ عبادہ رضہ کی حدیث مخصوص ہے ساتھ مسلمانون کے اسواسطے کہ آیت مین ذکر شرک کا ہے باوجود اُس چیز کے کہ جوڑی گئی ہے ساتھ اُسکے گناہون سے اور جب حاصل ہوا اجماع اسپر کہ کافر اپنے شرک پر قتل کیا جاوے اور شرک کی حالت مین مرجاوے تو یہ قتل اُسکے واسطے کفارہ نہین ہوتا تو قائم ہوا اجماع اہل سنت کا اسپر کہ گنہ گارون مین سے جسپر حد قائم کیجاوے وہ اُسکے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے اور اُسکا ضابطہ خدا تعالے کا یہ قول ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ تَرَکَ الْفَوَاحِشَ جو بیحیائیون کو چھوڑے اُسکی فضیلت کا بیان **ف** فاحشہ ہر سخت گناہ کو کہتے ہین قول سے ہو یا فعل سے اور غالباً زنا کو فاحشہ کہا جاتا ہے اور اغلام کو بھی فاحشہ کہا جاتا ہے اسیواسطے اکثر کے نزدیک زنا اور اغلام کی ایک حد ہے **حَدَّثَنِیْ** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ فِیْ خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ امْرَاَۃٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ اِلٰی نَفْسِہَا قَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ فَاَخْفٰی حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا صَنَعَتْ یَمِیْنُہٗ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہین جنکو خدا تعالے اپنے سائے مین رکھے گا جسدن اُسکے سائے کی سوائے کہین سایہ نہوگا یعنے قیامت مین ایک تو منصف سردار دوسرا وہ جوان جو امنگ جوانی سے خدا تعالے کی بندگی مین مشغول ہوا تیسرا وہ مرد جسنے خدا تعالے کو یاد کیا خالی مکان مین سو اُسکی دونو آنکھون سے پانی جاری ہوا چوتھا وہ مرد جسکا دل مسجد مین لگا رہتا ہے یعنے باربار جماعت کے واسطے مسجد مین جاتا ہے پانچوین وہ دو مرد جو خدا تعالے کے واسطے آپسمین محبت رکھتے ہین چھٹا وہ مرد جسکو مالدار باعزت خوبصورت عورت نے بلایا اپنی جان کی طرف یعنے بدکاری کے واسطے تو اُس نے کہا کہ مین خدا تعالے سے ڈرتا ہون مین بدکام ہرگز نہین کرونگا ساتوان وہ مرد جس نے خیرات کی سو اُسکو چھپایا یہانتک کہ نہین جانتا اُسکا بایان ہاتھ کہ کیا خرچ کیا اُسکے داہنے ہاتھ نے یعنے نہایت چھپا کر دیا **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الزکوٰۃ مین گذری اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ ایک وہ مرد ہے جسکو بلایا باعزت خوبصورت عورت نے اپنی جان کی طرف بلایا تو اُس نے کہا کہ مین اللہ تعالے سے ڈرتا ہون **حَدَّثَنِیْ** مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ ح وَحَدَّثَنِیْ خَلِیْفَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ

حدثنا ابو حازم عن سھل بن سعد الساعدی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من توکل لی ما بین رجلیہ وما بین لحییہ توکلت لہ بالجنۃ ترجمہ سہل بن سعد رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری خوشنودی کی خاطر ضامن ہوا اسکا جو اسکے دونو پیروں میں ہے یعنے حرام کاری نہ کرے اور جو ضامن ہوا اسکا جو اسکے دونو جبڑون میں ہے یعنے زبان سے جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے حرام نہ کہاوے تو میں اسکے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں **ف** اصل توکل کے معنے ہیں اعتماد کرنا کسی چیز پر اور یقین کرنا ساتھ اسکے اور جو پیرون کے درمیان ہے یعنے شرمگاہ اور جو جبڑون کے درمیان ہے یعنے زبان یا بولنا

باب اثم الزناۃ زانیون کے گناہ کا بیان وقول اللہ ولا یزنون ولا تقربوا الزنی انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا ترجمہ اور خدا تعالے نے فرمایا اور نہین حرامکاری کرتے اور خدا تعالے نے فرمایا اور نہ نزدیک جاؤ حرامکاری کے اسواسطے کہ وہ بیحیائی ہے اور بری راہ **ف** پہلی آیت اشارہ ہے طرف اس آیت کی جو فرقان میں ہے اور مراد اس سے قول خدا تعالے کا ہے پچھلی آیت میں ومن یفعل ذلک یلق اثاما یعنے جو یہ کرے وہ گناہ کو ملے گا اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز کی کہ اسکے بعضے طرق مین ہے اور وہ بیچ اخیر طریق مسدد کی ہے یحیے قطان سے متصل ساتھ قول اسکے کہ حلیلۃ جارک کہا سو یہ آیت اتری حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے اور جو نہین پکارتے خدا تعالے کے ساتھ کسی معبود کو اس قول تک اور نہین حرامکاری کرتے اور جو یہ کام کرے وہ گناہ کو ملے گا (فتح) حدثنا داؤد بن شبیب قال حدثنا ھمام عن قتادۃ قال اخبرنا انس قال لاحدثنکم حدیثا لا یحدثکموہ احد بعدی سمعتہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تقوم الساعۃ واما قال من اشراط الساعۃ ان یرفع العلم ویظھر الجھل ویشرب الخمر ویظھر الزنی ویقل الرجال ویکثر النساء حتی یکون للخمسین امرأۃ القیم الواحد ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہا کہ البتہ مین تم سے بیان کرتا ہون وہ حدیث کہ میرے بعد کوئی تمسے بیان نہین کریگا مینے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ نہ قائم ہوگی قیامت اور یا یون فرمایا کہ قیامت کی نشانیون سے یہ ہے کہ علم اُٹھایا جاوے گا اور جہالت ظاہر ہوگی اور شراب پی جاویگی اور حرامکاری ظاہر ہوگی یعنے پھیل جاویگی اور مرد کم ہو جاوینگے اور عورتین بہت ہو جاوینگی یہانتک کہ پچاس عورتون کا ایک خبر لینے والا رہجاویگا اور اس حدیث کی شرح کتاب العلم مین گذری اور غرض اس سے یہ ہے کہ حرامکاری ظاہر ہوگی یعنے پھیل جاویگی اور مشہور ہو جاویگی یہانتک کہ اسکو چھپایا نہ جاویگا زانیون کی کثرت ہونے سے (فتح)

حدثنی محمد بن المثنی قال حدثنا اسحاق بن یوسف قال اخبرنا الفضیل بن غزوان عن عکرمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزنی العبد حین یزنی وهو مؤمن ولا یسرق السارق حین یسرق وهو مؤمن ولا یشرب حین یشرب وهو مؤمن ولا یقتل وهو مؤمن قال عکرمة قلت لابن عباس کیف ینزع الایمان منه قال هکذا وشبک بین اصابعه ثم اخرجها فان تاب عاد الیه هکذا وشبک بین اصابعه **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حرامکاری کرتا ہے بندہ حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں چوری کرتا چوری کرنے والا جبکہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں شراب پیتا جبکہ شراب پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں قتل کرتا کسی کو اور حالانکہ وہ ایماندار ہے عکرمہ کہتا ہے میں نے ابن عباس رض سے کہا کہ اس سے ایمان کس طرح کھینچا جاتا ہے کہا اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا پھر انکو ایک دوسرے سے نکالا پھر اگر اس نے توبہ کی تو اسکی طرف پھر آتا ہے اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا **حدثنا** آدم قال حدثنا شعبة عن الاعمش عن ذکوان عن ابی هریرة قال قال النبی صلی الله علیه وسلم لا یزنی الزانی حین یزنی وهو مؤمن ولا یسرق حین یسرق وهو مؤمن ولا یشرب حین یشرب وهو مؤمن والتوبة معروضة بعد **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جبکہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں چوری کرتا چوری کرنے والا جبکہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں شراب پیتا جبکہ شراب پیتا ہے اور حالانکہ ایماندار ہے اور توبہ پیش کیگئی ہے بعد اسکے **ف** کہا ترمذی نے بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے کافر کہا ہو زنا اور چوری کرنے اور شراب پینے سے یعنے ان لوگوں میں سے جنکے خلاف کا اعتبار ہے اور امام باقر سے روایت ہے کہ یہ نکلا ایمان سے طرف اسلام کی یعنے اس لئے ایمان کو اسلام سے خاص تر ٹھہرایا ہے سو جب ایمان سے خارج ہوا تو اسلام میں باقی رہا اور یہ موافق ہے جمہور کے قول کو کہ مراد ساتھ ایمان کے اس جگہ کمال ایمان کا ہے نہ اصل ایمان یعنے کامل مومن نہیں رہتا نہ یہ کہ بالکل مومن نہیں رہتا (فتح) **حدثنا** عمرو بن علی قال حدثنا یحیی قال حدثنا سفیان قال حدثنی منصور وسلیمان عن ابی وائل عن ابی میسرة عن عبد الله قال قلت یا رسول الله ای الذنب اعظم قال ان تجعل لله ندا وهو خلقك قلت ثم ای

قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ اَجْلَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ
قَالَ يَحْيٰى وَحَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَاصِلٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ مِثْلَهٗ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُهٗ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَكَانَ حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيٰنَ
عَنِ الْاَعْمَشِ وَمَنْصُوْرٍ وَوَاصِلٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مَيْسَرَةَ قَالَ دَعْهُ دَعْهُ **ترجمہ** عبد اللہ
بن مسعودؓ سے روایت ہی کہ مین نے کہا یا حضرتؐ کون گناہ بہت بڑا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا یہ کہ تو خدا تعالےٰ کے ساتھ شریک ٹہیرادے اور حالانکہ اُس نے تجھکو پیدا کیا مینے کہا پہر
کون فرمایا یہ کہ اپنی اولاد کو قتل کرے اس سبب سے کہ تیرے ساتھ کہاوے مینے کہا پہر کون فرمایا یہ کہ
تو اپنے ہمسایہ کی عورت سے زنا کرے کہا یحییٰ نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے الخ یعنے ثوری
نے یہ حدیث تین آدمیون سے بیان کی اُن تینون نے اسکو ابووائل سے روایت کیا ہے سو اعمش
اور منصور نے تو ابووائل . . . . اور ابن مسعودؓ کے درمیان ابومیسرہ کا واسطہ
داخل کیا ہے اور واصل نے اسکو حذف کیا ہے اور ضبط کیا ہے اسکو یحییٰ نے سفیان سے اسی طرح
مفصل اور ابن عبد الرحمن سو حدیث بیان کی اُس نے پہلے بدون تفصیل کے سو حمل کیا اُس نے
واصل کی روایت کو اوپر روایت منصور اور اعمش کے پس جمع کیا تینون کو اور داخل کیا ابومیسرہ
کو سند مین پہر جب عمرو نے ذکر کیا کہ یحییٰ نے اسکو مفصل بیان کیا ہے تو اُس نے اسمین تردد کیا
اور صرف سفیان سے روایت کی منصور اور اعمش کے طریق سے فقط اور واصل کا طریق چہوڑ دیا اور
یہی ہین معنے اُسکے اس قول کے دعہ یعنے چہوڑ دے اس سند کو جس مین ابومیسرہ کا ذکر نہین
ف کہا ابن بطال نے جائز ہے کہ بعضے گناہ بڑے ہون بعضے اُن دونو گناہون سے جو مذکور
ہین اس حدیث مین بعد شرک کے اس واسطے کہ نہین اختلاف ہے درمیان امت کے کہ اغلام کرنے
والے کا گناہ زنا کرنے والے کے گناہ سے بڑا ہے مین کہتا ہون کہ اس مین کسی امام سے صریح
نقل نہین پائی گئی بلکہ منقول جماعت سے عکس اسکا ہے اسواسطے کہ حد اُسکی نزدیک جمہور کے
اور راجح اقوال سے سوائے اسکے کچھ نہین کہ ثابت ہوئی ہے ساتھ قیاس کرنے کے زنا پر اور مقیس علیہ
اعظم ہے مقیس سے یا مساوی ہے اسکے واسطے اور یہ جو حدیث وارد ہوئی ہے کہ قتل کرو فاعل اور
مفعول کو تو یہ حدیث ضعیف ہی اور نیز اسمین کوئی مفسدہ نہین مگر کہ ویسا زنا مین بھی موجود ہے
بلکہ اشد اُس سے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تینون گناہ باترتیب ہین بڑے ہونے مین سب سے بڑا شرک ہے
اُسکے بعد قتل کرنا اولاد کا اُسکے بعد زنا کرنا اور اگر کوئی اور گناہ جو اس حدیث مین مذکور نہین ان سے

بڑا ہوتا تو جواب سوال کے مطابق نہوتا ہاں یہ جائز ہے کہ کوئی گناہ جو اس حدیث میں مذکور نہیں ان کے
مساوی ہو سو ہوگی تقدیر مرتبے ثانی میں مثلاً بعد قتل موصوف کے اور جو فحش میں اسکی مثل ہو لیکن یہہ
مستلزم ہے یہ کہ ہو اُس چیز میں کہ نہیں مذکور ہے دوسرے مرتبے میں کوئی گناہ جو عظیم ہو اُس سے جو تیسرے مرتبے
میں ہے اور نہیں ہے کوئی ضمیر بیچ اسکے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنا سو
جائز ہے کہ یہ چوتھے مرتبے میں ہو اور یہہ اکبر ہے اُن گناہوں سے جو اُس سے کم ہیں (فتح) **باب** رَجْمِ
الْمُحْصَنِ باب ہے بیچ بیان سنگسار کرنے محصن کے **ف** محصن احصان سے ہے اور آتا ہے ساتھ
معنے عفت کے اور تزویج کے اور اسلام کے اور حریت کے اسواسطے کہ ہر ایک ان چیزوں میں سے منع کرتی ہے
مکلف کو بیحیائی سے اور محصن ساتھ صیغہ اسم فاعل کے ہے اور ساتھ لفظ اسم مفعول کے ہے اور وہ یہ ہے
کہ مراد ساتھ اسکے اس جگہہ وہ ہے جسکے واسطے بیوی ہو اس سے عقد کیا ہو اور اس سے صحبت کی ہو سو گویا کہ جس نے
اسکو نکاح کر دیا ہے یا نکاح کرنیکا باعث ہوا ہے اگرچہ اسکا نفس ہو اُس نے اسکو محصن کیا ہے یعنے کیا ہے
اسکو عفت کے قلعے میں اور منع کیا ہے اُسکو بیحیائی کے عمل سے اور جس عورت نے نکاح کیا ہو اُسکو بھی محصنہ
کہتے ہیں کہ اُسکے خاوند نے اُسکو بچایا ہے اور کہا ابن منذر نے اجماع ہے اسپر کہ نہیں ہوتا ہے مرد محصن
نکاح فاسد سے اور نہ شبہ سے اور مخالفت کی ہے اُنکی ابو ثور نے سو اُس نے کہا کہ محصن ہو جاتا ہے اور
اجماع ہے اسپر کہ نہیں ہوتا ہے مجرد نکاح سے محصن اور اختلاف ہے اسمیں جبکہ خلوت کرے ساتھ
اُس کے اور دعویٰ کرے کہ اس نے اُس سے صحبت نہیں کی کہا یہانتک کہ قائم ہوں گواہ یا
پایا جاوے اس سے اقرار یا معلوم ہو اُسکے واسطے بیٹا اُس عورت سے اور مالکیہ سے ہے کہ جب میاں بیوی سے
ایک زنا کرے اور اختلاف کریں وطی میں تو نہ تصدیق کی جاوے زانی کی اگرچہ نہ گذری ہو دونو کو واسطے
مگر ایک رات اور زنا سے پہلے محصن نہیں ہوتا اگرچہ رہا اُسکے ساتھ جو رہا اور اگر آزاد مرد لونڈی سے نکاح
کرے تو کیا وہ اُس سے محصن ہوتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اکثر کا یہ قول ہے کہ محصن ہو جاتا ہے اور عطا
اور حسن اور قتادہ اور ثوری اور کوفیوں اور احمد اور اسحاق سے ہے کہ نہیں ہوتا اور اگر کتابی عورت سے
نکاح کرے تو کہا ابراہیم اور طاوس اور شعبی نے کہ وہ اُسکو محصن نہیں کرتی اور حسن سے ہے کہ نہیں محصن
کرتی ہے یہانتک کہ صحبت کرے اُس سے اسلام میں اور جابر بن زید اور ابن مسیب سے روایت ہے کہ وہ اُسکو
محصن کرتی ہے اور یہی قول ہے عطا اور سعید بن جبیر کا اور کہا ابن بطال نے اجماع ہے اصحاب کا اور
شہروں کے اماموں کا اسپر کہ محصن یعنے بیاہا ہوا جب زنا کرے جان بوجھ کر جانتا ہو مختار ہو تو واجب ہے اُسپر رجم
اور دفع کیا ہے اُسکو بعض خارجیوں اور معتزلہ نے اور اُنہوں نے اُسکی علت یہ بیان کی ہے کہ سنگسار

کرنا قرآن مین مذکور نہین اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنگسار
کیا اور اسیطرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اماموں نے بہی اور اسی واسطے اشارہ کیا علما نے ساتھ قول
اپنے کے باب کی اول حدیث مین اور یہ مین نے اسکو سنگسار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے اور ثابت
ہو چکا ہی صحیح مسلم مین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سیکہو مجہہ سے سیکہو مجھ سے مقرر خدا تعالے نے
ان عورتون کی راہ کردی کوارے کو کوارے کے ساتھ سو کوڑے اور برس بہر شہر بدر کرنا اور نکاح والے کو
ساتھ سو کوڑے اور سنگساری اور عمر فاروق رضہ سے روایت ہی کہ اول رجم کی آیت قرآن مین تھے پہر اسکی تلاوت
منسوخ ہوئی اور اسکا حکم باقی رہا دسیاتی انشاء اللہ تعالے (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ مَنْ زَنٰی بِاُخْتِہٖ حَدُّہٗ
حَدُّ الزَّانِیْ ترجمہ اور کہا حسن نے کہ جو اپنی بہن سے زنا کرے اسکی حد زانی کی حد ہے **ف** اور حسن
بصری سے روایت ہے کہ جو جان بوجہہ کر محرم عورت سے نکاح کرے اسپر حد ہے اور وجہ دلالت
کی علی رضہ کی حدیث سے یہ ہی کہ علی مرتضے رضہ نے کہا کہ مین نے اس عورت کو سنگسار کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی سنت سے اور نہین فرق کیا اسمین کہ زنا محرم سے کیا ہو یا غیر محرم سے اور اشارہ کیا ہی بخاری
نے ساتھ اسکے اس طرف کہ جو حدیث کہ وارد ہوئی ہے اسمین کہ جو محرم عورت سے زنا کرے اسکو قتل کیا
جاوے تو یہ حدیث ضعیف ہی اور مشہور تر حدیث اس باب مین حدیث براء کی ہے کہ مین اپنے ماموں سے
ملا اور اسکے ساتھ علم تھا سو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو بہیجا ایک مرد کی طرف جس نے
اپنے باپ کی عورت سے نکاح کیا ہے کہ اسکی گردن مارون اور اسکی سند مین بڑا اختلاف ہے اور اسکے
واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اسکو دارقطنی نے اور ساتھ ظاہر اس حدیث کے قائل ہے امام احمد
اور حمل کیا ہے اسکو جمہور نے اسپر جو اسکو حلال جانے بعد اسکے کہ اسکو اسکا حرام ہونا معلوم ہو ساتھ
قرینے امر کے ساتھ لینے مال اسکے کے اور تقسیم کرنے اسکے کے (فتح) **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ حِيْنَ رَجَمَ الْمَرْاَۃَ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ رَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ علی مرتضے رضہ سے روایت ہی
جبکہ انہون نے رجم کیا ایک عورت کو جمعہ کے دن کہا کہ مین نے اسکو سنگسار کیا حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی سنت سے **ف** اور ذکر کیا ہے ابن عبد البر نے شعبی رح سے کہ علی مرتضے رضہ کے پاس ایک حاملہ
عورت لائی گئی تو علما نے اس سے کہا کہ شاید کسی مرد نے تجھ سے زبردستی کی اس نے کہا نہین کہا شاید تو سوتی
ہو گی اس نے کہا کہ نہین کہا تیرا خاوند شاید ہمارا دشمن ہے اس نے کہا نہین سو حکم کیا حضرت علی رضہ نے
اسکے قید کرنیکا سو وہ قید کی گئی پہر جب اس نے بچہ جنا تو جمعرات کے دن اسکو سو کوڑے مارے پہر اسکے قید مین

رکھا پھر جمعہ کے دن اسکے واسطے گڑھا کھودا اور اسکو سنگسار کیا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی مرتضی رض سے کہا کہ تو نے دو حدون کو جمع کیا تو انہون نے کہا کہ مین نے خدا تعالے کی کتاب سے سو کوڑے مارے اور سنت سے سنگسار کیا اور کہا ابی بن کعب نے مثل اسکی اور مذہب احمد اور اسحاق اور داؤد اور ابن منذر کا یہ ہے کہ زانی محصن کو کوڑے مارے جاوین سنگسار کیا جاوے اور کہا جمہور نے کہ دونو حدون کو جمع نہ کیا جاوے اور ذکر کیا ہے انہون نے کہ عبادہ کی حدیث منسوخ ہے یعنے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ نکاح والے کے ساتھ سو کوڑے اور سنگساری الخ اور ناسخ اسکے واسطے وہ ہے جو ثابت ہو چکا ہے ماعز کے قصے مین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سنگسار کیا اور نہین مذکور ہے سنگسار کرنا اور اسکے نہ ذکر کرنے نے دلالت کی اسپر کہ جلد یعنے کوڑون کا مارنا واقع نہین ہوا اور انکے نہ واقع ہونے نے دلالت کی اسپر کہ جلد واجب نہین کہا شافعی نے دلالت کی سنت نے اسپر کہ کوڑے مارنا ثابت ہے کواری پر اور ساقط ہے نکاح والے سے اور قصہ ماعز کا متراخی ہے عبادہ رض کی حدیث سے اور بعضون نے کہا کہ جلد اور رجم کا جمع کرنا خاص ہے ساتھ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کی سوائے جوان کے کہا نووی نے یہ مذہب باطل ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر جواز نسخ تلاوت کے سوا حکم کے اور خلاف کیا ہے اسمین بعض معتزلہ نے اور علت بیان کی ہے اس نے ساتھ اسکے کہ تلاوت ساتھ حکم کے مثل علم کے ہے ساتھ عالمیت کے پس جدے جدے نہونگے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ منع کے اسواسطے کہ عالمیت نہین منافی ہے قیام علم کو ساتھ ذات کے ہمنے مانا لیکن تلاوت نشانی ہے حکم کی سو دلالت کرتا ہے وجود اسکا اسکے ثبوت پر اور نہین دلالت ہے مجرد اسکے سے اوپر وجوب دوام کے پس نہین لازم آتا ہے نہ ہونے نشانی کے سے بیچ طرف دوام کے نہ ہونا اس چیز کا جسپر تلاوت دلالت کرتی ہے سو جب تلاوت منسوخ ہوئی تو نہ نفی ہوگی مدلول کی اور اسی طرح بالعکس ہے (فتح)

حَدَّثَنِی اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِي اَوْفٰى هَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ قَبْلَ سُوْرَةِ النُّوْرِ اَوْ بَعْدُ قَالَ لَا اَدْرِیْ

ترجمہ شیبانی سے روایت ہے کہ مین نے عبد اللہ بن ابی اوفے سے پوچھا کہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنگسار کیا ہے اس نے کہا ہان مین نے کہا کہ سورہ نور کے اترنے سے پہلے یا پیچھے اس نے کہا کہ مین نہین جانتا **ف** اور فائدہ سوال کا یہ ہے کہ سنگسار کرنا اگر اس سے پہلے واقع ہوا ہے تو ممکن ہے کہ دعوے کیا جاوے منسوخ ہونے اسکے کا ساتھ نص کرنے کے بیچ اسکے اسپر کہ حد زانی کی کوڑے مارنا ہے اور اگر اس سے بعد واقع ہوا ہے تو ممکن ہے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اسکے اوپر منسوخ

ہونے جلد کے محصن کے حق میں لیکن وارد ہوتا ہے اسپر کہ وہ منسوخ کرنا کتاب کا ہے ساتھ سنت
کے اور اسمیں اختلاف ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ منع نسخ کتاب کا سنت سے اس وقت
ہے جبکہ خبر واحد سے ہو اور اگر حدیث مشہور ہے تو منع نہیں اور نیز نہیں ہے یہ نسخ اور وہ تو صرف مخصص
ہے ساتھ غیر محصن کے اور قائم ہوئی ہے دلیل اسپر کہ واقع ہوا ہے سنگسار کرنا بعد سورہ نور کے اسواسطے
کہ سورہ نور افک کے قصے میں اتری تھی اور رجم اسکے بعد واقع ہوا ہے (فتح) **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ
مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ
الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ اَنَّهُ قَدْ زَنٰى فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ وَكَانَ قَدْ اُحْصِنَ **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا کہ اس نے زنا کیا سو اس نے
اپنے نفس پر چار بار گواہی دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو وہ
سنگسار کیا گیا اور البتہ وہ بیاہا ہوا تھا **باب** لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُوْنُ وَالْمَجْنُوْنَةُ نہ سنگسار کیا جاوے
مجنون مرد اور مجنون عورت کو **ف** یعنے جبکہ واقع ہو بیچ زنا کے جنون کی حالت میں اور اسپر اجماع
ہے اور اختلاف ہے اس میں جبکہ واقع ہو بیچ حالت صحت کی پھر دیوانہ ہو جاوے تو کیا دیر کی جاوے
ہوش میں آنے تک کہا جمہور نے کہ نہ تاخیر کی جاوے اس واسطے کہ مراد ہلاک کرنا ہے پس نہیں ہیں کوئی
معنے واسطے تاخیر کے برخلاف اس شخص کے جو کوڑے مارا جاوے اس واسطے کہ مقصود ساتھ اس کے
درد دینا ہے سو اسمیں دیر کی جاوے یہانتک ہوش میں آوے وَقَالَ عَلِيٌّ لِعُمَرَ مَا عَلِمْتَ اَنَّ الْقَلَمَ
رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ
ترجمہ اور کہا علیؓ نے عمرؓ سے کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ قلم اٹھایا گیا ہے مجنون سے یہانتک کہ ہوش
میں آوے اور لڑکے سے یہانتک کہ بالغ ہو اور سونے والے سے یہانتک کہ جاگے **ف** روایت
کیا ہے اس اثر کو ابن حبان اور نسائی وغیرہ نے اور ترجیح دی ہے نسائی نے اسکے موقوف ہونے کو
لیکن وہ حکما مرفوع ہے اور اس اثر کے اول میں قصہ ہے جو ترجمہ باب کے مطابق ہے اور وہ
ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضؓ کے پاس ایک مجنون عورت لائی گئی جس نے زنا
کیا تھا اور وہ حاملہ تھی سو عمر رضؓ نے ارادہ کیا کہ اسکو سنگسار کریں تو علی مرتضی رضؓ نے اس سے کہا کہ کیا
تو نے نہیں جانا کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھایا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضؓ نے اسکو

چھوڑ دیا اور کہا کہ تو سچا ہے اور ایک روایت مین ہی کہ علی رض نے عمر رض سی کہا کہ کیا تو نے نہین جانا کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُٹھایا گیا ہے قلم تین آدمیون سی ایک مجنون سے جسکی عقل مغلوب ہو دوسرا
لڑکے سے یہانتک کہ بالغ ہو تیسرا سونے والے سی یہانتک کہ جاگے پس یہ حدیث مرفوع ہے اور نسائی نے
اس حدیث کو بہت طریقون سے روایت کیا ہے اور کہا کہ نہین صحیح ہے کوئی چیز اس سے اور مرفوع اولے
ہے ساتھ صواب کے مین کہتا ہون اور مرفوع کے واسطے شاہد ہے ابی ادریس خولانی کی حدیث سی کہ مجھکو کئی
اصحاب نے خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُٹھایا گیا ہے قلم حدین چھوٹے سی یہانتک کہ بڑا
اور سوتے سی یہانتک کہ جاگے اور دیوانے سے یہانتک کہ ہوش مین آوے اور مغلوب العقل سے روایت کیا
ہے اسکو طبرانی نے اور البتہ لیا ہی فقہا نے اس حدیث کو لیکن ذکر کیا ہے ابن حبان نے کہ مراد ساتھ
اُٹھنے قلم کے یہ ہی کہ انکی بدی نہین لکھی جاتی ہے سوا نیکی کے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح مین
کہ یہ حدیث ظاہر ہے لڑکے مین سوا مجنون اور سونیوالے کے اسواسطے کہ وہ دونو صحت عبادت کے قابل
نہین واسطے زائل ہونے شعور اور عقل کے اور حکایت کی ہے ابن عربی نے کہ بعضے فقہا پوچھے گئے لڑکے
کے اسلام سے تو اس نے کہا کہ لڑکے کا اسلام صحیح نہین اور استدلال کیا اس نے ساتھ اس حدیث کے
اور معارضہ کیا گیا ہے اسکا ساتھ اسکے کہ اس سے تو صرف مواخذہ کا قلم اُٹھایا گیا ہے اور اسپر قلم ثواب کا
سو وہ نہین اُٹھایا گیا اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے کہا جسنے حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے پوچھا تہا کہ کیا اس لڑکے کے واسطے حج ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان اور
نیز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ حکم کرو انکو نماز کا اور جب اسکے واسطے ثواب کا قلم جاری ہی تو پہر کلمہ
اسلام کا اجل انواع ثواب کا ہے تو کس طرح کہا جاویگا کہ وہ واقع ہوتا ہی لغو اور معتبر ہے اسکا حج اور انکی نماز
اور یہ جو کہا یہانتک کہ محتلم یعنے بالغ ہو تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اسپر کہ بالغ ہونے سے پہلے اس کو
مواخذہ نہین ہوتا (فتح) **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ اَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى رَدَّدَ عَلَيْهِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا
شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ
اُحْصِنْتَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِي
مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ
فَاَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سی روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا تو اس نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نے زنا کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منہہ پھیرا یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چار بار مکرر کہا سو جب اُس نے اپنی جان پر گواہی دی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بلایا اور فرمایا کیا تو دیوانہ ہے اُس نے کہا کہ نہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو بیاہا ہوا ہے اُس نے کہا ہان تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکو لے جاؤ اور اُسکو سنگسار کرو کہا ابن شہاب نے سو خبر دی مجھکو جس نے جابر بن عبداللہ رضی سے سنا اُس نے کہا کہ مین بھی سنگسار کرنے والون مین تھا سو ہم نے اسکو عید گاہ مین سنگسار کیا سو جب پتھرون نے اُسکو بیقرار کیا تو بھاگا تو ہمنے اسکو سنگستانی زمین پایا پھر ہمنے اسکو سنگسار کیا

ف یہ جو کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے مُنہہ پھیرا تو ایک روایت مین ہے کہ الگ ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مُنہہ کی طرف جس طرف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہہ پھیرا تھا یعنے منتقل ہوا اُس طرف سے جسمین تھا اُس طرف جسطرف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منہہ تھا اور ایک روایت مین ہے کہ وہ ماغز تھا اور یہ جو کہا کہ اس نے چار بار مکرر کہا یعنے یعنے چار بار اقرار کیا تو مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھکو خرابی پھر اور اللہ تعالے سے مغفرت مانگ اور اُسکی طرف توبہ کر تو وہ تھوڑی دور پھرا پھر آیا اور کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو گناہ سے پاک کیجیے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے صدیق اکبر رض کے پاس آیا تو اُس نے کہا کہ مین نے زنا کیا ہے ابو بکر رض نے کہا کہ اللہ تعالے کی طرف توبہ کر اور عیب کو چھپا خدا تعالے کی پردہ پوشی سے پھر عمر فاروق رض کے پاس آیا انہون نے بھی اسی طرح کہا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے تین بار منہہ پھیرا اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے تو فائدہ سوال کا یہ ہے کہ اگر وہ دعوے کرتا کہ وہ دیوانہ ہے تو البتہ اُسپر سے حد دور ہو جاتی یہانتک کہ اُسکے دعوے کا خلاف ظاہر ہوتا سو جب اس نے جواب دیا کہ وہ دیوانہ نہین تو اُس سے سوال کیا واسطے اس احتمال کے کہ اسی طرح ہوا ور اُسکے قول کا اعتبار نہو اور کہا عیاض نے کہ فائدہ سوال کا کہ کیا تو دیوانہ ہے ستر حالت کا ہے اور بعید جاننا اس بات کو کہ اصرار کرے عاقل ساتھ اعتراف اس چیز کے کہ اُسکے ہلاک کو چاہے اور شاید کہ وہ اپنے قول سے رجوع کرے یا اسواسطے کہ اس تنہا سُنا یا اسواسطے کہ پورا ہوا اقرار اُسکا چار بار جسکی نزدیک وہ شرط ہے اور تعقب کیا ہے بعض

شارحون نے اسکے اس قول کو یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو اس سے تنہا سنا ساتھ اسکے کہ یہ
کلام ساقط ہے اس واسطے کہ نفس حدیث مین واقع ہوا ہے کہ یہ واقعہ اصحاب کی موجودگی مین تھا مسجد مین
اور ایک روایت مین ہے کہ کیا تو نے شراب پی ہے اس نے کہا کہ نہین سو ایک مرد اسکی طرف کھڑا
ہوا تو اس نے اسکو سونگھا تو اس سے شراب کی بو نہ پائی اور ایک روایت مین ہے کہ شاید تو نے
بوسہ لیا ہوگا یا غمز کیا ہوگا یا نظر کی ہوگی یعنے ان سب پر زنا بولا گیا لیکن اس مین حد نہین اور ایک
روایت مین ہے کہ کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے اس نے کہا ہان فرمایا یہانتک کہ داخل ہوا
یہ ذکر تیرا اسکی شرمگاہ مین اس نے کہا ہان فرمایا جیسے غائب ہوتی ہے سلائی سرمہ دانی مین اس نے
کہا ہان فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کیا ہے زنا اس نے کہا ہان اس نے کہا مین نے اس عورت سے
حرامکاری کی جو مرد اپنی عورت سے حلال کرتا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا
اس قول سے کیا مطلب ہے اس نے کہا کہ مجھکو پاک کیجے سو اسکو سنگسار کیا گیا اور اس حدیث مین
فوائد مین بڑی فضیلت ہے ماعز کے واسطے اسلیئے کہ وہ بدستور رہا اوپر طلب قائم کرنے حد کی اوپر اسکے
باوجود توبہ اسکی کے تاکہ تمام ہو پاک ہونا اسکا اور نہ رجوع کیا اس نے اپنے اقرار سے باوجود اسکے
کہ طبع انسان کی تقاضا کرتی ہے اسکو کہ نہ بدستور رہے اس اقرار پر جو تقاضا کرے اسکی جان کے
ہلاک کرنے کو سو جہاد کیا اس نے اپنے نفس سے اسپر اور قوی ہوا اوپر نفس کے اور اقرار کیا بغیر
اضطرار کے طرف اقامت اسکی کی اوپر اسکے ساتھ شہادت کے باوجود واضح ہونے طریق کے طرف
سلامت رہنے اسکی کی قتل سے ساتھ توبہ کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے اسکے واسطے
جسکے ساتھ ایسا حال واقع ہو کہ توبہ کرے طرف اللہ تعالے کی اور اپنی جان سے پردہ پوشی کرے
اور اسکو کسی کے آگے ذکر کرے کہ مین نے حرامکاری کی جیسا کہ اشارہ کیا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق
نے ماعز کو طرف اسکی اور یہ کہ جو اسپر مطلع ہو اسکا عیب چھپاوے اور اسکو لوگون مین رسوا نہ کرے
اور نہ حاکم کی طرف اسکا مقدمہ اٹھا لے جاوے جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قصے مین
فرمایا کہ اگر تو اسکو اپنے کپڑے سے چھپاتا تو البتہ بہتر ہوتا اور ساتھ اسکے جزم کیا ہے شافعی نے
سو کہا کہ جو کسی گناہ کو پہنچے اور خدا تعالے اسکا عیب چھپاوے تو وہ اپنے عیب کو چھپاوے
اور توبہ کرے اور کہا ابن عربی نے کہ یہ حکم سب غیر مجاہر کے حق مین ہے اور جب کھلم کھلا بیحیائی کو کرنے
والا ہو مجاہر ہو تو مین چاہتا ہون کہ اسکا عیب ظاہر کیا جاوے تاکہ اسکو اور اسکے غیر کو اس سے
تنبیہ ہووے اور مشکل ہے مستحب ہونا ستر کا باوجود اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے تعریف سے ماعز اور

فاری عورت کے حق مین اور جواب دیا ہے ہمارے شیخ نے شرح ترمذی مین کہ فامدیہ کا حال ظاہر ہو چکا
تھا باوجودیکہ اُسکا کوئی خاوند نہ تھا پس دشوار ہوا استتار واسطے اطلاع کے اُس چیز پر کہ مشعر ہی ساتھ
فاحشہ کے اور اسی واسطے ترجیح دی بعضون نے استتار کو جس جگہہ کہ ہو وہ چیز کہ مشعر ہو ساتھہ ضد
اُسکی کے اور اگر ایسی چیز پائی جاوے تو اُٹھانا مقدمہ کا طرف امام کی تا کہ قائم کرے اسپر حد کو فضل ہے
اہو اور ظاہر یہ ہے کہ چھپانا عیب کا مستحب ہے اور اُٹھانا طرف امام کی واسطے قصد مبالغہ کے تطہیر مین
محبوب تر ہے اور علم خدا تعالے کے نزدیک ہے اور اسمین ثبوت لینا ہے بیچ ہلاک کرنے جان
مسلمان کے اور مبالغہ کرنا اُسکے نگہہ رکھنے مین واسطے اُس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے اس قصے مین تردید
اُسکی سے اور اشارہ کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سے طرف اُسکی ساتھ رجوع کے اور اشارہ
کرنے سے طرف قبول ہونے اُسکے دعوے کے اگر دعوے کرے زبردستی کا یا چوکنے کا زنا کے معنے
مین یا مباشرت کا سوائے فرج کے مثلاً اور اُسمین مشروع ہونا اقرار کا ہے ساتھ فعل فاحشہ کے نزدیک
امام کے اور مسجد مین اور تصریح کرنا اُسمین ساتھ اُس چیز کے کہ شرم کی جاتی ہے بولنے سے ساتھ اُسکے
انواع گناہ سے قول مین بسبب حاجت کے جو اُسکی بقرار کرنے والی ہے اور اسمین پکارنا ہے
بڑے کو بلند آواز سے اور اعراض کرنا امام کا اس شخص سے جو اقرار کرے ساتھ امر کے جو محتمل ہے اقامت
حد کو واسطے اس احتمال کے کہ تفسیر کرے اُسکو ساتھ اُس چیز کے کہ نہین واجب کرتی ہے حد کو یا رجوع کرے
اور استفسار کرنا اُس سے اُسکی شرطون کا تا کہ مرتب ہو اسپر مقتضا اُسکا اور یہ کہ اقرار مجنون کا لغو ہے اور
تعریض کرنا اقرار کرنیوالے کو ساتھ اسکے کہ پھر جاوے اور یہ کہ جب وہ رجوع کرے تو اُسکا رجوع قبول کیا جاوے
اور یہ کہ مستحب ہے اسکے واسطے جو گناہ مین واقع ہوا اور پچھتاوے یہ کہ توبہ کی طرف جلدی کرے اور کسی کو
اُسکی خبر نہ دیوے اور اپنا عیب چھپاوے خدا تعالے کی پردہ پوشی سے اور اگر اتفاقاً کسی کو خبر دیدیوے
تو مستحب ہے کہ حکم کرے اُسکو ساتھ توبہ کے اور چھپانے اُسکے کے لوگون سے جیسا کہ جاری ہوا ماعز کے
واسطے ساتھ ابوبکر رض اور عمر رض کے اور روایت کیا ہے اُسکو ابو داود نے اور اس قصے مین ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزال سے فرمایا کہ اگر تو اُسکا عیب چھپاتا تیرے واسطے بہتر ہوتا یعنی اُس
سے کہ تو نے اُسکو حکم کیا ساتھ ظاہر کرنے اُسکے کے اور اُسکا عیب چھپانا یہ تھا کہ اُسکو حکم کرتا ساتھ
توبہ کرنے اور عیب چھپانے کے جیسا کہ حکم کیا اسکو ابوبکر رض اور عمر رض نے یعنے یہ افضل تھا اُسکے ظاہر
کرنے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ شرط ہے مکرر کرنا اقرار کا ساتھ حرام کاری کے
چار بار اس سے کم کے ساتھ حد واجب نہین ہوتی بدلیل ظاہر قول اُسکے کے کہ جب اُس نے اپنی جان

چار بار گواہی دی اس واسطے کہ اسمین اشعار ہے ساتھ اسکے کہ عدد ہی ہے علت بیچ تاخیر کرنے اقامت
حد کے اوپر اسکے ورنہ پہلی بار ہی اسکو سنگسار کرنیکا حکم فرماتے اور اس واسطے کہ ابن عباسؓ کی حدیث
مین ہے کہ فرمایا کہ تونے اپنی جان پر چار بار گواہی دی اسکو لے جاؤ اور سنگسار کرو اور تائید کرتا ہے اسکی
یہ کہ زنا مین چار گواہون کا ہونا شرط ہے سوا سے اور حدود کے یعنی تو بنا بر اسکے قیاس چاہتا ہے کہ اقرار
بھی چار بار ہو اور یہ قول کوفیون کا ہے اور راجح نزدیک حنابلہ کے اور ابن ابی لیلے نے زیادہ کیا ہے
یہ کہ شرط ہے کہ اقرار کی مجلس بھی متعدد ہو اور یہ ایک روایت ہے حنفیہ سے اور ظاہر یہ ہے کہ مجلس متعدد
ہوئی لیکن نہ بقدر تعداد اقرار کے اور تاویل کی ہے جمہور نے ساتھ اسکے کہ یہ فقط ماعز کے قصے مین واقع
ہوا ہے اور وہ واقعہ ہے ایک حال کا پس جائز ہے کہ ہو زیادتی واسطے زیادہ ثبوت طلب کرنے کے
اور تائید کرتا ہے اس جواب کی یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غامدیہ سے فرمایا جبکہ اس نے آکر حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ مجھکو پاک کیجیے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جا اور استغفار
کر اس عورت نے کہا کہ مین آپکو دیکھتی ہون کہ آپ مجھ سے اقرار کا تکرار چاہتے ہین جیسا آپنے ماعز سے تکرار کیا
مقر ہین تو زنا سے حاملہ ہون سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسپر حد قائم کرنے مین تاخیر نہ کی مگر اس واسطے
کہ وہ حاملہ تھی سو جب اس نے بچہ جنا تو اسکو سنگسار کروایا اور دوسری بار اس سے استفسار نہ کیا اور نہ
اسکے اقرار کے مکرر کرنے کو معتبر جانا اور نہ تعدد مجلس کو اور اسی طرح واقع ہوا ہے عسیف کے قصے مین کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے انیس اسکی عورت کے پاس جا سو اگر اقرار کرے تو اسکو سنگسار
کر سو انیس اس عورت کے پاس گیا اور اس نے اقرار کیا سو اس نے اسکو سنگسار کیا اور نہین ذکر
کیا تعدد اقرار کا اور نہ تعدد مجلس کا اور جواب دیا ہے جمہور نے قیاس مذکور سے ساتھ اسکے کہ نہین
قبول ہین قتل مین مگر دو گواہ برخلاف باقی اموال کے سو قبول کیا جاتا ہے اسمین ایک مرد اور دو
عورتین سو قیاس چاہتا تھا کہ قتل مین بھی اقرار دو بار شرط ہوتا اور حالانکہ سب کا اتفاق ہے اسپر کہ اس مین
صرف ایک بار اقرار کافی ہے اور اگر تو کہے کہ استدلال کرنا عدم ذکر تعدد اقرار سے عسیف وغیرہ کے قصے
مین ٹھیک نہین اسمین نظر ہے اس واسطے کہ عدم ذکر نہین دلالت کرتا اوپر عدم وقوع کے پس جب ثابت
ہوا ہونا عدد کا شرط تو سکوت کرنا اسکے ذکر سے احتمال ہے کہ ہوا واسطے علم کے ساتھ مامور بہ کے لیکن
ممکن ہے تمسک کرنا غامدیہ کے قول سے کہ آپ مجھ سے اقرار کا تکرار چاہتے جیسا ماعز سے تکرار کیا اور اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ نہین شرط ہے کہ پہلے امام سنگسار کرنا شروع کرے اسکو جو زنا کا اقرار کرے
اگرچہ مستحب ہے بلکہ جب گواہون سے رجم ثابت ہو تو پہلے گواہ سنگسار کرنا شروع کرین اور اسمین بھی

امام کا ہے حد کو اپنے غیر کے واسطے اور جبکو سنگسار کرنا ہو اُسکے واسطے گڑھا کھودا جاوے اور اگر
عورت کا زنا گواہون سے ثابت ہو تو مستحب ہے اُسکے واسطے گڑھا کھودنا نہ ساتھ اقرار کے اور تینون اماموں
کا مشہور قول یہ ہے کہ اُسکے واسطے گڑھا نہ کھودا جاوے اور کہا ابو یوسف اور ابو ثور نے کہ مرد اور عورت
دونو کے واسطے گڑھا کھودا جاوے اور یہ کہ جائز ہے تلقین کا اسکے واسطے جو اقرار کرے ساتھ اُس
چیز کے جو واجب کرے حد کو یعنے اُسکو وہ چیز تلقین کرنا ...... جو اُس سے حد کو دور کرے اور یہ کہ نہین
واجب ہوتی ہے حد مگر صریح اقرار سے اسی واسطے شرط ہے اس شخص پر جو زنا کی گواہی دے یہ کہ کہے
کہ مین نے اُسکو دیکھا کہ اُس نے اپنا ذکر عورت کی شرمگاہ مین داخل کیا تھا یا جو اُسکے مشابہ ہو اور یہ کافی
نہین کہ کہے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ اُس نے زنا کیا اور ثابت ہو چکا ہے ایک جماعت اصحاب سے
تلقین کرنا اس شخص کو جو حد کا اقرار کرے جیسا کہ روایت کیا ہے اُسکو مالک نے علی رضی اللہ عنہ سے اور بعضون
نے خاص کیا ہے تلقین کو ساتھ اُسکے جسپر گمان ہو کہ وہ زنا کے حکم سے جاہل ہے اور یہ قول ابو ثور کا ہے
اور مستثنے ہے تلقین سے نزدیک مالکیہ کے وہ شخص جو کھلم کھلا زنا کرتا ہو اور مشہور ہو ساتھ بچاڑنے حرام چیزون کے
اور جائز ہے تلقین کرنا اُسکا جو اُسکے سوا ہے اور نہین ہے شرط اور اسمین ہے کہ نہ قید کیا جاوے اُسکو
جو زنا کا اقرار کرے بیچ مدت استثبات کے اور حامل مین یہانتک کہ بچہ جنے اور کہا ابن عربی نے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ اُسکو قید کیا اور نہ اس سے ضامن لیا اس واسطے کہ اُسکا رجوع کرنا مقبول
ہے سو اسمین کوئی فائدہ نہین باوجود جواز اعراض کے اُس سے جبکہ رجوع کرے اور یہ جو فرمایا کہ
کیا تو بیاہا ہوا ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ واجب ہے استفسار کرنا اس حال سے جس سے اختلاف
ہو اور اگر نشے والے کے اقرار کا ...... کوئی اثر نہین لیا جاتا ہے یہ اُسکے اس قول سے کہ لوگون نے
اُسکو سونگھا اور جن لوگون نے اُسکا اعتبار کیا ہے انہون نے کہا کہ اُسکی عقل گناہ سے دور
ہو گئی تھی اور نہین ہے دلالت بیچ ماعز کے قصے مین احتمال ہے کہ یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے ہو یا
اُسکا نشہ بغیر گناہ کے واقع ہوا ہو اور یہ کہ جب کوئی زنا کا اقرار کرے تو اُسکو چھوڑا جاوے پھر اگر
تصریح کرے ساتھ رجوع کے تو خیر ورنہ سنگسار کیا جاوے اور یہ قول شافعی اور احمد کا ہے اور
دلالت اسکی ماعز کے قصے سے ظاہر ہے اور یہ کہ عیدگاہ جب وقف نہ ہو تو نہین ثابت ہوتا ہے اُسکے واسطے
حکم مسجد کا اور یہ کہ جو سنگسار کیا جاوے اُسکا جنازہ نہ پڑھا جاوے اور یہ کہ جس سے شراب کی بو
پائی جاوے اسپر حد واجب ہے یہ قول مالک اور شافعی کا ہے اور کہا نووی نے کہ صحیح ہمارے نزدیک
صحیح ہونا اقرار نشے والے کا ہے اور جاری ہونا اُسکے اقوال کا اس چیز مین کہ اسکے واسطے ہے اور اس پر

ہے اور سوال شراب پینے سے محمول ہے ہمارے نزدیک اسپر کہ اگر وہ نشے میں ہوتا تو اُسپر حد قائم نہ ہوتی (فتح) **بَابٌ لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ** زانی کے واسطے پتھر ہے **حَدَّثَنَا** أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدٌ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ وَزَادَ لَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ **ترجمہ** عائشہؓ سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا سعد اور ابن زمعہ نے یعنے زمعہ کی لونڈی کی بیٹے میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے ہے اے عبد بن زمعہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر یعنے لڑکے کا مالک وہی ہے جسکے نیچے اُس لڑکے کی ماں ہے خواہ نکاح سے ہو خواہ ملکیت سے اور اگر حرام کا دعوے کرے کہ لڑکا میرے نطفے سے ہے تو اُسکی قسمت میں پتھر ہے یعنے وہ مالک نہیں ہو سکتا اور اگر حرامکار بیاہا ہوا ہو تو اُسکو سنگسار کرنا چاہیئے اور پردہ کر اُس سے اے سودہ **حَدَّثَنَا** آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر **ف** اور اسکے ترجمہ میں اشارہ ہے اس طرف کہ وہ ترجیح دیتا ہے اُس شخص کے قول کو جس نے تاویل کی ہے حجر کی ساتھ ان پتھروں کے جن سے زانی کو سنگسار کیا جاوے یعنی مراد حجر سے وہ پتھر ہیں جنکے ساتھ زانی کو سنگسار کیا جاوے وقد تقدم ما فیہ اور مراد اُس سے یہ ہے کہ سنگسار کرنا مشروع ہے زانی کے واسطے اُسکی شرط سے نہ یہ کہ ہر زانی پہ سنگساری ہے (فتح) **بَابُ الرَّجْمِ بِالْبَلَاطِ** بلاط میں سنگسار کرنا **ف** بلاط ایک جگہہ کا نام ہے مسجد نبوی کے دروازے کے پاس کہ اُسکا فرش پتھروں وغیرہ سے تھا اور کہا ابن بطال نے کہ یہ ترجمہ مشکل ہے اسمیں اشکال ہے اس واسطے کہ سنگسار کرنے میں بلاط اور اُسکا غیر برابر ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے کہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ تنبیہ کرے اسپر کہ سنگسار کرنا نہیں خاص ہے ساتھ مکان معین کے اسواسطے کہ کبھی عیدگاہ میں سنگسار کرنے کا حکم کیا اور کبھی بلاط میں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ سنگسار کرنے کے واسطے گڑھا کھودنا شرط نہیں اسواسطے کہ بلاط میں گڑھا نہیں کھد سکتا میں نے کہا احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ جو مکان کہ مسجد کے ساتھ لگا ہوا اُسکو مسجد کا حکم نہیں ادب کرنے میں اسواسطے کہ بلاط مذکور ایک جگہہ ہے مسجد نبوی سے لگی ہوئی تھی اور باوجود اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے پاس سنگسار کرنیکا حکم

کیا (فتح) **حدثنی** محمد بن عثمان قال حدثنا خالد بن مخلد عن سلیمان قال حدثنی عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیہودی ویہودیۃ قد احدثا جمیعا فقال لہم ما تجدون فی کتابکم قالوا ان احبارنا احدثوا تحمیم الوجہ والتجبیۃ قال عبد اللہ بن سلام ادعہم یا رسول اللہ بالتوراۃ فاتی بہا فوضع احدہم یدہ علی ایۃ الرجم وجعل یقرء ما قبلہا وما بعدہا فقال لہ ابن سلام ارفع یدک فاذا ایۃ الرجم تحت یدہ وامر بہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجما قال ابن عمر فرجما عند البلاط فرأیت الیہودی اجنأ علیہا

ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد اور عورت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے گئے کہ دونوں نے بیحیائی کا کام کیا تھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا پاتے ہو تم اپنی کتاب میں انہوں نے کہا کہ ہمارے علما نے نکالا ہے منہہ کالا کرنا اور جھکا کر کہار کی مانند رکوع کرنے والے کی عبد اللہ بن سلام نے کہا یا حضرت انکو حکم کیجیے توریت لاوین سو توریت لائی گئی تو انمین سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکہا اور اسکے آگے پیچھے سے پڑھنے لگا تو ابن سلام نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا سو ناگہان سنگسار کرنے کی آیت اسکے ہاتھ کے تلے تھی اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے سنگسار کرنیکا حکم کیا تو دونو کو سنگسار کیا کہا ابن عمرؓ نے سو دونو کو بلاط کے پاس سنگسار کیا گیا سو مین نے یہودی مرد کو دیکھا کہ اس عورت پر اوندہا جھکا یعنے تاکہ عورت کو پتھر نہ لگے **باب** الرجم بالمصلی عیدگاہ مین سنگسار کرنیکا بیان **ف** اور مراد وہ مکان ہے جسکے نزدیک عید اور جنازے پڑھے جاتے تھے اور وہ بقیع الغرقد کی طرف ہے اور مراد یہ ہے کہ سنگسار کرنا عیدگاہ کے پاس واقع ہوا نہ اسکے اندر اور عیاض نے سمجھا کہ سنگسار کرنا عیدگاہ کے اندر واقع ہوا سو کہا کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عیدگاہ کو مسجد کا حکم نہیں حالانکہ ثابت ہو چکا ہے حدیث مین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو حکم کیا کہ عیدگاہ مین حاضر ہوں یہانتک کہ حیض والیوں کو بھی اور یہ ظاہر مراد مین (فتح) **حدثنی** محمود قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزہری عن ابی سلمۃ عن جابر ان رجلا من اسلم جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاعترف بالزنی فاعرض عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی شہد علی نفسہ اربع مرات قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابک جنون قال لا قال احصنت قال نعم فامر بہ فرجم بالمصلی فلما اذلقتہ الحجارۃ فر

أمر فادركناه فرجم حتى مات فقال له النبي صلى الله عليه وسلم خيرا وصلى عليه ولم يقل يونس وابن جريج عن الزهري فصلى عليه سئل أبو عبد الله صلى عليه يصح قال رواه معمر فقيل له رواه غير معمر قال لا ترجمه جابر رض سے روایت ہی کہ ایک مرد قوم اسلم سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا سو اُس نے زنا کا اقرار کیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منہہ پھیرا یہانتک کہ اس نے اپنے نفس پر گواہی دی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے اس نے کہا نہیں فرمایا کیا تو بیاہا ہوا ہے اس نے کہا ہان سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے سنگسار کرنیکا سو سنگسار کیا گیا عیدگاہ مین سو جب پتھرون نے اسکو بیقرار کیا تو بھاگا پھر پایا گیا اور سنگسار کیا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو نیک کہا یعنے اسکو بھلائی سے یاد کیا اور اُسکا جنازہ پڑہا اور نہیں کہا یونس اور ابن جریج نے زہری سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکا جنازہ پڑہا کسی نے بخاری سے پوچھا کہ یہ جو آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا جنازہ پڑھا یہ صحیح ہے اس نے کہا کہ روایت کیا ہے اسکو معمر نے سو کہا گیا کہ روایت کیا ہے اُسکو غیر معمر نے کہا کہ نہیں **ف** ماعز کے حق مین لوگ دو فرقے ہوئے بعضے کہتے تھے کہ وہ ہلاک ہوا اُسکے گناہ نے اسکو گھیرا ....

اور بعضے کہتے تھے کہ ماعز کے توبہ سے کوئی توبہ افضل نہیں سو تین دن ٹھیرے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ ماعز کے واسطے مغفرت مانگو اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اُس نے ایسی توبہ کی کہ اگر ایک امت پر بانٹی جاوے تو انکو کفایت کرے اور ایک روایت مین ہے کہ مین نے اسکو بہشت کی نہرون مین دیکھا غوطہ مارتا تھا اور یہ جو ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا جنازہ نہیں پڑہا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ پڑہا تو روایت نفی کی محمول ہے اسپر کہ جس وقت وہ سنگسار کیا گیا اُس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکا جنازہ نہیں پڑہا تھا اور روایت اثبات کی محمول ہے اسپر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے دن اُسکا جنازہ پڑہا اور تائید کرتا ہے اسکی یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس عورت کو قوم جہینہ سے سنگسار کروایا تھا اُسکا جنازہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑہا اور فرمایا کہ اگر اُس کی توبہ ستر آدمیون پر تقسیم کی جاوے تو اُنکو کفایت کرے اور جواب پسندیدہ یہ ہی کہ جس جگہہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محدود کا جنازہ نہیں پڑہا وہان غیر کی عبرت کے واسطے تہا کہ غیر کو عبرت ہو اور جس جگہہ اُسکا جنازہ پڑہا وہان کوئی ایسا قرینہ تھا کہ اُسکے ساتھ عبرت کی حاجت نہ تہی پس یہ مختلف

ہے ساتھ اختلاف کیا ہے اہل علم نے اس مسئلے مین سو کہا مالک نے کہ امام سنگسار کرنے کا حکم کر دیوے اور خود آپ اسمین شامل نہووے اور نہ اس سے اٹھا وے یہانتک کہ مر جاوے پہر اسکے اور اسکے گہر والون کے درمیان مانع نہ ہووے کہ وہ اسکو غسل دیوین اور اسکا جنازہ پڑہین اور امام خود اسکا جنازہ نہ پڑہے تاکہ گناہ اور زنا کرنے والون کو عبرت ہو اور تاکہ نہ جرأت کرین لوگ ایسے کام پر اور بعض مالکیہ سے یہی کہ جائز ہے امام کو کہ اسکا جنازہ پڑہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور مشہور مالک سے یہ ہے کہ مکروہ ہے امام کو اور اہل فضل کو یہ کہ مرجوم کا جنازہ پڑہین اور یہ قول احمد کا ہے اور شافعی سے ہے کہ مکروہ نہین اور یہ قول جمہور کا ہے اور زہری سے روایت ہے کہ نہ مرجوم کا جنازہ پڑہا جاوے اور نہ اسکا جو اپنے تئین آپ مار ڈالے اور قتادہ سے روایت ہے کہ ولد الزنا کا جنازہ نہ پڑہا جاوے اور مطلق کہا ہے عیاض نے سو کہا کہ نہین اختلاف ہے علما کو اسمین کہ جائز ہے جنازہ پڑہنا فاسقون اور گنہ کرنے والون کا اور انکا جو حدین مارے جاوین اور بعضون نے کہا کہ اہل فضل کو مکروہ ہے مگر ابو حنیفہ سے ہے کہ محاربین کا جنازہ پڑہنا جائز نہین اور حسن سے ہے کہ جو زنا کے نفاس مین مر جاوے اسکا جنازہ بہی جائز نہین اور حدیث غامدیہ کے قصے مین حجت ہے جمہور کے واسطے (فتح) **بَابٌ** مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا دُوْنَ الْحَدِّ وَأَخْبَرَ الْإِمَامَ فَلَا عُقُوْبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ إِذَا جَاءَ مُسْتَفْتِيًا جو ایسا گناہ کرے جو حد سے کم ہو اور امام کو خبر دیوے تو نہین ہے سزا اوپر اسکے بعد توبہ کے جبکہ فتوے پوچھنے کو آوے **ف** یہ جو قید کی کہ کم حد سے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسکا گناہ حد کو وجب کرتا ہے اسپر سزا ہے اگرچہ اس نے توبہ کی ہو اور اخیر قید کا کوئی مفہوم نہین (فتح) قَالَ عَطَاءٌ لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** اور کہا عطا نے کہ نہین سزا دی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **ف** یعنے جس نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی تہی کہ وہ گناہ مین واقع ہوا ابلا مہلت کے یہانتک کہ اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑہی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو خبر دی کہ اسکی نماز اسکے گناہ کا کفارہ ہو گئی (فتح) وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَلَمْ يُعَاقِبِ الَّذِيْ جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ **ترجمہ** اور کہا ابن جریج نے کہ نہ سزا دی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو جس نے رمضان مین اپنی عورت سے صحبت کی تہی وَلَمْ يُعَاقِبْ عُمَرُ صَاحِبَ الظَّبْيِ وَفِيْهِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور نہ سزا دی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہرن والے کو یعنے جس نے حرم مکہ مین ہرن کو قتل کیا اور بیچ معنے حکم ترجمہ کے ابن مسعود سے ہے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ

م تخامیں کے اور البتہ اختلاف م

شِہَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَاَتِهٖ فِيْ رَمَضَانَ فَاسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا **وَقَالَ** اللَّيْثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ احْتَرَقْتُ قَالَ مِمَّ ذٰلِكَ قَالَ وَقَعْتُ بِامْرَاَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ لَهٗ تَصَدَّقْ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ فَجَلَسَ وَاَتَاهُ اِنْسَانٌ يَسُوْقُ حِمَارًا وَمَعَهٗ طَعَامٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَا اَدْرِيْ مَا هُوَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ الْمُحْتَرِقُ فَقَالَ هَا اَنَا ذَا قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنِّيْ مَا لِاَهْلِيْ طَعَامٌ قَالَ فَكُلُوْهُ **ترجمہ** ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہی کہ ایک مرد نے رمضان کے مہینے مین اپنی عورت سے صحبت کی تو اُس نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُسکا حکم پوچھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو ایک بردہ پاتا ہے کہ اُسکو آزاد کرے اُس نے کہا کہ نہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو دو مہینے کے روزے رکہہ سکتا ہے اُس نے کہا کہ نہین فرمایا کہ ساٹہ مسکینون کو کہانا کہلا **ف** اس حدیث کی شرح روزے مین گذر چکی ہے (فتح) عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مسجد مین آیا تو اُس نے کہا کہ مین جل گیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو یہ کس سبب سے کہتا ہے اس نے کہا کہ مین نے اپنی عورت سے صحبت کی رمضان مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ خیرات کر اُس نے کہا کہ میرے پاس کچہہ چیز نہین سو بیٹہا اور ایک مرد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا گدہا ہانکتا اور اُسکے ساتہہ طعام تہا کہا عبدالرحمن نے مین نہین جانتا کہ وہ کیا چیز تہی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کہان ہے جلنے والا اُس نے کہا خبردار مین یہ ہون حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُسکو لے اور خیرات کر اُس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ تر محتاج پر صدقہ کرون میرے گہر والون کے واسطے کہانا نہین ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہی اُسکو کہاؤ **ف** ایک روایت مین ہے کہ اُس نے کہا ہم بہوکے مین ہمارے پاس کچہہ چیز نہین اور ایک روایت کی کسی طریق مین نہین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو سزا دی **بَابٌ** اِذَا اَقَرَّ بِالْحَدِّ وَلَمْ يُبَيِّنْ هَلْ لِلْاِمَامِ اَنْ يَّسْتُرَ عَلَيْهِ جب اقرار کرے ساتہہ حد کے اور نہ بیان کرے یعنے اُسکی تفسیر کرے کہ کون گناہ ہے تو کیا امام کو جائز ہے کہ اُسکی پردہ پوشی کرے **حَدَّثَنِيْ** عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ

قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ وَلَمْ يَسْأَلْهُ عَنْهُ قَالَ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللهِ قَالَ أَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ أَوْ قَالَ حَدَّكَ

ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا سو ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا سو اُس نے کہا یا حضرت مین حد کو پہنچا یعنے مین نے ایسا گناہ کیا جو حد کو واجب کرتا ہے سو مجھپر حد قائم کیجئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے نہ پوچھا کہ کون گناہ ہے یعنے بلکہ چپ رہے کہا راوی نے اور نماز کا وقت آیا تو اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑہی پہر جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ چکے تو وہ مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اُٹھا تو اُس نے کہا یا حضرت مین حد کو پہنچا تو اسکو مجھپر قائم کیجیے موافق حکم کتاب اللہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہین پڑہی اُس نے کہا ہان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر خدا تعالے نے تیرا گناہ بخشا یا یون فرمایا کہ تیری حد بخشی **ف** کہا نووی وغیرہ نے شاید اسکا گناہ صغیرہ تھا جیسے بوسہ یا مساس اس دلیل سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی مغفرت نماز جماعت پڑہنے سے فرمائی بنا بر اسکے کہ نماز صغیرے گناہون کے واسطے کفارہ ہوتی ہے نہ کبیرے گناہون کے واسطے اور یہ اکثر ہے اور کبہی کبیرے گناہون کا بہی نماز کفارہ ہوتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واسطے اُس سے نہ پوچھا کہ بدکام کا تفحص بہتر نہین اور اگر وہ اپنے گناہ کو کہول کر بتلاتا اور وہ لائق حد کے ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اُسپر حد مارتے **ف** یہ قصہ جو اس حدیث مین ہے اور ہے اور جو قصہ کہ ابن مسعود رض کی حدیث مین ہے وہ اور ہے اس واسطے کہ اس قصے مین حد کا ذکر ہے اور ابن مسعود رض کی حدیث مین بوسہ کا ذکر ہے اور بخاری نے بہی اسکو تعدد پر حمل کیا ہے ان دونو بابون مین سو حمل کیا ہے اُس نے پہلے قصے کو اسپر جو اقرار کرے گناہ کا جو حد سے کم ہو اس واسطے کہ اسمین تصریح کی ہے ساتھ اسکے کہ مین نے اس سے صحبت نہین کی اور حمل کیا ہے اُس نے دوسرے قصے کو اسپر جو اقرار کرے سو کو اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اُس مرد کے قول سے اور جس نے دونو قصون کو ایک کہا ہے اُس نے کہا کہ شاید اُس نے گمان کیا حد اس چیز کو جو حد نہین یا اُس نے اپنے فعل کو بہت بڑا بہاری جانا سو

کیا اس نے کہ اس میں حد واجب ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے علما نے اس حکم میں سو ظاہر ترجمہ بخاری
سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حد کا اقرار کرے اور نہ بیان کرے کہ کون گناہ ہے تو نہیں واجب ہے
امام پر کہ اُسپر حد کو قائم کرے جبکہ وہ ثابت ہووے اور حمل کیا ہے اسکو خطابی نے اسپر کہ جائز
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُسپر وحی سے اطلاع ہو گئی ہو کہ خدا تعالے نے اُس کو
بخشدیا اسواسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ ہے والا نہیں تو اس سے پوچھتے کہ کون گناہ ہے اور
اُسپر حد قائم کرتے اور نیز اس حدیث میں ہے کہ حدوں سے پردہ نہ اُٹھاوے اور جہانتک ہوسکے
اسکو دفع کرے اور نہیں تصریح کی اس مرد نے ساتھ اُس امر کے کہ لازم آوے اُس سے قائم کرنا
حد کا اوپر اسکے اور شاید وہ صغیرہ گناہ تھا اُس نے اُسکو کبیرہ گمان کیا جو حد کو واجب کرے اور
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے نہ پوچھا کہ کون گناہ ہے اس واسطے کہ موجب حد کا
نہیں ثابت ہوتا ہے احتمال سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اُس سے نہ پوچھا یا تو اس واسطے
کہ تفحص کرنا منع ہے اور واسطے مقدم کرنے پردہ پوشی کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا
کہ یہ جو حد چاہتا ہے تو یہ اُس سے نادم ہوا ہے اور البتہ مستحب کہا ہے علما نے تلقین کرنا اُس شخص
کو جو اقرار کرے ساتھ موجب حد کے ساتھ رجوع کرنے کے اُس سے یا ساتھ اشارے کے اور یا ساتھ
تصریح کے تاکہ دفع ہو اُس سے حد اور احتمال ہے کہ یہ حکم اُس شخص کے ساتھ خاص ہو اس واسطے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ خدا تعالے نے نماز سے اُسکی حد بخشدی اور یہ نہیں پہچانا جاتا ہے
مگر وحی کے طریق سے سو یہ حکم اُسکے غیر کے حق میں بدستور جاری نہیں رہیگا مگر اُس شخص کے حق میں کہ
اُسکا حال معلوم ہو جاوے کہ وہ بھی اُس مرد کے مثل ہے اور البتہ بند ہو چکا ہے علم اُسکا ساتھ بند ہونے
وحی کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اُسکے صاحب ہدیہ نے
سو کہا کہ لوگوں کو اسمیں تین مسلک ہیں ایک یہ کہ نہیں واجب ہے اُسپر حد مگر بعد تعیین گناہ کے
اور اصرار کرنے کے اوپر اُسکے دوسرا یہ کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مرد مذکور کے تیسرا یہ کہ ساقط ہو جاتی ہے
حد ساتھ توبہ کے کہا اور یہ صحیح تر مسلک ہے (فتح) **بَابٌ** هَلْ يَقُولُ الْإِمَامُ لِلْمُقِرِّ لَعَلَّكَ
لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ کیا کہے امام اُسکو جو اقرار کرے کہ شاید تو نے ہاتھ لگایا ہو یا آنکھہ سے اشارہ کیا
ہو یا چوما ہوگا **ف** یہ باب معقود ہے واسطے جواز تلقین امام کے اُسکو جو حد کا اقرار کرے وہ چیز جو
حد کو دفع کرے اور البتہ خاص کیا ہے اسکو بعض نے ساتھ اُس شخص کے کہ اُسکے ساتھ گمان کیا جاوے
کہ اُس نے خطا کی یا جہالت (فتح) **حَدَّثَنِي** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ

ابن جریر قال حدثنا ابی قال سمعت یعلی بن حکیم عن عکرمة عن ابن عباس قال لما اتی ماعز بن مالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ لعلک قبلت او غمزت او نظرت قال لا یا رسول اللہ قال انکتہا لا یکنی قال فعند ذلک امر برجمہ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب ماعز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا اشارہ کیا ہوگا آنکھ سے یا ہاتھ سے یا دیکھا ہوگا اس نے کہا نہیں یا حضرت فرمایا کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے اور نہ کنایت سے کہا ساتھ اسکے یعنی صریح لفظ کہا اور کسی اور لفظ کے ساتھ اس سے کنایت نہ کی کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت اسکے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا **ف** ان تینوں چیزوں کو زنا فرمایا تو اسمین اشارہ ہے طرف اس حدیث کی کہ آئی ہے کہ آنکھ بھی زنا کرتی ہے اور اسکا زنا دیکھنا ہے اور اسیطرح زبان اور ہاتھ پاؤں وغیرہ جوارح کا ذکر اور طریق مین آگیا ہے پھر فرمایا کہ شرمگاہ ان سب کو جھٹلاتی ہے یا سچا کرتی ہے

باب سؤال الامام المقر هل احصنت

امام کا سوال کرنا مقر سے کہ کیا تو بیاہا ہے یعنے کیا تو نے نکاح کیا ہوا ہے اور عورت سے صحبت کی ہے **حدثنا** سعید بن عفیر قال حدثنی اللیث قال حدثنی عبد الرحمن بن خالد عن ابن شهاب عن ابن المسیب وابی سلمة ان ابا هریرة قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل من الناس وهو فی المسجد فناداه یا رسول اللہ انی زنیت یرید نفسه فاعرض عنه النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتنحی لشق وجهه الذی اعرض عنه قبله فقال یا رسول اللہ انی زنیت فاعرض عنه فجاء لشق وجه النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی اعرض عنه فلما شهد علی نفسه اربع شهادات دعاه النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابک جنون قال لا یا رسول اللہ فقال احصنت قال نعم یا رسول اللہ قال اذهبوا به فارجموه قال ابن شهاب اخبرنی من سمع جابر بن عبد اللہ قال فکنت فیمن رجمه فرجمناه بالمصلی فلما اذلقته الحجارة جمز حتی ادرکناه بالحرة فرجمناه ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ لوگوں مین سے ایک مرد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ مسجد مین تھے سو اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا کہ یا حضرت مین نے زنا کیا مراد اسکی اپنا نفس تھا یعنے مین صرف مسئلہ پوچھنے کو نہین آیا ہون اپنے واسطے نہ غیر کے واسطے بلکہ مین آیا ہون زنا کا اقرار کرتا تا کہ کیا جاوے ساتھ اسکے جو شرعا ہے پھر

واجب ہے) تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے منہہ پہیرا تو وہ اُس طرف سرکا جس طرف حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے منہہ پہیرا پہر اُس نے کہا یا حضرت مین نے زنا کیا ہے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منہہ پہیرا تو وہ اُس طرف آیا جس طرف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُس سے منہہ گہومایا سو جب اُس نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُس کو بلایا سو فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے اُس نے کہا کہ نہین یا حضرت پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کیا تو بیاہا ہوا ہے اس نے کہا ہان یا حضرت فرمایا اسکو لے جاؤ اور سنگسار کرو کہا ابن
شہاب نے خبر دی مجہکو جس نے جابر رضہ سے سُنا کہ مین اُن لوگون مین تہا جنہون نے اُسکو سنگسار
کیا سو ہم نے اسکو عیدگاہ کے پاس سنگسار کیا سو جب اُسکو پتھرون نے بیقرار کیا تو بہاگا یہان تک
کہ ہم نے اُسکو سنگستانی زمین مین پایا پہر ہمنے اسکو سنگسار کیا **ف** کہا ابن تین نے کہ محل
سوال کے مشروع ہونیکا اُس شخص سے جو زنا کا اقرار کرے اس وقت ہے جبکہ نہ جانتا ہو کہ اُس نے
صحیح طور سے نکاح کر کے اُسکے ساتھ دخول کیا ہے اور جب اُسکو معلوم ہوا کہ وہ بیاہا ہوا ہے تو
پہر نہ پوچھے پہر حکایت کی مالکیہ سے تفصیل جبکہ اُسکو معلوم ہو کہ اس نے نکاح کیا ہوا ہے اور نہ سُنا
اُس سے اقرار دخول کا سو بعضون نے کہا کہ جو عورت کے ساتھ ایک رات رہا ہو اسکا انکار معقول
نہین اور بعضون نے کہا کہ اس سے اکثر اور کیا اُسکو بیاہا ہے کی حد ماری جاوے یا کنواری کی دوسرا
قول راجح تر ہے اور اسی طرح جب اقرار کرے خاوند ساتھ صحبت کرنے کے پہر اس نے کہا کہ مین نے
تو اسکے ساتھ اقرار اس واسطے کیا تہا تا کہ رجعت کا مالک ہون یا اقرار کیا عورت نے پہر کہا کہ مین نے
یہ اس واسطے کیا ہے کہ پورا مہر لون سو ہر ایک کو دونون سے کنواری کی حد ماری جاوے امام اور اُنکی
غیر کے نزدیک حد بالکل اُٹھائی جاتی ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے اپنی اصحاب سے کہ جو دوسرے کو کہے
اسے زانی اور وہ اُسکی تصدیق کرے تو قائل کو کوڑے مارے جاوین اور نہ حد ماری جاوے تصدیق
کرنے والے کو اور کہا زفر نے بلکہ اُسکو بہی حد ماری جاوے مین کہتا ہون اور یہ قول جمہور کا ہے اور
ترجیح دی طحاوی نے زفر کے قول کو اور استدلال کیا ہے اُس نے باب کی حدیث سے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ماعز سے فرمایا کہ کیا سچ ہے جو خبر مجہکو تجہسے پہنچی کہ تو نے زنا کیا ہے اُس نے کہا
ہان تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو حد ماری اور اس واسطے کہ اتفاق ہے سب کا اسپر کہ جو
دوسرے سے کہے کہ میرا تجہپر ہزار قرض ہے اس نے کہا تو سچا ہے تو لازم آتا ہے اُسکو مال (فتح)

بَابُ الِاعْتِرَافِ بِالزِّنٰی اقرار کرنا ساتھ زنا کے **ف** یہ بحث پہلے گذر چکی ہے کہ کیا اعتراف

کا مکرر ہونا شرط ہے یا نہیں اور جو کہتا ہے کہ صرف ایک بار اقرار کافی ہے اُس نے حجت پکڑی ہے ساتھ مطلق ہونے اعتراف کے حدیث میں اور نہیں معارض ہے اسکو وہ چیز جو ماعز کے قصے میں ہے اقرار کے مکرر ہونے سے اس واسطے کہ وہ واقعہ ہے ایک حال کا کما تقدم (فتح) **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ أَنْشُدُكَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِي قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْمِائَةُ الشَّاةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا قُلْتُ لِسُفْيَانَ لَمْ يَقُلْ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَقَالَ أَشُكُّ فِيهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَّمَا سَكَتُّ **ترجمہ** ابوہریرہ اور زید بن خالد سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے سو ایک مرد کھڑا ہوا تو اُس نے کہا میں تجھکو سوال کرتا ہوں خداتعالے کی قسم دیکر مگر یہ کہ تو ہمارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کرے تو اُسکا خصم کھڑا ہوا اور وہ اُس سے زیادہ تر سمجھ والا تھا سو اُس نے کہا کہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ حکم کیجیے اور مجھکو اجازت ہو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کہو اُس نے کہا کہ مقرر میرا بیٹا اُسکے یہاں مزدور تھا سو اُس نے اُسکی عورت سے زنا کیا تو میں نے اُسکا بدلا دیا سو بکری اور ایک غلام پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھکو خبر دی کہ مقرر میرے بیٹے پر لازم ہے سو کوڑا اور برس بھر شہر بدر کرنا اور لازم اُسکی عورت پر سنگسار کرنا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُسکی جسکے قابو میں میری جان ہے البتہ میں حکم کرونگا تم میں کتاب اللہ سے سو بکری اور خادم تجھپر پھیرے جاویں اور لازم ہے تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور سال بھر شہر بدر کرنا اور اے انیس اُسکی عورت پر جا سو اگر زنا کا اقرار کرے تو اُسکو سنگسار کر سو وہ اُسکے پاس گیا اُس عورت نے زنا کا اقرار کیا تو اس نے اُسکو سنگسار کیا میں نے سفیان سے کہا نہیں کہا تو نے انہوں نے مجھکو خبر دی کہ لازم ہے تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا اُس نے کہا کہ میں شک کرتا ہوں اُسمیں زہری سے سو بہت وقت میں نے اُسکو کہا اور بہت

وقت ہین سنے اس کو کہا اور بہت وقت ہین چپ رہا ف انشدک باللہ ای اسئلک باللہ یعنی ہین
تجھسے سوال کرتا ہون ساتھ اللہ تعالے کے اور اس ہین معنے اذکرک کا ہے یعنے ہین تجھکو یاد کرتا ہون اٹھانے
والا اپنی آواز کو اور یہ جو کہا کہ مگر کہ تو ہمارے درمیان کتاب اللہ تعالے سے حکم کرے یعنے نہین سوال کرتا
ہین تجھسے مگر حکم کرنا ساتھ کتاب اللہ کے اور احتمال ہے کہ الا جواب قسم کا ہو اس واسطے کہ اس ہین حصر کے معنے
ہین اور اسکی تقدیر یہ ہے کہ ہین تجھسے سوال کرتا ہون ساتھ اللہ تعالے کے کہ نہ کرے تو کچھ چیز مگر حکم اور
مراد کتاب اللہ سے اللہ تعالے کا حکم ہے جو اس نے اپنے بندون پر لکھا اور بعضون نے کہا کہ مراد قرآن
ہے اور یہ متبادر ہے اور احتمال اول اولے ہے اس واسطے کہ سنگسار کرنا اور شہر بدر کرنا قرآن ہین
مذکور نہین ہین مگر اس واسطے سے کہ خدا تعالے نے حکم کیا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی
کرنیکا اور بعضون نے کہا کہ مراد ساتھ اسکے قرآن کی یہ آیت ہے او یجعل اللہ لہن سبیلا سو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا کہ کوارے کی راہ سو کوڑے مارنا اور شہر بدر کرنا ہے اور بیاہی کی راہ سنگسار
کرنا ہے ہین کہتا ہون اور یہ بواسطہ بیان کرنے کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد کتاب اللہ سے وہ آیت
ہو جسکی تلاوت منسوخ ہے اور وہ یہ ہے الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما اور بعضون نے کہا کہ مراد ساتھ
کتاب اللہ کے نہی ہے کھانے مال کے سے ساتھ باطل کے اسواسطے کہ اسکے مدعی نے اس سے بکریان
اور لونڈی ناحق لی تھین پس اسیواسطے فرمایا کہ بکریان اور لونڈی تجھپر رد کی جاوینگی اور راجح یہ ہے
کہ مراد ساتھ کتاب اللہ تعالے کے وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ تمام افراد قصے کے اس چیز سے
کہ واقع ہوا ہے ساتھ اسکے جواب جو آگے آتا ہے اور مراد خادم سے اس حدیث ہین لونڈی ہے
اور یہ جو فرمایا کہ سفر تیرے بیٹے پر سو کوڑا ہے تو یہ محمول ہے اسپر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو معلوم تھا کہ اسکا بیٹا کنوارا ہے اور اس نے زنا کا اقرار کیا ہے اور احتمال ہے کہ اعتراف مضمر ہو
اور تقدیر یہ ہے اور تیرے بیٹے پر ہے اگر وہ زنا کا اقرار کرے اور اول لائق تر ہے اسواسطے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیچ مقام حکم کی تھے اور اگر فتوے دینے کے مقام پر ہوتے تو اسمین کوئی
اشکال نہ تھا اس واسطے کہ تقدیر یہ ہے اگر اس نے زنا کیا ہے اور وہ کنوارا ہے اور قرینہ اسکے اعتراف
کا حاضر ہونا اسکا ہے ساتھ باپ اپنے کے اور چپ رہنا اسکا اس چیز سے کہ منسوب کی گئی طرف
اسکی اور اسپر علم ساتھ کوارے ہونے اسکے کے سوا یک روایت ہین صریح آچکا ہے کہ وہ کنوارا تھا اور
ایک روایت ہین ہے کہ اسپر تیرا بیٹا تو اسکی سزا سو کوڑا اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور یہ ظاہر ہے
اسمین کہ جو اس وقت صادر ہوا وہ حکم تھا نہ فتوے برخلاف روایت سفیان کے اور استدلال کیا ہے

بعضون نے ساتھ اس حدیث کے اسپر کہ جائز ہے تاخیر کرنا اقامت حد نزدیک تنگ ہونے وقت کی
اور ضعیف ہے اس واسطے کہ نہین ہے اس حدیث مین کہ یہ دن کے اخیر مین تھا اور اس حدیث
مین اور بہی فائدے ہین سوائے اسکے کہ گذرے رجوع کرنا طرف کتاب اللہ کی نص سے ہو یا بطور
استنباط کے اور جائز ہونا قسم کا کسی کام پر اُسکی تاکید کے واسطے اور قسم کہانا بدون طلب کرنے
قسم کے اور حسن خلق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور حلم آپکا اُس شخص پر جو آپسے خطاب کرے
ساتھ اُس چیز کے کہ اولے اُسکا خلاف ہے اور یہ کہ جو آپکی پیروی کرے حاکمون سے بیچ اسکے وہ
محمود ہے مثل اُس شخص کی کہ نہ بہڑکے مدعی کے قول سے مثلاً کہ ہمارے درمیان حکم کر کہا بیضاوی نے
کہ سوا اسکے کچھ نہین کہ دونون نے یہی سوال کیا کہ کتاب اللہ کے ساتھ حکم کرین باوجودیکہ اُنکو معلوم تھا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین حکم کرتے مگر ساتھ حکم اللہ تعالے کے تاکہ حکم کیا جاوے اُنکے درمیان
محض حق سے نہ ساتھ مصالحت کے اور نہ لینے آسان حکم کے اس واسطے کہ حاکم کو جائز ہے کہ فریقین
کی رضامندی سے ایسا حکم کرے اور یہ کہ حسن ادب بیچ گفتگو بزرگ آدمی کے تقاضا کرتا ہے مقدم کرنیکو
جہگڑے مین اگرچہ مذکور مسبوق ہو اور یہ کہ امام کو جائز ہے کہ اجازت دے جسکو چاہے مدعی اور مدعا علیہ
سے دعوے مین جبکہ دونوں اکہٹے آوین اور ممکن ہو کہ ہر ایک دونون سے دعوے کرے اور مستحب
ہے اذن لینا مدعی اور فتوی طلب کرنے والے کو حاکم اور عالم سے کلام مین اور مؤکد ہے یہ اُس وقت
جبکہ گمان ہو کہ اُسکو عذر ہے اور یہ کہ جو اقرار کرے حد کا واجب ہے امام پر قائم کرنا اُسکا اوپر اسکے اگرچہ
نہ اعتراف کرے جو اُسکو اسمین شریک ہوا اور یہ کہ جو دوسرے کو تہمت کرے اُسپر حد نہ قائم کی جاوی
مگر یہ کہ مقذوف طلب کرے برخلاف ابن ابی لیلی کے کہ اُس نے کہا واجب ہے اگرچہ مقذوف طلب نہ کری
اور اس استدلال مین نظر ہے اسواسطے کہ محل خلاف کا وہ ہے جبکہ مقذوف حاضر ہو اور جب کہ غائب ہو جیسا کہ
یہ ہے تو ظاہر یہ ہے کہ تاخیر واسطے دریافت کرنے حال کے ہے سو اگر ثابت ہو مقذوف کے حق مین
تو نہین ہے حد قاذف پر جیسا کہ اس قصے مین ہے اور کہا نووی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اُنیس کو اسواسطے بھیجا تھا تاکہ معلوم کرا دے اُس عورت کو قذف مذکور تاکہ مطالبہ کرے وہ عورت
اپنے قاذف کی حد کا اگر قذف سے انکار کرے اور اُسکا ہونا ضرور ہے اس واسطے کہ ظاہر اُسکا یہ ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو زنا کی حد قائم کرنے کے واسطے بہیجا تہا اور حالانکہ یہ مراد نہین
اسواسطے کہ نہین احتیاط کی جاتی واسطے حد زنا کے ساتھ جاسوسی اور تعقب زنی کی اُس سے یعنے
اُسکے واسطے زیادہ تحقیق اور تفتیش کرنیکا حکم نہین آیا بلکہ مستحب ہے کہ جو زنا کا اقرار کرے اُسکو تلقین

کی جاوے اور عذر سکھلایا جاوے تاکہ وہ اقرار زنا سے رجوع کرے اور ہوگا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے قول کے واسطے اگر اقرار کرے مقابل لینے اور اگر انکار کرے تو اسکو معلوم کرو اکہ اُسکے واسطے جائز
ہے مطالبہ کرنا حد قذف کا پس حذف کیا گیا واسطے دلجوا احتمال کی اور اگر وہ انکار کرتی اور حد قذف کا
مطالبہ کرتی تو اسکو حد ماری جاتی اور ابو داؤد نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے
اقرار کیا کہ اُس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سو کوڑا مارا
پہر عورت سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ جھوٹا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو اسی کوڑے مارے
حد قذف کی اور یہ کہ پردہ دار عورت جسکی عادت باہر نکلنے کی نہو اسکو حاکم کی مجلس مین حاضر ہونے
کی تکلیف نہ دیجاوے بلکہ جائز ہے کہ اسکی طرف بھیجا جاوے جو اُسکے واسطے یا اُسپر حکم کرے اور اسمین
ہے کہ سائل ذکر کرے ہر چیز کو جو واقع ہوئی ہو قصے مین اس واسطے کہ احتمال ہے کہ سمجھے مفتی اُس سے
وہ چیز کہ استدلال کرے ساتھ اسکے اوپر خصوص حکم کے مسئلے مین واسطے قول اُس مرد کے کہ میرا بیٹا اسکے
یہان مزدور تھا اور حالانکہ وہ صرف زنا کا حکم پوچھنے کو آیا تھا اور اس مین بھید یہ ہے کہ اُس نے ارادہ
کیا تھا کہ اپنے بیٹے کے واسطے کوئی عذر قائم کرے اور یہ کہ وہ زنا کے ساتھ مشہور نہ تھا اور نہین ہجوم
کیا اُس نے عورت پر اور نہ اُس سے زبردستی کی اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ واقع ہوا یہ اُسکے واسطے بسبب
دراز ہونے ملازمت کے جو تقاضا کرتی ہے زیادہ لگا اُور رغبت کو سو مستفاد ہوتا ہے اس سے حث اوپر
دور کرنے اجنبی مرد کے اجنبی عورت سے جہانتک کہ ممکن ہو اس واسطے کہ خلا ملا کبھی نوبت پہنچاتا ہے
طرف فساد کی اور یہ کہ جائز ہے فتوے طلب کرنا مفضول سے باوجود فاضل کے اور رد کرتا ہے
اُسپر جو منع کرتا ہے تابعی کو کہ فتوے دیوے باوجود صحابی کے مثلاً اور یہ کہ جائز ہے کفایت کرنا علم مین
ساتھ امر کے جو پیدا ہو گمان سے باوجود قدرت کے یقین پر لیکن اگر اختلاف کرین فتوے طلب کرنے
والے مین تو رجوع کرے طرف اُس چیز کی جو مفید یقین ہو اور یہ کہ اُس شریف زمانے مین بھی
بعضا ایسا آدمی تھا جو فتوے دیتا تھا گمان سے جو کسی اصل سے پیدا نہ ہو اور احتمال ہے کہ یہ نا نقوت
سے واقع ہوا ہو یا جو نو مسلم ہو اور یہ کہ اصحاب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین اور آپکے
شہر مین فتوے دیا کرتے تھے اُن مین سے مین ابو بکر صدیق رض اور عمر رض اور عثمان رض اور علی رض وغیرہم اور یہ
جو حکم کہ گمان پر مبنی ہو وہ توڑا جاتا ہے ساتھ اُس چیز کے جو مفید یقین کو ہو اور یہ کہ حد بدلا قبول
نہین کرتی اور اسپر اجماع ہے زنا مین اور چوری مین اور حرب مین اور نشہ لانے والی چیز کے پینے مین
اور قذف مین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ بھی اور حدود کی طرح ہے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ

جاری ہوتا ہے بدلا بدن بین مانند قصاص جان کی اور ہاتھ پاؤں وغیرہ کی اور یہ کہ جو صلح کہ شرع کے
مخالف ہو وہ مردود ہے اور جو مال اُس بین لیا جاوے وہ پھیر دیا جاوے اور کہا ابن دقیق العید
نے کہ ساتھ اسکے ظاہر ہوگا کہ جو بعضے فقہا نے بعضے عقود فاسدہ سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ دونو
معاوضہ کرنے والے آپسمین راضی ہین اور ایک نے دوسرے کو تصرف مین اذن دیا ہے تو یہ عذر
انکا ضعیف ہے اور حق یہ ہے کہ اذن تصرف مین مفید ہے ساتھ عقود صحیحہ کے اور یہ کہ جائز
ہے نائب پکڑنا بیچ قائم کرنے حد کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر وجوب اعذار کے
اور کفایت کرنا اسمین ساتھ ایک کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جائز ہے حکم کرنا ساتھ
اقرار قصور کرنے والے کے بغیر ضبط کرنے گواہی کے اوپر اسکے لیکن وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر
ہے سو احتمال ہے کہ انیس نے گواہی دی ہو اسکے سنگسار کرنے سے پہلے اور حجت پکڑی ہے ایک قوم
نے ساتھ جواز حکم حاکم کے حدود وغیرہ مین ساتھ اس چیز کے کہ اقرار کرے خصم ساتھ اسکے نزدیک اسکے
یعنے بدون گواہ کے اور یہ ایک قول شافعی کا ہے اور ساتھ اسکے قائل ہے ابو ثور اور جمہور نے اس سے
انکار کیا ہے اور خلاف غیر حدود مین قوی تر ہے اور انیس کے قصے مین احتمال عذر کا ہے کما مضے
اور قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اسکو سنگسار کر یعنے بعد معلوم کروانے میرے کے یا حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی سپرد کیا سو جب اقرار کرے انکے روبرو جس سے یہ ثابت ہووے تو حکم کرے
اور ظاہر یہ ہے کہ جب اس نے اقرار کیا تو انیس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم کروایا واسطے
مبالغہ کرنے کے طلب ثبوت مین باوجودیکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معلق کیا تھا اسکے سنگسار
کرنے کو اسکے اقرار پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ حاضر ہونا امام کا سنگسار کرنے مین نہین
ہے شرط اور اسمین نظر ہے احتمال ہے کہ انیس حاکم ہو اور البتہ رجم مین حاضر ہوا بلکہ مباشر تھا اور اس مین
ترک کرنا جمع کا ہے درمیان جلد اور تغریب کے وسیاتی اور یہ کہ کافی ہے ایک بار اقرار کرنا اس واسطے
کہ نہین منقول ہے کہ اس عورت نے مکرر اقرار کیا تھا اور کفایت کرنا ساتھ رجم کے بغیر جلد کے اس واسطے
کہ اسکے قصے مین یہ بھی منقول نہین اور اسمین نظر ہے اس واسطے کہ فعل عام نہین ہوتا پس ترک
اولے ہے اور یہ کہ جائز ہے مزدور پکڑنا آزاد کو اور جائز ہے باپ کے واسطے یہ کہ اجارے مین دیوے
اپنے بیٹے کو کسی کی خدمت اور نوکری مین جبکہ اسکو اسکی حاجت ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ
اسکے اسپر کہ اگر باپ اپنی مجبور بیٹے کی طرف سے دعوے کرے تو اسکا دعوے صحیح ہے اگرچہ بالغ ہو
اس واسطے کہ لڑکا حاضر تھا اور نہین کلام کیا تھا مگر اسکے باپ نے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ احتمال

ہے کہ وہ اُسکی طرف سے وکیل ہو یا اس واسطے کہ دعوے کرنا نہیں واقع ہوا تھا مگر بسبب اُس مال کے جو بدلا دیا گیا تھا سو لڑکے کے باپ نے دعوے کیا تھا اُس عورت کے خاوند پر اُس مال کا جو اُس نے اُس سے لیا بدلا اُس زنا کا جبکہ اہل علم نے اُسکو بتلایا کہ یہ صلح فاسد ہے تاکہ اُس سے وہ مال پھیر لیوے برابر ہے کہ اُسکے مال میں سے ہو یا اُسکے بیٹے کے مال سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس عورت کے خاوند کو حکم کیا کہ اُسکا مال جو اُس سے لیا ہے اُسکو پھیر دیوے اور اسپر جو واقع ہوا ہے فیصلے میں حد سے تو وہ مزدور کے اقرار سے ہے پھر عورت کے اقرار سے اور یہ کہ جب حال دونو زانی کا مختلف ہو جاوے تو قائم کی جاوے ہر ایک پر حد اُسکی اسواسطے کہ مرد کو کوڑے مارے گئے اور عورت کو سنگسار کیا گیا اور اسی طرح حکم ہے جبکہ ایک آزاد ہو اور دوسرا غلام اور یہی حکم ہے جبکہ زنا کرے بالغ مرد نابالغ لڑکی سے یا عاقل ساتھ مجنون عورت کے کہ بالغ اور عاقل کو حد ماری جاوے سوا دونو کے اور اسی طرح عکس اسکا اور یہ کہ جو کوئی اپنے بیٹے کو قذف کرے اُسپر حد نہیں اسواسطے کہ اُس مرد نے کہا کہ میرے بیٹے نے زنا کیا ہے اور نہیں ثابت ہوئی اُسپر حد قذف کی (فتح) **حدثنا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتَّى يَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى وَقَدْ أَحْصَنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ قَالَ سُفْيَانُ كَذَا حَفِظْتُ أَلَا وَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ **ترجمہ** ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رض نے کہا کہ البتہ میں ڈرا یہ کہ دراز ہو لوگوں پر زمانہ یہانتک کہ کہنے والا کہے کہ ہم سنگسار کرنیکا حکم قرآن میں نہیں پاتے سو گمراہ ہو جاویں خدا تعالے کے فرض کے ترک کرنے سے جسکو خدا تعالے نے اتارا خبردار ہو اور مقرر سنگسار کرنا لازم ہے ہر مسلمان پر جو حرامکاری کرے اور بیاہا ہوا ہو جب کہ ہوویں گواہ یا حمل ہو یا اقرار کہا سفیان نے اسی طرح میں نے یاد رکھا خبردار ہو مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کیا اور ہمنے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سنگسار کیا **ف** اور روایت میں اسکے بعد اتنا زیادہ ہے کہ کہا عمر رضہ نے کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ لکھا قرآن میں اور بڑھایا جو قرآن میں نہ تھا تو البتہ میں اس آیت کو اپنے ہاتھ سے قرآن میں لکھتا الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب بوڑھا زنا کرے اور بیاہا نہ ہو تو اُسکو

کوڑے مارے جاتے ہیں اور اگر جوان زنا کرے اور بیاہا ہوا ہو تو اسکو سنگسار کیا جاتا ہے سو مستفاد
ہوتا ہے اس حدیث سے سبب اسکی تلاوت کے منسوخ ہونیکا یعنے اسواسطے کہ عمل اسکے ظاہر عموم کے برخلاف
ہے اسکے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ بوڑھے زانی کو سنگسار کیا جاوے خواہ کنوارا ہو یا بیاہا ہوا ہو
حالانکہ کنوارے زانی کو سنگسار نہیں کیا جاتا خواہ بوڑھا ہو یا جوان اور غرض اس حدیث سے
یہ قول ہے خبردار ہو سنگسار کرنا حق لازم ہے (فتح) **باب** رَجْمِ الْحُبْلٰی مِنَ الزِّنٰی اِذَا
اُحْصِنَتْ سنگسار کرنا اس عورت کو جو زنا سے حاملہ ہو جبکہ بیاہی ہو **ف** کہا اسماعیلی نے کہ مراد
یہ ہے کہ حاملہ ہو زنا سے احصان پر پھر بچہ جنے تو اسکو سنگسار کیا جاوے اور اگر حاملہ ہو تو اسکو سنگسار
نہ کیا جاوے یہانتک کہ بچہ جنے اور کہا ابن بطال نے کہ معنے ترجمہ کے یہ ہیں کہ کیا حاملہ عورت بیاہی
سنگسار کرنا واجب ہے یا نہیں اور قرار پایا ہے اجماع اسپر کہ اسکو سنگسار نہ کیا جاوے یہانتک کہ بچہ جنے
کہا نووی نے اور یہی حکم ہے کوڑے مارنے کا کہ اسکو کوڑے نہ مارے جاویں یہانتک کہ بچہ جنے اور اسی طرح
اگر حاملہ پر قصاص واجب ہو تو نہ قصاص لیا جاوے یہانتک کہ بچہ جنے اجماع ہے ان سب میں اور البتہ
عمر فاروق رضؓ نے ارادہ کیا کہ حاملہ کو سنگسار کریں تو معاذ رضؓ نے کہا کہ تیرے واسطے اسکی طرف
کوئی راہ نہیں یہانتک کہ بچہ جنے روایت کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے اور بچہ جننے کے بعد اختلاف
ہے مالک نے کہا کہ جب بچہ جنے تو اسکو اسی وقت سنگسار کیا جاوے اور نہ انتظار کیا جاوے کہ اس کا
بچہ پرورش پاوے اور کہا کوفیوں نے کہ بچہ جننے کے بعد نہ سنگسار کیا جاوے اسکو یہانتک کہ پاوے
جو اسکے لڑکے کی پرورش کرے یہ قول شافعی کا ہے اور ایک روایت مالک سے اور غامدیہ اور جہنیہ
کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی لڑکے کا پرورش کرنے والا ہو تو اسکو فی الحال سنگسار کیا جاوے
والا انتظار کیا جاوے یہانتک کہ اسکا بچہ پرورش پاوے (فتح) **حدثنا** عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ
قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَةَ
بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ اُقْرِئُ رِجَالًا مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ
عَوْفٍ فَبَیْنَمَا اَنَا فِیْ مَنْزِلِهٖ بِمِنًی وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ اٰخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا اِذْ رَجَعَ اِلَیَّ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَوْ رَاَیْتَ رَجُلًا اَتٰی اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الْیَوْمَ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ هَلْ لَكَ
فِیْ فُلَانٍ یَقُوْلُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَایَعْتُ فُلَانًا فَوَاللّٰہِ مَا كَانَتْ بَیْعَةُ اَبِیْ بَكْرٍ اِلَّا
فَلْتَةً فَتَمَّتْ فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ لَقَائِمٌ الْعَشِیَّةَ فِی النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ
هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّغْصِبُوْهُمْ اُمُوْرَهُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

لا تفعل فان الموسم یجمع رعاع الناس وغوغاءهم وانهم هم الذین یغلبون علی قربک حین تقوم فی الناس وانا اخشی ان تقوم فتقول مقالة یطیرها عنک کل مطیر وان لا یعوها وان لا یضعوها مواضعها فامهل حتی تقدم المدینة فانها دار الهجرة والسنة فتخلص باهل الفقه واشراف الناس فتقول ما قلت متمکنا فیعی اهل العلم مقالتک فیضعونها مواضعها فقال عمر اما واللّٰه ان شاء اللّٰه لاقومن بذالک اول مقام اقومه بالمدینة قال ابن عباس فقدمنا المدینة فی عقب ذی الحجة فلما کان یوم الجمعة عجلت الرواح حین زاغت الشمس حتی اجد سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جالسا الی رکن المنبر فجلست حوله تمس رکبتی رکبته فلم انشب ان خرج عمر بن الخطاب فلما رأیته مقبلا قلت لسعید بن زید بن عمرو بن نفیل لیقولن العشیة مقالة لم یقلها منذ استخلف فانکر علی وقال وما عسیت ان یقول ما لم یقل قبله فجلس عمر علی المنبر فلما سکت المؤذنون قام فاثنی علی اللّٰه بما هو اهله ثم قال اما بعد فانی قائل لکم مقالة قد قدر لی ان اقولها لا ادری لعلها بین یدی اجلی فمن عقلها ووعاها فلیحدث بها حیث انتهت به راحلته ومن خشی ان لا یعقلها فلا احل لاحد ان یکذب علی ان اللّٰه بعث محمدا صلی اللّٰه علیه وسلم بالحق وانزل علیه الکتاب فکان مما انزل اللّٰه آیة الرجم فقرأناها وعقلناها ووعیناها رجم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ورجمنا بعده فاخشی ان طال بالناس زمان ان یقول قائل واللّٰه ما نجد آیة الرجم فی کتاب اللّٰه فیضلوا بترک فریضة انزلها اللّٰه والرجم فی کتاب اللّٰه حق علی من زنی اذا احصن من الرجال والنساء اذا قامت البینة او کان الحبل او الاعتراف ثم انا کنا نقرأ فیما نقرأ من کتاب اللّٰه ان لا ترغبوا عن آبائکم فانه کفر بکم ان ترغبوا عن آبائکم او ان کفرا بکم ان ترغبوا عن آبائکم الا ثم ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لا تطرونی کما اطری عیسی بن مریم وقولوا عبد اللّٰه ورسوله ثم انه بلغنی ان قائلا منکم یقول واللّٰه لو مات عمر بایعت فلانا فلا یغترن امرؤ ان یقول انما کانت بیعة ابی بکر فلتة وتمت الا وانها قد کانت کذالک ولکن اللّٰه وقی شرها ولیس منکم من تقطع الاعناق الیه مثل ابی بکر من بایع رجلا عن غیر مشورة من المسلمین فلا یبایع هو ولا الذی تابعه تغرة ان یقتلا وانه قد کان من خیرنا حین توفی اللّٰه نبیه صلی اللّٰه علیه وسلم ان الانصار خالفونا واجتمعوا باسرهم

فی سقیفۃ بنی ساعدۃ وخالف عنا علی والزبیر ومن معهما واجتمع المهاجرون الی ابی
بکر فقلت لابی بکر یا ابا بکر انطلق بنا الی اخواننا هؤلاء من الانصار فانطلقنا نریدهم
فلما دنونا منهم لقینا منهم رجلان صالحان فذکرا ما تمالا علیه القوم فقالا این
تریدون یا معشر المهاجرین فقلنا نرید اخواننا هؤلاء فقالا لا علیکم الا تقربوهم اقضوا
امرکم فقلت واللہ لناتینهم فانطلقنا حتی اتیناهم فی سقیفۃ بنی ساعدۃ فاذا رجل مزمل
بین ظهرانیهم فقلت من هذا فقالوا هذا سعد بن عبادۃ فقلت ما له قالوا یوعک
فلما جلسنا قلیلا تشهد خطیبهم فاثنی علی اللہ بما هو اهله ثم قال اما بعد فنحن انصار
اللہ وکتیبۃ الاسلام وانتم معشر المهاجرین رهط وقد دفت دافۃ من قومکم فاذا هم
یریدون ان یختزلونا من اصلنا وان یحضنونا من الامر فلما سکت اردت ان اتکلم
وکنت زورت مقالۃ اعجبتنی ارید ان اقدمها بین یدی ابی بکر وکنت اداری
منه بعض الحد فلما اردت ان اتکلم قال ابو بکر علی رسلک فکرهت ان اغضبه فتکلم
ابو بکر فکان هو احلم منی واوقر واللہ ما ترک من کلمۃ اعجبتنی فی تزویری
الا قال فی بدیهته مثلها او افضل منها حتی سکت فقال ما ذکرتم فیکم من خیر
فانتم له اهل ولن یعرف هذا الامر الا لهذا الحی من قریش هم اوسط العرب
نسبا ودارا وقد رضیت لکم احد هذین الرجلین فبایعوا ایهما شئتم فاخذ بیدی وبید
ابی عبیدۃ بن الجراح وهو جالس بیننا فلم اکره مما قال غیرها کان واللہ ان اقدم فتضرب
عنقی لا یقربنی ذلک من اثم احب الی من ان اتامر علی قوم فیهم ابو بکر اللهم الا ان
تسول لی نفسی عند الموت شیئا لا اجده الان فقال قائل من الانصار انا جذیلها المحکک
وعذیقها المرجب منا امیر ومنکم امیر یا معشر قریش فکثر اللغط وارتفعت الاصوات
حتی فرقت من الاختلاف فقلت ابسط یدک یا ابا بکر فبسط یده فبایعته وبایعه
المهاجرون ثم بایعته الانصار ونزونا علی سعد بن عبادۃ فقلت قتل اللہ سعد بن
عبادۃ قال عمر وانا واللہ ما وجدنا فیما حضرنا من امر اقوی من مبایعۃ ابی بکر خشینا ان
فارقنا القوم ولم تکن بیعۃ ان یبایعوا رجلا منهم بعدنا فاما تابعناهم علی ما لا نرضی
واما نخالفهم فیکون فسادا فمن بایع رجلا علی غیر مشورۃ من المسلمین فلا یتابع
هو ولا الذی تابعه تغرۃ ان یقتلا ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں چند مہاجرین کو

*فقال قائل منهم قتلتم سعد بن عبادۃ

پڑہاتا تھا ان میں سے میں عبدالرحمن بن عوف سو جس حالت میں کہ میں منا میں انکی جگہہ میں تھا اور
وہ عمر فاروق رضہ کے پاس تھا انکے پچھلے حج میں کہ ناگہان پہیرا طرف عبدالرحمن پہر اسواسُ نے کہا کہ اگر تو دیکھے
ایک مرد کو کہ آج امیر المومنین کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین کیا تیرے واسطے فلانے
کے حق میں کوئی کلام ہے وہ کہتا ہے کہ اگر عمر مر گیا تو میں فلانے سے بیعت کرونگا سو قسم ہے اللہ تعالے
کی کہ ابوبکر رضہ کی بیعت خلافت ناگہانی تہی سو پوری ہوگئی تو عمر فاروق رضہ غضبناک ہوئے پہر کہا کہ مقرر میں
انشاء اللہ تعالے دوپہر کے بعد کہڑا ہونگا اور ڈراونگا لوگون کو جو ارادہ کرتے ہین کہ چہین لیوین
ان سے خلافت انکی یعنے اچہلتے ہین خلافت پر بدون عہد اور مشورہ کے کما وقع لابی بکر کہا عبدالرحمن
نے میں نے کہا اے امیر المومنین ایسا نہ کر اسواسطے کہ موسم حج کا جامع ہوتا ہے رذیل اور کمینے لوگون کو
جو فتنے کی جلدی کرتے ہین یعنے حج میں ہر قسم آدمی جمع ہوتے ہین اور وہی ہین جو غالب ہونگے تیرے
نزدیکی پر یعنے اس مکان پر جو تجہسے نزدیک ہے جبکہ تو لوگون میں کہڑا ہووے اور میں ڈرتا ہون کہ کہڑا ہووے
تو اور کوئی بات کہے کہ اڑا لی جاوے اسکو تجہسے ہر اڑانے والا یعنے حمل کرین اسکو اسکی غیر وجہ پر
اور نہ پہچانین اسکی مراد کو اور یہ کہ نہ رکہین اسکو اسکی جگہہ میں سو توقف کر یہانتک کہ تو مدینے میں پہنچے
اسواسطے کہ وہ گہر ہے ہجرت کا اور سنت کا سو تو پہنچے ساتہہ سمجہہ بوجہہ والون اور شریف لوگون کے
سو تو کہے جو کہے باقدرت ہو کر سو اہل علم تیری بات کو نگہہ رکہین گے اور اسکو اسکی جگہہ میں اتارینگے
تو عمر رضہ نے کہا خبردار ہو قسم ہے اللہ تعالے کی اگر خدا تعالے نے چاہا تو میں قائم ہونگا ساتہہ اسکے اول
مقام میں جو مدینے میں کہڑا ہونگا تو خوب ہوتا کہا ابن عباس نے سو ہم مدینے میں آئے ذیحجہ کے
بعد سو جب جمعہ کا دن ہوا تو میں ڈہلتے دن دوپہر کے بعد جلد چلا یہانتک کہ میں نے سعید بن زید
کو منبر کے رکن پاس بیٹہا پایا تو میں انکے گرد بیٹہا میرے دونو گہٹنے انکے گہٹنے سے چہوتے تہے
سو میں نے کچہہ دیر نہ کی یہانتک کہ عمر فاروق رضہ نکلے یعنے بہت جلدی نکلے سو جب میں نے ان کو
سامنے سے آتے دیکہا تو میں نے سعید بن زید رضہ سے کہا کہ البتہ عمر فاروق رضہ آج وہ بات کہین گے جو
نہین کہی جب سے خلیفہ ہوئے تو اس نے مجہپر انکار کیا اور کہا کہ مجہکو امید نہین کہ کہین جو اس سے پہلے کبہی
نہین کہا سو عمر فاروق منبر پر بیٹہے پہر جب موذن چپ ہوا تو کہڑے ہوئے اور خدا تعالے کی تعریف
کی جو اسکے لائق ہے پہر کہا کہ اما بعد حمد اور صلوۃ کے بعد میں تم سے ایک بات کہتا ہون جو میرے
واسطے مقرر کی گئی کہ میں اسکو کہون میں نہین جانتا کہ شاید میری موت کے آگے ہے یعنے میری موت
کے قریب ہے یعنے سو واقع ہوا جیسا کہا سو جو اسکو سمجہے اور یاد رکہے تو چاہیئے کہ بیان کرے اسکو جہانتک

اسکی سواری پہنچے اور جو ڈرے اسکے ہنچنے سے تو مین نہین حلال کرتا کسی کو کہ مجہپر جہوٹ بولے
مقرر خدا تعالے نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا پیغمبر کرکے بہیجا اور آپپر کتاب اتاری اور تہی
آیت رجم کی اُس چیز مین سے کہ اُتاری سو ہم نے اسکو پڑہا اور سمجہا اور یاد رکہا حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے سنگسار کیا یعنے زانی کو اور ہم نے بہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سنگسار
کیا سو مین ڈرتا ہون اگر لوگون پر زمانہ دراز ہو جاوے یہ کہ کہنے والا کہے قسم ہے اللہ تعالی کی
ہم رجم کی آیت کتاب اللہ مین نہین پاتے سو گمراہ ہون خدا تعالے کے فرض کے ترک کرنے
سے جسکو خدا تعالے نے اُتارا یعنے آیت مذکورہ مین جسکی تلاوت منسوخ ہوئی اور حکم باقی ہے
اور سنگسار کرنا خدا تعالے کی کتاب مین حق ہے اُس شخص پر جو زنا کرے جبکہ بیاہا ہو یعنے عاقل
بالغ ہو نکاح صحیح سے صحبت کی ہو مردون اور عورتون سے جبکہ قائم ہون گواہ ساتھ شرط انکی کے
یا ہو حمل یعنے جس عورت کا خاوند اور مالک کوئی نہو یا اقرار زنا کا او زنکرار اُسپر مقرر ہم پڑہتے تہے
اسکو اُس چیز مین کہ پڑہتے تہے خدا تعالے کی کتاب سے اور نہ منہہ پہیرو اپنے باپون سے سو مقرر شان
یہ ہے کہ تمہارے واسطے کفر ہے کہ اپنے باپون سے منہہ پہیرو یعنے اپنے باپ کے سوا آپ کو منسوب
نہ کرو یا یون فرمایا کہ مقرر تمہارے واسطے کفر ہے کہ اپنے باپون سے منہہ پہیرو پہر حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہایت بیحد میری تعریف نہ کیا کرو جیسی بیحد تعریف ہوئی عیسی مریم کے بیٹے کی
اور مجہکو یون کہو کہ اللہ کا بندہ ہون اور اسکا رسول ہون پہر مجہکو خبر پہنچی کہ تم مین سے کوئی کہنے والا
کہتا ہے قسم ہے اگر عمر مر گیا تو ہم فلانے سے بیعت کرین گے سو نہ مغرور ہو وے کوئی آدمی
یہ کہ کہے کہ ابو بکرؓ کی بیعت خلافت کو ناگہان ہوئی اور پوری ہوئی خبردار ہو اور مقرر وہ ابو بکرؓ کی بیعت
اسی طرح ہوئی یعنے ناگہان ولیکن خدا تعالے نے اسکی بدی کو نگہ رکہا یعنے بچایا انکو اُس چیز سے
کہ جلدی مین ہے غالبًا شر سے اسواسطے کہ عادت ہے کہ جو چیز کی حکمت نہ جانتا وہ اسکی ناگہانی
کرنے سے راضی نہین ہوتا اور تم مین سے کوئی ایسا نہین کہ کاٹی جاوین گردنین طرف اسکی
مثل ابو بکرؓ کی جو بیعت کرے کسی مرد سے بدون مشورے مسلمانون کے تو نہ بیعت کیا جاوے
یعنے اسکی بیعت نہ کی جاوے اور نہ اسکی جو اسکی تابع ہوا اسواسطے ڈرنے کے قتل سے یعنے
جس نے یہ کام کیا اُس نے اپنے نفس کو اور اپنے ساتھی کو قتل کے سامنے کیا اور مقرر ابو بکرؓ تم مین
بہتر تہا جب کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا اور انصاری لوگ ہمسے مخالف ہوئے
یعنے ہمارے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہہ مین جمع نہوے بلکہ بنی ساعدہ کی بیٹہک

مین سب جمع ہوئے اور مخالف ہوئے علی اور زبیر اور جو اُن دونو کے ساتھ تھا اور جمع ہوئے مہاجرین
طرف ابوبکر رضی کی تو مین نے ابوبکر رض سے کہا کہ اے ابا بکر تم ہمارے ساتھ ہمارے ان انصاری بھائیون کی
طرف چل سو ہم چلے اُنکے ارادے سے سو جب ہم اُن سے قریب ہوئے تو ہم اُن مین سے دو نیک مردون
کو ملے سو ذکر کیا دونو نے جسپر اتفاق کیا قوم نے یعنے انصار نے پھر دونو نے کہا تم کہان کا ارادہ
کرتے ہو اے گروہ مہاجرین کے ہم نے کہا کہ ہم ارادہ کرتے ہین اپنے ان انصاری بھائیون کا تو دونو نے
کہا کہ نہین تم پر یہ کہ اُنکے قریب جاؤ اپنا کام ادا کرو یعنے وہان جاؤ یا نہ جاؤ مین نے کہا قسم ہے اللہ تعالے
کی البتہ ہم اُنکے پاس آوینگے سو ہم چلے یہانتک کہ ہم اُنکے پاس آئے بنی ساعدہ کی بیٹھک مین تو ناگہان
مین نے دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے درمیان اُنکے مین نے کہا یہ کون ہے لوگون نے کہا کہ سعد بن
عبادہ مین نے ان سے کہا اُسکو کیا ہے انہون نے کہا کہ اُسکو تپ آئی ہے سو جب تھوڑا سا بیٹھے
تو اُنکے خطیب نے خطبہ پڑھا سو اُس نے خدا تعالے کی تعریف کی جو اُسکے لائق ہے پھر کہا اسپر حمد و صلوٰۃ
کے بعد سو ہم اللہ تعالے کے مددگار ہین اور لشکر ہین اسلام کا یعنے جگہہ جمع ہونے اسلام کی اور تم
گروہ مہاجرین کی ایک جماعت ہو یعنے تم بہ نسبت ہماری قلیل ہو عدد مین اور البتہ تمہاری قوم مین سے
ایک جماعت قلیل سُست قدم چلی یعنے مکے سے مدینے مین ہجرت کرکے نہایت محتاجی سے سو ناگہان
وے ارادہ کرتے ہین کہ ہماری جڑھ یعنے جڑھ خلافت کی کاٹین اور ہمکو خلافت سے نکال دیوین یعنے
چاہتے ہین کہ فقط تمہاوہی خلافت لیوین ہمکو نہ دیوین سو جب انصار کا خطیب چپ ہوا تو مین نے
ارادہ کیا کہ اُسکو ابوبکر صدیق رض کے آگے مقدم کرون یعنے ابوبکر رض کو کلام کرنے نہ دون مین خود کلام
کرون اور مین دفع کرتا تھا اُس سے بعضی حد کو سو جب مین نے ارادہ کیا کہ کلام کرون تو کہا ابوبکر رض نے
کہ ٹھیر جا جلدی نہ کر سو مین نے برا جانا کہ اُنکو ناراض کرون سو کلام کیا ابوبکر رض نے سو ابوبکر صدیق رض
مجھسے زیادہ تر گویا اور خوش تقریر اور باوقار تھے قسم ہے اللہ تعالے کی اُس نے کوئی بات نہین چھوڑی تھی
جو مجھکو سوچ سمجھ مین خوش لگی ہو مگر کہ اُس نے کہی بداہت مین مثل اُسکی یا افضل اُس سے یہانتک کہ
چپ ہوئے سو کہا کہ جو تم نے ذکر کیا اپنے مین بہتری سے سو تم اُسکے لائق ہو اور ہرگز نہین پہچانا
جاویگا یہ امر خلافت مگر اس گروہ قریش کے واسطے وے بہتر ہین عرب کی نسب مین اور گھر مین اور
البتہ مین نے پسند کیا ہے تمہارے واسطے ایک کو ان دو مردون سے سو دونو مین جس سے چاہو بیعت
کرو سو میرا ہاتھ اور ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑا اور حالانکہ وہ ہمارے درمیان بیٹھا تھا سو مین نے نہ برا جانا
اُس چیز سے کہ ابوبکر رض نے کہی سوائے اس بات کے تھا حال میرا قسم ہے اللہ تعالے کی یہ کہ مین مقدم کیا

[illegible]

جاؤں اور میری گردن ماری جاوے کہ نہ قریب کرے مجھکو گناہ سے زیادہ تر پیارا مجھکو اس سے کہ میں
سردار ہوں ان لوگوں پر جنمیں ابوبکر رضؓ ہوں الٰہی مگر یہ کہ آراستہ کرے میرے واسطے نفس میرا وقت موت
کچھ چیز کہ میں اسکو اب نہیں پاتا یعنے مرتے دم تک ایسا ارادہ نہ کرونگا تو انصار میں سے کسی کہنے والے
نے کہا کہ میں بڑی لکڑی ہوں کہ شتر خانے میں کہڑی کرتے ہیں کہ خارش والے اونٹ اس سے اپنا بدن
کہجلیں اور میں وہ ستون ہوں کہ ضعیف درخت کے نیچے کہڑا کرتے ہیں جو پہل سے بہرا ہو یعنے میں وہ
ہوں کہ میرے لوگ مجہہ پر اعتماد کرتے ہیں ایک سردار ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے اے گروہ
قریش کے پہر مجلس میں بہت گفتگو اور شور غل ہوا یہانتک کہ میں اختلاف سے ڈرا تو میں نے کہا اے
ابوبکر ہاتھ دراز کر اور کشادہ کر ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنا ہاتھ کشادہ کیا سو میں نے اس سے بعیت
کی اور مہاجرین نے بہی اس سے بعیت کی پہر انصاریوں نے بہی اس سے بعیت کی اور ہم اُٹہے
سعد بن عبادہ پر تو اُن میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کیا میں نے
کہا کہ خدا تعالے اسکو قتل کرے کہا عمر رضؓ نے اور قسم ہے اللہ تعالے کی مقرر ہمنے نہیں پایا کسی
امر کو جس میں ہم حاضر ہوئی قوی تر ابوبکر رضؓ کی بعیت سے ہم ڈرے کہ اگر ہم قوم سے جدا ہوے
اور بعیت نہ ہوئی یہ کہ ہمارے بعد کسی مرد اپنے سے بعیت کریں سو یا تو ہم اُنکی متابعت کرینگے جس پر ہم
راضی نہیں اور یا ہم اُنکی مخالفت کرینگے سو واقع ہوگا فساد سو جو بعیت کرے کسی مرد سے بدون مشورے
مسلمانوں کے اُسکی متابعت نہ کی جاوے اور نہ اُسکی جو اُسکے تابع ہوا اس خوف کے واسطے کہ قتل
کئے جاویں دونوں **ف** یہ جو کہا کہ گمراہ ہوویں ساتھ ترک کرنے فرض کے جسکو خدا تعالے نے اُتارا
یعنے آیت مذکورہ میں جسکی تلاوت منسوخ ہوئی اور اُسکا حکم باقی ہے اور یہ جو کہا کہ سنگسار کرنا کتاب
اللہ میں حق ہے یعنے خدا تعالے کے اس قول میں او یجعل اللہ لہن سبیلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے بیان کیا کہ مراد ساتھ اُسکے سنگسار کرنا بیاہے کا ہے اور کوڑے مارنا کنوارے کو اور
یہ جو کہا کہ یوں کہو کہ میں بندہ اللہ تعالے کا ہوں تو کہا ابن جوزی نے کہ نہیں لازم آتا ایک چیز کی نہی
کرنے سے واقع ہونا اُسکا اسواسطے کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے دعوی کیا ہو ہمارے پیغمبر میں جو
دعوے کیا نصاری نے عیسے علیہ السلام کے حق میں اور سوا اسکے کچہ نہیں کہ سبب نہی کا ظاہر وہ
چیز ہے جو معاذ رضؓ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے جبکہ اُس نے آپ سے سجدہ کرنے کی اجازت مانگی کہا جانتا
ہوں تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو منع کیا سو
شاید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوف کیا کہ مبالغہ کرے غیر اُسکا ساتھ اُس چیز کے ....

کہ اُس سے اوپر ہے سو جلدی کی طرف نہی کے واسطے تاکید امر کی کہا ابن تین نے معنے لا تطرونی
کے یہہ ہین کہ میری بیجا تعریف نہ کرو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی بیجا تعریف کی یہانتک کہ
بعضون نے اُسکے حق مین غلو اور زیادتی کی سو اُسکو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خدا ...... ٹھیرایا اور
بعضون نے کہا کہ وہ اللہ ہی ہے اور بعضون نے کہا کہ وہ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہے اور عمر فاروق رضی
نے جو اس قصے کو بیان وارد کیا تو اسمین نکتہ یہ ہے کہ اُس نے اُنپر غلو کا خوف کیا کہ جو مستحق خلافت کا
نہ ہو اُسکو خلافت کا مستحق گمان کرین سو اُسکی بیجا تعریف کرین سو داخل ہون نہی مین اور احتمال
ہے کہ ہو مناسبت یہ کہ جو اُس نے ابوبکر رضی کی تعریف کی ہے وہ بیجا تعریف مین داخل نہین جو منع ہے
اور سد رجم کا قصہ جو ذکر کیا اور زجر باپ سے منہہ پہیرنے کی تو اسکی مناسبت اُس قصے سے جسکے سبب سے
خطبہ پڑہا اور وہ قول ہے کسی شخص کا کہ اگر عمر مر گیا تو ہم فلانے سے بیعت کرینگے یہ ہے کہ اُس نے
اشارہ کیا ساتھ قصے رجم کے طرف زجر اُس شخص کی جو کہتا ہے کہ نہین عمل کرتے ہم احکام شرعی
مین مگر جو ہم قرآن مین پاوین اور نہین ہے قرآن مین شرط مشورہ کرنے کی جبکہ مر جاوے خلیفہ
بلکہ یہ تو سنت کی جہت سے لیا جاتا ہے جیسا کہ سنگسار کرنا نہین ہے قرآن متلو مین بلکہ وہ لیا جاتا ہے
طریق سنت سے اور اُسپر زجر باپ سے منہہ پہیرنے سے تو شاید اشارہ کیا ساتھ اسکے اس طرف کہ خلیفہ رعیت
کے واسطے بجائے باپ کے ہے سو نہین لائق ہے رعیت کو کہ اُس سے منہہ پہیرین بلکہ واجب ہے
اُنپر فرمانبرداری اسکی اپنی شرط سے جیسی کہ واجب ہے فرمانبرداری باپ کی اور یہ جو کہا کہ ابوبکر رضی کی
بیعت ناگہانی تہی یعنے واقع ہوئی تہی بدون مشورہ تمام ان لوگون کے کہ لائق مشورہ تہے اور بعضون
نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ابوبکر رضی اور انکے ساتہیون نے جلدی کی اپنے جانے مین طرف انصار کی
سو بیعت کی اُنہون نے ابوبکر رضی سے انکے روبرو اور انمین بعضا وہ آدمی تہا جو نہین پہچانتا تہا
جو واجب ہے اُسپر اسکی بیعت سے سو اُس نے کہا کہ ایک امیر ہم مین سے ہو اور ایک تم مین سے پس
مراد ساتھ فلتتہ کے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی مخالفت انصار سے اور جو اُنہون نے ارادہ کیا تہا
سعد بن عبادہ رضی کی بیعت سے اور اسی واسطے عمر فاروق رضی نے ابوبکر رضی کی بیعت کی طرف جلدی
کی اس خوف سے کہ مبادا انصار سعد بن عبادہ کی بیعت کرین اور ابن حبان نے کہا کہ فلتتہ
کے معنے یہہ ہین کہ اُسکی ابتدا تہوڑے لوگون سے ہوئی اور یہ جو کہا کہ تم مین ایسا کوئی نہین کہ اُسکی
طرف گردنین کاٹی جاوین تو مراد یہ ہے کہ تم مین سے سابق جو نہین ملحق ہے فضل مین نہین پہنچتا ہے
ابوبکر رضی کے درجے کو جو نہ امید رکہے اسکی کہ واقع ہو اُسکے واسطے مثل اُسکی جو واقع ہوا ابوبکر رضی کے واسطے

کہ اول اُنکی بیعت تہوڑی لوگون مین ہوئی پہر جمع ہوے سب لوگ اوپر اُسکے اور نہ اختلاف کیا
اُنہون نے اُسپر اسلیئے کہ اُنکو تحقیق ہوا کہ وہ خلافت کا مستحق ہے سو نہ حاجت ہوئی اُنکو اُسکے امر مین غور
نظر کی اور نہ اور مشورے کی اور اُسکا غیر اسمین اُسکی مثل نہین اھ اور اسمین اشارہ ہے طرف تحذیر
کی کہ جہان ابو بکر رض جیسا نہو وہان بیعت کی طرف جلدی نہین کرنی چاہیئے اور تعبیر کی ساتھ کٹنے
گردنون کے کہ جو سابق کی طرف دیکہنے والا ہو اُسکی گردن دراز ہوتی ہے تا کہ دیکہے سو جب نہین
حاصل ہوتا مقصود اُسکا کہ آگے بڑہنا تہا اُس شخص سے جس نے آگے بڑہنا چاہتا تہا تو کہا جاتا ہے
کہ اُسکی گردن کٹ گئی اور یہ جو اُس نے کہا کہ ایک جماعت تمہاری قوم سے چلی یعنے تم لوگ قوم ہمارے
محتاج تم مکے سے ہمارے پاس آئے پہر تم اب ارادہ کرتے ہو کہ مقدم ہو ہمپر اور یہ جو کہا جب
انصار کا خطیب چپ ہوا تو اُسکی کلام کا حاصل یہ ہے کہ اُس نے خبر دی کہ ایک گروہ مہاجرین سے
ارادہ کرتے ہین کہ منع کرین انصار کو اُس چیز سے کہ انصار اعتقاد کرتے ہین کہ وے اُسکے مستحق ہین
اور سوائے اُسکے کچھ نہین کہ اُس نے ابو بکر رض اور عمر رض وغیرہ اُنکے ساتہیون پر اعتراض کیا تہا اور
یہ جو کہا کہ مین اُسکو ابو بکر رض کے آگے مقدم کرون یعنے اُس سے پہلے کہون تا کہ شاید جو بات مین نے سوچی
ہے وہ اُنکے خیال مین نہ آوے اور انصاری خطیب کی تعریض کا جواب ادا نہ ہو سو جو جو بات
مین نے سوچ سے نکالی تہی وہ ابو بکر رض نے بلا تامل کہی اور یہ جو کہا کہ ایک امیر ہم مین سے ہو
اور ایک تم مین سے تو اُسکا باعث یہ ہے کہ عرب کے لوگ نہین پہچانتے تہے سرداری کو کسی قوم پر
مگر اُسکے واسطے جو اُن مین سے ہوا اور شاید کہ اُسکو نہ پہنچا تہا حکم سرداری کا اسلام مین کہ یہ قریش کے
ساتھ خاص ہے اور خلافت قریش مین ہوگی پہر جب اُسکو یہ حدیث پہنچی تو بند رہا اور اُس نے
اور اُسکی قوم نے ابو بکر رض سے بیعت کی اور ایک روایت مین ہے کہ عمر رض نے کہا اے انصار
کے گروہ کیا تم نہین جانتے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر رض کو حکم کیا کہ لوگون کو نماز پڑہاوے
سو تم مین سے کس کا دل چاہتا ہے کہ ابو بکر رض سے آگے بڑہے تو انہون نے کہا کہ ہم خدا تعالے
کی پناہ مانگتے ہین کہ ابو بکر رض سے آگے بڑہین اور اُسکے آگے امام بنین اور اس حدیث مین اور بہی
بہت فائدے ہین سیکہنا علم کا ہے اہل اُسکے سے اگرچہ ماخوذ منہ کم عمر ہو سیکہنے والے سے اور
اسی طرح حکم ہے اگر اُسکی قدر اُسکے قدر سے کم ہو اور اسمین تنبیہ ہے اسپر کہ علم نہ امانت رکہا جاوے
نزدیک نالائقون کے اور نہ بیان کیا جاوے اُسکو مگر اُسکے پاس جو سمجہہ دار ہو اور نہ بیان کرے
کم فہم سے جو نہ اُٹہاوے اور یہ کہ جائز ہے اخبار بادشاہ کی ساتھ کلام اُس شخص کی کہ خوف کرے

اُس سے وقوع امر کا جسمین جماعت کا فاسد کرنا ہے اور یہہ چغلی نہین ہے اور یہہ کہ جو بڑا آدمی
ہو اور اُسکے حق مین کوئی امر مباح ہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ ہر ایک کے واسطے مباح ہو
جو اُس پایے کی صفت کے ساتھہ موصوف نہو مانند ابو بکر رض کی اور یہ کہ خلافت نہین ہوگی مگر
قریش مین اور اُسکے واسطے دلائل بہت ہین اور یہ کہ جب کوئی عورت حاملہ پائی جاوے اور نہ اُسکا کوئی
خاوند ہو اور نہ مالک ہو تو واجب ہے اُسپر حد مگر یہ کہ قائم کرے گواہ حمل پر یا اکراہ پر اور کہا ابن قاسم
نے کہ اگر دعوے کرے اکراہ کا اور ہو غریب تو نہین ہے حد اوپر اُسکے اور کہا شافعی اور
کوفیون نے کہ نہین حد ہے اوپر اُسکے مگر ساتھہ گواہون کے یا اقرار کے اور کہا ابن عبد البر نے
کہ عمر فاروق رض سے آیا ہے کہ اُس نے معاف کیا حد کو ساتھہ دعوے اکراہ کے اور بعضون
نے کہا کہ اگر اُسکا سچ لوگون مین معروف ہو تو اُسکا قول اکراہ مین قبول ہے اور اگر وہ دینداری
اور صدق کے ساتھہ معروف نہو تو اُسکا دعوے اکراہ قبول نہ کیا جاوے خاصکر جبکہ متہم ہو اور
استنباط کیا ہے اُس سے باجی نے کہ جو زنا کرے غیر فرج مین اور اُسکا پانی فرج مین داخل
ہو اور عورت دعوے کرے کہ بچہ اُس سے ہے تو نہ قبول کیا جاوے اور نہ لاحق کیا جاوے جبکہ
نہ اقرار کرے ساتھہ اُسکے اسواسطے کہ اگر وہ اُسکے ساتھہ لاحق کیا جاتا تو حاملہ پر سنگسار کرنا نہ آتا واسطے
جائز ہونے مثل اسکی کے اور عکس کیا ہے اُسکا غیر اُسکے نے سو کہا کہ نہین واجب ہے حد حاملہ عورت
پر مجرد حمل سے واسطے احتمال ایسے شبہہ کے کہ اس نے غیر فرج مین زنا کیا ہو اور اُسکا پانی فرج عورت
مین داخل ہوا ہو اور یہ قول جمہور کا ہے اور جواب دیا ہے طحاوی نے کہ مستفاد عمر رض کے قول سے
کہ سنگسار کرنا حق ہے زانی پر یہ ہے کہ جب حمل زنا سے ہو تو واجب ہے سنگسار کرنا اور یہ ٹھیک ہے
لیکن ضرور ہے ثابت ہونا اُسکا زنا سے اور نہ سنگسار کیا جاوے اُسکو مجرد حمل سے باوجود قائم
ہونے احتمال کے بیچ اُسکے اسواسطے کہ اُس عورت نے دعوے کیا کہ مین سوتی تہی سو کوئی مرد مجھپر
سوار ہوا تو عمر فاروق نے اس سے حد کو ساقط کیا مین کہتا ہون اور نہین پوشیدہ ہے تکلف اُسکا
اسواسطے کہ حمل مقابل اعتراف کی ہے اور جو مقابل ہو وہ اُسکا قسم نہین ہوتا اور سوا اُسکے
کچھہ نہین کہ اعتماد کیا ہے اُس نے جو نہین دیکھتا حد کو مجرد حمل سے واسطے قائم ہونے احتمال کے
کہ نہین ہے وہ زنا محقق سے اور حد ساقط ہوتی ہے شبہہ سے اور یہ کہ جائز ہے اعتراض کرنا
امام پر اُسے مین جبکہ خوف کرے کسی امر سے اور اُسکا مشورہ راجح ہو امام کے ارادے سے اور
استدلال کیا گیا ہے ساتھہ اُسکے اسپر کہ اہل مدینہ مخصوص ہین ساتھہ علم کے اور فہم کے واسطے

اتفاق کرنے عبد الرحمن اور عمرؓ کے اوپر اسکے اور یہ قول صحیح ہے اُس زمانے کے لوگون کے
حق مین اور ملحق ہین ساتھ اُنکے جو اُنکے مشابہ ہین بیچ اسکے اور نہین لازم آتا ہے اس سے کہ بدستور رہے
یہ حکم ہر زمانے مین بلکہ اور نہ ہر ہر فرد مین اور اسمین رغبت دلانا ہے اوپر پہنچانے علم کے اُس شخص
کو جو اُسکو یاد رکھے اور سمجھے اور جو اُسکو نہ سمجھے وہ اُسکو نہ پہنچاوے مگر یہ کہ اُسکو ہو بہو لفظ سے
وارد کرے اور نہ تصرف کرے بیچ اُسکے اور اشارہ کیا ہے مہلب نے اس طرف کہ مناسبت قصے
رجم کے وارد کرنے کی یہان اس جہت سے ہے کہ اُس نے اشارہ کیا اس طرف کہ نہین لائق
کسی کو یہ کہ قطع کرے اُس چیز مین کہ نہین ہے اُسمین نص قرآن سے اور نہ سنت سے اور نہ
کہے اور نہ عمل کرے اُسمین اپنی رائے سے جیسا کہ قطع کیا اُس شخص نے جس نے کہا تھا کہ اگر
عمر مر گیا تو مین فلانے سے بیعت کرونگا جبکہ نہ پائی اُس نے شرط اس شخص کی جو خلافت کے
لائق ہے منصوص کتاب مین سو اُس نے اُسکو قیاس کیا ابو بکر صدیق رضؓ کے حال پر اور خطا کی
قیاس مین واسطے وجود فارق کے اور اسپر واجب تھا کہ اہل قرآن اور سنت سے پوچھتا اور اُسپر
عمل کرتا سو مقدم کیا عمرؓ نے قصہ رجم کا اور قصہ نہی منہ پھیرنے کا باپون سے اور یہ دونو قصے قرآن
متلو مین نہین ہین اگرچہ اُس چیز مین ہین جو خدا تعالےٰ نے اُتاری اور اُنکا حکم بدستور رہا اور اُن کی
تلاوت منسوخ ہوئی لیکن یہ مخصوص ہے ساتھ اہل اس زمانے کے جنکو اسپر اطلاع تھی والاصل
یہ ہے کہ جسکی تلاوت منسوخ ہے اور یہ جو کہا مین ڈرتا ہون کہ لوگون پر زمانہ دراز ہو جاوے
تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ علم پرانا ہو جاویگا ساتھ گذرنے زمانون کے سو پاوینگے جاہل
لوگ راہ طرف تاویل کی بدون علم کے اور اسپر دوسری حدیث کہ میری بیجد تعریف نہ کیا کرو
تو اسمین اشارہ ہے طرف تعلیم اُس چیز کی جسکی بے علمی کا اُنپر خوف ہے اور اسمین اہتمام اصحاب کا
ہے اور اہل قرن اول کا ساتھ قرآن کے اور منع کرتا زیادتی کرنے سے قرآن مین اور اسی طرح
کم کرتا اُس سے بطریق اولے اور یہ مشعر ہے ساتھ اسکے کہ جو سلف سے منقول ہے مثل ابی بن کعب
اور ابن مسعود رضؓ کی زیادتی سے کہ نہین قرآن مین تو سوائے اسکے کچھ نہین کہ وہ بطور تفسیر کے ہے
اور مانند اسکی کے اور احتمال ہے کہ یہ اول امر مین ہو پھر قرار پایا اجماع اُس چیز پر جو قرآن مین ہے
اور باقی رہا منقول ہونا ان روایتون کا یعنے مانند اور روایتون کی نہ بنا بر اسکے کہ وہ قرآن مین ثابت
ہین اور اسمین دلیل ہے اسپر کہ جو ڈرے کسی قوم کے فتنے سے اور یہ کہ وہ اُسکا حکم بجا نہ لاوین
امر حق مین اُنپر متوجہ ہووے اور اُن سے مناظرہ کرے اور اُنپر حجت کو قائم کرے اور یہ کہ جائز ہے بڑے

قدر والے سے کے واسطے یہ کہ تواضع کرے اور جو اُس سے نیچے ہو اسکو اپنے نفس پر فضیلت دے
ادب کے واسطے اور واسطے بھاگنے سے کے تزکیہ نفس سے اور دلالت کرتا ہے اسپر یہ کہ جب عمر فاروق
نے ابوبکر رضہ سے کہا کہ ہاتھ دراز کر تو وہ باز رہے اور یہ کہ مسلمانون کے واسطے ایک امام سے
زیادہ نہو اور اسمین بددعا کرنا ہے اسپر جسکے باقی رہنے مین فتنے فساد کا خوف ہو کہ عمر فاروق نے
کہا کہ خدا تعالے سعد کو قتل کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جو امام کے پاس کسی
کو تہمت کرے تو نہین واجب ہے امام پر کہ اسپر حد کو قائم کرے یہانتک کہ اسکو مقذوف طلب کرے
اسواسطے کہ اسکو جائز ہے کہ قاذف سے معاف کرے اور تمسک کیا ہے بعضے شیعہ نے صدیق
اکبر رضہ کے اس قول سے کہ مین پسند کرتا ہون تمہارے واسطے ایک کو ان دو مردون سے کہ
ابوبکر رضہ کو اپنی خلافت کے واجب ہونیکا اور اُسکے مستحق ہونیکا اعتقاد نہ تھا اور اسکا جواب کئی
وجہ سے ہے اول جواب یہ ہے کہ یہ قول اُن سے بطور تواضع کے تہا دوسرا یہ کہ وہ جائز رکھتے تہے
مفضول کی امامت کو باوجود فاضل کے اور اگرچہ اُنکے واسطے اسمین حق تھا تو اُنکو جائز تھا کہ غیر پر
احسان کرین تیسرا یہ کہ اُنکو معلوم تھا کہ دونوں میں سے کوئی اُنکے آگے نہین ہوگا سوا ارادہ کیا ساتھ
اسکے اشارہ کرنے کا اس طرف کہ اگر مقدر کیا گیا کہ وہ اسمین داخل نہین ہوگا تو البتہ ہوگی خلافت
بند بیچ دونو کے اور اسیواسطے جب ابوبکر صدیق رضہ کی موت قریب ہوئی تو عمر رضہ کو خلیفہ کیا اسواسطے
کہ ابو عبیدہ اس وقت شام کے ملک مین جہاد مین مشغول تہے اور قول عمر رضہ کا کہ مین مقدم ہون اور میری
گردن ماری جاوے دلالت کرتا ہے اوپر صحیح ہونے احتمال مذکور کے اور یہ کہ جائز ہے اہل رائے
کے واسطے کہ امام کو مشورہ دیوین ساتھ عام مصلحت کے جو نفع دیوے عموما یا خصوصا اگرچہ وہ نہ
مشورہ طلب کرے اور رجوع کرنا امام کا طرف اُسکی وقت واضح ہونے صواب کے اور یہ جو ابوبکر صدیق
نے کہا کہ ایک کو ان دو مردون سے تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اسپر کہ شرط ہے کہ خلیفہ ایک
ہو اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نص صریح کہ جو دو خلیفون سے بیعت کی جاوے تو دونوں سے پچھلے
کی گردن مارو (فتح) **بَابٌ اَلْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ** اگر دو زنا کرنے والے کنوارے ہون
تو دونو کو کوڑے مارے جاوین اور شہر بدر کیا جاوے **ف** یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت
کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے ابی بن کعب رضہ سے مثل اُسکی اور اسمین اتنا زیادہ ہے کہ بیاہون کو کوڑے
مارے جاوین اور سنگسار کیا جاوے اور مسروق سے ہے کہ کنوارون کو کوڑے مارے جاوین اور
شہر بدر کیا جاوے اور بیاہون کو سنگسار کیا جاوے اور بوڑھون کو سنگسار کیا جاوے اور کوڑے

مارے جاوین اور نقل کیا ہے محمد بن نضر نے کتاب الاجماع مین اتفاق اسپر کہ زانی کنواری کو شہر بدر کیا جاوے مگر کوفیون سے اور ان مین سے ابن ابی لیلے بہی جمہور کے موافق ہے اور دعوی کیا طحاوی نے کہ وہ منسوخ ہے وسیاتی انشاء اللہ تعالے اور جو تغریب کے قائل ہین انکو اختلاف ہے سو کہا شافعی اور ثوری اور طبری نے ساتھ تعمیم کے اور ایک قول شافعی کا یہ ہے کہ غلام کو شہر بدر نہ کیا جاوے اور کہا اوزاعی نے کہ عورت کو شہر بدر نہ کیا جاوے فقط مرد کو کیا جاوے اور یہی ہے قول مالک کا اور قید کیا ہے اسکو ساتھ آزاد ہونے کے اور یہی قول ہے اسحاق کا اور جو اسمین حریت کو شرط کرتا ہے اسکی حجت یہ ہے کہ غلام کے شہر بدر کرنے مین اسکے مالک کے واسطے سزا ہے اور منع کرنا ہے اسکو اسکے منفعت سے بیچ مدت تغریب کے اور تصرف شرع کا تقاضا کرتا ہے کہ نہ سزا دیجاویگی مگر قصور کرنے والے کو اور اسیواسطے ساقط ہوا ہے فرض ہونا جہاد اور حج کا غلام سے اور کہا ابن منذر نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عسیف کے قصے مین قسم کھائی کہ انکے درمیان کتاب اللہ سے حکم کرینگے پہر فرمایا کہ اسپر سو کوڑا ہے اور ایک سال شہر بدر کرنا اور خطبہ پڑہا عمر نے ساتھ اسکے منبر پر عام لوگون مین اور عمل کیا ساتھ اسکے خلفاے راشدین نے اور کسی نے اس سے انکار نہ کیا تو یہ اجماع ہو گیا اور اختلاف ہے شہر بدر کرنے کے مسافت مین سو بعضون نے کہا کہ وہ امام کی راے پر ہے اور بعضون نے کہا کہ شرط ہے اسمین مسافت قصر کی اور بعضون نے کہا کہ تین دن کی راہ اور بعضون نے کہا کہ ایک دن رات کی راہ اور بعضون نے کہ دو دن کی (فتح) اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ إِلَى قَوْلِهِ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ترجمہ اور خدا تعالے نے فرمایا کہ زانی عورت اور مرد کو سو سو کوڑے مارو خدا تعالے کے اس قول تک کہ یہ حرام ہین مسلمانون پر ف اور مراد ساتھ ذکر کرنے اس آیت کے یہ ہے کہ کوڑے مارنا ثابت ہے ساتھ کتاب اللہ تعالے کے اور قائم ہوا ہے اسپر اجماع ان لوگون کا جنپر اعتماد ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ کنوارے کے جو بیاہا نہو اور اختلاف ہے کوڑے مارنے کی کیفیت مین مالک نے کہا کہ پیٹھ مین مارے اور اسکے غیر نے کہا کہ متفرق کرے انکو سب اعضا پر سوا منہہ اور سر کے اور زنا اور شراب اور تعزیر مین ننگا اور کہڑا کر کے کوڑے مارے اور عورت کو بٹھا کر اور قذف مین کپڑون سمیت اور کہا احمد اور اسحاق اور ابو ثور نے کہ نہ ننگا کیا جاوے کوئی حد مین اور آیت مین شہر بدر کرنیکا حکم نہین سو تمسک کیا ہے ساتھ اسکے حنفیہ نے سو کہا انہون نے کہ نہین زیادتی کیجاتی ہے قرآن پر خبر واحد سے اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مشہور ہے کثرت طرق کی وجہ سے اور واسطے بہت ہونے عمل اصحاب کے ساتھ اسکے اور البتہ عمل کیا ہے انہون نے ساتھ مثل اسکی کے

بلکہ ساتھ اس چیز کے کہ اس سے کم ہے جیسے ٹوٹنا وضو کا قہقہہ سے اور جائز ہونا وضو کا نچوڑ کھجور سے
اور سوائے اسکے جو قرآن میں نہیں ہے اور البتہ روایت کی مسلم نے عبادہ کی حدیث سے کہ فرمایا سیکھو مجھ سے
البتہ خدا تعالے نے عورتوں کے واسطے راہ مقرر کردی کنواری کو کنوارے کے ساتھ سو کوڑے
اور سال بھر شہر بدر کرنا اور بیاہے کو بیاہی کے ساتھ سو کوڑا اور سنگسار کرنا اور روایت کی طبرانی نے
ابن عباسؓ کی حدیث سے کہ جب یہ آیت اتری واللاتی یاتین الفاحشة من نسائکم فاستشہدوا علیہن
اربعة منکم فان شہدوا فامسکوہن فی البیوت حتی یتوفٰہن الموت او یجعل اللہ لہن سبیلا تو عورتوں کو گھروں
میں قید کیا جاتا تھا خواہ مریں یا زندہ رہیں یہانتک کہ یہ آیت اتری الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد
منہما مائة جلدة (فتح) قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رَأْفَةٌ اِقَامَةُ الْحَدِّ اور کہا ابن عیینہ نے کہ رافت سے مراد حد کا
قائم کرنا ہے **ف** اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور نہ معطل کیا جاوے حد کو یعنے نہ ترک
کی جاوے بالکل اور نہ کم کی جاوے عدد سے **حَدَّثَنَا** مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ
قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصِنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ
قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تِلْكَ
السُّنَّةُ **ترجمہ** زید بن خالد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا
حکم کرتے تھے اسکے حق میں جو زنا کرے اور بیاہا ہوا ہو سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا کہا ابن شہاب
نے اور خبر دی مجھکو عروہ نے کہ عمر فاروقؓ نے شہر بدر کیا پھر ہمیشہ جاری رہی یہ سنت **ف** ایک
روایت میں اتنا زیادہ ہے یہانتک کہ مروان نے شہر بدر کیا پھر اہل مدینہ نے اسکو چھوڑ دیا یعنی بسبب
کاہلی کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوڑے مارے اور شہر بدر کیا
اور صدیق رضؓ نے بھی کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور اسیطرح عمرؓ نے بھی اور اکثر راویوں نے اسکو
موقوف روایت کیا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْمَنْ
زَنٰى وَلَمْ يُحْصَنْ بِنَفْيِ عَامٍ بِاِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ **ترجمہ** ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا اسکے حق میں جسنے زنا کیا اور بیاہا نہ تھا ساتھ برس بھر شہر بدر کرنے کے اور
قائم کرنے حد کے اوپر اسکے **ف** اور اس حدیث میں جائز ہونا جمع کا درمیان حد اور تعزیر کے برخلاف
حنفیہ کے اگر لیا جاوے اسکے قول کو ساتھ اقامت حد کے اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا درمیان کوڑوں

اور شہر بدر کرنے کے یعنے کوڑے بھی مارین جاوین اور شہر بدر بھی کیا جاوے اُس زانی کے حق مین جو بیاہا نہو یہ بھی انکے خلاف ہے اگر ہم کہین کہ سب حد ہے اور حجت پکڑی ہے بعضون نے ساتھ اسکے کہ حدیث عبادہ کی جسمین شہر بدر کرنا ہے منسوخ ہے ساتھ آیت نور کے اس واسطے کہ اسمین صرف کوڑے مارنے کا ذکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ وہ محتاج ہے طرف ثبوت تاریخ کی اور ساتھ اسکے کہ اُسکا عکس قریب تر ہے اسواسطے کہ آیت مطلق ہے ہر زانی مین سو خاص کیا گیا اس سے عبادہ کی حدیث مین بیاہا ہوا اور سورہ نور کی آیت مین جو نفی کا ذکر نہین تو اس سے اُسکا نہ جائز ہونا لازم نہین جیسا کہ اس سے سنگسار کرنے کا جائز نہ ہونا لازم نہین آتا اور قوی حجتون سے ہے یہ کہ قصہ عسیف کا نور کی آیت کے بعد ہے اس واسطے کہ وہ افک کے قصے مین اُتری اور وہ مقدم ہے عسیف کے قصے پر اسواسطے کہ ابوہریرہ رضہ اس مین حاضر تھے اور ابوہریرہ رضہ کی ہجرت افک سے بہت زمانہ بعد ہے (فتح)

باب نَفْيِ أَهْلِ الْمَعَاصِي وَالْمُخَنَّثِينَ گناہ کرنے والون اور مخنثون کا شہر بدر کرنا

ف شاید مراد اُسکی رد کرنا اُسپر جو انکار کرتا ہے شہر بدر کرنے سے غیر محارب کے حق مین سو بیان کیا کہ وہ ثابت ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے اور جو آپکے بعد ہین بیچ حق غیر محارب کے اور جب ثابت ہوا اُسکے حق مین جس سے کبیرہ واقع نہین ہوا تو جو کبیرہ گناہ کرے اُسکے حق مین بطریق اولے ہوگا (فتح)، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ وَأَخْرَجَ فُلَانًا ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ان مردون کو جو عورتون سے مشابہت کرتے ہین اور اُن عورتون کو جو مردون سے مشابہت کرتی ہین اور فرمایا کہ انکو گھرون سے نکال دو اور فلانے کو نکال دیا

ف کہا ابن بطال نے کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ وارد کرنے اس ترجمہ کے بعد ترجمہ زانی کے اس طرف کہ جب مشروع ہوا شہر بدر کرنا اُسکے حق مین جو ایسا گناہ کرے جسمین حد نہین تو جو حد والا گناہ کرے اُسکے حق مین بطریق اولے مشروع ہوگا پس مؤکد ہوگی سنت ثابت ساتھ قیاس کے تاکہ رد کیا جاوے اُسپر جو معارضہ کرتا ہے سنت کا قیاس سے اور جب دونو قیاس معارض ہوئے تو باقی رہیگی سنت بغیر معارض کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ مراد مخنث سے وہ شخص ہے جو عورتون سے مشابہت کرے نہ وہ شخص جسکے ساتھ اغلام کیا جاوے اسواسطے کہ اُسکی حد رجم ہے اور جسپر رجم واجب ہوا اسپر شہر بدر کرنا نہین اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ اسکی حد مین اختلاف ہے اکثر کے نزدیک

اُسکا حکم زانی کا ہے سو اگر ثابت ہوا اُسپر تو اُسکو کوڑے مارے جاوین اور شہر بدر کیا جاوے اسواسطے کہ نہین متصور ہے اسمین احصان اور اگر مشابہت کرنے والا ہو تو اُسکی حد فقط شہر بدر کرنا ہے (فتح)

باب مَنْ اَمَرَ غَيْرَ الْإِمَامِ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْهُ جو حکم کرے غیر امام کو ساتھ اقامت حد کی غائب اُس سے **ف** کہا ابن بطال نے اس باب کا مطلب آیندہ بھی ایک باب مین آویگا اور دونو کا مطلب ایک ہی لیکن اس جہت سے فرق ہے کہ اس باب مین غائبًا عنہ حال ہے مامور سے یعنے جو حد کو قائم کرے اور دوسرے باب مین حال ہے اُس شخص سے جسپر حد قائم کی جاوے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ لَنَا يَا رَسُولَ اللهِ بِكِتَابِ اللهِ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَزَعَمُوا أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ أَمَّا الْغَنَمُ وَالْوَلِيدَةُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا **ترجمہ** ابوہریرہ رضؓ اور زید رضؓ سے روایت ہی کہ ایک گنوار حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے سو اُس نے کہا یا حضرت ہمارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کیجیے تو اُسکا خصم اُٹھا سو اُس نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے یا حضرت ہمارے واسطے حکم کیجئے خدا تعالے کی کتاب سے مقرر کہ میرا بیٹا اسکے یہان مزدور تھا سو اُس نے اسکی عورت سے زنا کیا سو لوگون نے مجھکو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سنگسار کرنا ہے سو مین نے بدلہ دیا سو بکری اور ایک لونڈی پھر مین نے اہل علم سے پوچھا تو اُنہون نے کہا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اسکی جسکے قابو مین میری جان ہے کہ مین تمہارے بیچ کتاب اللہ سے حکم کرونگا اسپر بکریان اور لونڈی سو پھیری جاوین تجھپر اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور اسپر تو اے انیس اسکی عورت کے پاس جا اور اُس کو سنگسار کر سو انیس گیا اور اُسکو سنگسار کیا **باب** قَوْلِ اللهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْآيَةَ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ زَوَانِي وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ أَخِلَّاءَ

اور جو کوئی نہ رکھتا ہو تم مین سے مقدور یہ کہ نکاح مین لاوے بی بیان آزاد مسلمان الخ تو چاہیے کہ نکاح

کرے لونڈی ایماندار سے الخ **ف** اور اختلاف ہے لونڈی کے احصان مین سو اکثر نے کہا کہ احصان اسکا نکاح کرنا ہے اور بعضون نے کہا کہ آزاد کرنا ہے پس بنا بر پہلے قول کے نکاح سے پہلے اُسپر حد واجب نہین ہوگی اگر زنا کرے نکاح کرنے سے پہلے یہ قول ابن عباسؓ اور ایک جماعت تابعین کا ہے اور دعوے کیا ہے ابن شاہین نے کہ یہ حکم منسوخ ہے ساتھ حدیث باب کے لیکن ناسخ کے تاریخ معلوم نہین اور معارض ہے اُسکو یہ حدیث کہ قائم کرو حدون کو اپنے غلامون پر بیاہے ہون یا نہ بیاہے ہون اور یہ حدیث مرفوع ہے پس تمسک کرنا ساتھ اُسکے اولے ہے اور جب حمل کیا جاوے احصان کو حدیث مین نکاح کرنے پر اور آیت مین اسلام پر تو حاصل ہوتی ہے تطبیق اور البتہ بیان کیا سنت نے کہ اگر وہ احصان سے پہلے زنا کرے تو اُسکو کوڑے مارے جاوین اور بعضون نے کہا کہ قید کرنا ساتھ احصان کے فائدہ دیتا ہے اسکا کہ حکم لونڈی کے حق مین کوڑے مارنا ہے نہ سنگسار کرنا سو لیا حکم زنا کرنے اُسکے کا بعد بیاہ کے کتاب سے اور حکم زنا اُسکے کا پہلے بیاہ کے سنت سے اور حکمت اُسمین یہ ہے کہ سنگسار کرنا آدھا نہین ہوتا پس بدستور رہا حکم کوڑون کا اُسکے حق مین اور غیر مسافحات کے معنے ہین نہ زنا کرنے والیان اور ولا متخذات اخدان کے معنے ہین نہ دوست پکڑنے والیان پوشیدہ

باب اِذَا زَنَتِ الْاَمَۃُ اگر لونڈی زنا کرے تو اُسکا کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْاَمَۃِ اِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْھَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْھَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْھَا ثُمَّ بِیْعُوْھَا وَلَوْ بِضَفِیْرٍ قَالَ ابْنُ شِہَابٍ لَا اَدْرِیْ بَعْدَ الثَّالِثَۃِ اَوِ الرَّابِعَۃِ **ترجمہ** ابو ہریرہؓ اور زید سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھے گئے لونڈی سے جبکہ زنا کرے اور بیاہی نہو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر زنا کرے تو اُسکو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر اُسکو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر بھی اُس کو کوڑے مارو پھر چوتھی بار اُسکو بیچ ڈالو اگرچہ بالون کی رسّی سے ہو کہا ابن شہاب نے مین نہین جانتا کہ تیسری بار کے بعد فرمایا اُسکو بیچ ڈالو یا چوتھی بار کے بعد **ف** یہ جو کہا کہ اگر زنا کرے تو پھر اُسکو کوڑے مارو تو بعضون نے کہا کہ دوسرا یا ہے زنا کو جو سبب مین بدون قید بیاہ کے واسطے تنبیہ کرنے کے اسپر کہ اُسکے واسطے کوئی اثر نہین اور موجب حد کا لونڈی مین مطلق زنا ہے اور معنے حد مارنے کے یہ ہین کہ اُسکو حد مارو جو اُسکے لائق ہے جو بیان کی گئی ہے

قرآن مین اور وہ آدھی حد ہے آزاد عورت کی یعنے جو آزاد عورت کی حد ہے اُس سے لونڈی
کی حد آدھی ہے اور خطاب اجلدو ہا مین اُسکے مالک کو ہی پس استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکی
اسپر کہ جائز ہے مالک کو قائم کرنا حد کا اُسپر جبکا وہ مالک ہو لونڈی اور غلام سے لونڈی پر تو ساتھ نص
اس حدیث کے اور غلام ملحق ہے ساتھ اسکے اور سلف کو اسمین اختلاف ہے سو کہا ایک گروہ نے
کہ نہ قائم کرے حدون کو مگر امام یا جسکو اُس نے اجازت دی ہو اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور اوزاعی اور
ثوری سے ہے کہ نہ قائم کرے مالک مگر حد زنا کو اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ اُس چیز کے
کہ روایت کی مسلم بن یسار کے طریق سے کہا کہ ابو عبد اللہ ایک صحابی کہتا تھا کہ زکوٰۃ اور حد اور
فی اور جمعہ بادشاہ کے اختیار مین ہے کہا طحاوی نے کہ اصحاب مین سے اسکا کوئی مخالف نہین
اور تعاقب کیا ہے اُسکا ابن حزم نے کہ بارہ اصحاب نے اُسکی مخالفت کی ہے اور دوسرے لوگون نے
کہا کہ قائم کرے اُسکو مالک اگرچہ بادشاہ نے اُسکو اجازت نہ دی ہو اور یہ قول شافعی کا ہے اور
روایت کی عبد الرزاق نے ابن عمر سے کہ اگر لونڈی زنا کرے اور اُسکا کوئی خاوند نہو تو اُسکا مالک
اُسکو حد مارے اور اگر خاوند والی ہو تو اُسکو حد مارنے کا اختیار بادشاہ کو ہے اور یہ قول مالک کا
ہے لیکن یہ کہ اگر اُسکا خاوند بھی اسی کے مالک کا غلام ہو تو اُسکا اختیار مالک کو ہے اور مستثنیٰ
کیا ہے مالک نے کاٹنا ہاتھ کا چوری مین اور یہ ایک وجہ ہے شافعیہ کو اور نیز مستثنیٰ کیا ہے دوسری
وجہ حد شراب کو اور حجت جمہور کی حدیث علی کی ہے جسکی طرف پہلے اشارہ ہوا اور وہ مسلم وغیرہ مین ہے اور
نزدیک شافعیہ کے خلاف ہے بیچ شرط ہونے اہلیت مالک کے اسکے واسطے یعنے یہ شرط ہے
کہ مالک حد مارنے کی لیاقت رکھتا ہو اور جو نہین شرط کرتا ہے اُسکا تمسک یہ ہے کہ اسکی راہ استصلاح
کی راہ ہے سو اسمین اہلیت کی حاجت نہین اور اگر مالک کافر ہو تو وہ حد نہ مارے اور کہا ابن عربی
نے کہ کہا مالک نے اگر لونڈی خاوند والی ہو تو نہ حد مارے اُسکو مگر امام لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی حدیث اولے ہے ساتھ پیروی کرنے کے یعنے حدیث علی رض کی مذکور جو دلالت کرتی
ہے عموم پر کہ خاوند والی ہو یا بے خاوند والی یعنے مالک کو اُسپر حد قائم کرنے کا ہر وقت مین اختلاف
ہے خواہ خاوند والی ہو یا نہ اور البتہ واقع ہوا ہے اس حدیث کے بعض طریقون مین کہ جو انین سے
بیاہا ہو اور جو نہ بیاہا ہو اور اس حدیث مین ہے کہ زنا عیب ہے رد کیا جاتا ہے ساتھ اُسکے غلام
واسطے اس کم کرنے قیمت اُسکی کے جبکہ پایا جاوے اُس سے زنا اور یہ کہ جو زنا کرے اور اُسپر حد قائم
کی جاوے پھر زنا کرے تو پھر اُسپر حد قائم کی جاوے برخلاف اُس شخص کے جو کئی بار زنا کرے کہ

اسکو فقط ایک بار حد مارنا کافی ہے راجح قول پر اور اس میں زجر ہے فاسقوں کے میل جول سے
اور انکے ساتھ گذران کرنے سے اگرچہ الزام سے ہوں جب کہ انکو مکرر زجر کی جاوے اور وہ اس سے
باز نہ آدیں اور واقع ہوتی ہے زجر ساتھ قائم کرنے حد کے اس چیز میں جسمیں حد مشروع ہے اور
ساتھ تعزیر کے جسمیں حد نہیں اور امر ساتھ بیچ ڈالنے اسکے کے ترغیب کی واسطے نزدیک جمہور کے
اور کوڑے مارنے کا اور وجوب کے واسطے ہے کہا ابن بطال نے کہ حمل کیا ہے فقہا نے بیع کے
امر کو اوپر رغبت دلانے کے اوپر دور ہونے کے اس شخص سے جس سے زنا مکرر ہوتا کہ یہ گمان نہ کیا جاوے
کہ مالک اس سے راضی ہے اور اس واسطے کہ یہ وسیلہ ہے اولاد زنا کے بہت ہونیکا اور کہا ابن عربی
نے کہ مراد حدیث سے جلدی بیچ ڈالنا اسکا ہے اور نہ انتظار کرے اسکی جو قیمت زیادہ دیوے اور
نہیں ہے مراد بیچنا اسکا ساتھ قیمت رسی کے حقیقۃً اور لیکن اس میں شبہ باقی ہے کہ حکم ہے کہ
زناکار غلام لونڈی کو بیچ ڈالے اور مسلمان کو حکم ہے کہ جو اپنے واسطے چاہے وہی اپنے بھائی مسلمان
کے واسطے چاہے تو جواب یہ ہے کہ یہ سبب اور عیب مشتری کے نزدیک محقق الوقوع نہیں جائز ہے کہ
غلام اس عیب سے باز آوے جبکہ معلوم کریگا کہ اگر اس نے ایسا کام پھر کیا تو نکالا جاوے گا اسواسطے کہ جلا وطن
کرنا دشوار ہوتا ہے اور نیز جائز ہے کہ مشتری کی صحبت یا کسی اور نیک کی صحبت سے اسکو تاثیر ہو
اور عفت حاصل ہو اور اس حدیث میں ہے کہ مالک قائم کرے حد کو اپنے غلام پر اگرچہ بادشاہ سے
اجازت نہ لیوے (فتح) **بَاب** لَا يُثَرَّبُ عَلَى الْاَمَةِ اِذَا زَنَتْ وَلَا تُنْفٰى نہ ملامت کرے
لونڈی کو جبکہ زنا کرے اور نہ شہر بدر کی جاوے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ
حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَتَبَيَّنَ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ
اِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ
تَابَعَهٗ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی حرامکاری
کرے پھر ظاہر ہو جاوے اسکی حرامکاری خواہ اسکے اقرار سے خواہ گواہوں سے تو چاہیے کہ
مالک اسکو حد مارے یعنے پچاس کوڑے اور نہ ملامت کرے پھر اگر زنا کرے یعنے دوسری بار
تو چاہیے کہ دوسری بار بھی اسکو حد مارے اور نہ ملامت کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو چاہیے
کہ اسکو بیچ ڈالے اگرچہ بالوں کی رسی کے ہی سے متابعت کی ہے اسماعیل نے سعید سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنے متن مین **ف** اور اسپر نہ شہر بدر کرنا سو استنباط کیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے کہ چاہیئے کہ اسکو بیچڈالے اس واسطے کہ مقصود شہر بدر کرنے سے دور کرنا ہے وطن سے جسمین گناہ واقع ہوا اور وہ حاصل ہے ساتھ بیع کے کہا ابن بطال نے وجہ دلالت کی یہ ہے کہ فرمایا کہ اسکو کوڑے مارے اور بیچڈالے سو دلالت کی اس نے اوپر سقوط نفی کے اس واسطے کہ جو شہر بدر کی جاوے نہین قادر ہوتا ہے اسپر مگر بعد مدت کے اور اسمین نظر ہے جائز ہے کہ مشتری کو مدت نفی کی منفعت مجرا دیوے اور کم قیمت کو دیوے یا مشتری اسکو اس جگہ لے جاوے جہان اسپر شہر بدر ہونا صادق آوے کہا ابن عربی نے کہ مستثنے ہے لونڈی شہر بدر کرنے سے واسطے ثابت ہونے حق مالک کے سو مقدم ہوگا خدا تعالے کے حق پر اور حد اسواسطے ساقط نہین ہوتی کہ وہ اصل ہے اور نفی فرع اور غلام مین مالک کی حق کی رعایت کی گئی ساتھ ترک کرنے رجم کے اسواسطے کہ اسمین فوت ہونا نفع کا ہے بالکل جڑھ سے برخلاف کوڑون کے اور بدستور رہا شہر بدر کرنا غلام کا اس واسطے کہ نہین حق ہے مالک کا صحبت کرنے مین اور اختلاف ہے بیچ نفی غلام کے صحیح یہ ہے کہ غلام کو آدھا سال شہر بدر کیا جاوے اور شافعیہ کا ایک قول ضعیف یہ ہے کہ پورا سال اور اکثر کے نزدیک غلام پر شہر بدر کرنا نہین ہے اور کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس سے کہ جسپر حد قائم کی جاوے اسکو ملامت اور جھڑکی کے ساتھ تعزیر نہ دیجاوے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ لائق ہے یہ ساتھ اس شخص کے کہ صادر ہوا اس سے یہ پہلے اس سے کہ اٹھایا جاوے طرف بادشاہ کی واسطے تحذیر اور تخویف کی اور جب بادشاہ کی طرف اسکا مقدمہ اٹھایا جاوے اور اسپر حد قائم کی جاوے تو اسکو کفایت کرتی ہے اور یہ جو کہا کہ نہ ملامت کرے اسکو یعنے نہ جھڑکے اسپر سزا کو ساتھ کوڑے مارنے اور ملامت کرنے کے اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ نہ کفایت کرے ساتھ جھڑکی کے سوائے کوڑے مارنے کے (فتح)

باب اَحْكَامِ اَهْلِ الذِّمَّةِ وَاِحْصَانِهِمْ اِذَا زَنَوْا اَوْ رُفِعُوْا اِلَى الْاِمَامِ

باب ہے بیچ بیان احکام اہل ذمہ کافرون کے اور احصان انکے کے جبکہ زنا کرین اور امام اسلام کی طرف پہنچائے جاوین **ف** اہل ذمہ ان کافرون کو کہتے ہین جن سے حاکم اسلام نے عہد و پیمان کیا ہو اور مراد اہل ذمہ سے یہان یہود اور نصارے وغیرہ سب لوگ ہین جن سے جزیہ لیا جاتا ہے اور محصن ہونا ان کا یعنے برخلاف اسکے جو کہتا ہے کہ احصان کی شرطون سے اسلام ہے اور امام کی طرف پہنچائے جاوین یعنے برابر ہے کہ مسلمانون کے حاکم کے پاس آوین تاکہ ان مین

ظلم کرے یا اُنکے سوا سے کوئی اور لوگ زور سے اُنکو اُسکی طرف پہنچاویں برخلاف اُسکے جس نے
مقید کیا ہے اسکو ساتھ شق اول کے مانند حنفیہ کے (فتح) **حدثنا** موسی بن اسمٰعیل
قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الشیبانی قال سألت عبد اللہ بن ابی اوفی عن الرجم
فقال رجم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت اقبل النور ام بعد قال لا ادری تابعہ علی
بن مسہر وخالد بن عبد اللہ والمحاربی وعبیدۃ بن حمید عن الشیبانی وقال بعضہم المائدۃ
والاول اصح **ترجمہ** شیبانی سے روایت ہے کہ مین نے عبد اللہ بن اوفی رضہ سے سنگسار کرنے کا حکم پوچھا
یعنے اُس شخص کا سنگسار کرنا کہ ثابت ہو کہ اُس نے زنا کیا ہے اور وہ بیاہا ہوا ہو تو اُس نے کہا کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا مین نے کہا کیا سورہ نور سے پہلے یا پیچھے اُس نے کہا کہ مین نہین جانتا
متابعت کی عبد الواحد کی علی اور خالد اور محاربی اور عبیدہ نے شیبانی سے اور بعضون نے کہا کہ مائدہ
اور اول یعنے سورہ نور کا ہونا صحیح ہے **ف** کہا کرمانی نے کہ مطابقت حدیث کے ترجمے سے اطلاق
کی جہت سے ہے مین کہتا ہون ظاہر یہ ہے کہ اُس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اُسکے
بعض طریقون مین وہ چیز ہے جو ترجمہ کے مطابق ہے چنانچہ ایک طریق مین آیا ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی مرد اور یہودی عورت کو سنگسار کیا روایت کیا ہے اُسکو احمد اور
طبرانی وغیرہ نے اور یہ جو اُس نے کہا کہ مین نہین جانتا تو اسمین یہ ہے کہ کبھی چھپا رہتا ہے صحابی جلیل پر بعض
امر جو واضح ہو اور یہ کہ جو لا ادری کے ساتھ جواب دیا اسپر کوئی عیب نہین بلکہ دلالت کرتا ہے
یہ اُسکی کوشش اور ثابت ہونے پر پس مدح کیا جاتا ہے ساتھ اُسکے (فتح) **حدثنا** اسمٰعیل
بن عبد اللہ قال حدثنی مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر انہ قال ان الیہود جاؤ الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تجدون فی التورٰۃ فی شان الرجم فقالوا نفضحہم
ویجلدون قال عبد اللہ بن سلام کذبتم ان فیہا الرجم فاتوا بالتورٰۃ فنشروھا فوضع
احدھم یدہ علی اٰیۃ الرجم فقرأ ما قبلہا وما بعدھا فقال لہ عبد اللہ بن سلام
ارفع یدک فرفع یدہ فاذا فیہا اٰیۃ الرجم قالوا صدق یا محمد فیہا اٰیۃ الرجم فامر بہما
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجما فرأیت الرجل یحنا علی المرأۃ یقیہا الحجارۃ **ترجمہ**
عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ یہودی لوگ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو اُنھون نے
آپ سے ذکر کیا کہ اُنمین سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ کیا پاتے ہو تم توریت مین بیچ حال رجم کے یعنے توریت مین سنگسار کرنیکا کیا حکم ہے اُنھون نے کہا کہ

فذکروا لہ ان رجلا منہم وامرأۃ زنیا فقال لہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہم انکو ذلیل اور رسوا کرتے ہین اور کوڑے مارے جاتے ہین عبداللہ بن سلام نے کہا کہ تم جھوٹے ہو
بیشک توریت مین سنگسار کرنا ہے سو وہ توریت لائے اور اسکو کھولا تو ان مین سے ایک نے اپنا
ہاتھ رجم کی آیت پر رکھا اور اسکے آگے پیچھے پڑھا تو عبداللہ بن سلام نے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا اس نے اپنا
ہاتھ اٹھایا سو ناگہان اسمین سنگسار کرنے کی آیت تھی یہودیوں نے کہا کہ عبداللہ بن سلام سچا ہے
اے محمد توریت مین رجم کی آیت ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کی سنگسار کرنیکا حکم کیا سو
دونو سنگسار کیے گئے سو مین نے مرد کو دیکھا کہ عورت پر جھکا اسکو پتھرون سے بچاتا تھا یعنے یہانتک
کہ دونو قتل ہوئے **ف** اور ذکر کیا ہے ابو داؤد نے سبب اس قصے کا ابو ہریرہ رضہ سے کہ
ایک یہودی مرد نے عورت سے زنا کیا تو انہون نے کہا کہ ہمکو اس پیغمبر کے پاس لے چلو کہ وہ پیغمبر ہوا
ہے ساتھ تخفیف کے سو اگر اس نے ہمکو فتوی دیا سوا سنگسار کرنے کے تو ہم اوسکو قبول کرینگے اور
حجت پکڑینگے ساتھ اسکے نزدیک اللہ تعالے کے اور ہم کہین گے کہ تیری ایک پیغمبر کا فتوی ہے
سو وے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ مسجد مین بیٹھے تھے سو انہون نے کہا کہ
اے ابو القاسم کیا رائے ہے تمہاری ایک مرد اور عورت کے حق میں کہ انہوں نے زنا کیا الخ اور
ایک روایت مین ہے کہ وہ مرد اور عورت دونو بیاہے تھے اور یہ جو فرمایا کہ تم توریت مین رجم کا حال
کیا پاتے ہو تو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوا ہو کہ توریت مین رجم کا حکم
ثابت ہے اور احتمال ہے کہ عبداللہ بن سلام وغیرہ کے خبر دینے سے معلوم کیا ہو اور احتمال ہے کہ
اس واسطے پوچھا ہو تا کہ معلوم کرین کہ انکے نزدیک اسمین کیا حکم ہے پھر خدا .... سے اسکی صحت
سیکھین اور یہ جو کہا کہ ہم انکو فضیحت کرتے ہین تو یعنے ان کا منہہ کالا کرتے ہین اور انکو ذلیل کرتے
اور گدہے پر چڑہاتے ہین اس طور سے کہ ایک کا منہہ اگلی طرف اور ایک کا منہہ پچھلی طرف کرتے
ہین اور ظاہر یہ ہے کہ انہون نے ارادہ کیا تھا کہ توریت کے حکم مین تحریف کرین اور پیغمبر پر جھوٹ
بولین یا تو اس امید سے کہ حکم کرین درمیان انکے ساتھ غیر اس چیز کے کہ خدا نے اتاری
اور یا انہون نے مقصد کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کرنے سے تخفیف کا دونو زانی سے
اور اعتقاد کیا کہ جو انپر واجب ہے وہ انکے سر سے اتر جاویگا اور یا انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے آزمانے کے واسطے یہ کام کیا تھا کہ مقرر ہے کہ جو پیغمبر ہو وہ باطل پر قائم نہین رہتا تو ظاہر
ہوا اللہ تعالے کی توفیق سے کذب انکا اور سچ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور البتہ واقع ہوا ہے
ابو ہریرہ رضہ کی روایت مین بیان اس چیز کا جو توریت مین ہے کہ بیاہا مرد اور بیاہی عورت جب

زنا کرین اور اُنپر گواہ قائم ہون تو دونو سنگسار کیئے جاوین اور اگر عورت حاملہ ہو تو انتظار کیا جاوے
ساتھ اسکے یہانتک کہ جنے جو اُسکے پیٹ مین ہے اور ایک روایت مین ہے کہ جب چار آدمی
گواہی دوین کہ اُنہون نے دیکھا اُسکے ذکر کو عورت کی فرج مین جیسے سلائی سرمہ دانی مین تو سنگسار
کیئے جاوین اور اگر پاوین مرد کو ساتھ عورت کے ایک گھر مین یا ایک کپڑے مین یا عورت کے
پیٹ پر تو اسمین شبہ ہے اور اُسمین تعزیر ہے اور اس حدیث مین اور بھی فائدے ہین واجب ہونا حد کا
ہے کافر ذمی پر جبکہ زنا کرے اور یہ قول جمہور کا ہے اور اسمین خلاف ہے واسطے شافعیہ کے
اور غفلت کی ہے ابن عبد البر نے سو نقل کیا ہے اُس نے اتفاق اسپر کہ شرط احصان کی جو رجم کا موجب
ہے اسلام ہے اور رد کیا گیا ہے .... اسپر یہ ساتھ اسکے کہ شافعیہ اور احمد یہ شرط
نہین کرتے اور تائید کرتا ہے ان دونو کے مذہب کی یہ کہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اسکے کہ دونو
یہودی جو سنگسار کیئے گئے وہ بیاہے تھے اور کہا مالکیہ اور اکثر حنفیہ نے کہ شرط احصان کی
اسلام ہے یعنے بیاہے ہوئے زانی پر اُس وقت حد آتی ہے جبکہ مسلمان ہو اور جواب دیا ہے
اُنہون نے باب کی حدیث سے ساتھ اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اُنکو فقط توریت
کے حکم سے سنگسار کیا تھا اور نہین ہے وہ اسلام کے حکم سے کسی چیز مین اور سوا اسکے کچھ نہین کہ وہ جاری
کرنا حکم کا ہے اوپر اُنکے ساتھ اُس چیز کے کہ اُنکی کتاب مین ہے اسواسطے کہ توریت مین سنگسار
کرنا ہے زانی پر بیاہا ہو یا نہ بیاہا ہو اور پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم تھا کہ توریت کے
حکم پر عمل کرین یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرع مین یہ حکم منسوخ ہو پھر منسوخ ہوا یہ حکم
ساتھ اس آیت کے واللاتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم الخ اور یہ جو کہا کہ غیر محصن کو بھی سنگسار کیا
جاتا تھا تو اسمین نظر ہے اور کہا ابن عربی نے کہ حدیث مین ہے کہ اسلام نہین ہے شرط احصان مین
اور بعضون نے جواب دیا ہے کہ سوا اسکے کچھ نہین کہ سنگسار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ان دونو کو واسطے قائم کرنے حجت کے یہودیون پر اُس چیز مین کہ حاکم کیا اُنہون نے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو حکم توریت کے سے اور اس جواب مین نظر ہے اس واسطے کہ کس طرح جائز ہے
قائم کرنا حجت کا اوپر اُنکے ساتھ اُس چیز کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرع مین جائز نہین باوجود
اس قول خدا تعالے کے وان احکم بینہم بما انزل اللہ اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اسکے
کہ یہودیون کا سنگسار کرنا توریت کے حکم سے واقع ہوا تھا اور رد کیا ہے اُسکو خطابی نے ساتھ اسکے
کہ خدا تعالے نے تو حکم کیا ہے کہ حکم کر انکے درمیان ساتھ اُس چیز کے کہ خدا تعالے نے اُتاری

اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ وہ تو آئے تھے کہ پوچھیں کہ آپ کے نزدیک کیا حکم ہے جیسے کہ دلالت کرتی ہے
اسپر آیت مذکورہ سو اشارہ کیا اُنکے ساتھ اُس چیز کے کہ چھپایا انہوں نے اسکو حکم توریت کے سے
اور نہیں جانتے ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اسلام کا حکم اسکے مخالف ہو اس واسطے
نہیں جائز ہے حکم کرنا ساتھ منسوخ کے سو دلالت کی اس نے کہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناسخ کے ساتھ حکم کیا تھا اور یہ جو ابوہریرہ کی حدیث میں آیا ہے کہ میں حکم
کرتا ہوں ساتھ اُس چیز کے جو توریت میں ہے تو اُسکی سند میں ایک راوی مبہم ہے اور باوجود اسکے
اگر ثابت ہو تو اسکے معنے یہ ہونگے واسطے قائم کرنے حجت کے اوپر اُنکے اور حالانکہ وہ اپکی شریعت
کے واسطے موافق ہے میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اسکی یہ کہ سنگسار کرنا ناسخ ہے کوڑون کے
واسطے اور نہیں کہا کسی نے کہ رجم شروع ہوا پھر کوڑون سے منسوخ ہوا پھر منسوخ ہوئے کوڑے رجم سے
اور جبکہ حکم رجم کا باقی ہے جب سے شروع ہوا تو نہیں حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ رجم
کے مجرد توریت کے حکم سے بلکہ اپنی شرع سے کہ بدستور رہا ہے حکم توریت کا اوپر اسکے اور نہیں مقصد
کیا گیا کہ انہوں نے اسکو بدل کیا ہو اُس چیز میں جو بدل کی اور اس حدیث میں ہے کہ جب عورت پر
حد قائم کی جاوے تو وہ بیٹھی ہو اسی طرح استدلال کیا ہے ساتھ اسکے طحاوی نے اور اسمین اختلاف
ہے کہ جس عورت کو سنگسار کیا جاوے اسکے واسطے گڑھا کھودا جاوے یا نہیں سو جو دیکھتا ہے کہ اُسکے
واسطے گڑھا کھودا جاوے تو گویا ہے میں غالبًا بیٹھی ہوگی اور اختلاف تو اُن کا اُس صورت میں ہے
جبکہ عورت کو کوڑے مارے جاوین کہ بیٹھی ہو یا کھڑی سو رجم کی صورت کو کوڑے مارنے کی صورت
پر قیاس کرنا مخدوش ہے اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا اہل ذمہ کی گواہی کا ایک دوسرے پر اور
کہا قرطبی نے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں قبول ہے گواہی کافر کی مسلمان پر اور نہ کافر پر نہ حد میں
نہ غیر حد میں اور نہیں فرق ہے اسمین درمیان سفر اور حضر کے اور ایک جماعت تابعین نے اُنکی
گواہی کو قبول کیا ہے جبکہ کوئی مسلمان موجود نہ ہو اور مستثنیٰ کی ہے احمد نے حالت سفر کی جب کہ
مسلمان موجود نہ ہو اور جواب دیا ہے قرطبی نے جمہور سے یہودیوں کے واقعہ سے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاری کیا انپر جو معلوم کیا کہ وہ توریت کا حکم ہے اور لازم کیا انپر عمل کرنا
ساتھ اسکے واسطے ظاہر کرنے تحریف اُنکی کے اپنی کتاب کو اور بدل کرنے اُنکے کے اسکے حکم کو
کہا نووی نے ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو سنگسار کیا اعتراف سے اور اگر
جابر کی حدیث ثابت ہو تو شاید گواہ مسلمان تھے والا نہیں ہے کوئی اعتبار اُنکی گواہی کا مین

کہتا ہوں نہیں ثابت ہوا کہ وہ مسلمان تھے اور احتمال ہے کہ گواہوں نے باقی یہودیوں کو اسکی
خبر دی ہو تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکا کلام سنا ہو اور نہ حکم کیا ہو درمیان انکے مگر اس چیز
کی سند سے جسپر خدا تعالے نے آپکو اطلاع دی سو حکم کیا انکے درمیان وحی سے اور لازم کی ان پر
حجت درمیان انکے جیسا کہ خدا تعالے نے فرمایا وشهد شاهد من اهلها اور یہ کہ انکے گواہوں نے گواہی
دی تھی انکے علما کے پاس ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی پھر جب انہوں نے اس قصے کو حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچایا تو معلوم کیا قصے کو جیسا کہ تھا سو راویوں نے جو دیکھا یاد رکھا اور
نہ تھی سند حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی اس میں مگر جسپر خدا تعالے نے آپکو اطلاع دی اور
استدلال کیا ہے ساتھ اسکے بعض مالکیہ نے اسپر کہ مجلود کو کھڑا کرکے کوڑے مارے جاویں اور اگر عورت
ہو تو بٹھا کر اس واسطے کہ اسمین ہے کہ وہ مرد اس عورت پر جھکا اسکو پتھروں سے بچاتا تھا اور تعقب
کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے پس نہیں دلالت ہے اسمین اسپر کہ مرد کا کھڑا
ہونا بطریق حکم کے تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر سنگسار کرنے بیاہے ہوئے کے
اور اوپر اقتصار کرنے کے رجم پر سوائے کوڑے مارنے کے اور یہ کہ کافروں کی نکاح صحیح ہیں اس واسطے کہ
ثابت ہونا احصان کا فرع ہے ثبوت صحت نکاح کی اور یہ کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کی
اور یہ کہ یہود منسوب کرتے تھے طرف توریت کی وہ چیز جو اسمین نہیں اگرچہ اسکو توریت میں نہ بدلا ہو
اور اسمین کفایت کرنا حاکم کا ہے ساتھ ایک ترجمان کی جسکا اعتماد ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ
اس حدیث کے اسپر کہ اگلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جبکہ ثابت ہو ہمارے واسطے قرآن یا
حدیث کی دلیل سے جبتک کہ نہ ثابت ہو نسخ اسکا ہماری شریعت سے یا انکے پیغمبر سے یا انکی شریعت
سے اور بنا بر اسکے پس محمول ہوگا جو واقع ہوا ہے اس قصے میں اسپر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
معلوم کیا تھا کہ یہ حکم توریت سے بالکل منسوخ نہیں ہوا (فتح) **باب** اِذَا رَمٰى امْرَاَتَهٗ اَوِ امْرَاَةَ
غَيْرِهٖ بِالزِّنٰى عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ هَلْ عَلَى الْحَاكِمِ اَنْ يَّبْعَثَ اِلَيْهَا فَيَسْئَلَهَا عَمَّا رُمِيَتْ بِهٖ
جب کوئی اپنی عورت یا غیر کی عورت کو زنا کا عیب لگاوے حاکم کے اور لوگوں کے روبرو تو کیا حاکم
پر ہے کہ کسی کو اسکی طرف بھیجے اور اسکو پوچھے اس چیز سے جسکے ساتھ اسکو تہمت کی گئی **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ
بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْاٰخَرُ وَهُوَ اَفْقَهُهُمَا

اَجَل یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَاقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ فَاْذَنْ لِیْ اَنْ اَتَکَلَّمَ قَالَ اِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَسِیْفًا
عَلٰی ھٰذَا قَالَ مَالِکٌ وَالْعَسِیْفُ الْاَجِیْرُ فَزَنٰی بِامْرَاَتِہٖ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلٰی ابْنِیَ الرَّجْمَ
فَافْتَدَیْتُ مِنْہُ بِمِائَۃِ شَاۃٍ وَبِجَارِیَۃٍ لِیْ ثُمَّ اِنِّیْ سَاَلْتُ اَھْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ
عَلٰی ابْنِیْ جَلْدَ مِائَۃٍ وَتَغْرِیْبَ عَامٍ وَاِنَّمَا الرَّجْمُ عَلٰی امْرَاَتِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰہِ اَمَّا غَنَمُکَ
وَجَارِیَتُکَ فَرَدٌّ عَلَیْکَ وَجَلَدَ ابْنَہٗ مِائَۃً وَغَرَّبَہٗ عَامًا وَاَمَرَ اُنَیْسًا الْاَسْلَمِیَّ اَنْ
یَّاْتِیَ امْرَاَۃَ الْاٰخَرِ فَاِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَھَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَھَا **ترجمہ** ابوہریرہؓ اور زیدؓ سے روایت
ہے کہ دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئے تو دو نوں میں سے ایک نے کہا کہ
ہمارے درمیان خدا تعالے کی کتاب سے حکم کرو اور کہا دوسرے نے اور وہ دونوں میں زیادہ بوجھ والا تھا
ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان خدا کی کتاب سے حکم کیجیے اور مجھکو اجازت
دیجیے مین کلام کرون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کلام کر اُس نے کہا کہ میرا
بیٹا اس کے ہان مزدور تھا کہا مالک نے عسیف مزدور کو کہتے ہین سو اُس نے اسکی عورت
سے زنا کیا سو لوگون نے مجھکو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سنگساری ہے سو مین نے اُس کا بدلہ
دیا سو بکری اور اپنی ایک لونڈی پھر مین نے اہل علم سے پوچھا تو اُنہون نے مجھکو خبر دی
کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ سنگساری
تو اُسکی عورت پر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو البتہ مین تمہارے
درمیان کتاب اللہ سے حکم کرون گا اپس تیری بکریان اور لونڈی تو پھیری گئی ہین تجھپر اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے بیٹے کو سو کوڑے مارے اور سال بھر شہر بدر کیا اور حکم کیا
انیس کو کہ دوسرے کی عورت کے پاس جاوے سو اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسکو سنگسار کرے
...... تو اس نے اقرار کیا تو اُس نے اُسکو سنگسار کیا **ف** اس حدیث کی شرح بیان گذر
چکی ہے اور حکم مذکور ظاہر ہے اُس شخص کے حق مین جو غیر کی عورت کو عیب لگا دے اور اپنی
اپنی عورت کو عیب لگانا سو شاید لیا ہے اس نے اسکو اس سے کہ اُسکا خاوند حاضر تھا اور اس نے
انکار نہ کیا اور یہ جو کہا کیا امام پر ہے تو اشارہ کیا ہے ساتھ اسکے طرف اختلاف کی جو اسمین ہے
اور جمہور کا یہ قول ہے کہ یہ امام کی رائے پر ہے اور کہا نووی نے کہ صحیح تر ہمارے نزدیک وجوب اسکا
ہے اور حجت اسمین یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انیس کو اسکی عورت کے پاس بھیجا

اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا فعل ہی نہیں ہے اُس مین دلالت
د حوب پر احتمال ہے کہ ہو سبب بھیجنے اسکے کا وہ چیز جو واقع ہوئی دونو کے درمیان جھگڑے سے
اور صلح ہونے سے حد پر اور مشہور ہونے قصے کے سے یہانتک کہ مزدور کے والدنے تصریح
کی ساتھ اسکے اور انکار کیا اسپر اُسکے خاوند نے اور کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے علما کا اسپر کہ جو
اپنی عورت کو یا غیر کی عورت کو زنا کا عیب لگاوے اور اسپر گواہ نہ لاوے واجب ہے اُسپر حد مگر یہ
کہ اقرار کرے اور مان لیوے مقذوف پس اسی واسطے واجب ہے امام پر کہ بھیجے کسی کو عورت کی طرف
تا اُس سے پوچھے اور اگر عسیف کے قصے مین عورت اقرار نہ کرتی تو مزدور کے باپ پر حد قذف واجب
ہوتی اور متفرع ہوتا ہے اسپر یہ مسئلہ کہ اگر کوئی مرد اقرار کرے کہ اُس نے کسی خاص عورت سے زنا
کیا ہے اور عورت انکار کرے تو کیا واجب ہے اس مرد پر حد زنا کی اور حد قذف کی دونو یا فقط حد قذف
کی اول قول مالک کا ہے اور دوسرا ابو حنیفہ رح کا اور کہا شافعی رح اور صاحبین رح نے کہ اُسپر زنا کی
حد ہے اور حجت یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت سچا ہو تو اُسپر حد قذف نہیں اور اگر وہ جھوٹا ہو تو اُسپر
حد زنا کی ہے اس واسطے کہ اُس نے اپنے نفس پر زنا کا اقرار کیا سو اُس سے پکڑا جاویگا (فتح الباری)

بَابٌ مَنْ اَدَّبَ اَهْلَهُ اَوْ غَيْرَهُ دُوْنَ السُّلْطَانِ جو اپنے گھر والون کو یا اُنکے سوا
غیر کو ادب سکھلاوے سوائے بادشاہ کے یعنے بغیر اسکے کہ بادشاہ نے اسکو اُسکا اذن دیا ہو **ف**
اور یہ باب معقود ہے واسطے بیان خلاف کے کہ کیا مالک کو جائز ہے کہ اپنے غلام پر آپ حد قائم
کرے بدون اذن بادشاہ کے یا اسکو اپنے غلام پر حد قائم کرنا جائز نہیں وَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَاِنْ
اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ وَفَعَلَهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ **ترجمہ** اور کہا ابو سعید رضہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کہ فرمایا کہ جب کوئی نماز پڑھتا ہو اور کوئی چاہے کہ اُسکے آگے سے گذرے تو چاہیئے کہ اُسکو
ہٹا دے اور اگر نہ مانے تو اُس سے لڑے اس واسطے کہ مقرر وہ شیطان ہے اور کیا اسکو ابو سعید
نے **ف** اس حدیث کی شرح نماز مین گذر چکی ہے اور غرض اُس سے یہ ہے کہ حدیث وارد
ہوئی ہے ساتھ اسکے کہ نمازی کو اجازت ہے کہ لڑے اُس سے جو اُسکے آگے گذرنا چاہے ساتھ
دفع کرنے کے اور نہیں حاجت ہے اسمین بادشاہ کی اجازت کی اور کیا اسکو ابو سعید خدری نے
اور نہ انکار کیا اُسپر مروان نے بلکہ اُس سے اُسکا سبب پوچھا اور اسکو اُسپر برقرار کہا (فتح الباری)
حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

قالت جاء ابو بكر ورسول الله صلى الله عليه وسلم واضع رأسه على فخذي فقال

حبست رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس وليسوا على ماء فعاتبني وجعل يطعن

بيده في خاصرتي ولا يمنعني من التحول الا مكان رسول الله صلى الله عليه وسلم

فانزل الله اية التيمم **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ ابو بکر رض میرے پاس آئے یعنے نزول

تیمم کے قصے مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر میری ران پر رکھے سوئے تھے سو کہا کہ

تو نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور لوگون کو روکا اور یہان پانی موجود نہین سو مجھکو جھڑکی دی

اور اپنے ہاتھ سے میرے کوکھ مین چوکا اور نہ منع کرتی تھی مجھکو ہلنے سے کوئی چیز مگر قرار پکڑنا

حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میری ران پر سو خدا تعالے نے تیمم کی آیت اتاری **حدثنا**

يحيى بن سليمان قال حدثني ابن وهب قال اخبرني عمرو ان عبد الرحمن بن القاسم

حدثه عن ابيه عن عائشة قالت اقبل ابو بكر فلكزني لكزة شديدة وقال

حبست الناس في قلادة فبي الموت لمكان رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد

اوجعني نحوه لكز وكز **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ ابو بکر رض سامنے سے آئے سو انہون

نے مجھکو سخت دھکا مارا اور کہا کہ تو نے ہار کی تلاش مین لوگون کو روکا سو مجھکو موت آئی اس واسطے

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر میری ران پر تھا اور البتہ اس نے مجھکو درد پہنچایا اور لکز اور

وکز کے معنے ایک ہین **ف** اور ان دونون حدیثون مین دلالت ہے اسپر کہ جائز ہے واسطے مرد کے

کہ ادب سکھلاوے اپنے گھر والون کو اور غیر کو روبرو بادشاہ کے اگرچہ اُسکو اجازت نہ دی ہو جیسا کہ

ہو یہ حق مین اور اپنے غلام کو ادب سکھلانا بھی اپنے گھر والون کے ادب سکھلانے مین داخل

ہے (فتح) **باب** من راى مع امراته رجلا فقتله جو اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو زنا

کرتے دیکھے اور اُسکو مار ڈالے تو اُسکا کیا حکم ہے **ف** بخاری نے اُسکا حکم بیان نہین کیا

اور اس مین اختلاف ہے جمہور نے کہا کہ اُسپر قصاص ہے اور کہا احمد اور اسحاق نے کہ اگر

گواہ قائم کرے کہ اُس نے اسکو اپنی عورت کے ساتھ پایا تو اُسکا خون معاف ہے اور کہا شافعی نے

کہ عند اللہ اُسکو قتل کرنا جائز ہے اگر بیاہا ہو اور ظاہر حکم مین اسپر قصاص ہے (فتح) **حدثنا**

موسى قال حدثنا ابو عوانة حدثنا عبد الملك عن وراد كاتب المغيرة عن المغيرة

قال قال سعد بن عبادة لو رأيت رجلا مع امراتي لضربته بالسيف غير مصفح

فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اتعجبون من غيرة سعد لانا اغير

مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّي ترجمہ مغیرہ رضہ سے روایت ہے کہ سعد رضہ نے کہا کہ اگر مین کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ پاؤن تو البتہ اسکو تلوار سے مار ڈالون اس حال مین کہ نہ ہون درگذر کرنے والا یا نہ ماری گئی ہو تلوار چوڑائی سے یعنے بلکہ اپنی تیزی سے تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو سعد کی غیرت سے البتہ مین اس سے زیادہ تر غیرت دار ہون اور خدا تعالے مجھ سے زیادہ تر غیرت دار ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسکو مارنا جائز نہین اور اسپر قصاص آویگا اور یہ کہ نہین جائز ہے معارضہ کرنا احکام شرعیہ کا رائے سے (فتح)

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّعْرِيضِ جو آیا ہے تعریض مین **ف** تعریض اس کلام کو کہتے ہین جسکے واسطے دو وجہ ایک ظاہر اور ایک باطن سو قائل کا مقصود اسکا باطن ہوتا ہے اور ظاہر کرتا ہے ارادہ ظاہر کا اور کتاب اللعان مین اسکا کچھ بیان ہو چکا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا اَوْرَقُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ قَالَ اُرَاهُ عِرْقٌ نَزَعَهُ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت میری عورت نے کالا لڑکا جنا یعنے اور مین گورا ہون تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہین اس نے کہا ہان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انکا رنگ کیا ہے اس نے کہا سرخ فرمایا کیا ان مین کوئی سفید اور سیاہ مخلوط رنگ والا بھی ہے اس نے کہا ہان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کہان سے آیا اس نے کہا مین گمان کرتا ہون کہ اسکو کسی رگ نے کھینچا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سو شاید تیرے اس بیٹے کو بھی کسی رگ نے کھینچا ہو **ف** استدلال کیا ہے ساتھ اسکے شافعی نے کہ اگر تعریض سے قذف کرے تو اسکو تصریح کا حکم نہین یعنے اسپر حد قذف نہین آتی سو پیروی کی ہے اسکی بخاری نے کہ وارد کیا ہے اس حدیث کو دو جگہون مین اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بیٹے سے جدا ہونے کی اجازت نہ دی اور حجت پکڑی ہے شافعی نے ساتھ اسکے کہ تعریض بیچ نکاح عدت والی عورت کی جائز ہے باوجودیکہ اسکو نکاح کا صریح پیغام کرنا حرام ہے سو اس نے دلالت کی اسپر کہ انکا حکم جدا جدا ہے اور حد دفع کی جاتی ہے شبہ سے اور تعریض مین دو امر کا احتمال

ہوتا ہے بلکہ عدم قذف اُسمین ظاہر ہے نہین تو اُسکو تعریض نہ کہا جاتا اور جو لوگ تعریض مین
حد کے قائل نہین وہ قائل ہین کہ اُسمین ادب سکھلایا جاوے اور تعزیر دی جاوے اس واسطے
کہ تعریض مین مسلمان کی ایذا ہے اور اجماع ہے اسپر کہ ادب دیا جاوے اُسکو جو پایا جاوے
اجنبی عورت کے ساتھ کسی گھر مین اور دروازہ بند ہو اور ثابت ہو چکا ہے ۔۔۔۔۔۔
ابراہیم نخعی سے کہ تعریض مین سزا ہے اور جواب دیا ہے بعضے مالکیہ نے باب کی حدیث سے
ساتھ اسکے کہ وہ گنوار فتوے طلب کرنے کو آیا تھا اور اُسکی مراد تعریض سے قذف نہ تھی اور
حاصل اُسکا یہ ہے کہ قذف تعریض مین سوا اسکے کچھ نہین کہ ثابت ہوتی ہے اُس شخص پر کہ
پہچانا جاوے کہ اُسکا ارادہ قذف کا ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس بات کو کہ تعریض مین حد نہین
واسطے مشکل ہونے اطلاع کے ارادے پر واللہ اعلم (فتح) **بَابٌ** كَمِ التَّعْزِيرُ وَالْأَدَبُ
کتنا ہے تعزیر دینا اور ادب سکھلانا **ف** تعزیر کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے اور
مراد ترجمہ مین تادیب ہے اور تعزیر بسبب گناہ کے ہوتی ہے اور تادیب عام تر ہے (فتح) **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ **ترجمہ** ابو بردہؓ
سے روایت ہے کہ اُس نے سنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ نہ کوئی کوڑے مارا جاوے
دس کوڑون سے زیادہ مگر کسی حد مین خدا تعالے کی حدون سے **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ
قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ
بْنُ جَابِرٍ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عُقُوبَةَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرَبَاتٍ إِلَّا فِي
حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ **ترجمہ** عبدالرحمن سے روایت ہے کہ اُس نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے فرماتے تھے کہ نہین ہے سزا دس کوڑون سے زیادہ مگر کسی حد مین خدا تعالے کی حدون سے
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ
بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ إِذْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَ سُلَيْمَانَ بْنَ
يَسَارٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يُجْلَدُ
فَوْقَ عَشْرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ **ترجمہ** ابو بردہؓ سے روایت ہے کہ مین نے

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ نہ کوئی کوڑے مارا جاوے دس کوڑون سے
زیادہ مگر کسی حد مین خدا تعالے کی حدون سے **ف** ظاہر اسکا یہ ہے کہ مراد ساتھ حد کے وہ چیز ہے
جو وارد ہوئی ہے اس شارع سے عدد معین کوڑون سے یا ضرب مخصوص سے یا سزا مخصوص سے
مانند حد زنا اور چوری اور شراب اور قذف اور قتل اور قصاص اور ارتداد کے اور اُنکے سوا ہے
اور بہت چیزون مین اختلاف ہو گیا ہے آنکی سزا کا نام حد ہے یا نہین اور وہ انکار کرنا ہے امانت
سے اور اغلام کرنا اور چوپائے سے زنا کرنا اور زنا کروانا عورت کا چوپائے نر سے اور کہانا لہو
اور مردار کا اختیار سے اور گوشت سور کا اور جادو اور کاہلی سے نماز کا ترک کرنا اور رمضان
مین روزہ نہ رکہنا اور بعضون کا یہ مذہب ہے کہ مراد حد سے باب کی حدیث مین اللہ تعالے کا حق ہے
یعنے ہو گناہ چہوٹا ہو یا بڑا اور اختلاف ہے سلف کو اس حدیث کے معنے مین سو لیا ہے اُسکے ظاہر
کو لیث اور احمد نے مشہور مین اور اسحاق اور بعض شافعیہ نے اور کہا مالک اور شافعی اور صاحبین
نے کہ جائز ہے زیادہ کرنا دس کوڑون پر پہر کہا شافعی نے کہ نہ پہنچے ادنے حد کو اور باقی لوگون
نے کہا کہ وہ امام کی رائے پر ہے جتنے کوڑے مناسب جانے اُتنے زیادہ مارے جہانتک ہو اور
یہ قول مختار ہے نزدیک ابو ثور کے اور عمرؓ سے روایت ہے کہ اُس نے ابو موسیٰ کو لکہا کہ تعزیر مین
بیس کوڑون سے زیادہ نہ مارے جاوین اور ایک روایت مین ہے کہ عمر فاروق رضؓ سو کوڑے
تک پہنچے اور عثمان سے تیس کوڑے آئے ہین اور اسی طرح ابن مسعودؓ سے اور مالک اور عطا
سے روایت ہے کہ نہ تعزیر دیجاوے مگر اُس کو جس سے گناہ مکرر ہوا اور اگر کسی سے ایک بار ایسا
گناہ واقع ہوا جسمین حد نہین تو اُسپر تعزیر نہین ہے اور ابو حنیفہ سے ہے کہ چالیس کو نہ پہنچے
اس سے کم جتنی مناسب ہون مارے اور ابن ابی لیلی اور ابو یوسف سے ہے کہ پچہتر مین
کوڑون سے زیادہ نہ مارے اور ایک روایت مالک اور ابو یوسف سے اسی کوڑون کی روایت
آئی ہے اور باب کی حدیث سے اُنہون نے کئی جواب دیئے ہین ایک یہ کہ وہ مقصور ہی کوڑون
پر اور اگر لاٹھی وغیرہ سے مارے تو دس سے زیادہ مارنا جائز ہے اور یہ کہ وہ منسوخ ہی دلالت
کرتا ہے اجماع اسکے منسوخ ہونے پر اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اسکے کہ بعضے تابعین اسکے
ساتھ قائل ہین اور وہ قول لیث بن سعد کا اور کہا نووی نے کہ نہین قائل ہے ساتھ اس حدیث
کے کوئی صحابہ مین سے اور جمہور کا مذہب اسکے برخلاف ہے (فتح) **حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ**
قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو سَلَمَۃَ أَنَّ أَبَا ہُرَیْرَۃَ

قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُوَاصِلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّكُمْ مِثْلِيْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ فَلَمَّا اَبَوْا اَنْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَاَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ حِيْنَ اَبَوْا تَابَعَهٗ شُعَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طے کے روزے تو ایک مسلمان مرد نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ یا حضرت آپ طے کا روزہ رکہتے ہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے کون میرے برابر ہے مین رات کاٹتا ہون میرا رب مجہکو کھلاتا پلاتا ہے سو جب اصحاب طے کے روزے سے باز نہ آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے ساتھ طے کا روزہ رکھا ایک دن .... پہر ایک دن یعنے لگاتار دو دن روزہ رکہا رات کو بہی کچھ نہ کھایا پیا پہر اُنہون نے چاند کو دیکہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاند کا چڑھنا موخر ہوتا تو مین تمکو طے کے روزے زیادہ کرتا گویا انکو سزا دیتے تہے جبکہ اُنہون نے کہا نہ مانا ف اور غرض اس حدیث سے یہ قول اُسکا ہے کہ اُنکے ساتھ طے کا روزہ رکھا گویا کہ انکو سزا دیتے تھے کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ اس حدیث مین ہے کہ تعزیر امام کی رائے پر موقوف ہے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مہینا دراز ہوجاتا تو مین طے کے روزے زیادہ کرتا سو اُس نے دلالت کی اسپر کہ امام کو جائز ہے کہ زیادہ کرے تعزیر مین جسقدر مناسب دیکہے لیکن نہین معارض ہے یہ حدیث مذکور کو اس واسطے کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ عدد کی ضرب یا کوڑون کے سو متعلق ہوگی ساتھ شے محسوس کے اور یہ متعلق ہے ساتھ چیز متروک کے اور وہ بند رہنا ہے روزہ توڑنے والی چیزون سے اور درد اسمین راجع ہے طرف بھوک اور پیاس کی اور تاثیر انکی اشخاص مین نہایت متفاوت ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جنکے سمیت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طے کا روزہ رکھا تھا انکو اسپر قدرت تہی سو اشارہ کیا اس طرف کہ اگر مہینا دراز ہوجاتا یہانتک کہ نوبت پہنچاتا انکے عاجز ہونے کی طرف تو البتہ وہ تاثیر کرنے والا انکی زجر مین اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ مراد تعزیر سے وہ چیز ہے کہ حاصل ہو ساتھ اسکے باز رہنا اور یہ ممکن ہے دنوں کو کوڑون مین ساتھ اس طور کے کہ مختلف ہو سال بیچ صفت جلد

حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اور ضرب سے کے بطور تخفیف کے اور تشدید کے واللہ اعلم ہان مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز
تعزیر کا ساتھ بھوکا رکھنے کے اور مانند اسکی امور معنوی سے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَيَّاشُ
ابْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جُزَافًا اَنْ يَّبِيْعُوْهُ فِيْ مَكَانِهِمْ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ اِلٰى رِحَالِهِمْ **ترجمہ**
عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ مقرر وے لوگ مارے جاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے زمانے مین جبکہ خریدین اناج تخمینے سے یعنے بغیر تول اور ناپ کے یہ کہ بیچین اسکو اپنے
مکان مین جہان خریدا یہانتک کہ جگہہ دیوین اسکو اپنے مکانون مین **ف** اس حدیث
کی شرح کتاب البیوع مین گذر چکی ہے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جائز ہے تعزیر دینا اس کو
جو امر شرعی کی مخالفت کرے اور عقود فاسدہ کو استعمال مین لاوے ساتھ ضرب کے اور مشروع
ہونا اقامت محتسب کا بازارون مین اور ضرب مذکور محمول ہے اسپر جو مخالفت کرے امر کی
بعد اسکے کہ اسکو معلوم ہو (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا
يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنَا عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ يُؤْتٰى اِلَيْهِ حَتّٰى يُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ
ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جان کے واسطے
کسی چیز مین بدلا نہین لیا جو آپکی طرف لائی جاتی یہانتک کہ خدا تعالے کی حرام کی چیزون کی
حرمت پہاڑی جاتی سو بدلہ لیتے اللہ تعالے کے واسطے **ف** اس حدیث کی شرح صفت
النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین گذر چکی ہے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ نہین اختیار
دیا گیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو امرون مین مگر کہ آسان تر کو اختیار کیا **بَابُ**
مَنْ اَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَاللَّطْخَ وَالتُّهْمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ جو ظاہر کرے بیحیائی کو اور آلودگی کو
اور تہمت کو بغیر گواہ کے **ف** اور مراد ساتھ اظہار فاحشہ کے یہ ہے کہ لاوے وہ چیز جو دلالت
کرے فاحشہ پر عادۃ بدون اسکے کہ ثابت ہو یہ گواہون سے یا اقرار سے اور لطخ کے معنے ہین
عیب لگایا گیا ساتھ بدی کے اور آلودہ کیا گیا اور تہمت سے مراد وہ شخص ہے جو متہم ہو ساتھ
اسکے بدون اسکے کہ تحقیق ہو اسمین اگرچہ عادۃ ہو (فتح) **حَدَّثَنَا** عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ

فُرِّقَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ زَوْجُهَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا إِنْ أَمْسَكْتُهَا قَالَ فَحَفِظْتُ ذٰلِكَ مِنَ الزُّهْرِيِّ إِنْ جَاءَتْ بِهٖ كَذَا وَكَذَا فَهُوَ وَإِنْ جَاءَتْ بِهٖ كَذَا وَكَذَا كَأَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَهُوَ وَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ جَاءَتْ بِهٖ لِلَّذِيْ يُكْرَهُ **ترجمہ** سہل بن سعدؓ سے روایت ہی کہ مین موجود تھا پاس دو لعان کرنے والون کے اور مین پندرہ برس کا تھا دونو کے درمیان تفریق کی گئی تو اُسکے خاوند نے کہا کہ اگر مین اُسکو رکھون تو مین نے اُسپر جھوٹ بولا کہا سو مین نے یاد رکہا اُسکو زہری سے ...... کہ اگر اس عورت نے ایسا ایسا بچہ یعنے ایسی شکل صورت کا بچا جنا تو اُسکا خاوند جھوٹا ہے اور اگر اُس نے ایسا ایسا بچا جنا گویا وہ بہمنی ہے تو اُسکا خاوند سچا ہے اور مین نے زہری سے سنا کہتا تھا کہ اُس نے بچہ جنا مگر وہ شکل کا **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ ...... عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ **ترجمہ** قاسم سے روایت ہی کہ ذکر کیا ابن عباسؓ نے دو لعان کرنے والون کو تو عبد اللہ بن شداد نے کہا کیا یہ وہی عورت ہے جسکے حق مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر مین کسی کو بدون گواہون کے سنگسار کرنے والا ہوتا اُس نے کہا کہ نہین اس عورت نے زنا کو ظاہر کیا تھا **ف** اس حدیث کی شرح لعان مین گذر چکی ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ أَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهٖ رَجُلًا قَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا إِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ أَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ الرَّجُلُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوْءَ **ترجمہ** قاسم سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لعان کرنے والے کا ذکر ہوا تو عاصم بن عدی نے اسمین کوئی بات کہی پھر پھرا سو ایک مرد اسکی قوم سے اس پاس آیا شکایت کرتا کہ اُس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک مرد کو پایا تو عاصم نے کہا کہ نہین مبتلا ہوا مین

عِنْدَ اَهْلِهَا آدَمَ خَدْلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهٗ وَجَدَهٗ -

ساتھ اسکے مگر اپنی بات سے سو اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گیا اور آپ کو
خبر دی اُسکی جب اُس نے اپنی عورت کو پایا تھا یہ مرد زرد رنگ کم گوشت والا یعنے دبلا پتلا
سیدھے بال والا اور جب اُس نے دعوے کیا تھا کہ اسکو اُس نے اپنی عورت کے ساتھ پایا وہ
گندم گون موٹا بہت گوشت والا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی بیان کر سو اُس
عورت نے بچہ جنا مشابہ اُس مرد کی کہ اسکے خاوند نے ذکر کیا اُس نے اسکو اپنی عورت پاس
پایا سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونو کے درمیان لعان کروایا تو اُس مرد نے ابن عباس
سے کہا اُسی مجلس مین کیا یہ وہی عورت ہے جسکے حق مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ اگر مین کسی کو بدون گواہون کے سنگسار کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا تو ابن
عباس نے کہا کہ نہین یہ وہ عورت ہے جو اسلام مین بدی یعنے زنا کو ظاہر کرتی تھی **ف**
یعنے اس واسطے کہ ظاہر ہوا ہے شبہ اُسکی بول چال مین اور شکل صورت مین اور جو داخل
ہوتا ہے اوپر اسکے اور شاید راویون نے اُسکی پردہ پوشی کے واسطے اُسکا نام نہین لیا کہا
مہلب نے کہ اس حدیث مین ہے کہ حد نہین واجب ہوتی ہے کسی پر بغیر گواہون کے یا اقرار سے
اگرچہ متہم ہو بےحیائی کے کام سے کہا نووی نے معنے تظہر السوء کے یہ ہین کہ بدی اس سے مشہور
ہوئی تھی اور پھیل گئی تھی لیکن نہ قائم ہوئے گواہ اوپر اسکے ساتھ اسکے اور نہ اس نے اقرار کیا
سو دلالت کی اس نے کہ نہین واجب ہوتی ہے حد مشہور ہونے سے ساتھ بدی کے (فتح)

باب رَمْيِ الْمُحْصَنَاتِ عورتون کو عیب لگانا اور زنا کی تہمت کرنا **ف** اور مراد محصنات
سے آزاد اور پاکدامن عورتین ہین اور نہین خاص ہے ساتھ خاوند والیون کے بلکہ کنواری کا حکم بھی
بالاجماع اسی طرح ہے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ
ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً إِلَى غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الآيَة
ترجمہ اور جو عیب لگاتے ہین پرہیزگار عورتون کو پھر نہ لادین چار گواہ تو انکو اسّی کوڑے مارو
غفور رحیم تک جو لوگ بدکاری کی تہمت دیتے ہین پرہیزگار غافل اور ایماندار عورتون کو آخر
آیت تک **ف** پہلی آیت اصل ہے حد قذف کے بیان کو اور دوسری اسکو کہ وہ کبیرہ گناہ
ہے اس واسطے کہ جس گناہ پر عذاب یا لعنت کا وعدہ دیا گیا ہو یا اسمین حد شروع ہو وہ کبیرہ
ہوتا ہے اور یہی معتمد ہے اور ساتھ اسکے مطابق ہوگی حدیث باب کی دونو آیتون کو اور البتہ
اجماع ہوا ہے اُسپر کہ جو حکم بیاہے مرد کے قذف کا ہے وہی حکم بیاہی عورت کے قذف کا ہے

اور اختلاف ہے بیچ حکم قذف غلامون کے (رفتح) حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ
قال حدثنی سلیمان عن ثور بن زید عن ابی الغیث عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللہ وما ھن قال
الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق واکل الربوا واکل مال الیتیم
والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بچو سات کبیرے گناہون سے جو ایمان
کو ہلاک کر ڈالتے ہین اصحاب نے کہا یا حضرت وے کون گناہ ہین فرمایا کہ خدا تعالے کے ساتھ شرک
کرنا اور جادو اور اس جان کو مارنا جسکا مارنا خدا تعالے نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست
ہے اور بیاج کھانا اور یتیم لڑکے کا مال کھانا اور لڑائی کے دن کافرون کے سامنے سے بھاگنا
اور خاوند والی ایماندار عورتون کو جو بدکاری سے واقف نہین انکو عیب لگانا ف اس حدیث
مین کبیرے گناہ فقط سات ہی فرمائی لیکن اور حدیثون مین اور بھی ثابت ہین اور منجملہ ان کے
وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے مرفوع بغیر تداخل کی وجہ صحیح سے اور وہ سات تو یہ ہین جو اس
حدیث مین مذکور ہین اور انتقال کرنا ہے ہجرت سے اور زنا اور چوری اور عقوق اور جھوٹی قسم اور الحاد
کرنا حرم کعبے مین اور شراب پینا اور جھوٹی گواہی اور چغلی اور نہ بچنا پیشاب سے اور غنیمت مین
خیانت کرنا اور باغی ہونا امام سے اور جدا ہونا جماعت سے سو یہ بیس کبیرے گناہ ہین اور
متفاوت ہین مرتبے انکے اور جو تعداد اس سے مجمع علیہ ہے وہ قوی تر ہے مختلف فیہ سے مگر جسکو
قرآن نے مضبوط کیا یا اجماع نے پس ملحق ہوگا ساتھ اس چیز کے جو اوپر ہے اور جمع ہوگا مرفوع
اور موقوف سے جو اسکے قریب ہے اور حاجت پڑیگی اس وقت جواب کی اس سے کہ اس حدیث مین
فقط سات ہی کبیرے گناہون کو کیون ذکر کیا سب کبیرے گناہون کو کیون نہین ذکر کیا اور
جواب یہ ہے کہ مفہوم عدد کا حجت نہین اور یہ جواب ضعیف ہی اور ساتھ اسکے کہ پہلے حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہی سات معلوم ہوئے تھے پھر معلوم ہوئے جو زیادہ ہین اس سے پس واجب ہے
لینا زائد کو یا واقع ہوا ہے اختصار بحسب مقام کے بہ نسبت سائل کے کہ اس وقت انہین گناہون
کا ذکر کرنا مصلحت ہوگا اور مانند اسکی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبیرے گناہ سات سو
تک ہین اور محمول ہے کلام اسکا مبالغہ پر بہ نسبت اسکے جو کبیرے گناہون کو فقط سات ہی مین
حصر کرتا ہے اور جب یہ قرار پایا تو معلوم ہو گیا فاسد ہونا اس شخص کے قول کا جو کبیرے گناہ کی

تعریف کرتا ہے ساتھ اسکے کہ کبیرہ وہ ہے جسمین حد واجب ہو اور بعضون نے کہا کہ کبیرہ وہ ہے
کہ ملحق ہو وعید ساتھ صاحب اُسکے کے نص کتاب سے یا سنت سے اور اکثر لوگون نے اول تعریف
کو ترجیح دی ہے لیکن دوسری تعریف موافق تر ہے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اُنہون نے
اُسکو وقت تفصیل کبیرے گناہون کے اور بعضون نے کہا کہ کبیرہ وہ گناہ ہے کہ قرین ہو ساتھ
اُسکے وعید یا لعنت اور یہ شامل تر ہے اُسکے غیر سے اسواسطے کہ جسمین حد ثابت ہوئی ہے
نہین خالی ہے وارد ہونے وعید کے سے اسکے فعل پر اور داخل ہے اسمین ترک کرنا واجبات
فوری کا مطلق اور متراخیہ کا جبکہ تنگ ہو وقت اور ابن صلاح نے کہا کہ کبیرے گناہ کے واسطے
کئی علامتین ہین ایک واجب ہونا حد کا ہے اور ایک وعدہ دینا ہے اُسپر عذاب کا ساتھ آگ
کے اور مانند اُسکی کے کتاب مین یا سُنت مین اور ایک وصف کرنا اُسکے صاحب کا ہے ساتھ
فسق کے اور ایک لعنت ہے اور یہ وسیع تر ہے پہلی تعریفون سے اور سب سے بہتر تعریف قول قرطبی
کا ہے مفہم مین کہ جس گناہ پر بولا گیا ہے ساتھ نص کتاب کے یا سُنت کے یا اجماع کے کہ وہ کبیرہ
ہے یا عظیم ہے یا خبر دی جاوے اُسمین ساتھ شدت عقاب کے یا معلق کیجاوے اُسپر حد یا سخت
ہو انکار اوپر اُسکے تو وہ کبیرہ گناہ ہے بنا بر اسکے پس سزاوار ہے تلاش کرنا اُس چیز کا کہ وارد
ہوئی ہے اسمین وعید یا لعن یا فسق قرآن مین یا صحیح حدیثون مین یا حسان مین اور جوڑا جاوے
ساتھ اُس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اُسمین نص قرآن مین اور صحیح یا حسن حدیثون مین اسپر کہ وہ کبیرہ
ہے سو جہانتک پہنچین گے وہان سے اُنکی گنتی معلوم ہو جاویگی اور کہا حلیمی نے کہ ایسا کوئی گناہ
نہین مگر کہ اسمین صغیرہ اور کبیرہ ہے اور کبھی صغیرہ پلٹ کر کبیرہ ہو جاتا ہے اور کبیرہ فاحشہ ہو جاتا
ہے مگر کفر کہ اسکی کوئی قسم صغیرہ نہین (فتح) **بَابُ قَذْفِ الْعَبِيْدِ** غلامون کو بدکاری کی
تہمت کرنا **ف** اور حکم لونڈی اور غلام کا اسمین برابر ہے اور ترجمہ مین اضافت طرف مفعول
کی ہے بدلیل حدیث باب کے اور احتمال ہے کہ فاعل کی طرف اضافت ہو اور حکم اسکا یہ ہے
کہ اگر غلام قذف کرے تو اُسپر آدہی حد ہے بہ نسبت حد آزاد کے مرد ہو یا عورت اور یہ قول جمہور
کا ہے اور عمر بن عبد العزیز اور زہری اور ایک تھوڑی جماعت سے ہے کہ اسکی حد اسّی کوڑے
ہین۔ (فتح) **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ
عَنِ ابْنِ اَبِيْ نُعْمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقٰسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِّمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ

ح ۱ اس واسطے کہ اکثر ان گناہون مین حد نہین ہے اور کہا رافعی کبیر نے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس مین حد واجب ہو۔

ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے
کہ جو اپنے غلام کو بدکاری کا عیب لگا وے اور وہ پاک ہو اُس سے جو اُس نے کہا تو اسکو قیامت
کے دن کوڑے مارے جاوینگے مگر یہ کہ درحقیقت ایسا ہی ہو جیسا اُس نے کہا یعنے پس اُسکو
قیامت دن کوڑے نہ مارے جاوینگے اور ایک روایت مین ہے کہ غلام کو اختیار ہوگا کہ قیامت
کے دن کہ خواہ اُس سے حد لیوے یا معاف کردیوے کہا مہلب نے اجماع ہے اسپر کہ اگر آزاد مرد
غلام کو قذف کرے تو اسپر حد واجب نہین اور دلالت کرتی ہے اسپر یہ حدیث اسواسطے کہ اگر اُسکے
مالک پر دنیا مین حد واجب ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکو ذکر کرتے جیسا ذکر کیا کہ
اُسکو آخرت مین کوڑے مارے جاوینگے اور سوا اُسکے کچھ نہین کہ خاص کیا ہے اُسکو ساتھ آخرت
کے واسطے جُدا کرنے آزاد لوگون کے غلامون سے سو اسپر آخرت مین سو ملکیت انکی اُن سے
دور ہو جاویگی اور برابر ہو جاوینگی حدود مین اور بدلا لیا جاویگا واسطے ہر ایک کے اُن مین سے
مگر یہ کہ معاف کیا جاوے اور نہین کمی بیشی ہوگی فضیلت مین مگر ساتھ تقوے کے اور اُسکے
اجماع مین جو اُس نے نقل کیا ہے نظر ہے اس واسطے کہ عبدالرزاق نے ابن عمرؓ سے روایت
کی ہے کہ اگر ام ولد کو قذف کرے تو آزاد کو حد ماری جاوے اور یہی قول ہے حسن اور اہل
ظاہر کا کہا ابن منذر نے اختلاف ہے اُسکے حق مین جو ام ولد کو زنا کا عیب لگاوے سو مالک
اور ایک جماعت نے کہا کہ اسمین حد واجب ہے اور قیاس قول شافعی کا ہے بعد موت مالک کے
اور اسی طرح ہر وہ شخص جو قائل ہے ساتھ اُسکے کہ وہ آزاد ہو جاتی ہے مالک کے مرنے سے
اور حسن بصری سے ہے کہ ام ولد کے قاذف پر حد نہین اور کہا مالک اور شافعی نے کہ جو آزاد
مرد کو قذف کرے غلام جان کر تو واجب ہے اسپر حد (فتح) **بَابٌ** هَلْ يَأْمُرُ الْإِمَامُ رَجُلًا
فَيَضْرِبُ الْحَدَّ غَائِبًا عَنْهُ وَقَدْ فَعَلَهُ عُمَرُ کیا حکم کرے امام کسی مرد کو سو مارے حد غائب
اُس سے تو کیا یہ مکروہ ہے یا نہین اور البتہ کیا ہے اسکو عمرؓ نے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ
قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْشُدُكَ
اللّٰهَ اِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ
بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاْذَنْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ
اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا فِيْ اَهْلِ هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ

وَاِنِّی سَاَلْتُ رِجَالًا مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِی اَنَّ عَلٰی ابْنِی جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبَ عَامٍ وَاَنَّ عَلٰی امْرَاَةِ ھٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰہِ اَلْمِائَةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَیْکَ وَعَلٰی ابْنِکَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ وَیَا اُنَیْسُ اغْدُ عَلٰی امْرَاَةِ ھٰذَا فَسَلْھَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْھَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَھَا ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا سو اُس نے کہا کہ مین تجھکو اللہ تعالے کی قسم دیکر سوال کرتا ہون مگر یہ کہ تو ہمارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کرے تو اُسکا خصم اُٹھا اور وہ اُس سے زیادہ تر سمجھہ والا تھا سو اُس نے کہا کہ یہہ سچا ہے ہمارے درمیان خدا تعالے کی کتاب سے حکم کیجیے اور مجھکو اجازت ہو یا حضرت تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہہ سو اُس نے کہا کہ میرا بیٹا اسکے گہر والون مین مزدور تھا سو اُس نے اُسکی عورت سے زنا کیا تو مین نے بدلا دیا اُسکا سو بکری اور ایک لونڈی اور پہر مین نے بعضے اہل علم سے پوچھا تو اُنہون نے مجھکو خبر دی کہ مقرر میرے بیٹے پر سو کوڑے ہین اور سال بہر شہر بدر کرنا اور یہہ کہ اُسکی عورت پر سنگسار کرنا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اُسکی جسکے قابو مین میری جان ہے البتہ مین حکم کرونگا درمیان تمہارے کتاب اللہ سے سو بکری اور لونڈی تجھپر پہیری جاوے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بہر شہر بدر کرنا ہے اور اے انیس اُسکی عورت پر جا اور اس سے پوچھہ سو اگر اقرار کرے تو اُسکو سنگسار کر سو اقرار کیا تو انیس نے اُسکو سنگسار کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الدِّیَاتِ

کتاب ہے دیت کے بیان مین **ف** دیت اُس مال کا نام ہے جو جان کے عوض دیا جاتا ہے یعنے خونبہا اور دار دکی ہے بخاری نے تحت میں ترجمہ کے وہ چیز جو متعلق ہے قصاص ہے اسواسطے کہ جس چیز مین قصاص ہے اسمین مال پر عفو کرنا بہی جائز ہے سو ہو گی دیت شامل تر اور اُسکے سوا اور لوگون نے کتاب القصاص کہا ہے اور اسکے تحت مین دیت کو داخل کیا ہے اسواسطے کہ قتل عمد اصل قصاص ہے ذبح وَقَوْلُ اللّٰہِ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ ترجمہ اور خدا تعالے نے فرمایا اور جو قتل کرے ایماندار کو جان بوجھہ کے تو اُسکا بدلا دوزخ ہے **ف** اور اس آیت مین وعید شدید ہے اسکے واسطے جو قتل کرے مسلمان کو جان بوجھہ کر ناحق اور سورۂ فرقان کی تفسیر مین اسکا مفصل بیان ہو چکا ہے اور بیان اختلاف کا کہ قاتل کے واسطے توبہ ہے

یا نہیں اور روایت کی ہے اسماعیل قاضی نے ساتھ سند حسن کے احکام قرآن میں ....

کہ جب یہ آیت اُتری تو اصحاب نے کہا کہ دوزخ واجب ہوئی یہانتک کہ یہ آیت اُتری ان اللہ لا یغفر ان یشرک

بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء یعنی کہتا ہوں اور اسپر اعتماد کیا ہے اہل سنت نے اسمین کہ قاتل مومن کا خدا تعالے کی مشیت میں ہے چاہے بخشیگا اسکے ساتھ کریگا اور تائید کرتی ہے اسکی حدیث عبادہ رض کی جو بخاری اور مسلم میں ہے بعد اسکے کہ ذکر کیا قتل اور زنا وغیرہ کو اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچا تو وہ خدا تعالے کی مشیت میں ہے چاہے اُسکو عذاب کرے چاہے اُس سے معاف کرے اور تائید کرتا ہے اسکی قصہ اُس شخص کا جسنے بنی اسرائیل میں سے سو آدمی کو مارا تھا (فتح) **حدثنا** قتیبۃ بن سعید قال حدثنا جریر عن الاعمش عن ابی وائل عن عمرو بن شرحبیل قال قال عبد اللہ قال رجل یا رسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ قال ان تدعو للہ ندا وھو خلقک قال ثم ای قال ثم ان تقتل ولدک ان یطعم معک قال ثم ای قال ثم ان تزانی حلیلۃ جارک فانزل اللہ تصدیقھا والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرتؐ کون گناہ خدا تعالے کے نزدیک بہت بڑا ہے فرمایا کہ تو خدا تعالے کے ساتھ شریک ٹھیراوے اور حالانکہ اُس نے تجھکو پیدا کیا ہے اُس نے کہا کہ پھر کون فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے واسطے اس خوف کے کہ تیرے ساتھ کھاوے اُس نے کہا پھر کون فرمایا کہ تو اپنے ہمسایے کی عورت سے زنا کرے سو خدا تعالے نے اسکی تصدیق قرآن میں اُتاری اور جو نہیں پکارتے اللہ تعالے کے ساتھ اور معبود کو اور نہیں خون کرتے کسی جان کا جو حرام کی اللہ تعالے نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں بدکاری کرتے اور جو کرے یہ کام وہ پڑے گناہ سے **ف** یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے کہا کرمانی نے کہ اسکا کوئی مفہوم نہیں اسواسطے کہ قتل مطلق اعظم ہے میں کہتا ہوں نہیں منع ہے کہ ہو گناہ بڑا غیر سے اور بعضا فرد اسکا بعضے سے بڑا ہو اور وجہ اعظم ہونے اسکی کی یہ ہے کہ اس نے جمع کیا ہے ساتھ قتل کے ضعف اعتقاد کو اسمین کہ اللہ تعالے ہی ہے رزق دینے والا (فتح) **حدثنا** علی قال حدثنی اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص عن ابیہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یزال المؤمن فی فسحۃ من دینہ ما لم یصب دما حراما ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ مرد اپنے اپنے دین کی راہ سے کشایش اور امن امان میں ہے جبتک کہ ناحق

خون نہ کیا ہو **ف** ایک روایت مین ہے اپنے گناہ سے سو مفہوم اول کا یہ ہے کہ ناحق خون کرنے سے اُسکا دین اُسپر تنگ ہوجاتا ہے سو اسمین اشعار ہے ساتھ وعید کے ایماندار کے قتل کرنے پر جان بوجھ کے ساتھ اُس چیز کے کہ وعدہ دیا جاتا ہے ساتھ اُسکے کافر کو اور مفہوم دوسرے کا یہ ہے کہ وہ گناہ کے سبب سے تنگ ہوجاتا ہے اور اسمین اشارہ ہے طرف بعید ہونے عفو کی اُس سے واسطے ہمیشہ رہنے اسکے تنگی مذکور مین کہا ابن عربی نے کہ کشادگی دین مین فراخ ہونا نیک عملون کا ہے یہانتک کہ جب قتل آتا ہے تو نیک عملون مین تنگی ہوجاتی ہے اسواسطے کہ وہ اُسکے گناہ کو دور نہین کرتے اور کشادگی گناہ مین یہ ہے کہ وہ توبہ سے مغفرت کو قبول کرے یہانتک کہ جب قتل آتا ہے تو قبول ہوتا توبہ کا اُٹھ جاتا ہے اور یہ تفسیر بنابر رای ابن عمر رض کے ہے کہ قاتل کی توبہ قبول نہین ہے (فتح) **حدثنا** احمد بن یعقوب قال حدثنا اسحاق قال سمعت ابی یحدث عن عبد اللہ ابن عمر قال ان من ورطات الامور التی لا مخرج لمن اوقع نفسه فیہا سفک الدم الحرام بغیر حلہ

ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ ہلاک کرنے والے امرون سے جس سے کوئی راہ نکلنے کی نہین اُسکے واسطے جو اپنی جان کو اُنمین ڈالے بہانا خون حرام کا ہے ناحق **ف** اور مراد اُس سے قتل کرنا اُسکا ہے جس طور سے کہ ہو اور ورطہ اُس چیز کو کہتے ہین جس سے آدمی نجات نہ پاوے اور شاید یہ قول ابن عمر کا پہنچا گیا ہے حدیث مذکور سے اسواسطے کہ یہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ قاتل کشایش مین نہین ہوتا تو اس سے ابن عمر رض نے سمجھا کہ اُس نے اپنی جان کو ورطہ مین ڈالا اور اُسکو ہلاک کیا اور ثابت ہوچکا ہے ابن عمر رض سے کہ اُس نے ایک مرد سے کہا جس نے ناحق ایک آدمی کو مارا تھا کہ تو بہشت مین داخل نہین ہوگا اور ترمذی کی روایت مین ہے کہ سب دنیا کا دور ہو جانا آسان تر ہے اللہ تعالے پر مسلمان آدمی کے قتل کرنے سے کہا ابن تین نے کہ ثابت ہوچکی ہے نہی قتل چوپائے کے سے ناحق اور وعید اسمین سو کیا حال ہے آدمی کے قتل کرنیکا کیا حال ہے مسلمان کا پھر کیا حال ہے متقی کا (فتح) **حدثنا** عبید اللہ بن موسیٰ عن الاعمش عن ابی وائل عن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول ما یقضی بین الناس فی الدماء

ترجمہ ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اول فیصلا آدمیون کے درمیان قیامت کے دن خونون مین ہوگا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناحق خون کرنا خدا تعالے کو نہایت ناپسند ہے اور ایسا سخت گناہ ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل خونون سے

مقدمات رجوع ہو کر فیصلہ ہونگے یعنے معاملات میں اور عبادات میں پہلے پہل نماز سے سوال
ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ ناحق خون کرنا بڑا سخت گناہ ہے اسواسطے سوائے اسکے کچھ نہیں کہ واقع
ہوتی ہے ابتدا ساتھ اسم چیز کے (فتح) **حدثنا** عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا
یونس عن الزہری قال حدثنی عطاء بن یزید ان عبید اللہ بن عدی حدثہ ان
المقداد بن عمرو الکندی حلیف بنی زہرۃ حدثہ وکان شہد بدرا مع النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال یا رسول اللہ انی لقیت کافرا فاقتتلنا فضرب یدی بالسیف
فقطعہا ثم لاذ بشجرۃ فقال اسلمت للہ أ أقتلہ بعد ان قالہا قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لا تقتلہ قال یا رسول اللہ فانہ طرح احدی یدی ثم قال ذلک
بعد ما قطعہا أ أقتلہ قال لا تقتلہ فان قتلتہ فانہ بمنزلتک قبل ان تقتلہ وانک
بمنزلتہ قبل ان یقول کلمتہ التی قال **ترجمہ** مقداد بن عمرو کندی سے روایت ہے اور وہ
جنگ بدر میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود تھا کہ اُس نے کہا یا حضرت میں ایک
کافر سے ملا سو ہم ایک دوسرے سے لڑے سو اس نے تلوار سے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر اس نے
ایک درخت کی پناہ لی اور کہا کہ میں اللہ تعالے کے واسطے مسلمان ہوا کیا میں اسکو قتل کروں
بعد اسکے کہ اس نے یہ کلمہ کہا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مت قتل کر اسکو کہا یا حضرت
سو مقرر اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ہاتھ کاٹنے کے بعد یہ کہا کیا میں اسکو قتل کروں حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو مت قتل کر سو اگر تو اسکو مارے گا تو وہ تیرے مارنے سے
پہلے بجائے تیرے ہو گیا ہے اور تو بجائے اسکے ہو جاویگا جیسے وہ کافر کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا
ف کہا کرمانی نے کہ قتل نہیں ہے سبب اسطرح ہونے ہر ایک کے بجائے دوسرے کے اور مراد لازم
اسکا ہے مانند قول اسکے کی کہ مباح ہو جاویگا خون تیرا اگر تو نے نافرمانی کی کہا خطابی نے کہ اسکے
معنے یہ ہیں کہ کافر مباح الدم ہے ساتھ حکم دین کے اسلام لانے سے پہلے اور جب مسلمان ہو جاوے
تو اسکا خون حرام ہو جاتا ہے مسلمان کی طرح سو اگر مسلمان اسکے بعد اسکو قتل کرے تو اسکا خون
مباح ہو جاتا ہے ساتھ حق قصاص کے مانند کافر کی ساتھ حق دین کے اور نہیں مراد ہے کہ وہ کافر
ہو جاتا ہے جیسا خارجی لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان کبیرے گناہ سے کافر ہو جاتا ہے اور حاصل اسکا
اتحاد دونو منزلوں کا ہے باوجود اختلاف ماخذ کے پس اول یہ کہ وہ مثل تیری ہے خون کے محفوظ
ہونے میں اور ثانی یہ کہ تو اسکے مانند ہے خون رائگان ہونے میں اور بعضوں نے کہا کہ اسکے معنے یہ

ہین کہ تو قاتل ہو جاویگا جیسا وہ قاتل تھا اور یہ تعریض ہے اس واسطے کہ مراد تغلیظ ہے ساتھ
ظاہر لفظ کے بجز باطن اُسکے کے اور سوا اسکے کچھ نہین کہ مراد یہ ہے کہ ہر ایک دونون سے قاتل
ہے یہ مراد نہین کہ وہ اسکے قتل کرنے سے کافر ہو جاتا ہے اور بعضون نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہین
کہ تو اُسکے قتل کے قصد کرنے سے گنہ گار ہے جیسا کہ وہ تیرے قتل کے قصد سے گنہ گار ہوا سو تم
دونو ایک حالت مین ہو گناہ سے اور بعضون نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ تو اسکے نزدیک حلال الدم
ہے پہلے اس سے کہ تو مسلمان ہووے کہ تو اُسکی مثل کفر مین تھا جیسا کہ وہ تیرے نزدیک حلال الدم تھا
اس سے پہلے اور بعضون نے کہا کہ مغفرت کی گئی ہے اسکی ساتھ گواہی توحید کے جیسا کہ تو بخشا گیا ہے
ساتھ حاضر ہونے کے بدر مین اور بعضون نے کہا کہ اُسکے معنے یہ ہین کہ تو بجاے اُسکے ہے مباح
الدم ہونے مین اور سوا اسکے کچھ نہین کہ مراد جھڑکنا ہے اسکے قتل کرنے سے نہ یہ کہ جب کافر
کہے کہ مین مسلمان ہوا تو اُسکا خون حرام ہو جاتا ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ کافر کا خون
مباح ہے اور مسلمان جس نے اسکو قتل کیا ہے اگر جان بوجھ کے اُسکو قتل نہ کیا ہوا اور نہ پہچانتا ہو
کہ وہ مسلمان ہے اور سوا اسکے کچھ نہین کہ قتل کیا ہو اُسکو تاویل سے تو وہ بجاے اسکے مباح الدم
نہین ہوتا اور بعضون نے کہا کہ اُسکے معنے ہین کہ وہ اسکے برابر ہے بیچ مخالفت حق کے اور ارتکاب
کرنے گناہ کے اگرچہ مختلف ہے نوع کہ ایک کفر ہے اور ایک گناہ اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہے
کہ اگر تو اُسکے قتل کو حلال جان کر اسکو قتل کریگا تو تو اُسکے برابر ہی کفر مین اور استدلال کیا گیا ہے
ساتھ اس حدیث کے اوپر صحت اسلام اس شخص کے جو کہے کہ مین اللہ کے واسطے اسلام لایا اور اس
زیادہ نہ کہے ... ... اور اس مین نظر ہے کہ وہ کفایت کرتا ہے کف مین علاوہ اسکے
بعضے طریقون مین وارد ہوا ہے کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے
اسپر کہ جائز ہے سوال کرنا مسئلون کا انکے واقع ہونے سے پہلے بنا بر اسکے کہ پہلے گذر چکی ہے
ترجیح اسکی اور جو بعض سلف سے اُسکی کراہت منقول ہے تو یہ محمول ہے اسپر جسکا واقع ہونا نہایت
کم اور نہایت نادر ہوا اور اسپر جسکا واقع ہونا عادۃً ممکن ہو تو اُسکا سوال کرنا جائز ہے تا کہ معلوم
کرے **وَقَالَ** حَبِيبُ بْنُ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمِقْدَادِ اِذَا كَانَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يُخْفِي اِيمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَاَظْهَرَ
اِيمَانَهُ فَقَتَلْتَهُ فَكَذٰلِكَ كُنْتَ اَنْتَ تُخْفِي اِيمَانَكَ بِمَكَّةَ قَبْلُ **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقداد سے فرمایا کہ جبکہ ایک مرد ایماندار اپنے ایمان کو

قوم کفار مین چھپاتا تھا کہ اُس نے اپنی ایمان کو ظاہر کیا اور مقداد نے اُسکو مار ڈالا سو اسی طرح تو بھی
اس سے پہلے مکے مین اپنے ایمان کو چھپاتا تھا **ف** حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوٹا
لشکر بھیجا اُس میں مقداد بھی تھا کافر اُنکو دیکھ کر بھاگ گئے ایک مرد اُنمین بہت مالدار تھا وہ
ٹھیر رہا سو اُس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ مقداد نے اُسکو مار ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پاس اُسکا ذکر ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے مقداد تو نے قتل
کیا اُس مرد کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اُسکا جواب دیگا **باب** قول اللہ وَمَنْ أَحْيَاهَا قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ حَيِيَ النَّاسُ مِنْهُ جَمِيعًا خدا تعالے نے فرمایا کہ جس نے کسی جان کو زندہ رکھا
تو گویا اُس نے سب لوگون کو جلایا اور کہا ابن عباسؓ نے کہ حرام ہے قتل کرنا اُسکا مگر حق سے کہ زندہ
ہون اُس سے سب آدمی **ف** اور مراد اس آیت سے ابتدا اُسکی ہے اور وہ قول اللہ تعالے کا من
قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا جو مار ڈالے کسی جان کو بغیر عوض کے
اور بدون رہزنی کرنے کے تو گویا اُس نے مار ڈالا سب لوگون کو اور جس نے جلایا ایک جان کو تو گویا
جلایا سب لوگون کو اور اسپر تطبیق کہاتی ہے پہلی حدیث باب کی اور وہ قول اُسکا ہے کہ مگر کہ آدم
کے بیٹے پر اُسکے خون کا حصہ پڑتا ہے اور باقی سب حدیثین بیچ تعظیم امر قتل کی ہین یعنے قتل
کرنے کا بڑا بھاری اور بہت بڑا سخت گناہ ہے اور مبالغہ کرتا ہے بیچ زجر کرنے کے اُس سے
اور اختلاف کیا ہے سلف نے اسمین کہ کیا مراد ہے اس آیت مین سب آدمیون کے قتل کرنے
اور زندہ کرنے سے سو کہا ایک گروہ نے کہ اُسکے معنے یہ ہین ......
...... کہ مسلمان کے قتل کرنیکا بڑا سخت اور بہت بھاری
گناہ ہے یہ قول حسن اور مجاہد اور قتادہ کا ہے اور بعضون نے کہا کہ اُسکے معنے یہ ہین کہ سب لوگ
اُسکے مدعی ہونگے اور بعضون نے کہا کہ واجب ہے اُسپر قصاص مسلمان کے قتل کرنے سے برابر اُسکے
کہ واجب ہوتا ہے اُسپر اگر سب آدمیون کو قتل کرے اور اختیار کیا ہے طبری نے کہ مراد ساتھ اُسکے
تعظیم عقوبت کی ہے اور شدت وعید کی اس طور سے کہ قتل ایک کا اور قتل کرنا سب کا برابر ہے
بیچ واجب ہونے غضب اللہ تعالے کے اور اُسکے عذاب کے اور اُسکے مقابل یہ ہے کہ جس نے کسی کو قتل
نہ کیا تو زندہ ہونگے اُس سے سب لوگ واسطے سلامت ہونے اُنکے کے اُس سے اور کہا ابن تین نے
کہ اُسکے معنے یہ ہین کہ جسکے واسطے قصاص واجب ہوا اور وہ اُس سے معاف کر دیوے تو اُسکو اتنا
ثواب ملتا ہے جتنا سب لوگون کے زندہ کرنے سے اور بعضون نے کہا کہ واجب ہوتا ہے شکر اُس کا

سب لوگون پر اور گویا اس نے سب پر احسان کیا اور کہا ابن بطال نے کہ سوائے اسکے کچھ نہین کہ اختیار
کیا ہے اُسکو اس واسطے کہ نہین پایا جاتا کوئی جی کہ قائم ہو قتل کرنا اُسکا دنیاوی ضرر مین مقام قتل کرنے
تمام نفسون کے اور نہ زندہ کرنا اُنکا دنیاوی نفع مین مقام زندہ کرنے تمام آدمیون کے (فتح) حَدَّثَنَا
قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْهَا
ترجمہ عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہین قتل کیا جاتا کوئی جی
مگر کہ آدم کے بیٹے پر اُسکے خون کا حصہ پڑتا ہے **ف** قاتل کا نام قابیل ہے اور مقتول کا نام ہابیل
ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ اُس وقت کوئی مسکین نہ تھا جسپر صدقہ کیا جاوے فقط اُس وقت قربانی
کرنا تھا سو اگر قبول ہوتا تو آسمان سے آگ اُترتی اور اُسکو جلا ڈالتی والا نہ جلاتی سو قابیل کی قربانی قبول
نہ ہوئی آگ نے اُسکو نہ جلایا اور ہابیل کا صدقہ قبول ہوا اس رشک سے اُس نے اُسکو مار ڈالا اور قابیل
آدم علیہ السلام کا سب سے پہلا صلبی بیٹا ہے بہشت مین پیدا ہوا تھا اور جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا
اُس وقت قابیل پچیس برس کا تھا اور ہابیل بیس برس کا اور ہابیل کے معنے ہین ہبۃ اللہ اور جب ہابیل
قتل ہوا تو آدم علیہ السلام غمگین ہوئے تو خدا تعالے نے اُنکے گھر مین شیث علیہ السلام کو پیدا کیا اور اُسکے
معنے ہین عطیۃ اللہ اور اُنہین سے آدم علیہ السلام کی اولاد پھیلی اور ذکر کیا ہے اہل علم نے کہ حضرت حوا بیس
بار جنین چالیس بیٹے ہر بار مین ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے پھر جب آدم علیہ السلام فوت ہوگئے
اُس وقت اُنکی اولاد چالیس ہزار آدمی تھے اور نہ باقی رہا طوفان مین کوئی مگر اولاد نوح علیہ السلام کی اور وہ
شیث علیہ السلام کی نسل سے ہین اور کشتی مین اُنکے ساتھ اسی آدمی تھے اور باوجود اسکے پس نہ باقی رہی
مگر اولاد نوح علیہ السلام کی سو بڑھے لوگ اُن سے یہانتک کہ زمین بھر گئی اور یہ جو کہا اس واسطے کہ قتل
کی رسم پہلے اُسی سے شروع ہوئی تو یہ اصل ہے اسمین کہ مدد کرنا اُس چیز پر کہ حلال نہو حرام ہے اور یہ حدیث
مین ہے کہ جو بد رسم نکالے تو جتنا گناہ کرنے والے کو ہوگا اُتنا گناہ اُسکو ہوگا جس نے پہلے رسم بد نکالی
روایت کیا ہے اسکو مسلم نے سو یہ حدیث محمول ہے اُس شخص کے حق مین جس نے اُس گناہ سے توبہ نکی
(فتح) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ عَنْ اَبِيْهِ
سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ
بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جائیو کہ تم مین سے بعضے بعضون کی گردن مارین **ف** اس حدیث

کے معنے مین آٹھ قول ہین ایک یہ کہ وہ ظاہر پر ہے دوم یہ کہ وہ حلال جاننے والون کے حق مین ہے
تیسرا یہ کہ کفر کرنے والے ساتھ حرام ہونے خون کے اور حرمت مسلمانون کے اور حقوق دین کے
چوتھا یہ کہ یہ فعل کافرون کا سا ہے پانچوان ہتھیار پہننے والے چھٹا خدا تعالے کی نعمت کا کفر کرنے
والے ساتوان یہ زجر ہے اُسکے ظاہر معنے مراد نہین ہین آٹھوان یہ کہ ایک دوسرے کو کافر نہ کہو (فتح)
حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن علی بن مدرك قال سمعت
ابا زرعة ابن عمرو بن جریر قال النبی صلی الله علیه وسلم فی حجة الوداع استنصت
الناس لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضكم رقاب بعض رواه ابو بكرة وابن عباس
عن النبی صلی الله علیه وسلم ترجمہ جریر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع
مین فرمایا کہ لوگون کو چپ کرا کہ نہ پلٹ جائیو میرے بعد کافر ہو کر کہ بعضا بعضون کی گردن مارے روایت
کیا ہے اسکو ابوبکرہ اور ابن عباس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ف چپ کرا یعنے تاکہ خطبہ
سنین حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن فراس
عن الشعبی عن عبد الله بن عمرو عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الكبائر الاشراك
بالله وعقوق الوالدين او قال اليمين الغموس شك شعبة وقال معاذ حدثنا
شعبة قال الكبائر الاشراك بالله واليمين الغموس وعقوق الوالدين او قال
وقتل النفس ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ کبیرے گناہ یہ ہین اللہ تعالے کے ساتھ
شرک کرنا اور مان باپ کی نافرمانی کرنا یا فرمایا جھوٹی قسم کھانا شعبہ راوی کو شک ہے اور کہا معاذ
نے کہ حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے کہا کہ کبیرے گناہ شرک کرنا ہے ساتھ اللہ تعالے کے اور
جھوٹی قسم اور مان باپ کی نافرمانی یا کہا اور قتل کرنا جان کا ف اور غرض اس سے قتل جان
کا ہے حدثنی اسحاق بن منصور قال اخبرنا عبد الصمد قال حدثنا عبيد الله
بن ابی بكر سمع انسا عن النبی صلی الله علیه وسلم قال الكبائر ح وحدثنا عمرو
قال حدثنا شعبة عن ابن ابی بكر عن انس بن مالك عن النبی صلی الله علیه وسلم
قال اكبر الكبائر الاشراك بالله وقتل النفس وعقوق الوالدين وقول الزور او
قال وشهادة الزور ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کبیرے گناہون مین بہت بڑے گناہ یہ ہین خدا تعالے کا شریک مقرر کرنا اور جان کا قتل
کرنا اور مان باپ کی نافرمانی اور ایذا رسانی اور جھوٹی بات یا فرمایا اور جھوٹی گواہی ف

اس حدیث کی شرح اوپر بین گذر چکی ہے **حدثنا** عمرو بن زرارۃ قال اخبرنا هشیم قال اخبرنا حصین قال حدثنا ابو ظبیان قال سمعت اسامۃ بن زید بن حارثۃ یحدث قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الحرقۃ من جهینۃ فصبحنا القوم فهزمناهم قال ولحقت انا ورجل من الانصار رجلا منهم قال فلما غشیناه قال لا الہ الا اللہ قال فکف عنہ الانصاری وطعنتہ برمحی حتی قتلتہ قال فلما قدمنا بلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فقال لی یا اسامۃ اقتلتہ بعد ما قال لا الہ الا اللہ قال قلت یا رسول اللہ انما کان متعوذا قال اقتلتہ بعد ما قال لا الہ الا اللہ قال فما زال یکررها حتی تمنیت انی لم اکن اسلمت قبل ذلک الیوم

ترجمہ اسامہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو گروہ حرقہ کی طرف بھیجا جو قوم جہینہ کی ایک شاخ ہے تو صبح ہوتے ہی ہم ان پر ٹوٹ پڑے سو ہمنے انکو شکست دی کہا اور مین اور ایک انصاری مرد ایک مرد کو اُن مین سے ملے یعنے ہمنے اُسکو پایا سو جب ہم اُسکو گھیرا تو اُس نے زبان سے لا الہ الا اللہ کہا سو انصاری اُس سے باز رہا اور مین نے اُسکو اپنا نیزہ مارا یہانتک کہ مین نے اُسکو قتل کیا کہا سو جب ہم مدینے مین آئے تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی حضرت نے فرمایا اے اسامہ کیا تو نے اُسکو قتل کر ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد مین نے کہا یا حضرت اُسنے تو اپنے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھا تھا یعنے وہ سچا مسلمان نہ تھا فرمایا کیا تو نے اُسکو قتل کر ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد سو ہمیشہ رہے اس کلمے کو مکرر کہتے یہانتک کہ مین نے آرزو کی کہ مین آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا **ف** ایک روایت مین ہے کہ کیا تو نے اُسکا دل چیر کے دیکھا تھا یعنے تجھکو صرف ظاہر پر عمل کرنے کی تکلیف دی گئی ہے اور جو آدمی زبان سے بولے دل کا حال معلوم کرنے کی کوئی راہ نہین اور نہ دل کا حال کسی طریق سے معلوم ہو سکتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسپر انکار کیا کہ تو نے ظاہر پر عمل کیون نہین کیا سو فرمایا کہ تو نے اُسکے دل کو نہین چیرا تاکہ تو دیکھتا کہ اُسکے دل مین ایمان تھا یا نہین سو اُسکے معنے یہ ہین کہ جب تو دل کا حال معلوم نہین کر سکتا تو کفایت کر ساتھ ظاہر کے اور جو زبان سے بولے اور اس مین دلیل ہے اوپر مرتب ہونے احکام کے اسباب ظاہرہ پر سوائے باطنہ کے اور اسمین حجت ہے اسکے واسطے جو ثابت کرتا ہے کلام نفسی کو اور یہ جو کہا کہ مین نے آرزو کی کہ مین آج سے پہلے مسلمان نہوا ہوتا یعنے مین آج مسلمان ہوا ہوتا اس واسطے کہ اسلام پہلے گناہون کو ڈھا دیتا ہے سو

اُس نے آرزو کی کہ ہوتا یہ وقت اول داخل ہونے اُسکے کا اسلام مین تا کہ بیخوف ہوتا ایسے فعل کی
جرات سے اور یہ مراد نہین کہ اُس نے آرزو کی کہ مین اس سے پہلے مسلمان نہوتا اور گویا اُسامہ نے اپنے پہلے
سب نیک عملون کو اس فعل کے مقابلے مین حقیر جانا واسطے اُس چیز کے کہ سنی انکار شدید سے
اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ وارد کیا ہے اُسکو بطور مبالغہ کے اور اس حدیث مین اسباب کا ذکر
نہین کہ اُسکی دیت دلوائی یا نہین اُسکو اس واسطے ذکر نہین کیا کہ سامع کو اُسکا علم تھا یا یہ واقعہ دیت
اُترنے سے پہلے کا ہے یا اسامہ کو اصل قتل کا اذن تھا پس نہ لازم ہوگی ضمان اس چیز کی کہ تلف
ہو نفس سے اور مال سے مانند طبیب کی یا اُسکا کوئی والی مسلمان نہ تھا جو اُسکے دیت کا مستحق ہوتا
کہا قرطبی نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کلمے کو کئی بار مکرر فرمایا اور اُسامہ کا عذر قبول
نہ کیا تو اس مین سخت جھڑکی ہے ایسے فعل کے کرنے سے اور یہی قصہ اسامہ رض کی قسم کا سبب تھا
کہ مین اسکے بعد کسی مسلمان سے نہین لڑونگا اسی واسطے جنگ جمل اور صفین مین علی کے ساتھ
نہوئے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ
اَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ اِنِّي مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعْنَاهُ عَلٰى اَلَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَسْرِقَ
وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ اِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَاِنْ غَشِيْنَا
مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ **ترجمہ** عبادہ رض سے روایت ہے کہ مین ان نقیبون سے
ہون جنھون نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی یعنے عقبہ کی رات کو ہمنے آپ سے بیعت
کی اُس پر کہ نہ شریک کرین ساتھ اللہ تعالے کے کسی چیز کو اور نہ زنا کرین اور نہ چوری کرین۔ اور نہ قتل
کرین اُس جان کو جو اللہ تعالے نے حرام کی اور نہ اوچک لیوین چیز کسی کی اور نہ بیفرمانی کرین
بدلے بہشت کے اگر ہم ان کامون کو کرین اور اگر ہم ان چیزون سے کسی چیز کو ڈھانکین یعنے اگر
ان سے کوئی چیز واقع ہو تو اُسکا حکم خدا تعالے کے اختیار مین ہے **ف** ظاہر اسکا یہ ہے کہ
یہ بیعت اس کیفیت سے عقبہ کی رات واقع ہوئی اور حالانکہ نہین ہے اس طرح بلکہ یہ کیفیت عورتون
کی بیعت مین واقع ہوئی **حَدَّثَنَا** مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ
اَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہم پر ہتھیار اُٹھاوے وہ ہم سے نہین روایت کیا ہے اُسکو ابو موسے

سے نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ف یعنے ہمارے طریقے پر نہین اور مراد اس سے
زجر اور تشدید ہے نہ یہ کہ وہ مسلمان نہین رہتا اور مراد وہ شخص ہے جو اٹھاوے ہتھیار مسلمانون
پر لڑنے کے واسطے اس واسطے کہ اسمین داخل کرنا رعب کا ہے اور لڑنے اور جو انکی چوکیداری
کے واسطے ہتھیار اٹھاوے وہ مراد نہین (فتح) حدثنا عبد الرحمن بن المبارك قال حدثنا
حماد بن زيد حدثنا ايوب ويونس عن الحسن عن الاحنف بن قيس قال ذهبت لانصر
هذا الرجل فلقيني ابو بكرة فقال اين تريد قلت انصر هذا الرجل قال ارجع فاني
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا التقى المسلمان بسيفيهما فالقاتل
والمقتول في النار قلت يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال انه كان
حريصا على قتل صاحبه **ترجمہ** احنف رضہ سے روایت ہے کہ مین گیا تاکہ علی کی مدد کرون یعنے
جمل مین تو ابو بکرہ مجھ سے ملا تو اس نے کہا کہ کہان کا ارادہ کرتا ہے مینے کہا کہ اس مرد کی مدد
کرتا ہون کہا پلٹ جا سو مقرر مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے
کہ جب دو مسلمان مقابلہ کرین تلوارین لیکر تو قتل کرنے والا اور جو قتل ہوا دونو دوزخ مین
ہین مین نے کہا یا حضرت پہلا قتل کرنے والا تو اس واسطے دوزخی ہوا کہ ظالم تھا مگر جو قتل
ہوا اسکا کیا قصور تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے ساتھی کے مارنے
پر حریص اور مستعد تھا یعنے اسکا قابو ہوا نہین تو ضرور مارتا **ف** دونو آگ مین ہین یعنے
اگر خدا تعالے نے اسکو دونو پر جاری کیا اس واسطے کہ دونو نے ایسا فعل کیا ہے کہ اسکے سبب سے
مستحق ہوئے عذاب کے اور کہا خطابی نے کہ یہ وعید اس شخص کے حق مین ہے جو لڑے عداوت
دنیاوی سے یا طلب ملک کے واسطے مثلا اور اسپر جو باغیون سے لڑے یا حملہ کرنے والے کو دفع
کرے اور اسکو قتل کر ڈالے تو وہ اس وعید مین داخل نہین ہوتا اس واسطے کہ اسکو شرع نے اس
حالت مین لڑنے کی اجازت دی ہے وسیاتی شرح الحدیث فی کتاب الفتن انشاء اللہ تعالی
(فتح) **باب** قوله يا ايها الذين امنوا كتب عليكم القصاص في القتلى الاية
خدا تعالے نے فرمایا اے ایمان والو لکھا گیا یعنے لازم کیا گیا تم پر بدلا برابر ماری گئیون مین
آزاد بدلے آزاد کے اور غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے آخر آیت تک
باب سؤال القاتل حتى يقر والاقرار في الحدود سوال کرنا قاتل سے یہان تک
کہ اقرار کرے اور اقرار کرنا حدین **ف** مین کہتا ہون اور آیت مذکورہ اصل ہے اس مین

کہ قصاص میں مساوات اور برابری شرط ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور کوفیون نے انکی
مخالفت کی ہے سو انہوں نے کہا کہ قتل کیا جاوے آزاد کو بدلے غلام کے اور مسلمان کو بدلے
کافر کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے اس آیت سے وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس یعنے لازم
کیا ہے ہمنے انپر اسمین کہ قتل کیا جاوے جان کو بدلے جان کے کہا اسماعیل قاضی نے احکام قرآن
میں کہ دونو آیتوں میں تطبیق اولی ہے سو محمول ہے نفس مکافیہ پر یعنے جو اسکے برابر ہو اور تائید
کرتا ہے اسکی اتفاق انکا اسپر کہ اگر آزاد غلام کو قذف کرے تو اسپر حد قذف کی واجب نہیں
اور یہ حکم خود آیت سے لیا جاتا ہے اسواسطے کہ اسکے آخر میں فمن تصدق بہ فہو کفارۃ لہ اور
نہیں نام رکھا جاتا ہے کافر کا صدقہ کرنے والا اور نہ مکفر عنہ کہ وہ اسکے واسطے کفارہ ہو جاتا ہے
اور اسی طرح غلام اپنے زخم سے اس واسطے کہ حق اسکے مالک کا ہے اور کہا ابو ثور نے کہ جب
اتفاق ہے اسپر کہ نہیں قصاص ہے درمیان غلاموں کے اور آزادوں کے اس چیز میں جو
جان سے کم ہے یعنے ہاتھ پاؤں وغیرہ میں تو جان میں بطریق اولے قصاص نہ ہوگا کہا
ابن عبدالبر نے اجماع ہے اسپر کہ غلام قتل کیا جاوے بدلے آزاد کے اور عورت قتل کی جاوے
بدلے مرد کے اور مرد اسکے بدلے قتل کیا جاوے مگر یہ کہ وارد ہوا ہے بعض اصحاب سے مانند
علی کی اور تابعین سے مانند حسن بصری کی کہ جب مرد عورت کو قتل کرے اور عورت کے وارث
اس مرد کا قتل کرنا چاہیں تو واجب ہے ان پر آدھی دیت والا انکے واسطے پوری دیت ہے
اور نہیں ثابت ہوا علی سے ولیکن وہ قول بعض فقہا بصرہ کا ہے اور دلالت کرتا ہے مکافات
پر درمیان مرد اور عورت کے یہ کہ انکا اتفاق ہے اسپر کہ ہاتھ کٹا ہوا اور کانا اگر قتل کرے
اسکو ثابت جان بوجھ کے تو البتہ واجب ہے اسپر قصاص اور نہیں واجب ہے اسکے واسطے
بسبب آنکھ اور ہاتھ اسکے کے دیت اور قول اسکا ترجمہ میں سوال کرنا قاتل سے یہانتک کہ
اقرار کرے جو تہم ہو ساتھ قتل کے اور نہ قائم ہوں اسپر گواہ (فتح) **حَدَّثَنَا حَجَّاجُ**
بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ
جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هَذَا أَفُلَانٌ أَوْ فُلَانٌ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ
فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى أَقَرَّ بِهِ فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ
ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر کچلا دو پتھروں میں تو اس سے
کہا گیا کہ تیرے ساتھ کس نے یہ کام کیا ہے فلانے نے یا فلانے نے یہانتک کہ نام لیا گیا یہودی

کا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا سو ہمیشہ رہی اس سے پوچھتے یہانتک کہ اسنے
اقرار کیا سو کچلا گیا سر اسکا پتھروں سے اس حدیث مین ہے کہ لائق ہے حاکم کو یہ کہ استدلال کرے
اہل جنایت پر اور نرمی کرے ساتھ انکے یہانتک کہ اقرار کرین تا کہ انکے اقرار کو لیا جاوے اور برخلاف
اسکے ہے جبکہ توبہ کرتے آوین اس واسطے کہ اعراض کرے اس شخص سے جو نہ تصریح کرے
ساتھ جنایت کے اس واسطے کہ واجب ہے قائم کرنا حد کا اسپر جبکہ اقرار کرے اور سیاق قصہ کا تقاضا
کرتا ہے کہ یہودی پر گواہ قائم نہین ہوئے تھے اور سوے اسکے کچھ نہین کہ لیا اسکے اقرار کو
اور اسمین ہے کہ واجب ہے مطالبہ ساتھ خون کے مجرد شکایت سے اور اشارہ سے اور اسمین
دلیل ہے اوپر جواز وصیت غیر بالغ کے اور دعوے کرنا اسکا ساتھ دیت اور خون کے اور
اسمین رد ہے اس شخص پر جو انکار کرتا ہے قصاص لینے سے ساتھ غیر تلوار کے یعنے جو کہتا
ہے کہ تلوار کے سوا کسی چیز سے قصاص لینا درست نہین اور قتل کرنا مرد کا بدلے عورت کے اور
یہ جو کہا کہ اس یہودی کا سر کچلا گیا پتھروں سے تو جواب دیا ہے اس سے بعضے حنفیہ نے
ساتھ اسکے کہ نہین دلالت ہے اس حدیث مین اوپر مماثلت کے قصاص مین اس واسطے کہ عورت زندہ
تھی اور قصاص زندہ مین نہین ہوتا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے سوای اسکے کچھ نہین کہ حکم کیا
تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ قتل کرنے یہودی کے بعد مرنے اسکے کے اس واسطے
کہ حدیث مین ہے کہ کیا تجھکو فلانے نے قتل کیا ہے سو دلالت کی اسپر کہ وہ اسی وقت مر گئی تھی
پھر جب مر گئی تو یہودی سے اسکا قصاص لیا گیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ واجب
ہے قصاص ذمی کا فر پر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ نہین ہے اسمین تصریح ساتھ ہونے
اسکے کے ذمی احتمال ہے کہ معاہد یا مستامن ہو (فتح) **باب** اِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ اَوْ بِعَصًا جب
قتل کرے پتھر یا لاٹھی سے **ف** اس مین کوئی حکم بیان نہین کیا واسطے اشارہ کرنے کے
طرف اختلاف کی لیکن وارد کرنا حدیث کا اشارہ کرتا ہے طرف ترجیح قول جمہور کے کی (فتح)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَنَسٍ
عَنْ جَدِّهِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا اَوْضَاحٌ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ فَرَمَاهَا يَهُوْدِيٌّ
بِحَجَرٍ قَالَ فَجِيْءَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَاْسَهَا فَاَعَادَ عَلَيْهَا قَالَ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَاْسَهَا
فَقَالَ لَهَا فِي الثَّالِثَةِ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَخَفَضَتْ رَاْسَهَا فَدَعَا بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وسلم فقتلہ بین الحجرین ترجمہ انس رضؓ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی نکلی مدینے مین اور اسپر
چاندی کا زیور تھا سو ایک یہودی نے اُسکو پتھر مارا سو وہ لڑکی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس لائی گئی اور حالانکہ اسمین کچھ زندگی باقی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے فرمایا
کہ کیا فلانے نے تجھکو قتل کیا ہے تو اُسنے اپنا سر اُٹھایا یعنے نہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُس سے دوبارہ کہا تجھکو فلانے نے قتل کیا ہے اُس نے اپنا سر اُٹھایا یعنی نہین سو تیسری بار
اس سے کہا گیا کہ فلانے نے تجھکو قتل کیا ہے تو اس نے اپنا سر پست کیا یعنے ہان سو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو بلوایا اور اُسکو دو پتھرون کے درمیان کچلا **ف** اور یہ حدیث حجت
ہے جمہور کے واسطے کہ قاتل کو قتل کیا جاوے اس چیز سے جس سے اُس نے قتل کیا اور تمسک
کیا ہے اُنہون نے ساتھ اس آیت کی وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ اور اس آیت کی فاعتدوا
علیہ بمثل ما اعتدے علیکم اور خلاف کیا ہے کوفیون نے اور حجت پکڑی ہے اُنہون نے
اس حدیث سے لاقود الا بالسیف اور یہ حدیث ضعیف ہے روایت کیا ہے اُسکو بزار اور ابن عدی نے
ابوبکرہ کی حدیث سے اور ذکر کیا ہے بزار نے اختلاف کو باوجود ضعیف ہونے سند اُسکی کے اور کہا
ابن عدی نے کہ اسکے سب طریقے ضعیف ہین اور بر تقدیر ثبوت ہونے اسکے کے وہ انکے قاعدے کے
برخلاف ہے اسمین کہ سنت کتاب کو منسوخ نہین کرتی اور نہ اُسکی مخصص ہوتی ہے اور حجت پکڑی
ہے انہون نے ساتھ منع ہونے کے مثلہ سے اور وہ صحیح ہے لیکن محمول ہے نزدیک جمہور کے اوپر
غیر مماثلت کے قصاص مین واسطے تطبیق دینے کے دونو دلیلون مین کہا ابن منذر نے کہ کہا
اکثر علما نے کہ جب قتل کرے اس چیز سے جس سے غالبًا قتل کیا جاتا ہو تو وہ قتل عمد ہے یعنے
جان بوجہ کے مارنا اور کہا ابن ابی لیلی نے کہ اگر قتل کرے پتھر یا لاٹھی سے تو دیکھا جاوے اگر
اسکو مکرر مارا ہو تو وہ عمد ہے نہین تو نہین اور کہا عطا اور طاؤس نے کہ شرط عمد کی یہ ہے کہ ہتھیار
سے ہو اور کہا حسن بصری اور شعبی اور نخعی اور حکم اور ابو حنیفہ نے اور جو انکے تابع ہین کہ شرط عمد کی یہ
ہے کہ لوہے سے قتل کیا ہو اور اختلاف ہے اسکے حق مین جو لاٹھی سے قتل کرے پھر قصاص
لیا جاوے اُس سے ساتھ ضرب لاٹھی کے اور وہ نہ مرے تو کیا اُسکو مکرر مارا جاوے سو بعضون
نے کہا کہ مکرر نہ مارا جاوے اور بعضون نے کہا کہ اگر نہ مرے تو تلوار سے قتل کیا جاوے اور اسی
طرح جو بھوکا رکھ کے قتل کرے اور کہا ابن عربی نے مستثنے ہے مماثلت سے وہ چیز جس مین
گناہ ہو مانند شراب اور اغلام اور جلانے کی اور تیسری چیز مین شافعیہ کو خلاف ہے اور پہلی دونو

مین اتفاق ہے لیکن بعضون نے کہا کہ قتل کرے ساتھ اُس چیز کے کہ اُسکے قائم مقام ہو اور
جو لوگ مانعین ہین انکی دلیلون سے ہے حدیث اُس عورت کی جس نے اپنی سوکن کو خیمہ کی چوب
ماری اور اُسکو مار ڈالا اس واسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسمین دیت ٹھہرائی ہے
(فتح) **باب قول اللہ ان النفس بالنفس الآیۃ** خدا تعالے نے فرمایا کہ جان بدلے جان
کے **ف** اور غرض بیان کرنے اس آیت کے سے یہ ہے کہ وہ حدیث کے لفظ کے مطابق ہے
اور شاید اُس نے ارادہ کیا ہے کہ بیان کرے کہ اگرچہ وہ اہل کتاب کے حق مین وارد ہوئی ہے لیکن
اُسکا حکم جسپر وہ دلالت کرتی ہے بدستور ہے ہماری شریعت مین یعنے اسلام مین پس وہ اصل ہے
قصاص مین بیچ قتل عمد کے (فتح) **حدثنا** عمر بن حفص قال حدثنا ابی قال حدثنا
الاعمش عن عبد اللہ بن مرۃ عن مسروق عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا یحل دم امرئ مسلم یشہد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا
باحدی ثلث النفس بالنفس والثیب الزانی والمفارق لدینہ التارک الجماعۃ
ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہین
حلال ہے خون اُس مسلمان کا جو گواہی دیتا ہو اسکی کہ کوئی لائق بندگی کے نہین سوائے خدا تعالے
کے اور اسکی کہ مین پیغمبر ہون خدا تعالے کا مگر ساتھ ایک چیز کے تین چیزون سے ایک تو جان
بدلے جان کے دوسری نکاحا آدمی جو حرامکاری کرے تیسری جسنے اپنا اسلام کا دین چھوڑا مرتد ہوا
اور مسلمانون کے گروہ سے الگ ہوا **ف** ظاہر لا یحل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین صورتون
مین قتل کرنا مسلمان کا مباح ہے اور یہ نسبت تحریم قتل غیر انکی کی ہے اگرچہ ان تین صورت
مین قتل کرنا واجب ہے حکم مین اور قول اُسکا جان بدلے جان کے یعنے قتل کرے جان بوجھ کر
ناحق قتل کیا جاوے اُسکی شرط سے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور نکاحا زناکار یعنی حلال
ہے قتل کرنا اُسکا ساتھ رجم کے اور یہ جو کہا جماعت کا چھوڑنے والا تو مراد ساتھ جماعت کی جماعت
مسلمانون کی ہے یعنے علیحدہ ہوا اُن سے یا چھوڑا اُنکو یعنے مرتد ہو گیا کہا ابن دقیق العید نے کہ مرتد
ہونا سبب ہے واسطے مباح ہونے خون مسلمان کے بالاجماع مرد مین اور اسپر اگر عورت ہو سو اُس مین
اختلاف ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے جمہور کے اسمین کہ حکم عورت کا حکم
مرد کا سا ہے واسطے برابر ہونے دونو کے زنا مین اور اس حدیث مین دلیل ہے اسکے واسطے جو گمان
کرتا ہے کہ نہ قتل کیا جاوے کوئی جو اسلام مین داخل ہوا سوائے ان تین چیزون کے جو شمار ہوئین

مانند ترک نماز کے اور نہیں جواب دیا اُس نے اُسکا اور تابع ہوا ہے اُسکا طیبی اور کہا ابن دقیق
العید نے کہ لیا جاتا ہے اسکے قول سے جس نے جماعت کو چھوڑا کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جو
اجماع کا مخالف ہی سو ہوگا تمسک اسکے واسطے جو قائل ہے کہ مخالف اجماع کا کافر ہے اور منسوب ہے
یہ بعضے لوگون کی طرف اور نہین ہے یہ قول سہل اسواسطے کہ مسائل اجماعی کبھی تو صاحب شرع سے
متواتر ہوتے ہین مانند وجوب نماز کی مثلاً اور کبھی متواتر نہین ہوتی سو اول کا منکر کافر ہے واسطے مخالفت
تواتر کے نہ واسطے مخالفت اجماع کے اور دوسرے سے کافر نہین ہوتا اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی
شرح مین کہ صحیح بیچ تکفیر منکر اجماع کے مقید کرنا اسکا ہی ساتھ انکار کرنے اُس چیز کے کہ اُسکا وجوب
ہونا دین سے بداہتہ معلوم ہو مانند پانچ نمازون کی یا انکار اسکا جسکا وجوب تواتر سے معلوم ہوا اور
اس قسم سے ہے قول ساتھ حدوث عالم کے اور البتہ حکایت کی ہے عیاض وغیرہ نے کہ اجماع ہے
اوپر تکفیر اُس شخص کے جو قائل ہو ساتھ قدیم ہونے عالم دنیا کے اور گمان کیا ہے بعضے فلسفیون نے کہ مخالف
بیچ حدوث عالم کے نہین تکفیر کیا جاتا اس واسطے کہ وہ از قبیل مخالفت اجماع کے ہے اور تمسک کیا
ہے اُس نے ہمارے اس قول سے کہ منکر اجماع کا مطلق کافر نہین یہانتک کہ ثابت ہو نقل ساتھ
اسکے متواتر صاحب شرع سے اور یہ تمسک ساقط ہے اس واسطے کہ حدوث عالم دُنیا کا اُس
قبیلے سے ہے کہ جمع ہوا ہے اسمین اجماع اور تواتر نقل اور کہا نووی نے قول اُس کا التارک
لدینہ عام ہے ہر شخص مین کہ مرتد ہو جس ردت سے کہ ہو سو واجب ہے قتل کرنا اُسکا اگر نہ رجوع
کرے طرف اسلام کی اور قول اُسکا المفارق للجماعۃ شامل ہے ہر خارج ہونے والے کو جماعت سے
ساتھ بدعت کے یا نفی اجماع کے مانند روافض اور خوارج وغیرہ کی اور کہا قرطبی نے قول اُسکا
المفارق للجماعۃ ظاہر اسکا یہ ہے کہ یہ نعت ہے تارک دین کی اس واسطے کہ جب مرتد ہوا
تو خارج ہوا جماعت مسلمین سے لیکن ملحق ہے ساتھ اُسکے ہر شخص جو خارج ہو جماعت مسلمین سے
اگرچہ نہ مرتد ہو مانند اس شخص کی کہ باز رہے قائم کرنے حد کے سے اوپر اُسکے جب کہ واجب ہو اور
لڑے اُسپر مانند باغیون اور رہزنون اور محاربین کی خوارج وغیرہم سے پس شامل ہے اُن کو
لفظ مفارق جماعت کا بطریق عموم کے الا اگر یہ نہ ہو تو نہین صحیح ہے اسکا حصر اسواسطے کہ لازم آتا ہے
نفی اُن لوگون کی جو مذکور ہوئی اور خون اُنکا حلال ہے اور اسمین شبہ ہے اس واسطے کہ اصل خصلت
تیسری مرتد ہونا ہے سو ضرور ہے موجود ہونا اُسکا اور جدا ہونے والا جماعت سے بغیر مرتد ہونے
کے نہین رکھا جاتا ہے نام اُسکا مرتد پس لازم آویگا خلف حصر مین اور تحقیق جواب مین یہ ہے

کہ حصر اس شخص کے حق مین ہے کہ واجب ہے قتل عین اسکا اور جن کو اُس نے ذکر کیا ہے انمین
سے کسی کا قتل کرنا تو صرف حالت محاربہ اور مقاتلے مین مباح ہے اس دلیل سے کہ اگر قیدی ہو
تو نہین جائز ہے قتل کرنا اُسکا بند کرکے اتفاقاً غیر محاربین مین اور راجح قول پر محاربین مین ہی ہے
لیکن لازم آتا ہے اس سے قتل کرنا تارک نماز کا اور تعرض کیا ہے ابن دقیق العید نے اُسکے
واسطے سو کہا اس نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اسپر کہ تارک نماز قتل کیا جاوے
نماز کے چھوڑنے سے اس واسطے کہ وہ نہین ہے تینون امرون سے مین کہتا ہون اور تارک نماز مین
اختلاف ہے سو مذہب احمد اور اسحاق اور بعض مالکیہ اور شافعیہ سے ابن خزیمہ ابو الطیب اور منصور
فقیہ اور ابو جعفر ترمذی کا یہ ہے کہ اُسکو نماز کے ترک سے کافر کہا جاوے اگرچہ اُسکے فرض ہونے سے
انکار نہ کرے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ قتل کیا جاوے اُسکو بطور حد کے اور مذہب حنفیہ کا اور موافق ہوا ہے
انکو مزنی کہ نہ قتل کیا جاوے اور نہ اُسکو کافر کہا جاوے اور قوی دلیل جو اُسکے نہ کافر ہونے پر ہے
عبادہ رض کی حدیث ہے مرفوع کہ پانچ نمازین فرض کیا ہے اُنکو اللہ تعالےٰ نے بندون پر الحدیث
اور اُسمین ہے کہ جو نمازین نہ پڑھے تو نہین اُسکے واسطے نزدیک اللہ تعالےٰ کے کوئی عہد چاہے
اُسکو عذاب کرے اور چاہے اُسکو بہشت مین داخل کرے روایت کیا ہے اُسکو مالک اور اصحاب
سُنن نے اور صحیح کہا ہے اُسکو ابن حبان وغیرہ نے اور تمسک کیا ہے امام احمد نے اور جو اُنکے موافق
ہے ساتھ ظاہر اُن حدیثون کے کہ وارد ہوئی ہین ساتھ تکفیر اُسکی کے اور حمل کیا ہے اُنکو اُس شخص نے
جو اُنکے مخالف ہے اوپر حلال جاننے والے کے واسطے تطبیق کے درمیان حدیثون کے اور استدلال
کیا ہے ساتھ اُسکے بعض شافعیہ نے واسطے قتل تارک نماز کے اس واسطے کہ وہ تارک ہے اپنے دین
کا جو عمل ہے اور جو زکوٰة کا تارک ہو اُسکو اُنہون نے کافر نہین کہا اس واسطے کہ ممکن ہے لینا اُسکا
اُس سے قہر اور زبردستی سے اور نہ قتل کیا جاوے تارک روزے کا اس واسطے کہ ممکن ہے کہ اُسکو
روزہ توڑنے والی چیزون سے منع کیا جاوے پس اُسکو حاجت پڑیگی کہ روزے کی نیت کرے
یعنے جب اُسکو کھانے پینے کی چیزون سے روکا جاوے تو خواہ مخواہ روزے کی نیت کرے گا اس واسطے
کہ وہ اُسکے وجوب کا معتقد ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ آزاد نہ قتل کیا جاوے
بدلے غلام کے اس واسطے کہ نہین سنگسار کیا جاتا ہے غلام کو جبکہ حرامکاری کرے اگرچہ بیاہا ہو حکایت
کیا ہے اسکو ابن تین نے اور نہین کسی کے واسطے یہ کہ جُدا کرے جسکو اللہ تعالےٰ نے جمع کیا ہے
مگر ساتھ دلیل کے کتاب سے یا سنت سے اور برخلاف تیسری خصلت کی ہے اس واسطے کہ اجماع منعقد ہے

اسیر کہ غلام اور آزاد مرتد ہونے مین برابر ہین اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح مین کہ مستثنے کیا ہے
بعضون نے تینون سے قتل کرنا حملہ کرنے والے کا اسواسطے کہ جائز ہے قتل کرنا اسکا واسطے ہٹانے
اسکے اپنے اہل مال سے اور کبھی جواب دیا جاتا ہے اس سے کہ وہ داخل ہے مفارق مین یا مراد یہ
ہے کہ نہین حلال ہے قتل کرنا اسکا جان بوجھ کے ان معنون سے کہ نہین حلال ہے قتل کرنا اس کا
مگر بطور دفع کرنے کے اور معتمد جواب دوسرا ہے اور البتہ حکایت کی ہے ابن عربی نے کہ اسباب قتل کے
دس ہین اور نہین خارج ہوتا ہے کوئی ان تینون مین سے کسی حال مین اسواسطے کہ جو جادو کرے یا
پیغمبر کو برا کہے وہ کافر ہو جاتا ہے پس وہ داخل ہے تارک دین مین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول
خدا تعالے کے النفس بالنفس اور پر برابر ہونے نفسون کے قتل مین سو قصاص لیا جاوے ہر مقتول
کا اسکے قاتل سے برابر ہے ...... کہ آزاد ہو یا غلام اور تمسک کیا ہے ساتھ اسکے حنفیہ نے
اور دعوے کیا ہے انہون نے کہ آیت مائدہ کی جو مذکور ہے ترجمہ مین ناسخ ہے بقرہ کی آیت کے واسطے
کتب علیکم القصاص فی القتلی الایۃ اور کہا جمہور نے کہ آیت بقرہ کی مفسر ہے آیت مائدہ کے واسطے
سو قتل کیا جاوے غلام بدلے آزاد کے اور نہ قتل کیا جاوے آزاد کو بدلے غلام کے واسطے ناقص
ہونے اسکے کے اور کہا شافعی نے کہ غلام اور آزاد کے درمیان بدلا نہین مگر یہ کہ آزاد چاہے
اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ غلام ایک اسباب ہے سو نہین واجب ہوگی اسمین مگر قیمت اگر قتل
خطا ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ عموم اسکے کے اسیر کہ جائز ہے قتل کرنا مسلمان کا بدلے
کافر مستامن اور معاہد کے اور البتہ پہلے گذر چکی ہے شرح حدیث علی کی کہ نہ قتل کیا جاوے
مسلمان بدلے کافر کے اور اس حدیث مین ہے کہ جائز ہے وصف کرنا شخص کا باعتبار ماکان
کے اگرچہ اس سے انتقال کیا ہو واسطے مستثنے کرنے مرتد کے مسلمانون سے (فتح) **باب**
مَنْ اَقَادَ بِالْحَجَرِ جو حکم کرے ساتھ بدلا لینے کے پتھر سے **ف** اور یہ آپس مین ہم مثل ہوتا ہے قصاص
مین **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ
ابْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ يَهُوْدِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلٰى اَوْضَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ فَجِيْءَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ اَقَتَلَكِ فُلَانٌ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ لَا ثُمَّ
قَالَ الثَّانِيَةَ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ لَا ثُمَّ سَاَلَهَا الثَّالِثَةَ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ نَعَمْ
فَقَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجَرَيْنِ **ترجمہ** انس سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے
قتل کیا ایک لڑکی کو اسکے چاندی کے زیور پر سو قتل کیا اسکو پتھر سے سو اس لڑکی کو حضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا اور اسمین کچھ زندگی باقی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ تجھکو فلانے نے قتل کیا ہے سو اُسنے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہین پھر دوسری بار کہا تو
اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہین پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری بار اُس سے پوچھا سو
اُس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہان سو قتل کیا اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو پتھر دن
سے **ف** اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور مراد یہ ہے کہ اُس نے اشارہ کیا اشارہ سمجھانے
والا کہ مستفاد ہوا اُس سے جو مستفاد ہوتا اُس سے اگر بولتی اور کہتی ہان (فتح) **باب**
مَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ جسکا کوئی آدمی مارا جاوے وہ دو باتون مین سے
بہتر بات مین مختار ہے **ف** یعنے دو باتون سے جو بہتر جانے سو اختیار کرے یا تو خونبہا
قاتل سے لیوے یا خون کے بدلے خون لیوے اور ترجمہ باندھا ہے ساتھ لفظ حدیث کے اور
اُسکا ظاہر حجت ہے اُسکے واسطے جو قائل ہے کہ اختیار دیت یا قصاص کے لینے کا مقتول کے
وارثون کی طرف راجع ہے یعنے اُنکو اختیار ہے خواہ قاتل سے دیت لیوین یا خون کے بدلے
خون لیوین اور نہین شرط ہے اسمین رضامندی قاتل کی اور یہی مقصود ہے اس بات سے
اور اسیواسطے ابوہریرہؓ کی حدیث کے بعد ابن عباسؓ کی حدیث کو لایا جسمین تفسیر ہے خدا تعالے
کے اس قول کی فمن عفی لہ من اخیہ شیء یعنے اُسکا خون اُسکے واسطے چھوڑا گیا یعنے مقتول کے وارثون
نے خون کا بدلا نہ لیا اور خونبہا پر راضی ہوئے تو پیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنے بیچ مطالبہ
دیت کے اور تفسیر کیا ہے ابن عباسؓ نے عفو کو ساتھ دیت کے عمد مین اور قبول کرنا دیت کا
راجع ہے مقتول کی ولیون کی طرف جنکے واسطے قصاص کا طلب کرنا ہے اور نیز لازم کی
گئی ہے دیت قاتل پر بدون اسکی رضامندی کے اسواسطے کہ وہ مامور ہے ساتھ زندہ رکھنے اپنی
جان کے واسطے عموم قول اللہ تعالے کے ولا تقتلوا انفسکم سو جب راضی ہو جاوین وارث مقتول
کے ساتھ لینے دیت کے تو نہین جائز ہے قاتل کو کہ اس سے باز رہے کہا ابن بطال نے کہ یہ جو خدا
تعالے نے فرمایا ذالک تخفیف من ربکم تو اسمین اشارہ ہے اس طرف کہ بنی اسرائیل مین دیت کا لینا
جائز نہ تھا بلکہ قصاص لازم تھا سو خدا تعالے نے اس امت سے تخفیف کی کہ اُنکے واسطے دیت کا لینا
شروع کیا جبکہ مقتول کے وارث راضی ہون (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ
عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا **وَقَالَ** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
رَجَاءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ عَامَ

فتح مکۃ قتلت خزاعۃ رجلا من بنی لیث بقتیل لھم فی الجاھلیۃ فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ فقال ان اللہ حبس عن مکۃ الفیل وسلط علیہم رسولہ والمؤمنین الا وانھا لم تحل لاحد قبلی ولا تحل لاحد من بعدی الا وانھا احلت لی ساعۃ من نھار الا وانھا ساعتی ھذہ حرام لا یختلی شوکھا ولا یعضد شجرھا ولا تلتقط ساقطتھا الا لمنشد ومن قتل لہ قتیل فھو بخیر النظرین اما یودی واما یقاد فقام رجل من اھل الیمن یقال لہ ابو شاۃ فقال اکتب لی یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکتبوا لابی شاۃ ثم قام رجل من قریش فقال یا رسول اللہ الا الاذخر فانا نجعلہ فی بیوتنا وقبورنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا الاذخر تابعہ عبید اللہ عن شیبان فی الفیل وقال بعضھم عن ابی نعیم القتل وقال عبید اللہ اما ان یقاد اھل القتیل **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت کہا کہ مقرر شان یہ ہے کہ فتح کے سال قوم خزاعہ نے قوم بنی لیث کے ایک مرد کو قتل کیا بدلے اپنے اُس مقتول کے کہ جاہلیت کی زمانے مین قتل ہوا تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہڑے ہوئی یعنی خطبہ پڑہنے کو سو فرمایا کہ مقرر خداتعالے نے مکے سے ہاتھی والون کو روکا تھا اور اپنے رسول کو اور مسلمانون کو اوپر غالب کیا خبردار ہوا اور مقرر مجہہ سی پہلے کسی کو مکے مین لڑنا حلال نہین ہوا اور نہ میرے بعد قیامت تک کسی پر مکہ حلال ہوگا خبردار ہوا اور مقرر وہ میرے واسطے صرف ایک ساعت پہر حلال ہوا خبردار ہوا اور مقرر وہ اب میری اس ساعت مین حرام ہوا اُسکا کانٹا نہ اکھاڑا جاوے اور اُسکا درخت نہ کاٹا جاوے اور اُسکی گری پڑی چیز نہ اُٹھائی جاوے مگر اُسکو اُٹھانا اُسکا جائز ہے جو ڈہونڈ کے مالک کو پہنچاوے اور جسکا کوئی آدمی مارا جاوے تو وہ دو باتون مین سے ایک بات کو جو بہتر جانے اختیار کر لیوے یا تو قاتل سے خون بہا لیوے یا خون کے بدلے خون لیوے سو ایک مرد ابو شاہ نام یمن کا رہنے والا کہڑا ہوا سو اُس نے کہا یا حضرت یہ سب مجہکو لکہوا دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لکہہ دو ابو شاہ کے واسطے پہر قریش مین سے ایک مرد کہڑا ہوا یعنے عباس رضہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سو کہا یا حضرت مگر اذخر گہاس کے کاٹنے کی اجازت دیجئے اس واسطے کہ ہم مکے والے لوگ اُس گہاس کو اپنے گہرون کے چہتون پر اور قبرون مین ڈالتے ہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر کا کاٹنا درست ہی متابعت کی اسکی عبید اللہ نے شیبان سے فیل مین اور کہا بعضون نے ابو نعیم سے ساتھ لفظ قتل کے اور کہا عبید اللہ نے یا بدلا لیا جاوے

مقتول کے وارثون کے واسطے **ف** خدا تعالے نے مکے سے ہاتھی والون کو روکا تھا تو یہ اشارہ ہے طرف قصہ حبشہ کی جو مشہور ہے بیان کیا ہے اُسکو ابن اسحاق نے بسط سے اور اُسکا حاصل یہ ہے کہ ابرہ حبشی جب ملک یمن پر غالب ہوا اور وہ نصرانی تھا تو اُس نے ایک عبادت خانہ بنایا اور لوگون پر لازم کیا کہ اسکا حج کیا کرین اور عرب کے بعضے لوگون نے اُسکے دربانون کو غافل پاکر اُسمین پاخانہ پیشاب کیا اور بھاگا تو ابرہ اس بات سے سخت غضبناک ہوا اور خانے کعبے کو ڈھانے کا قصد کیا سو اُس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اپنے ساتھ ایک بڑا ہاتھی لیا سو جب مکے سے قریب ہوا تو عبد المطلب اسکی طرف نکلا اُس نے اُنکی تعظیم کی اور وہ خوب شکل تھا سو اُس نے ابرہ سے طلب کیا کہ اُسکے اونٹ جو لوٹ گئے پھیر دیئے جاوین تو ابرہ نے اُسکو کم ہمت جانا اور کہا کہ البتہ مجھکو گمان تھا کہ تو نہ سوال کرے گا مجھ سے مگر اُس امر میں جسمین ہین اُٹھا تو عبد المطلب نے کہا اس گھر کا ایک رب ہے وہ اسکو نگہہ رکھیگا اُس نے اُسکو اُسکے اونٹ پھیر دیئے اور آگے بڑھا ابرہ ساتھ لشکر اپنے کے اور ہاتھی کو آگے کیا تو ہاتھی اپنے گھٹنون پر بیٹھا اور وہ اُسمین عاجز ہوئے اور خدا تعالے نے اُنپر پرندے بھیجے ہر ایک کے پاس تین تین کنکریان تھین ایک بیچ مین اور دو دو پاؤن مین سو اُنہون نے اُنکو اُنپر ڈالا سو نہ باقی رہا اُن مین سے کوئی مگر کہ اُسکو پتھر لگا اور اُن پتھرون کا رنگ سیاہ تھا اور اُن پرندون کا رنگ سبز تھا دریا سے نکلے تھے اُنکے سر درندون کے سر کی طرح تھے اور یہ جو کہا فہو بخیر النظرین تو نہین ممکن ہے حمل کرنا اُسکا ظاہر پر اسواسطے کہ مقتول کو کچھ اختیار نہین بلکہ اختیار تو اُسکے ولی کو ہے اور ایک روایت مین عفو آیا ہے تو مراد اُس سے معاف کرنا دیت پر ہے اور ایک روایت مین ہے کہ اسکے واسطے تین چیزون مین اختیار ہے یا خون کے بدلے خون لیوے یا بالکل معاف کر دیوے یا دیت لیوے اور اگر قصاص یا دیت کے سوائے کوئی اور بات کرے تو اُسکو رد کو اور اختیار کا مستحق کون ہے قاتل یا ولی مقتول کا اسکا بیان آگے آتا ہے اور اس حدیث مین ہے کہ ولی مقتول کا مختار ہے قصاص اور دیت مین اور جب ولی مقتول کا دیت اختیار کرے تو کیا واجب ہے قاتل پر قبول کرنا اُسکا اسمین اختلاف ہے اکثر کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اُسپر قبول کرنا اُسکا اور کہا مالک نے کہ نہین واجب ہے مگر قاتل کی رضامندی سے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دمن قتل لہ اس طور سے کہ حق متعلق ہے مقتول کے وارثون سے سو اگر بعضا وارث لڑکا ہو یا موجود نہ ہو تو نہین ہے باقی وارثون کے واسطے لینا قصاص کا یہانتک کہ جو غائب ہو وہ حاضر ہووے

اور جو لڑکا ہووہ بالغ ہووے اور اس حدیث میں ہوا نہ واقع ہونا قصاص کا ہے حرم مکہ میں
اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکے میں یہ خطبہ پڑھا اور نہیں مقید کیا اس کو
ساتھ غیر حرم کے (رفتح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ
مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ قِصَاصٌ وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ
اللهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ
شَيْءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ قَالَ وَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ أَنْ
يُطْلَبَ بِالْمَعْرُوفِ وَيُؤَدِّيَ بِإِحْسَانٍ **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں
قصاص تھا یعنے خون کے بدلے خون لینا اور ان میں دیت نہ تھی سو خدا تعالے نے اس امت سے
کہا کہ لازم ہوا تم پر بدلہ لینا مارے گیوں میں اس قول تک جو اس آیت میں ہے سو جسکو معاف ہوا اسکے
بھائی مسلمان یعنے مقتول کے خون سے کچھ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ عفو یہ ہے کہ دیت کو قبول کرے
عمد میں خون کے بدلے خون نہ لیوے کہا اور پیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنے مطالبہ کرے
موافق دستور کے اور ادا کرے اچھی طرح سے **ف** حاصل کلام ابن عباس رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے
اسپر کہ قول خدا تعالے کا وکتبنا علیہم فیہا یعنے لازم کیا ہمنے بنی اسرائیل پر توریت میں کہ جان
بدلے جان کے ہے مطلق سو تخفیف کی خدا تعالے نے اس امت سے ساتھ مشروع کرنے دیت
کے بدلا قتل کا اسکے واسطے جو مقتول کے وارثوں سے قصاص معاف کر دیوے اور خاص کیا
آزاد کو بدلے آزاد کے پس نہیں حجت ہے اس وقت مائدہ کی آیت میں اسکے واسطے جو
تمسک کرتا ہے ساتھ اسکے بیچ قتل کرنے آزاد کے بدلے غلام کے اور مسلمان کے بدلے
کافر کے اس واسطے کہ پہلے پیغمبروں کی شریعت سے تمسک کرنا اس وقت جائز ہے جبکہ نہ وارد ہو ہماری
شرع میں جو اسکے مخالف ہو اور البتہ کہا گیا ہے کہ عیسی علیہ السلام کی شریعت میں قصاص نہ تھا
اس میں تو صرف دیت ہی تھی سو ہماری شریعت میں یعنے اسلام میں دونوں امر جمع ہوئے سو یہ شریعت
متوسط ہے نہ اسمیں افراط ہے نہ تفریط اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ اختیار
قصاص اور دیت لینے کا مقتول کے ولی کو ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور تقریر کی ہے اسکی
خطابی نے اس طور سے کہ عفو آیت میں محتاج ہے بیان کا اس واسطے کہ ظاہر قصاص کا
یہ ہے کہ نہیں ہے کسی کا دوسرے پر حق لیکن اسکے معنے یہ ہیں کہ جسکو معاف ہوا قصاص ساتھ دیت
کے تو مستحق دیت پر اتباع ہے ساتھ معروف کے یعنے مطالبہ کرنا اور قاتل پر ادا کرنا ہے دیت کا

ساتھ اچھی طرح کے اور مالک اور ثوری اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ اختیار قصاص میں یا دیت میں قاتل کے واسطے ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے انکے واسطے ساتھ حدیث انس کے ربیع کے قصے میں کتاب اللہ القصاص کہ اسمیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار نہیں دیا اور نہ بیان فرمایا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس وقت فرمایا تھا جبکہ مقتول کے وارثوں نے قصاص چاہا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معلوم کر دیا کہ اگر مقتول کے وارث قصاص چاہیں تو قبول کیا جاوے اور اسمیں تاخیر بیان کی نہیں ہے اور کہا مہلب وغیرہ نے کہ مستفاد ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے فہو بخیر النظرین کہ جب وارث مقتول کا سوال کیا جاوے ساتھ معاف کرنے کے مال پر تو چاہے قبول کرے چاہے نہ قبول کرے اور خون کے بدلے خون لیوے اور ولی پر اتباع اولے کا ہے اسمیں اور نہیں ہے اسمیں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر اکراہ قاتل کے دیت پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اسپر کہ واجب قتل عمد میں قصاص ہے اور دیت اسکا بدل ہے اور بعضوں نے کہا کہ واجب خیار ہے اور یہ دو قول علما کے ہیں اور شافعی کے مذہب میں صحیح تر پہلا قول ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور جو تعدی کرے یعنے قتل کرے بعد قبول کرنے دیت کے تو اُسکے واسطے عذاب ہے درد ناک کہا جمہور نے کہ مراد اس عذاب سے عذاب آخرت کا ہے اور اسپر دنیا میں سوا اُسکے واسطے ہے جس نے پہلے قتل کیا یہ قول جمہور کا ہے اور عکرمہ اور قتادہ وغیرہ سے ہے کہ لازم ہے قصاص اوپر اُسکے اور نہیں قادر ہے ولی دیت لینے پر اور حدیث مرفوع میں ہے کہ میں نہیں معاف کرتا جو دیت لیکر قتل کرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ مذہب ہے کہ یہ آیت مائدہ کی آیت سے منسوخ نہیں ان النفس بالنفس بلکہ دونو محکم ہیں اور شاید اُسکی رائے یہ ہے کہ آیت مائدہ کی مفسر ہے بقرہ کی آیت کے واسطے اور یہ کہ مراد نفس سے اس آیت میں آزاد لوگ ہیں مرد اور عورتیں نہ غلام اور استدلال کیا ہے ساتھ اسکے جمہور نے اوپر جواز لینے دیت کے بیچ قتل عمد کے اگرچہ غیلہ ہو اور وہ یہ ہے کہ دغا بازی سے کسی شخص کو چھپی جگہ میں لیجاوے جنگل میں یا کہیں اور وہاں اسکو مار ڈالے برخلاف مالکیہ کے اور ملحق کیا ہے اسکو مالک نے ساتھ محارب کے کہ اسکا اختیار اُسکے نزدیک بادشاہ کی طرف ہے ولی مقتول کو دیت لینے کا اختیار نہیں اور یہ بنا بر اُسکے اصل کی ہے کہ حد محارب کی قتل ہے جبکہ اسکو امام مناسب دیکھے اور او آیت میں تخییر کے واسطے ہے نہ تنویع کے واسطے اور اس حدیث میں ہے کہ خوتا و بیل

سے قتل کرے اُس کا حکم قتل خطا کا ہے دیت کے واجب ہونے مین واسطے قول حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے کہ مین اُسکی دیت دونگا جیسا کہ اُسکے دوسرے طریق مین ہے اور استدلال کیا ہے
ساتھ اُسکے بعضے مالکیون نے اوپر قتل کرنے اُس شخص کے جو پناہ لیوے حرم مکہ مین بعد اسکے کہ
قتل کرے کسی کو جان بوجھ کے برخلاف اُسکے جو کہتا ہے کہ حرم مکہ مین قتل نہ کیا جاوے بلکہ اُسکو
تنگ کیا جاوے اوپر نکلنے کے حرم سے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا بیچ قصے مقتول خزاعہ کے جو حرم مین قتل ہوا تھا اور یہ کہ قصاص شروع ہے
اُسکے حق مین جو قتل کرے عمداً اور نہین معارض ہے اُسکو وہ چیز جو مذکور ہوئی ادب حرم
کے سے اسواسطے کہ مراد ساتھ اسکے تعظیم اُسکی ہے ساتھ حرام کرنے اُس چیز کے کہ اللہ
تعالیٰ نے حرام کی اور قائم کرنا حد کا قاتل پر منجملہ تعظیم حرمتون اللہ تعالیٰ کے ہے (فتح)

باب مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ جو طلب کرے خون کسی شخص کا ناحق یعنے کیا
ہے حکم اُسکا **حدثنا** ابُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي حُسَيْنٍ
قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ
دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگون مین زیادہ تر دشمن خدا تعالیٰ کے نزدیک تین شخص ہین ایک
تو حرم مکے کی زمین مین کجروی کرنے والا یعنے وہ کام کرنا جو وہان حرام ہے دوسرا دین اسلام مین
کفر کی رسم طلب کرنے والا تیسرا ناحق کسی شخص کا خون چاہنے والا صرف اُسی کی خونریزی کے
واسطے **ف** حرم مین کجروی کرنا یعنے وہ کام کرنا جو اُسمین حرام ہے جیسے قتل اور لڑائی اور
شکار کرنا یا کجروی سے سب گناہ مراد ہین چنانچہ عبداللہ بن عباس رض کا یہی مذہب ہے کہ جیسے عبادت
حرم مین دونا ثواب ہے ویسے ہی گناہ کا بھی دونا عذاب ہے کہ حضور مین بے ادبی زیادہ تر بری
ہوتی ہے اور کفر کی رسمین جیسے نوحہ کرنا سر پیٹنا شگون بد لینا اور کہانت وغیرہ اور بعضون نے
کہا کہ مراد یہ ہے کہ ایک شخص کا کسی پر حق ہوا اور وہ اُسکو اُسکے غیر سے طلب کرے جو اُس مین
شریک نہو مثل والد کی یا بیٹے کی یا قریبی کی اور بعضون نے کہا کہ مراد باقی رکھنا خصلت جاہلیت
کا ہے اور اُسکا پھیلانا اور سُنت جاہلیت کی اسم جنس ہے شامل ہے ہر چیز کو جسپر اہل جاہلیت
اعتقاد کئے تھے کہ ہمسائے کو ہمسائے کے بدلے پکڑنا اور حلیف کو حلیف کے بدلے یا مراد یہ ہے

کہ جاہلیت کے وقت کے خون کا بدلا اسلام مین لینا اور مراد ساتھ الحاد کے فعل کبیرہ گناہ کا ہی اور مراد مُطَّلِبٌ سے مبالغہ کرنے والا ہے طلب مین یا مراد وہ طلب ہے جسپر مطلوب مرتب ہو نہ مجرد طلب یا ذکر کیا طلب کو تا کہ لازم آوے زجر فعل مین بطریق اولے اور ناحق احتراز ہے اُس خون سے جو باحق ہو جیسے قصاص (فتح) **بَابُ الْعَفْوِ فِي الْخَطَأِ بَعْدَ الْمَوْتِ** عفو کرنا خطا مین بعد موت کے **ف** یعنے عفو کرنا وارث مقتول کا نہ عفو کرنا مقتول کا کہ وہ محال ہے اور احتمال ہے کہ اسمین داخل ہو اور سوا اسکے کچھ نہین کہ قید کیا ہے اُسکو بعد موت کے اسواسطے کہ نہین ظاہر ہوتا ہے اثر اُسکا مگر بعد موت کے اسواسطے کہ اگر معاف کیا مقتول نے پہر مر گیا تو اسکے عفو کا اثر ظاہر نہین ہوگا اسواسطے کہ اگر وہ زندہ رہا تو ظاہر ہوگا کہ نہین کوئی چیز اُسکے واسطے جو معاف کرے کہا ابن بطال نے اجماع ہے اسپر کہ عفو ولی کا تو صرف موت مقتول کے بعد ہوتا ہے اور اُسپر مرنے سے پہلے سو معاف کرنا مقتول کے واسطے ہے یعنے وہی ہے جو معاف کرے برخلاف اہل ظاہر کے کہ اُنہون نے باطل کیا ہے مقتول کے معاف کرنے کو اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ جب ولی قائم مقام مقتول کے ہے بیچ طلب کرنے اُس چیز کے جسکا وہ مستحق ہے سو جب ٹہیرایا جاوے اُسکے واسطے معاف کرنا تو یہ اصیل کے واسطے بطریق اولے جائز ہوگا اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ جب عروہ بن مسعود رضنے اپنی قوم کو دعوت اسلام کی اور کسی نے اسکو تیر مارا اور وہ اُس سے قتل ہوا سو اُس نے اپنے قاتل کو خون معاف کیا مرنے سے پہلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو جائز رکھا (فتح) **حَدَّثَنَا** فَرْوَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّاءَ الْوَاسِطِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَرَخَ إِبْلِيسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي النَّاسِ يَا عِبَادَ اللَّهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ حَتَّى قَتَلُوا الْيَمَانَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَبِي أَبِي فَقَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ قَالَ وَقَدْ كَانَ انْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتَّى لَحِقُوا بِالطَّائِفِ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن شیطان نے لوگون مین پکارا اے اللہ کے بندو لازم پکڑو اپنے اوپر پچھاڑی والون کو تو لگے لوگ پچھلون پر پلٹنے یہانتک کہ قتل کیا اُنہون نے یمان کو تو کہا حذیفہ نے میرا باپ ہے سو اُنہون نے اُسکو قتل کیا تو حذیفہ نے کہا کہ اللہ تعالے تمکو بخشے کہا اور اُنہین سے ایک قوم کو شکست ہوئی یہانتک کہ طائف مین جا ملے **ف** اور استدلال کیا ہے ساتھ اسکے اُس نے جو کہتا ہے کہ اُسکی دیت حاضرین پر واجب ہوئی تہی اسواسطے کہ معنے غفر اللہ لکم کے یہ

ہین کہ مین نے بہتسے معاف کیا اور نہین معاف کرتا مگر اُس چیز سے جسکے مطالبہ کرنے کا وہ مستحق تھا اور
ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو اپنے پاس سے دیت دی سو بخاری نے
اپنی عادت کے موافق اُس طریق کے طرف اشارہ کر دیا ہے (فتح) **باب** قول اللہ وَمَا کَانَ
لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَاءً الاٰیۃ اور خدا تعالے نے فرمایا اور نہین کسی ایماندار کے واسطے
یہ کہ قتل کرے کسی ایماندار کو مگر چوک سے **ف** یہ آیت حارث بن زید کے حق مین اُتری اُسکو عیاش
ابن ابی ربیعہ نے قتل کیا کافر گمان کرکے اور حالانکہ وہ مسلمان ہو چکا تھا اور استدلال کیا گیا ہے
ساتھ اس آیت کے اسپر کہ قصاص مسلمان سے خاص ہے ساتھ قتل کرنے اُسکے کے مسلمان کو
اور اگر مسلمان کافر کو قتل کرے تو اُسپر کوئی چیز واجب نہین ہوتی برابر ہے کہ کافر حربی ہو یا غیر
حربی اسواسطے کہ آیات نے بیان کیا ہے مقتولون کے احکام کو قتل عمد مین پھر بیان کیا خطا کو
اور حربیون کے حق مین فرمایا کہ جہان اُنکو پاؤ مار ڈالو پھر فرمایا کہ جنسے عہد و پیمان کیا ہے اُنکی طرف
کوئی راہ نہین اور فرمایا اُسکے حق مین جو دوبارہ محاربہ کرے کہ اُنکو مار ڈالو جہان پاؤ پھر خطا مین فرمایا
کہ کسی ایماندار کے واسطے لائق نہین کہ کسی ایماندار کو مارے مگر چوک سے تو اُسکا مفہوم یہ ہے کہ اُسکو
جائز ہے کہ قتل کرے کافر کو جان بوجھ کے سو خارج ہوا ذمی کافر ساتھ اُس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور
ایماندار کے قتل خطا مین کفارہ اور خونبہا ٹھیرایا اور کافر کے قتل مین اس سے کوئی چیز نہین ٹھیرائی
تو اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے قتل کرنے مین کوئی چیز واجب نہین ہوتی اگرچہ ذمی ہو (فتح)
باب اِذَا اَقَرَّ بِالْقَتْلِ مَرَّۃً قُتِلَ بِہٖ جب قتل کے ساتھ ایک بار اقرار کرے تو اُسکو قتل
کیا جاوے **حدثنا** اسحاق قال اخبرنا حبان قال حدثنا ھمام حدثنا قتادۃ حدثنا
انس بن مالک ان یھودیا رضّ راس جاریۃ بین حجرین فقیل لھا من فعل بک ھذا
افلان افلان حتی سمی الیھودی فاومت براسھا فجیء بالیھودی فاعترف فامر بہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرض راسہ بالحجارۃ وقد قال ھمام بحجرین **ترجمہ** انس رض
سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھرون سے کچلا تو اُس سے پوچھا گیا کہ یہہ
کام تیرے ساتھ کس نے کیا ہے یعنے تجھکو کس نے قتل کیا ہے کیا فلانے کیا فلانے یہانتک کہ نام لیا گیا یہودی
کا تو اُس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہان پھر یہودی لایا گیا اُس نے اقرار کیا تو اُسکا سر پتھرون سے
کچلا گیا اور کہا ہمام نے دو پتھرون سے **ف** کہا ابن منذر نے کہ اگر مسلمان مسلمان کو چوک کر قتل
کرے تو خدا تعالے نے اُسکے حق مین دیت کا حکم کیا ہے اور اجماع اہل علم کا اسپر اور اگر کافر کو قتل کرے

جس سے عہد وپیمان ہوا ہو تو اسکے عاقلہ پر دیت ہے بسبب عہد کے یہ قول ابن عباس رضؓ اور شعبی اور نخعی وغیرہ کا ہے کہ مراد آیت وان کان من قوم بینکم وبینہم میثاق مین کافر ہے اور یہودی کے قصے مین حجت ہے واسطے جمہور کے کہ قتل مین ایک بار سے زیادہ اقرار شرط نہین اور یہ ماخوذ ہے اطلاق حدیث سے کہ اس نے اقرار کیا اور نہین ذکر کیا اسمین عدد کو اور اصل عدم اسکا ہے اور کوفیون کا یہ مذہب ہے کہ شرط ہے مکرر ہونا اقرار قتل کا دو بار واسطے قیاس کرنے کے اوپر شرط ہونے تکرار اقرار زنا کے چار بار واسطے تابع ہونے عدد گواہون کے دونو جگہہ مین (فتح) **بَابُ** قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ قتل کرنا مرد کو بدلے عورت کے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ يَهُودِيًّا بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا **ترجمہ** انس رضؓ سے روایت ہے کہ مقرر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کیا ہے یہودی کو بدلے ایک لڑکی کے جبکو اس نے زیور پر مار ڈالا تھا **ف** اور وجہ دلالت کی اس سے ظاہر ہے اور اسمین اشارہ ہے طرف رد کی اسپر جو اسکو منع کرتا ہے (فتح الباری) **بَابُ** الْقِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجِرَاحَاتِ قصاص درمیان مردون اور عورتون کے زخمون مین **ف** کہا ابن منذر نے اجماع ہے اسپر کہ قتل کیا جاوے مرد کو بدلے عورت کے اور عورت کو بدلے مرد کے مگر ایک روایت علی رضؓ سے اور حسن اور عطا سے اور مخالفت کی ہے حنفیہ نے اس چیز مین جو جان سے کم ہے اور حجت پکڑی ہے بعضون نے ساتھ اسکے کہ ہاتھ ثابت نہ کاٹا جاوے بدلے بیکار ہاتھ کے برخلاف نفس کے کہ قتل کیا جاوے تندرست جان کو بدلے بیمار جان کے اتفاقاً اور جواب دیا ہے ابن قصار نے کہ بیکار ہاتھ بجائے مردے کے ہے کہ نہ بدلا لیا جاوے زندہ سے بدلے مردے کے کہا ابن منذر نے جب اجماع ہا ہے بیچ قصاص نفس کے اور اختلاف ہے اس سے کم مین تو واجب ہے رد کرنا مختلف کا طرف متفق کی (فتح) وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ اور کہا اہل علم نے کہ قتل کیا جاوے مرد کو بدلے عورت کے **ف** مراد ساتھ اس کے جمہور سلف مین یا اشارہ کیا طرف اسکی کہ جو علی رضؓ سے روایت ہے وہ واہی ہے یا طرف اس کی کہ اسمین مخالف ہے نادر ہے (فتح) وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ تُقَادُ الْمَرْأَةُ مِنَ الرَّجُلِ فِي كُلِّ عَمْدٍ يَبْلُغُ نَفْسَهُ فَمَا دُونَهَا مِنَ الْجِرَاحِ وَبِهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَإِبْرَاهِيمُ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنْ أَصْحَابِهِ **ترجمہ** اور ذکر کیا جاتا ہے عمر رضؓ سے کہ بدلا لیا جاوے عورت سے مرد کا ہر قصور مین جو جان بوجھ کر کیے پہنچے نفس کو اور جو اس سے کم ہے زخمون سے **ف** یعنی اگر عورت مرد کو مار

ڈالے تو اُس سے بدلا لیا جاوے اور جو عضو اُس نے مرد کا کاٹا ہے سو اُسکا کاٹا جاوے وبالعکس اور یہی قول ہے عمر بن عبد العزیز اور ابراہیم اور ابو الزناد کا اپنے ساتھیوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ مردوں اور عورتوں کے زخم برابر ہیں اور ابراہیم نخعی سے روایت ہی کہ قصاص مرد اور عورت کے درمیان عمد میں برابر ہے (فتح) وَجَرَحَتْ أُخْتُ الرُّبَيِّعِ إِنْسَانًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِصَاصُ **ترجمہ** اور مجروح اور زخمی کیا ربیع کی بہن نے ایک آدمی کو تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لازم ہے بدلا **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَدَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَا تَلُدُّونِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ الدَّوَاءَ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا لُدَّ غَيْرُ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ **ترجمہ** عائشہؓ سے روایت ہی کہ ہمنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلق میں دوا ڈالی آپ کی بیماری میں تو فرمایا کہ میرے حلق میں دوا مت لگاؤ ہمنے کہا کہ بیمار دوا سے کراہت کرتا ہے اسواسطے منع فرماتے ہیں پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کوئی باقی نہ رہے گھر میں مگر اُسکے حلق میں دوا لگائی جاوے عباسؓ کے سوائے اسواسطے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے **ف** اس حدیث کی شرح وفات نبوی میں گذر چکی ہے اور مراد اُس سے اس جگہہ یہ قول ہے کہ نہ باقی رہے کوئی مگر کہ اُسکے حلق میں دوا لگائی جاوے کہ اسمین اشارہ ہے طرف مشروع ہونے قصاص کی عورت سے یعنے مشروع ہے قصاص لینا عورت سے ساتھ اُس چیز کے جو اُس نے مرد پر تعدی کی ہو اسواسطے کہ جنہوں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حلق میں دوا لگائی تہی وہ مرد اور عورتیں تھیں اور البتہ وارد ہوئی ہے تصریح اُسکی بعضے طریقوں میں ساتھ اسکے کہ انھوں نے میمونہ کے حلق میں بھی دوا لگائی اور حالانکہ وہ روزہ دار تھیں بسبب عام ہونے امر کے اور اس حدیث میں ہے کہ صاحب حق کا استثنے کرے اپنے قرضداروں سے جسکو چاہے سو اُس سے معاف کرے اور باقی لوگوں سے قصاص لیوے اور اسمین نظر ہے اسواسطے کہ عباسؓ انکے ساتھ موجود نہ تھے اور اسمین پکڑنا جماعت کا ہے بدلے ایک کے کہا خطابی نے اسمین حجت ہی اُسکے واسطے جو دیکھتا ہے قصاص کو طمانچہ وغیرہ میں اور جو اُسکا قائل نہیں وہ یہ عذر بیان کرتا ہے کہ اُسکی کوئی اندازہ معین نہیں اور ضبط کرنا اُسکا دشوار ہے اس طور سے کہ کم و بیش تہوا اور اُنکے حلق میں دوا لگانا سو احتمال ہے کہ قصاص کی وجہ سے ہوا اور احتمال ہے کہ سزا [illegible] حکم کی ہو سزا

دی گئی اسکو اس جنس سے جو انہوں نے قصور کیا تھا اور اسمین ہے کہ جتنے لوگ قصور مین شریک
ہوں ہر ایک سے بدلا لیا جاوے جبکہ انکے افعال متمیز نہوں برخلاف قصور کرنے کے مال مین اس واسطے
کہ اسکے حصے ہو سکتے ہین اس واسطے کہ شریک ہون ایک جماعت چوتھائی دینار کی چوری مین تو کسی کا
ہاتھ نہ کاٹا جاوے (فتح) **باب** مَنْ اَخَذَ حَقَّهُ اَوِ اقْتَصَّ دُوْنَ السُّلْطَانِ جو اپنا حق لیوے
یا بدلا لیوے سوا بادشاہ کے **ف** اپنا حق لیوے یعنی قرضدار کی جہت سے بدون حکم حاکم کے یا بدلا لیوے
یعنے جب واجب ہو قصاص کسی پر نفس مین یا ہاتھ پاؤن وغیرہ مین تو کیا شرط ہے کہ اس مقدمہ کو حاکم
کے پاس پہنچاوے یا اسکو جائز ہے کہ اپنا حق پورا لیوے بدون حکم حاکم کے اور یہی مراد ہے بادشاہ
سے ترجمہ مین کہا ابن بطال نے کہ اتفاق ہے اماموں کا اسپر کہ نہین جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ بدلا
لیوے اپنے حق سے سوا بادشاہ کے اور سوا اسکے کچھ نہین کہ اختلاف تو اسکے حق مین ہے جو
قائم کرے حد کو اپنے غلام پر کما تقدم اور اسپر لینا حق کا سو جائز ہے انکے نزدیک یہ کہ مال سے خاص اپنا
حق لیوے جبکہ وہ اس سے انکار کرے اور گواہ نہوں اور جواب دیا ہے اس نے باب کی حدیث سے
ساتھ اسکے کہ وہ محمول ہے تغلیظ اور زجر پر اطلاع سے لوگوں کی چھپی باتوں پر اور مراد اتفاق سے
اتفاق اہل مدینہ کا ہے ابو زناد کے زمانے مین اور اسپر جو اس نے جواب دیا ہے سو اگر مراد یہ ہے
کہ نہین عمل کیا جاتا ساتھ ظاہر حدیث کے تو اسمین نزاع ہے (فتح) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ
اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَبِاِسْنَادِهٖ لَوِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ
اَحَدٌ وَلَمْ تَاْذَنْ لَهٗ خَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَاْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ **ترجمہ**
ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا مین تو سب سے پیچھے ہین
اور آخرت مین سب سے آگے ہونگے کہ ہمارا اول فیصلہ ہو گا سب خلق سے پہلے اور اسی سند سے روایت ہے کہ اگر
کوئی تیرے گھر مین جھانکے بدون تیری اجازت کے اور تو اسکو کنکرے سے مارے اور اسکی آنکھ
پھوڑ دے تو تجھپر کچھ گناہ نہ ہو گا **ف** اور یہی مراد ہے ترجمہ مین اور ذکر کیا ہے اول کو واسطے ہونے
اسکے اول حدیث کا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ اَنَّ رَجُلًا
اِطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَّدَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِشْقَصًا فَقُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ **ترجمہ** حمید رض سے روایت ہے کہ ایک مرد نے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین جھانکا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی طرف

تیر کو سیدھا کیا یعنے تاکہ اسکی آنکھ مین مارین یعنے یہانتک کہ اُسکا سنر نکالا اُس جگہہ سے جہان سے اُس نے جہانکا تھا **باب** اِذَا مَاتَ فِي الزِّحَامِ اَوْ قُتِلَ جب مر جاوے ہجوم مین یا قتل کیا جاوے **ف** اس باب مین کوئی حکم بیان نہین کیا اس واسطے کہ اسمین اختلاف ہے **حَدَّثَنِي** اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ اَخْبَرَنَا عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَاحَ اِبْلِيْسُ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ اُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ اُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَاُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ اَبِيْ اَبِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ قَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو مشرکون کو شکست ہوئی تو شیطان نے پکارا اے اللہ تعالے کے بندو اپنے پچھاڑی والون کی خبر لو سو اگلے لوگ پلٹ آئے تو اگلے اور پچھلے لوگ آپسمین لڑے سو حذیفہ نے نظر کی سو ناگہان اُنہون نے اپنے باپ یمان کو دیکھا سو کہا اے اللہ تعالے کے بندو میرا باپ میرا باپ کہا قسم ہے اللہ تعالے کی نہ باز رہے یہانتک کہ اُسکو قتل کیا کہا حذیفہ نے خدا تمکو بخشے کہا عروہ نے سو ہمیشہ رہا حذیفہ مین بسبب اس فعل کے کہ وہ عفو ہے بقیہ خیر کا یہانتک کہ اللہ تعالے سے ملے **ف** کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا علی اور عمر رض نے کہ واجب ہوتی ہے اُسکی دیت بیت المال مین یا نہین اور کہا احمد نے ساتھ واجب ہونے کے اس واسطے کہ وہ مسلمان ہے مر گیا ساتھ فعل مسلمانون کے سو واجب ہے اسکی دیت بیت المال مسلمانون مین مین کہتا ہون اور شاید حجت اسکی وہ چیز ہے جو اسکے بعضے طریقون مین وارد ہوئی ہے حذیفہ کے قصے مین کہ جنگ احد کے دن اُسکو بعضے مسلمانون نے قتل کیا کافر گمان کر کے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی دیت دی اور اس مسئلے مین اور قول بھی ہین ایک قول حسن بصری کا ہے کہ دیت اسکی واجب ہے حاضرین پر اسواسطے کہ وہ انکی فعل سے مرا ہے تو نہ بڑہے گا انکے غیر کی طرف اور ایک قول شافعی کا ہے کہ اگر قسم کہاوے تو دیت کا مستحق ہوتا ہے اور اگر انکار کرے تو مدعی علیہ قسم کہاوے نفی پر اور ساقط ہو جاتا ہے مطالبہ اسواسطے کہ خون نہین واجب ہوتا ہے مگر مطالبہ سے اور کہا مالک نے کہ اُسکا خون ہدر ہے اسکی دیت واجب نہین اسواسطے کہ جب اُسکا قاتل ہو بہو معلوم نہین تو کسی کو اُسکا مواخذہ نہ کیا جاویگا (فتح) **باب** اِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَأً فَلَا دِيَةَ لَهُ جب قتل کرے اپنی نفس کو بسبب خطا کے تو اسکی واسطے

دیت نہین ہے ف کہا اسماعیلی نے اور نہ جب قتل کرے اسکو جان بوجھ کے یعنی نہین ہے کوئی مفہوم واسطے قول اُسکے کے خطا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری نے سوائے اسکے کچھ نہین کہ مقید کیا ہے ساتھ خطا کے اسواسطے کہ اسمین اختلاف ہے کہا ابن بطال نے کہا اوزاعی اور احمد اور اسحاق نے واجب ہے دیت اُسکی اُسکے عاقلہ پر سو اگر زندہ رہے تو دیت اُسکے واسطے ہے اوپر اُنکے اور اگر مر جاوے تو وہ وارثون کے واسطے ہے اور کہا جمہور نے کہ اسمین کوئی چیز واجب نہین اور یہ قصہ عامر کا اُسکے واسطے حجت ہے اسواسطے کہ نہین منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قصے مین اُسکے واسطے کوئی چیز واجب کی ہو اور اگر کوئی چیز واجب ہوتی تو اسکو بیان کرتے اسواسطے کہ نہین جائز ہے تاخیر کرنا بیان کا وقت حاجت سے اور اجماع ہے اسپر کہ اگر قطع کرے کوئی اپنے ہاتھ یا پاؤن وغیرہ سے تو نہین واجب ہوتی ہے اُسمین کوئی چیز برابر ہے جان بوجھ کر ہو یا خطا سے (فتح) حَدَّثَنَا المَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَسْمِعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هُنَيَّاتِكَ فَحَدَا بِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ السَّائِقُ قَالُوا عَامِرٌ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَّا أَمْتَعْتَنَا بِهِ فَأُصِيبَ صَبِيحَةَ لَيْلَتِهِ فَقَالَ الْقَوْمُ حَبِطَ عَمَلُهُ قَتَلَ نَفْسَهُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ فَقَالَ كَذَبَ مَنْ قَالَهَا إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ وَأَيُّ قَتْلٍ يَزِيدُهُ عَلَيْهِ ترجمہ سلمہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے تو اُن مین سے ایک مرد نے کہا کہ اے عامر ہمکو اپنے شعرون سے کچھ سُنا سو وہ راگ سے اُن کو ہانکنے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے یہ ہانکنے والا اسرود سے لوگون نے کہا عامر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا تعالے اسپر رحم کرے تو لوگون نے کہا یا حضرت کیون نہین فائدہ دیا آپ نے ہمکو ساتھ اُسکے یعنی آپ نے اُسکے مرنے کی خبر دی اگر زندہ رہتا تو ہمکو اُس سے فائدہ ہوتا تو اُسی رات کی صبح کو شہید ہوا تو لوگون نے کہا کہ اُسکا عمل اکارت ہوا اُس نے اپنی جان کو آپ مارا یعنی حرام موت مرا سو جب مین پھرا اور لوگ چرچا کرتے تھے کہ عامر کا عمل اکارت ہوا تو مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو مین نے کہا یا حضرت میرے مان باپ آپکے فدا لوگون نے گمان کیا کہ عامر کا کیا اکارت ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جھوٹ کہا جس نے

وہ قول کہا مقرر اسکے واسطے تو دوہرا ثواب ہے مقرر وہ غازی تھا اور محنت کش اور کون قتل ہے
کہ اجر کو اسپر زیادہ کرے یعنے کوئی ایسا شہید نہیں ہوا جسکا ثواب عامر کی شہادت سے زیادہ ہو ف
اور اس طریق مین یہ مذکور نہیں کہ عامر نے آپکو کسطرح مارا تھا اور ادب مین گذرچکا ہے کہ عامر کی تلوار
چھوٹی تھی سو اس نے ایک یہودی پر تلوار ماری سو انکی تلوار الٹ کر انکے زانو پر لگی تو وہ اسی
صدمے سے مر گئے اور ایک روایت مین ہے کہ انکی تلوار الٹ کر انکو لگی اور انکو قتل کیا اور
یہی مراد ہے ترجمہ مین روایت کیا ہے اسکو اسماعیلی نے اور بخاری نے اپنی عادت کے موافق
اشارہ کر دیا ہے اسطرف کہ وارد ہوئی ہے اسکے بعضے طریقون مین وہ چیز جو ترجمہ باب کے
مطابق ہے اور اعتراض کیا ہے اسپر کرمانی نے سو اس نے کہا کہ قول اسکا ترجمہ مین کہ اسکے
واسطے دیت نہیں اس باب مین بے محل ہے لائق یہ تھا کہ اسکو پہلے ترجمہ مین لاتا اذا مات فی الزحام
فلا دیۃ اعلی المزاحمین اور یہ شاید اسکے ناقلون کا تصرف ہے اور کہا ظاہر یہ ہے کہ جو اپنے کو آپ
مار ڈالے اسکی دیت اسکی عاقلہ پر ہے سو شاید بخاری نے ارادہ کیا ہے اس قول کے رد کا مین
کہتا ہون کہ ہان بخاری کی یہی مراد ہے لیکن اسکے قائل پر جو ظاہر یہ سے پہلے ہے اور مین گمان
کرتا ہون کہ مذہب ظاہریہ کا صحیح بخاری کی تصنیف سے پیچھے ظاہر ہوا اس واسطے کہ صحیح بخاری ۲۰۶ھ
مین تصنیف ہوئی اور اس وقت داؤد ظاہر یہ کا پیشوا طالب علم تھا بیس سال کی عمر مین اور یہہ
جو کرمانی نے کہا کہ اسکے واسطے لائق پہلا باب تھا تو یہ قول اسکا صحیح ہے لیکن اسکا اس باب مین
ہونا زیادہ تر لائق ہے اس واسطے کہ جو ہجوم مین مر جاوے اسکے حق مین خلاف قوی ہے اسی واسطے
نہین جزم کیا اس نے ساتھ نفی دیت کے برخلاف اسکے جو اپنی جان کو مارے کہ اسمین اختلاف ضعیف
ہے سو جزم کیا اسمین ساتھ نفی کے اور یہ بخاری کے تصرفات کی خوبیون سے ہے (فتح الباری)

باب اِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ جب کوئی کسی مرد کو دانتون سے کاٹے اور اسکے دانت
گر پڑین **ف** یعنے کیا اسمین کوئی چیز لازم ہے یا نہین **حَدَّثَنَا** آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ اَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ
اَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهٗ مِنْ فِيْهِ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمُوْا اِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَعَضُّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَادِيَةَ لَكَ
ترجمہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا ایک مرد نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹ کھایا تو اس نے اپنا ہاتھ
اسکے منہ سے کھینچا تو کاٹنے والے کا دانت گر پڑا سو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

جھگڑتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی چبا لیتا ہے اپنے بھائی کا ہاتھ جیسے اونٹ چبا لیتا ہے تجھکو خونبہا نہ ملیگا یعنے اس نے اپنی بچاؤ کے واسطے اپنا ہاتھ کھینچا اگر تیرا دانت گر پڑا تو وہ کیا کرے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں کچھ بدلا نہیں اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا **حدثنا** ابو عاصم عن ابن جریج عن عطاء عن صفوان بن یعلی عن ابیہ قال خرجت فی غزوۃ فعض رجل فانتزع ثنیتہ فابطلہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ یعلی رضہ سے روایت ہے کہ میں ایک جہاد میں نکلا تو ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ کھایا تو اسکا دانت گر پڑا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو باطل کیا اور اسکا بدلہ نہ دلوایا **ف** اور لیا ہے ساتھ اس قصے کے جمہور نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں لازم ہے معضوض پر قصاص اور نہ دیت اس واسطے کہ وہ حملہ کرنے والے کے حکم میں ہے اور نیز حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اجماع کے کہ جو دوسرے پر ہتھیار اٹھا وے تاکہ اسکو قتل کرے اور اس نے اسکو اپنی جان سے ہٹایا اور ہتھیار اٹھانے والے کو قتل کیا تو نہیں ہے کچھ چیز اوپر اسکے پس اسیطرح نہیں ضامن ہوتا ہے اسکے دانت کا ساتھ دفع کرنے اسکے کے اپنی جان سے کہا انہوں نے اور اگر معضوض کسی اور چیز میں اسکو زخمی کرے تو بھی اسپر کچھ لازم نہیں آتی اور شرط رائگاں ہونے کی یہ ہے کہ معضوض یعنے کاٹا گیا اس سے درد پاوے اور یہ کہ اسکو اپنے ہاتھ کا خلاص کرنا بدون اسکے ممکن نہو اور اگر اسکے منہ پر مارنے یا اسکی داڑھی اکھاڑنے سے ہاتھ چھوڑانا ممکن ہو تو اسکا دانت نہ اکھاڑے اور باوجود ممکن ہونے خلاصی کے اس سے ساتھ ہلکی بات کے اگر بھاری بات کو اختیار کرے تو وہ معاف نہیں اور شافعیہ کے نزدیک مطلق معاف ہے ایک وجہ میں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر دفع کرے اسکو بدون اسکے تو اسپر ضمان ہے اور مالک سے دو روایتیں ہیں مشہور تر یہ ہے کہ واجب ہے بدلا اور جواب دیا ہے انہوں نے اس حدیث سے کہ احتمال ہے کہ سبب معاف ہونیکا شدت کاٹنے کی ہو نہ کھینچنا ہاتھ کا تو کاٹنے والے کے دانت کا گرنا خود اپنے فعل سے ہوگا نہ کاٹے گئے کے فعل سے اسواسطے کہ اگر یہ ہاتھ والے کے فعل سے ہوتا تو اسکو ممکن تھا کہ خلاص کرتا اپنے ہاتھ کو بدون دانت اکھاڑنے کے اور نہ جائز ہوتا دفع کرنا ساتھ اثقل کے باوجود ہلکی چیز کے اور بعضوں نے کہا کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اسکے واسطے عموم نہیں اور تعقب کیا گیا ہے اسکا ساتھ اسکے کہ ابوبکر صدیق رضہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسی طرح حکم کیا جیسا کہ بخاری نے اجارے میں اس حدیث کے بعد نقل کیا ہے اور بعض

مالکیہ نے کہا کہ کاٹنے والے کا فعل اور ہے اس نے اسکے عضو کا قصد کیا تھا اور معضوض کا فعل
اور ہے سو واجب ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک ضامن ہو دوسرے کے عضو کا جیسے ایک نے دوسرے
کی آنکھ پھوڑی اور دوسرے نے اسکا ہاتھ کاٹا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ یہ قیاس ہے نص کے
مقابلے میں اور وہ فاسد ہے اور کہا یحییٰ بن عمر نے کہ اگر مالک کو یہ حدیث پہنچتی تو اسکا خلاف نہ کرتا
اور اس حدیث میں اور کئی فوائد ہے ہی ہیں ڈرانا ہے غضب سے اور یہ کہ جسکو غصہ آوے جہاں تک
ہو سکے اسکو مٹاوے اسواسطے کہ غصے ہی سے اسکے دانت اکھاڑنے تک نوبت پہنچائی اسواسطے
کہ یہ قصہ یعلی اور اسکے مزدور کا ہے وہ مزدور پر غصہ ہوا اور غصے سے اسکا ہاتھ کاٹا اس نے
اپنا ہاتھ کھینچا تو اسکا دانت گر پڑا اور اگر غصہ نہ ہوتا تو یہاں تک نوبت نہ پہنچتی اور یہ کہ جائز ہے
مزدور رکھنا آزاد کا خدمت کے واسطے اور کفایت محنت کے جہاد میں نہ اسواسطے کہ اسکی طرف
سے لڑے کما تقدم فی الجہاد اور اسمیں پہنچانا فوجداری متعدی کا ہے طرف حاکم کی اور یہ کہ
آدمی اپنے نفس کے واسطے بدلا نہ لیوے اور اسمیں دفع کرنا حملہ کرنے والے کا ہے اور یہ کہ جب
نہ ممکن ہو خلاص مگر ساتھ قصور کرنے کے اسکے نفس میں یا بعضے عضو میں اور وہ اسکو کرے تو وہ
معاف ہی اور علما کو اسمیں اختلاف ہے اور یہ کہ جائز ہے تشبیہ دینا آدمی کے فعل کو چوپائے کے فعل
سے جبکہ مقصود نفرت دلانا ہو اس فعل سے (فتح) **باب** السِّنِّ بِالسِّنِّ دانت بدلے
دانت کے **ف** کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اوپر اکھاڑنے دانت کے بدلے دانت کے
اور باقی ہڈیوں میں اختلاف ہے سو کہا مالک نے کہ اسمیں بدلا ہے مگر جو مجوف ہو یا ہو مانند مامومہ
کی اور منقلہ کی اور ہاشمہ کی اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ آیت کے اور وجہ دلالت کی اس سے
یہ ہے کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جبکہ ہمارے پیغمبر کی زبان پر بدون انکار کے
وارد ہوا اور البتہ دلالت کی قول خدا تعالےٰ نے السن بالسن اوپر جاری ہونے قصاص کے ہڈیوں
میں اسواسطے کہ دانت ہڈی ہے مگر جس پر اجماع ہے کہ اسمیں قصاص نہیں یا واسطے خوف مر جانے
کے یا واسطے عدم قدرت کے مماثلت پر اور کہا شافعی اور لیث اور حنفیہ نے کہ نہیں قصاص ہے
ہڈی میں سوائے دانت کے اسواسطے کہ ہڈی کے آگے حائل ہے چمڑا اور گوشت اور پٹھے جسکے ساتھ
ہم مثل ہونا دشوار ہے اور اگر ممکن ہوتا تو البتہ حکم کرتے ہم ساتھ قصاص کے ولیکن نہیں پہنچتا ہے
طرف ہڈی کی یہاں تک کہ پہنچے اسکو جو آگے اسکے ہے جسکی قدر معلوم نہیں اور کہا طحاوی نے
اتفاق ہے اسپر کہ سر کی ہڈی میں قصاص نہیں سو باقی ہڈیاں بھی اسکے ساتھ ملحق ہونگی اور

تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ وہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے اسواسطے کہ باب کی حدیث
مین ہے کہ اُس نے دانت توڑا تھا سو حکم کیا ساتھ قصاص کے باوجودیکہ توڑنے مین ہم مثل ہونا
ایک طور سے نہین ہے (نسخہ **حَدَّثَنَا** الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ ابْنَةَ
النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَهَا فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِالْقِصَاصِ
ترجمہ انس رضی سے روایت ہے کہ نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا اور اُسکا دانت توڑ ڈالا اسکے
مالک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصاص کا حکم کیا
یعنے دانت کے بدلے دانت توڑا جاوے **ف** ایک روایت مین ہے کہ کتاب اللہ کی قصاص
ہے یعنے حکم اللہ کا قصاص ہے یا حکم کتاب اللہ کا قصاص ہے اور بعضون نے کہا کہ یہ اشارہ
ہے خدا تعالے کے اس قول کی طرف والجروح قصاص اور بعضون نے کہا کہ السن بالسن
کی طرف بنابر اسکے کہ شرع پہلے پیغمبرون کی ہمارے واسطے شرع ہے جبتک کہ نہ وارد ہو اُسمین وہ چیز
جو اُسکی ناسخ ہو اور ایک روایت مین ہے کہ انس نے قسم کھائی کہ اُسکا دانت نہین توڑا جاویگا
سو اُس لڑکی کے مالک دیت پر راضی ہوئے اور دیت قبول کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ بعضے بندے اللہ تعالے کے ایسے ہین کہ اگر خدا تعالے کے بھروسے پر کسی کام پر
قسم کھا بیٹھین تو خدا تعالے اُنکی قسم کو سچا کر دیوے اور اگر کوئی کہے کہ انس رضی نے حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر انکار کیون کیا تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ انکار نہین بلکہ یہ اشارہ ہے طرف
تاکید کی بیچ طلب شفاعت کے یعنے اُنکے مالکون کے پاس سفارش کرین تاکہ دیت کو قبول کرین
اور بعضون نے کہا کہ مراد انکار محض نہین بلکہ کہا اُسکو انس نے واسطے توقع اور امید کے اللہ تعالے
فضل سے کہ مدعیون کے دل مین صلح ڈالے تاکہ وہ قصاص سے درگذر کر کے دیت قبول کر لیوین
اور ساتھ اسکے جزم کیا ہے طیبی نے کہ مراد حکم کا رد کرنا نہین بلکہ نفی کرنی ہے اُسکے وقوع کی بسبب
اس چیز کے کہ اللہ تعالے کے نزدیک ہے لطف سے ساتھ اُسکے بیچ کامون اُسکے کے اور اعتماد
کرنے سے اسکے فضل پر کہ نہ محروم کرے اُسکو جسمین اُس نے اسکی قسم کھائی اور اس حدیث مین
جواز قسم کا ہے اسمین جسکے واقع ہونیکا گمان ہو اور ثنا اُس پر جسکے واسطے یہ واقع ہو جبکہ فتنے سے امن
ہو اور مستحب ہونا عفو کا ہے قصاص سے اور شفاعت کرنا عفو مین اور یہ کہ اختیار قصاص یا
دیت کا مستحق کے واسطے ہے مستحق علیہ پر اور ثابت کرنا قصاص کا عورتون مین زخمون مین اور
دانتون مین اور اسمین صلح کرنا ہے دیت پر اور جاری ہونا قصاص کا بیچ توڑنے دانت کے

اور محل اسکا وہ ہے جبکہ ممکن ہو ہم مثل ہونا کہ سو ہین کے ساتھ اُسکا اتنا دانت کاٹا جاوے (فتح)

باب دِيَةِ الْاَصَابِعِ انگلیون کے دیت کا بیان یعنے کیا سب برابر ہین یا مختلف ہین حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْاِبْهَامَ **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہہ اور یہ برابر ہے چھنگلی اور انگوٹھا خونبہا مین برابر ہے **ف** یعنے دیت سب انگلیون مین برابر ہے چھوٹی ہو یا بڑی ہاتھون کی ہو یا پاؤن کی اور آدمی کا پورا خونبہا ہزار دینار یا دس ہزار درہم یا سو اونٹ ہے اور ایک انگلی کا خون بہا دسوان حصہ ہے پوری دیت کا یعنے سو دینار یا ہزار درہم یا دس اونٹ کہا ترمذی نے کہ عمل اسی پر ہی نزدیک اہل علم کے اور یہی قول ہے ثوری اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا اور یہی قول ہے تمام شہرون کے فقہا کا اور قدیم زمانہ مین اسمین اختلاف تھا اور عمرؓ سے روایت ہے کہ انگوٹھے مین پندرہ اونٹ اور بنصر مین نو اور خنصر مین چھ اور سبابہ اور وسطے مین دس دس اور موطا مالک مین ہے کہ جو نامہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن حزم کے واسطے دیتون مین لکھا تھا اسمین ہے کہ دسون انگلیون مین سو اونٹ ہین اور ایک ہاتھ مین پچاس اونٹ ہین اور ایک پیر مین پچاس اونٹ ہین اور ہر انگلی مین دس دس اونٹ ہین اور شعبی سے روایت ہی کہ مین شریح کے پاس تھا سو اُسکے پاس ایک مرد آیا سو اُس نے کہا شریح سے پوچھا شریح نے کہا کہ ہر انگلی مین دس اونٹ ہین تو اُس نے کہا سبحان اللہ کیا یہ اور یہ انگوٹھا اور چھنگلی برابر ہین تو شریح نے کہا تیری کم بختی مقرر سنت نے قیاس کو منع کر دیا ہے یعنے سنت کے تحت قیاس کرنا منع ہے سنت کی پیروی کر اور بدعت نہ نکال خطابی نے کہا کہ انگلیون اور دانتون کے دیت باعتبار اشتراک کے ہے اسم مین نہ باعتبار منفعت کے اور کہا کہ یہہ حدیث اصل ہے ہر تصور مین جسکی کیفیت اور اندازہ ضبط نہ ہو سکے اسواسطے کہ انگلیون کا حال اور نفع اور قوت مختلف ہے اور انکی دیت برابر ہے اور اسیطرح دانتون کا حال بھی مختلف ہے اور اُنکی دیت برابر ہے اور اسیطرح اُن زخمون کا حال ہے جو ہڈی کھول دیوین کہ وہ مختلف ہین اور انکی دیت برابر ہے (فتح) **باب** اِذَا اَصَابَ قَوْمٌ مِّنْ رَجُلٍ هَلْ يُعَاقِبُ اَوْ يَقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ جب قتل کرین یا زخمی کرین ایک جماعت ایک شخص کو تو کیا واجب ہے قصاص یا سزا سب پر یا تعین ہے ایک پر تاکہ اُس سے بدلا لیا جاوے اور باقی لوگون سے جو اُسکے ساتھ شریک ہون دیت لی جاوے **ف** اور مراد ساتھ عقاب کے اس جگہہ مکافات ہے اور نسا یہ دانتا

کیا ہے بخاری نے ابن سیرین کے قول کی طرف کہ اگر دو آدمی کسی شخص کو مارین تو ایک کو قتل کیا جاوے اور دوسرے سے دیت لی جاوے اور جب زیادہ ہون تو باقی دیت اپر تقسیم کی جاوے مثلاً اگر دس آدمی ملکر ایک شخص کو قتل کرین تو ایک کو قتل کیا جاوے اور باقی نو آدمیون سے نوان حصہ دیت کا لیا جاوے اور شعبی سے ہے کہ ولی قتل کرے جسکو انمین سے چاہے اور باقی لوگون سے معاف کرے اور بعض سلف سے ہے کہ ساقط ہوتا ہے قصاص اور متعین ہوتی ہے دیت یہ اہل ظاہر سے محکی ہے اور معاویہ اور زہری اور ابن زبیر سے بھی ابن سیرین کے قول کے موافق آیا ہے اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ جان حصے حصے نہین ہو سکتی ہے سو نہین ہوگا نابود ہونا جان کا ساتھ فعل بعض کے سوائے بعض کے اور ہر ایک انمین سے قاتل ہوگا اور اسی طرح اگر سب ملکر پتھر اٹھاکر کسی مرد کو مارین اور وہ اُس سے مرجاوے تو گویا سب نے اُسکو اُٹھایا برخلاف اسکے کہ روٹی کے کھانے مین شریک ہون اسواسطے کہ روٹی ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتی ہے ظاہر مین بھی اور باطن مین بھی (فتح) وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلَى رَجُلٍ أَنَّهُ سَرَقَ فَقَطَعَهُ عَلِيٌّ ثُمَّ جَاءَا بِآخَرَ قَالَا أَخْطَأْنَا فَأَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا وَأُخِذَ بِدِيَةِ الْأَوَّلِ وَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُمَا لَقَطَعْتُكُمَا **ترجمہ** اور کہا مطرف نے شعبی سے ان دو مردون کے حق مین جنہون نے گواہی دی ایک مرد پر کہ اُس نے چوری کی تو علی مرتضےٰ نے اسکا ہاتھ کاٹا پھر دونو اور شخص کو لائے تو دونو نے کہا کہ ہم سے خطا ہوئی گواہی دینے مین اول پر یہ ہے جس نے چوری کی تو علی مرتضی نے دونو کی شہادت کو باطل کیا اور اول کی دیت لی یعنے دوسرے پر اُنکی گواہی قبول نہ کی اور دونو سے پہلے کی دیت لی اور فرمایا کہ اگر مین جانتا کہ تمنے جان بوجھ کر یہ گواہی دی ہے تو تم دونو کے ہاتھ کاٹ ڈالتا (فتح) **قَالَ** أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ لِي ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ غُلَامًا قُتِلَ غِيلَةً فَقَالَ عُمَرُ لَوِ اشْتَرَكَ فِيهَا أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ وَقَالَ مُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَرْبَعَةً قَتَلُوا صَبِيًّا فَقَالَ عُمَرُ مِثْلَهُ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ ایک لڑکا پوشیدہ مارا گیا تو عمر فاروق رض نے فرمایا کہ اگر صنعا والے سب اسمین شریک ہوتے تو مین سب کو قتل کرتا اور کہا مغیرہ نے اپنے باپ سے کہ چار شخصون نے ایک لڑکے کو قتل کیا مثل اُسکی **ف** یہ واقعہ صنعا کا ہے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو چند شخصون سے جو اُسکے یار تھے قتل کروایا اور اُسکا خاوند کہین چلا گیا ہوا تھا تو یہ خبر عمر فاروق رض کو پہنچی تب اُنہون نے یہ کہا وَأَقَادَ أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلِيٌّ وَسُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ مِنْ لَطْمَةٍ وَأَقَادَ عُمَرُ مِنْ

خَيْبَرَ بِالدِّرَّةِ وَأَقَادَ عَلِيٌّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَسْوَاطٍ وَاقْتَصَّ شُرَيْحٌ مِنْ سَوْطٍ وَخُمُوشٍ

ترجمہ اور قصاص لیا ابو بکر اور ابن زبیر اور علی اور سوید نے طمانچہ کا یعنے طمانچہ کے بدلے طمانچہ مارا اور بدلا لیا عمر نے درے کی چوٹ کا اور بدلا لیا علی نے تین کوڑوں کا اور بدلا لیا شریح نے کوڑوں کا اور زخم کا جسمین دیت معین نہین **ف** کہا ابن بطال نے کہ عثمان اور خالد سے بھی ابو بکر کے قول کے موافق آیا ہے اور یہ قول شعبی کا ہے اور ایک جماعت اہل حدیث کا اور کہا لیث اور ابن قاسم نے کہ کوڑے وغیرہ کی مار کا بدلا لیا جاوے مگر جو آنکھ مین طمانچہ مارے اسمین منزل ہے واسطے خوف آنکھ کے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ طمانچہ کا بدلا نہین مگر یہ کہ زخم کرے کہ اسمین حکومت ہے اور یہی مشہور قول ہے مالک کا اور سبب اسمین یہ ہے کہ طمانچہ مین مماثلت مشکل ہے اس واسطے کہ زور والے کا طمانچہ سخت ہوتا ہے اور کمزور کا نرم ہوتا ہے پس لائق ہے تعزیر جو طمانچہ مارنے والے کے لائق اور مناسب ہو اور کہا ابن قیم نے کہ مبالغہ کیا ہے بعضے متاخرین نے سو نقل کیا ہے انہوں نے اجماع اسپر کہ طمانچہ اور ضرب کا بدلا نہین اسمین تعزیر ہے اور غفلت کی ہے اس نے اس واسطے کہ بدلا لینا اسکا ثابت ہو چکا ہے خلفاء راشدین سے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا لَا تَلُدُّونِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّونِي قَالَ قُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقَى مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلق مین دوا لگائی آپکی بیماری مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ میرے حلق مین دوا مت لگاؤ ہمنے کہا اسواسطے منع کرتے ہین کہ بیمار دوا سے کراہت کرتا ہے یعنے نہی تحریمی نہین پھر جب ہوش مین آئے تو فرمایا کہ کیا مین نے تمکو منع نہین کیا تھا کہ میرے حلق مین دوا مت ڈالو ہمنے کہا کہ بیمار تو دوا کو برا جانتا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی گھر مین باقی نہ رہے مگر کہ اسکے حلق مین دوا ڈالی جاوے میرے سامنے عباس رض کے سوا کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے **ف** یہ حدیث نہین ظاہر ہے قصاص مین لیکن نقل حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسکے آخر مین عباس رض کے سوا دلالت کرتا ہے اور اسکے سو تمسک کیا ہے ساتھ اسکے جو کہتا ہے کہ یہ حضرت صلے اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے بطور قصاص کے کیا تھا نہ بطور تادیب کے اور یہ حجت ہے اسکے واسطے جو کہتا ہے
کہ طمانچہ اور کوڑے کا بدلا لیا جاوے اور قصاص قتل میں یہ حدیث ظاہر نہیں اور جواب دیا ہے ابن
منیر نے ساتھ اسکے کہ یہ مستفاد ہے جاری کرنے قصاص کے سے حقیر چیزوں میں اور جب انہیں
قصاص سے تادیب کی طرف عدول نہیں کیا جاتا تو اسی طرح لائق ہے کہ جاری ہو قصاص سب اُن
لوگوں پر جو قتل میں شریک ہوں برابر ہے کہ تھوڑے ہوں یا بہت اسواسطے کہ حصہ ہر ایک کا
اُن میں کبیرہ گناہ ہے پس کسطرح نہ جاری ہوگا اسمیں قصاص (فتح) **بَابُ الْقَسَامَةِ**
یہ باب ہے قسامت کے بیان میں **ف** قسامت کے معنے ہیں قسم کھانا مقتول کے ولیوں کا سبب کہ
دعوے کریں خون کا یا جب خون کا دعوے کیا گیا وَقَالَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُهٗ ترجمہ اشعث بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہئیں یا قسم اُسکی یہ ایک ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو پہلے
گذر چکی ہے **ف** اور اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ ذکر کرنے اُسکے کے اس طرف کہ سعید
بن عبید کی حدیث کو باب میں ترجیح ہے کہ قسامت میں پہلے مدعا علیہم کو قسم دیجاوے کما سیاتی
انشاءاللہ تعالے (فتح) وَقَالَ ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ لَمْ يُقِدْ بِهَا مُعٰوِيَةُ ترجمہ اور کہا ابن ابی ملیکہ
نے کہ نہیں بدلہ لیا تھا اُسکے یعنے قسامت کے معاویہ نے **ف** اور عبداللہ بن زبیر نے اُسکی ساتھ
بدلہ لیا ہے (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ سعید بن عاص نے معاویہؓ کی حکم سے مقتول کے وارثوں
سے پچاس آدمی سے قسم لی پھر قاتل کو اُنکے حوالے کر دیا (فتح) وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ
اِلٰى عَدِيِّ بْنِ اَرْطَاةَ وَكَانَ اَمَّرَهٗ عَلَى الْبَصْرَةِ فِيْ قَتِيْلٍ وُجِدَ عِنْدَ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ السَّمَّانِيْنَ
اِنْ وَجَدَ اَصْحَابُهٗ بَيِّنَةً وَّاِلَّا فَلَا تَظْلِمِ النَّاسَ فَاِنَّ هٰذَا لَا يُقْضٰى فِيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
ترجمہ اور لکھا عمر بن عبدالعزیز نے عدی کی طرف اور اُسکو بصرے پر حاکم کیا تھا ایک مقتول کے
حق میں جو روغن فروشوں کے ایک گھر پاس پایا گیا کہ اگر اُسکے ساتھی یعنے اُسکے وارث گواہ پاویں
تو فبہا والا لوگوں پر ظلم نہ کرنا اسواسطے کہ نہیں حکم کیا جاتا ہے اُسمیں قیامت تک **ف** اور ایک
روایت میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے قسامت میں بدلا لیا ہو اور شاید جب وہ مدینے پر حاکم تھے
اُس وقت نہ لیا ہوگا پھر جب خود خلیفہ ہوئے تو قسامت کا بدلا لیا اور عمر بن عبدالعزیز سے پہلے
سالم بن عبداللہ نے قسامت سے انکار کیا سو ابن منذر نے اُس سے روایت کی ہے کہ وہ
کہتا تھا خرابی ہے اُس قوم کے واسطے جو قسم کھاتے ہیں اُس چیز سے جسکو اُنہوں نے نہیں دیکھا اور

نہ اسکے پاس موجود تھے اور اگر میرا اختیار ہوتا تو انکو سزا دیتا اور ٹھیراتا انکو عبرت اور نہ قبول کرتا انکی گواہی کو اور یہہ قدح کرتا ہے بیچ نقل اجماع اہل مدینہ کے اوپر قصاص کے ساتھ قسامت کے اسواسطے کہ سالم اہل فقہا مدینے سے ہے اور نیز روایت کی ہے ابن منذر نے ابن عباسؓ سے کہ قسامت مین قصاص نہین اور ابراہیم نخعی سے روایت ہی کہ قصاص ساتھ قسامت کے ظلم ہے اور حکم بن عتیبہ رضہ سے روایت ہی کہ وہ قسامت کو کچھ چیز نہین دیکھتا تھا اور محصل خلاف کا قسامت مین یہ ہے کہ کیا عمل کیا جاوے ساتھ اسکے یا نہین اور برتقدیر اول کے کیا وہ قصاص کو واجب کرتی ہے یا دیت کو اور کیا پہلے مدعیون کو قسم دیجاوے یا مدعا علیہم کو اور نیز اسکی شرطین بھی اختلاف ہی فہم

حدثنا ابو نعیم قال حدثنا سعید بن عبید عن بشیر بن یسار زعم ان رجلا من الانصار یقال لہ سہل بن ابی حثمۃ اخبرہ ان نفرا من قومہ انطلقوا الی خیبر فتفرقوا فیہا ووجدوا احدہم قتیلا وقالوا للذین وجد فیہم قتلتم صاحبنا قالوا ما قتلنا ولا علمنا قاتلا فانطلقوا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ انطلقنا الی خیبر فوجدنا احدنا قتیلا فقال الکبر الکبر فقال لہم تاتون بالبینۃ علی من قتلہ قالوا ما لنا بینۃ قال فیحلفون قالوا لا نرضی بایمان الیہود فکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یطل دمہ فوداہ مائۃ من ابل الصدقۃ

ترجمہ سہل بن ابی حثمہ رضہ سے روایت ہی کہ اسکی قوم مین سے چند آدمی یعنے عبد اللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضہ خیبر کی طرف چلے اور اسمین جدے جدے ہوئے اور انہون سے اپنا ایک ساتھی مقتول پایا کسی نے اسکو قتل کیا اور کہا انہون نے ان لوگون سے جنمین مقتول پایا گیا کہ تم ہی نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے انہون نے کہا ہمنے قتل نہین کیا اور نہ ہمکو قاتل معلوم ہے جس نے قتل کیا تو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چلے سو انہون نے کہا یا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم خیبر کی طرف گئے تھے سو ہمنے اپنے ایک ساتھی کو مقتول پایا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہلے بڑے کو بات کرنے دے پہلے بڑے کو بات کرنے دے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا گواہ لاتے ہو اوپر جسنے اسکو قتل کیا انہون نے کہا ہمارے پاس گواہ نہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سو مدعا علیہم قسم کہا دینگے انہون نے کہا کہ ہم یہود کی قسمون پر راضی نہین سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برا جانا کہ اسکا خون عبث جاوے سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ کے اونٹون سے سو اونٹ اسکی دیت دی **ف** ایک

روایت یحییٰ کی محیصہ عبداللہ بن سہل کے پاس آیا سو اسکو دیکھا کہ قتل کیا گیا ہے لہو میں لوٹتا
ہے سو اس نے اسکو دفنایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
کیا تم قسم کھاتے ہو کہ اپنے قاتل کے مستحق ہو اور ایک روایت میں ہے کیا تم مستحق ہوتے ہو اپنے ساتھی
کے خون کے ساتھ قسم پچاس آدمیوں کے اور اسمین خلاص کرتا ہے مدعیوں کا ساتھ قسم کے
اور یہ جو کہا کہ ہم یہودیوں کی قسموں سے راضی نہیں ہوتے تو یحییٰ بن سعید کی روایت میں ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سو بری کرینگے تمکو یہود ساتھ پچاس قسموں کے یعنی
خلاص کرینگے تمکو قسموں سے ساتھ اسکے کہ قسم کھاوینگے اور جب انہوں نے قسم کھالی تو ختم ہو جاویگا
جھگڑا اور نہ واجب ہوگی انپر کچھ چیز اور خلاص ہوئے تم قسموں سے تو انہوں نے کہا کہ ہم کافروں
کی قسمین کسطرح لیوین انکو کچھ پروا نہیں کہ ہم سب کو قتل کرین پھر قسمین کھالیوین اور یہ جو کہا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ سے سو اونٹ اسکی دیت دی تو ایک روایت میں ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس سے اسکی دیت دی اور مراد اپنے پاس سے
یہ ہے کہ بیت المال سے جو جمع تھا واسطے بہتریوں مسلمانوں کے اور اسکو صدقہ کہا باعتبار
انتفاع کے ساتھ اسکے مفت اسواسطے کہ اسمین قطع کرنا جھگڑے کا ہے اور اصلاح کرنا ذات البین کا
اور بعضوں نے کہا کہ مراد زکوٰۃ کا مال ہے کہ اسکو مصالح عامہ میں خرچ کرنا جائز ہے اور استدلال
کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے اور بنابر اسکے پس مراد عندیت سے ہونا اس مال کا ہے تحت
امر اور حکم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور واسطے احتراز کے ہٹیر لانے دیت اسکے سے یہود پر اور
یہ فعل حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنابر تقاضے کرم اور حسن سیاست حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ہے اور واسطے حاصل کرنے مصلحت کے اور دفع کرنے مفسدہ کے بطور تالیف کی خاصکر وقت
دشوار ہونے وصول کے طرف استیفا حق کے اور کہا عیاض نے کہ یہ حدیث ایک اصل ہے اصول
شرع سے اور ایک قاعدہ ہے قواعد احکام سے اور ایک رکن ہے ارکان مصالح بندوں کے سے
اور لیا ہے اسکو تمام اماموں اور سلف نے اصحاب اور تابعین اور علما امت اور فقہا شہروں کے
سے حجاز والوں اور شام والوں اور کوفہ والوں سے اگرچہ اختلاف کیا ہے بیچ صورت اخذ اسکے کے
اور ایک گروہ نے اسکے لینے مین توقف کیا ہے سو نہیں دیکھا انہوں نے قسامت کو اور نہیں
ثابت کیا انہوں نے شرع میں ساتھ اسکے کوئی حکم اور یہ مذہب حکم بن عتیبہ اور ابی قلابہ اور سالم
بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار اور قتادہ اور مسلم اور ابراہیم بن علیہ کا ہے اور اسکی طرف ہے

جیسا بخاری کی اور گذر چکی ہے اول باب مین نقل اُس شخص سے جو قسامت کو مشروع نہین
جانتا اور مخالف ہے قول مالک کا اسکے مشروع ہونے مین بیچ قتل خطا کے اور جو اسکے. اتنہ قائل
ہین انکو اختلاف ہے عمد مین کہ کیا واجب ہے اسکی دیت یا قصاص سو مذہب اکثر حجاز والون کا یہ ہے کہ
واجب ہے قصاص جبکہ اُسکی شرطین پوری ہون اور یہ قول زہری اور ربیعہ اور ابو زناد اور مالک اور
لیث اور اوزاعی کا ہے اور ایک قول شافعی کا اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور مروی ہے یہ بعض
اصحاب سے مانند ابن زبیر کے اور اختلاف ہے عمر بن عبد العزیز سے کہا ابو زناد نے کہ قتل کیا ہم نے
ساتھ قسامت کے اور اصحاب عام تھے مقرر مین کہتا ہون کہ وہ ہزار آدمی ہین انمین سے دو مختلف
نہین مین کہتا ہون اور یہ ابو زناد نے خارجہ سے نقل کیا ہے والا ابو زناد کا بہت اصحاب کو دیکھنا بھی ثابت نہ
کہا قاضی نے اور حجت انکی حدیث باب کی ہے یعنی روایت یحیی بن سعید کی کہ اُسکا آنا صحیح طریقون
سے مدفوع نہین ہوتا اور اسمین خلاص کرنا مدعیون کا ہے قسم سے جبکہ انہون نے انکار کیا اور ردّ کیا اسکو
مدعا علیہم پر اور حجت پکڑی ہے انہون نے حدیث ابو ہریرہؓ سے کہ گواہ مدعی پر ہین اور قسم مدعا علیہ
مگر قسامت اور ساتھ قول مالک کے کہ اجماع ہے اماموں کا قدیم زمانے اور پچھلے مین کہ قسامت
مین پہلے مدعیون سے شروع کیا جاوے اور کہا انہون نے سنت ہے مستقل اور اصل بسبب خود واسطے زندگی
لوگون کے اور ردّ کنے تعدی کرنے والون کے اور مخالف ہوئی ہے قسامت مال کی دعوون کو پس
بند کی گئی ہے اوپر اُس چیز کے کہ وارد ہوئی بیچ اسکے اور ہر اصل کی پیروی کی جاوے اور اسکے
ساتھ عمل کیا جاوے اور نہ چھوڑی جاوے ایک سنت ساتھ دوسری سنت کے اور جواب دیا ہے
انہون نے سعید بن عبید کی روایت سے جو باب کی حدیث مین مذکور ہے ساتھ اسکے کہ وہ وہم
ہے اسکے راوی سے کہ ساقط کیا ہے اُس نے بری کرنا مدعیون کا ساتھ قسم کے اس واسطے کہ اُسین
قسم کے ردّ کرنے کا ذکر نہین اور شامل ہے روایت یحیی کی. اوپر زیادتی ثقہ کی پس واجب ہے قبول
کرنا اُسکا کہا قرطبی نے کہ اصل دعاوی مین یہ ہے کہ قسم مدعا علیہ پر ہے اور حکم قسامت کا اصل
ہے منفرد واسطے مشکل ہونے اقامت گواہون کے اوپر قتل کے اُسمین غالبًا یعنی غالبًا اُسمین قائم
کرنا گواہون کا قتل پر مشکل ہے اس واسطے کہ قاصد قتل کا قصد کرتا ہے تنہائی کو اور انتظار کرتا ہے
مقتول کی غفلت کو اور مؤید ہے ساتھ اسکے روایت صحیحہ جو بخاری اور مسلم مین ہے اور جو
قسامت کے سوا ہے وہ باقی ہے اپنے اصل پر پھر نہین ہے یہ نکلنا اصل سے بالکل بلکہ
اس واسطے کہ مدعا علیہ کا تو قول معتبر ہوتا ہے واسطے قوی ہونے اُسکی جانب کے ساتھ شہادت اصل

کے اسکے واسطے ساتھ برارت کے اس چیز سے کہ اسپر دعوی کی گئی۔ اور وہ موجود ہے قسامت
مین مدعی کی جانب مین واسطے قوی ہونے اسکی جانب کے ساتھ لوث کے جو اسکے دعوے کو قوی
کرتا ہے کہا عیاض نے جو قائل ہین ساتھ دیت کے انکا مذہب یہ ہی کہ پہلے مدعا علیہم سے قسم لیجاوے
مگر شافعی اور احمد سو وہ قائل ہین ساتھ قول جمہور کے کہ پہلے مدعیون کو قسم دیجاوے اگر وہ قسم نہ کہاوین
تو پہر مدعا علیہم سے اور قائل ہین ساتھ عکس اسکے کے اہل کوفہ اور بہت اہل بصرہ سے اور بعض
اہل مدینہ سے اور اوزاعی سو کہا کہ گاون والون مین سے پچاس آدمی قسم کہاوین کہ ہمنے اسکو
قتل نہین کیا اور نہ ہمکو اسکا قاتل معلوم ہے سو اگر قسم کہاوین تو بری ہو جاتے ہین اور اگر کم ہوتا
انکے عدد سے یا انکار کرین تو مدعی لوگ قسم کہاوین ایک مرد پر اور مستحق ہو جاتے ہین خون کے اور اگر
کم ہو قسامت انکی عدد سے تو اسکو اسکا بدلا دیت دیوے اور کہا کوفیون نے کہ اگر قسم کھاوین تو واجب
ہے انپر دیت اور آیا ہے یہ عمر سے اور اتفاق ہے سب کا اسپر کہ نہین واجب ہوتی ہے قسامت ساتھ
مجرد دعوے ولیون کے یہانتک کہ قرین ہو ساتھ اسکے شبہ کہ غالب ہو گمان پر حکم کرنا ساتھ اسکے اور
شبہ یہ ہے کہ بیمار کہے کہ میرا خون فلانے کے پاس ہے اور نہ ہو ساتھ اسکے کوئی اثر یا زخم یا گواہی
دے وہ شخص جسکی گواہی سے نصاب پوری نہو مثل ایک کی یا جماعت غیر عدول کے یا گواہی
دیوین دو عادل ساتھ ضرب کے پہر اسکے بعد چند روز جیتا رہے پہر مر جاوے بغیر تخلل افاقہ کے کہ
واجب ہوتی ہے اسمین قسامت نزدیک مالک اور لیث کے اور کہا شافعی نے اس تیسری صورت
مین کہ واجب ہے اسمین قصاص اور یا مقتول پایا جاوے اور اسکے قریب وہ شخص ہو جسکے ہاتھ
مین آلہ قتل کا ہو اور اسپر مثلاً خون کا نشان ہو اور نہ موجود ہو غیر اسکا کہ واجب ہے اسمین قسامت
نزدیک مالک اور شافعی کے اور یا شبہ یہ کہ دو گروہ باہم لڑین اور انکے درمیان ایک مقتول پایا جاوے
کہ اسمین جمہور کے نزدیک قسامت ہی اور یا شبہ یہ کہ کسی محلے یا قبیلے مین کوئی مقتول پایا جاوے
سو یہ واجب کرتا ہے قسامت کو نزدیک ثوری اوزاعی اور ابو حنیفہ اور انکے تابعدارون کے
اور نہین واجب کرتا قسامت کو نزدیک انکے سوا اس صورت کے اور شرط اسکی انکے نزدیک یہ ہے
کہ مقتول مین کوئی اثر پایا جاوے اور کہا داؤد نے کہ نہین جاری ہوتی ہے قسامت مگر عمد مین
شہر والون پر یا پڑے گاؤن والون پر اور وہ مقتول کے دشمن ہون اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس
مین قسامت نہین بلکہ وہ معاف ہے اور ساتھ اسکے قائل ہے شافعی مگر یہ کہ ہو مثل اس قصے
کی جو باب کی حدیث مین ہے واسطے موجود ہونے عداوت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ

اس حدیث کے اوپر قصاص کے قسامت مین واسطے قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحقون قاتلکم
اور دوسری روایت مین ہے دم صاحبکم اور کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال ساتھ قول حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے جو دوسری روایت مین ہے فیدفع برمتہ قوی تر ہے اسواسطے کہ یہ قول حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا مستعمل ہے اسمین کہ قاتل کو مقتول کے ولیون کے حوالے کیا جاوے اور تعاقب کیا گیا
ہے ساتھ اسکے کہ یہ قصہ ایک ہے اور راویون نے اسکے الفاظ مین اختلاف کیا ہے پس نہین مستقیم ہے
استدلال کرنا ساتھ کسی لفظ کے انمین سے واسطے نہ تحقیق ہونے اثبات کے کہ یہی لفظ صادر ہے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور تمسک کیا ہے اس سے جو قائل ہے کہ نہین واجب ہے مگر دیت ساتھ
اس حدیث کے جو روایت کی ثوری نے اپنی جامع مین شعبی سے کہ پایا گیا ایک مقتول عرب کے دو گروہ
کے درمیان تو عمر نے کہا کہ دونو جانب کو قیاس کرو جو گروہ اس مقتول سے قریب تر ہو ان سے پچاس قسمین
لو اور انکو دیت لگاؤ اور اسیطرح خود عمر فاروق نے قریب تر گاؤن کے لوگون سے قسم لی اس مقتول کے
حق مین جو دو گاؤن کے درمیان پایا گیا اسکے پچاس آدمیون سے قسم لی پھر انپر دیت کا حکم کیا اور کہا کہ تمہاری
قسمون نے تمہارے خونون کو بچایا تم سے قصاص معاف ہوا لیکن ایک مسلمان کا خون عبث نہین جاوے گا
اسکی دیت بھر اور یہ جو کہ کہا علی رجل منہم تو اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ قسامت سوائے اسکے کچھ نہین کہ
ایک مرد پر ہوتی ہے اور یہ قول احمد اور مشہور قول مالک کا ہے اور کہا جمہور نے شرط ہے کہ معین پر ہو برابر ہے
کہ ایک ہو یا زیادہ ایک سے اور اختلاف ہے کہ کیا سب کو قتل کیا جاوے یا صرف ایک کو اور اس حدیث مین ہے
کہ قسم قسامت مین نہین ہوتی ہے مگر ساتھ جزم قاتل کے اور اسکا طریق مشاہدہ ہے اور خبر دینا معتمد
آدمی کا باوجود قرینہ کے جو اسپر دلالت کرے اور اسمین ہے کہ جسپر قسم متوجہ ہو اور وہ اس سے انکار
کرے تو نہ حکم کیا جاوے اسپر یہانتک کہ دوہراوے قسم دوسرے پر اور یہ مشہور ہے نزدیک جمہور کے اور
حنفیہ کے نزدیک حکم کیا جاوے بدون رد کرنے قسم کے اور یہ کہ قسامت کی قسمین پچاس ہین اور اختلاف
ہے قسم کھانے والون کے عدد مین سو کہا شافعی نے کہ نہین واجب ہوتا ہے حق یہانتک کہ وارث
پچاس قسمین کھاوین برابر ہے کہ کم ہون یا بہت یعنی اسمین یہ ضرور ہے کہ قسمین پچاس ہون اور یہ
ضرور نہین کہ قسم کھانے والے بھی پچاس ہون اور اگر اتفاقاً پچاس آدمی ہون تو ہر ایک آدمی ایک قسم کھاوے
اور اگر کم ہون یا بعضے انکار کرین تو باقی لوگون سے پچاس قسمین لی جاوین اور اگر صرف ایک ہی مرد
ہو تو پچاس بار قسم کھاوے اور مستحق ہوگا اور کہا مالک نے کہ اسکے ساتھ عصبون سے کوئی جدا جاوے
اور تو پچاس سے زیادہ ہون تو انمین سے پچاس آدمی قسم کھاوین اور کہا لیث نے کہ نہین سنی کسی سے نہین

سنا کہ وہ تین آدمیون سے کم ہوتے ہین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر مقدم کرنے بڑی
عمر والے کے ہم امر مین جبکہ اسمین لیاقت ہو نہ اُس وقت جبکہ اُسمین اسکی لیاقت نہو اور اسی پر
محمول ہے جو باب کی حدیث مین ہے حکم مقدم کرنے بڑی عمر والے کے سے اور اسمین تانیس اور تسلی
ہے مقتول کے وارثون کے واسطے نہ یہ کہ وہ حکم ہے غائبون پر اسواسطے کہ نہین مقدم ہوئی صورت
دعوے کی غائب پر اور سوا اسکے نہین کہ واقع ہوا ہے خبر دینا ساتھ اُس چیز کے کہ واقع ہوئی اور اس سے
لیا جاتا ہے کہ مجرد دعوے نہین واجب کرتا ہے مدعا علیہ کے حاضر کرنے کو اسواسطے کہ اُسکے حاضر
کرنے مین ضائع کرنا ہے انکی وقت کا بغیر موجب کے اور اسپر اگر ظاہر ہو وہ چیز جو قوی کرے دعوی کو شبہ ظاہر سے
تو راجح یہ ہے کہ یہ مختلف ہی ساتھ قرب اور بعد اور شدت ضرر اور خفت اسکی کے اور یہ کہ جائز ہے کفایت
کرنا ساتھ لکھنے کے اور ساتھ خبر واحد کے باوجود ممکن ہونے مشافہ کے اور یہ کہ قسم کھانا بدون طلب
کرنے حاکم کے بیفائدہ ہے اسکا کوئی اثر نہین ہے واسطے قول یہودیون کے انکے جواب مین واللہ ما قتلنا
اور یہہ جو کہا انہون نے کہ ہم یہودیون کی قسم سے راضی نہین تو اسمین بعید جاننا ہے انکے سچ کو اسواسطے کہ
انکو معلوم تھا کہ وہ جھوٹی قسمون کے کھانے سے پروا نہین کرتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے
کہ دعوے قسامت مین ضرور ہے کہ عداوت یا کینہ یا اشتباہ بھی ہو اور اختلاف ہے اس دعوے کی
سُننے مین اگرچہ قسامت کو واجب نہین کرتا سوا احمد سے دو روایت ہے اور قائل ہے ساتھ اسکے
شافعی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ مدعی اور مدعا علیہ جب قسم سے انکار کرین تو واجب ہی دیت
بیت المال مین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ جو قسامت مین قسم کہاوے نہین شرط ہے کہ ہو مرد بالغ
اسواسطے کہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خمسین منکم مطلق ہے اور یہی ہے قول ہے ربیعہ
اور لیث اور ثوری اور اوزاعی اور احمد کا ہے اور کہا مالک نے کہ عورتین دعوے قسامت مین داخل نہین
اسواسطے کہ مقصود قسامت مین قتل ہے اور وہ عورتون سے نہین سُنی جاتی ہے اور کہا شافعی نے کہ
نہ قسم کھاوے قسامت مین مگر وارث عاقل بالغ اور نہین فرق ہے اسمین درمیان مرد اور عورت کے اور
کہا ابن منیر نے کہ مذہب بخاری کا یہ ہے کہ اس نے قسامت کو ضعیف ٹھیرایا ہے اسیواسطے باب کی
ابتدا مین پہلے وہ حدیثین لایا ہے جو دلالت کرتی ہین اسپر کہ قسم مدعا علیہ کی جانب مین ہے مین کہتا
ہون اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہی کہ بخاری نے مطلق قسامت کو ضعیف نہین ٹھیرایا
بلکہ وہ شافعی کے موافق ہے اسمین کہ نہین ہے اسمین بدلا اور مخالف ہے اُسکو اسمین کہ جو اسمین
قسم کہاوے وہ مدعی ہے بلکہ اُسکی رائے یہ ہے کہ روایات اسمین مختلف ہین انصار اور یہود خیبر

کے حق میں ہیں رد ہوگا بخلاف طرف متفق علیہ کی کہ متہم مدعا علیہ پر ہے اسیواسطے وارد کی ہے
اس نے روایت سعید کی قسامت کے باب میں اور طریق یحیی کا دوسرے باب میں واللہ اعلم (فتح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَسَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ مِنْ آلِ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَبْرَزَ سَرِيرَهُ يَوْمًا لِلنَّاسِ ثُمَّ أَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي الْقَسَامَةِ قَالُوا نَقُولُ الْقَسَامَةُ الْقَوَدُ بِهَا حَقٌّ وَقَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَالَ لِي مَا تَقُولُ يَا أَبَا قِلَابَةَ وَنَصَبَنِي لِلنَّاسِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عِنْدَكَ رُءُوسُ الْأَجْنَادِ وَأَشْرَافُ الْعَرَبِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوا عَلَى رَجُلٍ مُحْصَنٍ بِدِمَشْقَ أَنَّهُ قَدْ زَنَى لَمْ يَرَوْهُ أَكُنْتَ تَرْجُمُهُ قَالَ لَا قُلْتُ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوا عَلَى رَجُلٍ بِحِمْصَ أَنَّهُ سَرَقَ أَكُنْتَ تَقْطَعُهُ وَلَمْ يَرَوْهُ قَالَ لَا قُلْتُ فَوَاللَّهِ مَا قَتَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا فِي ثَلَاثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيرَةِ نَفْسِهِ فَقُتِلَ أَوْ رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ الْقَوْمُ أَوَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي السَّرَقِ وَسَمَرَ الْأَعْيُنَ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ فَقُلْتُ أَنَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثَ أَنَسٍ حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعُوهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمْ أَفَلَا تَخْرُجُونَ مَعَ رَاعِينَا فِي إِبِلِهِ فَتُصِيبُونَ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوا فَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَدُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمْ فَأُدْرِكُوا فَجِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِّعَتْ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ وَسُمِرَتْ أَعْيُنُهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتَّى مَاتُوا قُلْتُ وَأَيُّ شَيْءٍ أَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَقَتَلُوا وَسَرَقُوا فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّهِ إِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ فَقُلْتُ أَتَرُدُّ عَلَيَّ حَدِيثِي يَا عَنْبَسَةُ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ جِئْتَ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ وَاللَّهِ لَا يَزَالُ هَذَا الْجُنْدُ بِخَيْرٍ مَا دَامَ هَذَا الشَّيْخُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ فِي هَذَا سُنَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَتَحَدَّثُوا عِنْدَهُ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِنْهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ فَقُتِلَ فَخَرَجُوا بَعْدَهُ فَإِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَرَجَعُوا إِلَى

[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ صاحبنا الذی کان یتحدث معنا
فخرج بین ایدینا فاذا نحن بہ یتشحط فی الدم فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال بمن تظنون او بمن ترون قتلہ فقالوا نری ان الیہود قتلتہ فارسل الی الیہود
فدعاہم فقال ءانتم قتلتم ہذا قالوا لا قال اترضون نفل خمسین من الیہود ما
قتلوہ فقالوا ما یبالون ان یقتلونا اجمعین ثم ینفلون قال افتستحقون الدیۃ
بایمان خمسین منکم قالوا ما کنا لنحلف فوداہ من عندہ قلت وقد کانت ہذیل
خلعوا خلیعا لہم فی الجاہلیۃ فطرق اہل بیت من الیمن بالبطحاء فانتبہ لہ رجل
منہم فحذفہ بالسیف فقتلہ فجاءت ہذیل فاخذوا الیمانی فرفعوہ الی عمر بالموسم
وقالوا قتل صاحبنا فقال انہم قد خلعوہ فقال یقسم خمسون من ہذیل ما خلعوہ
قال فاقسم منہم تسعۃ واربعون رجلا فقدم رجل منہم من الشام فسالوہ ان یقسم
فافتدی یمینہ منہم بالف درہم فادخلوا مکانہ رجلا اخر فدفعہ الی اخی المقتول
فقرنت یدہ بیدہ قال فانطلقا والخمسون الذین اقسموا حتی اذا کانوا بنخلۃ
اخذتہم السماء فدخلوا فی غار فی الجبل فانہجم الغار علی الخمسین الذین اقسموا
فماتوا جمیعا وافلت القرینان فاتبعہما حجر فکسر رجل اخی المقتول فعاش حولا
ثم مات قلت وقد کان عبد الملک بن مروان اقاد رجلا بالقسامۃ ثم ندم
بعد ما صنع فامر بالخمسین الذین اقسموا فمحوا من الدیوان وسیرہم الی الشام

ترجمہ ابو قلابہ سے روایت ہے کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے ایک دن اپنا تخت لوگون کے واسطے
ظاہر کیا یعنے اپنی خلافت مین اور وہ اُس وقت شام مین تھا یعنے ظاہر کیا اُسکو گھر سے باہر نزدیک
شارع عام کی طرف پھر لوگون کو آنے کی اجازت دی سو کہا کہ تم قسامت مین کیا کہتے ہو لوگون
نے کہا کہ قسامت کا بدلا حق ہے اور بدلا لیا ہے ساتھ اُسکے خلفا نے پھر مجھ سے کہا کہ تو ای ابو قلابہ
کیا کہتا ہے اور مجھکو لوگون کو مناظرہ کے واسطے منصوب کیا . . . . تو مین نے
کہا اے امیر المؤمنین تیرے پاس فوجون کے سردار اور عرب کے شریف لوگ موجود ہین بھلا
بتلا تو کہ اگر انہین سے پچاس مرد گواہی دیوین کسی مرد بیاہے پر جو دمشق مین ہو کہ اس نے زنا
کیا ہے جسکو انہون نے نہ دیکھا ہو تو کیا تو اسکو سنگسار کرے گا اس نے کہا کہ نہین مین نے
کہا بھلا بتلا تو اگر پچاس آدمی گواہی دیوین کسی مرد پر جو حمص مین ہو کہ اس نے چوری کی

تو بھلا تو اُسکا ہاتھ کاٹے گا اور حالانکہ اُنہون نے اُسکو نہین دیکھا اس نے کہا نہین مین نے کہا سو قسم ہے اللہ تعالے کی نہین قتل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی (نمازی) کو کبھی مگر تین خصلتون مین ایک تو وہ مرد جس نے اپنے نفس کی جنایت سے کسی کو قتل کیا سو اُسکے عوض مین قتل کیا گیا دوسرا وہ مرد جس نے بیاہ کے بعد زنا کیا تیسرا وہ مرد جس نے خدا تعالے اور اُسکے رسول سے لڑائی اور دین اسلام سے مرتد ہوا تو لوگون نے یعنے عنبسہ نے کہا کہ کیا نہین حدیث بیان کی انسؓ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوری مین ہاتھ کاٹا اور آنکھون مین گرم سلائی پھیر کے اندھا کیا پھر اُنکو سورج کی گرمی مین ڈالا یعنے یہانتک کہ مر گئے یعنے انسؓ کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ گناہ مین بھی قتل کرنا جائز ہے اگرچہ نہ واقع ہو کفر تو پھر ان تین خصلتون مذکورہ مین تو نے قتل کو کیون بند کیا اس نے کہا کہ مین تم سے انسؓ کی حدیث بیان کرتا ہون کہ قوم عکل اور عرینہ کے آٹھ شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو اُنہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام کی بیعت کی سو اُنہون نے مدینے کی آب وہوا کو ناموافق پایا سو اُنکے بدنون مین بیماری ہو گئی تو انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکی شکایت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ کیا تم باہر نہین نکلتے ہمارے چرانے والے کے ساتھ اُسکے اونٹون مین سو پاؤ اُنکے دودھ اور پیشاب اُنہون نے کہا کیون نہین سو وے اونٹون کی طرف نکلے اور اونٹون کا دودھ اور پیشاب پیکر چنگے ہوئے تو انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ چرانے والے کو مار ڈالا اور اونٹون کو ہانک لے چلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاش کرنے والے کو اُنکے پیچھے بھیجا سو پائے گئے اور پکڑے گئے اور پکڑے آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا ساتھ اُنکے سو اُنکے ہاتھ پاؤن کاٹے گئے اور اُنکی آنکھون مین گرم سلائی پھیر کے اُنکو اندھا کیا گیا پھر اُنکو سورج کی گرمی مین پھینکا یہانتک کہ مر گئے مین نے کہا اور کون چیز سخت تر ہے اُن لوگون کے فعل سے اسلام سے مرتد ہوئے اور قتل کیا چرواہے کو اور چوری کی تو کہا عنبسہ نے قسم ہے اللہ تعالے کی نہین سنا مین نے آج کی طرح کبھی یعنے جیسا تجھ سے آج سنا تو مین نے کہا اے عنبسہ کیا تو میری حدیث سے انکار کرتا ہے اور مجھکو متہم کرتا ہے اُس نے کہا کہ نہین لیکن تو نے حدیث بیان کی اپنے طور پر یعنے تو نے اسمین کچھ کمی بیشی نہین کی بیشک بیان کی یعنے عنبسہ نے ابو قلابہ کی تعریف کی اور اُسکے ضبط کا اقرار کیا اور شاید عنبسہ کا گمان یہ تھا کہ جائز ہے قتل کرنا گناہ مین اگرچہ نہ واقع ہو کفر پھر جب ابو قلابہ نے

ساری حدیث بیان کی تو عنبسہ کو یاد آیا کہ یہی حدیث ہے جو انس رض نے ان سے بیان کی تھی) قسم ہے خدا کی
ہمیشہ رہیگی یہ فوج خیر مین جبتک یہ شیخ انکے درمیان جیتا رہیگا اور البتہ اس باب مین حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنت وارد ہوئی ہے چند انصاری حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر داخل ہوئے اور آپکے پاس بات چیت کی (اور شاید یہ قصہ عبد اللہ بن سہل اور محیصہ
کا ہے) تو انہین سے ایک مرد انکے آگے نکلا اور قتل کیا گیا اور باقی لوگ اسکے بعد نکلے سو
ناگہان انہون نے اپنے ساتھی کو دیکھا کہ لہو مین لوٹتا ہے سو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی طرف پھرے تو انہون نے کہا یا حضرت ہمارا ساتھی جو ہمارے ساتھ
بات کرتا تھا ہمارے آگے نکلا سو ناگہان ہمنے اسکو دیکھا کہ لہو مین لوٹتا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ کس پر تمہارا گمان ہے کہ کس نے اسکو قتل کیا ہے سو حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کو بُلا بھیجا سو فرمایا کہ کیا تمنے اسکو قتل کیا ہے انہون نے کہا
نہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم راضی ہو یہود کی پچاس قسمون سے کہ انہون
نے اسکو قتل نہین کیا تو مقتول کے وارثون نے کہا کہ وہ نہین پروا کرتے کہ ہم سب کو مار ڈالین
پھر قسم کھا دین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم مستحق ہوتے ہو دیت کی اپنی پچاس
قسمون سے انہون نے کہا کہ ہم قسم نہین کھانے کے سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
پاس سے اسکی دیت دی مین نے کہا اور البتہ ہذیل کے قبیلے نے جاہلیت کے زمانے مین اپنے
ایک ہم قسم سے قسم توڑی تھی سو ہجوم کیا اس نے رات کو یمن کے ایک گھر والون پر چھپ کر
یعنے تاکہ انکی کوئی چیز چورا دے تو گھر والون مین سے ایک مرد نے اسکو دیکھ لیا اور
تلوار سے اسکو مار ڈالا پھر ہذیل کا قبیلہ آیا سو انہون نے یمانی کو پکڑا جسنے اسکو تلوار سے
مارا تھا اور اسکو عمر فاروق رض پاس موسم حج مین لے گئے سو انہون نے کہا کہ اس نے ہمارے
ساتھی کو قتل کیا ہے تو قاتل نے کہا کہ انہون نے اس سے قسم توڑ ڈالی ہے تو عمر فاروق رض نے
کہا کہ ہذیل مین سے پچاس آدمی قسم کھا دین کہ انہون نے اس سے قسم نہین توڑی سو انمین
سے انتالیس[۳۹] آدمیون نے جھوٹی قسم کھائی اور ایک مرد ان مین کا شام سے آیا انہون نے اس سے
کہا کہ قسم کھا تو اس نے اپنی قسم کا بدلا ہزار درہم دیا اور قسم نہ کھائی اور انہون نے اسکی جگہہ
اور مرد کو داخل کیا سو عمر رض نے اسکو مقتول کے بھائی کے حوالے کیا تو اسکا ہاتھ اسکے ہاتھ
سے جوڑا گیا سو ہم چلے اور وہ پچاس آدمی جنہون نے قسم کھائی تھی یہانتک کہ جب نخلہ ایک

سو انہون نے کہا ہمارا گمان ہے کہ یہود نے اسکو قتل کیا ہے ۱۲

[illegible]

جگہ کا نام ہے ایک دن مسافت پر مکے سے میں تھے تو مینہ برسنا شروع ہوا سو وے سب پہاڑ
کی ایک غار میں گھس گئے سو ناگہان گر پڑی غار اُن پچاس آدمیوں پر جنہوں نے جھوٹی قسم کھائی
تھی سو سب مر گئے اور خلاص ہو گئے دو توام یعنی جنکے ہاتھ جوڑے گئے تھے یعنی بھائی مقتول کا
اور جب سے پچاس کی گنتی پوری کی تھی سو دونو کے پیچھے ایک پتھر لگا اور مقتول کے بھائی کا پیر
توڑ ڈالا سو وہ ایک سال زندہ رہا پھر مر گیا اور البتہ عبدالملک بن مروان نے بدلا لیا تھا ایک مرد
سے قسامت میں پھر پچھتایا یا بعد اپنی کرنے کے سو حکم کیا ساتھ پچاس آدمیوں کے جنہوں نے قسم
کھائی تھی سو اُنکا نام دفتر سے کاٹا گیا اور اُنکو شام کی طرف جلا وطن کیا **ف** اور حاصل
دستہ غار کا یہ ہے کہ قاتل نے دعوے کیا تھا کہ مقتول چور ہے اور اُسکی قوم نے اُس سے
قسم توڑ ڈالی ہے تو اُسکی قوم نے اس سے انکار کیا سو اُنہوں نے جھوٹی قسم کھائی کہ ہمنے اُس سے
قسم نہیں توڑی سو ہلاک کیا اُنکو اللہ تعالے نے ساتھ حنث قسامت کے اور خلاص ہوا مظلوم
تھا اور ظاہر مراد ابو قلابہ کی استدلال کرنا ہے ساتھ قصے عرینیوں کے واسطے اُس چیز کے
کہ دعوے کیا ہے اُسکا اُسکو حصر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین خصلتوں
کے سوا کسی کو کبھی قتل نہیں کیا سو اعتراض کیا گیا ساتھ قصے عرینیوں کے اور قصد کیا
معترض نے جو بھی قسم کے ثابت کرنیکا سو گمان کیا اس نے کہ عرینیوں کے قصے میں حجت ہے بیچ
جواز قتل اُس شخص کے جو نہیں مذکور ہے حدیث مذکور میں اور تھا متمسک کرتا ساتھ اُسکے حجاج
ظالم اور عنبسہ اُسکا دوست تھا سو رد کیا اُسپر ابو قلابہ نے ساتھ اُسکے جسکا حاصل یہ ہے کہ
مقرر وہ سوا اُسکے کچھ نہیں کہ مستوجب ہوئے قتل کے ساتھ اس سبب کے کہ اُنہوں نے چرواہے کو قتل کیا
اور دین اسلام سے مرتد ہو گئے اور یہ ظاہر ہے اسمیں کچھ خفا نہیں اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ
استدلال کیا ہے اُس نے اوپر ترک قصاص کے قسامت میں ساتھ قصے مقتول کے نزدیک یہود
کے کہ اُسمیں قصاص کا ذکر نہیں قسامت میں بلکہ اور نہ اصل قصے میں قصاص کے ساتھ تصریح
ہے جو عمدہ شے ہے باب میں پس نہیں وارد کیا ابو قلابہ نے قصہ عرینیوں کا واسطے استدلال
کرنے کے ساتھ اُسکے اوپر ترک قسامت کے بلکہ واسطے رد کرنے کے اوپر جو تمسک کرتا ہے
ساتھ اُسکے واسطے قصاص کے قسامت میں اور اوپر قصہ غار کا سو اشارہ کیا ساتھ اُسکے اس
طرف کہ عادت جاری ہے ساتھ ہلاک ہونے اُس شخص کے جو قسم کھاوے قسامت میں بغیر
علم کے جیسا کہ واقع ہوا ہے ابن عباس کی حدیث میں اس مقتول کے قصے میں جسکے سبب سے

قسامت واقع ہوئے تہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور اس پر بہی کہ ایک سال نہ گذرا کہ اٹھالیس آدمی مر گئے جنہون نے قسم کہائی تہی اور یہ معلوم نہین کہ عمر فاروق نے ہذیل کے قصے مین کیا حکم کیا بدلا لیا یا دیت کا حکم کیا اور نہین ظاہر ہوئی میرے واسطے وجہ استدلال ابو قلابہ ساتھ اسکے کہ قتل نہین مشروع ہے مگر ان تینون مین واسطے رد کرنے قصاص کے قسامت مین باوجودیکہ قود مارنا جان کا ہے بدلے جان کے اور وہ داخل ہے ان تینون قسمون مین اور سوا اسکے کچھ نہین کہ نزاع تو اسکے ثبوت کے طریق مین ہے (فتح) **بَابُ** مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَؤُا عَيْنَهُ فَلَا دِيَةَ لَهُ جو کسی قوم کے گہر مین جہانکے اور وہ اسکی آنکھ پہوڑ ڈالین تو اسمین دیت نہین **ف** حدیث باب مین اسکی تصریح نہین کہ اسکی دیت نہین لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اسکے بعضے طریقون مین وارد ہوئی ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي جُحْرٍ فِي بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ اَوْ مَشَاقِصَ وَجَعَلَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعُنَهُ **ترجمہ** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض کوٹہریون مین سوراخ سے جہانکا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی طرف چوڑی پہل اوزار یا تیر لیکر اٹھے اور اسکے ساتھ داؤ کرنے لگے کہ اسکو غافل پاکر زخمی کرین **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَاْسَهُ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْتَظِرُنِي لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنَيْكَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ **ترجمہ** سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گہر کے دروازے مین سوراخ سے جہانکا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوہے کی کنگہی تہی اُس سے اپنے سر کو کہجلاتے تہے پہر جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو دیکہا تو فرمایا کہ اگر مین جانتا کہ تو مجہکو دیکہتا ہے تو اس سے تیری آنکہ پہوڑ ڈالتا سوا اسکے کچھ نہین کہ آنے کی اجازت مانگنا تو صرف نظر ہی کے سبب سے ٹہرائی گئی ہے **ف** یعنے شرع مین جو حکم ہے گہر مین داخل ہونے کی اجازت مانگنے کا تو صرف اسی واسطے کہ آدمی

کی نظر نامحرم پر نہ پڑے اور جب تو نے جہانکا تو اذن مانگنے کا کیا فائدہ ہوا معلوم ہوا کہ بیگانے
گھر مین جہانکنا سخت حرام ہے **حدثنا** علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفین
قال حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ قال قال ابو القاسم صلی اللہ علیہ
وسلم لو ان امرأ اطلع علیک بغیر اذن فخذفتہ بحصاۃ ففقأت عینہ لم یکن
علیک جناح **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر
کوئی مرد تیرے گھر مین جہانکے بدون تیری اجازت کے پھر تو اسکو کنکرے سے مارے سو تو اسکی
آنکھ پھوڑ ڈالے تو تجھپر کچھ گناہ نہوگا یعنے کچھ حرج نہین **ف** ایک روایت مین ہے کہ جو
کسی قوم کے گھر مین جہانکے بدون انکی اجازت کے تو انکے واسطے حلال ہے کہ اسکی آنکھ کو پھوڑ
ڈالین اور اس مین رد ہے اس شخص پر جو حمل کرتا ہے جناح کو اس جگہہ گناہ پر اور مرتب کرتا
ہے اسپر وجوب دیت کو اس واسطے کہ نہین لازم آتا اسکے دور ہونے سے دور ہونا دیت کا اور
وجہ دلالت کی یہ ہے کہ ثابت کرنا علت کا منع کرتا ہے ثبوت قصاص اور دیت کو اور بیہقی وغیرہ
مین اس سے صریح تر آچکا ہے ابوہریرہ رض سے کہ جو کسی کے گھر مین جہانکے بدون انکی اجازت
کے سو وہ اسکی آنکھ پھوڑ ڈالین تو نہین ہے دیت اور نہ قصاص اور وہ رائگان ہے اور ان
حدیثون مین بہت فائدے ہین باقی رکھنا سر کے بالون کا ہے اور تربیت انکی اور رکھنا آلہ کا
جسکے ساتھ اپنی جان سے موذی جانورون کو دفع کرے اور اسکے ساتھ کھجلی واسطے دفع کرنی
میل کے اور اسمین مشروع ہونا استیذان کا یعنے اذن مانگنا اس سے جو بند دروازہ والے گھر
کے اندر ہو اور منع ہے جہانکنا اسپر سوراخ کے اندر سے اور یہ کہ مشروع ہے کرنا کنگھی کا اور
یہ کہ اجازت مانگنا نہین خاص ہے ساتھ غیر محارم کے بلکہ مشروع ہے اسپر جو ننگا ہو اگرچہ
ماں ہو یا بہن اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اور جواز تیر مارنے اس شخص کے جو جاسوسی کرے
اور اگر خفیف سے نہ ہٹے تو جائز ہے ساتھ ثقیل کے اور یہ کہ اگر اس سے اسکا نفس یا بعض
ہلاک ہو تو وہ ہدر ہے اور مالکیہ کا مذہب قصاص ہے اور یہ کہ نہین جائز ہے قصد کرنا عین اور نہ غیر
اسکے کا اور انہون نے علت یہ بیان کی ہے کہ گناہ نہین دفع ہوتا ہے گناہ سے اور جواب
دیا ہے جمہور نے کہ ماذون فیہ جب ثابت ہوا اذن تو نہین نام رکھا جاتا ہے گناہ اگرچہ ہے
یہ فعل کہ اگر اس سبب سے مجرد ہو تو گنا جاتا ہے گناہ اور اتفاق ہے سب کا اوپر دفع کرنے حملہ کرنے
والے کے اگرچہ مدفوع کا نفس مارا جاوے اور وہ بغیر سبب مذکور کے گناہ ہے پس یہ ملحق ہے

ساتھ اسکے باوجود ثابت ہونے نفس کے بیچ اسکے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے
ساتھ اسکے کہ وہ وارد ہوئی ہے بطور تغلیظ اور ڈرانے کے اور موافق ہوا ہے جمہور کو ان میں سے
نافع اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر اعتبار قدر اس چیز کے کہ پھینکی جاوے ساتھ کنکری
کے جو پھینکی جاتی ہے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث میں فحذفتہ سو اگر
اسکو پتھر مارے جو قتل کرے یا تیر مثلاً تو تعلق پکڑتا ہے ساتھ اسکے قیاس اور ایک وجہ میں
نہیں ہے بدلہ مطلق اور اگر نہ دفع ہو مگر ساتھ اسکے تو جائز ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے وہ شخص کہ
اسکے واسطے اس گھر میں بی بی ہو یا محرم یا متاع سو ارادہ کرے اطلاع کا اوپر اسکے سو منع ہے
کنکری مارنا اسکو واسطے شبہ کے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں ہے اسمیں کچھ فرق اور بعضوں نے
کہا جائز ہے اگر نہ ہو گھر میں سوائے حریم اسکے کے اور بعضوں نے کہا کہ جائز ہے مطلق اسواسطے کہ
بعضے حالات ایسے ہیں کہ مکروہ ہے اطلاع اوپر انکے (فتح) **باب العاقلۃ** باب ہے عاقلہ
کے بیان میں **ف** عاقلہ جمع ہے عاقل کی اور وہ دینے والا ہے دیت کا اور دیت کا نام
عقل رکھا گیا اس واسطے کہ اونٹ باندھے جاتے تھے ولی مقتول کے صحن میں پھر بہت ہوئی
استعمال یہانتک کہ عقل دیت پر بولا گیا اور مرد کے عاقلہ اسکے قرابتی ہیں باپ کی طرف سے
اور وہ عصبی اسکے ہیں یعنے چچا اور بھتیجے وغیرہ اور اٹھانا عاقلہ کا دیت کو ثابت ہے ساتھ سنت
کے اور اجماع ہے اہل علم کا اوپر اسکے اور وہ مخالف ہے واسطے ظاہر اس آیت کے ولا تزر وازرۃ
وزر اخرے لیکن یہ حکم اٹھانے کا دیت کو مخصوص ہے اسکے عموم سے اسواسطے کہ اسمیں
مصلحت ہے اسواسطے کہ اگر قاتل پر دیت ڈالی جاوے تو عنقریب ہے کہ آوے اسکے تمام مال پر کہ پدر پے
خطا ہونے سے اسکو امن نہیں اور اگر دیت نہ لی جاوے تو البتہ رائگان ہوگا دم مقتول کا میں
کہتا ہوں احتمال ہے کہ بھید اسمیں یہ ہو کہ اگر صرف قاتل کو چٹی لگائی جاوے یہانتک کہ محتاج
ہو جاوے تو البتہ رجوع کرے گا امر طرف امداد کے بعد محتاج ہونے کے سو ٹھہرائی گئی اسکے
عصبوں پر اسواسطے کہ ایک کے محتاج ہونے کا احتمال اکثر ہے احتمال محتاج ہونے جماعت کے
سے اور اسواسطے کہ جب یہ اس سے مکرر ہوا تو ہوگا ڈرانا اسکا عود سے ایسے فعل کی طرف جماعت
سے زیادہ تر باعث طرف قبول کی ڈرانے اسکے سے نفس اپنے کو اور علم نزدیک اللہ تعالے کے ہے
اور عاقلۃ الرجل اسکا قبیلہ ہے سو پہلے پہل قریب تر شاخ سے شروع کیا جاوے پھر اگر عاجز
ہوں تو جوڑا جاوے طرف انکی جو قریب تر طرف انکی اور وہ آزاد بالغ مرد ہیں پر سب جوان سے

ما الدارھون (فتح) **حدثنا** صدقة بن الفضل قال اخبرنا ابن عیینة قال حدثنا مطرف قال سمعت الشعبی قال سمعت ابا جحیفة قال سألت علیا ھل عندکم شیء ما لیس فی القرآن وقال مرة ما لیس عند الناس فقال والذی فلق الحبة وبرأ النسمة ما عندنا الا ما فی القرآن الا فھما یعطی رجل فی کتابہ وما فی الصحیفة قلت وما فی الصحیفة قال العقل وفکاك الاسیر وان لا یقتل مسلم بکافر **ترجمہ** ابو جحیفہ رض سے روایت ہے کہ مین نے علی رض سے پوچھا کہ کیا تمھارے پاس کچھ چیز ہے جو قرآن مین نہین اور ایک بار یون کہا جو لوگون کے پاس نہین تو علی رض نے کہا قسم ہے اُسکی جس نے دانے کو پھاڑا اور جاندار چیزون کو پیدا کیا نہین ہے ہمارے پاس کچھ مگر جو اس قرآن مین ہے مگر سمجھ اور بوجھ جو دیا گیا کوئی مرد اسکی کتاب مین اور جو اس کاغذ مین ہے مین نے کہا اور کیا ہے اس کاغذ مین کہا دیت کا بیان اور یہ کہ نہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے کافر کے **ف** جو قرآن مین نہین یعنے جسکو تمنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لکھا برابر ہے کہ اُسکو یاد رکھا یا نہین اور نہین ہے مراد تعمیم ہر مکتوب اور محفوظ کے واسطے کثرت مرویات علی کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو اُس کاغذ مین نہ تھے اور مراد وہ چیز ہے جو سمجھی جاوے نحو سے لفظ قرآن سے اور استدلال کیا جاوے ساتھ اُسکے باطن معانی اُسکے سے اور مراد علی کی یہ ہے کہ جو اُنکے نزدیک زائد ہے قرآن پر اُس چیز سے ہے کہ لکھا گیا ہی اُس صحیفہ مذکورہ اور جو استنباط کیا گیا ہے قرآن سے اور شاید علی رض نے لکھتے تھے جو واقع ہوتا آنکی واسطے اس سے تاکہ نہ بھول جاوین برخلاف اُس چیز کے کہ یاد رکھا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احکام سے اس واسطے کہ خبر گیری کرتے تھے اسکی ساتھ فعل کے اور فتوے دینے کے سو نہ ڈر سا سیر بھول سے (فتح) **باب** جنین المرأة عورت کے پیٹ کا بچہ یعنے کچا جنین اُس بچے کو کہتے ہین جو عورت کے پیٹ مین ہو جننے سے پہلے **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالك **ح** وحدثنا اسمعیل قال حدثنی مالك عن ابن شھاب عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن ابی ھریرة ان امرأتین من ھذیل رمت احداھما الاخری فطرحت جنینھا فقضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیھا بغرة عبد او امة **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ قوم ہذیل کی دو عورتین آپسمین لڑین اور ایکنے دوسری کو پتھر مارا سو اسکے پیٹ کے بچے کو گرا دیا سو حضرت صلے اللہ علیہ

واآلہ وسلم نے اسمین ایک بردے کا حکم کیا غلام یا لونڈی **ف** ایک روایت مین ہے کہ
وہ عورت مر گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا کہ اُسکی میراث اُسکے بیٹون اور خاوند
کے واسطے ہے اور یہ کہ دیت اُسکے عصبون پر ہے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا
دس اونٹ یا سو بکری دیوے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک غرہ دیوے غلام ہو یا لونڈی
یا گھوڑا یا خچر اور نقل کیا ہے ابن منذر نے طاؤس اور مجاہد اور عروہ سے کہ مراد غرہ سے غلام ہے
یا لونڈی یا گھوڑا اور کہا اہل ظاہر نے کہ کفایت کرتی ہے وہ چیز کہ واقع ہو اُس پر اسم غرہ کا اور
غرہ در اصل کہتے ہین اُس سفیدی کو جو گھوڑے کی پیشانی مین ہوتی ہے اور حدیث مین آدمی کے
واسطے بہی استعمال کی گئی ہے اور غرہ بولا جاتا ہے نفیس چیز پر آدمی ہو یا کچھ اور چیز ہو مرد ہو
یا عورت اور کہا مالک نے کہ کالا لونڈی غلام جنین کی دیت مین کافی نہین یعنے بلکہ گورے
رنگ کا ہے اس واسطے کہ اگر غرہ مین معنے زائد نہ ہوتے تو اُسکو ذکر نہ کرتے اور کہا جاتا ہے کہ
وہ اکیلا ہوا ہے ساتھ اُسکے اور تمام فقہا کہتے ہین کہ اگر کالا غلام نکلے تو بہی جائز ہے اور جواب
دیا ہے انہون نے ساتھ اس وجہ کے کہ مراد معنے زائد سے یہ ہین کہ نفیس اور قیمتی ہو اسواسطے
تفسیر کیا ہے اُسکو لونڈی یا غلام سے اسواسطے کہ آدمی سب جاندار چیزون سے اشرف ہے بنا بر
اُسکے جمہور کے قول پر کمتر وہ چیز جو کافی ہے غلام یا لونڈی سے وہ چیز ہے جو سالم ہو عیبون سے
کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ اُنکے پھیر دینا بیع مین اسواسطے کہ عیب دار چیز نہین ہے خیار سے یعنی
بہتر یعنے راجح یہہ ہے کہ کفایت کرتا ہے غلام اگرچہ پہنچے ساٹھ برس کی عمر کو یا زیادہ کو جبتک
کہ نہ پہنچے طرف عدم استقلال کے ساتھ بڑھاپے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے
اوپر نہ واجب ہونے قصاص کے جبکہ بھاری پتھر سے قتل کرے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اسمین قصاص کا حکم نہین کیا اور سوا اسکے کچھ نہین کہ حکم کیا ہے ساتھ دیت کے
اور جو قتل بالمثقل مین قصاص کا قائل ہے اُس نے جواب دیا ہے ساتھ اسکے کہ چوب جنس کی
مختلف ہوتی ہے کبھی بڑی ہوتی ہے کبھی چھوٹی اور بعضی غالبًا قتل کر ڈالتی ہین اور بعضی غالبًا
قتل نہین کرتی اور مطرد ہونا مماثلت کا قصاص مین تو صرف اُس وقت مشروع ہے جبکہ
واقع ہو قتل ساتھ اُس چیز کے کہ غالبًا قتل کر ڈالے اور اس جواب مین نظر ہے اسواسطے کہ ظاہر
یہ ہے کہ اسمین قصاص کو تو صرف اسواسطے واجب نہین کیا کہ ایسی چیز مین قصد قتل کا نہین ہوتا
اور شرط قصاص کی عمد اور قصد ہے اور یہ سوا اسکے کچھ نہین کہ شبہ عمد ہے پس نہین ہے حجت بیچ

اسکے واسطے قتل بالمثقل کی اور عکس اسکی کی (فتح) حدثنا موسی بن اسمٰعیل قال
حدثنا وهيب قال حدثنا هشام عن ابيه عن المغيرة بن شعبة عن عمر انه استشارهم
في املاص المرأة فقال المغيرة قضى النبي صلى الله عليه وسلم بالغرة عبد او امة فشهد
محمد بن مسلمة انه شهد النبي صلى الله عليه وسلم قضى به ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے
روایت ہے کہ عمر فاروق رض نے ان سے مشورہ طلب کیا بیچ حکم اس عورت کے جسکے پیٹ میں مار جاوے
اور اسکے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے سو مغیرہ رض نے کہا کہ حکم کیا ہے اسمیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی سو گواہی دی محمد بن مسلمہ نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اسکی موجودگی میں اسکے ساتھ حکم کیا ہے **ف** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عمر فاروق رض
نے کہا کہ لا جو تیرے ساتھ گواہی دیوے تو محمد بن مسلمہ آیا سو اس نے اسکی گواہی دی (فتح)
حدثنا عبيد الله بن موسى عن هشام عن ابيه ان عمر نشد الناس من سمع
النبي صلى الله عليه وسلم قضى في السقط فقال المغيرة انا سمعته قضى فيه بغرة
عبد او امة قال ائت من يشهد معك على هذا فقال محمد بن مسلمة انا اشهد
على النبي صلى الله عليه وسلم بمثل هذا ترجمہ عروہ رض سے روایت ہے کہ عمر رض نے لوگوں سے
قسم کے ساتھ پوچھا کہ کون ہے جس نے سنا ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا بیچ بچے
میں جو عورت کے پیٹ سے گرے تو کہا مغیرہ رض نے کہ میں نے سنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے حکم کیا اسمیں ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی عمر فاروق رض نے کہا کہ لا جو گواہی دیوے
ساتھ تیرے اوپر اسکے تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
ساتھ ایسے حکم کے حدثنا محمد بن عبد الله قال حدثنا محمد بن سابق قال حدثنا زائدة
قال حدثنا هشام بن عروة عن ابيه انه سمع المغيرة بن شعبة يحدث عن عمر انه
استشارهم في املاص المرأة مثله ترجمہ مغیرہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رض نے مشورہ
لیا ان سے بیچ حکم اس عورت کے کہ کوئی اسکو مارے اور اسکے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے مثل
اسکی **ف** کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ ثابت کرنے دیت عورت
کے پیٹ کے بچے کے اور یہ کہ واجب اسمیں ایک بردہ ہے غلام ہو یا لونڈی اور یہ اس وقت
ہے جبکہ اسکے پیٹ سے بچہ مرا ہوا گرے سبب مار کے اور تصرف کیا ہے فقہا نے ساتھ
شبہ کرنے کے بردے کی عمر میں اور یہ حدیث کے مقتضے سے نہیں ہے اور مشورہ طلب کرنا

عمر کا اصل ہے بیچ سوال امام کے حکم سے جبکہ اُسکو معلوم نہو یا اُسکو شک ہو یا ثبوت کا ارادہ ہو
اور اسمین ہے کہ بعضے خاص واقعی اکابر پر پوشیدہ رہتے ہین اور جانتے ہین آنکو جو اُن سے
کم ہون اور اسمین رد ہے مقلد پر جبکہ استدلال کیا جاوے اسپر ساتھ اس حدیث کے جو اُسکے مخالف
ہو اور جواب دیوے کہ اگر یہ صحیح ہوتی تو مثلاً میرا امام اُسکو جانتا اسواسطے کہ جب عمر فاروق عنہ جیسے
شخص سے اسکا پوشیدہ رہنا جائز ہے تو پھر اُس سے پیچھے ہے اس سے پوشیدہ رہنا اُسکا زیادہ تر
جائز ہوگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ اسپر گواہ لا اُس شخص نے جو دیکھتا ہے
اعتبار عدد کو روایت مین اور شرط کرتا ہے کہ نہین مقبول ہے روایت مین کمتر دو سے جیسا کہ اکثر
گواہیون مین ہے اور یہ استدلال ضعیف ہی جیسا کہ کہا ابن دقیق العید نے کہ اسواسطے کہ مقرر ثابت
ہو چکا ہے قبول کرنا ایک کی خبر کا چند جگہون مین اور طلب کرنا عدد کا خاص جزری صورت مین
نہین دلالت کرتا ہے اوپر معتبر ہونے اُسکے کے ہر واقعہ مین واسطے جواز مانع خاص کے اس
صورت مین باوجود سبب کے جو تقاضا کرے ثابت کرنیکو اور زیادتی استظہار کو خاصکر جبکہ قائم
ہو قرینہ اور البتہ تصریح کی عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قصے مین کہ ارادہ کیا ہے اُس نے زیادہ ثبوت کا
اور یہ جو کہا املاص المرأۃ تو یہ صریح تر ہے اس مین کہ ضرور ہے منفصل ہونا بچے کا مردہ اور البتہ
شرط کی ہے فقہائے بیچ واجب ہونے بردہ کے جدا ہونا بچے کا پیٹ سے مرکر بسبب مار کے اور
اگر جدا ہووے زندہ پھر مر جاوے تو واجب ہے اسمین قصاص یا دیت پوری اور اگر اُسکی ماں مر گئی
اور وہ جدا نہوا تو نہین واجب ہے اُسپر کوئی چیز نزدیک شافعیہ کے واسطے نہونے یقین وجود
بچے کے کہ ہے یا نہین اور بنا بر اسکے کیا معتبر نفس انفصال ہے یا تحقق حصول بچے کا پیٹ
مین اسمین دو قول ہین اور ظاہر ہوتا ہے اثر اُسکا جبکہ اُسکا پیٹ چیرا جاوے اور اُسکے پیٹ مین
بچہ نظر آوے اور اُس وقت جبکہ مثلاً بچے کا سر نکلے بعد مار کے اور ماں مر جاوے اور وہ جدا نہوا
اور ابو داود نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فالقت غلاما قد نبت شعرہ یعنے اُس نے
لڑکا ڈالا جسکے بال اوگے تھے سو یہ حدیث صریح ہے بیچ انفصال کے یعنے لڑکا اُسکے پیٹ سے باہر گر
پڑا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ لڑکے آزاد
عورت کے اسواسطے کہ یہ قصہ اسکے حق مین وارد ہوا ہے اور البتہ تصرف کیا ہے اسمین فقہائے
سو کہا شافعیہ نے کہ واجب بیچ بچے لونڈی کے دسوان حصہ ہے اُسکی ماں کی قیمت کا جیسا کہ
آزاد عورت کے بچے مین دسوان حصہ ہے اسکی ماں کی دیت کا اور اسپر کہ حکم مذکور خاص ہے

ساتھ اسکے جسپر اسلام کے ساتھ حکم کیا جاوے یعنے مسلمان کہا جاوے اور نہیں تعرض کیا واسطے اس بچے کے جو یہودی ہو یا نصرانی اور یہ کہ قتل نذکو نہیں جاری ہے بجاے عمد کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر ذم تک بندی کی کلام مین اور محل مکروہ ہونیکا وہ ہے جو ظاہر تکلف ہو لیکن جبکہ ہو یہ بیچ باطل کرنے حق کے یا حق کرنے باطل کے اور اسپر اگر ہو ساتھ انسجام کے کہ وہ حق بات ہو یا مباح ہین تو اسمین کراہت نہیں ہے بلکہ کبھی مستحب ہوتا ہے جیسا کہ ہو اسمین اذعان مخالف کا واسطے فرمانبرداری کے اور جو بعض اوقات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہوا ہے تو وہ اتفاق سے واقع ہوا ہے واسطے بڑے ہونے بلاغت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ قصدًا (فتح) **بَابُ** جَنِیْنِ الْمَرْاَۃِ وَاَنَّ الْعَقْلَ عَلَی الْوَالِدِ وَعَصَبَۃِ الْوَالِدِ لَا عَلَی الْوَلَدِ عورت کے پیٹ کا بچہ اور یہ کہ اسکی دیت والد پر ہے اور والد کے عصبون پر نہ ولد پر **ف** کہا ابن بطال نے کہ مراد یہ ہے کہ قتل کیگئی عورت کی دیت قتل کرنے والی عورت کے والد پر ہے اور اسکے عصبون پر مین کہتا ہون اور قاتلہ کا باپ اور اسکے باپ کے عصبے ہین سو یہ مطابق ہے باب کی پہلی حدیث کے لفظ کو اور یہ کہ دیت اس عورت کے عصبات پر ہے اور نیز بیان کیا ہے اسکو دوسری حدیث کے لفظ نے کہ حکم کیا کہ اسکی دیت اسکے عاقلہ پر ہے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اسکو ساتھ لفظ والد کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے قصے کے بعضے طریقون مین اور یہ جو کہا نہ ولد پر تو مراد یہ ہے کہ لڑکا عورت کا جبکہ نہ ہو اسکے عصبون سے تو نہیں ہے اسپر دیت اس کی اسواسطے کہ دیت تو عصبون پر ہے سوائے ذوی الارحام کے اور اسی واسطے نہیں دیت لی جاتی ہے ان بھائیون سے جو ماں کی طرف سے ہون اور حدیث اسکو چاہتی ہے کہ جو عورت کا وارث ہوتا ہے اسپر اسکی دیت نہیں آتی اور اسپر سب علما کا اتفاق ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِیْ جَنِیْنِ امْرَاَۃٍ مِّنْ بَنِیْ لِحْیَانَ بِغُرَّۃٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَۃٍ ثُمَّ اِنَّ الْمَرْاَۃَ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا بِالْغُرَّۃِ تُوُفِّیَتْ فَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ مِیْرَاثَھَا لِبَنِیْھَا وَزَوْجِھَا وَاَنَّ الْعَقْلَ عَلٰی عَصَبَتِھَا

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا ایک عورت کی پیٹ کے بچے مین جو قوم بنی لحیان سے تھی ساتھ ایک بردی کے غلام ہو یا لونڈی پھر جس

وہ حق بات ہو یا مباح ہین تو اسمین

عصبے اس کی دیت کے

عورت پر ایک بردے کا حکم کیا تھا وہ مر گئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا کہ اسکی
میراث اسکی بیٹیوں اور خاوند کے واسطے ہے اور یہ کہ دیت اسکے عصبون پر ہے ف اور
اسامہ کی روایت مین ہے کہ اس عورت کے باپ نے کہا کہ اس عورت کی بیٹی اسکی دیت بھرین
تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی دیت اسکے عصبون پر ہے حَدَّثَنَا اَحْمَدُ
بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ
وَاَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَاَتَانِ مِنْ هُذَیْلٍ فَرَمَتْ
اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی بِحَجَرٍ قَتَلَتْهَا وَمَا فِیْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَقَضٰی اَنَّ دِیَةَ جَنِیْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ وَلِیْدَةٌ وَقَضٰی دِیَةَ الْمَرْاَةِ عَلٰی عَاقِلَتِهَا ترجمہ
ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ قوم ہذیل کی دو عورتین آپسمین لڑین سو ایک نے دوسرے کو پتھر
مارا سو قتل کیا اسکو اور اسکے پیٹ کے بچے کو سو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جھگڑتی
آئی سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا کہ اسکے پیٹ کے بچے کی دیت ایک بردہ ہے
غلام ہو یا لونڈی اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا کہ اسکی دیت عصبون پر ہے باب
مَنِ اسْتَعَارَ عَبْدًا اَوْ صَبِیًّا جو عاریت لیوے غلام یا لڑکا ف اور مناسبت اس باب
کی کتاب سے یہ ہے کہ اگر ہلاک ہو جاوے تو واجب ہے اسمین قیمت غلام کی یا دیت آزاد کی وَیُذْکَرُ
وَیُذْکَرُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ بَعَثَتْ اِلٰی مُعَلِّمِ الْکُتَّابِ اَبْعَثْ اِلَیَّ غِلْمَانًا یَنْفُشُوْنَ صُوْفًا
وَلَا تَبْعَثْ اِلَیَّ حُرًّا ترجمہ اور ذکر کیا جاتا ہے کہ ام سلمہ نے معلم کتاب کو کہلا بھیجا کہ لڑکون کو
میرے پاس بھیج کہ صوف یعنے اون کو دھنین اور نہ بھیج میری طرف کسی آزاد کو حَدَّثَنِیْ
عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ اَخَذَ اَبُوْ طَلْحَةَ بِیَدِیْ فَانْطَلَقَ
بِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ کَیِّسٌ فَلْیَخْدُمْكَ
قَالَ فَخَدَمْتُهٗ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ لِیْ لِشَیْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰکَذَا
وَلَا لِشَیْءٍ لَمْ اَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰکَذَا ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ جب حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے مین تشریف لائے یعنے ہجرت کر کے تو ابو طلحہ نے میرا ہاتھ پکڑا
اور مجھکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیگیا سو کہا یا حضرت مقرر انس دانا لڑکا ہے سو
چاہیئے کہ آپکی خدمت کیا کرے کہا انس رضہ نے سو مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

کی حضر مین اور سفر مین سو قسم ہے اللہ تعالی کی کہ نہیں کہا مجھسے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی چیز کیواسطے جو مینے کی کہ تونے یہ اسطرح کیون کی اور نہ کسی چیز کے واسطے جو مین نے نہ کی کہ تونے یہ اسطرح کیون نہ کی **ف** کہا ابن بطال نے سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ام سلمہ نے آزاد کی شرط کی اس واسطے کہ جمہور علما کہتے ہین کہ جو نابالغ آزاد سے یا غلام سے بدون اجازت اسکے مالک کی مدد لیوے کسی کام مین اور وہ دو تو اس کام سے ہلاک ہو جاوین تو وہ ضامن ہے غلام کی قیمت کا اور اسپر دیت آزاد کی سو وہ اسکے عصبون پر ہے اور اس فرق مین نظر ہے اور بعضون نے کہا کہ یہ فعل محمول ہے اسپر کہ وہ سب کی مان ہین بنا بر اسکے پس نہیں فرق ہے درمیان آزاد اور غلام کے اور کہا کرمانی نے شاید غرض ام سلمہ کی آزاد کے منع کرنے سے اکرام ہے آزاد کا اور پہنچانا عوض کا اسواسطے کہ وہ بر تقدیر ہلاک ہونے اسکے کے اس عمل مین نہیں ضامن ہوتے ہین اسکو برخلاف غلام کے کہ اسکا بدلا اسپر ہے اگر ہلاک ہو اور اسمین دلیل ہے اسپر کہ جائز ہے خدمت لینا آزاد آدمی سے اور ہمسایون کی اولاد سے جسمین بڑی مشقت نہو اور نہ اس سے تلف کا خوف ہو اور مناسبت اثر ام سلمہ کی انس رضہ کے قصے سے یہ ہے کہ دونون مین خدمت لینا ہے چھوٹے لڑکے سے اسکے ولی کی اذن سے اور وہ جاری ہے اوپر عرف کے جائز ہے بیچ اسکے اور خاص کیا ام سلمہ رضہ نے غلامون کو اسواسطے کہ عرف جاری ہے اوپر راضی ہونے مالکون کے ساتھ خدمت لینے کی انکے غلامون سے ہلکے کام مین جسمین مشقت نہو برخلاف آزادون کے کہ نہین جاری عادت ساتھ تصرف کرنے کے بیچ انکے ساتھ خدمت کے جیسا کہ تصرف کیا جاتا ہے غلامون مین اور اسپر قصہ انس رضہ کا سو وہ یہ ہے کہ وہ مان کی پرورش مین تھا سو اسکی مان یعنے ام سلیم نے مصلحت دیکھی کہ انس رضہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرے اسواسطے کہ اسمین دنیا اور آخرت دونو کا نفع ہے اور اسکا خاوند بھی اسکے ساتھ تھا سو کبھی حاضر کرنا ابو طلحہ کی طرف نسبت کیا گیا اور کبھی ام سلیم کی طرف اور کہا کرمانی نے کہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ خدمت مستلزم ہے اعانت کو (فتح) **بَابُ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ** کان کا بدلہ نہین اور کوئین کا بدلا نہین **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ جانور کے زخم کا بدلا نہیں یعنے اگر کسی کا جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اُسکے مالک پر ڈانڈ نہیں اور اگر مزدور کنوان کھودنے مین مرجاوے تو بدلا نہین اور اسیطرح اگر مزدور کہان کھودنے مین مرجاوے تو بدلا نہین یعنے کہدانے والے پر کچھ عوض اور ڈانڈ نہین اور گڑے خزانے پانی مین پانچوان حصہ ہے بیت المال کا **ف** مراد جانور سے وہ جانور ہے جو اپنے مالک سے چھوٹ جاوے سو جو اُس حالت مین نقصان کرے اُسکا ڈانڈ اُسکے مالک پر نہین اور مراد کوئین سے قدیمی کنوان ہے جسکا کوئی مالک معلوم نہو کہ اگر کوئی آدمی یا جانور اُسمین پڑکر مرجاوے تو کسی پر کچھ چیز اور اسی طرح اگر کوان کہودے اپنے ملک مین یا بے آباد زمین اور اُسمین کوئی آدمی وغیرہ گرکر مرجاوے تو اُسپر کچھ بدلہ نہین جبکہ وہ اُسکا سبب نہو اور اسیطرح اگر کسی کو کنوان کہودنے کے واسطے یا کھان کھودنے کے واسطے . . . . مزدور رکھے اور کنوآن یا کھان پہٹ پڑے اور مزدور دب کر مرجاوے تو کہدانے والے پر کچھ بدلا اور ڈانڈ نہین اور جو مسلمانون کے راہ مین یا غیر کے ملک مین کنوان کہودے اور اسمین کوئی گرکر مرجاوے تو واجب ہے بدلا اُسکا کہدانے والے کے عصبون پر اور کفارہ اُسکے مال مین اور اگر آدمی کے سوائے کوئی اور چیز اسمین مرجاوے تو واجب ہے بدلا اُسکا کہدانے والے کے مال مین اور ملحق ہے ساتھ کنوئین کے ہر گڑھا بنانا تفصیل مذکور کے اور مراد زخم سے ہر چیز ہے جو ملف ہو خاص زخم ہی مراد نہین بلکہ شامل ہے حکم ہر تلف اور نقصان کو نفس مین ہو یا مال مین مخالفت کی ہے اسمین حنفیہ نے سو کہا اُنہون نے کہ کنوان کہدانے والا ضامن ہے مطلق واسطے قیاس کرنے کے اسپر چوپائے پر سوار ہو اور نہین جائز ہے اقتباس کرنا ساتھ نص کے اور اسی طرح اگر مزدور رکھے کسی کو کہجور پر چڑھنے کے واسطے اور وہ کہجور سے گرکر مرجاوے تو اُسکا بہی یہی حکم ہے کہ چڑھانے والے پر کچھ بدلا اور ڈانڈ نہین (فتح) **بَابُ الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ** جانور کے مارنے کا بدلا نہین **ف** اسکے واسطے جدا باب باندھا ہے اسواسطے کہ اسمین وہ تفریعات ہین جو زیادہ ہین کنوئین اور کھان پر (فتح) وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ كَانُوْا يُضَمِّنُوْنَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ ترجمہ اور کہا ابن سیرین نے کہ نہ بدلہ لیتے تہے لوگ چوپائے کے لات مارنے سے یعنے اگر چوپایہ کسی کو لات مارے تو اُسکے مالک پر اُسکا تاوان نہین اور بدلہ لیتے تہے لگام کے پہیرنے سے یعنے اگر آدمی چوپایے پر سوار ہو اور اُسکی لگام کو مروڑے اور وہ اپنی پیر سے کوئی چیز تلف

کرڈالے تو لازم ہے اُسپر بدلا اور ڈانڈ اُسکا **ف** اور اگر وہ بدون اُسکے چھیڑنے کے
کسی چیز کو تلف کرے تو اسپر کچھ بدلا نہیں (فتح) وَقَالَ حَمَّادٌ لَا يُضْمَنُ مِنَ النَّفْحَةِ إِلَّا أَنْ يَنْخُسَ
الْإِنْسَانُ الدَّابَّةَ **ترجمہ** اور کہا حماد نے کہ نہیں بدلا ہے اُسپر لات مارنے سے مگر یہ کہ کوئی آدمی
چوپایہ کو چوکے اور چھیڑے لکڑی وغیرہ سے وَقَالَ شُرَيْحٌ لَا يُضْمَنُ مَا عَاقَبَتْ أَنْ يَضْرِبَهَا
فَتَضْرِبَ بِرِجْلِهَا **ترجمہ** اور کہا شریح نے نہیں ڈانڈ ہے مالک پر چوپایہ کے دولتی مارنے
کا یعنے کوئی شخص چوپایہ کو مارے اور چوپایہ اُسکو دولتی مارے وَقَالَ الْحَكَمُ وَحَمَّادٌ إِذَا
سَاقَ الْمُكَارِي حِمَارًا عَلَيْهِ امْرَأَةٌ فَتَخِرُّ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ **ترجمہ** اور حکم اور حماد نے کہا کہ
جب ہانکے کرایہ کرنے والا گدھے کو جسپر عورت سوار ہو اور عورت گر پڑے تو اسپر کچھ چیز نہیں
یعنے اسپر بدلا اور ڈانڈ نہیں وَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْعَبَهَا فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا
أَصَابَتْ وَإِنْ كَانَ خَلْفَهَا مُتَرَسِّلًا لَمْ يَضْمَنْ **ترجمہ** اور کہا شعبی نے جب چوپایہ کو ہانکے
سو اُسکو مشقت میں ڈالے یعنے اور وہ تنگ ہو کر کسی آدمی کو تلف کرے تو وہ ضامن ہے یعنی واجب
ہے اُسپر تاوان اُسکا جو اُس نے تلف کیا اور اگر اُسکے پیچھے آرام سے معمولی چال سے چلتا ہو تو
اسپر تاوان نہیں **ف** کہا ابن بطال نے کہ فرق کیا ہے حنفیہ نے اُس چیز میں کہ تلف کرے
چوپایہ اپنے ہاتھ پاؤں سے سو کہا اُنہوں نے کہ اگر چوپایہ اپنے ہاتھ اور منہ سے کوئی چیز تلف
کرے تو اُسکا بدلا واجب ہے اور اگر اپنے پیر اور دم سے کوئی چیز تلف کرے تو اُسکا بدلا نہیں سو
بخاری نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ قول اُنکا مردود ہے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اُسکو
کوفے کے اماموں سے جو اُنکے مخالف ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے اُنکے واسطے ساتھ اُسکے
کہ نہیں ممکن نگہبانی پیر اور دم سے برخلاف ہاتھ اور منہ کے اور حجت پکڑی ہے اُس نے ساتھ
روایت سفیان بن حسین کے الرجل جبار یعنے پاؤں کا بدلا نہیں اور کہا حفاظ نے کہ یہ روایت
غلط ہے اور اگر صحیح ہوتا تو بھی معاف ہی ساتھ قیاس کے پاؤں پر اور ہر ایک دونوں سے مقید ہے
ساتھ اُسکے جبکہ اُسکے ساتھ والے کے واسطے چھیڑنا نہ ہو اور نہ سبب ہونا اور احتمال ہے کہ کہا
جاوے کہ حدیث الرجل جبار مختصر ہے اس حدیث سے العجماء جبار اسواسطے کہ وہ ایک فرد
عجماء کے فردوں سے اور وے لوگ نہیں قائل ہیں ساتھ تخصیص عموم کے مفہوم سے سو نہیں ہے
حجت اُنکے واسطے بیچ اُسکے اور کہا بیہقی نے کہ یہ زیادتی وہم ہے اور نزدیک حنفیہ کی خلاف
ہے سو کہا اکثر نے کہ نہیں ضامن ہے سوار اور کھینچنے والا آگے سے پیر اور دم میں مگر یہ کہ

اسکو راہ مین کھڑا کرے اور اسپر ہانکنے والا پیچھے سے سو بعضون نے کہا کہ ضامن ہے اسکا جو تلف کرے اپنے ہاتھ اور پاؤن سے اس واسطے کہ لات مارنا اسکے سامنے ہے سو ممکن ہے احتراز اس سے اور راجح نزدیک انکے یہ ہے کہ وہ لات مارنے سے ضامن نہین اگرچہ اسکو دیکھتا ہو اس واسطے کہ نہین اسکے پاؤن پر وہ چیز جس سے اسکو منع کرے سو نہین ممکن ہے بچنا اس سے برخلاف منہ کے کہ منع کرتا ہے اسکو لگام سے (فتح) **حدثنا مسلم** قال حدثنا شعبة عن محمد بن زیاد عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال العجماء عقلها جبار والمعدن جبار والبئر جبار وفی الرکاز الخمس **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چوپائے کی دیت معاف ہے یعنے اسکے تلف کا بدلا نہین اور جو تلف کرے اسکی دیت اور چٹی نہین اور اگر مزدور کنواں کھودنے مین مرجاوے تو کھدوانے والے پر بدلہ نہین اور اگر مزدور کھان کھودنے مین مرجاوے تو کھدوانے والے پر بدلا نہین اور گڑے مال مین پانچوان حصہ اللہ کا ہے **ف** ایک روایت مین ہے کہ جانور کے زخم کا بدلہ نہین تو ذکر جرح کا نہین بلکہ مراد ساتھ اسکے تلف کرنا اسکا ہے جس وجہ سے کہ ہو برابر ہے کہ زخم سے ہو یا کسی اور وجہ سے اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اطلاق اسکے کے اس نے جو کہتا ہے کہ نہین بدلہ ہے اسکا جو چوپایہ تلف اور نقصان کرے برابر ہے کہ تنہا ہو یا اسکے ساتھ کوئی ہو دربرابر ہے کہ اسپر سوار ہو یا ہانکنے والا یا کھینچنے والا اور یہ قول ظاہریہ کا ہے لیکن اگر اسکو چھیڑے یا لگام مروڑے یا اور کسی طرح سے اسکو باعث ہو اور بھڑکاوے اور وہ اسکو تلف کر ڈالے تو اسپر بدلہ ہے اور کہا شافعیہ نے کہ اگر چوپائے کے ساتھ کوئی آدمی ہو تو واجب ہے اسپر ڈانڈ جو تلف کرے چوپایہ اپنے ہاتھ پاؤن سے مطلق ہر صورت مین اور ہر حال مین اور حکایت کیا ہے اسکو ابن عبدالبر نے جمہور سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ نہین فرق ہے بیچ تلف کرنے چوپائے کے کھیتی وغیرہ کو رات مین اور دن مین اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور کہا جمہور نے کہ اگر دن مین کھیتی وغیرہ کو تلف کرے تو بدلہ نہین اور اگر رات کو اسکے قصور سے چھوٹ جاوے اور کسی کا کچھ نقصان کرے تو وہ اسکا ضامن ہے اس واسطے کہ ابوداؤد اور نسائی وغیرہ مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کا جانور رات کو کسی کا نقصان کرے تو واجب ہے بدلا اسکا چوپائے کے مالک پر اور واجب ہے باغ والون پر نگہبانی انکی دن کو اور مواشی والون پر نگہبانی انکی رات کو اور اشارہ کیا ہے طحاوی نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ

حدیث باب کے اور تعقب کیا ہے اسکا علما نے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا باوجود نہ معلوم
ہونے تاریخ کے بلکہ حدیث باب کی عام ہے اور مراد اس سے خاص ہے یعنے ایک حال مین
جانور کے تلف کا بدلہ نہین اور ایک حال مین ہے (فتح) **بَابُ** اِثْمِ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ
جُرْمٍ جو عہد و پیمان والے کافر کو مار ڈالے بغیر قصور کے اسکا گناہ **ف** یہ قید اگرچہ حدیث مین مذکور
نہین لیکن معلوم ہے شرع کے قاعدے سے اور ذمی منسوب ہے طرف ذمہ کے اور ذمہ کے معنے ہین
عہد و پیمان **حَدَّثَنَا** قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا
مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا
مُعَاهَدَةً لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا **ترجمہ**
عبداللہ بن عمرو رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو قول قرار والی
جان کو مار ڈالیگا وہ بہشت کی بو نہ سونگھے گا اور مقرر بہشت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے
معلوم ہوتی ہے **ف** معاہد اور ذمی اس کافر کو کہتے ہین جو مطیع اسلام ہو اور امام نے اسکو
پناہ دی ہو اور مراد ساتھ اسکے وہ شخص ہے جس سے مسلمانون نے عہد و پیمان کیا ہو برابر ہے
کہ عقد جزیہ پر ہو یا صلح پر بادشاہ سے یا کسی مسلمان نے اسکو امان اور پناہ دی ہو اور یہ جو کہا
کہ بہشت کی خوشبو نہ پاویگا تو مراد ساتھ اس نفی کے اگرچہ عام ہے لیکن مراد اس سے تخصیص
کرنا ہے ساتھ کسی وقت خاص کے یعنے ایک وقت خاص مین وہ بہشت کی بو نہ پاویگا اسواسطے کہ دلائل
عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جو مر جاوے مسلمانی کی حالت مین یعنے با ایمان مر جاوے اگرچہ
کبیرے گناہ والون مین ہو تو اسکو مسلمان کہا جاتا ہے اور وہ دوزخ مین ہمیشہ نہین رہیگا بلکہ
انجام اسکا بہشت ہے آخر مین بہشت مین داخل ہوگا اگرچہ اسکو اس سے پہلے عذاب کیا جاوے
اور یہ جو فرمایا کہ چالیس برس کی راہ سے تو ایک روایت مین ہے کہ ستر سال کی راہ سے اور ایک
روایت مین ہے کہ پانچسو برس کی راہ سے اور ایک روایت مین ہے کہ ہزار برس کی راہ سے
تو کہا کرمانی نے کہ مقصود مبالغہ کرنا ہے کثرت مین اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے بیچ تطبیق
کے یہ ہے کہ کہا جاوے کہ چالیس سال اکثر زمانہ ہے جو پاویگا ساتھ اسکے خوشبو بہشت کی وہ شخص
جو موقف مین ہے اور ستر سال اس سے زیادہ ہے یا ذکر کیا گیا ہے واسطے مبالغہ کے اور پانچسو
پھر ہزار سال اکثر ہے اسی طرح سے اور مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور اعمال کے سو جو پاویگا
دور مسافت سے وہ افضل ہے ... سے جو پاویگا اسکو قریب مسافت سے اسواسطے کہ ...

پاویگا اُسکا ادراک زیادہ ہوگا اُس سے جو اُسکو قریب سے پاویگا اور اُسکی قوت سونگھنے کی نہایت تیز ہوگی پس یہ مختلف ہے باعتبار اختلاف مراتب اور درجات کے اور کہا ابن عربی نے کہ بہشت کی خوشبو نہیں پائی جاتی ہے طبیعت سے اور نہ عادت سے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ پائی جاتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ پیدا کریگا اللہ تعالے ادراک اُسکی سے سو جسکو اللہ تعالے چاہے گا کبھی تو وہ اُسکو ستر برس کی راہ سے پاویگا اور کبھی پانچسو برس کی راہ سے اور استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس حدیث کے اسپر کہ مسلمان جب معاہد اور ذمی کافر کو مار ڈالے تو اس کو انکے بدلے قتل نہ کیا جاوے اسواسطے کہ حدیث میں صرف اخروی سزا کو ذکر کیا ہے دنیاوی سزا کو ذکر نہیں کیا (فتح) **باب لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ** نہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے کافر کے **ف** اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں لازم آتا ہے وعید شدید سے اوپر قتل کرنے ذمی کے جو اس سے پہلے باب میں مذکور ہے یہ کہ ہر مسلمان کو اُسکے بدلے اور قصاص میں مارا جاوے جبکہ قتل کرے اُسکو مسلمان جان بوجھ کے اور یا اشارہ ہے اس طرف کہ جبکہ نہیں قتل کیا جاتا ہے مسلمان کو بدلے کافر کے تو نہیں جائز ہے اُسکے واسطے قتل کرنا ہر کافر کا بلکہ حرام ہے اُسپر قتل کرنا ذمی اور معاہد کا بغیر استحقاق کے (فتح)

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَلِيًّا هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْاٰنِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْاَسِيْرِ وَاَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ **ترجمہ** ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے علیؓ سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز ہے جو قرآن میں نہیں کہا کہ بیان دیت کا اور چھوڑنا قیدی کا اور یہ کہ نہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے کافر کے **ف** یہ جو کہا کہ نہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے کافر کے تو لیا ہے اُسکو جمہور نے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے مارنا جائز نہیں مگر یہ کہ لازم آتا ہے مالک کے قول سے رہزن میں اور جو اُسکے معنے میں ہے کہ جب قتل کرے کسی سے چھپکر یہ کہ قتل کیا جاوے اگرچہ مقتول ذمی ہو مستثنے ہونا اس صورت کا عموم منع قتل مسلم کے سے بدلے کافر کے اور نہیں مستثنے ہے حقیقت میں اس واسطے کہ اُسمیں معنے ہیں اور وہ فساد ہے زمین میں اور مخالفت کی حنفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے ذمی کافر کے جبکہ قتل کرے اُسکو ناحق اور نہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے مستامن کے یعنے جو بادشاہ اسلام سے امان لیکر

دار الاسلام میں تجارت وغیرہ کے واسطے آوے اور عشر دینا قبول کرے اور شعبی اور نخعی سے روایت ہے کہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے یہودی اور نصرانی کے سوائے مجوسی کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اسکے کہ مراد کافر سے اس حدیث میں وہ کافر ہے جو حربی ہو اسواسطے کہ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے ولاذو عہد فی عہدہ پس تقدیر کلام کی یہ ہے کہ نہ قتل کیا جاوے مسلمان کو اور نہ عہد والے کو بدلے کافر کے اسواسطے کہ یہ عطف خاص کا ہے عام پر پس یہ تقاضا کرتا ہے اسکی تخصیص کو اسواسطے کہ جس کافر کے بدلے عہد والے کو قتل کیا جاتا ہے وہ حربی ہے نہ مساوی اسکا اور نہ اعلے پس نہ باقی رہیگا جو قتل کیا جاوے بدلے عہد والے کے مگر حربی پس واجب ہے کہ جس کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جاتا وہ حربی ہو تا کہ عطف معطوف برابر ہو جاوے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ یہ حدیث کل طریقوں سے ضعیف ہے اور نیز اصل عدم تقدیر ہے اور کلام مستقیم ہے بدون اسکے جبکہ جملہ کو مستانفہ ٹھیرایا جاوے اور تائید کرتا ہے اسکی یہ کہ حدیث صحیح میں صرف پہلے جملے کو ذکر کیا ہے اور بر تقدیر تسلیم عطف کے پس مشارکت اصل نفی میں ہے نہ ہر وجہ سے اور کہا سمعانی نے کہ نہیں صحیح ہے حمل کرنا اسکا مستامن پر اسواسطے کہ عبرت ساتھ عموم لفظ کے ہے یہانتک کہ قائم ہو دلیل تخصیص پر اور کہا شافعی نے کہ اسکے معنے یہ ہیں کہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے کافر کے قصاص میں اور نہ قتل کیا جاوے عہد والے کو جب تک کہ اسکا عہد باقی ہو اور کہا کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو معلوم کروایا کہ انکے اور کافروں کے درمیان قصاص نہیں تو انکو معلوم کروایا کہ اہل ذمہ اور عہد والوں کے خون انپر حرام ہیں ناحق سو فرمایا کہ نہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے کافر کے اور نہ عہد والے کو اسکے عہد میں اور نیز حجت پکڑی ہے حنفیہ نے ساتھ حدیث ابن عمرؓ کے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کیا مسلمان کو بدلے کافر کے کہا دارقطنی نے کہ اسکا راوی ابراہیم ضعیف ہے اور کہا بیہقی نے کہ اسکے راوی نے اسمیں خطا کی ہے پس نہیں حجت پکڑی جاویگی ساتھ اس چیز کے جسکے ساتھ منفرد ہو چہ جائیکہ مرسل ہو اور چہ جائیکہ مخالف ہو اور بر تقدیر تسلیم منسوخ ہے اسواسطے کہ حدیث باب کی لا یقتل مسلم بکافر فتح مکہ کے دن کی ہے (فتح الباری)

باب اِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُوْدِيًّا عِنْدَ الْغَضَبِ رَوَاهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب مسلمان یہودی کو غصے کے وقت طمانچہ مارے یعنے نہیں واجب ہے

اسمین قصاص جیساکہ اہل ذمہ سے ہو اور شاید اُس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ مخالف کی رائے یہ ہے کہ طمانچہ مین قصاص ہے سو جب نہ قصاص لیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے ذمی کے مسلمان سے تو اُس نے دلالت کی اسپر کہ نہین جاری ہے قصاص لیکن سارے کوفے والے طمانچہ مین قصاص کو نہین دیکھتے تو یہ اعتراض خاص ہے ساتھ اُسکے جو اُن مین سے اسکا قائل ہے (فتح) روایت کیا ہے اُسکو ابوہریرہ رض نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنے جیساکہ احادیث انبیا مین گذر چکا ہے موسے کے قصے مین کہ یہودی نے کہا کہ میرے واسطے عہد و پیمان ہے **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ **ترجمہ** ابوسعید رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب پیغمبرون سے مجھکو بہتر نہ کہو **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیَی الْمَازِنِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْیَهُوْدِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهٗ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِكَ مِنَ الْاَنْصَارِ لَطَمَ فِیْ وَجْهِیْ قَالَ ادْعُوْهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ مَرَرْتُ بِالْیَهُوْدِ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ وَالَّذِی اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْبَشَرِ قَالَ فَقُلْتُ اَعَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَتْنِیْ غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهٗ قَالَ لَا تُخَیِّرُوْنِیْ مِنْ بَیْنِ الْاَنْبِیَاءِ فَاِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰی اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَفَاقَ قَبْلِیْ اَمْ جُزِیَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ **ترجمہ** ابوسعید خدری رض سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا کہ البتہ اُسکے منہہ پر طمانچہ مارا گیا تھا سو اُس نے کہا اے محمد تیرے اصحاب سے ایک انصاری مرد نے میرے منہہ پر طمانچہ مارا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُسکو بلاؤ لوگون نے اُسکو بلایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے اُسکے منہہ پر طمانچہ کیون مارا اُس نے کہا یا حضرت مین یہودی پر گذرا تھا سو مین نے اُس سے سنا کہتا تھا قسم ہے اُسکی جسنے موسٰی کو سب آدمیون سے برگزیدہ کیا یعنے موسٰے سب عالم سے بہتر ہین تو مین نے کہا کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بہتر ہین سو مجھکو غصہ آیا تو مین نے اُسکو طمانچہ مارا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ مجھکو سب پیغمبروں سے بہتر اور افضل نہ کہو اسواسطے کہ لوگ قیامت کے دن بیہوش
ہو جاوینگے یعنے صور کے آواز سے تو اول اول مین ہوش مین آؤنگا تو ناگہان مین موسیٰ کو اس
طرح پر دیکہونگا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہین سو مین نہین جانتا کہ موسیٰ مجہسے پہلے ہوش مین آئے
یا کوہ طور کی بیہوشی انکی مجرا ہو گئی **ف** اور اس حدیث مین طلب تعدی کی ہے مسلمانون پر
اور اٹھانا اس کا طرف حاکم کی اور سننا حاکم کا اسکو دعوے کو اور سیکہنا اس شخص کا جو نہ پہچانتا ہو حکم جو
پوشیدہ ہو اور اسکے اس سے اور کفایت کرنا ساتھ اسکے مسلمان کے حق مین اور یہ کہ ذمی جب ایسی
بات کہی جسکا اسکو علم نہو تو جائز ہے واسطے مسلمان کے کہ اسکو اسپر تعزیر دیوے (فتح الباری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب استتابۃ المعاندین والمرتدین وقتالهم

توبہ طلب کرانا معاندون اور مرتدون سے اور لڑنا ان سے

باب اثم من اشرک باللہ وعقوبتہ فی الدنیا والاخرۃ وقال اللہ تعالے ان الشرک لظلم عظیم ولئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین باب ہے بیچ گناہ اس شخص کے جو شرک کرے ساتھ اللہ تعالے کے اور سزا اسکی دنیا اور آخرت مین اور خدا تعالے نے فرمایا بیشک شرک بڑا ظلم ہے اور اگر تو نے شرک کیا تو تیرا کیا اکارت ہو گا اور البتہ تو ٹوٹا پانے والون سے ہو گا **ف** کہا ابن بطال نے کہ پہلی آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہین اور اصل ظلم کی رکھنا چیز کا ہے بیچ غیر جگہہ اسکی کے یعنے چیز کا بیجا رکہنا اور شرک اصل ہے اسکی جسنے رکہا چیز کو اپنی غیر جگہہ مین اسواسطے کہ ٹھیرایا ہے اسنے اسکے واسطے جسنے اسکو عدم سے وجود کی طرف نکالا مساوی اور برابر سو نسبت کیا نعمت کو طرف غیر اس شخص کی جسنے نعمت عطا کی اور دوسری آیت مین خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور مراد اس سے آپکی امت ہے اور حبط مذکور مقید ہے ساتھ مرنے کے شرک پر واسطے دلیل اس آیت کے فیمت وہو کافر فاولئک حبطت اعمالہم (فتح)

حدثنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا جریر عن الاعمش عن ابراہیم عن علقمۃ عن عبداللہ قال لما نزلت ہذہ الایۃ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم شق ذلک علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا اینا لم یلبس ایمانہ بظلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لیس بذلک الا تسمعون الی قول لقمان ان الشرک لظلم عظیم

ترجمہ عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ جب یہہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے

مین ظلم کو نہ ملایا انکو قیامت مین امن امان ہے تو یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحاب
پر بہت بھاری پڑی اور انہون نے کہا کہ ہم لوگون مین سے کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم
اور گناہ نہین کرتا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ اسکا مطلب یون نہین کیا تمنے
لقمان کا قول نہین سنا کہ مقرر شرک کرنا بڑا ظلم ہے **ف** ظلم بیجا چیز رکھنے کا نام ہے اور
کفر بھی بیجا کام ہے تو اصحاب نے ظلم کے معنے کو عام سمجھا تھا اسواسطے گھبرائے کہ آدمی اگر
کفر اور کبیرے گناہون سے بچے تو ہر ایک صغیرے گناہ سے نہین بچ سکتا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس آیت مین ظلم سے مراد شرک ہی گناہ مراد نہین جو تم گھبرائے ہو جنانچہ
حدیث کے بعضے طریقون مین ظلم کی تفسیر موجود ہے کہ مراد اس سے شرک ہے اور اسی طرح
مروی ہے ایک جماعت اصحاب اور تابعین سے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ خاص
ہے اسکے ساتھ جس نے ہجرت نہین کی اور کہا طبری نے ٹھیک بات یہ ہے کہ وہ ساری مسلمانو
کے واسطے ہے اور کہا طیبی نے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ لبس کا لفظ
اس بات سے انکار کرتا ہے کہ ظلم کو اس جگہہ شرک کے ساتھ تفسیر کیا جاوے اس علت سے کہ لبس کے
معنے مین خلط اور وہ نہین صحیح ہے اس جگہہ اس واسطے کہ کفر اور ایمان جمع نہین ہوتی اور جواب
دیا ہے اس نے ساتھ اسکے کہ مراد ساتھ الذین امنوا کی عام تر ہے مومن خالص وغیرہ سے اور
حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اسکے کہ اسم اشارہ ساتھ صلہ اپنے کے تقاضا کرتا ہے کہ اس کا
مابعد من قبلہ کے واسطے ثابت ہوپس واجب ہے کہ ہو ظلم عین شرک کا اسواسطے کہ اس سے پہلی آیت
مین شرک کا ذکر ہے اور اسپر معنے لبس کے سو لبس ایمان کا ساتھ ظلم کے یہ ہے کہ خدا تعالے
کے وجود کی تصدیق کرے اور اسکے ساتھ اسکے غیر کی عبادت کو ملاوے اور تائید کرتا ہے اسکی
یہ قول خدا تعالے کا وما یومن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون اور پہچانی گئی ساتھ اسکے مناسبت اس
آیت کے ذکر کرنے کی مرتد کے باب مین اور اسی طرح وہ آیت جسکے ساتھ باب کو شروع کیا اور اسپر آیت
دوسری تو کہا انہون نے کہ وہ قضیہ شرطیہ ہے نہین مستلزم ہے وقوع کو اور بعضون نے کہا کہ خطاب حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور مراد امت ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ
الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ **ح** وَحَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ
اِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ

الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ ثَلَاثًا أَوْ قَوْلُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ **ترجمہ** ابو بکرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کبیرے گناہون مین بہت بڑے گناہ یہ ہین خدا تعالے کا شریک مقرر کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی اور جھوٹی گواہی تین بار فرمایا یا فرمایا جھوٹی بات پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اسکو مکرر کہتے رہے یہانتک کہ ہمنے کہا کہ کاش حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چپ ہوتے **ف** اس حدیث کی شرح ادب مین گزر چکی ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْكَبَائِرُ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْيَمِينُ الْغَمُوسُ قُلْتُ وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ قَالَ الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو رضہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت کبیرے گناہ کیا ہین فرمایا کہ خدا تعالے کا شریک مقرر کرنا اس نے کہا پھر کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر ماں باپ کی نافرمانی اس نے کہا پھر کیا فرمایا پھر جھوٹی قسم مین نے کہا اور کیا ہے جھوٹی قسم فرمایا جو چھین لیوے مال کسی مسلمان کا جھوٹی قسم کھا کر **حَدَّثَنَا** خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ **ترجمہ** ابن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت کیا ہمکو مواخذہ ہوگا اس عمل کا جو ہمنے جاہلیت کے وقت مین کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسنے اسلام مین نیکی کی اسکو جاہلیت کے عمل کا مواخذہ نہین ہوگا اور جس نے اسلام مین بدی کی تو اسکو پہلے اور پچھلے دونون کا مواخذہ ہوگا یعنے جو بدی اسلام سے پہلے کی اور جو بدی پیچھے کی **ف** کہا خطابی نے کہ ظاہر اسکا خلاف ہے اس چیز کا جسپر امت کا اجماع ہے کہ اسلام پہلے سب گناہون کو مٹا دیتا ہے اور خدا تعالے نے فرمایا کہہ کافرون سے کہ اگر باز رہین تو انکی مغفرت ہوگی پہلے گناہون سے اور معنے اس حدیث کے یہ ہین کہ کافر جب اسلام لاوے تو اسکو مواخذہ نہین ہوتا اسکے گذرے گناہون کا پھر اگر مسلمان ہوکے نہایت بدی کرے اور سخت گناہون پر سوار ہووے اور حالانکہ وہ اسلام پر بدستور ہو تو سوا اسکے کچھ نہین کہ اسکو مواخذہ ہوگا اس گناہ پر جو اس نے اسلام مین کیا اور جھڑکی دیجاویگی اسکو اسپر جو اس نے کفر کی

حالت مین بدی کی اور اُسکا حاصل یہ ہے کہ اس نے تاویل کیا ہے اول مواخذہ کو ساتھ تبکیت اور
رولانے کے اور آخر کو ساتھ عقوبت کے اور اوسنے قول خطابی کے غیر کا ہے کہ مراد ساتھ اسارت
کے حدیث مین کفر ہے اسواسطے کہ وہ نہایت ہے بدی کی اور اشد ہے گناہون مین پھر جب مرتد ہو جاوے
اور کفر پر مر جاوے تو ہوگا وہ مثل اُس شخص کی جو مسلمان نہین ہوا سو اُسکو سب اگلے گناہون کا عذاب
ہوگا اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے بعد حدیث اکبر الکبائر
الشرک کے اور وارد کیا ہے ہر ایک کو ابواب المرتدین مین اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب سے
کہ معنے اس حدیث باب کے یہ ہین کہ جو نیکی کرے اسلام مین ساتھ تمادی اور ہمیشگی کرنے کے
اُسکی محافظت پر اور قائم ہونے کے ساتھ شرطون اُسکی کے تو نہین مواخذہ ہوگا اُسکو اُس عمل کا
جو کفر کی حالت مین کیا اور جسنے بدی کی اسلام مین یعنے اُسکے عقد مین ساتھ ترک توحید کے تو پکڑا جاویگا
ساتھ ہر گناہ کے جو پہلے کیا اور نہین ہے اسارت اس جگہہ مگر کفر واسطے اجماع کے اسپر کہ نہین
مواخذہ ہے مسلمان پر اُس عمل کا جو اُس نے کفر کی حالت مین کیا اور ساتھ اسکے جزم کیا ہے محب
طبری نے اور بعضون نے کہا کہ معنے احسان کے اخلاص ہین جبکہ داخل ہوا اُسمین اور ہمیشہ رہنا
اوپر اُسکے موت تک اور اسارت بدکاری اُسکے برخلاف ہے اسواسطے کہ اگر اُسکا اسلام خالص
نہو تو منافق ہوگا سو نہ مٹیگا اُس سے جو عمل کیا اُس نے جاہلیت مین پس جوڑا جاویگا نفاق متاخر
اُسکا ساتھ اگلے کفر اُسکے کے اور عذاب ہوگا اُسکو سب پر اور حاصل اسکا یہ ہے کہ حمل کیا ہے خطابی نے
قول اسکے کو فی الاسلام اُس صفت پر جو خارج ہے اسلام کی ماہیت سے اور حمل کیا ہے اُسکو اُس کے
غیر نے اُس صفت پر جو نفس اسلام مین ہے اور یہ با وجہ ہے اور امام احمد سے منقول ہے کہ جو گناہ اسلام
سے پہلے کیا کرتا تھا اگر اسلام مین بھی اُنکو بدستور کرتا رہا تو اُسکو اُن گناہون پر مواخذہ ہوگا اسواسطے
کہ جب اس نے اصرار کیا تو اُس نے توبہ نہ کی اور سوائے اسکے کچھہ نہین کہ توبہ تو اُس نے کفر سے کی ہے
پس نہ ساقط ہوگا اُس سے گناہ اس نافرمانی کا واسطے اصرار کرنے اُسکے کے اوپر اسکے اور یہ نقل قدح
کرتی ہے خطابی کی وغیرہ کے اجماع مین اور اختلاف اس مسئلے مین مبنی ہے اسپر کہ توبہ پچھتانا ہے گناہ
پر ساتھ الگ ہونے کے اُس سے اور نیت کرنے کے کہ پھر نہ کریگا اور کافر جب کفر سے توبہ کرے اور
نہ نیت کرے کہ پھر گناہ نہ کریگا تو نہین ہوتا ہے اُس سے تائب سو نہین ساقط ہوتا ہے اُس سے مطالبہ
اُسکا اور جواب جمہور کی طرف سے یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مسلمان کے اور پر کافر سو وہ ہوتا ہی
اسلام سے اس دن کی طرح کہ اُسکی ماں نے اُسکو جنا اور حدیثین دلالت کرتی ہین اوپر اُسکے مانند

حدیث اسامہ کی کہ اُس نے کہا کہ یہانتک کہ مین نے آرزو کی کہ آج مسلمان ہوا ہوتا (فتح الباری)
باب حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ مرتد مرد اور عورت کا حکم یعنے کیا دونو برابر ہین یا نہین اور استتابتہم
اور اُن سے توبہ طلب کرنا **ف** کہا ابن منذر نے کہ کہا جمہور نے کہ قتل کیا جاوے مرتد عورت
کو اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ غلام بنائی جاوے عورت اور کہا عمر بن عبد العزیز نے کہ دوسری زمین بھیجی جاوے
اور کہا ثوری نے کہ قید کی جاوے اور قتل نہ کی جاوے اور یہ قول عطا کا ہے اور کہا ابو حنیفہ رح نے
کہ قید کیا جاوے آزاد عورت کو اور لونڈی کے مالک کو حکم کیا جاوے کہ اُسکو جبر کرے (فتح)
وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ يُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ وَاسْتِتَابَتُهُمْ اور کہا ابن عمر اور زہری اور
ابراہیم نخعی نے کہ قتل کیا جاوے مرتد عورت کو **ف** ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ اگر مرد اور
عورت مرتد ہو جاوین تو اُن سے توبہ طلب کی جاوے اگر توبہ کرین تو فبہا والا دونو کو قتل کیا جاوے
اور دارقطنی نے جابر رض سے روایت کی ہے کہ ایک عورت مرتد ہو گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اُسکے قتل کرنیکا حکم کیا اور یہ رد کرتا ہے اُس شخص پر جو کہتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے منقول نہین کہ آپنے مرتد عورت کو قتل کیا ہو (فتح) وَقَالَ اللّٰهُ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا
كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ إِلَى قَوْلِهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ اور خدا تعالے نے فرمایا کس طرح ہدایت
کریگا اللہ تعالے اُن لوگون کو جو کافر ہوئے بعد ایمان لانے کے یعنے مرتد ہوئے اس قول تک اور
یہی لوگ ہین گمراہ **ف** نسائی نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری مرد مسلمان ہوا پھر
مرتد ہوا پھر پچتایا سو اُس نے اپنی قوم کو کہلا بھیجا تو اُنہون نے عرض کیا کہ یا حضرت کیا اُسکے واسطے توبہ
ہے تو یہ آیت اُتری اس قول تک اِلَّا الَّذِينَ تَابُوا تو وہ پھر مسلمان ہو گیا وَقَوْلِهِ إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا
مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ **ترجمہ** اور خدا تعالے نے فرمایا
کہ اگر تم کہنا مانو ایک گروہ کا اُن لوگون سے جو دیئے گئی کتاب تو تمکو ایمان کے بعد پھر کافر کر دینگے
ف کہا عکرمہ رض نے کہ یہہ آیت شاس بن قیس یہودی کے حق مین اُتری کہ اُس نے انصاریون
کو پرانی لڑائیان جو اُنکے درمیان ہوئی تھین یاد دلا کر بھڑکایا یہانتک کہ قریب تھا کہ اُنکے درمیان
کشت خون ہو تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر اُنکو نصیحت کی سو اُنہون نے پہچان لیا کہ
یہہ شیطان کا وسوسہ ہی پھر آپسمین معانقہ کیا اور پھرے اس حال مین کہ سُننے والے اور اطاعت
کرنیوالے تھے اور اس آیت مین یہے اور اس آیت مین اشارہ ہے طرف تحذیر کے اہل کتاب کی دوستی
سے اسواسطے کہ اُنکی دوستی مین خوف ہی دین ایمان کے فتنے کا (فتح) وَقَالَ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا

ثُمَّ کَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ کَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا کُفْرًا لَمْ یَکُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیلًا اور خدا تعالے نے فرمایا کہ مقرر جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر مین تو انکو اللہ تعالے ہرگز نہین بخشیگا اور نہ انکو راہ دکھلاویگا

ف اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کی جو قائل ہے کہ زندیق کی توبہ نہ قبول کی جاوے

وَقَالَ مَنْ یَرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهِ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ وَقَالَ وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَةِ لَا جَرَمَ یَقُوْلُ حَقًّا اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلٰی قَوْلِهٖ ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْا اِنَّ رَبَّکَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَقَالَ وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ

یعنے اور خدا تعالے نے فرمایا کہ جو مرتد ہو تم مین اپنے دین سے سو عنقریب اللہ تعالے ایک قوم لاویگا جنکو وہ چاہیگا اور وہ اُسکو چاہینگے اور فرمایا ولیکن جسنے کشادہ کیا ساتھ کفر کے سینہ تو اُنپر غضب ہے اللہ تعالے کا اور اُنکے واسطے عذاب ہے بڑا یہ اس سبب سے کہ اُنہون نے چاہا اور مقدم کیا دنیا کی زندگی کو آخرت پر ضرور وہ آخرت مین ٹوٹا پانیوالے ہین خدا تعالے کے اس قول تک پھر تیرا رب اُن لوگون کے واسطے جنہون نے ہجرت کے بعد مبتلا ہونے کے پھر جہاد کیا اور صبر کیا مقرر تیرا رب اسکے بعد البتہ بخشنے والا ہے رحم کرنے والا اور خدا تعالے نے فرمایا اور ہمیشہ تمسے لڑتے رہینگے یہانتک کہ پھیر دین تمکو اپنے دین سے اگر اُن سے ہوسکے اور جو مرتد ہوجاوے تم مین اپنے دین سے اور مرجاوے کُفر کی حالت مین تو یہی لوگ ہین کہ اکارت ہوئے عمل اُنکے دنیا اور آخرت مین اور یہی لوگ ہین رہنے والے دوزخ کے وہ اُس مین ہمیشہ رہینگے ف اور غرض ان سب آیتون سے یہ قول خدا تعالے کا ہے ان استطاعوا ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وہو کافر الخ اس واسطے کہ وہ مقید کرتا ہے یہ مطلق اس چیز کو جو پہلی آیت مین ہے من یرتدد منکم عن دینہ الخ کہا ابن بطال نے کہ اختلاف ہے مرتد کی توبہ مین کہ اُس سے توبہ طلب کی جاوے پھر اگر توبہ کرے تو بہتر والا قتل کیا جاوے اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعضون نے کہا کہ واجب ہے قتل کرنا اسکا فی الحال یہ قول حسن اور طاؤس کا ہے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور اسپر دلالت کرتا ہے تصرف بخاری کا اس واسطے

کہ اس نے مدد لی ہے اُن آیتون سے جنمین توبہ طلب کرنیکا ذکر نہین اور ساتھہ اُس آیت کے جس مین ہے
کہ توبہ فائدہ نہین دیتی اور ساتھہ عموم اس حدیث کے کہ جو اپنا دین بدل ڈالے یعنے اسلام سے مرتد
ہوجاوے اُسکو مار ڈالو اور ساتھہ قصے معاذ کے جو اُسکے بعد ہے اور نہین ذکر کیا اسکے سوائے کچھ اور کہا طحاوی
نے کہ مذہب ان لوگون کا یہ ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہوجاوے اسکا حکم حربی کافر کا ہے جسکو دعوت
اسلام پہنچ چکی ہو کہ اسکو قتل کیا جاوے دعوت سے پہلے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ توبہ طلب کرنا تو اُس
شخص سے مشروع ہے جو بدون بصیرت کے اسلام سے مرتد ہوئے اور جو اسلام سے بصیرت کے ساتھ
مرتد ہو تو اُسکے واسطے توبہ نہین ہے لیکن اگر جلدی توبہ کرلیوے تو اسکی راہ چھوڑ دی جاوے اور اُسکے
کام کو خدا تعالے کے سپرد کیا جاوے اور ابن عباس رض اور عطا رح سے ہے کہ اگر در اصل مسلمان ہو تو اُس سے
توبہ طلب نہ کی جاوے ورنہ توبہ طلب کی جاوے اور استدلال کیا ہے ابن قصار نے جمہور کے قول کے واسطے
ساتھہ اجماع سکوتی کے اسواسطے کہ عمر فاروق رض نے مرتد کے حق مین لکھا کہ کیون نہین قید کیا تم نے
اُسکو تین دن اور کھلائی اُسکو ہر دن ایک روٹی شاید وہ توبہ طلب کرتا اور خدا تعالے اُسکی توبہ
قبول کرتا اور کسی صحابی نے اس سے انکار نہ کیا تو گویا کہ اُنہون نے سمجھا کہ قتل کرنیکا حکم اُس وقت
ہے جبکہ رجوع نہ کرے اور خدا تعالے نے فرمایا کہ اگر توبہ کرین اور نماز پڑہین اور زکوۃ دین تو انکو
چھوڑ دو اور اختلاف ہے کہ توبہ ایک بار کافی ہے یا تین بار ہونا ضرور ہے اور کیا ایک مجلس مین
یا ایک دن مین یا تین دن مین اور علی رض سے ہے کہ ایک مہینا (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمٰنِ
مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ اُتِيَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ
فَاَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ **ترجمہ** عکرمہ رض سے روایت ہے کہ علی مرتضی رض کے پاس
زندیق یعنے بے دین لوگ لائے گئے تو علی رض نے اُنکو جلا ڈالا سو یہ خبر ابن عباس رض کو پہنچی تو کہا کہ
اگر مین ہوتا تو اُنکو نہ جلاتا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ نہ عذاب کرو
خدا تعالے کے خاص عذاب سے یعنے آگ سے کسیکو نہ جلاؤ بلکہ مین اُنکو قتل کرتا اسواسطے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اسلام چھوڑ کر اپنا دین بدلے اُسکو مار ڈالو **ف** اور طبرانی نے
اوسط مین روایت کی ہے کہ علی مرتضی رض کو خبر پہنچی کہ ایک قوم دین اسلام سے مرتد ہوگئی سو
انکو بلا بھیجا اور اُنکو کھانا کھلایا پھر اُنکو اسلام کی طرف بلایا انہون نے نہ مانا سو علی مرتضی رض نے ایک

گڑھا کھدوایا اور انکی گردنین کٹواکر انکو اُس گڑھے مین ڈلوایا پھر اُنپر لکڑیان ڈال کر انکو جلایا اور ایک روایت مین ہے کہ کسی نے علی مرتضےٰ رض سے کہا کہ ایک قوم مسجد کے دروازے پر ہے وہ دعوے کرتے ہین کہ تو انکا خدا ہے علی مرتضےٰ رض نے انکو بلایا سو کہا کہ تمکو خرابی تم کیا کہتے ہو انہون نے کہا کہ تو ہمارا رب ہے اور ہمارا خالق ہے اور رازق ہے تو علی مرتضےٰ رض نے کہا تمکو خرابی ہے مین تو ایک بندہ ہون جیسے تم ہو کہانا کہاتا ہون جیسا تم کہاتے ہو اور پانی پیتا ہون جیسا تم پیتے ہو سو اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور توبہ کرو انہون نے نہ مانا اسیطرح تین دن کیا انہون نے نہ مانا پھر انکو جلوا ڈالا الف اور زندیق اصل مین اُس شخص کو کہتے ہین جو زمانے کو قدیمی جانے اور زمانے کے ہمیشہ ہونے کا قائل ہو اور تحقیق یہ ہے کہ اصل زندیق ان لوگون کو کہا جاتا ہے جو دیصان اور مانی اور مزدک کے تابعدار ہین اور حاصل انکے قول کا یہ ہے کہ روشنی اور اندہیرا دونو قدیمی چیزین ہین اور کہ وہ دونو آپسمین ملگئین تو سارا جہان دونو سے پیدا ہوا سو جو بد ہے اندہیرے سے ہے اور جو نیک ہے روشنی سے ہے پھر بولا گیا ہے زندیق ہر اُس شخص پر جو ظاہر مین مسلمان ہو اور دل مین کافر ہو ظاہر مین کہے کہ مین مسلمان ہون اور باطن مین کافر ہو اور یہ حدیث عام ہے خاص کیا گیا ہے اُس سے وہ شخص جو بدل ڈالے دین کو باطن مین اور نہ ثابت ہو یہ اسپر ظاہر مین اسواسطے کہ جاری ہونگے اسپر احکام ظاہر کے اور اسی طرح مخصوص ہے اُس سے جو بدل ڈالے اپنے دین کو ظاہر مین لیکن ساتھ اکراہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر قتل کرنے مرتد عورت کے مانند مرتد مرد کی اور خاص کیا ہے اُسکو حنفیہ نے ساتھ مرد کے اور تمسک کیا ہے انہون نے ساتھ حدیث نہی کے عورت کے قتل کرنے سے اور حمل کیا ہے جمہور نے نہی کو اُس عورت پر جو در اصل کافر ہو جبکہ نہ مباشر ہو لڑائی مین اور نہ قتل مین اسواسطے کہ حدیث نہی کے بعضے طریقون مین ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لڑائی مین عورت قتل ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ یہ تو نہ لڑتی تہی پھر منع کیا عورتون کے قتل کرنے سے اور قتل کیا ابو بکر صدیق رض نے اپنی خلافت مین مرتد عورت کو اور اصحاب عام موجود تہے سو کسی نے انکار نہ کیا اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ قیاس کے کہ اصلی کافرہ عورت غلام بنائی جاتی ہے سو وہ مجاہدین کے واسطے غنیمت ہوتی ہے اور مرتدہ غلام نہین بنائی جاتی نزدیک اُنکے پس نہین ہے غنیمت بیچ اُسکے پس نہ ترک کیا جاویگا قتل کرنا اُسکا اور واقع ہوا ہے معاذ رض کی حدیث مین جبکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو یمن کی طرف حاکم کرکے بہیجا کہ جو عورت اسلام سے مرتد ہو جاوے سو اُسکو دعوت کرنا سو اگر توبہ کرے

توبہتر والا اُسکو مار ڈالنا اور اُسکی سند حسن ہے اور یہ حدیث نص ہے بیچ محل نزاع کے پس واجب ہے رجوع کرنا طرف اسکی اور تائید کرتا ہے یہ کہ حرامکاری اور چوری اور شراب خوری وغیرہ حدود مین مرد اور عورتین سب شریک ہین اور زنا کی صورتون سے ہے سنگسار کرنا بیاہے کا یہانتک کہ مرجاوے خواہ مرد ہو یا عورت سو یہ صورت مخصوص ہے اُس حدیث کے عموم سے جسمین عورتون کا قتل کرنا منع آیا ہے پس اسیطرح مرتد عورت کا قتل کرنا بھی اس سے مستثنے ہے اور تمسک کیا ہے ساتھ اُسکے بعضے شافعیہ نے بیچ قتل کرنے ہر اُس شخص کے جو کفر کے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف انتقال کرے برابر ہے کہ اُس دین والے جزیہ دیتے ہون یا نہ اور جواب دیا ہے بعضے حنفیہ نے ساتھ اسکے کہ عموم حدیث کا مبدل مین ہے نہ تبدیل مین اسپر تبدیل سو وہ مطلق ہے اُسمین عموم نہین اور بر تقدیر تسلیم کے وہ بالاتفاق متروک الظاہر ہے کافر کے حق مین اگرچہ اسلام لاوے اسواسطے کہ وہ داخل ہے بیچ عموم حدیث کے اور حالانکہ نہین ہے مراد اور نیز انہون نے حجت پکڑی ہے ساتھ اسکے کہ کفر ایک مذہب ہے سو اگر یہودی نصرانی ہو جاوے یا بت پرست یہودی ہو جاوے تو وہ کفر کے دین سے نہین نکلتا بلکہ کافر کا کافر ہی رہتا ہے پس ظاہر ہوا کہ مراد یہ ہے کہ جو بدل ڈالے دین اسلام کو اور دین سے تو اُسکو قتل کر ڈالو اسواسطے کہ دین درحقیقت اسلام ہی ہے خدا تعالے نے فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام اور جو دین کہ اُسکے سوائے ہے وہ مدعی کے زعم مین ہے اور یہہ جو خدا تعالے نے فرمایا ومن یتبغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ تو حجت پکڑی ہے اُس سے بعضے شافعیہ نے سو کہا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام کے سوائے اور کسی دین پر کافر کو برقرار نہ رکھا جاوے اور جواب یہ ہے کہ یہہ ظاہر ہے اُس شخص کے حق مین جو دین اسلام سے مرتد ہو جاوے کہ اُسکو اُسپر برقرار نہ رکھا جاوے مسلمّا لیکن نہ قبول کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ نہ برقرار رکھا جاوے ساتھ جزیہ کے بلکہ عدم قبول اور خسران تو صرف آخرت مین ہے مسلمنا ہمنے مانا کہ مستفاد ہوتا ہے عدم قبول سے نہ برقرار رکھنا دنیا مین لیکن مستفاد یہ ہے کہ نہ برقرار رکھا جاوے اوپر اُسکے پس اگر رجوع کرے اُس دین کی طرف جسپر پہلے تھا اور اُسمین جزیہ کے ساتھ برقرار رکھا گیا تھا تو وہ قتل کیا جاوے اگر اسلام نہ لاوے باوجود ممکن ہونے امساک کے ساتھ اسکے کہ نہ ہم اُسکو قبول کرین اور نہ اُسکو قتل کرین اور تائید کرتا ہے اسکی کہ اسکے بعضے طریقون مین اسلام کی تخصیص آچکی ہے اخرجہ الطبرانی ابن عباسؓ سے کہ جو دین اسلام کو اور کسی دین سے بدل ڈالے تو اُسکی گردن مارو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جائز ہے قتل کرنا

زندیق کا بغیر توبہ طلب کرنے کے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ حدیث کی بعضے طریقوں میں ہے کہ علی مرتضیٰ رضہ نے اُن سے توبہ طلب کی اور بعض کی ہے شافعی نے اوپر قبول کے مطلق اور کہا کہ توبہ طلب کی جاوے زندیق سے جیسے توبہ طلب کی جاتی ہے مرتد سے اور احمد اور ابو حنیفہ سے دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ توبہ طلب کی جاوے دوسری یہ کہ اگر اُس سے مکرر ہو تو اسکی توبہ قبول نہیں اور یہ قول اسحاق اور لیث کا ہے اور حجت جمہور کی بیچ طلب کرنے توبہ انکی کے یہ آیت ہے اتخذوا ایمانہم جنۃ سو اس نے دلالت کی کہ ظاہر کرنا ایمان کا بچاتا ہے قتل سے اور سب کا اجماع ہے اسپر کہ احکام دنیا کے ظاہر پر ہیں اور دل کے بھید کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ رض سے فرمایا کہ کیا تو نے اُسکے دل کو چیر کر دیکھا تھا اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں زنتج **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا سَأَلَ فَقَالَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ قَالَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ فَقَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ وَلَكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ إِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ اتَّبَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ أَلْقَى لَهُ وِسَادَةً قَالَ انْزِلْ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ قَالَ مَا هَذَا قَالَ كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ اجْلِسْ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللهِ وَرَسُولِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا أَمَّا أَنَا فَأَقُومُ وَأَنَامُ وَأَرْجُو فِي نَوْمَتِي مَا أَرْجُو فِي قَوْمَتِي **ترجمہ** ابو موسےٰ رض سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور میرے ساتھ دو اشعری مرد تھے ایک میری داہنی طرف تھا اور دوسرا بائیں طرف اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کرتے تھے سو دونو نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حکومت کا سوال کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو موسےٰ یا فرمایا ای عبد اللہ بن قیس تو کیا کہتا ہے میں نے کہا قسم ہے اُسکی جسنے آپ کو سچا پیغمبر کیا نہیں اطلاع دی دونو نے مجھکو اپنے دل کی بات پر اور میں نے معلوم نہیں کیا کہ وہ حکومت طلب کرتے ہیں سو جیسے میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسواک کی طرف دیکھتا ہوں آپکے ہونٹ کے نیچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ ہم نہین حاکم کرتے اپنے عمل پر جو اسکو چاہے لیکن تو اے ابو موسے یا فرمایا اے عبداللہ بن قیس یمن
کی طرف جا پھر اسکے پیچھے معاذ رض کو بھیجا سو جب معاذ آئے انکے واسطے تکیہ ڈالا کہا اتر او رنا گہان دیکھا
کہ اسکے پاس مرد ہے بندھا ہوا معاذ نے کہا یہ کیا ہے ابو موسے نے کہا کہ یہ یہودی تھا سو مسلمان
ہوا پھر یہودی ہو گیا کہا بیٹھ معاذ نے کہا میں نہین بیٹھون گا یہانتک کہ یہ قتل کیا جاوے یہ حکم اللہ
اور اسکے رسول کا ہے تین بار کہا سو حکم کیا اسکے قتل کرنیکا سو قتل کیا گیا پھر دونو نے ذکر کیا تہجد
کی نماز کا سو ایک نے کہا کہ مین تو کچھ رات تہجد کی نماز پڑہتا ہون اور کچھ رات سوتا ہون اور مین امید رکھتا ہون
اپنی سونے مین ثواب کی جو امید رکھتا ہون اپنے قیام مین **ف** اور مراد تکیہ سے وہ ہے جو سونیوالے
کے سر کے تلے رکھا جاتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ پھر دونو نے اسکو لکڑیون مین جلا دیا سو اس سے
لیا جاتا ہے کہ معاذ اور ابو موسے کی رائے یہ تھی کہ جائز ہے عذاب کرنا آگ سے اور جائز ہے جلانا مردے کا
آگ سے واسطے مبالغہ کرنے کے اسکی اہانت مین اور ابو داؤد کی روایت مین ہے کہ اس سے پہلے اس سے توبہ
طلب کی گئی تھی پس نہین حجت ہے اسمین اسکے واسطے جو کہتا ہے کہ قتل کیا جاوے مرتد کو بغیر طلب کرنے
توبہ کے اسواسطے کہ معاذ رض نے اکتفا کیا ساتھ اس چیز کے جو پہلے گذری کہ ابو موسے نے اس سے توبہ
طلب کی تھی اور روایت کی معاذ رض نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا ساتھ طلب کرنے توبہ
مرتد کے اور اس حدیث مین اور فائدے بھی ہین حاکم کرنا دو سردارون کو ایک شہر پر اور تقسیم کرنا ایک
شہر کو دو حاکمون کے درمیان اور یہ کہ مکروہ ہے سوال کرنا حکومت کا اور حرص کرنا اوپر اسکے اور منع
کرنا حریص کو اس سے اور ملاقات کرنا بھائیون کا اور علما دین کا اور حاکمون کا اور اکرام کرنا مہمان کا اور
جلدی کرنا طرف انکار منکر کے اور قائم کرنا حد کا جسپر واجب ہو اور مباح چیزون پر نیت سے ثواب ملتا ہے
جبکہ ہون وسائل واسطے مقاصد واجبہ یا مندوبہ کے واسطے کامل کرنے کسی چیز کے دونو سے اور مقصود
اس جگہ قصاص یہودی کا ہے جو مسلمان ہوا تھا پھر مرتد ہو گیا تھا (فتح) **باب** قَتْلِ مَنْ اَبَى
قَبُوْلَ الْفَرَائِضِ وَمَا نُسِبُوْا اِلَى الرِّدَّةِ قتل کرنا اس شخص کا جو انکار کرے فرضون سے اور منسوب ہونا
انکا طرف مرتد ہونے کی **ف** یعنے جائز ہے قتل کرنا اس شخص کو جو باز رہے التزام احکام واجبہ سے
اور انکے ساتھ عمل کرنے سے کہا مہلب نے جو باز رہے فرائض کے قبول کرنے سے اسمین دیکھا جاوے
اگر مثلا زکوۃ کے واجب ہونے کے ساتھ اقرار کرے تو اس سے جبرا لیجاوے اور اگر مع ذلک لڑے
تو اس سے لڑائی کیجاوے یہانتک کہ رجوع کرے اور کہا مالک نے موطا مین کہ امر ہمارے نزدیک یہ ہے
کہ جو خدا تعالے کے کسی فرض سے باز رہے اور مسلمان اس سے نہ لے سکین تو واجب ہے انپر جہاد

کرنا ساتھ اسکے اور مراد اسکی یہ ہی جبکہ اقرار کرے اسکے فرض ہونے کا نہیں ہے خلاف بیچ اسکے اور منسوب ہونا انکا طرف ردت کی یعنے بولا گیا انپر نام مرتدون کا اور ما مقصد یہ ہے یعنے منسوب ہونا انکا طرف ردت کی اور یہ تین گروہ ہوگئے تھے ایک گروہ تو پھر بت پرست ہوگئے تھے اور ایک گروہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی تابع ہوگئے تھے اور وہ اہل یمامہ اور اہل صنعا وغیرہ ایک جماعت تھی اور ان دونوں نے پیغمبری کا دعوے کیا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے پہلے پھر اسود تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہی میں مارا گیا اور مسیلمہ کذاب صدیق اکبر رضہ کی خلافت میں خالد بن ولید کے ہاتھ سے مارا گیا اور ایک گروہ بدستور مسلمان رہے لیکن انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا اور انہوں نے کہا کہ زکوٰۃ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص تھی اور ایک گروہ بدستور اسلام اور احکام اسلام پر قائم رہا اور وہ جمہور اہل اسلام تھے اور کہا ابو محمد بن حزم نے ملل والنحل میں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد عرب کے لوگ چار قسم ہوگئے تھے ایک گروہ تو بدستور باقی رہا اس چیز پر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں تھے یعنے بدستور اسلام پر رہے اور وہ جمہور اہل اسلام تھے اور دوسرا گروہ بھی اسلام پر باقی رہا لیکن انہوں نے کہا کہ ہم قائم کرتے ہیں احکام اسلام کو سوائے زکوٰۃ کے اور وہ لوگ بہت تھے لیکن وہ بہ نسبت پہلے گروہ کے قلیل تھے اور تیسرا گروہ وہ لوگ ہیں جو کھلم کھلا مرتد ہوگئے تھے جیسے طلیحہ اور سجاح کے ساتھی اور ان دونوں نے بھی پیغمبری کا دعوے کیا تھا اور وہ لوگ کم تھے بہ نسبت پہلوں کے لیکن ہر قبیلے میں شخص تھا جو مرتد کا مقابلہ کرے اور ایک گروہ نے توقف کیا سو انہوں نے تینوں فرقوں میں سے کسی کی فرمانبرداری نہ کی اور انتظار کی انہوں نے کہ کس کا غلبہ ہو سو ابو بکر صدیق رضہ نے انکی طرف لشکر بھیجے اور فیروز اور اسکے ساتھی اسود کے شہروں پر غالب ہوئے اور اسکو قتل کیا اور مسیلمہ یمامہ میں قتل ہوا اور طلیحہ اور سجاح پھر مسلمان ہوئے اور اکثر لوگوں نے جو مرتد ہوئے تھے اسلام کی طرف پھر رجوع کیا سو ایک سال نہ گذرا تھا کہ سب اسلام کی طرف پھر آئے اور واسطے اللہ تعالے کے ہے حمد (فتح) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ قَالَ

ابو بکر واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ فان الزکوۃ حق المال واللہ
لو منعونی عناقا کانوا یؤدونہا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتہم علی منعہا
قال عمر فواللہ ما ھو الا ان رأیت ان قد شرح اللہ صدر ابی بکر للقتال فعرفت انہ
الحق ٭ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے اور ابوبکر صدیق
خلیفہ ہوئے اور کافر ہوا جو کافر ہوا عرب سے تو کہا عمر رض نے اے ابابکر کس طرح لڑیگا تو لوگوں سے اور حالانکہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہانتک کہ لا الہ الا اللہ کہیں
سو جسنے لا الہ الا اللہ کہا اُس نے مجھسے اپنا مال اور جان بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلا ہے اور اس کا
حساب خدا تعالے کے ذمہ پر ہے تو ابوبکر صدیق رض نے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالے کی البتہ میں لڑونگا
اُس شخص سے جسنے نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کیا اسواسطے کہ زکوۃ مال کا حق ہے (اور نماز جان
کا حق ہے) قسم ہے اللہ تعالے کی اگر انہوں نے مجھسے بکری کا بچہ روکا جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پاس ادا کرتے تھے تو البتہ میں ان سے لڑونگا اسکے روکنے پر کہا عمر فاروق رض نے قسم ہے
اللہ تعالے کی نہ تھا وہ مگر یہہ کہ مینے دیکھا کہ البتہ خدا تعالے نے ابوبکر صدیق رض کا سینہ لڑنے
کے واسطے کھولا سو مینے پہچانا کہ وہی حق ہے **ف** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ یہانتک کہ گواہی دیوین
اسکی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے خدا تعالے کے اور یہ کہ محمد رسول ہے اللہ کا اور قائم کریں
نماز کو اور دیں زکوۃ کو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہمارے قبلے کی طرف منہہ کریں اور
ہمارا ذبیحہ کہا دیں اور ایمان لادیں ساتھ میرے اور جو میں لایا ہوں کہا خطابی نے کہ گمان کیا ہے
رافضیوں نے کہ حدیث باب کی متناقض ہے اسواسطے کہ اسکے اول میں ہے کہ وہ کافر ہوگئے
تہے اور اسکے آخر میں ہے کہ وہ اسلام پر ثابت تہے لیکن انہوں نے زکوۃ سے انکار کیا تہا سو اگر
وے مسلمان تہے تو ان سے لڑنا اور انکی اولاد کو قید کرنا حلال نہ تہا اور اگر کافر تہے تو نماز اور زکوۃ
میں فرق کرنے کے کوئی معنے نہیں اور جواب یہہ ہے کہ جو لوگ مرتد ہونے کی طرف منسوب تہے وہ دو قسم
تہے ایک گروہ تو بت پرست ہو گئے تہے اور ایک گروہ نے زکوۃ سے منع کیا تہا اور انہوں نے
گمان کیا تہا کہ دفع کرنا زکوۃ کا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تہا اسواسطے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غیر انکو پاک نہیں کرتا جیسا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں خدا
تعالے نے فرمایا خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا الا آخر اور سوائے اسکے کچھہ نہیں کہ مراد عمر فاروق
کے اپنے اس قول تقاتل الناس سے دوسری قسم ہے اسواسطے کہ نہیں تردد تہا انکو اول قسم کے

قتل کے جائز ہونے مین اور کہا عیاض رہ نے کہ حدیث ابن عمرؓ کی نص ہے بیچ لڑنے کے اُس شخص
سے جو نماز پڑہے نہ زکوۃ دیوے مثل اُس شخص کی جو نہ اقرار کرے ساتھ شہادتین کے اور حجت پکڑنا
عمرؓ کا ابوبکرؓ پر اور جواب ابوبکرؓ کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ نہین سنا دونو نے حدیث مین نماز
اور زکوۃ کو واسطے کہ اگر سنا ہوتا اسکو عمرؓ نے تو نہ حجت پکڑتے ابوبکرؓ پر اور اگر سُنا ہوتا اسکو
ابوبکرؓ نے تو رد کرتے ساتھ اسکے عمرؓ پر اور نہ محتاج ہوتے طرف احتجاج کی ساتھ عموم قول اسکے
کے الا بحقہ مین کہتا ہون کہ اگر ضمیر اسلام کی طرف ہی تو جو ثابت ہوگا کہ وہ حق اسلام سے اُس مین لڑنا
جائز ہوگا اسیواسطے اتفاق کیا ہے اصحاب نے اوپر لڑنے کے اُس شخص سے جو زکوۃ سے انکار
کرے اور مراد ساتھ فرق کرنے کے یہ ہے کہ نماز کا اقرار کرے اور زکوۃ سے انکار کرے بطور انکار
اسکی فرضیت کے ہو یا مانع ہو ساتھ اعتراف فرضیت اسکی کے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ اول
حدیث مین کفر کا لفظ بولا تاکہ شامل ہو دونو قسم کو سو جو انکار کرے اسکے فرض ہونے سے
اسکے حق مین تو باعتبار حقیقت کے ہے اور دوسرون کے حق مین بطور مجاز اور تغلیب کے
ہے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ لڑے ان سے صدیقؓ اور نہ معذور رکھا انکو ساتھ جہالت کے
اسواسطے کہ انہون نے لڑائی کو قائم کیا تھا سو تیار کرکے بہیجا طرف انکی اُس شخص کو جو انکو
بلاوے طرف رجوع کی سو جب انہون نے اصرار کیا تو اُن سے لڑائی کی کہا مازری نے کہ ظاہر
سیاق کا یہ ہے کہ عمر فاروق رض موافق تھے اوپر قتال اُس شخص کے جو نماز سے انکار کرے سو الزام
دیا انکو صدیق رضی اللہ عنہ نے ساتھ زکوۃ کے واسطے وارد ہونے دونو کے بیچ کتاب اور سنت کے ایک جگہ اور
یہ جو کہا کہ زکوۃ حق مال کا ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اُس دلیل کی جو فرق کو منع کرے کہ حق جان کا
نماز ہے اور حق مال کا زکوۃ ہے سو جسنے نماز پڑہی اُس نے اپنی جان کو بچایا اور جسنے زکوۃ دی اُس نے
اپنے مال کو بچایا اور اگر نماز نہ پڑہی تو لڑائی کی جاوے اُس سے ترک نماز پر اور جو زکوۃ نہ دیوے
اُس سے قہراً لیجاوے اور اگر لڑے تو اُس سے لڑائی کی جاوے اور یہ جو کہا بکری کا بچہ تو کہا نووی نے
مراد یہ ہے کہ وہ چہوٹے تہے سو انکی مان مر گئی بعض سال مین سو زکوۃ لیجاوے گی اُن سے ساتھ سال ماں کے
اگرچہ انکی ماؤن سے کوئی چیز باقی نہ رہی ہو یا اکثر بڑی بکریان مر جاوین اور چہوٹی پیدا ہوں پہر سال
پہر گذر جاتی بڑی بکریون پر اور چہوٹیون پر اور کہا بعض مالکیہ نے کہ عناق اور جذعہ کفایت کرتا ہے
قلیل اونٹون کی زکوۃ مین جنکی زکوۃ بکریون کے ساتھ دیجاتی ہے اور بکریون مین بہی جبکہ جذعہ ہو
اور ایک روایت مین عناق کے بدلے رسی کا ذکر آیا ہے جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے

یعنے واجب ہی لینا دہینگے کا ساتہہ اونٹون زکوۃ کے اسواسطے کہ زکوۃ تحصیل کرنے والی کی عادت تہی کہ
رسی لیوے اور دو اونٹون کو جوڑ کر اُسکے ساتہ باندہے تا کہ جدا جدا نہون سو فرمایا کہ اگر یہ رسی نہ دینگے تو بہی
اُن سے لڑونگا اور بعضون نے کہا کہ مراد چیز واجب ہے اگرچہ تہوڑی اور قلیل ہو اور یہ جو کہا کہ مین نے
پہچانا کہ وہ حق ہے یعنے ظاہر ہوا اُنکے واسطے کہ ابو بکرؓ کا احتجاج صحیح ہے نہ یہ کہ عمرؓ نے تقلید کی اور
اس حدیث مین اور بہی فائدے ہین اجتہاد کرنا نوازل مین اور رد کرنا اُنکا طرف اصول کی اور مناظرہ
اسپر اور رجوع کرنا طرف راجح قول کی اور ادب مناظرہ مین ساتہ اس طور کے کہ کسی کو صریح نہ کہا
جاوے کہ تو خطا پر ہے اور رجوع کرنا طرف مہربانی کی اور شروع کرنا بیچ قائم کرنے حجت کی یہانتک
کہ ظاہر ہو واسطے مناظرہ کرنے والے کے سوا اگر عناد کرے بعد ظاہر ہونے حجت کے سو اس وقت
مستحق ہے اور اغلاظ اور سخت گوئی کا بسبب اُسکے حال کے اور اسمین قسم کہانا ہے چیز پر واسطے
تاکید اُسکی کے اور یہ کہ منع ہے لڑنا اُس شخص سے جو لا الہ الا اللہ کہے اگرچہ اس سے زیادہ نہ کہے
اور وہ اسیطرح سے ہے لیکن کیا اسکے ساتہ مسلمان ہو جاتا ہے یا نہین راجح یہ ہے کہ نہین ہوتا
بلکہ واجب ہے باز رہنا اُسکی لڑائی سے یہانتک کہ آزمایا جاوے پہر اگر رسالت کی گواہی دیوے
اور احکام اسلام کا التزام کرے تو حکم کیا جاوے ساتہ اسلام اُسکی کے اور اسی کی طرف اشارہ
ہے ساتہ قول اُسکے کے الا بحق الاسلام کہا بغوی نے کہ کافر جب ہو وثنی یا ثنوی نہ اقرار کرتا
ساتہ توحید خدا تعالے کے پہر جب لا الہ الا اللہ کہے تو حکم کیا جاوے ساتہ اسلام اُسکے کے پہر
جبر کیا جاوے اُسپر اوپر قبول کرنے جمیع احکام اسلام کے اور بیزار ہووے ہر دین سے جو دین اسلام
کے مخالف ہو اور اسپر جو خدا تعالے کی توحید کا قائل ہو اور پیغمبری کا منکر ہو تو نہ حکم کیا جاوے
ساتہ اسلام اُسکے کے یہانتک کہ محمد رسول اللہ کہے اور اگر اُسکا یہہ اعتقاد ہو کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم فقط عرب کے واسطے پیغمبر تہے تو ضرور ہے کہ کہے کہ سب خلق کی طرف پیغمبر ہین اور
اگر کافر ہو ساتہ انکار کرنے واجب کے یا مباح جاننے حرام کے سو محتاج ہے کہ اس اعتقاد سے رجوع
کرے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لا الہ الا اللہ اس جگہہ بولنا
ساتہ شہادتین کے اسواسطے کہ وہ اُسپر علم ہو گیا ہے اور تائید کرتا ہے اُسکی یہ کہ اس حدیث کی
دوسرے طریقون مین صریح آچکا ہے یہانتک کہ گواہی دین اسکی کہ کوئی لائق عبادت کی نہین
سوا خدا تعالے کے اور محمد رسول ہے اللہ کا اور استدلال کیا گیا ہے ساتہ اسکے اسپر کہ زکوۃ
نہین ساقط ہوتی ہے مرتد سے اور تعقب کیا گیا ہے ساتہ اسکے کہ مرتد کافر ہے اور کافر سے

زکوۃ کا مطالبہ نہین ہوتا اُس سے تو فقط ایمان کا مطالبہ ہوتا ہے اور نہین ہے صدیق کے
فعل مین حجت واسطے اُس چیز کے جو مذکور ہوئی اور سوا اسکے کچھہ نہین کہ انہین تو قتال ہے
اُس شخص سے جو زکوۃ سے انکار کرے جو لوگ اہل اسلام کے ساتھہ قائل تھے اور شبہہ سے زکوۃ
کو منع کیا تھا انکو کفر کا حکم نہین دیا گیا حجت انکے قائم کرنے سے پہلے اور البتہ اختلاف کیا اصحاب
نے انہین بعد غالب ہونے کے اوپر انکے کیا انکے مال لوٹے جاوین اور انکی جورو لڑکون کو قید
کیا جاوے مانند کافرون کی یا نہ مانند باغیون کی سو ابوبکر صدیق رض کی رائے یہہ تھی کہ کافرون کی
طرح انکا مال لوٹا جاوے اور انکے جورو لڑکون کو قید کیا جاوے اور عمل کیا صدیق رض نے ساتھہ
اسکے اور مناظرہ کیا اُن سے عمر رض نے بیچ اسکے کما سیاتی انشاء اللہ تعالے اور عمر فاروق رض کا مذہب
دوسرا قول ہے اور انکی خلافت مین اور لوگ بھی انکے ساتھہ موافق ہو گئے تھے اور قرار پایا
اجماع اوپر اسکے اس شخص کے حق مین جو انکار کرے کسی فرض سے ساتھہ شبہہ کے پس مطالبہ کیا
جاوے اُس سے ساتھہ رجوع کے پھر اگر لڑے تو اُسکے ساتھہ لڑائی کی جاوے اور اسپر حجت قائم
کیجاوے سو اگر رجوع کرے تو فبہا والا معاملہ کیا جاوے ساتھہ اُسکے کافر کا کہا عیاض نے مستفاد
ہوتا ہے اس قصے سے کہ اگر حاکم کسی امر مین اجتہاد کرے جسمین نص نہو تو واجب ہے فرمان برداری
اُسکی بیچ اُسکے اگرچہ بعضے مجتہد اُسکی خلاف کے معتقد ہون پھر اگر یہہ مجتہد جو اُسکے مخالف ہے
حاکم ہو جاوے تو واجب ہے اُسپر عمل کرنا ساتھہ اس چیز کے جسکا خود معتقد ہوا اور اُسکو پہلے حاکم مجتہد
کی مخالفت کرنی جائز ہے اس واسطے کہ عمر فاروق رض نے صدیق رض کی رائے کی فرمانبرداری
کی پھر جب عمر فاروق رض خود خلیفہ ہوئے تو اپنے اجتہاد پر عمل کیا اور اصحاب وغیرہ سب اہل عصر انکے
نے انکی موافقت کی اور یہہ اجماع سکوتی ہے پس شرط ہے اُسکی احتجاج مین دور ہونا موانع کا اور کہا
خطابی نے کہ اس حدیث مین ہے کہ جو اسلام کو ظاہر کرے اسپر اسلام کے احکام جاری کیے جاوین
اگرچہ نفس الامر مین کافر ہو اور محل خلاف کا تو وہ ہے جبکہ اطلاع ہو اُسکے اعتقاد فاسد پر اور ظاہر
کرے رجوع کو کہ کیا اُس سے قبول کیا جاوے یا نہین اور جسکی باطن حال کی خبر نہو تو نہین خلاف
ہے بیچ جاری کرنے احکام ظاہرہ کے اوپر اُسکے (فتح) **باب** اِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهُ
بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ نَحْوُ قَوْلِهِ اَلسَّامُ عَلَيْكَ جب تعریض
کرے ذمی وغیرہ یعنے معاہد اور جو اسلام ظاہر کرے ساتھہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اور نہ تصریح کرے مانند قول اُسکے کی تجپر موت پڑے یعنے اور ساتھہ تنقیص حضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے تو اسکا کیا حکم ہے اور او تعریض سب ہے یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہے ساتھ لفظ غیر صریح کے **حدثنا** محمد بن مقاتل ابو الحسن قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا شعبۃ عن ہشام بن زید بن انس بن مالک قال سمعت انس بن مالک یقول مر یہودی برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال السام علیک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتدرون ما یقول قال السام علیک قالوا یا رسول اللہ الا نقتلہ قال لا اذا سلم علیکم اہل الکتاب فقولوا وعلیکم **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گذرا تو اُس نے کہا کہ تجھکو موت آوے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور تجھپر یعنے جسکا تو مستحق ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کیا کہتا ہے کہا ہے اس نے السام علیک یعنے تجھپر موت پڑے اصحاب نے کہا یا حضرت کیا ہم اُسکو قتل نہ کر ڈالیں فرمایا جب اہل کتاب تمکو سلام کریں تو اُنکے جواب میں کہا کرو وعلیکم **ف** اس حدیث کی شرح استیذان میں گذری اور اعتراض کیا گیا ہے کہ اس لفظ میں گالی کو ساتھ تعریض نہیں اور جواب یہ ہے کہ مراد اسکی تعریض سے وہ چیز ہے جو تصریح کی مخالف ہو اور نہیں مراد ہے تعریض اصطلاحی اور وہ استعمال کرنا لفظ کا ہے اسکی حقیقت میں اشارہ کرنے ساتھ اسکے طرف اور معنے کی جو اُسکا مقصود ہو (فتح) **حدثنا** ابو نعیم عن ابن عیینۃ عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت استاذن رہط من الیہود علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا السام علیکم فقلت بل علیکم السام واللعنۃ فقال یا عائشۃ ان اللہ رفیق یحب الرفق فی الامر کلہ قلت اولم تسمع ما قالوا قال قلت وعلیکم **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو انہوں نے کہا السام علیکم یعنے تمپر مری پڑے تو میں نے کہا بلکہ تمپر موت اور لعنت خدا تعالے کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای عائشہ مقرر خدا تعالے نرمی کرنے والا ہے اور ہر کام میں نرمی کو پسند رکھتا ہے یعنے کہا کیا آپنے نہیں سنا جو انہوں نے کہا فرمایا یعنے انکے جواب میں کہا وعلیکم **ف** کہا ابن منیر نے کہ حدیث باب کی مطابق ہے ترجمہ کو بطریق اولے اسواسطے کہ جرح اشد ہے گالی سے اور شاید بخاری نے اس مسئلے میں کوفیوں کا مذہب اختیار کیا ہے اھ اور اسمیں نظر ہے اسواسطے کہ اُس نے کوئی حکم بیان نہیں کیا اور نہیں لازم آتا ترک قتل اُس شخص کی سے جو یہہ کہے واسطے مصلحت تالیف کی یہ کہ نہ واجب ہو قتل اُسکا

جہان کوئی مصلحت ہو اور البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے اتفاق اسپر کہ جو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو صریح گالی دیوے واجب ہے قتل کرنا اُسکا اور نقل کیا ہے ابو بکر فارسی نے جو شافعیہ
مین سے ایک امام ہے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیوے ساتھ اُس چیز کے جو صریح
قذف ہو تو کافر ہو جاتا ہے ساتھ اتفاق علما کے پہر اگر توبہ کرے تو نہین ساقط ہوتا اُس سے
قتل اسواسطے کہ اسکی قذف کی حد قتل ہے اور حد قذف کی توبہ سے ساقط نہین ہوتی اور مخالفت
کی ہے اسکی قفال نے سو کہا کہ گالی دینے سے کافر ہو جاتا ہے اور ساقط ہو جاتا ہے قتل اسلام سے
اور اگر تعریض کرے تو کہا خطابی نے کہ نہین جانتا مین خلاف بیچ واجب ہونے اسکے قتل کے
جبکہ ہو مسلمان یعنے اتفاق ہے اسپر کہ اُسکا قتل کرنا واجب ہے کہا ابن بطال نے اختلاف ہے
علما کا اُس شخص کے حق مین جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیوے سو اسپر اہل عہد اور اہل
ذمہ مثل یہود کے تو کہا ابن قاسم نے مالک سے کہ قتل کیا جاوے مگر یہ کہ اسلام لاوے اور اگر
مسلمان ہو تو اُسکو قتل کیا جاوے بغیر طلب کرنے توبہ کے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے
لیث اور شافعی اور احمد اور اسحاق سے مثل اسکی یہود کے حق مین اور جو اسکی مانند ہو اور اوزاعی
اور مالک سے ہے کہ مسلمان ہو تو مرتد ہو جاتا ہے اُس سے توبہ طلب کی جاوے اور کوفیون سے
ہے کہ اگر ذمی ہو تو اُسکو تعزیر دیجاوے اور اگر مسلمان ہو تو مرتد ہو جاتا ہے اور کہا عیاض نے
اس مین خلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کو اس قصے مین کیون نہ قتل
کیا عدم تصریح کے واسطے یا مصلحت تالیف کے واسطے اور نقل کیا گیا ہے بعض مالکیہ سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کو اس قصے مین تو اسواسطے قتل نہین کیا تھا کہ اُنپر
اُسکے ساتھ گواہ قائم نہین ہوئے تھے اور نہ انہون نے اُسکا اقرار کیا تھا سو نہ حکم کیا اُنکے حق مین
اپنے علم سے اور بعضون نے کہا اسواسطے کہ انہون نے گالی کو ظاہر نہین کیا تھا بلکہ اپنی زبان
کو پھیرا تھا اور بعضون نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو گالی پر محمول نہین کیا
بلکہ موت کی دعا پر جس سے کسیکو چارہ نہین اسیواسطے اُنکے جواب مین کہا علیکم یعنے موت سب
اُترنے والی ہے سب پر اور تم پر پس یہ بد دعا نہین اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے یہودیوں کو مصلحت تالیف کے واسطے قتل نہ کیا اور یا اسواسطے کہ انہون نے کھلم کھلا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُرا نہین کہا تھا یا دونو کے واسطے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے اپنے
ساتھیون کے واسطے باب کی حدیث سے اور تائید کی ہے اُسکی ساتھ اسکے کہ اگر یہ کلام کسی مسلمان

سے صادر ہوتا تو مرتد ہوجاتا اور اسپر صادر ہونا اسکا یہودی سے سو جبس کفر پر کہ وہ ہین وہ سخت تر ہے اس سبب سے پس اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو قتل نہ کیا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ نہین محفوظ ہین خون انکے مگر ساتھ عہد کے اور نہین ہے عہد مین یہ شرط کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیوین سو اسکا عہد ٹوٹ گیا سو ہو گیا کافر بدون عہد کے سو معاف ہوگا خون اسکا مگر یہ کہ اسلام لاوے اور تائید کرتا ہے اسکی یہ کہ اگر فرض کیا جاوے کہ جو چیز انکے اعتقاد مین حلال ہے اسپر انکو مواخذہ نہین تو پھر کہا جاویگا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اگر وہ کسی مسلمان کو قتل کر ڈالین تو اسپر بھی انکو مواخذہ نہو اسواسطے کہ انکے اعتقاد مین مسلمانون کے خون حلال ہین اور باوجود اسکے اگر کوئی ان مین سے کسی مسلمان کو مار ڈالے تو اسکے بدلے قتل کیا جاتا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْيَهُوْدَ اِذَا سَلَّمُوْا عَلٰى اَحَدِكُمْ اِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ سَامٌ عَلَيْكَ فَقُلْ عَلَيْكَ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہودی کسی کو تم مین سے سلام کرین تو سوائے اسکے کچھ نہین کہ کہتے ہین تم پر موت پڑے سو انکے جواب مین کہا کر علیک یعنے تم پر بھی پڑے **بَاب** **ف** یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اور یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اسکو پہلے باب سے تعلق ہے باین وجہ کہ ظاہر یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ وارد کرنے اسکے کے طرف ترجیح اس قول کی کہ ترک کرنا قتل یہودیون کا مصلحت تالیف کے واسطے تھا کہ جب نہ مواخذہ کیا پیغمبر نے اسکو جسنے اسکو مارا یہانتک کہ زخمی کیا ساتھ بددعا کرنے کے اوپر اسکے تاکہ ہلاک ہو بلکہ اسکی تکلیف پر صبر کیا بلکہ اسکے حق مین دعا خیر کی تو جو تکلیف کہ زبان سے گالی وغیرہ کے ساتھ دی اسپر صبر کرنا بطریق اولے ہے اور لیا جاتا ہے اس سے ترک کرنا قتل کا تعریض سے بطریق اولے (فتح) **حَدَّثَنَا** عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَاَدْمَوْهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہا کہ جیسے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھتا ہون ایک پیغمبر کی حکایت کرتے تھے کہ انکی قوم نے انکو مارا اور انکو زخمی کیا

یعنی جس وقت ان مین سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی

خون آلودہ کیا سو وہ لہو کو اپنے چہرے سے پونچھتے تھے اور کہتے تھے الٰہی میری قوم کو بخشدے
اسواسطے کہ وہ نہین جانتے نادان ہین **ف** اور مراد اس سے نوح علیہ السلام ہین جیسا کہ دوسری
روایت مین آیا ہے اور پہلے گذرچکا ہے احادیث الانبیاء مین کہ جنگ احد کے دن حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے چہرے پر زخم لگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کس طرح بھلا ہوگا اس قوم کا
جنھون نے اپنے پیغمبر کو زخمی کیا اور یہ بھی فرمایا کہ الٰہی میری قوم کو بخشدے اسواسطے کہ وہ نہین
جانتے (فتح) **بَابُ** قِتَالِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِيْنَ بَعْدَ اِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ وَقَوْلِ اللّٰهِ
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ لڑنا خارجیون اور
ملحدون سے بعد قائم کرنے حجت کے اوپر انکے اور نہین ہے اللہ تعالے کہ گمراہ کرے کسی قوم کو بعد اسکے
کہ انکو ہدایت کی یہانتک کہ بیان کرے انکے واسطے جس سے بچین **ف** خارجی لوگ ایک گروہ
ہے بدعتیون کا اور نام رکھا گیا انکا خارجی واسطے نکلنے انکے دین سے اور نکلنے انکے سے
مسلمانون کے بہتر شخص پر اور اتفاق ہے اہل اخبار کا اسپر کہ خارجیون نے عثمان کا خون طلب نہین
کیا بلکہ حضرت عثمان رض کی کئی باتون کو برا جانتے تھے اور آپکو اس سے زیادہ تر پاک جانتے تھے اور اصل
انکی یہ ہے کہ بعضے عراق والون نے حضرت عثمان رض کے بعضے قرابتیون کی خصلت اور چال چلن
سے انکار کیا جنکو عثمان رض نے بعضے بعضے شہرون پر حاکم کیا ہوا تھا سو انہون نے عثمان رض کے خون
اسوجہ سے طعنہ دیا اور یہی لوگ جنہون نے عثمان پر اسوجہ سے طعن کیا انکو قرا یعنی قاری لوگ کہا جاتا تھا
اسواسطے کہ وہ قرآن کی تلاوت اور عبادت مین سخت کوشش کرتے تھے لیکن وہ قرآن کو اور وجہ پر
تاویل کرتے یعنے اصل مطلب کو چھوڑ کر کچھ اور معنے اوس سے مراد لیتے تھے اور تنہا ہوتے تھے اپنی
راے سے اور زیادتی کرتے تھے زہد اور خشوع وغیرہ مین سو جب حضرت عثمان قتل ہوئے تو وہی لوگ
علی رض کے ساتھ ہوکر لڑتے رہے اور انکا اعتقاد یہ تھا کہ عثمان اور اسکے تابعدار کافر ہین اور انکا
اعتقاد یہ بھی تھا کہ امام بحق علی مرتضیٰ رض ہین اور کافر ہے جو ان سے لڑا اہل جنگ جمل سے جنکے
رئیس طلحہ اور زبیر تھے یعنے طلحہ اور زبیر وغیرہ انکے ساتھ والون کو کافر جانتے تھے اسواسطے کہ دونو
نے پہلے علی رض سے بیعت کی پھر مکے کی طرف نکلے اور عائشہ رض سے ملاقات ہوئی عائشہ رض نے
بھی اس سال حج کیا تھا سو سب نے اتفاق کیا کہ عثمان رض کے قاتلون کو طلب کیا جاوے اور
ان سے قصاص لیا جاوے اور سارے لوگ اتفاق کرکے بصرے کی طرف نکلے اور لوگون کو اسکی طرف
بلایا سو یہ خبر علی مرتضیٰ رض کو پہنچی وہ بھی انکی طرف لشکر سمیت گئے سو واقع ہوئی درمیان انکے لڑائی جو

مشہور ساتہہ جنگ جمل کے اور فتحیاب ہوئے علی مرتضی رضہ اور قتل ہوئے طلحہ اور زبیر پس اس لڑائی
کے پس یہی گروہ ہے جو عثمان رض کا قصاص چاہتے تہے یعنے طلحہ اور زبیر اور عائشہ رضہ اور انکے
ساتہہ والے بالاتفاق اور اسی طرح معاویہ بہی ملک شام مین قائم ہوا اور وہ اس وقت شام کا حاکم تہا
حضرت عثمان رض کی طرف سے علی مرتضے رض نے اسکو کہلا بہیجا کہ اہل شام آنکی بیعت کرین تو معاویہ رض
نے یہ بہانہ کیا کہ عثمان رض مظلوم مارے گئے سو واجب ہے کہ اول جلدی انکے قاتلون سے قصاص
لیا جاوے اور علی مرتضے رض کو سب سے زیادہ تر قوت ہے قصاص لینے کی اور التماس کی علی رض سے کہ اسکو اپنی
قابو دیوین اور علی مرتضے کہتے تہے کہ اول میری بیعت کر جیسے اور لوگون نے کی پہر میرے آگے یہ مقدمہ
فیصل کروانے کو رجوع کرین حکم کرونگا انمین ساتہہ حق کے سو جب دیر ہوئی امر اسکا تو علی مرتضے
لشکر لیکر نکلے شام والون سے لڑنے کو اور معاویہ شام سے لشکر لیکر نکلا علی مرتضے رض سے لڑنے کو سو دونو
لشکر بمقام صفین مین ملے اور دونو مین مقابلہ ہوا سو دونکے درمیان ایک مہینہ لڑائی ہوتی رہی اور
قریب تہی کہ شام والے یعنے معاویہ کا لشکر مغلوب ہو جاوین اور شکست کہاوین سو انہون نے قرآن کو
اٹہایا نیزون پر اور پکارا کہ ہم تمکو قرآن کیطرف بلاتے ہین یعنے جو قرآن ہمارے اور تمہارے درمیان
فیصلہ کرے وہ ہمکو منظور ہے اور یہ عمرو بن عاص کے مشورہ سے ہوا اور وہ معاویہ کے ساتہہ تہا سو
علی رض کے ساتہہ والون مین سے بہت لوگون نے لڑائی چہوڑ دی دیندار ہونے کے سبب سے خاصکر قاریون
نے ؛ رجعت پکڑی انہون نے ساتہہ اس آیت کے الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یدعون
الی کتاب اللہ لیحکم بینہم الآیۃ سو علی مرتضے اور اسکے ساتہہ والون نے شام والون کو کہلا بہیجا سو انہون نے
کہا کہ ایک منصف تم بہیجو اور ایک ہم بہیجتے ہین اور حاضر ہو ساتہہ ان دونکے جو لڑائی کے ساتہہ مباشر
نہین ہوا سو انکی رائے ہین جسکے ساتہہ حق ہو سب لوگ اسکی فرمانبرداری کرین سو علی اور اسکے ساتہہ والون
نے اسکو قبول کیا اور انکار کیا اس سے اس گروہ نے جو خارجی ہوگئے تہے اور لکہا علی مرتضے نے درمیان
اپنے ، معاویہ کے نوشتہ منصفی کا عراق اور شام والون مین ہذا ما قضی علیہ امیر المومنین علی معاویۃ یعنے
یہی وہ نوشتہ ہے جسپر امیر المومنین علی رض نے معاویہ سے فیصلہ کیا تو اہل شام نے کہا کہ امیر المومنین نہ لکہو
علی مرتضے رض نے یہ بہی مان لیا اور خارجیون نے اس سے بہی انکار کیا پہر فیصلہ ہوا اسپر کہ دونو منصف
اور انکے ساتہی ایک مدت معین کے بعد یعنے آیندہ سال کو ایک مکان معین مین آوین جو شام
اور عراق کے درمیان ہے اور دونو لشکر اپنے اپنے شہرون کی طرف پلٹ جاوین پہر بانتظار کہ واقع
ہو حکم منصفی کا سو معاویہ شام کی طرف پلٹ گیا اور علی مرتضے رض کوفہ پلٹ آئے بدون کسی فیصلہ کے

سو جدا ہوئے علی مرتضےٰ رضؓ سے خارجی اور وہ آٹھ ہزار سے زیادہ ہتے اور ایک مکان مین اُترے جسکو حروراکہا جاتا ہے اور اُن کا سردار عبداللہ بن کوا تھا تو علی مرتضیٰ رضؓ نے انکی طرف ابن عباسؓ کو بہیجا ابن عباس رضؓ نے اُن سے مناظرہ کیا سو بہت لوگون نے اُن مین سے توبہ کی پہر علی مرتضےٰ رضؓ انکی طرف نکلے اُنہون نے علی رضؓ کی اطاعت کی اور اُنکے ساتھ کوفے مین داخل ہوئے پہر اُنہون نے مشہور کیا کہ علی رضؓ نے منصفی سے توبہ کی تو علی رضؓ نے خطبہ پڑہا اور اس سے انکار کیا تو انہون نے مسجد کی طرف سے پکارا لاحکم الا للہ یعنے نہین حکم ہے مگر اللہ کا تو علی مرتضےٰ رضؓ نے کہا کہ یہ کلمہ حق ہے اور مراد اس سے باطل ہے پہر اُنہون نے آہستہ آہستہ وہان سے نکلنا شروع کیا یہانتک کہ مدائن مین جمع ہوئے علی مرتضےٰ رضؓ نے انکو کہلا بہیجا کہ توبہ کرین اُنہون نے اسپر اصرار کیا اور باز رہے توبہ کرنے سے اور کہا کہ ہم باز نہین رہینگے یہانتک کہ علی مرتضےٰ رضؓ اپنے نفس کو کافر کہین اس سبب سے کہ وہ منصفی پر راضی ہوئے اور توبہ کرین منصفی سے پہر اُنہون نے اجماع کیا اسپر کہ جو اُنکے عقیدہ کے مخالف ہو وہ کافر ہے اور اُسکا مال اور جان مباح ہے سو جو مسلمان اُنپر گذرتا اُسکو مار ڈالتے تہے علی مرتضےٰ رضؓ کو یہ خبر پہنچی سو علی رضؓ لشکر لیکر اُنکی طرف نکلے اور نہروان مین اُنپر جا پڑے اور نہ باقی رہا اُن مین سے کوئی مگر کم دس آدمی سے اور علی رضؓ کے لشکر سے صرف دس آدمی قتل ہوئے تہے یہ خلاصہ ہے اول حال انکے کا پہر باقی چہپے رہے یہانتک کہ اُنہین سے عبدالرحمن بن ملجم نے علی مرتضےٰ رضؓ کو شہید کیا بعد اسکے کہ صبح کی نماز مین داخل ہوئے پہر ہمیشہ ان سے کچھہ نہ کچھہ لوگ باقی چلے آئے اور کہا ابوبکر بن عربی نے کہ خارجی لوگ دو قسم ہین ایک وہ لوگ ہین جو گمان کرتے ہین کہ عثمانؓ اور علیؓ اور جو لوگ کہ جنگ جمل اور صفین مین تہے اور سب لوگ جو منصفی پر راضی ہوئے تہے وے سب کے سب کافر ہین اور دوسرا گروہ گمان کرتا ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ مین رہے گا اور بعضون نے کہا کہ جو صغیرے گناہ پر اصرار کرے وہ مانند اُسکی ہے جو کبیرے گناہ کرے کہ وہ بہی ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اور بعضون نے انکار کیا ہے پانچ نمازون سے اور کہا کہ فقط صبح اور عشا کی نماز فرض ہے اور جائز ہے نکاح کرنا پوتی سے اور بہانجی اور بہتیجی سے اور بعضون نے کہا کہ سورہ یوسف قرآن سے نہین اور بعضون نے کہا کہ جو لا الہ الا اللہ کہے وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک مومن ہے اگرچہ دل سے کافر ہو اور کہا اُنہون نے کہ واجب ہے نماز عورت پر حیض کی حالت مین اور جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے وہ کافر ہے اور اُنکا یہ اعتقاد ہے کہ اگر جب

ہے لڑنا مسلمانوں سے یعنے عام مسلمانوں سے جو اُن کے اعتقاد کے مخالف ہیں اور جائز ہے قتل کرنا اُن کا اور لوٹنا اُنکے مال کا اور قید کرنا اور لونڈی غلام بنانا اُنکے جورو لڑکوں کا وغیر ذلک اور کہا غزالی نے وسیط میں کہ خارجیوں کے حکم میں دو وجہ ہیں ایک یہ کہ وہ مرتدوں کی طرح ہیں دوسری یہ کہ وہ باغیوں کی طرح ہیں اور ترجیح دی ہے رافعی نے اول وجہ کو اور نہیں ہے یہ کہ جاری ہر خارجی میں سو مقرر وہ دو قسم ہیں ایک وہ قسم ہے جسکا ذکر پہلے گذرا اور دوسرا گروہ وہ ہے جو طلب ملک کے واسطے نکلا نہ واسطے بلانے کی طرف اعتقاد اپنی کی اور یہ بھی دو قسم ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو نکلے واسطے غصے دین کی بسبب ظلم حاکموں کے اور ترک کرنے اُنکے عمل کے ساتھ سنت نبویہ کو سو یہ لوگ اہل حق ہیں اور اُنہیں سے ہیں حسن بن علی رض اور اہل مدینہ جنگ حرہ میں اور دوسرا گروہ ہے جو فقط طلب ملک کے واسطے نکلے برابر ہے کہ اُن میں شبہ ہو یا نہ اور وہ باغی لوگ ہیں وسیاتی حکمہم فی کتاب الفتن وباللہ التوفیق (فتح) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ وَقَالَ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ترجمہ اور تھے ابن عمر دیکھتے انکو بدتر سب خلق اللہ . . . سے اور کہا کہ وہ چلے اُن آیتوں کی طرف جو کافروں کے حق میں اُتریں سو ٹھیرایا اُنہوں نے انکو مسلمانوں پر ف اور صحیح مسلم میں ابوذر رض کی حدیث میں ہے کہ وے بدتر ہیں سب خلق سے حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا فَوَاللهِ لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ حُدَّاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ علی مرتضیٰ رض سے روایت ہے کہا کہ جب میں تم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کروں سو قسم ہے اللہ تعالے کی البتہ میرا آسمان سے گر پڑنا مجھکو زیادہ تر محبوب ہے اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولوں یعنے وہ سچ ہے اور جب میں تم سے

حدیث بیان کروں اس چیز میں جو بیچ اور تمہارے درمیان ہے یعنے اپنے نفس سے سو
لڑائی فریب ہے اور دغا .... اور البتہ میں نے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی آخر زمانے میں کم عمر ناقص عقل کلام
کرینگے بہتر لوگوں کا سا کلام انکا ایمان نہ اترے گا انکے نرخروں سے نیچے یعنے انکے دل میں ایمان
کا کچھ اثر نہوگا نکل جاوینگے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے سو جہاں کہیں تم ان سے
کو تو انکو قتل کرو سو البتہ انکے قتل کرنے میں قتل کرنے والوں کو ثواب ہے قیامت کے دن **ف**
یہ جو کہا جبکہ میں تمسے بیان کروں یعنے جب میں تم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان
کروں تو اسکو ... صریح بیان کرتا ہوں اسمیں کوئی تعریض اور توریہ نہیں کرتا اور جب میں حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان نہ کروں بلکہ اپنی طرف سے بیان کروں تو توریہ کرتا ہوں تاکہ دغا کروں
ساتھ اسکے جس سے لڑوں اور ایک روایت میں ہے کہ علی مرتضے رضہ کی عادت تھی کہ جب کسی نہر
یا نالے پر گذرتے تو کہتے صدق اللہ ورسولہ تو لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین تم ہمیشہ یہ کلمہ کہتے ہو
تو کہا کہ جب میں تمکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کروں الخ اور علی مرتضے رضہ یہ
لڑائی کی حالت میں کہتے تھے اور جب واقع ہوتا انکے واسطے کوئی امر ..... وہم ڈالتے کہ انکے پاس
کوئی اثر ہے سو خوف کیا انہوں نے اس واقعہ میں کہ مبادا لوگ گمان کریں کہ قصہ پستان والے کا
اسی قبیل سے ہے تو انکو واضح کر دیا کہ اس امر میں انکے پاس نص صریح ہے اور بیان کیا انکے واسطے
کہ جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کریں تو اسمیں توریہ اور تعریض نہیں کرتے اور جب
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان نہ کریں بلکہ اپنی طرف سے بیان کریں اور صدق اللہ ورسولہ
کہیں تو یہ اسواسطے کرتے ہیں تاکہ دہوکا اور فریب دیویں اسکو جس سے لڑتے ہوں اسیواسطے استدلال
کیا ساتھ اس حدیث کے الحرب خدعۃ پس یہ سبب ہے اس کلام کا اور یہ جو کہا بہتر لوگوں کا سا کلام یعنے
قرآن اور بعضوں نے کہا احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ بات ہو جو ظاہر میں اچھی ہو اور باطن میں
برخلاف ہو جیسے قول انکا لا الحکم الا للہ اور مراد یہ ہے کہ زبان سے ایمان لاوینگے دل سے نہ لاوینگے
اور ایک روایت میں ہے کہ عبیدہ نے تین بار قسم دیکر علی مرتضے رضہ سے پوچھا کیا تو نے یہ حدیث
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے علی رضہ نے تین بار قسم کھا کر کہا کہ ہاں کہا نووی نے سوا
اسکے کچھ نہیں کہ حلف کی اس نے تاکہ سوکد ہو امر نزدیک سامع کے تاکہ ظاہر ہو معجزہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا اور یہ کہ علی رضہ اور انکے ساتھی حق پر ہیں اور تاکہ قسم لینے والے کو اطمینان ہو اسواسطے دور کرنی

تو ہم اُس چیز کے کہ اشارہ کیا طرف اسکی علی مرتضیٰ رضہ نے کہ لڑائی نفا ہے سو وہ ڈرا کہ اُس نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسمین کوئی چیز منصوص نہ سُنی ہو (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُورِيَّةِ أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَدْرِي مَا الْحَرُورِيَّةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلٰوتَكُمْ مَعَ صَلٰوتِهِمْ يَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّيْنِ كَمُرُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِيْ إِلٰى سَهْمِهٖ إِلٰى نَصْلِهٖ إِلٰى رِصَافِهٖ فَيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ **ترجمہ** ابوسلمہ رضہ اور عطا سے روایت ہے کہ دونو نے اگر ابوسعید خدری سے پوچھا خارجیوں کے حال سے کیا تو نے کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے اُس نے کہا مین نہین جانتا کہ حروریہ کیا ہین اور کون ہین مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ نکلے گی اس امت مین اور نہین کہا اس سے ایک قوم کہ تم اپنی نماز کو اُنکی نماز کے ساتھ حقیر جانو گے یعنے بہ نسبت اُسکی پڑھینگی قرآن کو اُن کے حلق یا نرخرون سے نیچے نہ اُترے گا نکل جاوینگے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر نشانے سے سو تیر مارنے والا تیر کی طرف دیکھے اور اُسکے پیل کی طرف دیکھے اور اسکے باڑ کی طرف دیکھے سو شک کرے تیر کے سر مین کہ کیا کوئی چیز لہو سے اُسکو لگی رہی یا نہین یعنے دین اسلام سے صاف نکل جاوینگے کوئی لگاو نہین رہیگا **ف** اور ایک روایت مین ہے کہ اپنے روزے کو اُنکے روزے کے ساتھ حقیر جانو گے اور اس حدیث مین اشارہ ہے ابوسعید سے اس طرف کہ خارجی لوگ کافر ہین اور وہ غیر اس امت سے ہین اور فوقہ جگہہ تانت کی ہے تیر سے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ الْحَرُورِيَّةَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے اور ذکر کیا حروریہ کو سو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نکل جاوینگے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے **ف** بخاری اس حدیث کو ابوسعید کی حدیث کے پیچھے لایا تو اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ توقف ابوسعید کا جو مذکور ہے محمول ہے اُسپر جسکی طرف مین نے اشارہ کیا کہ نہین نص کی حدیث مرفوع مین اوپر نام اُنکے کے ساتھ خاص اس اسم کے یعنے خارجیون کو حروریہ کہنا نص حدیث مین نہین ہے

نہ یہ کہ حدیث اُسکے حق میں وارد نہیں ہوئی (فتح) **باب** مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ
وَأَنْ لَا يُنَفِّرَ النَّاسَ عَنْهُ جو نہ لڑے خارجیوں سے واسطے اُلفت کے اور یہ کہ لوگ اُس سے نفرت
نہ پکڑیں **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَاءَ
عَبْدُ اللّٰهِ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ فَقَالَ اعْدِلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ
إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا
يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ
السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ فِي قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ
فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ
فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ أَوْ قَالَ ثَدْيَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ
الْمَرْأَةِ أَوْ قَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ
أَشْهَدُ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ
جِيءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيهِ وَمِنْهُمْ
مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ **ترجمہ** ابو سعید خدری رضی سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ مال تقسیم کرتے تھے تو عبداللہ ذوالخویصرہ آیا سو اُس نے کہا اے پیغمبر عدل کر
برابر بانٹ ہمکو بھی دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے کم بخت اگر میں عدل نہ کروں گا
تو پھر دنیا میں کون عادل پیدا ہوگا تو عمر فاروق رضی نے کہا کہ یا حضرت اگر حکم ہو تو اُسکی گردن کاٹ
ڈالوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ اور مت مار سو مقرر اُسکے چند ساتھی ہونگے
یعنی اُسکی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ تم میں سے ہر ایک آدمی اپنی نماز کو اُنکی نماز کے ساتھ حقیر
جانے گا اور اپنے روزے کو اُنکے روزے کے ساتھ حقیر جانیگا وے لوگ دین اسلام سے نکل جاوینگے
جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے سو تیر مارنے والا تیر کے پر کو دیکھے تو اسمین کچھ خون کا اثر نہ پاوے پھر اُسکی
پھل کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پاوے پھر اُسکی باڑہ کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پاوے تیر پار نکل گیا بیٹ کے
گوبر اور لہو سے یعنی جیسے پار ہوئے تیر میں جانور کا کچھ اثر نہیں لگا رہتا اسی طرح اُس قوم میں اسلام
کا کچھ اثر باقی نہ رہیگا اُس قوم کی پہچان یہ ہے کہ اُنمیں ایک مرد ہوگا جسکا ایک ہاتھ یا فرمایا ایک پستان
جیسے عورت کا پستان یا فرمایا جیسے گوشت کا لوتھڑا جنبش کیا کرے گا اور آدمیوں کے عمدہ تر گروہ پر

خروج کرینگے یعنے علی مرتضے رضہ سے باغی ہونگے) وے لوگ اختلاف اور پہوٹ کے زمانے مین ظاہر ہونگے ابوسعید رض اس حدیث کے راوی نے کہا البتہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہ حدیث مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی اور مین گواہی دیتا ہون کہ خارجی لوگ پیدا ہوئے اور حضرت علی رضہ نے انکو قتل کیا اور مین بہی اُس لڑائی مین انکے ساتہہ موجود تہا لایا گیا وہ مرد اسی صفت پر جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی تہی یعنے جس نشانی کا مرد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تہا اسی نشانی کا آدمی اُس قوم مین موجود تہا سو یہ آیت اُتری کہ اُن مین سے بعضے طعن کرتے ہین تجہکو تقسیم صدقات مین **ف** یہ جو فرمایا اسکو چہوڑ دے مت مار تو اسکا ظاہر یہ ہے کہ اُسکے نہ مارنے کا سبب یہ ہے کہ اُسکے چند ساتھی ہونگے صفت مذکور پر اور یہ نہین چاہتا ہے اُسکے نہ مارنے کو باوجود اسکے کہ اُس نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین ایسی بے ادبی کی اور آپکے روبرو ایسا سخت کلام کیا سو احتمال ہے کہ مصلحت تالیف کے واسطے اُسکو قتل نہ کیا ہو جیسا کہ بخاری نے اُسکو سمجہا اسواسطے کہ وصف کی اُنکے ساتہہ عبادت کی باوجود ظاہر کرنے اسلام کے سو اگر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے قتل کی اجازت دیتے تو یہ انکے سواے اور لوگون کے اسلام مین داخل ہونے کی نفرت کا سبب ہوتا لوگ اسلام مین داخل ہونے سے نفرت کرتے اور یہ جو کہا کہ اُنکے حلق سے نیچے نہ اُتریگا تو اسکے معنے یہ ہین کہ انکی قرارت کو خدا نہین بلند کریگا اور نہین قبول کریگا اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ قرآن کے ساتہہ عمل نہ کرین گے سو انکو اُسکے پڑہنے کا ثواب نہ ملیگا اور کہا نووی نے کہ اُسکے معنے یہ ہین کہ انکو قرآن مین کچہہ حصہ نہین مگر گذرنا اُسکا انکی زبان پر انکے حلق تک نہ پہنچیگا چہ جائیکہ اُنکے دل مین پہنچے اسواسطے کہ مطلوب سمجہنا اُسکا ہے ساتہہ واقع ہونے اُسکے کے دل مین اور یہ مثل قول اُنکے کی ہے کہ اُنکا ایمان اُنکے نرخرے سے نیچے نہ اُترے گا یعنے زبان سے کلمہ پڑہینگے اور اُسکو دل سے نہ پہچانینگے اور ایک روایت مین ہے کہ مسلمانون کو قتل کرینگے اور بت پرستون کو چہوڑینگے اور ایک روایت مین ہے کہ اُسکا بازو ہوگا اور ہاتہہ نہ ہوگا اسکے بازو پر جیسے عورت کا پستان اسپر سفید بال ہین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری صفت اُنکی یہ فرمائی کہ انکے سر منڈے ہونگے اور ایک روایت مین ہے کہ قتل کریگا انکو وہ گروہ جو حق سے قریب تر ہوگا اور اُسمین ہے کہ ابوسعید نے کہا کہ وہ تم ہو اے عراق والو جنہون نے خارجیون کو قتل کیا یعنے علی مرتضے رضہ اور اُنکے ساتھی اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند مین روایت کی ہے حبیب بن ابی ثابت سے کہ مین ابووائل

پاس آیا سو مین نے کہا کہ خبر دی مجھکو ان لوگون کے حال سے جنکو علی رضنے قتل کیا کس بات مین وہ علی رضہ سے جدا ہوئے اور کس سبب سے انکار نا جائز ہوا تو اس نے کہا کہ جب ہم صفین مین تھے تو سخت ہوئی لڑائی اہل شام مین سو انہون نے قرآن کو اٹھایا سو ذکر کیا اس نے قصہ مصحف کا سو کہا خارجیون نے جو کہا اور اترے حرورا مین سو علی رضہ نے انکو کہلا بھیجا تو انہون نے رجوع کیا سو انہون نے کہا کہ اگر اس نے قضیہ کو قبول کیا تو ہم اس سے لڑینگے اور اگر اسنے اسکو توڑ ڈالا تو ہم اسکے ساتھ شامل ہونگے پھر انمین سے ایک فرقہ پھوٹ نکلا لوگون کو قتل کرنے لگے سو علی رضہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکے بارے مین حدیث بیان کی اور حاکم اور طبرانی وغیرہ نے عبداللہ بن شداد کے طریق سے روایت کی ہے کہ علی مرتضے رضہ نے جب معاویہ سے خط وکتابت کی اور دونون نے دو منصفون کو مقرر کیا تو آٹھ ہزار آدمی نے قراء سے ان سے بغاوت کی اور حرورا مین اترے کوفے کی جانب مین اور علی مرتضے رضہ کو اسیر چھڑکی دی سو کہا انہون نے کہ تو نے پیراہن اتار ڈالا جو اللہ تعالے نے تجھکو پہنایا تھا اور تو الگ ہوا اس نام سے جو خدا تعالے نے تیرا نام رکھا تھا پھر اس نے منصف ٹھیرایا مردون کو خدا تعالے کے حکم مین اور حالانکہ نہین ہے حکم کسی کا سوائے اللہ تعالے کے تو یہ خبر علی رضہ کو پہنچی تو علی مرتضے رضہ نے لوگون کو جمع کیا اور ایک بڑا قرآن منگوایا سو اسکو ہاتھ مارنے لگے اور کہتے لگے اے قرآن لوگون سے بات کر تو لوگون نے کہا کہ وہ آدمی نہین وہ تو صرف سیاہی اور کاغذ ہے اور ہم کلام کرتے ہین ساتھ اسکے جو اس سے ہم نے روایت کی سو علی مرتضے رضہ نے کہا کہ میرے اور لوگون کے درمیان خدا تعالے کی کتاب منصف ہے خدا تعالے ایک مرد کے عورت کے حق مین فرماتا ہے فان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکما من اہلہ الآیۃ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت بہت بڑی قدر والی ہے ایک مرد کی عورت سے اور انہون نے عیب کیا مجھپر اسمین کہ مین نے معاویہ سے خط وکتابت کی اور حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل بن عمرو سے خط وکتابت کی اور البتہ تمہارے واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہتر چال چلنی ہے پھر ابن عباس رضہ کو انکی طرف بھیجا تو ابن عباس رضہ نے ان سے مناظرہ کیا تو چار ہزار نے ان مین سے رجوع کیا اور علی مرتضے رضہ نے باقی لوگون کو کہلا بھیجا کہ توبہ کرین انہون نے نہ مانا تو انکو کہلا بھیجا کہ تم جہان چاہو رہو اور ہمارے اور تمہارے درمیان یہ عہد وپیمان ہے کہ نہ قتل کرو کسی کو ناحق اور نہ رہزنی کرو اور نہ ظلم کرو اور اگر تمنے کیا تو جاری ہوگی تمہاری طرف لڑائی اور ایک روایت مین ہے کہ علی مرتضے رضہ نے

لڑائی کی بعد کہا کہ جس نشانی کا مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا تھا اس نشانی کا مرد لاشون مین تلاش کرو سو لوگون نے اسکو لاشون مین تلاش کیا سو نہ پایا پہر علی مرتضے رضہ خود اُٹھے یہانتک کہ آئے اُن لاشون پر جو ایک دوسرے پر پڑی تھین سو کہا کہ انکو الگ کرو سو انہون نے اسکو لاش کے تلے پایا زمین سے لگا ہوا **تنبیہ** ابو سعید رضہ سے اسی طرح ایک اور قصہ بھی خارجیون کے حق مین آیا ہے جو اُس قصے کے مخالف ہے اور اسمین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضہ سے فرمایا کہ جا اسکو قتل کر ڈال سو علی مرتضے رضہ گئے اور اسکو نہ پایا وہ اُنکے جانے سے پہلے کہین چلا گیا اور ممکن ہے کہ یہہ وہی پہلا مرد ہو اور یہہ قصہ پہلے قصے سے متراخی ہو اول اسکے مارنے سے منع کیا پہر اسکے مارنے کی اجازت دی واسطے دور ہونے علت منع کے اور وہ تالیف ہے اور شاید اسلام کے پہیل جانے کے بعد تالیف کی حاجت نہ رہی ہوگی اور اس حدیث مین اور بہی بہت فائدے ہین اسمین بڑی فضیلت ہے علی مرتضے کے واسطے اور یہ کہ وہی تہے امام بحق اور یہ کہ وہی تہے حق پر ان لوگون کی لڑائی مین جن سے لڑے جنگ جمل اور صفین وغیرہ مین اور یہ کہ مراد ساتھ حصر کے کاغذ مین انکے اس قول مین ماعندنا الا القرآن والصحیفۃ مقید ہے ساتھ کتابت کے نہ یہ کہ نہین پاس اُنکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز اس چیز سے جسپر خدا تعالےٰ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی آیندہ زمانے کے حالات سے مگر جو اس کاغذ مین ہے سو البتہ شامل ہین طریقے اس حدیث کے بہت چیزون پر جنکا علم علی رضہ کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تھا اس قسم سے کہ متعلق ہے ساتھ خوارج وغیرہ کے اور ثابت ہو چکا ہے علی مرتضے رضہ سے کہ وہ خبر دیتے تہے کہ اُنکو یہ لوگون کا قتل کریگا اور احتمال ہے کہ ہو نفی مقید ساتھ مختص ہونے اُنکے ساتھ اُسکے یعنے اُسمین اور کوئی اُنکے ساتھ شریک نہین سو نہ وارد ہوگی حدیث باب کی اس واسطے کہ اُسمین اور لوگ بھی اُنکو شریک ہین اگرچہ اُنکے پاس زیادتی ہے اوپر اُنکے اسواسطے کہ وہ صاحب قصہ ہین سو اُنکی کوشش اُسکے ساتھ غیر سے زیادہ ہوگی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسکے اعتقاد مین امام سے بغاوت جائز ہو اُس سے لڑائی نہ کی جاوے جبتک کہ اُسکے واسطے لڑائی کو قائم نہ کرے یا اُسکے واسطے مستعد نہو اور حکایت کیا ہے طبری نے اسپر اجماع کو واسطے حق مین کہ نہ تکفیر کی جاوے اُسکی اعتقاد اُسکے سے اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ اُس نے لکہا بیچ باز رہنے کے خارجیون کے لڑنے سے جبتک کہ ناحق خون ریزی نہ کرین یا مال لیوین سو اگر کرین تو اُن سے لڑو اگرچہ میری اولاد ہون اور عطا رضہ سے ہے جبکہ رہزنی کرین اور ڈاکہ مارین اور اسمین ہے کہ نہین جائز ہے قتال

خوارج کا اور قتل کرنا انکا مگر بعد قائم کرنے حجت کے اوپر انکے باین طور کہ انکو بلایا جاوے کہ حق کیطرف رجوع کرین اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری نے ترجمہ مین ساتھ آیت کے جو اسمین مذکور ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اُس شخص کے واسطے جو قائل ہے ساتھ تکفیر خوارج کے یعنے خارجی لوگ کافر ہین اور یہی معلوم ہوتا ہے بخاری کی کاریگری سے کہ انکو ملحدون کے ساتھ جوڑا اور تاویل کرنے والون کو اُن سے الگ جدا باب مین بیان کیا اور ساتھ اسکے تصریح کی ہے ابوبکر بن عربی نے ترمذی کی شرح مین سو کہا صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہین اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وے لوگ نکل جاوینگے اسلام سے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ مین انکو قتل کرونگا قوم عاد کا سا قتل کرنا اور قوم عاد کی کفر سے ہلاک ہوئی اور اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بدترین سب خلقت ہین اور نہین وصف کیے جاتے ساتھ اسکے مگر کافر لوگ اور اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وے لوگ خدا تعالے کے نزدیک سب خلق سے زیادہ دشمن ہین اور اس واسطے کہ جو انکے اعتقاد کے مخالف ہو اُسکو کافر جانتے ہین اور مخلد فی النار شمار کرتے ہین سو وہ بطریق اولے کافر ہونگے اور اسی کی طرف میل کی ہے تقی الدین سبکی نے سوا سکے کہا کہ جو شخص خارجیون کو کافر کہتا ہے اُسکی حجت یہ ہے کہ وے لوگ بڑے بڑے اصحاب کو کافر جانتے ہین اور یہ لغلگبر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے واسطے بہشت کے ساتھ گواہی دی اور یہ حجت میری نزدیک صحیح ہے اور جو انکو کافر نہین کہتا اُسکی حجت یہہ ہی کہ اُسکو کافر کہنا چاہتا ہے کہ انکو اس شہادت مذکورہ کا قطعی علم حاصل ہو اور اسمین نظر ہے اسواسطے کہ ہم قطعی جانتے ہین کہ جنکو وہ کافر کہتے ہین وہ پاک ہین مرتے دم تک اور یہ کافی ہے انکی تکفیر مین ہمارے اعتقاد مین اور تائید کرتی ہے اسکی یہ حدیث کہ جو اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے تو دونو سے ایک اُسکے ساتھ پھرتا ہے اور البتہ تحقیق ہو چکا ہے کہ وے لوگ ایک جماعت اصحاب کو کافر جانتے ہین جنکے ایمان کا ہم کو قطعی علم حاصل ہو چکا ہے سو واجب ہے کہ انکو کافر کہا جاوے ساتھ مقتضے حدیث حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اُسکی نظیر وہ شخص ہے جو بت کو سجدہ کرے اور مجمل طور سے اسلام کا معتقد ہو اور فرائض کو ادا کرے کہ یہ اعتقاد اسلام کا اُسکو بت کے سجدہ کرنے سے نجات نہین دیتا اور نہ عمل کرنا ساتھ واجبات کے اور اکثر اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ خارجی لوگ فاسق ہین اور حکم اسلام کا جاری ہے اوپر انکے اسواسطے کہ وہ کلمہ گو ہین اور ارکان اسلام پر ہمیشگی کرتے ہین اور مسلمانون کو جو کافر کہتے ہین تو تاویل سے کہتے ہین کہا خطابی نے اجماع ہے مسلمانون

کہا اسپر کہ خارجی لوگ باوجود گمراہ ہونے کے ایک فرقہ ہے مسلمانون سے جائز ہے نکاح
کرنا اُن سے اور کہانا اُنکے ذبح کیئے جانور کا اور نہ کافر کہا جاوے اُنکو جبتک کہ اصل اسلام کے
ساتھ تمسک کرتے ہون اور کہا ابن بطال نے کہ جمہور علما کا یہہ مذہب ہے اور کہا قرطبی نے کہ اُنکو
کافر کہنا ظاہر تر ہے حدیث مین پہر جو لوگ خارجیون کو کافر جانتے ہین اُنکے قول پر اُن سے لڑنا
اور اُنکے جورو لڑکون کو قید کرنا جائز ہے اور یہ قول ایک گروہ اہلحدیث کا ہے خارجیون کے اموال
مین اور جو لوگ اُنکو کافر نہین کہتے اُنکے قول پر اُنکا حکم باغیون کا حکم ہے اگر لڑائی کو قائم کرین تو
اُن سے لڑائی کیجاوے والا نہ اور اس حدیث مین نشانی ہے پیغمبری کی نشانیون سے کہ جسطرح
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا اُسی طرح واقع ہوا اور یہ اس واسطے کہ جب خارجیون نے اپنے
مخالفون کو کافر کہا تو اُن کے خونون کو حلال جانا اور مشرکون سے لڑنا چھوڑ دیا اور اس حدیث مین
ہے کہ لڑنا خارجیون سے اولے ہے مشرکون کے قتال سے اسواسطے کہ اُنکے لڑنے مین حفظ راس
المال اسلام کا ہے اور مشرکون کی لڑائی مین طلب کرنا نفع کا ہے اور حفظ راس المال کا اولے ہے اور
اسمین زجر ہے عمل کرنے سے ساتھ ظاہر جمیع آیات کے جو تاویل کے قابل ہین جنکے ظاہر پر عمل کرنی
سے اجماع سلف کی مخالفت لازم آتی ہے اور اسمین ڈرانا ہے غلو اور مبالغہ کرنے سے بیچ دیانت
کے اور شدت کرنے سے عبادت مین جسکی شارع نے اجازت نہین دی اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے شریعت کی تعریف کی ہے ساتھ اسکے کہ وہ سہل و آسان ہے اور رغبت دی مسلمانون کو
کہ مسلمانون کے ساتھ نرمی کرین اور کافرون کے ساتھ سختی کرین اور خارجیون نے اسکا
عکس کیا اور یہ کہ جائز ہے لڑنا اُس شخص سے جو امام پر خروج کرے اور امام عادل کی طاعت
سے نکلے اور جو قائم کرے لڑائی کو اور لڑے اعتقاد فاسد پر اور جو راہزنی کرے اور راہ مین
ڈراوے اور زمین مین فساد کرے اور جو حاکم ظالم کی فرمانبرداری سے نکلے اور جو ارادہ کرے غالب
ہونے کا اُسکے مال پر یا اہل پر یا نفس پر تو وہ معذور ہے اُس سے لڑنا جائز نہین اور اُسکو جائز ہے
کہ اپنے اہل اور جان اور مال سے اُسکو ہٹاوے بقدر طاقت اپنی کے اور اسمین جواز قتل خوارج کا
ہے ساتھ پہلی شرطون کے اور ثابت ہونا اجر کا اسکے واسطے جو اُنکو قتل کرے اور یہ کہ بعضے مسلمان
دین سے نکلتے ہین بدون قصد کرنے کے اور بدون اسکے کہ اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار
کرین اور اسمین ہے کہ خارجی لوگ امت محمدی کے سب بدعتی فرقون سے بدتر ہین بلکہ یہود اور
نصارے سے بھی بدتر ہین اور یہ مبنی ہے اُنکے کفر پر کہ خارجی لوگ مطلق کافر ہین (فتح الباری)

حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الشیبانی قال حدثنا یسیر بن عمرو قال قلت لسهل بن حنیف هل سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی الخوارج شیئا قال سمعته یقول واھوی بیدہ قبل العراق یخرج منه قوم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام مروق السهم من الرمیة ترجمہ یسیر سے روایت ہی کہ مین نے سہل سے کہا کہ کیا تو نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے خارجیون کے حق مین کچھ فرماتے تہے اُس نے کہا مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تہے اور اپنے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا کہ اُس سے ایک قوم نکلیگی قرآن کو پڑھینگے اُنکے ہنسلیون سے نیچے نہ اُترے گا وے لوگ اسلام سے نکل جاوینگے جیسے نکلجاتا ہے تیر شکار سے ف اور اس حدیث مین ہے کہ سہل بن حنیف نے تصریح کی کہ حروریہ ہی مراد ہین ساتھ اُس قوم کے جو ان دونو باب کی حدیثون مین مذکور ہین سویہ قوی کرتا ہے اس چیز کو جو پہلے گذری کہ توقف کیا ابو سعید رضہ نے اُنکے نام اور نسبت مین تصریح سے اُنکے مراد اور روایت کیا ہے اس حدیث کو پچیس اصحاب نے سوائے علے مرتضے رضہ کے

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لن تقوم الساعة حتی تقتتل فئتان دعواهما واحدة باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ ہرگز نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ آپسمین لڑینگے دو گروہ دعوے دونو کا ایک ہی ہوگا حدثنا علی قال حدثنا سفیان قال حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتی تقتتل فئتان دعواهما واحدة ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ ....

حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ آپسمین لڑینگے دو گروہ دعوے دونو کا ایک ہی ہوگا ف اس حدیث کی شرح کتاب الفتن مین آویگی انشاء اللہ تعالے اور اُسمین اتنا زیادہ ہے کہ دونو کے درمیان بڑی لڑائی ہوگی اور مراد اس حدیث مین دو گروہ سے گروہ علی اور گروہ معاویہ کا ہے اور مراد ساتھ دعوے کے اسلام ہے راجح قول پر یعنے دونو اسلام پر لڑینگے اور بعضون نے کہا مراد یہ ہے کہ دونو مین سے ہر ایک کا اعتقاد یہ ہوگا کہ وہ حق پر ہے اور وارد کیا ہے اُسکو اس جگہہ واسطے اشارہ کرنے کے طرف اُس چیز کی کہ بیچ بعضے طریقون مین واقع ہوی ہے جیسے کہ روایت کیا طبرانی نے ابو سعید رضہ سے مثل حدیث باب

کی اور زیادہ کیا اسکے اخیر مین کہ وہ اسی حالت مین ہونگے کہ ایک گروہ نکلے گا قتل کریگا انکو وہ گروہ جو حق سے قریب ہوگا اور ساتھ اسکے ظاہر ہوگی مناسبت اسکی واسطے ماقبل کے (فتح الباری)

باب مَاجَاءَ فِي الْمُتَأَوِّلِيْنَ جو آیا ہے تاویل کرنے والوں کے بیان مین **ف** اسکا بیان کتاب الادب مین ہو چکا ہے اور اسکا حاصل یہ ہے کہ جو مسلمان کو کافر کہے دیکھا جاوے سو اگر بدون تاویل کی ہو تو مستحق ہے مذمت کا اور اکثر اوقات کہنے والا ہی کافر ہو جاتا ہے اور اگر تاویل سے ہو تو اسمین دیکھا جاوے اگر تاویل ناجائز ہو تو بھی مذمت کا مستحق ہے اور نہین پہنچتا طرف کفر کی بلکہ اسکی خطا کی وجہ اسکے واسطے بیان کی جاوے اور جھڑکی دیجاوے اسکو جو اسکے لائق ہو اور نہیں لاحق ساتھ اول کے نزدیک جمہور کے اور اگر جائز تاویل کے ساتھ ہو تو نہین مستحق ہے ذم کا بلکہ قائم کی جاوے اسپر حجت یہانتک کہ رجوع کرے طرف صواب کی کہا علما نے ہر تاویل کرنے والا معذور ہے گنہگار نہین جبکہ اسکی تاویل جائز ہو عرب کی زبان مین اور علم مین اسکے واسطے کوئی وجہ ہو (فتح) **وَقَالَ** اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلٰوةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ أَوْ بِرِدَائِي فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّورَةَ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِي هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا فَانْطَلَقْتُ أَقُودُهُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَؤُهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ **ترجمہ** عمر فاروق رضہ سے روایت ہے کہ مین نے ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان پڑھتے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مین سو مین نے اسکی قرارت کی طرف کان لگایا سو ناگہان

وہ اسکو پڑھتا ہے اُس قرارت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو اس طرح نہین پڑہائی
یعنے دوسری طرح پڑہتا تھا اور مجھکو اور طرح سے یاد تھا سو مین قریب تھا کہ نماز مین اُسکو بیٹھون
سو مین نے اسکو مہلت دی یہانتک کہ اُس نے سلام پہیری سو جب اُس نے سلام پہیری تو مین نے
اپنی یا اُسکی چادر اسکے گلے مین ڈالی سو مین نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو یہ سورہ
پڑہائی مین نے اُس سے کہا کہ تو جہوٹا ہے سو قسم ہے اللہ تعالے کی مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مجھکو یہ سورہ پڑھائی جو مین نے تجھکو پڑہتے سُنا سو مین اسکو کہینچتا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی طرف چلا سو مین نے کہا یا حضرت مین نے اسکو سورہ فرقان پڑہتے سُنا اُس قرارت سے
جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو نہین پڑہائی اور آپ ہی نے مجھکو سورہ فرقان پڑہائی ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چہوڑ دے اسکو اے عمر اے ہشام پڑہ سو اُسنے اسکو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر پڑہا اُس قرارت سے جسطرح مین نے اسکو پڑہتے سنا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا اسی طرح اُتری ہے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر تو پڑھ سو مین نے پڑہا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی طرح اُتری پہر فرمایا کہ یہ قرآن اُتارا گیا ہے عرب کی سات بولیون
مین سو اُسمین سے پڑہو جو تمکو آسان معلوم ہو **ف** اس حدیث کی شرح کتاب فضائل القرآن مین گذر
چکی ہے اور مناسبت اُسکی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ مواخذہ کیا
عمر کو ساتھ تکذیب ہشام کے اور نہ اُسکے گلے مین چادر ڈالنے سے اور نہ اس سے کہ عمر رضہ نے ارادہ کیا الغاء کا
اُسکو بلکہ سچا کہا ہشام کو اُس چیز مین جو اس نے نقل کی اور معذور رکہا عمر رضہ کو انکار مین اور نہ زیادہ کیا اُسکو
اوپر بیان کرنے حجت کے بیچ جائز ہونے دونو قراتون کے رضہ **حَدَّثَنِیْ** اِسْحَاقُ بْنُ
اِبْرَاھِیْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا وَکِیْعٌ ح وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ
اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ
بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِکَ عَلٰٓی اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْٓا اَیُّنَا لَمْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ کَمَا تَظُنُّوْنَ اِنَّمَا ھُوَ کَمَا قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ
یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ جب
یہ آیت اُتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا تو یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اصحاب پر بہت بھاری پڑی اور کہا کہ ہم لوگون مین کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم
اور گناہ نہین کرتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکا مطلب یون نہین جیسا تم نے گمان

کیا وہ مطلب تو یون ہے جیسا لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا اے بیٹا اللہ تعالے کا شریک نہ ٹھیرانا
مقرر شرک کرنا بڑا ظلم ہے **ف** اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور وجہ دخل ہونے اسکے کی
ترجمہ مین اس جہت سے ہے کہ نہ مواخذہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو اسپر کہ انہون نے
آیت مین ظلم کے معنے عام سمجھے کہ ظلم گناہ کو بھی شامل ہے بلکہ انکو معذور رکھا اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے تاویل
مین پھر انکے واسطے بیان کیا کہ ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہین رفتح **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ
قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ سَمِعْتُ
عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ غَدَا عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ اَيْنَ مَالِكُ
ابْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَّا ذَاكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَقُوْلُوْهُ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰہِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهٗ
لَا يُوَافٰى عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَيْهِ النَّارَ **ترجمہ** عتبان بن مالک رض سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول دن مین میرے پاس تشریف لائے تو ایک مرد نے کہا کہان
مالک بن دخشن تو ہم مین سے ایک مرد نے کہا کہ وہ منافق ہے خدا تعالے اور اسکے رسول سے محبت
نہین رکھتا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تمنے اسکو نہین سنا لا الہ الا اللہ کہتا اس حال مین
کہ اس سے خدا تعالے کی رضامندی چاہتا ہے کہا کیون نہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
سو مقرر شان یہ ہے کہ نہین لاویگا اسکو کوئی بندہ قیامت کے دن مگر کہ خدا تعالے آگ کو اسپر
حرام کریگا **ف** اس حدیث کی شرح ابواب المساجد مین گذر چکی ہے اور مناسبت اسکی اس
جہت سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ مواخذہ کیا ان لوگون پر جنہون نے مالک
بن دخشن کے حق مین کہا جو کہا بلکہ ان کے واسطے بیان کیا کہ احکام اسلام کے ظاہر پر جاری ہین باطن
پر نہین کہ اسکو خدا تعالے سمجھ لیویگا **حَدَّثَنَا** مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ
عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ فُلَانٍ قَالَ تَنَازَعَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحِبَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ فَقَالَ اَبُوْ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لِحِبَّانَ لَقَدْ عَلِمْتُ الَّذِيْ جَرَّاَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ يَعْنِيْ عَلِيًّا قَالَ مَا هُوَ
لَا اَبَا لَكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُهٗ قَالَ مَا هُوَ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالزُّبَيْرَ وَاَبَا مَرْثَدٍ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ حَاجٍ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ هٰكَذَا
قَالَ اَبُوْ عَوَانَةَ فَاِنَّ فِيْهَا امْرَاَةً مَعَهَا صَحِيْفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ اِلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَاْتُوْنِيْ
بِهَا فَانْطَلَقْنَا عَلٰى اَفْرَاسِنَا حَتّٰى اَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسِيْرُ

عَلٰی بَعِیْرٍ لَھَا وَکَانَ کَتَبَ اِلٰی اَھْلِ مَکَّۃَ بِمَسِیْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْھِمْ فَقُلْنَا
اَیْنَ الْکِتَابُ الَّذِیْ مَعَکِ قَالَتْ مَا مَعِیْ کِتَابٌ فَاَنَخْنَا بِھَا بَعِیْرَھَا فَابْتَغَیْنَا فِیْ رَحْلِھَا
فَمَا وَجَدْنَا شَیْئًا فَقَالَ صَاحِبَایَ مَا نَرٰی مَعَھَا کِتَابًا قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ عَلِمْنَا مَا کَذَبَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَلَفَ عَلِیٌّ وَالَّذِیْ یُحْلَفُ بِہٖ لَتُخْرِجِنَّ الْکِتَابَ اَوْ لَاُجَرِّدَنَّکِ
فَاَھْوَتْ اِلٰی حُجْزَتِھَا وَھِیَ مُحْتَجِزَۃٌ بِکِسَاءٍ فَاَخْرَجَتِ الصَّحِیْفَۃَ فَاَتَوْا بِھَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ خَانَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالْمُؤْمِنِیْنَ دَعْنِیْ فَاَضْرِبَ
عُنُقَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا حَاطِبُ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَا صَنَعْتَ
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا لِیْ اَلَّا اَکُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ وَلٰکِنِّیْ اَرَدْتُ اَنْ تَکُوْنَ لِیْ
عِنْدَ الْقَوْمِ یَدٌ یُدْفَعُ بِھَا عَنْ اَھْلِیْ وَمَالِیْ وَلَیْسَ مِنْ اَصْحَابِکَ اَحَدٌ اِلَّا لَہٗ ھُنَالِکَ
مِنْ قَوْمِہٖ مَنْ یَدْفَعُ اللّٰہُ بِہٖ عَنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ قَالَ صَدَقَ فَلَا تَقُوْلُوْا لَہٗ اِلَّا خَیْرًا
قَالَ فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ خَانَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالْمُؤْمِنِیْنَ دَعْنِیْ فَلِاَضْرِبْ
عُنُقَہٗ قَالَ اَوَلَیْسَ مِنْ اَھْلِ بَدْرٍ وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ اللّٰہَ اطَّلَعَ عَلَیْھِمْ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ
فَقَدْ اَوْجَبْتُ لَکُمُ الْجَنَّۃَ فَاغْرَوْرَقَتْ عَیْنَاہُ فَقَالَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ
خَاخٍ اَصَحُّ وَلٰکِنْ کَذَا قَالَ اَبُوْ عَوَانَۃَ حَاجٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَحَاجٍ تَصْحِیْفٌ وَھُوَ مَوْضِعٌ
وَھُشَیْمٌ یَقُوْلُ خَاخٍ

فلان سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا ابو عبدالرحمن اور حبان نے سو ابو
عبدالرحمن نے حبان سے کہا البتہ میں نے معلوم کی وہ چیز جسنے تیرے ساتھی یعنے علی رض کو خونریزی
پر دلیر کیا حبان نے کہا وہ کیا ہے تیرا باپ نہو ابو عبدالرحمن نے کہا ایک چیز ہے میں نے
علی رض کو کہتے سنا حبان نے کہا وہ کیا ہے ابو عبدالرحمن نے کہا کہ علی مرتضے رض نے کہا کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو اور زبیر اور ابو مرثد کو بھیجا اور ہم سب سوار تھے سو فرمایا چلو یہانتک
کہ روضہ حاج میں جسکو کہا ابو سلمہ نے اسیطرح کہا ابو عوانہ نے سو وہاں ایک عورت ہے
اُسکے پاس خط ہے حاطب کا مشرکین مکہ کی طرف سو اسکو میرے پاس لے آؤ سو ہم اپنے گھوڑوں
پر چلے یہانتک کہ ہمنے اُسکو پایا جہاں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو فرمایا اپنے اونٹ
پر چلتی تھی اور حاطب نے مکے والوں کو لکھا تھا حال حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے کا انکی طرف
یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری طرف چلنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہمنے کہا کہاں ہے وہ
خط جو تیرے پاس ہے اُس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں سو ہمنے اُسکو اونٹ کے ساتھ

بہٹلایا پہر ہمنے اُسکے کجاوے سے مین خط ڈہونڈا تو ہمنے کچھ چیز نہ پائی تو میرے دونو ساتہی نے کہا
کہ ہم اُسکے پاس خط نہین دیکھتے تو مین نے کہا البتہ ہمکو معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے جہوٹ نہین بولا پہر قسم کھائی علی رضہ نے قسم ہے اللہ تعالے کی البتہ خط نکال یا مین تجہکو ننگا
کرونگا سو وہ اپنے تہ بند باندہنے کی جگہہ کی طرف جہکی اور وہ کمر مین چادر باندہے تہی سو اُسنے
خط نکالا تو ہم اُسکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے تو عمر فاروق رضہ نے کہا یا حضرت
البتہ اُسنے اللہ اور اُسکے رسول اور مسلمانون کے خیانت کی حکم ہو تو اُسکی گردن ماردون تو حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے حاطب کیا چیز باعث ہوئی تجہکو اسپر جو تونے کیا تو
اُس نے کہا یا حضرت مجہکو کیا ہے کہ مین اللہ اور اُسکے رسول کے ساتہہ ایماندار نہ ہون
ولیکن مین نے ارادہ کیا کہ کفار مکہ پر کچہہ احسان اور منت رکہون کہ دفع اور دور کی جاوے
تکلیف ساتہہ اُسکے میرے اہل اور مال سے اور آپکے اصحاب مین سے کوئی ایسا نہین مگر کہ
اُسکے واسطے وہان اُسکی قوم مین سے وہ شخص ہے جسکے سبب سے اللہ تعالے اُسکے اہل اور
مال سے تکلیف دور کرے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسنے سچ کہا سو نہ کہو اُسکو
مگر نیک کہا سو عمر فاروق رضہ نے پہر پہلی بات دوہرائی سو کہا یا حضرت البتہ اُس نے خدا تعالے
اور اُسکے رسول کی اور مسلمانون کی خیانت کی مجہکو حکم ہو تو اسکی گردن مارون حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا یہ جنگ بدر والے اصحاب مین سے نہین ہے اور تجہکو کیا معلوم ہے
کہ شاید خدا تعالے اس جنگ بدر والے گروہ پر البتہ آگاہ ہو چکا سو خدا تعالے نے فرمایا کہ کرو
جو تمہارا جی چاہے سو البتہ مینے تمہارے واسطے بہشت کو واجب کیا تو عمر فاروق رضہ کی دونو آنکہہ
سے بہت آنسو جاری ہوئے یعنے بہت روئے یعنے بسبب اس خط کے کہ حاطب کو واجب القتل جانکر
اُسکے مارنیکا ارادہ کیا سو کہا کہ اللہ تعالے اور اُسکا رسول زیادہ تر دانا ہے کہا ابو عبد اللہ بخاری
نے کہ خاخ صحیح تر ہے ولیکن کہا ابو عوانہ نے حاج اور حاج تصحیف ہے اور وہ ایک جگہہ ہے درمیان
مکہ اور مدینے کے اور کہا ہشیم نے خاخ **ف** خونریزی یہ یعنے مسلمانون کی خونریزی بدین واسطے
کہ مشرکون کے خون تو بالاتفاق مندوب ہین جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکے کے جہاد
کا ارادہ کیا تو بعضے اصحاب سے چپکے کہا اور لوگون مین مشہور ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر ملکی کا
ارادہ رکہتے ہین یہ بات حاطب نے سُنی اور اہل مکہ کو چپکے لکہا اور ایک عورت کو خط دیا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ خط راہ سے پکڑ منگوایا

پہر حاطب کو بلوایا اور فرمایا کہ یہ خط تو نے لکہا تہا اُس نے کہا ہان اور ایک روایت مین ہے کہ حاطب
نے کہا یا حضرت قسم ہے اللہ تعالے کی مین نے شک نہین کیا جس دن سے مین مسلمان ہوا اور
یہ جو فرمایا کہ اس نے سچ کہا تو احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدق اُسکا
اس چیز سے کہ اُس نے ذکر کی عذر سے اور احتمال ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی سے معلوم
ہوا ہو اور یہہ جو عمر فاروق رضہ نے پہر پہلی بات دوہرائی تو یہ صریح ہے کہ عمر فاروق رضہ نے یہ دو بار
کہا سو پہلی بار مین تو معذور تہے اس واسطے کہ اُسمین اُسکا عذر نہین ظاہر ہوا تہا اور دوسری بار مین
تو اُسکا عذر واضح ہو چکا تہا کہ اُس نے اپنے اہل اور مال کی حفاظت کے واسطے یہ کام کیا تہا اور حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اُسکی تصدیق کی تہی اور منع فرمایا کہ اُسکو کہو مگر نیک تو عمر فاروق رضہ
کی بات دوہرانے مین اشکال ہے اور جواب یہہ ہے کہ عمر رضہ نے گمان کیا تہا کہ اُسکا سچا ہونا اپنے
عذر مین نہین دفع کرتا جو واجب ہے اُسپر قتل سے اور مراد اعملوا ما شئتم سے یہ ہے کہ مقرر گناہ
اُنکے واقع ہونگے بخشے گئے یہانتک کہ اگر مثلا کوئی فرض ترک کرین تو اُنکو اُسکا مواخذہ نہین ہوگا
اور اسمین اشعار ہے ساتھ اسکے کہ جو مباشر ہو بعض اعمال صالحہ کا تو اُسکے بدلے اُسکو بہت ثواب ملتا
ہے جو مقابل ہو گناہوں کو جو حاصل ہوں بہت فرضوں کے ترک کرنے سے اور اس حدیث مین
اور بہی فائدے ہین سوا اسکے جو پہلے گذرے یہہ کہ ایمان دار اگرچہ پہنچے ساتھ نیک عمل کے اس
رتبے کو کہ اُسکے واسطے بہشت واجب ہو جاوے لیکن تاہم گناہ مین واقع ہونے سے معصوم نہین اسواسطے
کہ حاطب داخل ہوا ان لوگون مین جنکے واسطے اللہ تعالے نے بہشت کو واجب کیا اور باوجود اسکے واقع
ہوا اُس سے جو واقع ہوا اور اسمین تعقب ہے اُسپر جو تاویل کرتا ہے کہ مراد ساتھ قول خدا تعالے کے
اعملوا ما شئتم یہ ہے کہ وہ محفوظ ہین گناہ مین واقع ہونے سے اور اسمین رد ہے اُس شخص پر جو کافر
کہتا ہے مسلمان کو ساتھ ارتکاب گناہ کے اور اُسپر جو یقین کرتا ہے ساتھ اسکے کہ وہ ہمیشہ آگ مین
رہیگا اور اُسپر جو یقین کرتا ہے کہ ضرور ہے کہ اُسکو عذاب ہو اور یہ کہ جس سے خطا واقع اُسکو لائق
نہین کہ اُس سے انکار کرے بلکہ اُسکا اقرار کرے اور عذر کرے تا کہ دو گناہ جمع نہوں اور یہ کہ جائز
ہے تشدید بیچ طلب خلاص حق کے اور تہدید ساتھ اُس چیز کے کہ نہ کرے اُسکو تہدید کیا گیا واسطے
ڈرانے اُس شخص کے کہ اُس سے حق نکالنا چاہئے اور یہ کہ جائز ہے پہاڑنا جاسوس کے پردہ کا
اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اُسکے جو جائز رکہتا ہے اُسکے قتل کرنے کو مالکیہ سے اسواسطے کہ
عمر فاروق رضہ نے اُسکے قتل کی اجازت مانگی اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو رد نہ کیا مگر اسواسطے

کہ وہ بدر والون مین سے تھا اور بعضون نے مقید کیا ہے اُسکو ساتھ اسکے کہ یا اُس سے مکرر واقع
ہوا اور معروف مالک سے یہ ہے کہ امام اُسمین اجتہاد کرے اور نقل کیا طحاوی نے اجماع کہ مسلمان جاسوس
کا خون مباح نہین اور کہا شافعیہ اور اکثر نے کہ اسکو تعزیر دیجاوے اور اگر باعزت آدمی ہو تو اُس سے معاف
کیا جاوے اور اسی طرح کہا اوزاعی اور ابو حنیفہ نے کہ اُسکو درد پہنچایا جاوے ساتھ سزا کے اور دراز کیا
جاوے حبس اُسکا اور یہ کہ معاف کی جاوے ذلت شریف آدمی کی اور کہا بعضون نے کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے اسواسطے درگذر کی تھی کہ خدا تعالے نے آپکو وحی سے اطلاع دی کہ وہ
اپنے عذر مین سچا ہے سو اُسکا غیر اُسکی مانند نہوگا تو جواب دیا ہے قرطبی نے کہ یہ گمان خطا ہے اسواسطے
کہ احکام اللہ تعالے کے اُسکے بندون مین جاری ہوتے ہین اُنکے ظاہر پر اور خدا تعالے نے اپنی پیغمبر
کو منافقون کے حال سے خبر دی جو آپکی خدمت مین حاضر تھے اور نہ حلال کیا آپکے واسطے قتل کرنا
انکا باوجود اسکے واسطے ظاہر کرنے انکے کے اسلام کو اور یہی حکم ہے ہر اُس شخص کا جو ظاہر کرے اسلام
کو اور بظاہر مسلمان ہو کہ اُسپر احکام اسلام کے جاری ہونگے اور اس حدیث مین نشانی ہے پیغمبری
کی نشانیون سے کہ خدا تعالے نے آپکو بذریعہ وحی کے حاطب کے قصے سے خبر دی اور اسمین مشورہ
دینا ہے بڑے آدمی کا امام کو ساتھ اُس چیز کے کہ ظاہر ہو اُسکے واسطے راے سے جسکا نفع مسلمانون
پر عائد ہو اور امام کو اُسمین اختیار ہے چاہے مانے چاہے نہ مانے اور یہ کہ جائز ہے معاف کرنا گنہگار
سے اور یہ کہ گنہگار کا کوئی ادب نہین عزت نہین اور اجماع ہے اسپر کہ اجنبی عورت کی طرف دیکھنا
حرام ہے برابر ہے کہ مسلمان ہو یا کافر اور اگر اُسکی نافرمانی کے سبب سے اسکی حرمت ساقط نہوتی
تو اُسکو ننگا کرنے کے ساتھ تہدید نہ کرتے اور یہ کہ جائز ہے بخشنا تمام گناہون کا جو جائز الوقوع ہون
اُس شخص سے کہ خدا تعالے چاہے برخلاف اہل بدعت کے جو اُس سے انکار کرتے ہین لیکن محل
معاف کا برائے صحابی سے وہ گناہ ہے جسمین حد نہو جیسے کہ زنا وغیرہ مین ہے اور یہ کہ جائز ہے
بخشنا اُن گناہون کا جو موخر ہون اور دلالت کرتا ہے اسپر دعا کرنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
چند حدیثون مین اور البتہ وارد ہوئے ہین چند حدیثون مین وہ عمل جنکے کرنے والون کو وعدہ دیا گیا ہے
کہ اُسکے اگلے پچھلے سب گناہ بخشے جاوینگے اور یہ کہ نہین لائق ہے قائم کرنا حد اور تادیب کا حاکم کی
روبرو مگر اُسکی اجازت سے اور اسمین فضیلت ہے عمر کی اور سب اہل بدر کی (فتح الباری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الاکراہ کتاب ہے زبردستی کے بیان مین ف

وہ لازم کرتا ہے غیر پر وہ چیز جسکو وہ نہ چاہے یعنے زبردستی اور اکراہ کی شرطین چار ہین اول
یہہ کہ ہو فاعل اُسکا قادر اوپر واقع کرنے اُس چیز کے کہ ڈرایا جاتا ہے ساتھ اُسکے اور مامور عاجز
ہو اُسکے دفع کرنے سے اگرچہ ساتھ بھاگنے کے ہو دوسری یہہ کہ غالب ہو اُسکے گمان پر کہ اگر وہ
باز رہا تو واقع کرے گا یہ ساتھ اُسکے تیسری یہہ کہ جس چیز کے ساتھ ڈراتا ہے وہ فوری ہو یعنے
اُسیوقت واقع ہونیوالی ہو اور اگر کہے کہ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو مین تجھکو کل مارونگا تو وہ مکرہ نہین
گنا جاتا چوتھی یہہ کہ نہ ہو ظاہر امور سے وہ چیز جو دلالت کرے اُسکے اختیار پر مثل اُس شخص کی
جو زبردستی کیا گیا زنا کرنے پر سو اپنا ذکر داخل کیا اور ممکن ہوا اُسکو کھینچ لینا سو تمادی کری یہانتک
کہ انزال ہوا اور مثل اُس شخص کی کہ اُس سے کہا گیا کہ تین طلاق دے اور اُس نے ایک طلاق دی
اور اسی طرح عکس اُسکا اور نہین فرق ہے درمیان اکراہ کے قول مین اور فعل مین نزدیک جمہور
کے اور مستثنے ہے فعل سے ہمیشہ حرام ہے جیسا کسی کو ناحق قتل کرنا اور اختلاف ہے مکرہ
مین کہ کیا تکلیف دیجاوے ساتھ ترک فعل اُس چیز کے کہ اکراہ کیا گیا ہے اوپر اُسکے یا نہ سو
کہا شیخ ابو اسحاق شیرازی نے کہ اجماع ہے اسپر کہ جو قتل کرنے پر زبردستی کیا جاوے وہ مامور ہے
ساتھ بچنے کے قتل کرنے سے اور دفع کرنے کے اپنے نفس سے اور یہ کہ وہ گنہگار ہوتا ہے اگر قتل کرے
اُسکو جسکے قتل کرنے پر زبردستی کیا گیا اور یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ وہ مکلف ہے بیچ حالت اکراہ کے
اور اسی طرح واقع ہوا ہے غزالی وغیرہ کی کلام مین اور انکا کلام تقاضا کرتا ہے تخصیص خلاف کو ساتھ
اُس چیز کے کہ موافق ہو باعث اکراہ کا باعث شرع کو مانند اکراہ کی قتل کافر پر اور اکراہ کی اسلام پر
اور اسپر جس چیز مین باعث اکراہ کا باعث شرع کے مخالف ہو مانند اکراہ کی قتل پر تو نہین خلاف
ہے بیچ جائز ہونے تکلیف کے بیچ اُسکے اور جس فعل سے کوئی چارہ نہو اُسمین اختلاف ہے جیسا
کہ کوئی پہاڑ سے گرایا جاوے اور وہ کسی شخص پر پڑے اور اُسکو قتل کرے اس واسطے کہ نہین ہے
اُسکے واسطے کوئی اختیار نہ گرنے مین اور وہ تو اس حالت مین صرف آلہ ہے اور نہین نزاع بیچ اسکے
کہ وہ غیر مکلف ہے اور اختلاف ہے اُس چیز مین کہ ڈرایا جاتا ہے ساتھ اُسکے سو اتفاق ہے
قتل پر اور تلف عضو پر اور سخت مار پر اور حبس طویل پر (فتح) **باب** وقول اللہ الا من اکرہ
وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیہم غضب من اللہ الآیۃ
خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ مگر جو زبردستی کیا گیا اور حالانکہ تسکین پکڑنے والا ہو اُسکا دل ساتھ ایمان
کے ولیکن جو کھولے ساتھ کفر کے سینہ یعنے واسطے قبول کرنے کفر کے تو اُنپر غضب ہے اللہ تعالی کا

ف یہ استثنا ہے مقدم سے گویا کہ کہا گیا کہ انپر غضب ہے اللہ تعالے کا مگر جو زبردستی کیا گیا اسواسطے کہ کفر ہوتا ہے ساتھ قول اور فعل کے بدون اعتقاد کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ اعتقاد کے پس استثنا کیا گیا اول اور وہ مکرہ ہے اور یہہ وعید شدید ہے اُسکے حق مین جو مرتد ہووے اختیار سے اور اُنپر جو زبردستی کیا جاوے اور اُسکے تو وہ معذور ہے ساتھ آیت کے اسواسطے کہ استثنا اثبات سے نفی ہے سو یہ تقاضا کرتا ہے اُسکو کہ نہ داخل ہو جو زبردستی کیا گیا کفر پر تحت وعید کے اور مشہور یہ ہے کہ یہ آیت عمار بن یاسر کے حق مین اُتری کہ اُنکو مشرکین مکہ نے پکڑا اور سخت عذاب کیا تو عمار نے زبان سے کہا کہ مین نے کفر کیا ساتھ محمد کے اور جو لائے یہ بات کافرون کو خوش لگی اُنہون نے اُنکو چھوڑ دیا پھر عمار حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے دل کو کس طرح پاتا ہے کہا کہ آرام پکڑنے والا ساتھ ایمان کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر پھر کرین تو تو بھی اسیطرح کریو اور طبری نے ابن عباس رض سے روایت کی اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ خبر دی اللہ تعالے نے کہ جو ایمان کے بعد مرتد ہو جاوے اُسپر خدا تعالے کا غضب ہے اور اُسپر جو زبان سے زبردستی کیا جاوے اور دل سے مخالف ہو یعنے اُس کے دل مین ایمان ہو تاکہ اُسکے ساتھ کافر سے نجات پاوے تو اُسپر کوئی حرج نہین اور سوا اُسکے کچھ نہین کہ بندون کو مواخذہ ہوتا ہے اُس کا جو اُنکے دل مین اعتقاد ہو (فتح) وَقَالَ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً وَهِيَ تَقِيَّةٌ اور خدا تعالے نے فرمایا مگر یہہ کہ تم پکڑو اُن سے بچاؤ اور یہ تقیہ ہے ف اور معنے آیت کے یہ ہین کہ نہ پکڑے مسلمان کافر کو رفیق نہ باطن مین نہ ظاہر مین مگر واسطے تقیہ کے ظاہر مین کہ اُسکے واسطے جائز ہے کہ اُسکو ظاہر مین دوست پکڑے اور دل سے اُسکے ساتھ دشمنی رکھے وَقَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا اِلٰى قَوْلِهٖ عَفُوًّا غَفُوْرًا وَقَالَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ نَصِيْرًا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَعَذَرَ اللّٰهُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَمْتَنِعُوْنَ مِنْ تَرْكِ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِنْ فِعْلِ مَا اُمِرَ بِهٖ اور خدا تعالے نے فرمایا کہ جن لوگون کی فرشتون نے جان قبض کی اس حال مین کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہے تو فرشتون نے کہا کس چیز مین تھے تم اُنہون نے کہا کہ تھے ہم عاجز کئے گئے زمین مین تو اُنہون نے کہا

کیا اللہ تعالے کی زمین کشادہ نہ تھی تا کہ تم اسمین ہجرت کرتے آخر آیت تک اور خدا تعالے
نے فرمایا کہ مگر جو بے بس ہین مردون اور عورتون سے اور لڑکون سے جو کہتے ہین آخر آیت تک
کہا ابو عبداللہ بخاری نے سو معذور رکھا اللہ تعالے نے عاجز کیئے گیون کو جو نہین باز رہتے
ترک اس چیز کی سے جسکا اللہ تعالے نے حکم کیا یعنے مگر جبکہ مغلوب ہون اور جو زبردستی کیا
گیا ہو نہین ہوتا ہے مگر بیچارہ نہ باز رہنے والا فعل اس چیز کے سے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ
اُسکے یعنے جو حکم کرے ساتھ اُسکے وہ شخص جسکو قدرت ہو اوپر واقع کرنے بدی کے ساتھ اُسکے
یعنے اسواسطے کہ نہین قادر ہے اوپر باز رہنے کے ترک امر خدا تعالے سے جیسا کہ نہین قادر ہے
مکرہ اوپر باز رہنے کے فعل حکم اکراہ کرنے والے سے سو وہ مکرہ کے حکم مین ہے پہلی آیت
سورہ مین پیچھے پہلی آیت سے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ اول اُسکو نقل کیا واسطے اشارہ کرنے
کے طرف اس چیز کی جو مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت مکے کے چند آدمیون کے حق مین اتری
جو ایمان لائے تھے تو مدینے سے مسلمانون نے اُنکو لکھا کہ تم ہجرت کرو والا تم مسلمان نہین ہو
سو نکلے تو اُنکے لوگون نے اُنکو راہ مین پکڑ لیا اور اُنپر جبر کیا یہانتک مجبور ہو کر کافر ہوئے
(فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ التَّقِيَّةُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ یعنے اور کہا حسن بصری رحمہ نے کہ تقیہ جائز
ہے مسلمان کے واسطے قیامت تک لیکن اگر کسی کے قتل کرنے پر زبردستی کیا جاوے تو
اُسمین معذور نہین **ف** اور معنے تقیہ کے ڈرنا ہے ظاہر کرنے اُس چیز کے سے کہ دل مین
ہو اعتقاد وغیرہ سے اور کہا ابن عباس رض نے کہ تقیہ زبان سے ہے اور دل قرار پکڑنے والا
ہے ساتھ ایمان کے (فتح) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْمَنْ يُكْرِهُهُ اللُّصُوْصُ فَيُطَلِّقُ لَيْسَ
بِشَيْءٍ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ یعنے اور کہا ابن عباس رض نے
اُسکے حق مین جسپر چور زبردستی کرین سو وہ طلاق دیوے کہ نہین ہے کچھ چیز یعنے طلاق واقع نہین
ہوتی اور یہی قول ہے ابن عمر اور ابن زبیر اور شعبی اور حسن کا **ف** کہا ابن بطال نے کہ اجماع
ہے اسپر کہ جو زبردستی کیا جاوے کفر پر یہانتک کہ اُسکو خوف ہو اپنی جان کے قتل ہونیکا اور
اور وہ کفر کرے اور اُسکا دل آرام پکڑنے والا ہو ساتھ ایمان کے تو اسپر کفر کا حکم نہین کیا جاتا
اور نہین جدا ہوتی ہے اس سے عورت اُسکی مگر محمد بن حسن نے کہا کہ وہ مرتد ہو جاتا ہے اور
اُسکی عورت اُس سے جدا ہو جاتی ہے اور اس قول کے رد کرنے کی کچھ حاجت نہین اسواسطے کہ
وہ نصوص کے مخالف ہے اور کہا ایک قوم نے کہ محل رخصت کا قول مین ہے نہ فعل مین

سو اگر بت کو سجدہ کرے یا کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے یا سور کھایا جاوے یا زنا کرے تو وہ اسمین معذور نہین ہے اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور ایک قوم نے کہا کہ اکراہ قول اور فعل مین برابر ہے اور اختلاف ہے اکراہ کی حد مین سو عمر فاروق رضہ سے روایت ہے کہ نہین ہے مرد امین اپنے نفس پر جبکہ قید کیا جاوے یا زنجیرون مین باندہا جاوے یا عذاب کیا جاوے اور کہا شریح نے کہ چار چیزین اکراہ ہین قید اور مار اور وعید اور بیڑی اور ابن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ نہین کوئی ایسا کلام جو مجھ سے دو کوڑے ہٹائے مگر کہ مین اسکو کہونگا یعنے پس شامل ہے یہ کلمہ کفر کو بھی اور یہ قول جمہور کا ہے اور کوفیون کے نزدیک اسمین تفصیل ہے اور اختلاف ہے مکرہ کی طلاق مین سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واقع نہین ہوتی اور نقل کیا ہے اسمین ابن بطال نے اجماع اصحاب کا اور کوفیون کے نزدیک واقع ہوتی ہے (فتح) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ یعنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عملون کا اعتبار نیتون سے ہے **ف** یہ حدیث پوری کتاب الایمان مین گذر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ وارد کرنے اسکے کے اسجگہہ طرف رد کی اس شخص پر جو فرق کرتا ہے اکراہ مین درمیان قول اور فعل کے اسواسطے کہ عمل فعل ہے اور جبکہ نہین اعتبار ہے اسکا بدون نیت کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث تو مکرہ کی کوئی نیت نہین بلکہ اسکی نیت نہ کرنا فعل کا ہے جسپر اکراہ کیا گیا اور ترک کرنا کسی چیز کا فعل ہے صحیح قول پر اور مستثنے ہے اس سے قتل پس نہین ساقط ہوتا ہے قصاص قاتل سے اگر زبردستی کیا جاوے قتل کرنے پر اسواسطے کہ اسنے مقدم کیا ہے اپنے نفس کو مقتول کے نفس پر اور نہین جائز ہے کسی کے واسطے کہ اپنی جان کو بچاوے قتل سے ساتھ اس طور کے کہ اپنے غیر کو قتل کرے (فتح) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُمْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلٰوةِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَالْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَابْعَثْ عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مین دعا کرتے تھے الٰہی نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو اور سلمہ بن ہشام کو اور ولید بن ولید کو الٰہی نجات دے دبے ہوئے بے زور مسلمانون کو الٰہی اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی

کی قوم پر اور اُنپر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت مین قحط پڑا تھا **ف** یہ دعا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عشا کی نماز مین کرتے تھے یا ہر نماز مین رکوع کے بعد قومے مین اور پہلے گذر چکی ہے سورہ آل عمران کی تفسیر مین جو متعلق ہے ساتھ مشروع ہونے قنوت کے نازلہ مین اور تعلق حدیث کا ساتھ اکراہ کے اس وجہ سے ہے کہ وے لوگ زبردستی کیئے گئے تھے اوپر رہنے کے ساتھ مشرکون کے یعنے مشرک لوگ اُنکو نکلنے نہین دیتے تھے اسواسطے کہ دبا ہوا مگر زور نہین ہوتا ہے مگر مکرہ کما تقدم اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اکراہ کفر پر اگر کفر ہوتا تو اُنکو واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا نہ کرتے اور انکا نام مومن نہ رکھتے (فتح) **بَابُ** مَنْ اَخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ جو اختیار کرتا ہے مار کو اور قتل کو اور خواری کو اوپر کفر کے **ف** اختیار کیا بلال وغیرہ نے مار اور ذلت کو اوپر کفر کے یعنے کلمہ کفر زبان سے نہ کہا مار منظور کی اور چونکہ یہ حدیث اُسکی شرط پر نہین تھی اسواسطے کفایت کی مصنف نے ساتھ اُس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر اُسکے **حَدَّثَنِی** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین خصلتین ہین جسمین وے ہونگی وہ ایمان کی شیرینی کا مزہ پاوے گا ایک یہ کہ اُسکے نزدیک اللہ تعالے اور اُسکا رسول تمام عالم سے زیادہ تر محبوب ہو اور یہ کہ محبت کرے آدمی سے اس طرح کہ نہ چاہتا ہو اُسکو مگر خدا تعالے ہی کے واسطے یعنے محبت مین دنیا کا. اور یہ کہ بُرا جانے کفر مین پھر پلٹ جانے کو جیسے اُسکو بُرا لگتا ہے آگ مین ڈالا جانا **ف** اور یعنے ترجمہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ برابر کیا ہے اُسکو اسمین بیچ بُرا جاننے اُسکے کے کفر کو اور بیچ بُرا جاننے اُسکے کے آگ مین داخل ہونے کو اور قتل اور مار اور خواری آسان تر ہے نزدیک مومن کے داخل ہونے آگ کے سے پس ہوگا آسان تر کفر سے اگر اختیار کرے شدت کو ذکر کیا ہے اُسکو ابن بطال نے اور تعاقب کیا ہے اُسکا ابن تین نے ساتھ اسکے کہ علما کا اتفاق ہے کہ اختیار کیا جاوے قتل کو اوپر کفر کے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ ہوگی حجت اُس شخص پر جو قائل ہے کہ کلمہ کفر کا اولے ہے صبر کرنے سے قتل پر اور ایک قوم نے اُس سے منع کیا ہے اور اجماع ہی اسپر کہ

جائز ہے داخل ہونا ہلاک کی جگہون مین جہاد مین (فتح) **حدثنا** سعید بن سلیمان حدثنا عباد عن اسمٰعیل سمعت قیسًا قال سمعت سعید بن زید یقول لقد رأیتنی وان عمر موثقی علی الاسلام ولو انقض احد مما فعلتم بعثمٰن کان محقوقًا ان ینقض **ترجمہ** سعید بن زید رضہ سے روایت ہے کہ مین نے البتہ آپکو دیکھا اور عمر فاروق رضہ نے مجھکو اسلام پر باندہا ہوا تھا یعنے اسلام لانے پر اس واسطے کہ اُس وقت عمر رضہ اسلام لائے تھے اور اگر جدا ہوتا احد کا پہاڑ اُس چیز سے کہ تمنے عثمان رضہ کے ساتھ کی یعنے ظلم سے تو لائق ہی تھا کہ جدا ہوتا **ف** یعنی عثمان نے اختیار کیا قتل کو اوپر لانے اس چیز کے کہ راضی تھے اور گذر چکی ہے یہ حدیث بیچ باب اسلام سعید بن زید کے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب مین اسواسطے کہ سعیدؓ اور اُسکی بی بی عمر رضہ کی بہن نے اختیار کی خواری کفر پر اور ساتھ اسکے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کے ترجمہ سے اور کہا کرمانی نے کہ عثمان نے اختیار کیا قتل کو اُس چیز پر کہ اُنکے قاتل راضی تھے تو اختیار کرنا انکا قتل کو کفر پر بطریق اولے ہوگا (فتح) **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحیی عن اسمٰعیل قال حدثنا قیس عن خباب بن الارت قال شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو متوسد بردۃ لہ فی ظل الکعبۃ فقلنا الا تستنصر لنا الا تدعو لنا فقال قد کان من قبلکم یؤخذ الرجل فیحفر لہ فی الارض فیجعل فیھا فیجاء بالمنشار فیوضع علی رأسہ فیجعل نصفین ویمشط بامشاط الحدید ما دون لحمہ وعظمہ فما یصدہ ذلک عن دینہ واللہ لیتمن ھذا الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت لا یخاف الا اللہ والذئب علی غنمہ ولکنکم تستعجلون **ترجمہ** خباب رضہ سے روایت ہے کہ ہمنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت کی کہ ہمنے مشرکین مکہ سے بہت تکلیف پائی اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چادر سے تکیہ کیئے تھے کعبے کے سائے مین تو ہمنے کہا کیا آپ مدد نہین مانگتے کیا ہمارے واسطے دعا نہین کرتے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تم سے آگے دے لوگ تھے کہ ایک مرد پکڑا جاتا اور اُسکے واسطے زمین مین گڑھا کہودا جاتا پھر اسمین ڈالا جاتا پھر آرہ لایا جاتا اور اُسکے سر پر رکھا جاتا سو اُسکا بدن چیر کے دو ٹکڑے کر دیا جاتا اور اُسکا گوشت ہڈی یا پٹھے تک لوہے کی کنگھی سے نوچا جاتا تھا ایسی سختی بھی اُسکو اپنے دین سے نہ پھیرتی تھی اور قسم ہے اللہ تعالے کی مقرر خدا اپنے دین کو پورا اور کامل کریگا یہانتک کہ سوار چلے گا شہر صنعا حضرموت کے شہر تک سو خدا تعالے کے کسی سے نہ ڈریگا اور نہ خوف کرے گا اپنی بکریوں پر مگر بھیڑیئے

سے ولیکن تم تو جلدی کرتے ہو **ف** یعنے کیون بے صبری اور جلدی کرتے ہو تم سے اگلے دینداروں پر تو ایسی ایسی مصیبتیں گذری ہیں کہ وہ چیر ڈالے گئے تمپر تو ایسی سختی کبھی نہیں گذری باقی دین کا غلبہ سو خدا تعالے اپنے وعدے کے موافق کریگا ملک میں ایسا امن ہوگا کہ آدمی دور تک اکیلا چلا جاویگا چنانچہ یہہ وعدہ فاروق اعظم رض کی خلافت میں پورا ہوا اور اس حدیث کی شرح سیرت نبوی میں گذر چکی ہے اور داخل ہونا اسکا ترجمہ میں اس وجہ سے ہے کہ طلب کرنا خباب کا دعا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کافرون پر دلالت کرتا ہے اسپر کہ کفار نے اُنپر بڑا ظلم کیا تھا اور طرح طرح سے تکلیف دی تہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب کے سوال سے کافرون پر بد دعا اسواسطے نہ کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم تھا کہ تقدیر میں لکھا گیا ہے کہ وہ سخت مصیبتوں میں مبتلا ہونگے اور کفار کے ہاتھ سے نہایت تکلیفیں پاوینگے پہر آخرش اُنکو ودہ ہوگی اور بہت اجر ملیگا اور اسپر جو لوگ کہ پیغمبرون کے سوا ہیں سو قیاس جب ہے اُنپر دعا کرنی وقت ہر حادثے کے اسواسطے کہ اُنکو اطلاع نہیں جیسے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیگئی اور نہیں حدیث میں تصریح ساتھ اسکے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے واسطے دعا نہ کی تہی بلکہ احتمال ہے کہ دعا کی ہو اور یہ جو کہا کہ تم سے آگے وہ لوگ الخ تو یہ تسلی ہے اُنکے واسطے اور اشارہ ہے اس طرف کہ صبر کریں یہانتک کہ مدت مقررہ گذر جاوے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر حدیث میں ولیکن تم تو جلدی کرتے ہو اور کہا ابن بطال نے اجماع ہے اسپر کہ جو زبردستی کیا جاوے کفر پر اور اختیار کرے قتل کو تو اسکو خدا تعالے کے نزدیک بہت بڑا ثواب ہے بہ نسبت اُسکے جو رخصت کو اختیار کرے اور اگر کفر کے سوا کسی اور چیز پر اکراہ کیا جاوے جیسے مثلاً سور کا کہانا یا شراب پینا تو فعل اولے ہے یعنے اسکا کہانا اولے ہے اور کہا بعض مالکیہ نے کہ بلکہ گنہ گار ہوتا ہے نہ کہانے سے اگر اُسکے سوا اور چیز سے منع کیا جاوے اسواسطے کہ وہ مثل مضطر کے ہو جاتا ہے کہ اسکو مردار کا کہانا حلال ہے جبکہ اسکو خوف ہو کہ مر جاویگا (فتح)

باب فی بیع المکرہ ونحوہ فی الحق وغیرہ بیع مکرہ کی اور مانند اسکی کے حق میں اور اسکے غیر میں **ف** کہا خطابی نے کہ استدلال کیا ہے بخاری نے ساتھ حدیث ابوہریرہ رض جو باب میں مذکور ہے اوپر جائز ہونے بیع مکرہ کے اور حدیث ساتھ بیع مضطر کے اشبہ ہے اسواسطے کہ مکرہ بیع پر وہ شخص ہے جو کہ بیچنے پر مجبور کیا جاوے خواہی نخواہی اور یہود اگر اپنی زمینوں کو نہ بیچتے تو اُنپر بیچنا لازم نہ

بلکہ مضطر ہو کے بیچ گئے تھے میں کہتا ہوں بخاری نے ترجمہ میں صرف مکرہ ہی کو بیان نہیں کیا بلکہ اسکے ساتھ و نحوہ بھی کہا سو مضطر بھی داخل ہوگا اور شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے کے اس پر جو نہیں صحیح جانتا مضطر کی بیع کو اور کہا ابن منیر نے ترجمہ باندھا ہے ساتھ حق وغیرہ کے اور نہیں ذکر کیا مگر پہلے شق کو اور جواب یہہ ہے کہ مراد اسکی ساتھ حق کے دین ہے اور مراد غیرہ سے وہ چیز ہے جو اسکے سوا ہے جنکی بیع لازم ہوتی ہے اسواسطے کہ یہود مجبور کیے گئے تھے اپنے مال کے بیچنے پر نہ واسطے دین کے کہ اونپر تھا اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ مراد حق سے جلاوطن کرنا ہے اور مراد غیرہ سے جنایات ہیں یا حق سے مراد مالی چیزیں ہیں اور غیرہ سے مراد جلا ہے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ مراد غیرہ سے دین ہو پس ہوگا یہ خاص بعد عام کے اور جب صحیح ہے بیع صورت مذکورہ میں اور وہ سبب غیر مالی ہے تو بیع دین میں اور وہ سبب مالی ہے بطریق اولے ہے (فتح) **حدثنا** عبد العزيز بن عبد الله قال حدثني الليث عن سعيد المقبري عن ابيه عن ابي هريرة قال بينما نحن في المسجد اذ خرج الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انطلقوا الى يهود فخرجنا معه حتى جئنا بيت المدراس فقام النبي صلى الله عليه وسلم فناداهم يا معشر يهود اسلموا تسلموا فقالوا قد بلغت يا ابا القاسم فقال ذلك اريد ثم قالها الثانية فقالوا قد بلغت يا ابا القاسم ثم قال الثالثة فقال اعلموا انما الارض لله ورسوله واني اريد ان اجليكم فمن وجد منكم بماله شيئا فليبعه والا فاعلموا انما الارض لله ورسوله **ترجمہ** ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ ناگہاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے سو فرمایا کہ چلو یہود کی طرف سو ہم آپکے ساتھ نکلے یہانتک کہ ہم انکے مدرسے میں پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور انکو پکارا اے یہود کے گروہ اسلام لاؤ تاکہ دین و دنیا میں سلامت رہو تو انہوں جواب میں کہا کہ البتہ آپنے خدا تعالے کا حکم پہنچایا اے ابوالقاسم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری یہی مراد ہے اپنے ہر قول سے کہ اسلام لاؤ کہ اگر تم اقرار کرو کہ میں نے تمکو خدا تعالے کا حکم پہنچایا تو مجھ سے حرج ساقط ہو پھر دوسری بار یہ کلمہ کہا تو انہوں نے کہا کہ البتہ تمنے خدا تعالے کا حکم پہنچایا اے ابو القاسم پھر تیسری بار کہا سو فرمایا کہ جان لو کہ تمہاری زمین اللہ تعالے اور اسکے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تمکو وطن سے نکالوں سو جو شخص کہ تم لوگوں میں سے اپنا کچھ مال پاوے تو چاہیئے کہ اسکو بیچ ڈالے اور نہیں تو جان

رکھو کہ زمین تو خدا تعالے اور اسکے رسول کی ہے **ف** شاید یہ یہود کا گروہ خیبر کے یہودیوں سے تھا مدینے مین رہتے پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو نکالدیا اور مرتے وقت وصیت کی کہ عرب کے ٹاپو سے مشرکون کو نکالدیا جاوے سو عمر فاروق رضنے اپنی خلافت مین یہود کو شام کے ملک کی طرف جلاوطن کیا اور یہہ جو کہا کہ زمین تو اللہ اور اسکے رسول کی ہے یعنے مقرر اسمین حکم اللہ تعالے کا ہے اور اسکے رسول کا اسواسطے کہ وہ خدا تعالے کا حکم پہنچاتے ہین (فتح) **باب** لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ نہین جائز ہے نکاح مکرہ کا قَالَ اللهُ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ الْآيَة اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیون کو زنا پر جبکہ ارادہ کرین زنا سے بچنے کا **ف** اور حکمت بیچ قید تحصن کے یہی ہے کہ اکراہ نہین حاصل ہوتا ہے مگر ساتھ ارادے عفت کے اسواسطے کہ جو اطاعت کرے اسکا نام مکرہ نہین رکھا جاتا اور کہا بعضون نے کہ مناسبت آیت کی ترجمہ سے مشکل ہے اور جائز ہے کہ اشارہ کیا ہو اس طرف کہ مستفاد ہوتا ہے مطلوب ترجمہ کا بطریق اولے اسواسطے کہ جب منع کیا اکراہ سے اس چیز مین جو حلال نہین تو نہی اکراہ سے حلال چیز مین بطریق اولے ہوگی اور کہا ابن بطال نے کہ مذہب جمہور کا یہی ہے کہ نکاح مکرہ کا باطل ہے اور کہا کوفیون نے کہ جائز ہے اور کہا انہون نے کہ اگر زبردستی کیا جاوے کوئی مرد اوپر نکاح کرنے کے کسی عورت سے دس ہزار مہر پر اور اسکا مہر مثل ہزار ہو تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح اور لازم ہوتا ہے اسپر ہزار اور باطل ہوتا ہے زائد سو جب باطل کیا ہے انہون نے زائد کو ساتھ اکراہ کے تو اصل نکاح بھی اکراہ سے باطل ہوگا اور اگر نکاح سے راضی ہو اور مہر پر مجبور کیا جاوے تو مسئلہ اتفاقی ہوگا نکاح صحیح ہوگا اور دخول سے مہر معین لازم ہوگا اور اگر مجبور کیا جاوے اوپر نکاح اور وطی کے تو نہ حد مارا جاوے اور نہین لازم ہے اسپر کوئی چیز اور اگر وطی کرے اختیار سے بدون رضا نکاح کے تو حد مارا جاوے (فتح) **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا **ترجمہ** خنساء سے روایت ہے کہ اسکے باپ نے اسکا نکاح کیا اور وہ شوہر دیدہ تھی سو اس نے نکاح کو برا جانا یعنے اسکا نکاح اسکے باپ نے جبر کر دیا سو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا نکاح باطل کر دیا **ف** اس حدیث کی شرح نکاح مین گذری **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ عن ابی عمرو عن عائشۃ قالت قلت یا رسول اللہ
یستامر النساء فی ابضاعھن قال نعم قلت فان البکر تستامر فتستحی فتسکت
قال سکاتھا اذنھا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم حکم طلب کیا جاوے عورتوں سے انکے نکاح میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا
ہان میں نے کہا کہ کنواری سے اجازت مانگی جاتی ہے سو وہ شرماتی ہے اور چپ رہتی ہے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکا چپ رہنا اسکی اجازت ہے **ف** اور اس حدیث
مین تقویت ہے پہلی حدیث کے مضمون کی اور ارشاد ہے طرف سلامتی کی عقد کے باطل کرنے
اور نہین خلاف ہے بیچ صحت جبر کرنے ولی کے چھوٹی نابالغ لڑکی پر یعنے اسکے ولی کو جائز
ہے کہ جبرًا اسکا عقد کر دیوے اور اگر کنواری بالغ ہو تو اسمین خلاف ہے کما تقدم بیانہ
فی النکاح **باب** اذا اکرہ حتی وھب عبدا او باعہ لم یجز بہ قال بعض الناس
فان نذر المشتری فیہ نذرا فھو جائز بزعمہ وکذلک ان دبرہ یعنی جب مجبور کیا جاوے
تا کہ غلام کو ہبہ کرے یا اسکو بیچے تو نہین جائز ہے اور یہی قول ہے بعض لوگون کا کہا
اور اگر مشتری اسمین کوئی نذر کرے تو وہ جائز ہے اسکے گمان مین اور اسیطرح اگر مدبر
کرے **ف** نہین جائز ہے یعنے یہ ہبہ اور بیع اور غلام باقی ہے اسکے ملک مین اور یہ جو
کہا کہ اگر نذر مانے تو جائز ہے یعنے گذرنے والی ہے اسپر اور صحیح ہے بیع جو صادر ہونے والی
ہے ساتھ اکراہ کے اور اسیطرح ہبہ بھی اور اسکے گمان مین یعنے اسکے نزدیک اور اسیطرح
اگر مدبر کرے یعنے صحیح ہوتا ہے مدبر کرنا کہا ابن بطال نے کہ کرنے والے جمہور کے موافق
ہین کہ بیع مکرہ کی باطل ہے اور یہہ تقاضا کرتا ہے کہ بیع ساتھ اکراہ کے نہین نقل کرتی ہے
ملک کو سو اگر اسکو تسلیم کرین تو باطل ہوگا قول انکا کہ نذر مشتری کی اور مدبر کرنا اسکا منع کرتا
ہے ...... اول کے تصرف کو بیچ اسکے اور اگر کہین کہ وہ ملک کو نقل کرنے والا ہے تو امام بخاری
نے کیون خاص کیا ہے اسکو ساتھ آزاد کرنے اور ہبہ کے سوائے غیر ان دونو کے تصرفات سے
کہا کرمانی نے ذکر کیا ہے مشائخ نے کہ مراد ساتھ قول بخاری کے ان بابون مین بعض الناس
سے حنفیہ ہین اور اسکی غرض یہ ہے کہ انہون نے تناقض کیا ہے اسواسطے کہ اگر بیع اکراہ کی
نقل کرنے والی ہے ملک کو طرف مشتری کی تو صحیح ہونگے سب تصرفات اسکے پس نہ خاص ہوگا اتصاف
ساتھ نذر اور تدبیر کے اور اگر کہین کہ وہ ملک کو نقل نہین کرتی تو نذر اور مدبر کرنا بھی صحیح نہ ہوگا

اور اسمین تحکم ہے اور تخصیص بدون مخصص کے کہا مہلب نے اجماع ہے علما کا اسپر کہ بیع اور ہبہ اکراہ سے جائز نہین اور ذکر کیا جاتا ہے ابو حنیفہ رض سے کہ اگر آزاد کرے اسکو مشتری یا مدبر کرے تو جائز ہے اور اسی طرح موہوب لہ اور شاید اس نے اسکو بیع فاسد پر قیاس کیا ہے اسواسطے کہ انہوں نے کہا کہ تصرف مشتری کا بیع فاسد مین نافذ ہے (فتح) **حدثنا** ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زید عن عمرو بن دینار عن جابر ان رجلا من الانصار دبر مملوکا له ولم یکن له مال غیره فبلغ النبی صلی الله علیه وسلم فقال من یشتریه منی فاشتراه نعیم بن النحام بثمانی مائة درهم قال فسمعت جابرا یقول عبدا قبطیا مات عاما اول **ترجمہ** جابر رض سے روایت ہی کہ ایک انصاری مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اسکے سوا اسکے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی سو فرمایا کون ہے جو اسکو مجھ سے خریدے تو نعیم نے اسکو آٹھ سو درہم سے خریدا کہا سو مین نے جابر رض سے سنا کہتا تھا کہ وہ قبطی غلام تھا اول سال مین مرا **ف** کہا ابن بطال نے اور وجہ رد کی ساتھ اسکے قول مذکور پر یہ ہے کہ جبکہ اس غلام مدبر کے سوائے اسکے پاس کچھ مال نہ تھا تو اسکا مدبر کرنا حماقت اور سفاہت ہوگی اسکے فعل سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے اس فعل کو اسپر رد کیا اگرچہ ملک اسکی غلام کے واسطے صحیح تھی تو جو اسکو شرا فاسد سے خریدے اور غلام کا اسکی ملک ہونا صحیح نہو جب اسکو مدبر کرے یا آزاد کرے تو اولے تر ہے کہ اسکے فعل کو رد کیا جاوے اس سبب سے کہ اسکی ملک غلام کے واسطے صحیح نہین ہوئی (فتح) **باب** من الاکراه کرها وکرها واحد باب ہی اکراہ سے کرہا اور کرہا ایک ہے **ف** یعنی منجملہ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ کراہیت اکراہ کے وہ چیز ہے جسکو آیت شامل ہے اور وہ مذکور ہے اسمین ابن عباس رض سے بیچ شان نزول آیت یایہا الذین آمنوا الخ کے **حدثنا** حسین بن منصور قال حدثنا اسباط بن محمد قال حدثنا الشیبانی سلیمان بن فیروز عن عکرمة عن ابن عباس وقال الشیبانی وحدثنی عطاء ابو الحسن السوائی ولا اظنه الا ذکره عن ابن عباس یایها الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها الآیة قال کانوا اذا مات الرجل کان اولیاؤه احق بامراته ان شاء بعضهم تزوجها وان شاءوا زوجوها وان شاءوا لم یزوجوها فهم احق بها من اهلها فنزلت هذه الآیة فی ذلک

ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر مین اے ایمان والو نہین حلال تم کو
یہ کہ وارث بنو عورتون کے زبردستی آخر آیت تک کہا ابن عباس رض نے دستور تھا کہ جب مرد مر جاتا
تو اُسکے وارث اسکی عورت کے زیادہ حقدار ہوتے اگر انمین سے بعضا چاہتا تو اُس سے نکاح کرتا
اور اگر چاہتے تو اُسکو کسی کے نکاح مین دیدیتے اور اگر چاہتے تو اسکو کسی کے نکاح مین نہ دیتے
تو وہ اُسکے زیادہ تر حقدار ہوتے اسکے گہر والون سے سو یہ آیت اس بارے مین اُتری کہا مہلب نے
اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو کوئی بند رکہے عورت کو اس امید پر کہ مر جاوے اور اُسکا وارث بنے
تو یہ اُسکے واسطے حلال نہین ساتھ نص قرآن کے اھ اور نہین لازم آتا نص سے اُسکے نہ حلال
ہونے پر یہ کہ نہ صحیح ہو میراث مرد کی اس عورت سے حکم ظاہر مین **باب** اِذَا اسْتُكْرِهَتِ
الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنٰى فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا لِقَوْلِهٖ وَمَنْ يُّكْرِهْهُنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ **ترجمہ** جب مجبور کی جاوے عورت زنا پر تو نہین ہے اُسپر کوئی حد واسطے
قول اللہ تعالے کے اور جو اُنکو مجبور کرے یعنے بدکاری پر تو مقرر اللہ تعالے بعد مجبور ہونے
اُنکے کے بخشنے والا ہے مہربان یعنے اُن عورتون کے واسطے اور اشکال کیا گیا ہے معلق
کرنا مغفرت کا اُنکے واسطے اسواسطے کہ جو مجبور کی جاوے زنا پر وہ گنہگار نہین اور جواب دیا
گیا ہے ساتھ اسکے احتمال ہے کہ ہو اکراہ مذکور کم اُس چیز سے کہ اعتبار کیا گیا ہے شرعًا سو بہت
وقت کم ہوتا ہے اس حد سے جسکے ساتھ معذور رکہی جاتی ہے ...... پس مناسب ہوا معلق
کرنا مغفرت کا کہا بیضاوی نے اکراہ نہین منافی ہے مواخذہ کو مین کہتا ہون یا ذکر مغفرت اور رحمت
کا نہین مستلزم ہے گناہ کے مقدم ہونے کو جیسا فرمایا فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ
غفور رحیم کہا طیبی نے مستفاد ہوتی ہے اس سے وعید شدید اسکے واسطے جو انکو مجبور کرے اور بیچ
ذکر کرنے رحمت اور مغفرت کے تعریض ہے یعنے باز آو اے زبردستی کرنے والو اسواسطے کہ جب وہ
باوجود مجبور ہونے کے ماخوذ مین اگر خدا تعالے کی رحمت نہ ہوئی تو پہر تمہارا کیا حال ہوگا اور مناسبت
اُسکے واسطے ترجمہ کی یہ ہے کہ آیت مین دلالت ہے اسپر کہ جو عورت زنا پر مجبور کی جاوے اسپر کچہہ گناہ
نہین پس لازم آتا ہے اس سے کہ نہ واجب ہو اسپر حد (فتح) وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ
اَبِيْ عُبَيْدٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَبْدًا مِّنْ رَّقِيْقِ الْاِمَارَةِ وَقَعَ عَلٰى وَلِيْدَةٍ مِّنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا
حَتّٰى اقْتَضَّهَا فَجَلَدَهٗ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ مِنْ اَجْلِ اَنَّهٗ اسْتَكْرَهَهَا
وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْاَمَةِ الْبِكْرِ يَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ يُقِيْمُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ مِنَ الْاَمَةِ الْعَذْرَاءِ بِقَدْرِ

ثمنها ويجلد وليس في الأمة الثيب في قضاء الأئمة غرم ولكن عليه حد ترجمہ
صفیہ بنت ابی عبیدؓ سے روایت ہے کہ ایک غلام مال خلیفے کے غلاموں میں سے ایک لونڈی پر پڑا
یعنے زنا کیا اس نے ایک لونڈی سے جو مال خمس غنیمت میں تھی جو متعلق ہوتا ہے ساتھ تصرف
امام کے سو اس غلام نے اس لونڈی کو مجبور کیا یہانتک کہ اسکی بکارت کو توڑا سو عمر فاروقؓ نے
اسکو حد میں کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور لونڈی کو کوڑے نہ مارے اس سبب سے کہ اس نے
اس سے جبراً زنا کیا یعنے اسکو پچاس کوڑے مارے اور آدہا سال شہر بدر کیا اسواسطے کہ غلام کی
حد آدہی آزاد کی حد سے اور کہا زہری نے کنواری لونڈی میں کہ آزاد مرد اسکی بکارت کو دور کرے
قیمت ڈالے منصف ثالث ازالہ بکارت کی لونڈی کنواری سے بقدر اسکے مول کے یعنے اسپر
جو اسکی بکارت کو دور کرے یعنے لیوے حاکم زنا کرنے والے سے جتنی اسکی بکارت کی بہ نسبت
اسکی قیمت کے یعنے تاوان اسکے نقص اور کمی کا اور وہ تفاوت ہے درمیان ہونے اسکے کے کنواری
اور اسکو کوڑے مارے جاویں یعنے تاکہ نہ وہم کرے کوئی کہ تاوان بے پرواہ کرتا ہے حد سے
اور نہیں ہے لونڈی شوہر دیدہ میں اماموں کے حکم میں ڈانڈ لیکن اس پر حد ہے حدثنا
أبو اليمان قال أخبرنا شعيب قال حدثنا أبو الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم هاجر إبراهيم بسارة ودخل بها قرية فيها ملك
من الملوك أو جبار من الجبابرة فأرسل إليه أن أرسل إلي بها فأرسل بها فقام
إليها فقامت توضأ وتصلي فقالت اللهم إن كنت آمنت بك وبرسولك فلا
تسلط علي الكافر فغط حتى ركض برجله ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہجرت کی ابراہیم
علیہ السلام نے ساتھ سارہ کے اور اسکے ساتھ ایک گاؤں میں داخل ہوئے کہ اسمیں ایک
ظالم بادشاہ تھا تو اس نے ابراہیم علیہ السلام کو کہلا بھیجا کہ اس عورت کو میرے پاس بھیجدے سو
سو وہ سارہ کی طرف اٹھا یعنے بدکاری کی نیت سے تو سارہ نے کھڑی ہوکر وضو کیا اور نماز پڑھی پھر
کہا الٰہی میں ایمان لائی ہوں تیرا اور تیرے رسول کا یعنے اگر میں تیرے نزدیک مقبول الایمان
ہوں تو اس کافر کو مجھپر قابو نہ دے سو وہ بیہوش ہوکر گر پڑا یہانتک کہ اپنا پاؤں ہلانے لگا ف
سارہ علیہا السلام باوجودیکہ ہر بدی سے معصوم تھیں نہیں ہے ملامت انپر خلوت میں
اسواسطے کہ وہ مجبور تھیں پس اسیطرح اگر کوئی مرد کسی عورت سے زبردستی زنا کرے تو عورت پر حد
نہیں اور اگر مرد زنا پر مجبور کیا جاوے تو جمہور کے نزدیک اسپر بھی حد نہیں اور کہا مالک اور ایک

گروہ نے کہ اسپر حد ہے اس واسطے کہ نہیں منتشر ہوتا ہے مگر ساتھ لذت کے اور ابو حنیفہ رح کسی سے کہ اسپر حد ہو اگر مجبور کرے اسکو غیر بادشاہ کا دخالفہ صاحباہ (فتح) **بَاب** یَمِیْنِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِہٖ اَنَّہٗ اَخُوْہُ اِذَا خَافَ عَلَیْہِ الْقَتْلَ اَوْ نَحْوَہٗ وَکَذٰلِکَ کُلُّ مُکْرَہٍ یَخَافُ فَاِنَّہٗ یَذُبُّ عَنْہُ الْمَظَالِمَ وَیُقَاتِلُ دُوْنَہٗ وَلَا یَخْذُلُہٗ قسم کھانا مرد کا اپنے ساتھی کے واسطے کہ وہ اُس کا بھائی ہے جبکہ اسکو اسکے قتل ہونیکا خوف ہو یا مانند اسکی اور اسی طرح ہر مجبور جو خوف کرے سو مقرر وہ مسلمان اس سے مظالم کو دفع کرے اور لڑے آگے اسکے یعنے اسکی طرف سے اور نہ ذلیل کرے اسکو **ف** کہا ابن بطال نے کہ مذہب مالک اور جمہور کا یہ ہے کہ جو زبردستی کیا جاوے قسم پر کہ اگر قسم نہ کھاوے تو اسکا بھائی مسلمان قتل ہوگا تو اسپر قسم کا کفارہ نہیں اور کہا کوفیوں نے کہ اسپر قسم کا کفارہ ہے اس واسطے کہ اسکو جائز تھا کہ توریہ کرے سو جب اس نے توریہ چھوڑا تو اس نے قصداً قسم کھائی پس حانث ہوگا اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ جب وہ مجبور کیا گیا قسم پر تو اس کی نیت مخالف ہے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الاعمال بالنیات (فتح) فَاِنْ قَاتَلَ دُوْنَ الْمَظْلُوْمِ فَلَا قَوَدَ عَلَیْہِ وَلَا قِصَاصَ یعنے پھر اگر مظلوم کی طرف سے لڑے تو نہیں ہے اسپر دیت اور نہ قصاص **ف** اگر کوئی کسی مرد کی طرف سے لڑے جسکے قتل ہونیکا اسکو خوف ہو پھر اسکے آگے مارا جاوے تو کیا واجب ہے دوسرے پر قصاص یا دیت اسمین اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا کہ اسپر کوئی چیز نہیں واسطے حدیث مذکور کے اس واسطے کہ اسمین ہے ولا یسلمہ اور دوسری حدیث مین ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کر اور ایک گروہ نے کہا کہ اسپر قصاص ہے اور یہ قول کوفیوں کا ہے اور ایک گروہ مالکیہ کا اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اسکے کہ اسمین بلانا ہے طرف مدد کی اور نہیں ہے اسمین اجازت قتل کی اور با وجہ قول ابن بطال کا ہے کہ جو قادر ہو اوپر خلاص کرنے ظالم کے متوجہ ہوتا ہے اسپر دفع کرنا ظلم کا ساتھ ہر چیز کے کہ ممکن ہو پھر جب اس سے ہٹا دے نہ قصد ہو ظالم کے قتل کا صرف قصد اسکا دفع کرنا ہو پھر اگر آ دے دفع ظالم پر تو ہوگا خون اسکا معاف اور اس وقت نہیں فرق ہے بیچ دفع کرنے اسکی کے اپنے نفس سے یا غیر سے (فتح) وَاِنْ قِیْلَ لَہٗ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ اَوْ لَتَاْکُلَنَّ الْمَیْتَۃَ اَوْ لَتَبِیْعَنَّ عَبْدَکَ اَوْ تُقِرُّ بِدَیْنٍ اَوْ تَہَبُ ہِبَۃً وَکُلُّ عُقْدَۃٍ اَوْ لَنَقْتُلَنَّ اَبَاکَ اَوْ اَخَاکَ فِی الْاِسْلَامِ وَسِعَہٗ ذٰلِکَ لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ **ترجمہ** اور اگر اس سے کہا جاوے کہ تو شراب پی یا مردار کھا یا اپنا غلام بیچ ڈال یا دین کا اقرا

یا کچھ چیز ہبہ کرے یا گرہ کھول یا نہیں تیرے باپ یا بھائی مسلمان کو قتل کرونگا تو اسکو اسکی گنجایش
ہے واسطے دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ مسلمان بھائی ہے مسلمان کا **ف**
کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ حل عقدہ کے فسخ کرنا ہے اسکا اور سفید کیا ہے بھائی کو ساتھ اسلام کے
تاکہ شامل ہو قریب اور بعید کو وسعہ ذلک یعنے اسکو گناہ کرنے جائز ہیں تاکہ خلاص کرے اپنے
باپ یا بھائی کو اور کہا ابن بطال نے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ چھوڑا یا جاوے ساتھ قتل اپنے باپ
کے یا قتل بھائی مسلمان کے اگر نہ کرے کوئی چیز گناہوں سے یا اقرار کرے اپنے نفس پر قرض
کا جو اسپر نہ ہو یا کوئی چیز کسیکو ہبہ کرے بدون خوشی دل کے یا کوئی گرہ کھولے یعنے طلاق
دیوے یا آزاد کرے بغیر اختیار کے تو اسکے واسطے جائز ہے کہ یہ سب گناہ کرے تاکہ اسکا
باپ یا بھائی مسلمان قتل سے نجات پاوے اور دلیل اسپر وہ حدیثیں ہیں جو اسکے بعد باب میں
مذکور ہیں موصول اور معلق (فتح) وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَوْ قِيلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ
أَوْ لَنَقْتُلَنَّ ابْنَكَ أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَا رَحِمٍ لَمْ يَسَعْهُ لِأَنَّ هَذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ ثُمَّ نَاقَضَ
فَقَالَ إِنْ قِيلَ لَهُ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوِ ابْنَكَ أَوْ لَتَبِيعَنَّ هَذَا الْعَبْدَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ
يَلْزَمُهُ فِي الْقِيَاسِ وَلَكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُولُ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ وَكُلُّ عُقْدَةٍ فِي ذَلِكَ بَاطِلٌ
فَرَّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ وَغَيْرِهِ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ **ترجمہ** اور کہا بعض لوگوں
نے کہ اگر اس سے کہا جاوے کہ تو شراب پی یا مردار کھا یا نہیں قتل کرونگا تیرے بیٹے کو یا باپ کو یا
قرابتی کو تو اسکو جائز نہیں اسواسطے کہ یہ مضطر نہیں پھر مناقضہ کیا سو کہا کہ اگر اس سے کہا جاوے
کہ البتہ میں قتل کرونگا تیرے باپ کو یا بیٹے کو یا اس غلام کو بیچ ڈال یا دین کا اقرار کر یا ہبہ کا تو لازم
اسکو یہ قیاس میں ولیکن ہم جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیع اور ہبہ اور ہر عقد اسمیں باطل ہے
فرق کیا ہے انہوں نے درمیان ہر محرم اور غیر اسکے کے بغیر کتاب اور سنت کے یعنی نہیں کتاب
اور سنت میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر فرق کے درمیان دونوں کے **ف** یعنے اگر کوئی ظالم
کسی مرد کو قتل کرنیکا ارادہ کرے سو مثلا اس مرد کے بیٹے سے کہے کہ اگر تو شراب نہ پیویگا یا مردار
نہ کھاویگا تو میں تیرے باپ کو قتل کر ڈالونگا یا تیرے بیٹے یا قرابتی کو قتل کرونگا تو نہیں گنہ گار
ہوتا ہے نزدیک جمہور کے اور کہا ابو حنیفہ نے کہ گنہ گار ہوتا ہے اسواسطے کہ نہیں ہے مضطر
اور یہ جو کہا کہ انہوں نے فرق کیا ہے یعنے مذہب حنفیہ کا قرابتیوں میں برخلاف انکے مذہب کے
ہے اجنبی میں سو اگر کسی مرد سے کہا جاوے کہ اس مرد اجنبی کو قتل کر یا یہ چیز بیچ ڈال اور وہ کرے

تاکہ اُسکو قتل سے بچاوے تو لازم ہے اُسکو بیع اور اگر یہہ اُسکو کہا جاوے اسکے قرابتی کے
حق مین تو نہین لازم آتا ہے اُسکو جو اُس نے عقد کیا اور حاصل اُسکا یہ ہے کہ اصل ابو حنیفہ
کا لازم ہے سب مین واسطے قیاس کے لیکن مستثنے ہے اس سے قرابتی بطور استحسان کے
اور بخاری کی رائے یہ ہے کہ نہین فرق ہے اسمین درمیان قرابتی اور اجنبی کے واسطے حدیث
مسلم کی کہ ہر مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا اور مراد ساتھ اُسکے برادری اسلام کی ہے نہ نسب کی
اسی واسطے شہادت لی ابراہیم علیہ السلام کے قول سے کہ یہہ میری بہن ہے اور مراد بہن اسلام کی
ہے ورنہ نکاح کرنا بہن سے ابراہیم علیہ السلام کے دین مین بھی حرام تھا اور یہہ اخوت واجب
کرتی ہے بھائی مسلمان کی حمایت کو اور دفع کرنیکو اُس سے پس نہ لازم آویگا اُسکو جو عقد کیا
اُس نے اور نہین گناہ اُسپر اُس چیز مین جو کہاوے اور بیوے واسطے دفع کرنے کے اُس سے
تکلیف کو (فتح) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِامْرَأَتِهِ هَذِهِ
أُخْتِي وَذَلِكَ فِي اللهِ ترجمہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام
نے اپنی بی بی کو کہا کہ یہہ میری بہن ہے اور یہہ خدا تعالے کے مقدمے مین ہے یعنے بسبب
پہنچنے اُنکے کے ساتھ اُسکے طرف سلامتی کی اُس چیز سے کہ ارادہ کیا تھا اُس ظالم نے اُن سے
یا اُنکی بی بی سے وَقَالَ النَّخَعِيُّ إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْحَالِفِ وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا
فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ ترجمہ کہا نخعی رح نے کہ جب قسم لینے والا ظالم ہو تو معتبر نیت قسم کھانے والی
کی ہے اور اگر مظلوم ہو تو معتبر نیت قسم لینے والے کی ہے **ف** کہا ابن بطال رح نے قول نخعی
کا دلالت کرتا ہے کہ معتبر اُسکے نزدیک نیت مظلوم کی ہے ہمیشہ اور یہی مذہب ہے مالک اور
جمہور کا اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک معتبر نیت قسم کہانے والی کی ہے ہمیشہ اور مذہب شافعی کا
یہہ ہے کہ اگر قسم حاکم کے پاس ہو تو قسم کا اعتبار حاکم کی نیت پر ہے اور وہ راجع ہے طرف
نیت صاحب حق کی اور اگر غیر حکم مین ہو تو اعتبار قسم کھانے والے کی نیت کا ہے اور کہا ابن
بطال رح نے کہ قسم لینے والے کا مظلوم ہونا اس صورت مین ہے کہ اُسکے واسطے حق ہو کسی مرد کی طرف
اور وہ انکار کرے اور اُسکا کوئی گواہ نہو پس اُس سے قسم لیوے تو قسم کا اعتبار اُسی کی نیت پر
ہے یعنے جو وہ نیت کرے اُسکے موافق قسم کھاوے قسم کھانے والی کی نیت کا اعتبار نہین سو
نہین فائدہ دیتا اُسکو اسمین توریہ (فتح) **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ
عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ اَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا نہ اُسپر ظلم کرتا ہے نہ اُسکو بلا کی بیچ ڈالتا ہے اور جو اپنے بھائی کی حاجت روائی مین ہو تو خدا تعالے اُسکی حاجت روائی مین ہوتا ہے **ف** جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ٹھیرا تو اُسپر ظلم کرنا یا اُسکو بلا اور مصیبت مین پڑے رہنے دینا یا اُسکی مدد نہ کرنا کسی طرح مناسب نہین اور یہ جو کہا جو اپنے بھائی مسلمان کی حاجت روائی مین ہو یعنے آدمی ہر دم خدا تعالے کا محتاج ہے جو چاہے کہ خدا تعالے میرا مطلب پورا کرے اُسکو لازم ہے کہ مقدور بھر اپنے بھائی مسلمان کا کام کاج کیا کرے اور اُسکے واسطے سعی سفارش کیا کرے اور باقی شرح اُسکی مظالم مین گذری (فتح)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ اَبِي بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُومًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ اَنْصُرُهُ اِذَا كَانَ مَظْلُومًا اَفَرَاَيْتَ اِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ اَنْصُرُهُ قَالَ تَحْجُزُهُ اَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم تو ایک مرد نے کہا یا حضرت اُسکی مدد کرونگا جبکہ وہ مظلوم ہوگا بھلا یہ تو بتلایئے کہ اگر وہ ظالم ہو تو کیونکر اُسکی مدد کرون حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکو ظلم سے روک یہی اُسکی مددگاری ہے **ف** ایک روایت مین ہے کہ اگر مظلوم ہو تو اُس کا حق اُسکو دلوا اور اگر ظالم ہو تو اُس کو ظلم سے روک (فتح الباری)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

كِتَابُ الْحِيَلِ

کتاب ہے بیچ بیان حیلون کے **ف** حیلہ اُسکو کہتے ہین کہ پہنچا جاوے ساتھ اُسکے طرف مقصود کی ساتھ طریق خفی کے اور وہ علما کے نزدیک کئی قسم ہے سو اگر پہنچے ساتھ اُسکے طریق مباح سے طرف ابطال حق کی یا اثبات باطل کی تو وہ حرام ہے یا طرف اثبات حق کی یا دفع باطل کی تو وہ واجب ہے یا مستحب ہے اور اگر پہنچے ساتھ اس کے طریق مباح سے طرف سلامتی کی واقع ہونے سے مکروہ مین تو وہ مستحب ہے یا مباح ہی یا طرف ترک مندوب کی تو وہ مکروہ ہے اور البتہ واقع ہوا ہے اختلاف درمیان اماموں کے قسم اول مین کہ کیا صحیح ہے

مطلق اور نافذ ہوتی ہے ظاہر اور باطن مین یا باطل ہے مطلق یا صحیح ہے ساتھ گناہ کے اور جو اُس کو
جائز رکھتا ہے اُس کے واسطے دلیلین بہت ہین منجملہ اُن کے قول اللہ تعالےٰ کا ہے وخذ بیدک
ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث اور عمل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ اسکے ضعیف کے حق مین
جسنے زنا کیا تھا اور منجملہ اس کے قول اللہ تعالے کا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا اور حیلون مین جگہہ
نکلنے کی ہے تنگی کے مقامون سے اور اسی قبیل سے ہے مشروع ہونا انشاء اللہ تعالے کہنے کا اس
واسطے کہ اسمین خلاصی ہے حانث ہونے سے اور اسیطرح سب شرطین اسواسطے کہ اُنمین سلامتی ہے
واقع ہونے سے حرج مین اور منجملہ اُنکے ہے حدیث ابوسعیدؓ اور ابوہریرہؓ کی کہ بیچ میل کھجور کو درہمون سے
پھر درہمون سے عمدہ کھجور مول لے اور جو اسکو باطل کہتا ہے اسکی دلیل قصہ صحاب سبت کا ہے
اور یہودیون کا چربی کو پگھلا کر بیچنا اور اُسکا مول کھانا اور حدیث لعن محلل اور محلل لہ کی اور اصل اختلاف
علما کا اس بات مین ہے کہ کیا معتبر عقود کے لفظون مین انکے لفظ مین یا اُنکے معنے سو جو اول کے
ساتھ قائل ہے اُس نے حیلون کو جائز کہا ہے پھر اختلاف ہے بعضون نے تو کہا کہ ظاہر باطن نافذ
ہوتے ہین اور بعضون نے کہا کہ ظاہر نافذ ہوتے ہین نہ باطن اور جو دوسرے اُنکے معنون کے ساتھ قائل
ہے وہ انکو باطل کہتا ہے اور نہین جائز کہتا ہے اُس سے مگر اُس چیز کو جس مین لفظ معنے کے موافق
ہو جیسے قرائن حالی دلالت کرین اور البتہ مشہور ہوا ہے کہ حنفیہ حیلون کے ساتھ قائل ہین اسواسطے
کہ ابو یوسف نے اُسمین کتاب لکھی ہے لیکن معروف اُنکی بہت امامون سے تقیید عمل کرنے کی
ساتھ اُنکی ہے بقصد حق کے اور کہا صاحب محیط نے کہ اصل حیلون مین یہ قول خدا تعالے کا ہے
وخذ بیدک ضغثا الآیۃ یعنے پکڑ اپنے ہاتھ مین چھڑیون کا مٹھا اور قسم مین جھوٹا نہو اور ضابطہ اُس کا
یہ ہے کہ اگر ہو واسطے بھاگنے کے حرام سے اور دور ہونے کے گناہ ہون سے تو خوب ہے اور اگر کسی مسلمان کے حق
باطل کرنے کے واسطے ہو تو وہ بہتر نہین بلکہ وہ گناہ اور تعدی ہے (فتح) **بَابٌ فِي تَرْكِ الْحِيَلِ**
باب بیچ ترک کرنے حیلون کے **ف** کہا ابن منیر نے کہ داخل کیا ہے بخاری نے ترک کو ترجمہ
مین تاکہ نہ وہم پیدا ہو یعنے پہلے ترجمہ سے جائز ہونا حیلون کا مین کہتا ہون اور سوائے اسکے کچھ نہین
کہ پہلے اُس سے حیلے کو مطلق چھوڑا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ حیلون سے بعض حیلہ
جائز ہے بس ترک کیا جاوے مطلق (فتح) **وَاِنَّ لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى فِي الْاَيْمَانِ وَغَيْرِهِ**
اور ہر ایک مرد کے واسطے وہی ہے جو اُس نے نیت کی قسمون میں وغیرہ **ف** یہ بخاری کی فقاہت ہے
نہ حدیث سے کہا ابن منیر نے کہ گنجائش اور فراخی کی ہے بخاری نے بیچ استنباط کے اور مشہور نزدیک

اماموں کے حمل کرنا حدیث کا ہے عبادات پر سو حمل کیا ہے اُسکو بخاری نے عبادات اور معاملات
دونو پر اور تابع ہوا ہے مالک کے بیچ سد ذرائع کے اور اعتبار مقاصد کے سو اگر فاسد ہو لفظ اور صحیح ہو
قصد تو لغو کیا جاوے لفظ اور عمل کیا جاوے ساتھ قصد کے تصحیح میں یا ابطال میں کہا اور استدلال
کرنا اس حدیث سے اوپر سد ذرائع کے اور باطل کرنے حیلوں کے قوی دلائل سے ہے اور وجہ تعمیم کی یہ ہے
کہ محذوف مقدر اعتبار ہے سو معنے اعتبار کے عبادات میں کافی ہونا انکا ہے اور بیان مراتب انکے کا
اور معاملات میں اور اسیطرح قسمیں اور دکرنا طرف قصد کی اور گذر چکا ہے اول کتاب میں تصریح کرنا بخاری کی
ساتھ داخل ہونے سب احکام کے اس حدیث میں **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ
زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ سَمِعْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَاِنَّمَا
لِامْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَنْ هَاجَرَ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا
اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ **ترجمہ** عمر فاروق رض سے روایت ہے کہ میں نے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ اے لوگو عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر ایک
مرد کے واسطے وہی ہے جو اُس نے نیت کی یعنی کوئی عمل بدون نیت کے ٹھیک نہیں سو جسکی ہجرت اللہ
تعالے اور اُسکے رسول کے واسطے ہوئی تو اُسکی ہجرت خدا اور اُسکے رسول کے واسطے ہو چکی ہے
یعنے اُسکا ثواب پاویگا اور جسکی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اُسکو پاوے یا کسی عورت کے واسطے کہ اُس سے
نکاح کرے تو اُسکی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جسکے واسطے اُس نے ہجرت کی یعنے دنیا اور عورت **ف**
اسکا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ نیت نہ کرے اُسکو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور وارد ہوتا ہے اسپر جو غیر کی
طرف سے حج کی نیت کرے اور خود حج نہ کیا ہو اسواسطے کہ وہ خود اسکی طرف سے صحیح ہوتا ہے اور فرض
اسکے سر سے ساقط ہو جاتا ہے ساتھ اس حج کے نزدیک شافعی اور احمد اور اسحاق اور اوزاعی کے
اور کہا باقی لوگوں نے کہ صحیح ہوتا ہے غیر کی طرف سے اور نہیں ساقط ہوتا ہے حج فرض اسکے سر سے
اسواسطے کہ اُس نے نیت کی اور دلیل پہلے قول کے قصہ شبرمہ کا ہے کہ فرمایا اول اپنی طرف سے حج کر
پھر شبرمہ کی طرف سے حج کر اور جواب دیا ہے اُنہوں نے کہ حج مستثنے ہے باقی عبادات سے اسیواسطے
حج فاسد میں گذرنیکا حکم ہے نہ اسکے غیر میں اور مستثنے ہے عموم حدیث سے وہ چیز جو حاصل ہو فضل
الٰہی کی جہت سے ساتھ قصد کے بدون عمل کے جیسے کہ بیمار کے واسطے اجر حاصل ہوتا ہے اُسکی
بیماری کے سبب سے صبر پر واسطے ثابت ہونے حدیثوں کے ساتھ اسکے اور اسیطرح مستثنے ہے اُس سے

وہ شخص جسکے واسطے کوئی درد ہو اور وہ بیماری کے سبب اُسکے کرنے سے عاجز ہو کہ اُسکا ثواب اُسکو واسطے لکھا جاتا ہے اگرچہ اُسکو عمل نہ کرے اور استدلال کیا ہے ساتھ اسکے جو قائل ہے ساتھ باطل کرنے حیلون کے اور جو قائل ہے ساتھ عمل کرنے اُنکے کے اسواسطے کہ مرجع دونو فریق کا حاصل کی نیت کی طرف ہے اور اُسکا ضابطہ یہ ہے کہ اگر اُسمین مثلاً مظلوم کی خلاصی ہو تو وہ حیلہ درست ہے اور اگر اس مین حق کا فوت ہونا ہو تو وہ مذموم ہے اور شافعیؒ نے کہا کہ ایسا حیلہ مکروہ ہے اور بعضے شافعیہ نے کہا کہ مکروہ تنزیہی ہے اور اکثر محققین نے کہا کہ وہ مکروہ تحریمی ہے اور گنہ گار ہوتا ہے نیت سے اور دلالت کرتا ہے اسپر یہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ ہر مرد کے واسطے وہی ہے جو اُسنے نیت کی سو جو نیت کرے ساتھ عقد نکاح کی تحلیل کی وہ محلل ہوگا اور داخل ہوگا وعید لعنت مین اور نہین خلاص کرتی ہے اُسکو صورت نکاح کی اور ہر چیز جسکے ساتھ قصد کیا جاوے حرام کرنا اُس چیز کا جو خدا تعالے نے حلال کی یا برعکس تو وہ گناہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکی اسپر کہ نہین صحیح ہے عبادت کافر سے اور نہ دلوانے سے اسواسطے کہ وہ اہل عبادت سے نہین اور اوپر ساقط ہونے قصاص کے شبہ عمد مین اسواسطے کہ اُسکا قصد قتل کا نہین ہوتا اور اوپر نہ مواخذہ مخطی اور ناسی اور مکرہ کے طلاق اور عتاق مین اور جو دونو کی مانند ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ قسم کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے اور بعضون نے اس کو برعکس کیا ہے اور استدلال کیا ہے اُنہون نے ساتھ حدیث مسلم کے کہ قسم کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے اور حمل کیا ہے اُسکو شافعی نے حاکم پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر ذرائع کے اور اعتبار مقاصد کے ساتھ قرائن کے یہ قول مالک کا ہے اور اسمین اختلاف ہے کہ اگر مسبوق ایک رکعت امام کے ساتھ پاوے تو اُسکو جماعت کا ثواب ملتا ہے یا نہین اور اگر دن کے درمیان نفل روزے کی نیت کرے تو اُسکو سارے دن کے روزے کا ثواب ملتا ہے یا جس وقت سے نیت کرے اور اگر جمعہ کا وقت دوسری رکعت کے اول مین خارج ہو جاوے تو کیا جمعہ کامل کیا جاوے یا ظہر کی نماز اور کیا خود بخود پلٹ جاتا ہے یا تجدید نیت کی حاجت ہے اور اگر مسبوق مثلاً اعتدال ثانی کو پاوے تو جمعہ کی نیت کرے یا ظہر کی تو ان سب مسئلون مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ ثواب ملتا ہے اور بعضے کہتے ہین نہین (فتح) **بَابٌ فِي الصَّلٰوةِ** باب ہے بیچ داخل داخل ہونے حیلے کے نماز مین **حَدَّثَنِيْ** إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ

صَلوٰۃَ اَحَدِکُمْ اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہین قبول کرتا خدا تعالے نماز کسی کی جبکہ بے وضو ہو یہانتک کہ وضو کرے
ف اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ مین گذری کہا ابن بطال نے اسمین رد ہے اُس شخص پر
جو کہتا ہے کہ جو اخیر قعدے مین گوز مارے اسکی نماز صحیح ہے اس واسطے کہ وہ اسکی ضد کو لایا ہے
اور تعقب کیا گیا ہے اُسکا ساتھ اسکے کہ حدث نماز کے درمیان مین اسکے واسطے مفسد ہے سو وہ
مانند جماع کی حج مین کہ اگر اسکے درمیان عارض ہو تو اُسکو فاسد کر دیتا ہے اور اسیطرح اسکے آخر مین
اور کہا ابن حزم نے کہ اگر طہارت یقینی ہو یا حدث یقینی ہو سو جسکی حقیقت ثابت ہو اسکو حیلے سے
نفی کرنا اسکو باطل کرتا ہے اور جسکی حقیقت منتفی ہو تو اسکو حیلے سے ثابت کرنا اُسکا باطل کرتا ہے
اور کہا ابن منیر نے اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس باب کے طرف رد کرنیکی اُس شخص پر جو قائل ہے
ساتھ صحیح ہونے نماز اُس شخص کی کے جو گوز مارے اخیر قعدے مین اور اُسکا گوز مارنا اسکی سلام کرنیکی طرح
ہے ساتھ اسطرح کے کہ یہ حیلہ ہے واسطے صحیح کرنے نماز کے ساتھ حدث کے اور اسکی تقریر یون ہے
کہ بخاری نے بنا کی ہے اسپر کہ نماز سے نکلنا رکن ہے اُسکا پس نہین صحیح ہے ساتھ حدث کے اور جو اسکو
صحیح کہتا ہے اسکی رایہ ہے کہ نماز سے نکلنا اسکی ضد ہے پس صحیح ہے ساتھ حدث کے اور جب یہ بات
مقرر ہوئی تو ضرور ہے تحقیق ہونا اس بات کا کہ سلام رکن داخل ہے نماز مین نہ ضد اسکی اور استدلال
کیا ہے اس نے جو اسکے رکن ہونیکا قائل ہو ساتھ اسکے کہ وہ تحریم کے مقابلے مین واقع ہوئی ہے
اس حدیث مین تحریمہا التکبیر وتحلیلہا التسلیم اور جب اسکی پہلی طرف رکن ہے تو اسکی آخر طرف بھی
رکن ہوگی اور تائید کرتا ہے اسکی یہ کہ سلام عبادات کی جنس سے ہے اس واسطے کہ وہ اللہ تعالی کا
ذکر ہے اور اسکے بندون کے واسطے دعا ہے سو نہ قائم ہوگا حدث فاحش مقام ذکر نیک کے اور
صرف حنفیہ ہی نے کہا ہے کہ سلام واجب ہے رکن نہین اور کہا ابن بطال نے اسمین رد ہے ابو حنیفہ رح پر کہ جس کا
وضو نماز مین ٹوٹ جاوے وہ وضو کرکے اسپر بنا کرے اور کہا مالک اور شافعی نے کہ از سر نو نماز شروع
کرے اور حجت پکڑی ہے اُنہون نے ساتھ اس حدیث کے اور اسکے بعض طرق مین ہے لا صلوۃ
الا بطہور سو نہین خالی ہے کہ وہ پھرنے کی حالت مین مصلی ہے یا غیر مصلی سو اگر کہین کہ وہ نمازی
ہے تو رد کیا جاوے واسطے قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لا صلوۃ الا بطہور اور کہا کرمانی نے وجہ
لینے اسکے کی ترجمہ سے یہ ہے کہ اُنہون نے حکم کیا ہے کہ اسکی نماز صحیح ہے ساتھ حدث کرنے کے
جہان اُنہون نے کہا کہ وضو کرکے بنا کرے اور جہان اُنہون نے حکم کیا ہے ساتھ صحت اُس کی کے

باوجود عدم نیت کے وضو میں اس علت سے کہ وضو عبادت نہیں (فتح) **باب** فی الزکوٰۃ
وَلَا یُفَرَّقُ بَیْنَ مُجْتَمِعٍ وَلَا یُجْمَعُ بَیْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْیَۃَ الصَّدَقَۃِ باب ہے زکوٰۃ میں یعنے
بیچ ترک کرنے حیلے کے اسکے ساقط کرنے میں اور یہ کہ نہ جدا جدا کیا جاوے اکٹھے جانوروں کو
اور نہ جمع کیا جاوے جدا جدا جانوروں کو واسطے خوف زکوٰۃ کے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ
الْاَنْصَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ ثُمَامَۃُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَہٗ
اَنَّ اَبَا بَکْرٍ کَتَبَ لَہٗ فَرِیْضَۃَ الصَّدَقَۃِ الَّتِیْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَلَا یُجْمَعُ بَیْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا یُفَرَّقُ بَیْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْیَۃَ الصَّدَقَۃِ **ترجمہ** انس رضی سے
روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی نے انکے واسطے زکوٰۃ کا حکمنامہ لکھا جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے مقرر کیا تھا اور نہ اکٹھا کیا جاوے جدا جدا جانوروں کو اور نہ جدا جدا کیا جاوے
اکٹھے جانوروں کو واسطے خوف زکوٰۃ کے **ف** اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گذری (فتح)
حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ سُہَیْلٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ
طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَنَّ اَعْرَابِیًّا جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ الصَّلَوَاتُ
الْخَمْسُ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَیْئًا قَالَ اَخْبِرْنِیْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیَّ مِنَ الصِّیَامِ قَالَ
شَہْرُ رَمَضَانَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَیْئًا قَالَ اَخْبِرْنِیْ مَا فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیَّ مِنَ الزَّکٰوۃِ
قَالَ فَاَخْبَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِیْ
اَکْرَمَکَ لَا اَتَطَوَّعُ شَیْئًا وَلَا اَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیَّ شَیْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ اِنْ صَدَقَ **ترجمہ** طلحہ رضی سے
روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا پراگندہ سر والا سو اس نے کہا یا حضرت
مجھکو خبر دو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالے نے مجھپر نمازوں سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ تو کچھ نفل نماز پڑھے پھر اس نے کہا خبر دو مجھکو کیا فرض کیا ہے اللہ
تعالے نے مجھپر روزوں سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے کے
روزے مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھے پھر اس نے کہا خبر دو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالے نے مجھپر
زکوٰۃ سے کہا سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو احکام اسلام کی خبر دی اس نے کہا
قسم ہے اسکی جس نے آپکو اکرام کیا کہ نہ میں کچھ نفل عبادت کرونگا اور نہ گھٹاؤنگا اس سے جو اللہ

تعالے نے مجھپر فرض کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر یہہ سچا ہے بہشت میں داخل ہوگا اگر وہ سچا ہے **ف** اس حدیث کی شرح نماز میں گذری **تو** قَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ عِشْرِيْنَ وَمِائَةِ بَعِيْرٍ حِقَّتَانِ فَإِنْ أَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا أَوْ وَهَبَهَا أَوِ احْتَالَ فِيْهَا فِرَارًا مِنَ الزَّكٰوةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ **ترجمہ** اور کہا بعضے لوگوں نے کہ ایک سو بیس اونٹوں میں دو حقے ہیں سو اگر انکو ہلاک کر ڈالے جان بوجھکے یا ہبہ کر دے یا کوئی حیلہ کرے اسمین انکے بھاگنے کے زکوۃ سے تو اسپر کچھ چیز نہیں **ف** کہا ابن بطال نے اجماع ہے علما کا اسپر کہ جائز ہے مرد کو سال گذرنے سے پہلے تصرف کرنا اپنے مال میں ساتھ بیع اور ہبہ اور ذبح کے جبکہ نیت ہو بھاگنے کی زکوۃ سے اور اجماع ہے اسپر کہ جب سال گذر جاوے تو نہیں حلال ہے حیلہ کرنا ساتھ اسکے کہ جدی جدی کرے اکٹھے جانوروں کو یا برعکس کرے پھر اختلاف ہی سو کہا مالک نے کہ اگر سال گذرنے سے پہلے ایک مہینہ کوئی چیز اپنے مال سے فوت کرے واسطے بھاگنے کے زکوۃ سے تو لازم ہی اسکو زکوۃ وقت گذرنے سال کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ اور کہا ابو حنیفہ نے کہ اگر سال گذرنے سے پہلے ایک دن کوئی چیز اپنی مال سے فوت کری اور اسکی نیت زکوۃ سے بھاگنا ہو تو یہ نیت اسکو ضرر نہیں کرتی اسواسطے کہ نہیں لازم ہے اسکو یہ مگر بعد گذرنے سال کے اور خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ کے معنے اسی وقت اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنے سال گذرنے کے بعد کہا مہلب نے کہ مقصود بخاری کا یہ ہے کہ جو حیلہ کوئی زکوۃ کے ساقط کرنے کے واسطے کرے اسکا گناہ اسپر ہے اسواسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو جمع اور متفرق کرنے سے منع فرمایا تو اس سے یہ معنے سمجھی گئی اور طلحہ کی حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالے کا فرض کسی حیلہ سی ساقط کرے وہ مراد کو نہیں پہنچے گا اور بعضے حنفیہ نے کہا کہ یہ جو بخاری نے ذکر کیا ہے ابو یوسف کی طرف منسوب ہے اور کہا محمد نے مکروہ ہے اسواسطے کہ اسمین باطل کرنا فقیر دینکے حق کا ہے اور نقل کیا ہی ابو حفص کبیر نے محمد بن حسن سے کہ جو حیلہ کرے ساتھ اسکے مسلمان تاکہ خلاص ہو ساتھ اسکے حرام سے یا پہنچے ساتھ اسکے طرف حلال کی تو اسکا کچھ ڈر نہیں اور اگر حیلہ کرے تاکہ باطل کرے ساتھ اسکے حق کسی کا یا ثابت کرے ساتھ اسکے باطل کو تو مکروہ تحریمی ہے اور ذکر کیا شافعی نے کہ اس نے مناظرہ کیا محمد سے اس عورت میں جسنے اپنے خاوند کو مجبور کیا جدائی پر اور وہ باز رہا جدائی سے تو اس عورت نے اپنے خاوند کے بیٹے سے زنا کروایا اسکو اپنے نفس پر قادر کیا کہ وہ انکے نزدیک اپنی خاوند پر

حرام ہوجاتی ہے بنابر قول اُسکے کہ حرمت مصاہرت کی ثابت ہوتی ہے زنا سے تو بیٹی
محمد سے کہا کہ زنا نہیں حرام کرتا حلال کو اسواسطے کہ وہ اُسکی ضد ہے اور نہیں قیاس کی جاتی
ہے چیز اپنی ضد پر تو محمد نے کہا کہ جامع ہے دونوں کو تو میں نے کہا کہ فرق دونوں کے درمیان یہ
ہے کہ پہلی عورت تعریف کی گئی بسبب ساتھ اُسکے اور اُس نے اپنی شرمگاہ کو بچایا اور دوسری
مذمت کی گئی اور اُسپر سنگسار کرنا واجب ہوا اور لازم آتا ہے کہ جب تین طلاق والی زنا
کرے تو اپنے خاوند کے واسطے حلال ہوجاوے اور جسکے پاس چار عورتیں ہوں پھر پانچویں سے
زنا کرے تو ایک چاروں سے حرام ہوجاوے آخر مناظرہ تک اور شاید ابو یوسف نے اس سے
رجوع کیا ہے اور یہ جو ترجمہ میں کہا کہ ہلاک کرے تو یہ حیلہ نہیں بلکہ اسکی صورت یہ ہے کہ ذبح کرے
دو حقوں کو مثلاً اور نفع اُٹھاوے اُنکے گوشت سے پس ساقط ہوگی زکوٰۃ ساتھ حقوں کے اور جوان سے
کم ہیں وہ دینی آوینگے (فتح) **حَدَّثَنَا** اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا
مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ
كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَيَطْلُبُهُ وَيَقُوْلُ اَنَا كَنْزُكَ
قَالَ وَاللّٰهِ لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ حَتّٰى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِمَهَا فَاهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَا رَبُّ النَّعَمِ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَتَخْبِطُ وَجْهَهُ
بِاَخْفَافِهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ رَجُلٍ لَهٗ اِبِلٌ فَخَافَ اَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ فَبَاعَهَا
بِاِبِلٍ مِثْلِهَا اَوْ بِغَنَمٍ اَوْ بِبَقَرٍ اَوْ بِدَرَاهِمَ فِرَارًا مِنَ الصَّدَقَةِ بِيَوْمٍ احْتِيَالًا فَلَا شَيْءَ
عَلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ اِنْ زَكّٰى اِبِلَهٗ قَبْلَ اَنْ يَحُوْلَ الْحَوْلُ بِيَوْمٍ اَوْ بِسَنَةٍ جَازَتْ عَنْهُ
ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے
دن ہر ایک کا خزانہ یعنے جس مال کی زکوٰۃ نہ دی ہو گنجا سانپ ہوجاویگا اُسکا مالک اُس سے
بھاگیگا اور وہ اسکے پیچھے دوڑے گا اور کہے گا کہ میں تو تیرا خزانہ ہوں فرمایا قسم ہے اللہ تعالے
کی ہمیشہ رہیگا اُسکے طلب میں یہانتک کہ اپنا ہاتھ دراز کرکے اسکے منہ میں ڈالیگا سو سانپ
اسکو لقمہ کرلیگا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اونٹوں اور گایوں اور بکریوں
کا مالک اُنکی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اُسکو اُسپر قیامت کے دن غالب کیا جاویگا سو وہ اپنے پاؤں
سے اُسکے منہہ کو کچل ڈالینگے اور کہا بعضے لوگوں نے اُس مرد کے حق میں جسکے پاس اونٹ
ہوں سو ڈرے کہ اُسپر زکوٰۃ واجب ہو پھر اُنکو بیچڈالے بدلے اونٹوں سے یا بکریوں سے یا گایوں

سے یا درہمون سے واسطے بھاگنے کے زکوۃ سے ایک دن پہلے حیلہ کرکے تونہین ہے اُسپر
کچھہ چیز اور وہ کہتا ہے کہ اگر زکوۃ دیوے اپنے اونٹون کے سال گذرنے سے پہلے ایک دن
یا ایک سال توجائز ہے **ف** یعنے تو اسمین تناقض ہے اور وجہ الزام اُنکے تناقض کی یہہ
ہے کہ جو سال گذرنے سے پہلے زکوۃ دینے کو جائز رکھتا ہے وہ سال گذرنے کی رعایت سے روجہ سے
نہین کرتا اور جب سال گذرنے سے پہلے زکوۃ دینا کفایت کرتا ہے توچاہیئے کہ تصرف کرنا
اُسمین سال گذرنے سے پہلے نہ ساقط کرنے والا ہو زکوۃ کو اور جواب دیا ہے ابن بطال
نے کہ ابوحنیفہ پر اسمین تناقض لازم نہین آتا اسواسطے کہ وہ نہین واجب کرتا ہے زکوۃ کو
مگر ساتھہ گذرنے تمام سال کے اور جس نے پہلے زکوۃ دی وہ مانند اُس شخص کے ہے جس نے
دین موجل کو حلول اجل سے پہلے ادا کیا اور تناقض لازم ہے ابو یوسف کو اسواسطے کہ وہ
قائل ہے کہ حرمت حیح ہوتی ہے ساتھہ فرض کے مثل طواف عاری کی اور اگر نہ مقرر ہو وجوب
تو نہ جائز ہو تعجیل سال سے پہلے اور البتہ اختلاف کیا ہے علما نے اُس شخص کے حق مین جو
اونٹون کے ساتھہ بیچے بیچ سال کے یعنے وہ دیکر لیسے اور اونٹ لے لیوے تو جمہور کا یہہ
مذہب ہے کہ بنا پہلے اونٹون کی سال پر ہے یعنے پہلے اونٹون کا سال جس وقت سے شروع
ہوا ہے وہی معتبر ہوگا واسطے متحد ہونے جنس اور نصاب اور ماخوذ کے اور شافعی سے
دو قول ہین اور اگر اونٹون کے سوا کسی اور جنس سے بیچے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ از سر نو
سال کو شمار کرے واسطے مختلف ہونے نصاب کے اور اگر یہ زکوۃ سے بھاگنے کے واسطے کرے
تو گنہگار رہتا ہے اور کہا احمد نے کہ اگر اُنکو درہمون سے بیچے تو بیع کے دن سے چھہ مہینے
کے بعد درہمون کی زکوۃ دیوے (فتح) **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ
اِسْتَفْتٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلٰى
أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْضِهِ عَنْهَا
ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے فتوے طلب کیا ایک نذر مین جو اسکی مان پر تھی اور وہ اُسکے ادا کرنے سے پہلے مرگئی
تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکی طرف سے نذر ادا کر **ف** اس حدیث
کی شرح کتاب الایمان مین گذری اور اسمین حجت ہے کہ زکوۃ نہین ساقط ہوتی حیلہ سے

اور نہ موت سے اس واسطے کہ جب نذر موت سے ساقط نہو گی تو زکوۃ بطریق اولیٰ ساقط نہو گی اس واسطے کہ زکوۃ اس سے زیادہ تر موکد ہے اس واسطے کہ جب ولی پر نذر کا ادا کرنا لازم کیا اسکی ماں کی طرف سے تو زکوۃ کا ادا کرنا جو خدا تعالی کے لئے فرض کی اشد ہے لازم ہونے میں (فتح) وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا بَلَغَتِ الْإِبِلُ عِشْرِينَ فَفِيهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ فَإِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ أَوْ بَاعَهَا فِرَارًا وَاحْتِيَالًا لِإِسْقَاطِ الزَّكُوةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ إِنْ أَتْلَفَهَا فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ فِي مَالِهِ ترجمہ اور کہا بعضے لوگوں نے کہ جب اونٹ بیس کو پہنچیں تو ان میں چار بکریاں زکوۃ دینی آتی ہے پھر اگر انکو بخشدے سال گذرنے سے پہلے یا بیچ ڈالے واسطے بھاگنے کے زکوۃ سے یا حیلہ کرے واسطے ساقط کرنے زکوۃ کے تو نہیں ہے اسپر کوئی چیز اور اسیطرح اگر انکو تلف کرے پھر مرجاوے تو نہیں ہے کوئی چیز اسکے مال میں **ف** پہلے گذر چکا ہے تنازع بیچ صورت تلف کے اور جواب دیا ہے بعضے حنفیہ نے ساتھ اسکے کہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ واجب ہوتی ہے زکوۃ مال میں جبکہ واجب ہو ذمہ میں یا جو متعلق ہو ساتھ اسکے حقوق سے اور جو مرگیا اسکے ذمہ میں کوئی چیز باقی نہیں رہی جسکا وفا کرنا اسکے وارثوں پر واجب ہو اور کلام تو حیلے کے حلال ہونے میں ہے بیچ لازم ہونے زکوۃ کے جبکہ بھاگے میں کہتا ہوں اور حرف مسئلے کا یہہ ہی کہ جب قصد کرے ساتھ بیچنے اسکے کے بھاگنے کا زکوۃ سے یا اسکے ہبہ کرنے سے حیلہ اوپر ساقط کرنے زکوۃ کے اور جو قصد کرے کہ نہیں رجوع کرے بعد اسکے تو وہ گنہ گار ہے ساتھ اس قصد کے لیکن کیا تاثیر کرتا ہے یہ قصد بیچ باقی رہنے زکوۃ کے اسکے ذمہ میں یا عمل کیا جاوے ساتھ اسکے باوجود گناہ کے یہ جگہ ہے بیچ اختلاف کے کاٹنے کے کہا کرمانی نے کہ اس باب میں تین فروع ہیں جامع ہے انکو ایک حکم اور وہ یہ ہے کہ جب دور ہو جاوے ملک اسکی اس چیز سے کہ واجب ہے اسمین زکوۃ سال گذرنے سے پہلے تو ساقط ہوتی ہے زکوۃ برابر ہے کہ ہو ساتھ قصد فرار کے زکوۃ سے یا نہ پھر اسکے بعد تشنیع کی جو اسکو جائز رکھتا ہے اس نے مخالفت کی ہے تین حدیثوں کی (فتح الباری)

بَابُ الْحِيلَةِ فِي النِّكَاحِ

نکاح میں حیلہ کرنا **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا الشِّغَارُ قَالَ يَنْكِحُ بِنْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَيَنْكِحُ أُخْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ

اِنِ احْتَالَ حَتّٰی تَزَوَّجَ عَلَی الشِّغَارِ فَھُوَ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ فِی الْمُتْعَةِ النِّکَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ بَعْضُھُمْ اَلْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا شغار سے بیچ نے نافع سے کہا شغار کیا ہے کہا کہ کسی مرد کی لڑکی سے نکاح کرے اور اپنی بیٹی اُسکو نکاح کر دیوے بدون مہر کے اور نکاح کرے کسی مرد کے بہن سے اور اپنی بہن اسکو نکاح کر دیوے بدون مہر کے اور کہا بعضے لوگون نے کہ اگر حیلہ کرے یعنے ساتھ اس شرط کے یہانتک کہ نکاح کرے شغار پر تو جائز ہے اور شرط باطل ہے اور کہا متعہ مین کہ نکاح فاسد ہے اور شرط باطل ہے اور کہا بعضون نے کہ متعہ اور شغار جائز ہے اور شرط باطل ہے یعنے دونو مین **ف** اور ظاہر یہہ ہے کہ حیلہ شغار مین متصور ہے مالدار مرد کے حق مین جو کسی محتاج کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہے سو باز رہے محتاج یا مہر مین زیادتی کرے تو وہ مالدار اُس سے دغا کرے سو اُس سے کہے کہ اپنی بیٹی مجھکو نکاح کر دے اور مین اپنی بیٹی تجھکو نکاح کر دیتا ہون سو رغبت کرے اسمین محتاج واسطے سہولت اس کام کے اوپر اُسکے پہر جب اس شرط پر عقد واقع ہوا اور اُس سے کہا جاوے کہ عقد صحیح ہے اور لازم ہے ہر ایک کو مہر مثل تو وہ محتاج پچھتاتا ہے اس واسطے کہ نہین ہے قدرت اُسکو اوپر مہر مثل کے مالدار کی بیٹی کے واسطے اور حاصل ہوا واسطے مالدار کے مقصود اُسکا ساتھ نکاح کرنے کے واسطے سہولت مہر مثل کے اوپر اُسکے سو جب اصل سے باطل ہے تو یہ حیلہ بہی باطل ہوگا اور یہہ جو کہا ایک جگہہ مین فاسد اور دوسری جگہہ مین باطل تو یہ بنا بر حنفیہ کے قاعدے کی ہے کہ جو اپنے اصل سے مشروع نہو وہ باطل ہے اور جو اصل سے مشروع ہوا اور وصف سے مشروع نہو وہ فاسد ہے پس نکاح مشروع ہے باصلہ اور بضع کا مہر ٹھیرانا اُسمین وصف ہے سو مہر فاسد ہوگا اور نکاح صحیح ہوگا بخلاف متعہ کے کہ جب اُسکا منسوخ ہونا ثابت ہوا تو ہوگیا غیر مشروع باصلہ اور دوسری بعضہم سے مراد زفر ہے کہ اُس نے جائز رکھا ہے نکاح موقت کو اور لغو کیا ہے وقت کو اسواسطے کہ وہ شرط فاسد ہے اور نکاح شرط فاسد سے باطل نہین ہوتا اور رد کیا ہے اُسپر علما نے ساتھ فرق مذکور کے کہا ابن بطال نے کہ نہین ہوتا ہے بضع یعنے شرمگاہ مہر نزدیک کسی کے علما سے اور انہون نے تو صرف یہ کہا ہے کہ نکاح منعقد ہوتا ہے ساتھ مہر مثل کے جبکہ اُسکی شرطین پائی جاوین اور مہر نہین ہے رکن بیچ اُسکے سو وہ ایسا ہے جیسا کوئی نکاح کرے بغیر مہر کے پہر ذکر کرے مہر کا پس فرق کرے

بضع کا کالعدم ہے اور یہہ اصل اسکا ہے جو ذکر کیا ہے ابو زید وغیر حنفیہ نے اور تعقب کیا ہے سمعانی نے سو کہا کہ نہین ہے شغار مگر وہ نکاح جسمین ہمارا اختلاف ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے اسمین نہی اور نہی چاہتی ہے کہ منہی عنہ فاسد ہوا سواسطے کہ عقد شرعی تو وہی ہے جو شرع کے ساتھ جائز ہو اور جس منع ہوا تو شرع نہوگا اور معنے کے جہت سے یہ ہے کہ وہ منع کرتا ہے تمام اسباب کو بضع مین خاوند کے واسطے اور نکاح نہین منعقد ہوتا ہے مگر ساتھ ایجاب کامل کے اور وجہ ہمارے قول کی کہ منع کرتا ہے یہ ہے کہ جس چیز نے واجب کیا ہے خاوند کے واسطے نکاح کو اسی چیز نے واجب کیا ہے عورت کے واسطے مہر کو اور جبکہ نہ حاصل ہو کمال ایجاب کا تو نہین صحیح ہوگا اس واسطے کہ وہ ٹہیرایا گیا ہے عین اس چیز کا کہ واجب کیا ہے اسکو خاوند کے واسطے مہر واسطے عورت کے تو وہ مانند اس شخص کی ہے جسنے ٹہیرایا چیز کو کسی کے واسطے ایک عقد مین پہر ہو ہو اسی چیز کو کسی اور شخص کے واسطے ٹہیرایا سو نہین کامل ہوگا عقد اول اور رقبہ بضع کا نہین داخل ہوتا تحت ملک یمین کے تاکہ مہر ہوسکے (فتح) **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحیی عن عبید اللہ بن عمر قال حدثنی الزہری عن الحسن وعبد اللہ ابنی محمد بن علی عن ابیہما ان علیا قیل لہ ان ابن عباس لا یری بمتعۃ النساء باسا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عنھا یوم خیبر وعن لحوم الحمر الانسیۃ وقال بعض الناس ان احتال حتی تمتع فالنکاح فاسد وقال بعضھم النکاح جائز والشرط باطل

ترجمہ علی مرتضے رض سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ ابن عباس رض عورتون کے متعہ کے ساتھ کچھ ڈر نہین دیکھتے تو علی مرتضے رض نے کہا کہ مقرر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہے متعہ سے جنگ خیبر کے دن اور منع کیا ہے خانگی گدہون کے گوشت سے اور کہا بعضے لوگون نے کہ اگر متعہ مین حیلہ کرے تو نکاح فاسد ہے یعنے اگر عقد کیا نکاح متعہ کا اور فساد نہین مستلزم ہے باطل ہونے کو واسطے ممکن ہونے اسکی اصلاح کے ساتھ لغو کرنے شرط کے سو حیلہ کرے اسکے صحیح ہونے مین جیسا کہ کہا بیچ بیاج زیادتی کے کہ اگر حذف کی جاوے اس سے زیادتی تو صحیح ہوتی ہے بیع) اور کہا بعضون نے کہ نکاح جائز ہے اور شرط باطل ہے یعنے اور یہہ قول زفر کا ہے

باب ما یکرہ من الاحتیال فی البیوع ولا یمنع فضل الماء لیمنع بہ فضل الکلاء، جو مکروہ ہے حیلہ کرنا بیعون مین اور نہ منع کیا جاوے حاجت سے زیادہ پانی کو تاکہ منع کیا جاوے ساتھ اسکے حاجت سے زیادہ گہاس کو **حدثنا** اسمعیل

قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِیُمْنَعَ بِهٖ فَضْلُ الْکَلَاءِ ....

ترجمہ

ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہ منع کیا جاوے حاجت سے زیادہ پانی کو تاکہ منع کیا جاوے ساتھ اسکے حاجت سے زیادہ گھاس کو **ف** کہا مہلب نے مراد وہ ہے کہ اسکے واسطے کنواں ہو اور اسکے گرد گھاس ہو مباح یعنے کسی کی ملک نہو سو ارادہ کرے کہ وہ خاص ہو وے ساتھ اسکے سو منع کرے حاجت سے زیادہ پانی یعنے غیر کے جانوروں کو پانی پینے سے روکے اور وہ پانی اسکی حاجت سے زیادہ ہو اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ اسکو گھاس کی حاجت ہے اور وہ اسکو منع نہیں کرسکتا اسواسطے کہ وہ اسکی ملک نہیں سو منع کرتا ہے پانی سے تاکہ اسکے واسطے گھاس زیادہ ہو یعنے جب اس نے پانی نہ دیا تو کسی کا جانور وہاں نہ چریگا تو گھاس اسی کے واسطے رہیگا اسواسطے کہ اونٹ وغیرہ جانور نہیں ہیں بے پرواہ ہیں پانی سے بلکہ جب گھاس چریں تو پیاس لگتی ہے اور کنویں کے سوا اور پانی وہاں سے بعید ہو سو اعراض کریگا مالک اس گھاس سے تو اس حیلے سے کنویں والے کے واسطے گھاس وافر ہوگا اور اس حدیث میں اور معنی بھی ہے اور وہ یہہ ہے کہ کبھی ایک معنے حدیث کا خاص کیا جاتا ہے اور باقی سے سکوت کیا جاتا ہے اسواسطے کہ ظاہر حدیث کا اختصاص نہی کا ہے ساتھ اس صورت کے جبکہ ارادہ کرے ساتھ اسکے گھاس کے منع کرنیکا اور اسپر اگر یہہ ارادہ نہو تو نہیں ہے منع کرنے گھاس کے سے اور حدیث کے معنے یہ ہیں کہ نہ منع کیا جاوے حاجت سے زیادہ پانی کسی وجہ سے اسواسطے کہ جب نہ منع کرے بسبب غیر کے تو لائق تر ہے کہ نہ منع کرے بسبب نفس اپنے کے اور یہ جو کہا کہ حاجت سے زیادہ تو اسمیں اشارہ ہے اس طرف کہ اگر حاجت سے زیادہ پانی اسکے پاس نہو تو کنویں والے کو اس سے منع کرنا جائز ہے اور کہا ابن منیر نے کہ وجہ مطابقت ترجمہ کی یہ ہے کہ جو کنواں کہ جنگل میں ہو اسکے کھودنے والے کو جائز ہے کہ خاص ہووے ساتھ اس پانی کے جو اسکی حاجت سے زیادہ نہو برخلاف گھاس مباح کی کہ نہیں اختصاص ہے اسکو ساتھ اسکے سو اگر حیلہ کرے کنویں والا اور دعوے کرے کہ کنویں میں اسکی حاجت سے زیادہ پانی نہیں ہے تاکہ اسکے گرد گھاس پڑا ہے اسواسطے کہ جانوروں کا مالک اسوقت محتاج ہوگا کہ اور پانی کی طرف انکو لے جاوے اسواسطے کہ جانور پیاسے

ساتھ نہیں چرسکتے تو البتہ داخل ہوگا نہی میں اور اسکا تمام یہ ہے کہ کہا جاوے کہ کنوئیں والا دعوے کرتا ہے کہ کنوئیں میں اسکی حاجت سے زیادہ پانی نہیں تاکہ جو گھاس کا محتاج ہو اسکے کنوئیں کا پانی اس سے خریدے تاکہ اپنے مواشی کو پلا دے سو ظاہر ہوگا اسوقت کہ اس نے حیلہ کیا ہے ساتھ انکار کرنے کے اوپر حاصل ہونے بیع کے تاکہ تمام ہو مراد اسکی بیچ لینے مول کنوئیں کے پانی سے اور بڑھانے گھاس کے اوپر اسکے (فتح) **باب** مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ جو مکروہ ہے نجش سے **ف** مراد کراہت سے کراہت تحریم ہے اور یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے اسکے بعضے طریقوں میں ساتھ اس لفظ کے نہی عن النجش اور اسکی شرح بیوع میں گذری **حدثنا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّجْشِ

ترجمہ ابن عمر رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے منع فرمایا نجش سے **ف** نجش اسکو کہتے ہیں کہ دو آدمی سودا کرتے ہیں تیسرا آدمی اگر اس جنس کا زیادہ مول لگا دے اور لینے کا ارادہ نہو (فتح) **باب** مَا يُنْهَى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ جو منع ہے دغا کرنا بیع میں وَقَالَ أَيُّوبُ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ كَأَنَّمَا يُخَادِعُونَ آدَمِيًّا لَوْ أَتَوُا الْأَمْرَ عِيَانًا كَانَ أَهْوَنَ عَلَيَّ

ترجمہ کہا ایوب نے دغا بازی کرتے ہیں اللہ تعالےٰ سے گویا کہ دغا بازی کرتے ہیں آدمی سے اگر کھلم کھلا زیادہ مول لیتے بغیر دغا بازی کی تو البتہ آسان تر ہوتا مجھ پر یعنے اسواسطے کہ دین دغا بازی کا الہ نہیں ٹھیرایا گیا **ف** اور اسی واسطے فریبی اور دغا باز زیادہ تر دشمن ہیں لوگوں کے نزدیک اس شخص سے جو کھلم کھلا گناہ کرے اور حدیث ابن عمرؓ کی کہ جب تو سودا کرے تو کہہ لاخلابۃ تو ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے بجائے شرط کے یعنے اگر بیع میں دغا ظاہر ہوا تو وہ صحیح نہیں تو گویا کہ اس نے کہا کہ بشرطیکہ اسکے کہ نہو اسمیں فریب کہا جاوے کہ نہیں داخل ہے خداع محرم میں تعریف جنس کی اور اسکی بیحد تعریف کرنی کہ وہ معاف ہے اور نہیں ٹوٹتی ہے ساتھ اس کے بیع (فتح) **حدثنا** إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ **ترجمہ** ابن عمر رضی سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے ذکر کیا کہ بیعوں میں اس سے دغا ہوتا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سودا کیا کرے تو یوں کہا کر کہ نہیں ہے فریب اور دغا یعنے شرط اسکی کہ نہو اسمیں دغا **ف** اور تحقیق یہ ہے کہ نہیں لازم آتا گناہ سے عقد میں باطل ہونا اسکا ظاہر حکم میں سو شافعیہ جائز رکھتے ہیں عقود

کو ظاہر پر اور کہتے ہیں باوجود اسکے کہ جو حیلہ کرے ساتھ مکر اور فریب کے وہ باطن میں گناہ گار ہوتا ہے اور ساتھ اسکے حاصل ہوگی خلاصی اشکال سے (فتح) **باب** ما ینھی من الاحتیال للولی فی الیتیمۃ المرغوبۃ وان لا یکمل صداقھا جو منع ہے حیا کرنے سے ولی کے واسطے یتیم لڑکی میں جو مرغوب اور محبوب ہے اور یہہ کہ نہ پورا دیوے مہر اسکا **حدثنا** ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری کان عروۃ یحدث انہ سال عائشۃ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء قالت ھی الیتیمۃ فی حجر ولیھا فیرغب فی مالھا وجمالھا یرید ان یتزوجھا بادنی من سنۃ نسائھا فنھوا عن نکاحھن الا ان یقسطوا لھن فی اکمال الصداق ثم استفتی الناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد فانزل اللہ ویستفتونک فی النساء فذکر الحدیث **ترجمہ** عروہ رض سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رض سے پوچھا شان نزول اس آیت کا اور اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو خوش لگیں تمکو عورتوں سے یعنے سوا انکے کہا عائشہ رض نے کہ مراد اس سے یتیم لڑکی ہے اپنی ولی کی پرورش میں سو رغبت کرتا ہے اسکے مال میں اور جمال میں چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے ساتھ کمتر اسکی قبیلہ کی عورتوں کے معمولی مہر سے سو منع کیے گئے انکے نکاح سے مگر یہ کہ انصاف کریں انکے واسطے مہر کے پورا کرنے میں لینے تو لوگ اس سے باز آئے پھر اسکے بعد لوگوں نے اسکا حکم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا سو خدا تعالے نے یہ آیت اتاری اور پوچھتے ہیں تجھسے حکم عورتوں کے بارے میں پس ذکر کی حدیث **ف** کہا ابن بطال نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے ولی کو یہ کہ نکاح کرے یتیم لڑکی سے ساتھ کمتر مہر اسکے سے اور نہ یہ کہ دیوے اسکو عوض سے وہ چیز جو نہ وفا کرے ساتھ قیمت مہر مثل اسکی کے اور کہا ابو بکر بن طیب نے کہ معنے آیت کے یہ ہیں کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں جنکا کوئی ولی نہیں جو تم سے انکے حق کا مطالبہ کریں اور نہ امن ہو تمکو ترک قیام سے ساتھ حقوق انکے کے واسطے عاجز ہونے انکے کے اس سے تو نکاح کرو ان عورتوں سے جو قادر ہیں اپنے کام کی تدبیر پر یا جنکے ولی ہیں جو تمکو روکیں انپر ظلم کرنے سے (فتح) **باب** اذا غصب جاریۃ فزعم انھا ماتت فقضی بقیمۃ الجاریۃ المیتۃ ثم وجدھا صاحبھا فھی لہ ویرد القیمۃ ولا تکون القیمۃ ثمنا وقال بعض الناس الجاریۃ للغاصب لاخذہ القیمۃ وفی ھذا الاحتیال لمن اشتھی جاریۃ رجل لا یبیعھا فغصبھا واعتل بانھا ماتت حتی

يَأْخُذُ رَبُّهَا قِيمَتَهَا فَيَطِيبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةُ غَيْرِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ترجمہ جب کوئی کسی کی لونڈی چھین لیوے پھر گمان کرے کہ وہ مرگئی سو حکم کیا گیا ساتھ قیمت لونڈی مردہ کی پھر اسکے مالک نے اسکو پایا تو وہ مالک کے واسطے ہے اور غاصب کو قیمت پھیر دیوے اور وہ قیمت اسکا مول ہوگا اور کہا بعضے لوگوں نے کہ لونڈی غاصب کے واسطے ہے اسواسطے کہ مالک نے اسکی قیمت غاصب سے لی ہے اور اسمین حیلہ کرتا ہے اسکے واسطے جو کسی مرد کی لونڈی کی نہایت خواہش رکھے اور اسکا مالک اسکو نہ بیچے سو اسکو اس سے چھین لیوے پھر یہ حجت کرے کہ وہ مرگئی تاکہ اسکا مالک اسکی قیمت لیوے سو حلال کرتا ہے غاصب کے واسطے غیر کی لونڈی کو اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے مال پر حرام ہین اور ہر دغاباز کے واسطے ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن **ف** مقتضے احتمال ہے کہ معلوم ہو یعنے حکم کرے قاضی غاصب پر پھر اسکا مالک اسکو پاوے یعنے اطلاع پاوے اسپر کہ وہ نہین مری تو وہ اسکے واسطے ہے یعنے مالک کے واسطے اور نہ ہوگی وہ قیمت اسکا مول یعنے واسطے نہ جاری ہونے بیع کے درمیان انکے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ اس نے قیمت لی تھی واسطے نہ ہونے لونڈی کے اور جب عذر دور ہوگا تو واجب ہوگا رجوع کرنا طرف اصل کی اور یہی حکم ہے اور مال کا کھانے کی چیز ہو یا کوئی غیر اور دعوے کرے کہ وہ فاسد ہوگئی اور یہی حکم ہے حیوان ماکول اللحم کا سو اسکو ذبح کر کے کہا لیوے اور یہ جو کہا کہ حلال کرے غاصب کے واسطے غیر کی لونڈی کو یعنے اور اسیطرح مال غیر کا کہا ابن بطال نے کہ ابوحنیفہ نے اس مسئلے مین جمہور کی مخالفت کی ہے سو حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اسکے کہ نہین جمع ہوتی ہے چیز اور بدل اسکا ایک شخص کی ملک مین اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نہین حلال ہے مال مسلمان کا مگر اسکے دل کی خوشی سے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ واجب ہوئی تھی قیمت بنا بر صدق دعوے غاصب کے کہ لونڈی مرگئی سو جب ظاہر ہوگیا کہ وہ زندہ ہے مری نہین تو وہ باقی ہے مالک کی ملک مین اسواسطے کہ نہین جاری ہوا دونکے درمیان عقد صحیح سو واجب ہوا کہ مالک کی طرف پھیری جاوے اور فرق کیا ہے انہون نے درمیان ثمن اور قیمت کے باین طور کے کہ ثمن وہ ہے جو ہو بیچ مقابلے اس چیز کے جو قائم ہو اور قیمت وہ ہے جو ہلاک ہوئی چیز کی ہو اور اسیطرح بیع فاسد مین اور فرق درمیان غصب اور بیع فاسد کی یہ ہے کہ بائع راضی ہوا ہے ساتھ لینے مول کے عوض اپنی جنس کے اور اذن دیا ہے مشتری کو ساتھ تصرف کرنے کے بیچ اسکے سو اصلاح

اس بیع کی یہ ہے کہ جنس کی قیمت لیوے اگر فوت ہوئی اور غاصب کو مالک نے اذن نہیں
دیا سو نہیں جائز ہے اسکے واسطے کہ غاصب خواہ مخواہ اسکا مالک بنے مگر یہ کہ مالک اسکی قیمت
کے ساتھ راضی ہو کہیں کہتا ہوں اور محل پہلی صورت کا نزدیک حنفیہ کے یہ ہے کہ دعوے کرے
حقدار غاصب پر ساتھ لونڈی کے تو غاصب جواب دیوے کہ وہ مرگئی سو اسکو سچا جانے یا جھوٹا جانے
سو غاصب گواہ قائم کرے یا اس سے قسم طلب کرے اور وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اس وقت
وہ غاصب پر قیمت کا مستحق ہوگا واسطے راضی ہونے مدعی کے ساتھ مبادلہ کے اسقدر پر جسکا اُسنے
دعوے کیا ہے اور اسپر اگر قیمت لیوے ساتھ قول غاصب کے باوجود قسم اُسکی کے کہ وہ مرگئی تو مدعی
کو اس وقت اختیار ہے جبکہ غاصب کا جھوٹ ظاہر ہو جائے بدستور رہے بدلے پر اور چاہے
لونڈی کو پھیر لیوے اور اسکی قیمت اُسکو پھیر دیوے اور استدلال کیا ہے اُنہوں نے ساتھ اسکے
کہ مالک مالک ہوا ہے مغصوب کے بدل کا رقبے اور بدن سے سو دور ہوئی ملک اسکی بدل سے
اسواسطے کہ وہ نقل کے قابل ہے پس نہیں واقع ہوا ہے حکم واسطے تعدی محض کے بلکہ واسطے
ضمان مشروط کے اگرچہ پیدا ہوا ہے اس سے خارج ہونا لونڈی کا مالک کی ملک سے ساتھ حیلے
کے اور اگرچہ مرتب ہوا ہے گناہ غاصب پر ساتھ اس کے اسواسطے کہ وہ نہیں منافی ہے
عقد کے صحیح ہونے کو (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ يُعْرَفُ بِهِ **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ ہر دغاباز کا ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن کہ اُس کے ساتھ وہ پہچانا جاوے گا
ف اور جہت پکڑنا بخاری کا ساتھ اس حدیث کے ظاہر ہے اس واسطے کہ دعوے غاصب
کا کہ وہ مرگئی خیانت ہے اور دغا ہے بھائی مسلمان کے حق میں **باب** **حَدَّثَنَا**
مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ
يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِيْ لَهٗ عَلٰى نَحْوِ مَا اَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ
شَيْئًا فَلَا يَاْخُذْ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ **ترجمہ** ام سلمہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوائے اسکے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں اور البتہ تم جھگڑا فیصل کروانے
آتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے اپنی تکبیت

گی دلیل گے بیان مین بہ نسبت دوسرے آدمی کی سو مین فیصلہ کر دیتا ہون جیسا کہ اس سے
سنتا ہون سو جس شخص کو مین اُسکے بھائی کے حق سے کچھ کاٹ کے دلا دون تو وہ شخص
نہ لیوے بیگانے حق کو سوائے اسکے کچھ نہین کہ مین اُسکو دوزخ کا ٹکڑا دیتا ہون **ف** یہ باب
بجاے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اُسکا تعلق اسکے ساتھ نہایت ظاہر ہے واسطے دلالت
کرنے اُسکے کے اسپر کہ حکم حاکم کا نہین حلال کرتا اس چیز کو جو اللہ تعالے اور اسکے رسول
نے حرام کی اور اسواسطے کہ اسکو اسکے لینے سے منع کیا جبکہ اُسکو معلوم ہو کہ وہ نفس الامر
مین غیر کا حق ہے اور جدا کیا ہے اسکو پہلے باب سے اسواسطے کہ وہ شامل ہے حکم مذکور کو
اور اُسکے غیر کو یعنے عام ہے پہلے باب سے وسیاتی شرحہ فی الاحکام اور یہ جو فرمایا مین بندہ
ہون یعنے ایک بندون مین سے بیچ نہ جاننے غیب کے اور یہ جو فرمایا خوش تقریر ہوتا ہے تو
مراد یہ ہے کہ جب زیادہ تقریر کرنے والا ہوگا تو قادر ہوگا کہ حجت مین دوسرے مین سے غالب تر
ہو اور یہ جو فرمایا کہ مین اسکو دوزخ کا ٹکڑا کاٹ دیتا ہون یعنے اگر اُسنے اسکو لیا باوجود
علم اُسکے کے کہ وہ اُسپر حرام ہے تو دوزخ مین داخل ہوگا (فتح) **باب فی النکاح**
باب بیچ نکاح مین **ف** عنقریب گذر چکا ہے باب الحیلۃ فی النکاح اور ذکر کیا ہے اُس مین
شغار اور متعہ کو اور ذکر کی اس جگہہ وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ گواہی جھوٹی کے نکاح مین

حدثنا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ
عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ
حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ وَلَا الثَّيِّبُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اِذْنُهَا
قَالَ اِذَا سَكَتَتْ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنْ لَّمْ تُسْتَاْذَنِ الْبِكْرُ وَلَمْ تَزَوَّجْ فَاحْتَالَ
رَجُلٌ فَاَقَامَ شَاهِدَيْ زُوْرٍ اَنَّهٗ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا فَاَثْبَتَ الْقَاضِيْ نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ
يَعْلَمُ اَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ فَلَا بَاْسَ اَنْ يَّطَاَهَا وَهُوَ تَزْوِيْجٌ صَحِيْحٌ **ترجمہ**

ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہ نکاح کیا جاوے
کنواری عورت کا جب تک کہ اسکا اذن نہ لیا جاوے اور نہ نکاح کیا جاوے بیوہ عورت کا
جب تک کہ اُسکا حکم نہ لیا جاوے سو کسی نے کہا یا حضرت کنواری کا اذن کسطرح ہو یعنے وہ شرم
سے کا ہیکو بتلاویگی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب چپ رہے تو یہی اُسکا اذن ہے
اور بعضے لوگون نے کہا کہ اگر کنواری عورت سے اجازت نہ لی جاوے اور نہ نکاح کیا جاوے

اور حیلہ کرے کوئی مرد اور دو گواہ جھوٹے قائم کرے کہ بعد اُس نے اس سے نکاح کیا ہے اُسکی رضامندی سے اور قاضی گواہوں کی گواہی سے اُسکا نکاح ثابت کر دے اور خاوند جانتا ہو کہ گواہی جھوٹی ہے تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ اُس سے وطی کرے یعنے نہیں گناہ گار ہوتا ساتھ اسکے باوجودیکہ وہ جانتا ہے کہ اُسکے گواہوں نے جھوٹ کہا اور وہ نکاح صحیح ہے **ف** اس حدیث کی شرح نکاح میں گذری **حدثنا** علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفیان قال حدثنا یحیی بن سعید عن القاسم ان امرأۃ من ولد جعفر تخوفت ان یزوجھا ولیھا وھی کارھۃ فارسلت الی شیخین من الانصار عبد الرحمن ومجمع ابنی جاریۃ قال فلا تخشین فان خنساء بنت خذام انکحھا ابوھا وھی کارھۃ فرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک قال سفین واما عبد الرحمن فسمعتہ یقول عن ابیہ ان خنساء **ترجمہ** قاسم سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اولاد جعفر سے خوف کیا کہ اُسکا ولی اُسکا نکاح کر دے اور حالانکہ وہ اُس سے راضی نہ تھی اُسنے انصاری دو بڈھوں یعنے عبد الرحمن اور مجمع کو کہلا بھیجا کہ نہیں جائز ہے کسی کو میرے نکاح سے کچھ چیز تو دونوں نے کہا کہ تو کچھ خوف نہ کر اسواسطے کہ خنساء خذام کے بیٹے کو اسکے باپ نے نکاح کر دیا اور وہ راضی نہ تھی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکا نکاح رد کیا **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا شیبان عن یحیی عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنکح الایم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتی تستاذن قالوا کیف اذنھا قال ان تسکت وقال بعض الناس ان احتال انسان بشاھدی زور علی تزویج امرأۃ ثیب بامرھا فاثبت القاضی نکاحھا ایاہ والزوج یعلم انہ لم یتزوجھا قط فانہ یسعہ ھذا النکاح ولا باس بالمقام لہ معھا **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہ نکاح کیا جاوے بیوہ عورت کا جب تک کہ اُسکا حکم نہ لیا جاوے اور نہ نکاح کیا جاوے کنواری کا یہانتک کہ اس کی اجازت لیکس طرح ہو فرمایا یہ کہ چپ رہے یعنے جب اُس سے اجازت طلب کی جاوے تو وہ چپ رہے اور بعضے لوگوں نے کہا کہ اگر کوئی مرد حیلہ کرے ساتھ دو جھوٹے گواہوں کے کسی بیوہ عورت کے نکاح پر اُسکی اجازت سے یعنے دو جھوٹے گواہ قائم کرے کہ اُس نے ایک شوہر دیدہ عورت سے نکاح کیا ہے اُسکی رضامندی سے اور ثابت کر دیوے قاضی دونو گواہوں کی شہادت سے نکاح کرنا اُس عورت کا اُس مرد سے اور حالانکہ خاوند جعلی جانتا ہو کہ اُس نے اس سے کبھی نکاح

ضحاک باب اول سے متعلق ہیں ۔۔۔ اجازت

نہین کیا تو اسکو اس نکاح مین گنجایش ہے اور اسکو اسکے ساتھ رہنا اور اس سے صحبت کرنا جائز ہے
ف کہا مہلب نے اتفاق ہے علما کا اسپر کہ واجب ہے اجازت لینا بیوہ عورت سے اور اصل
اسمین قول اللہ تعالے کا ہے فلا تعضلوہن ان ینکحن ازواجہن اذا تراضوا بینہم یعنے نہ روکو اُن کو
یہ کہ نکاح کرین اپنے خاوندون سے جبکہ آپسمین راضی ہون سو اُس نے دلالت کی کہ نکاح موقوف
ہے زوجین کی رضامندی پر اور حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ اجازت لینے کی
بیوہ عورت سے اور رد کیا نکاح اس عورت کا جو زبردستی نکاح کیگئی بدون اسکی رضامندی کے تو
حنفیہ کا قول ان سب سے خارج ہے (فتح) **حدثنا** ابو عاصم عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ
عن ذکوان عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البکر تستاذن
قلت ان البکر تستحیی قال اذنہا صماتہا وقال بعض الناس ان ھوی رجل جاریۃ
یتیمۃ او بکرا فابت فاحتال فجاء بشاھدی زور علی انہ تزوجہا فادرکت فرضیت
الیتیمۃ فقبل القاضی شہادۃ الزور والزوج یعلم ببطلان ذلک حل لہ الوطی
ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کنواری عورت سے
اجازت لیجاوے یعنے نکاح کے وقت مین نے کہا کہ کنواری تو شرماتی ہے وہ کیونکر کہے گی
فرمایا کہ اسکی اجازت اُسکا چپ رہنا ہے اور کہا بعضے لوگون نے کہ اگر کوئی مرد کسی یتیم لڑکی
یا کنواری عورت سے رغبت کرے یعنے نکاح کی اور وہ نہ مانے تو وہ حیلہ کرے اور دو جھوٹے
گواہ لاوے اسپر کہ اسنے اُس سے نکاح کیا سو وہ یتیم لڑکی راضی ہوئی اور بالغ ہوئی یعنے اور وہ پہلے نابالغ تھی
سو قاضی نے جھوٹی گواہی قبول کی اور خاوند جانتا ہو کہ باطل ہے تو حلال ہے اُسکو اُس سے
وطی کرنی **ف** کہا کرمانی نے کہ پہلی صورت کنواری عورت کے حق مین ہے اور دوسری شوہر
دیدہ کے حق مین اور تیسری نابالغ لڑکی کے حق مین اور حاصل ان تینون کا ایک ہی اور وہ یہ کہ
حکم حاکم کا جاری ہوتا ہے ظاہر اور باطن مین حلال کرتا ہے حرام کو اور حرام کرتا ہے حلال کو اور
فائدہ وارد کرنے انکے کا مبالغہ کرنا ہے طعن مین اسواسطے کہ اسمین باعث ہوتا ہے خاوند کو
تینون صورتون مین اوپر دلیر کرنے کے گناہ عظیم پر باوجود علم حرام ہونے اُسکے کے اور کہا ابن
بطال نے کہ نہین حلال ہے یہ نکاح نزدیک کسی کے علما سے اور حکم قاضی کا ظاہر عدالت گواہون
سے ظاہر مین نہین حلال کرتا خاوند کے واسطے جو حرام کیا ہے اللہ تعالے نے اوپر اسکے اور
اتفاق ہے اسپر کہ نہین حلال ہے اُسکو کہانا غیر کے مال کا ایسی گواہی سے اور نہین ہے کوئی فرق

درمیان کہانے مال حرام کے اور وطی فرج حرام کے اور حجت حنفیہ کی یہ ہے کہ اذن لینا صحت نکاح کے واسطے شرط نہین اگرچہ واجب ہے اور جب ایسا ہوا تو گویا قاضی نے اس خاوند کا از سر نو نکاح کیا پس صحیح ہوگا اور یہہ قول تنہا ابو حنیفہ کا ہے اور حجت اُسکی اثر علی کا ہے شاہداک زوجاک یعنی تیرے دونو گواہون نے تیرا نکاح کر دیا اور مخالفت کی ہے اُسکی صاحبین نے اور کہا ابن تین نے کہ کہا ابو حنیفہ نے کہ اگر دو جہوٹے گواہ گواہی دیدین طلاق پر اور قاضی طلاق کا حکم کر دیوے تو عورت حاکم کے حکم سے مطلقہ ہو جاتی ہے اور اُسکو اور خاوند سے نکاح کرنا جائز ہے اور جب حاکم کے واسطے نکاح اور طلاق مین ولایت ہے تو اُسکا حکم ظاہر اور باطن مین نافذ ہوگا اور جبکہ محرم کے نکاح کر دینے اور مال غیر کے نقل کرنے مین ولایت نہین ہے تو اُسکا حکم صرف ظاہر مین نافذ ہوگا نہ باطن مین اور حجت جمہور کی یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے فمن قضیت لہ من حق اخیہ شیئًا فلا یاخذہ اور یہ عام ہے اموال اور شرمگاہون مین سو اگر حکم حاکم کا پلٹ دیتا چیزون کی حقیقت کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم بطریق اولے ہوتا مین کہتا ہون ساتھ اسکی حجت پکڑی ہے شافعی نے اور حجت پکڑی ہے ابو حنیفہ نے کہ جدائی لعان مین واقع ہوتی ہے ساتھ قضا قاضی کے اگرچہ لعان کرنے والا باطن مین جہوٹا ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ اثر مقدم علی مرتضے رضہ سے ثابت نہین اور وہ موقوف ہے اور جب صحابہ کا اختلاف ہو تو نہین ہوتا ہے قول بعض کا حجت بغیر مرجح کے اور ساتھ اسکے کہ جدائی لعان مین ثابت ہوئی ہے نص سے اور حاکم کو معلوم نہین کہ لعان کرنے والا جہوٹا ہے (فتح)

باب مَا يُكْرَهُ مِنِ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَائِرِ وَمَا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ جو مکروہ ہے حیلہ کرنا عورت کا سے ساتھ خاوند کے اور سوکنون کے اور جو اُتارا ہے اللہ تعالے نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیچ اسکے **ف** کہا ابن تین نے کہ ترجمہ کے معنے ظاہر ہین لیکن نہین بیان کی جو چیز اسمین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتری اور وہ قول اللہ تعالے کا ہے لم تحرم ما احل اللہ لک مین کہتا ہون کہ اسکی مراد مین اختلاف ہے اور جو صحیح مین ہے وہ شہد ہے اور یہی زینب کے قصے مین واقع ہوا ہے اور بعضون نے کہا کہ ماریہ کے حرام کرنے مین اور صحیح یہ ہے کہ آیت دونو امر مین اُتری (فتح) **حَدَّثَنِيْ** عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَيُحِبُّ الْعَسَلَ وَكَانَ اِذَا صَلَّى الْعَصْرَ اَجَازَ عَلٰى نِسَائِهِ فَيَدْنُوْ

مِنْهُنَّ فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيلَ لِي أَهْدَتْ امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةَ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَوْدَةَ وَقُلْتُ إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ فَقُولِي لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَا فَقُولِي لَهُ مَا هٰذِهِ الرِّيحُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ تُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُولِي لَهُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُولُ ذٰلِكِ وَقُولِيهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى سَوْدَةَ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُ أَنْ أُبَادِيَهُ بِالَّذِي قُلْتِ لِي وَإِنَّهُ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيحُ قَالَ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ قَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَدَخَلَ عَلَى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ قَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي بِهِ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا اسْكُتِي **ترجمہ**

عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت رکھتے تھے شیرینی سے اور محبت رکھتے تھے شہد سے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جب عصر کی نماز پڑھتی تو اپنی عورتوں پر گھومتے اور ان سے قریب ہوکر بیٹھتے سو ایک دن عصر کے بعد حفصہ پر داخل ہوئے اور اسکے پاس عادت سے زیادہ ٹھہرے سو مین نے اسکا سبب پوچھا تو کسی نے مجھ سے کہا کہ اسکی قوم سے ایک عورت نے شہد کی کپی تحفہ بھیجا تھا تو حفصہ رضہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکا شربت پلایا تو مین نے کہا قسم ہے اللہ تعالے کی البتہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کوئی حیلہ کرونگی تو مین نے سودہ سے ذکر کیا اور مینے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے پاس تشریف لاوین تو تجھ سے قریب ہونگے سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنا یا حضرت آپنے مغافیر کھائی ایک قسم گوند ہے جسمین بو ہوتی ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھسے کہینگے کہ نہین تو آپ سے کہنا کہ یہہ بو کیسی ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سخت گذرتا تھا یہ کہ آپ سے بو پائی جاوے تو مقرر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماوینگے کہ مجھکو حفصہ رضہ نے شہد کا شربت پلایا تو آپ سے کہنا کہ اسکی مکھی نے عرفط کو کھایا ہے کہ ایک درخت ہے کہ اسکا پھل بودار ہوتا ہے اور مین یہ کہونگی اور اے صفیہ

تو بہی یہہ کہنا سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سودہ پر داخل ہوئے کہا عائشہ رضؓ نے سودہ کہتی ہے
قسم ہے اُسکی جسکے سوا کوئی لائق عبادت کے نہین البتہ مین قریب تہی کہ آپ کو بکارون ساتھ
اُسکے جو تو نے مجہسے کہا اور حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دروازے پر تہے تیری خوف سی
سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب ہوئے تو مین نے کہا یا حضرت آپنے مغافیر کھائی حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہین سودہ نے کہا پس یہہ بو کیسی ہے فرمایا کہ حفصہ رضؓ نے مجہکو شہد کا شربت
پلایا کہا کہ اُسکی مکہی نے عرفط کھایا پہر جب مجہپر داخل ہوئے تو مین نے بہی اسیطرح کہا اور جب صفیہ پر
داخل ہوئی تو اُس نے بہی اسیطرح کہا پہر جب حفصہ پر داخل ہوئے تو اُسنے آپ سے کہا یا حضرت کیا مین
آپ کو شہد کا شربت نہ پلاؤن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجہکو اُسکی کچھ حاجت نہین
کہا عائشہ رضؓ نے سودہ کہتی ہین سبحان اللہ البتہ ہمنے اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام کر دیا
عائشہ رضؓ کہتی ہین مینے اُس سے کہا چپ رہ **ف** کہا ابن منیر نے سوائے اسکے کچھ نہین کہ جائز
ہوا اُن بیبیون کے واسطے یہ کہ کہین کہ آپنے مغافیر کھائی اسواسطے کہ اُنہون نے اسکو بطور استفہام
کے وارد کیا اس دلیل سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے جواب مین فرمایا لا اور ارادہ کیا
اُنہون نے ساتھ اسکے تعریض کا نہ صریح کذب پس یہ وجہ ہے حیلہ کی جو عائشہ رضؓ نے کہا تھا کہ
ہم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے حیلہ کرینگی اور اگر محض جہوٹ ہوتا تو اُسکو حیلہ نہ کہا جاتا
اسواسطے کہ نہین ہے کوئی شبہ اسکے صاحب کے واسطے اور اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق مین گذر
چکی ہے (فتح) **بَابُ** مَا یُکْرَهُ مِنَ الْاِحْتِیَالِ فِی الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ جو مکروہ ہے حیلہ کرنے
سے بیچ بہاگنے کے وبا سے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ اَنَّ عُمَرَ خَرَجَ اِلَی الشَّامِ فَلَمَّا جَآءَ سَرْغَ بَلَغَهٗ اَنَّ
الْوَبَآءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاَخْبَرَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَیْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ
فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرْغَ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ اِنَّمَا انْصَرَفَ
مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عامر رضؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضؓ شام کی طرف
نکلے جب مقام سرغ مین آئے تو اُنکو خبر پہنچی کہ ملک شام مین وبا پڑی ہے تو عبد الرحمن بن عوف
نے اُنکو خبر دی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین مین وبا سنو تو وہان نہ جاؤ
اور جب اُسی زمین مین پڑے جسمین تم ہو تو نہ نکلو واسطے بہاگنے کے اُس سے سو عمر فاروق رضؓ سرغ

سے پلٹ آئے اور ابن شہاب کہتے ہے سالم سے کہ عمر فاروق رضہ تو عبدالرحمن کی حدیث سو پلٹے تھے
حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال اخبرنی عامر بن سعد
ابن ابی وقاص انہ سمع اسامۃ بن زید یحدث سعدا ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ذکر الوجع فقال رجز او عذاب عذب بہ بعض الامم ثم بقی منہ بقیۃ
فتذھب المرۃ وتاتی الاخری فمن سمع بارض فلا یقدمن علیہ ومن کان بارض
وقع بھا فلا یخرج فرارا منہ **ترجمہ** اسامہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ذکر کیا وبا کو سو فرمایا کہ رجز ہے یا فرمایا عذاب ہے کہ عذاب ہوا اس سے بعضی امتوں کو
پھر اسمین سے کچھ چیز باقی رہی سو ایک بار جاتی ہے اور دوسری آتی ہے یعنے وبا سو جو کسی زمین
مین سنے تو وہان نہ جاوے اور جو اس زمین مین ہو جہان وبا پڑے تو نہ نکلے واسطے بھاگنے کے اس سے
ف اور طاعون سے بھاگنے مین حیلہ کرنے کی یہ صورت ہے کہ مثلاً تجارت یا زیارت
کے واسطے نکلے اور اسکی نیت ساتھ اسکے وبا سے بھاگنے کی ہو اور استدلال کیا ہے ابن
باقلانی نے ساتھ قصے عمر کے اسپر کہ اصحاب مقدم کرتے تھے خبر واحد کو قیاس پر اسواسطے کہ سب
اصحاب نے اتفاق کیا رجوع پر واسطے اعتماد کرنے کے عبدالرحمن کی حدیث پر جو خبر واحد ہے
بعد اسکے کہ انہوں نے مشقت اٹھائی چلنے مین مدینے سے شام تک پھر پلٹ آئے اور شام
مین داخل نہوئے (فتح) **باب** فی الھبۃ والشفعۃ وقال بعض الناس ان وھب
ھبۃ الف درھم والف حتی مکث عندہ سنین واحتال فی ذلک ثم رجع الواھب
فیھا فلا زکوۃ علی واحد منھما قال ابو عبد اللہ فخالف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی الھبۃ واسقط الزکوۃ باب ہے ہبہ اور شفعہ مین یعنے کسطرح داخل ہوتا ہے انمین حیلہ اٹھے
اور جدے جدے اور کہا بعضے لوگوں نے کہ اگر ہبہ کرے ہزار درہم یا زیادہ یہانتک کہ کئی
سال اسکے پاس رہین اور اسمین حیلہ کرے پھر ہبہ کرنے والا اسمین رجوع کرے تو نہین واجب
ہے زکوۃ کسی پر دونو مین سے کہا اور ابو عبداللہ بخاری نے سو اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی مخالفت کی ہبہ مین اور ساقط کیا زکوۃ کو **ف** پھر اسمین حیلہ کرے یعنے ساتھ اس
طور کے کہ مواطاۃ کرے ساتھ موہوب لہ کے اوپر اسکے واپس نہین تمام ہوتا ہے ہبہ مگر ساتھ
قبض کرنے کے اور جب قبض کرے تو اسکو اسمین تصرف کرنیکا اختیار ہوتا ہے اور نہین جائز
ہے ہبہ کرنے والے کو رجوع کرنا بیچ اسکے بعد تصرف کے بس نہین ہے کوئی چارہ مواطات سے

ساتھ اسکے کہ اسمین تصرف نہ کرے تاکہ تمام ہو حیلہ اور کہا ابن بطال نے کہ جب موہوب اہبہ کو قبض
کرے تو وہ اسکا مالک ہی سو جب اسکے پاس اسپر سال گذر جاوے تو واجب ہے اسپر زکوۃ بیچ اسکی
نزدیک تمام علماء کے اور اسپر اسمین رجوع کرنا پس نہین جائز ہے نزدیک جمہور کے مگر اس چیز
مین جو اپنے بیٹے کو ہبہ کرے سو اگر رجوع کرے اس مین باپ بعد سال کے تو واجب ہے اسمین زکوۃ
بیٹے پر مین کہتا ہون اور اگر سال سے پہلے رجوع کرے تو صحیح ہوتا ہے رجوع اور از سر نو سال کو شمار
کرے اور اگر اسکو زکوۃ کے ساقط کرنے کے واسطے کرے تو زکوۃ ساقط ہو جاتی ہے اور وہ
گنہ گار ہوتا ہے باوجود اسکے اور جو حیلہ کرنے کو مطلق باطل کہتا ہے اسکے قول پر اسکا رجوع
صحیح نہین اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہبہ مین رجوع کرنا منع ہے خاصکر جبکہ اسکے ساتھ
حیلہ ہو زکوۃ کے ساقط کرنیکا اور یہہ جو کہا کہ اس نے مخالفت کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی یعنے اس نے خلاف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہر حدیث کا اور وہ منع کرنا ہے
رجوع کرنے سے ہبہ مین اور کہا ابن تین نے مراد اسکی یہ ہے کہ ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ جو والدین کے
سوا ہے اسکے ہبہ مین رجوع کرے اور نہ رجوع کرے باپ اپنے بیٹے کے ہبہ مین اور وہ خلاف ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا کہ فرمایا کہ نہین حلال کسیکو کہ ہبہ کرے کوئی چیز پھر اسمین رجوع
کرے مگر باپ کو اس چیز مین جو اپنے بیٹے کو دے اور جو اپنے ہبہ کی چیز مین رجوع کرے وہ مثل کتے کی ہے کہ
قے کرکے چاٹے مین کہتا ہون بنا بر اسکے پس سوائے اسکے کچھ نہین کہ روایت کیا ہے بخاری نے ابن
عباس رضی کی حدیث کو واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس چیز کی کہ اسکے بعضے طریقوں مین واقع ہوئی ہے
اور وہ ابو داؤد مین ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ زکوۃ واجب ہے موہوب لہ پر جتنی مدت اسکے پاس
مال رہا (فتح) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ
قَيْئِهٖ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اپنی ہبہ کی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے جو اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے، ہمارے
واسطے بری کہاوت نہین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ
اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ
فَلَا شُفْعَةَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الشُّفْعَةُ لِلْجِوَارِ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى مَا شَدَّدَهٗ فَاَبْطَلَهٗ وَقَالَ اِنْ

اشتری دارہ فخاف ان یاخذ الجار بالشفعۃ فاشتری سہما من مائۃ سہم ثم اشتری الباقی وکان للجار الشفعۃ فی السہم الاول فلا شفعۃ لہ فی باقی الدار ولہ ان یحتال فی ذلک **ترجمہ** جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے کہ سوا اسکے کچھ نہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھیرا ہے شفعہ کو اُس چیز میں جو تقسیم نہیں ہوئی اور جب حدین واقع ہوں اور پھیری جاویں راہیں تو نہیں ہے شفعہ اور کہا بعضے لوگوں نے شفعہ جوار یعنے ہمسایہ کے واسطے ہے یعنی مشروع ہے شفعہ ہمسایہ کے واسطے جیسا کہ مشروع ہے شریک کے واسطے پھر قصد کیا اُسی طرف اُس چیز کی جسکو سخت کیا سو اُسکو باطل کیا یعنے جس جگہہ کہا کہ نہیں شفعہ ہے ہمسائے کے واسطے اس صورت میں اور وہ صورت یہ ہے اور کہا اگر خریدے یعنی ارادہ کرے سارا گہر خرید نیکا سو خوف کرے کہ ہمسایہ شفعہ لیوے تو خریدے ایک حصہ سو حصے میں سے پھر خریدے باقی کو اور ہمسایہ کے واسطے پہلے حصے میں شفعہ تھا سو نہیں شفعہ ہے اسکے واسطے باقی گہر میں اور اسکو جائز ہے کہ اسمیں حیلہ کرے **ف** کہا ابن بطال نے کہ اصل یہ مسئلہ اسطرح ہے کہ کسی نے ابو حنیفہ سے پوچھا کہ میں ایک گہر خریدنے کا ارادہ کرتا ہوں اور ہمسایہ کے شفعہ سے ڈرتا ہوں سو امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اسکے سو حصے مشترک سے ایک حصہ خرید کہ تو اسکے مالک کا شریک ہو جاویگا پھر اُس سے باقی سارا گہر خرید لینا تیرا حق شفعہ مقدم ہوگا ہمسائے کے شفعہ سے اور پہلے ایک حصہ خریدنے کو اسواسطے کہا کہ ہمسایہ اسکو حقیر جان کر نہ خریدیگا اور یہ مسئلہ حدیث کے مخالف نہیں فقط اسمیں الزام ہے تناقض کا کہ وہ ہمسایہ کے واسطے شفعہ کے قائل ہیں پھر اسکو اس حیلہ سے ساقط کرتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ یہ حیلہ ابو یوسف کا ہے اور محمد کے نزدیک سخت مکروہ ہے یہ حیلہ کرنا واسطے ساقط کرنے شفعہ کے پھر سوا اسکے کچھ نہیں کہ محل اُس کا اُس شخص کے حق میں ہے جو حیلہ کرے شفعہ واجب ہونیسے پہلے اور اسپر بعد اُسکے جیسا کہ شفعہ والے سے کہے یہ مال اور شفعہ والے سے مطالبہ نہ کر اور وہ راضی ہو جاوے اور مال لے لیوے تو اُسکا شفعہ بالاتفاق باطل ہو جاتا ہے (فتح) **حدثنا** علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفیان عن ابراہیم بن میسرۃ قال سمعت عمرو بن الشرید یقول جاء المسور بن مخرمۃ فوضع یدہ علی منکبی فانطلقت معہ الی سعد فقال ابو رافع للمسور الا تامر ھذا ان یشتری منی بیتی الذی فی دارہ فقال لا ازیدہ علی اربعمائۃ اما مقطعۃ واما منجمۃ قال اعطیت خمسمائۃ نقدا فمنعتہ ولولا انی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الجار احق بسقبہ ما بعتکہ او قال ما اعطیتکہ قلت لسفیان ان معمرا لم یقل

هٰكَذَا قَالَ لَكِنَّهُ قَالَهُ لِي هٰكَذَا، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَبِيعَ الشُّفْعَةَ فَلَهُ
أَنْ يَحْتَالَ حَتَّى يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ فَيَهَبُ الْبَائِعُ لِلْمُشْتَرِي الدَّارَ وَيَحُدُّهَا وَيَدْفَعُهَا إِلَيْهِ وَيُعَوِّضُهُ الْمُشْتَرِي أَلْفَ
دِرْهَمٍ فَلَا يَكُونُ لِلشَّفِيعِ فِيهَا شُفْعَةٌ ترجمہ عمرو بن شرید رض سے روایت ہے کہ مسور آیا تو اُسنے اپنا ہاتھ میرے
مونڈھے پر رکھا سو میں اُسکے ساتھ سعد کی طرف چلا تو ابو رافع نے مسور سے کہا کہ کیا تو نہیں حکم
کرتا اسکو کہ خریدے مجھ سے میرا گھر جو اُسکی حویلی میں ہے تو اُس نے کہا کہ میں اُسکو چار سو سے
زیادہ نہیں دونگا متفرق یا کہا قسطوں سے ابو رافع نے کہا کہ مجھکو پانچسو ملتا تھا سو میں نے
اُسکو نہ لیا اور اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ تر
حقدار ہے اپنے لگے ہوئے مکان کا تو میں اُسکو تیرے ہاتھ نہ بیچتا یا کہا میں تجھکو نہ دیتا میں نے
سفیان سے کہا کہ معمر نے یہ نہیں کہا سفیان نے کہا لیکن اُسنے مجھسے اسی طرح کہا ہے
اور پہلے قلت کا قائل علی بن مدینی ہے اور کہا بعضے لوگوں نے کہ جب ارادہ کرے شفعہ کے بیچنے
کا تو اُسکو جائز ہے کہ حیلہ کرے تاکہ باطل کرے شفعہ کو سو بائع اپنا گھر مشتری کو ہبہ کردے اور
اُسکی حدیں بیان کرے اور وہ گھر اُسکو دیدیوے اور مشتری اُسکے عوض اُسکو مثلاً ہزار درہم دیوے
تو نہ ہوگا شفیع کے واسطے اسمیں شفعہ **ف** یعنے اور شرط کرے کہ عوض مذکور مشروط نہو اور
اگر ہوتا تو شفعہ والا اُسکو قیمت سے لیتا اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ساقط ہوا ہے شفعہ اس صورت
میں اسواسطے کہ ہبہ نہیں ہے معاوضہ محض سو مشابہ ہوگا ارث کو اور کہا ابن تین نے کہ مراد بخاری
کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسائے کے واسطے حق ٹھیرایا
ہے نہیں حلال ہے اُسکو باطل کرنا اُسکا اور کہا مہلب نے کہ مناسبت ذکر حدیث ابو رافع کی یہ ہے
کہ جس چیز کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کا حق ٹھیرایا ہے اُسکا باطل کرنا کسی کو
حلال نہیں نہ حیلے سے نہ غیر اُسکے سے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ سَعْدًا سَاوَمَهُ
بَيْتًا بِأَرْبَعِمِائَةِ مِثْقَالٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ
أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ اشْتَرَى نَصِيبَ دَارٍ فَأَرَادَ
أَنْ يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ وَهَبَ لِابْنِهِ الصَّغِيرِ وَلَا يَكُونُ عَلَيْهِ يَمِينٌ **ترجمہ** ابو رافع سے
روایت ہے کہ سعد نے اُسکے گھر کا چار سو مثقال مول ڈالا یا تو ابو رافع رض نے کہا کہ اگر میں نے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ تر حقدار ہے اپنے

لگے ہوئے مکان کا تو میں تجھکو نہ دیتا اور بعضے لوگوں نے کہا کہ اگر گھر کا ایک حصہ خریدے اور چاہے
کہ شفعہ کو باطل کرے تو اپنے چھوٹے لڑکے کو ہبہ کر دے اور نہ ہوگی اسپر قسم ف یعنے اسواسطے
کہ اگر بڑے کو ہبہ کرے تو واجب ہوگی اسپر قسم سو حیلہ کرے اسکے ساقط کرنے میں کہ چھوٹے نابالغ لڑکے
کو ہبہ کر دے کہا ابن بطال نے یہ اس واسطے کہا کہ جو اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کر دے تو یہ اس نے
مباح کام کیا اور جو ہبہ چھوٹے بیٹے کے واسطے ہو اسکو باپ قبول کرتا ہے اپنے بیٹے کے واسطے
اپنے نفس سے اور اشارہ کیا ساتھ قسم کے اس طرف کہ اگر اجنبی کو ہبہ کرے تو جائز ہے شفیع کو واسطے
کہ اجنبی کو قسم دیوے کہ کیا یہ ہبہ حقیقی ہے اور وہ جاری ہوا ہے اپنی شروط سے اور چھوٹا قسم نہیں
دیا جاتا اور مالکیہ کے نزدیک اسکی طرف سے باپ قسم کھاوے اور مالک سے ہے کہ موہوب چیز میں شفعہ
نہیں ہے (فتح) **باب** احتیال العامل لیھدی لہ حیلہ کرنا عامل کا تا کہ اسکو تحفہ بھیجا
جاوے **حدثنی** عبید بن اسمٰعیل قال حدثنا ابو اسامۃ عن ھشام عن
ابیہ عن ابی حمید الساعدی قال استعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رجلا علی صدقات بنی سلیم یدعی ابن اللتبیۃ فلما جاء حاسبہ قال ھذا
مالکم وھذا ھدیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھلا جلست فی بیت
ابیک وامک حتی تاتیک ھدیتک ان کنت صادقا ثم خطبنا فحمد اللہ واثنی
علیہ ثم قال اما بعد فانی استعمل الرجل منکم علی العمل مما ولانی اللہ فیاتی فیقول
ھذا مالکم وھذا ھدیۃ اھدیت لی افلا جلس فی بیت ابیہ وامہ حتی تاتیہ ھدیتہ
واللہ لا یاخذ احد منکم شیئا بغیر حقہ الا لقی اللہ یحملہ یوم القیامۃ فلا اعرفن
احدا منکم لقی اللہ یحمل بعیرا لہ رغاء او بقرۃ تیعر ثم رفع یدہ حتی رئی بیاض
ابطیہ یقول اللھم ھل بلغت بصر عینی وسمع اذنی ترجمہ ابو حمید سے روایت ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرد کو قوم بنی سلیم کے زکوۃ تحصیل کرنے پر حاکم کیا ابن لتبیہ
کہا جاتا تھا سو جب وہ آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے حساب کیا اس نے کہا یہ تمہارا
مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھکو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیوں نہ بیٹھا
اپنی ماں باپ کے گھر میں تا کہ تیرا تحفہ تیرے پاس آتا اگر تو سچا ہے پھر ہمیں خطبہ پڑھا اور خدا تعالے
کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اما بعد اور صلوۃ کے بعد سو میں کسی مرد کو تم میں سے حاکم کرتا ہوں عمل پر
اس چیز سے کہ اللہ تعالے نے مجھکو اسپر حاکم کیا ہے سو وہ آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے

اور یہ ہدیہ ہے جو مجھکو تحفہ بھیجا گیا سو کیون نہ بیٹھا اپنے مان باپ کے گھر مین تا کہ اسکا ہدیہ
اُسکے پاس آتا اور قسم ہے اللہ تعالے کی نہین لیگا تم مین سے کوئی چیز ناحق مگر کہ ملیگا اللہ تعالے سے
اس حال مین کہ قیامت کے دن اُسکو اپنی گردن پر اُٹھائے ہوئے ہوگا سو مین نہ پہچانونگا کسیکو تم مین سے
کہ ملے اللہ تعالے سے اس حال مین کہ اونٹ کو اٹھائے ہو جسکے واسطے آواز ہو یا گائے کو کہ اُسکے
واسطے آواز ہو یا بکری کو کہ چلاتی ہو پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اُٹھایا یہانتک کہ
آپکی بغلون کی سفیدی دیکھی گئی فرماتے تھے آگہی کیا مین نے تیرا حکم پہنچایا میری دو نو آنکھ نے دیکھا
اور سُنا دو نو کان نے سُنا **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاحکام مین آویگی اور مطابقت
اُسکی ترجمہ سے اس جہت سے ہے کہ مالک ہونا اُسکا تحفہ بھیجے چیز کو سوای اسکے کچھ نہین کہ تھا واسطے علت
ہونے اُسکے کے عامل سو اُس نے اعتقاد کیا کہ جو اُسکو تحفہ بھیجا گیا وہ صرف اُسی اکیلے کا حق ہے
سوائے اور حقدارون کے جن کے حقوق مین اُس نے عمل کیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے
واسطے بیان کیا کہ جن حقوق کے سبب سے اُس نے عمل کیا ہے وہی سبب ہین اُسکی طرف تحفہ بھیجنے کا اور
یہ اگر وہ اپنے گھر مین رہتا تو اُسکو کوئی چیز تحفہ نہ بھیجی جاتی سو نہین حلال ہے اسکے واسطے کہ
اُسکو حلال جانے مجرد اس بات سے کہ وہ اُسکی طرف بطور ہدیہ کے پہنچا اس واسطے کہ یہ تو صرف
اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ محض اُسیکا حق ہو اور کسی کا اسمین حق نہ ہو کہا مہلب نے کہ حیلہ کرنا عامل
کا تا کہ اُسکو ہدیہ بھیجا جاوے واقع ہوتا ہے ساتھ اس طور کے کہ سہولت کرے بعضے اُس شخص پر
جسپر حق ہو پس اسی واسطے فرمایا کہ کیون نہ بیٹھا اپنے مان باپ کے گھر مین اور دیکھتا کہ اُسکو تحفہ بھیجا جاتا
ہے یا نہین سو اشارہ کیا اس طرف کہ اگر نہ ہوتی امید کہ وہ حق سے کچھ چھوڑ دیگا تو اُسکو تحفہ نہ بھیجتا
سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدیہ کا لینا واجب کیا اور اُسکو مسلمانون کے مال کے ساتھ
جوڑا اور بینے صریح نہین دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تحفہ اس سے لے لیا ہو کہا ابن بطال
نے کہ دلالت کی حدیث نے اسپر کہ تحفہ عامل اور حاکم کے واسطے ہوتا ہے واسطے شکر معروف اُسکے
کے یا واسطے محبت کی طرف اُسکی یا واسطے اس امید کی کہ کچھ حق مین سے چھوڑ دیگا سو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ کیا اس طرف کہ وہ اُس چیز مین جو اسکو تحفہ بھیجی گئی مثل اور مسلمانون کے
ہے اُسکو اسمین کچھ زیادتی نہین اور یہ کہ نہین جائز ہے اکیلا اور مقدم ہونا ساتھ اسکے غیرون پر اور
ظاہر یہ ہے کہ تیسری صورت اگر واقع ہو تو نہین حلال ہے عامل کے جز ما یعنے کچھ حق سے چھوڑ دینا
اور جو اس سے پہلے ہے وہ طرف احتمال مین ہے (فتح) **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا

سُفیٰن عن ابراھیم بن میسرۃ عن عمرو بن الشرید عن ابی رافع قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الجار احق بسقبہ وقال بعض الناس اذا اشتری دارا بعشرین الف درھم فلا باس ان یحتال حتی یشتری الدار بعشرین الف درھم وینقدہ تسعۃ الاف درھم وتسعمائۃ وتسعۃ وتسعین وینقدہ دینارا بما بقی من العشرین الفا فان طلب الشفیع اخذھا بعشرین الف درھم والا فلا سبیل لہ علی الدار فان استحقت الدار رجع المشتری علی البائع بما دفع الیہ وھو تسعۃ الاف درھم وتسعمائۃ وتسعۃ وتسعون درھما ودینار لان البیع حین استحق انتقض الصرف فی الدینار فان وجد بھذہ الدار عیبا ولم تستحق فانہ یردھا علیہ بعشرین الف درھم **ترجمہ** ابورافع رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمسایہ زیادہ ترحقدار ہے اپنے لگے مکان کا اور کہا بعضے لوگوں نے کہ اگر کوئی بیس ہزار درہم سے گھر خریدا چاہے تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ حیلہ کرے یعنے واسطے ساقط کرنے شفعہ کے جبکہ خریدے گھر کو بیس ہزار درہم سے اور بائع کو ایک کم دس ہزار درہم دیدے اور جو بیس ہزار درہم سے باقی ہے یعنے دس ہزار اور ایک درہم اسکے بدلے اُسکو دینار دیوے یعنے بطور بیع صرف کی اُس سے یعنے گویا اُس نے ایک اشرفی دیکر دس ہزار درہم مول لیا پھر اگر شفیع والا شفعہ کا مطالبہ کرے تو اُسکو بیس ہزار درہم سے لیگا اور پوری قیمت اُسکو دینی پڑیگی یعنے اگر راضی ہو ساتھ اُس مول کے جس پر عقد واقع ہوا ورنہ اُسکو گھر کی طرف کوئی راہ نہیں یعنے واسطے ساقط ہونے شفعہ کے اسواسطے کہ وہ بازرہا ہے بدل مول سے جس پر عقد واقع ہوا اور اگر ظاہر ہو کہ وہ گھر بائع کے سوا کسی اور کا حق ہے تو رجوع کرے مشتری بائع پر ساتھ اُس چیز کے جو اسکو دی یعنے ایک اشرفی اور ایک کم دس ہزار درہم یعنے اس واسطے کہ یہی قدر ہے جو اُس نے بائع کو دیا تھا اور نہ رجوع کرے اُسپر ساتھ اس چیز کے کہ دافع ہوا ہے اسپر عقد اسواسطے کہ بیع یعنے جو چیز بکی جب مستحق ہوئی واسطے غیر کے یعنے وہ غیر کا حق نکلا تو ٹوٹ گئی بیع صرف جو واقع ہوگئی تھی درمیان بائع اور مشتری کے گھر مذکور میں ساتھ دینار کے یعنے بیع صرف کہ وہ بیع نقد کی ہے ساتھ نقد کے باطل ہوئی اسواسطے کہ بیع صرف مبنی تھی اوپر بیع گھر کے اور گھر کی بیع باطل ہوئی تو جو اُسپر مبنی ہے وہ بھی باطل ہوا پھر اگر اس گھر میں کوئی عیب پاوے اور ظاہر ہوا اسمیں حق کسی کا تو رد کرے اُسکو اوپر اُسکے بیس ہزار درہم سے یعنے اور بہ تناقض

ہے ظاہر **ف** اور اسیواسطے اسکے پیچھے یہ کہا سو جائز رکھا ہے اس دغابازی کو درمیان
مسلمانون کے اور فرق انکے نزدیک یہ ہے کہ بیع اول مبنی ہے اوپر خریدنے گھر کے اور
وہ بیع ٹوٹ گئی ہے اور لازم آتا ہے نہ قبض کرنا مجلس مین سو نہین جائز ہے اسکے واسطے گرچہ
کہ لیوے مگر جو اسکو دیا اور وہ درہم اور دینار ہے برخلاف رد کرنے کے ساتھ عیب کے
اس واسطے کہ بیع صحیح ہے اور سوا اسکے کچھ نہین کہ فسخ ہوتی ہے مشتری کے اختیار سے اور اسیطرح
بیع صرف کی سو واقع ہوئی تھی صحیح سو نہین لازم آتا اسکے فسخ ہونے سے باطل ہونا اس کا
کہا ابن بطال نے کہ خاص کیا ہے قدر کو سونے اور چاندی سے ساتھ مثال کے اسواسطے
کہ چاندی اور سونے کا کم و بیش بیچنا درست ہے جبکہ دست بدست ہو سو بنا کیا ہے قائل نے
اپنے اصل کو اوپر اسکے سو جائز رکھا ہے اسنے بیچنا دس درہمون اور ایک اشرفی کا بدلے گیارہ
درہمون کے دس درہم بدلے دس درہم کے اور ایک اشرفی بدلے ایک درہم کے اور اسیواسطے
صورت مذکورہ مین ایک اشرفی کو بدلے دس ہزار درہم کے ٹھیرایا ہے تاکہ بھاری جانے شفعہ
والا اس مول کو جسپر عقد واقع ہوا سو چھوڑ دیوے شفعہ کو اور ساقط ہو شفعہ اسکا اور نہین
التفات ہے طرف اس چیز کی کہ نقد دے اسواسطے کہ مشتری نے تجاوز کیا ہے واسطے بائع
کے نزدیک عقد کے اور خلاف کیا ہے مالک نے بیچ اسکے سو کہا کہ رعایت اسمین نقد کی ہے
جو حاصل ہوا ہے ہاتھ بائع کے ہاتھ مین بیچ اسکے لیوے شفعہ والا بدلیل اجماع کے اسپر کہ
وہ استحقاق اور رد کرنے مین ساتھ عیب کے نہ رجوع کرے مگر ساتھ اس چیز کے جو اسنے دی
اور کہا مہلب نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے اس مسئلے کی یہ ہے کہ جب حدیث نے دلالت کی
اسپر کہ ہمسایہ زیادہ تر حقدار ہے ساتھ بیع کے غیر اسکے سے واسطے رعایت اسکے حق کے تو لازم
ہے کہ ہو حق یہ کہ نرمی کی جاوے ساتھ اسکے مول مین اور نہ قائم کیا جاوے اسپر عروض کو
ساتھ اکثر کے اسکی قیمت سے اور البتہ سمجھا صحابی نے جو حدیث کا راوی ہے اسقدر کو سو مقدم
کیا ہمسائے کو عقد مین ساتھ مول کے کہ دفع کیا ہے اسکو طرف اسکی اوپر اسکے جسنے دفع کیا
ہے طرف اسکی اکثر اس سے بقدر چوتھائی اسکی کے واسطے رعایت جار کے جسکی رعایت کا
شارع نے حکم کیا ہے (فتح) قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَاَجَازَ هٰذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ **ترجمہ**
کہا ابو عبد بخاری نے سو جائز رکھا ہے اسنے اس دغابازی کو درمیان مسلمانون کے **ف**
یعنے حیلہ کرنا کہ واقع کرے مشتری شفعہ والے کو بیچ غبن شدید کے اگر لیوے وہ شفعہ کو یا باطل

کرنا اسکے حق کا اگر چھوڑ دیوے واسطے خوف غبن کے مول مین ساتھ زیادتی فاحشہ کے اور سوائے
اسکے کچھ نہین کہ وارد کیا ہے بخاری نے مسئلہ استحقاق کا جو گذرا تاکہ استدلال کرے ساتھ اسکے
اوپر کہ وہ قصد کرنے والا تھا واسطے حیلہ کے بیع باطل کرنے شفعہ کے اور اسکی رد بالعیب کی سیلئے کو
بیان کیا تاکہ بیان کرے کہ وہ محکم ہے اور اسکا تقاضا یہ تھا کہ نہ پھیرتا مگر جو اسنے قبض کیا نہ اس سے
زائد (فتح) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعُ الْمُسْلِمِ لَا دَاءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ
ترجمہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیع مسلمان کی نہ اسمین کوئی عیب ہے جو واجب کرے
رد کو اور نہ کوئی خبث اور نہ کوئی آفت **ف** خبثہ یہ ہے کہ ہو وے بیع غیر طیب جیسی کہ اس قوم سے
کہ نہین حلال ہے قیدی انکا واسطے عہد و پیمان کے کہ انکے ساتھ ہوا ہو اور غائلہ یہ ہو کہ کوئی امر
پوشیدہ لادے جیسی کہ دغا بازی اور دہوکا اور بعضون نے تفسیر کیا ہے غائلہ کو ساتھ چوری
اور باق وغیرہ کے اور یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو بیوع مین گذری کہ عداء بن خالد نے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لونڈی یا غلام خریدا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے واسطے
ایک نوشتہ لکھا یہ وہ چیز ہے جو خریدی عداء نے محمد اللہ تعالے کے رسول سے لونڈی یا غلام
نہ اسمین کوئی عیب ہے اور نہ دغا اور نہ خبث بیع مسلمان کی ہے ساتھ مسلمان کے اور اسکی
سند حسن ہے کہا ابن بطال نے مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے کہ نہین جائز ہے حیلہ کرنا بیچ کسی
چیز کے مسلمانون کی بیعون سے ساتھ صرف مذکور کے اور نہ غیر اسکے کے مین کہتا ہون اور وجہ اسکی
یہ ہے کہ اگرچہ لفظ حدیث کا لفظ خبر کا ہے لیکن اسکے معنے نہی کے ہین اور اسکے عموم سے سمجھا جاتا
ہے کہ نہین حلال ہے حیلہ کرنا کسی بیع مین مسلمانون کی بیعون سے پس داخل ہوگا اسمین صرف
اشرفی کا ساتھ اکثر کے اسکی قیمت سے اور مانند اسکی (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ
حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ أَنَّ
أَبَا رَافِعٍ سَاوَمَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بَيْتًا بِأَرْبَعِمِائَةِ مِثْقَالٍ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَ **ترجمہ** عمرو بن شرید سے
روایت ہو کہ ابو رافع نے مول ٹھیرایا سعد بن مالک سے ایک گھر چار سو مثقال کو اور کہا اگر مین نے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ حقدار ہے
اپنے لگے مکان کا تو مین تجھکو نہ دیتا **ف**

اور اس مین بیان ہے مول مذکور کا (فتح الباری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب التعبیر

کتاب التعبیر کتاب ہے تعبیر کے بیان مین **ف** تعبیر کے معنے ہین عبور کرنا انکے ظاہر سے باطن کی طرف یعنی خوابون کا مطلب بیان کرنا **باب** اوّل مابدئ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ پہلے پہل جو شروع کیے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ اسکے وحی سے نیک خواب ہے **ف** رویا وہ چیز ہے جسکو آدمی دیکھتا ہے اور کہا بعضے علما نے کہ کبھی آتی ہے رویا ساتھ معنے رویت کے یعنے آنکھ سے دیکھنا مانند قول اللہ تعالے کی وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس کہا اس نے کہ مراد اس سے وہ چیز ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات مین دیکھی عجائب چیزون سے اور معراج شب بیداری کی حالت مین ہوئی مین کہتا ہون کہ یہی ہے معتمد کہ معراج بیداری کی حالت مین ہوئی جاگتے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کچھ انہین آنکھون سے دیکھا لیکن بعضون نے کہا کہ مراد اس آیت مین رؤیا سے خواب ہے اور اول معتمد ہے اور کہا مازری نے کہ بہت ہوا ہے کلام لوگون کا بیچ حقیقت خواب کے کہ وہ کیا چیز ہے اور مسلمانون کے سوا اور لوگون نے اسمین بہت قیل وقال کی ہے لیکن وہ اسواسطے کہ انہون نے قصد کیا ہے وقوف کا اوپر حقائق کے کہ نہین مدرک ہین عقل سے اور نہین قائم ہے اسپر کوئی برہان اور صحیح وہ چیز ہے جسپر اہل سنت ہین کہ خدا پیدا کرتا ہے سونے والے کے دل مین اعتقادات جیسا کہ پیدا کرتا ہے انکو جاگتے کے دل مین پھر جب اسکو پیدا کرے تو ٹھیراتا ہے انکو علامت اوپر چیزون پر جسکو دوسرے حال مین پیدا کرتا ہے اور جو واقع ہو اس سے اوپر خلاف اعتقاد کے تو اسکی مثال وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے واسطے جاگتے کے اور اسکی نظیر یہ ہے کہ خدا تعالے نے پیدا کیا ہے ابر کو علامت اوپر مینہ کے اور کبھی خلاف ہوتا ہے اور یہ اعتقادات کبھی واقع ہوتے ہین فرشتے کی حاضری مین سو واقع ہوتی ہے اسکے بعد وہ چیز جو خوش لگے یا شیطان کے روبرو سو واقع ہوتی ہے اسکے بعد وہ چیز جو بری لگی اور ضرر کرے اور علم خدا تعالے کے نزدیک ہے پھر تمام خوابین منحصر ہین دو قسم مین ایک قسم سچی خواب ہے اور وہ پیغمبرون کا خواب ہے اور نیک بندون کا انکے تابعدارون سے اور کبھی کبھی انکے سوا اور لوگون کے واسطے بھی واقع ہوتا ہے اور وہ قسم وہی ہے جو واقع ہوتا ہے بیداری مین موافق اسکے کہ واقع ہوتا ہے خواب مین اور دوسری قسم اڑتی خوابین ہین اور وہ کئی قسم ہین ایک شیطان کا کھیل ہے تاکہ غمگین ہو خواب دیکھنے والا جیسے دیکھے کہ اسکا سر کاٹا گیا اور وہ اسکے

پیچھے چلتا ہے یا دیکھے کہ وہ کسی خوفناک چیز میں واقع ہوتا ہے اور نہیں پاتا جو اسکو خلاص
کرے دوسری قسم یہ کہ دیکھے کہ کوئی فرشتہ اسکو حکم کرتا ہے کہ مثلا حرام کام کرے اور مانند اسکی
جو محال ہے ازروے عقل کے تیسری یہ کہ بیداری میں اسکے دل میں کوئی خطرہ گذرے یا کسی
چیز کی آرزو کرے پھر خواب میں ہو بہو اسکو دیکھے اور اسیطرح دیکھنا اُس چیز کا کہ جاری ہو
عادت ساتھ اسکے بیداری میں یا غالب ہو اسکی مزاج پر اور واقع ہوتا ہے مستقبل سے
غالبا اور حال سے بہت اور ماضی سے کم (فتح) **حدثنا** يحيى بن بكير قال حدثنا
الليث عن عقيل عن ابن شهاب ح وحدثني عبد الله بن محمد قال حدثنا
عبد الرزاق قال أخبرنا معمر قال الزهري فأخبرني عروة عن عائشة أنها
قالت أول ما بدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصالحة
في النوم وكان لا يرى رؤيا إلا جاءت به مثل فلق الصبح فكان يأتي حراء فيتحنث
فيه وهو التعبد الليالي ذوات العدد ويتزود لذلك ثم يرجع إلى خديجة
فيتزود لمثلها حتى فجئه الحق وهو في غار حراء فجاءه الملك فيه فقال اقرأ
فقلت ما أنا بقارئ فأخذني فغطني حتى بلغ مني الجهد ثم أرسلني فقال اقرأ
فقلت ما أنا بقارئ فغطني الثانية حتى بلغ مني الجهد ثم أرسلني فقال اقرأ
فقلت ما أنا بقارئ فغطني الثالثة حتى بلغ مني الجهد ثم أرسلني فقال اقرأ
باسم ربك الذي خلق حتى بلغ ما لم يعلم فرجع بها ترجف بوادره حتى دخل على
خديجة فقال زملوني زملوني فزملوه حتى ذهب عنه الروع فقال يا خديجة
ما لي وأخبرها الخبر وقال قد خشيت علي فقالت له كلا أبشر فوالله لا يخزيك الله
أبدا إنك لتصل الرحم وتصدق الحديث وتحمل الكل وتقري الضيف وتعين
على نوائب الحق ثم انطلقت به خديجة حتى أتت به ورقة بن نوفل بن أسد بن
عبد العزى بن قصي وهو ابن عم خديجة أخو أبيها وكان امرأ تنصر في
الجاهلية وكان يكتب الكتاب العربي فيكتب بالعربية من الإنجيل ما شاء الله أن
يكتب وكان شيخا كبيرا قد عمي فقالت له خديجة أي ابن عم اسمع من ابن
أخيك فقال ورقة ابن أخي ماذا ترى فأخبره النبي صلى الله عليه وسلم ما رأى
فقال ورقة هذا الناموس الذي أنزل على موسى يا ليتني فيها جذعا أكون حيا

حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ فَقَالَ وَرَقَةُ
نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا
مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدَّى مِنْ رُؤُسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا أَوْفَى
بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهُ مِنْهُ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا
فَيَسْكُنُ لِذَلِكَ جَأْشُهُ وَتَقِرُّ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ
ذَلِكَ فَإِذَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ الْجَبَلِ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت
ہے کہا کہ اول اول جو شروع کیگئی ساتھ اُسکے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی سو نیک
خواب ہے سونے مین سو نہ دیکھتے تھے کوئی خواب مگر کہ صبح کی روشنی کی طرح ظہور مین آتی
یعنے جو خواب دیکھتے سو ٹھیک ہوتی اور حرا پہاڑ کی غار مین آتے اور اُسمین بہت راتین عبادت
کرتے اور اسکے واسطے خرچ لیتے پہر خدیجہ رضہ کی طرف پہرتے اور راتنی ادر راتون کا خرچ لیتے یہانتک
کہ آپ پاس دین یا جبریل حق آیا اور حالانکہ آپ حرا کی غار مین تہے سو اُسمین آپ کے پاس فرشتہ
آیا سو اُس نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ پڑھ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ مین تو پڑہا نہین پہر اُس نے مجہکو پکڑا اور سخت دابا یہانتک کہ مجہکو طاقت نہ رہی پہر اُس نے
مجہکو چہوڑ دیا اور کہا پڑھ تو مینے کہا کہ مین تو پڑہا نہین تو اُس نے مجہکو دوسری بار پہر دابا یہانتک
کہ مجہکو طاقت نہ رہی پہر اُس نے مجہکو چہوڑ دیا اور کہا پڑھ مینے کہا کہ مین تو پڑہا نہین تو اُس نے
مجہکو تیسری بار پہر دابا یہانتک کہ مجہکو طاقت نہ رہی پہر اُس نے مجہکو چہوڑ دیا اور کہا پڑھ یعنے
سورۂ اقرأ اتری یعنے پڑہ اپنے رب کا نام جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پہٹکی سے پڑہ اور تیرا
رب بڑا بزرگ ہے جسنے قلم کے سبب سے علم دیا سکہلایا آدمی کو جو نہ جانتا تہا سو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اُن پانچون آیت کے ساتہ پہلٹے اس حال مین کہ آپ کا دل تڑپتا تہا یہان تک کہ
خدیجہ رضہ پہر داخل ہوئی سو کہا کہ مجہکو کملی اوڑہاؤ کملی اوڑہاؤ سو لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کملی اوڑہایا یہانتک کہ آپکا ڈر دور ہوا سو فرمایا اسے خدیجہ مجہکو کیا ہے اور اُسکو
خبر دی اور فرمایا کہ مجہکو اپنی جان پر خوف ہوا تو خدیجہ رضہ نے آپ سے کہا ہرگز نہین آپ کو
بشارت ہو سو قسم ہے اللہ تعالے کی خدا تعالے آپ کو کبھی رسوا نہین کرے گا آپ

برادری سے سلوک کرتے ہین اور سچ بات کہتے ہین اور بوجہ اٹھاتے ہین اپنے محتاجون کی
خبر لیتے ہین اور مہمانون کی ضیافت کرتے ہین اور حق مصیبتون مین مدد کرتے ہین پہر خدیجہ رض
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے چلین یہانتک کہ آپکو ورقہ بن نوفل کے پاس لائین اور
وہ خدیجہ رض کا چچیر ابھائی تھا اور وہ مرد جاہلیت کے زمانے مین یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پیغمبر ہونے سے پہلے نصرانی ہو گیا تھا اور وہ عربی کتاب لکھتا تھا سو لکھتا عربی
مین انجیل سے کہ وہ سریانی زبان مین ہے جتنا اللہ تعالے نے چاہا کہ لکھے اور وہ بڑا بوڑھا
اندھا ہو گیا تھا سو خدیجہ رض نے اُس سے کہا اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے سے سن
کیا کہتا ہے تو ورقہ نے کہا اے بھتیجا کیا دیکھتا ہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اُسکو خبر دی جو دیکھا تو کہا ورقہ نے کہ یہہ وہ فرشتہ ہے جو موسیٰ پر اترا تھا کاش مین اُس وقت
جوان ہوتا ہیت زندہ ہوتا جبکہ تیری قوم تجھکو نکالے گی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کیا وے مجھکو نکالدینگے ورقہ نے کہا ہان نہین لایا کبھی کوئی مرد جو تو لایا مگر کہ لوگون
کو اُس سے عداوت ہوئی اور اگر تیرے دن نے مجھکو پایا تو مین تیری قوی مدد کرونگا پہر
نہ دیر کی ورقہ نے کہ مر گیا اور وحی بند ہوئی یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت غمگین
ہوئے (کہا زہری نے بیچ جملہ اُس چیز کے ہے کہ پہنچی ہمکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خبر سے اس قصے مین) کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سبب سے کئی بار گئے کہ آپکو اونچے پہاڑ
کی چوٹی سے گرا دین سو جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تا کہ آپکو ڈالین تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے
واسطے ظاہر ہوتے سو کہتے اے محمد مقرر تو اللہ تعالے کا سچا پیغمبر ہے تو آپکی بیقراری کو تسکین
ہوتی اور آپ کا جی قرار پکڑتا تو پلٹتے پہر جب وحی کا بند ہونا آپ پر دراز ہوتا تو پہر اسی طرح کرتے
سو جب پہاڑ کی چوٹی پہ چڑھتے تو جبرئیل آپکے واسطے ظاہر ہوتے اور آپسے اُسی طرح کہتے کہا
ابن عباس رض نے کہ الاصباح کے معنے ہین روشنی سورج کی دن کو اور روشنی چاند کی رات کو
ف یہ جو کہا کہ صبح کی روشنی کی طرح ٹھیک ہوتی سو تشبیہ دی اُسکو ساتھ پھٹنے روشنی صبح کی سوا
اُسکے غیر کے اسواسطے کہ پیغمبری کے سورج کی ابتدا خوابون سے ہوئی پہر ہمیشہ یہ روشنی کشادہ
ہوتی گئی یہانتک کہ پیغمبری کا آفتاب نکلا سو جسکا باطن نوری تہا وہ تصدیق مین ابو بکر رض کی مثل
ہوگا اور جسکا باطن کالا ہو وہ ابو جہل کی طرح ہو اور باقی سب لوگ ان دونو مرتبون کے درمیان
ہین اور حرا پہاڑ کی غار کو اسواسطے خاص کیا تہا کہ اسمین تین عبادتین حاصل ہوتی تہین خلوت

اور عبادت اور خانۂ کعبے کو دیکھنا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسمین رمضان کے مہینے
مین عبادت کیا کرتے تھے اور کفار قریش بھی اسیطرح کرتے تھے جیسے کہ عاشورے کا روزہ
رکھتے تھے اور اُنہون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس امر مین نزاع نہ کی اور شاید کہ
یہ امور شرع سے انکے نزدیک باقی تھا اور اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسمین کیا عبادت
کرتے تھے اور کیا کسی سابق شرع کے موافق عبادت کرتے تھے یا نہین جمہور کا قول یہ ہے کہ کسی
سابق شرع کے طور پر عبادت نہین کرتے تھے اسواسطے کہ اگر یہ پایا جاتا تو منقول ہوتا اور کیا عبادت
کرتے تھے بعضون نے کہا کہ عبادت کرتے تھے ساتھ اُس چیز کے کہ ڈالی جاتی طرف آپکی انوار
معرفت سے اور بعضون نے کہا ساتھ اُس چیز کے کہ حاصل ہوتی آپکو سچی خوابون سے اور بعضون
نے کہا کہ فکر ذکر مین مشغول رہتے تھے اور ترجیح دی ہے ایک قوم نے پہلے قول کو یعنے کسی سابق
شرع کے طور پر عبادت کرتے تھے ابراہیم علیہ السلام کی شرع پر یا نوح علیہ السلام کی یا کسی اور پیغمبر
کی شرع پر اور ابو داؤد طیالسی نے عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اعتکاف کیا سو موافق پڑا یہ رمضان کے مہینے کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن نکلے
اور اسلام علیکم سُنا فرمایا سو مینے گمان کیا کہ وہ جن سے ہے سو اُس نے کہا کہ بشارت ہو اس واسطے
کہ سلام خیر ہے پھر دوسرے دن جبریل علیہ السلام کو دیکھا آفتاب پر ایک پر انکا مشرق مین تھا اور ایک مغرب
مین سو مین اُس سے ڈرا الحدیث اور اسمین ہے کہ پھر جبریل علیہ السلام نے حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے کلام کیا یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُسکے ساتھ آشنائی ہوئی اور جب
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی آئی اُس وقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چالیس
برس کی تھی مشہور قول پر اور یہ جو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین بار
دبوچا تو اسمین اشارہ ہے کہ آپکے واسطے تین بار سختی واقع ہوگی پھر فراخی ہوگی سو اسیطرح ہوا
کہ پہلی بار کفار قریش نے آپ کو پہاڑ کے درے مین بند کیا دوسری بار جبکہ نکلے اور کفار نے اُن کو
قتل کا وعدہ کیا یہانتک کہ حبشی کیطرف بھاگے پھر تیسری بار قصد کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے قتل کرنیکا یہانتک کہ آپ نے ہجرت کی اور احتمال ہے کہ مناسبت یہ ہو کہ جو دین حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم لائے ہین وہ ثقیل ہے باعتبار نیت اور قول اور عمل کے یا بجہت توحید اور احکام اور
اخبار غیب کے جو ماضی اور آئندہ آنیوالی ہین اور اشارہ کیا ساتھ تین بار چھوڑ دینے کی طرف حصول
تیسیر اور تسہیل اور تخفیف کی دنیا مین اور برزخ مین اور آخرت مین آپ پر اور آپکی امت پر اور

اور یہ جو کہا کہ کیا میری قوم مجھکو نکالدیگی تو اُس سے لی جاتی ہے شدت مفارقت وطن کی نفس پر
اسواسطے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قول ورقہ سے سُنا تو گھبرائے اور احتمال ہے کہ گھبرانا
اس جہت سے ہو کہ آپ ڈرے کہ آپکی قوم ایمان سے محروم رہی یا دوام کے واسطے اور اگر کوئی کہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیون شک کیا اسکے ثبوت مین یہانتک کہ ورقہ کی طرف رجوع
کیا اور خدیجہ سے شکایت کی اور جب جائز ہے شک کرنا باوجود معائنہ جبریل علیہ السلام کے
جو آپ پر اُترے تھے تو پھر کیون کر انکار کیا جاویگا اسپر جو شک کرے اُس چیز مین جو حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے تو جواب یہ ہے کہ جاری ہے عادت اللہ تعالے کی ساتھ اسکے کہ جب
چاہتا ہے کہ خلق کی طرف کوئی حکم پہنچاوے تو پہلے تاسیس کرتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا سچی خوابون کو دیکھنا اس قسم سے تھا سو جب ناگہان آپکے پاس وہ امر آیا جو عادت کے
مخالف ہے تو طبع بشری کو اُس سے نفرت ہوئی اور اس حالت مین تامل کرنے پر قادر نہوئے
اسواسطے کہ پیغمبری طبع بشری کو بالکل دور نہین کرتی سو نہین تعجب ہے اس سے کہ گھبراوے اُس
چیز سے کہ مالوف نہو اور اس سے طبیعت نفرت کرے یہانتک کہ جب اُس سے الفت ہوجاوے
تو اُسپر قائم ہو سو اسیواسطے اپنے اہل کی طرف رجوع کرتے ہین لگاؤ حاصل کرنے کی عادت تھی تو خدیجہ رضہ
نے اُس خوف کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آسان کردیا پھر ارادہ کیا خدیجہ رضہ نے تائید لینے
کا ساتھ چلنے کے طرف ورقہ کی واسطے معرفت خدیجہ رضہ کی ساتھ صدق حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اور معرفت ورقہ کی پھر جب ورقہ کا کلام سُنا تو یقین کیا ساتھ حق کے اور اعتراف
کیا ساتھ اُسکے اور حاصل جواب یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُسکے ثبوت مین شک
نہوا تھا بلکہ صرف بشریت کے سبب سے اور عادت مالوف کے مخالف ہونے کے سبب سے طبع کو
اُس سے کچھہ نفرت ہوئی تھی سو وہ خدیجہ رضہ کی تسکین اور تسلی دینے سے دور ہوئی پھر زیادہ
ثبوت کے واسطے ورقہ سے پوچھا پھر اُسکی تائید سے پورا اطمینان ہوا اور غرض اُس سے یہان
قول ہے کہ جو خواب دیکھتے تھے صبح کی روشن کی طرح ٹھیک ہوتی تھی اور یہ جو کہا کہ نیک خوابین
تو ایک روایت مین اسکے بدلے سچی خوابین آیا ہے اور دونون کے معنے ایک ہین بہ نسبت امور
آخرت کی پیغمبرون کے حق مین اور اسپر بہ نسبت امور دنیا کے تو نیک خواب در اصل خاص تر
ہے سو پیغمبرون کی سب خوابین سچی ہین اور کبھی نیک ہوتی ہین اور یہ اکثر ہے اور کبھی نیک
نہین ہوتین بہ نسبت دنیا کے جیسا کہ واقع ہوا ہے خواب مین جنگ احد کے دن اور اسیپر

پیغمبرون کے سوائے اور لوگون کی خوابین تو انکے درمیان عموم خصوص ہے اگر ہم تفسیر کرین صادقہ کو ساتھ اسکے کہ وہ تعبیر کی محتاج نہین اور اگر کہین کہ صادقہ وہ ہے جو پریشان خوابون کے سوائے ہے تو صالحہ مطلق خاص ہے (فتح) **بَابُ** رُؤْیَا الصَّالِحِیْنَ نیکون کا خواب

ف اضافت اسمین فاعل کے واسطے ہے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب کی حدیث مین کہ دیکھتا ہے اسکو مرد اور شاید کہ جمع کیا ہے اسکو واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ مراد ساتھ رجل کے جنس ہے وَقَوْلِہٖ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ اِلٰی فَتْحًا قَرِیْبًا البتہ اللہ تعالے نے سچ دکھلایا اپنے رسول کو خواب مطابق واقع کے آخر آیت تک **ف** طبری وغیرہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ مین خواب دیکھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب مکے مین داخل ہوئے سر منڈاتے پھر جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ مین قربانی ذبح کی تو اصحاب نے کہا کہ آپ کا خواب کہان ہے تو یہ آیت اتری فجعل من دون ذلک فتحا قریبا سو مراد ساتھ ذلک کے قربانی ذبح کرنا ہے حدیبیہ کے دن اور مراد ساتھ فتح کے فتح خیبر ہے سوا اسکے جب انہون نے رجوع کیا اور خیبر کو فتح کیا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب کی تصدیق یہ ہوئی کہ آپ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور اس آیت مین انشاء اللہ تعالے جو کہا تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ نہین واقع ہوتی ہے کوئی چیز مگر خدا تعالے کی مشیت سے اور بعضون نے کہا یہ بطور تعلیم کے ہے کہ جو آئندہ کوئی کام کرنا چاہے وہ انشاء اللہ تعالے کہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْیَا الْحَسَنَۃُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ **ترجمہ** انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک خواب نیک مرد کی ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس[۴۶] حصون مین سے **ف** یہ حدیث مقید کرتی ہے اس چیز کو جو دوسری روایت مین ہے رویا المؤمن جزء کہ نہ اسمین حسنہ کی قید ہے اور نہ نیک مرد کی کیا مہلب نے کہ مراد غالب خوابین ہین نیکون کی والا نیک مرد بھی اڑتی خواب ہی دیکھتا ہے لیکن وہ نادر ہے واسطے کم ہونے قابو شیطان کے اوپر انکے برخلاف عکس انکے کہ سچ انمین نہایت کم ہے واسطے غلبے شیطان کے اوپر انکے اور لوگ اسمین تین قسمون پر ہین ایک پیغمبر لوگ ہین اور انکی خوابین سب سچی ہین اور کبھی واقع ہوتی

ہے اسمین وہ چیز جو تعبیر کی محتاج ہو دوسرے نیک لوگ ہین اور انکی غالب خوابین سچی ہین اور
کبھی واقع ہوتی ہے انمین وہ چیز جو تعبیر کی محتاج نہین اور جو لوگ اُنکے سوا ہین بعض خوابین
انکی سچی ہوتی ہین اور بعض پریشان ہوتی ہین اور وہ لوگ تین قسم ہین ایک مستور ہین غالب ہے
برابر ہونا حال کا انکے حق مین دوسری قسم فاسق لوگ ہین اور غالب خوابین اُنکی پریشان ہوتی ہین
اور انمین سچ کم ہوتا ہے تیسری قسم کافر لوگ ہین اور انکی خوابونمین سچ نہایت کم ہے اور جو راستگو
ہو اُسکی خواب بھی سچی ہوتی ہے اور کبھی بعضے کافرون سے بھی سچی خواب واقع ہوئی ہے
جیسے کہ یوسف علیہ السلام کے ساتھیون کا خواب تھا اور اُنکے بادشاہ کا خواب تھا کہا قاضی نے
کہ ایماندار نیک کا خواب ہے جو پیغمبری کے اجزا کی طرف منسوب ہوتا ہے اور معنے اُس کے
صالح ہونے کے مستقیم ہونا اُسکا ہے اور انتظام اُسکا اور فاسق کا خواب پیغمبری کے اجزا سے
نہین گنا جاتا اور کافر کا خواب تو بالکل انمین نہین گنا جاتا کہا قرطبی نے کہ جو مسلمان نیک سچا
ہو وہی ہے جسکا حال پیغمبر کے حال کے مناسب ہے سو اکرام کیا گیا ساتھ ایک نوع کے اُس چیز سے
کہ اکرام کیا گیا ہے ساتھ اُسکے پیغمبرون کو اور وہ اطلاع دینا ہے غیب پر اور جو کافر اور فاسق اور
مخلط ہو اُسکا حال پیغمبرون کے حال کے مناسب نہین اگرچہ انکی خواب کبھی سچی ہوتی ہے
جیسا کہ بہت جھوٹا آدمی کبھی سچ کہتا ہے۔ ور نہین ہے کہ جو غیب کی خبر دے اُسکی پیغمبری
کے حصون سے ہو مانند کاہن اور نجومی کی اور قید مرد کی واسطے غالب کی ہے اُسکا کوئی مفہوم
نہین اسواسطے کہ عورت نیک کی خواب کا بھی یہی حکم ہے اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ہونا خواب
کا ایک حصہ پیغمبری سے باوجودیکہ پیغمبری موقوف ہو گئی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے مرنے سے تو جواب مین کہا گیا ہے کہ خواب کو پیغمبری کا حصہ کہنا بطور مجاز کے ہے
والا در حقیقت پیغمبری کا حصہ وہی خواب ہے جو پیغمبر کی خواب ہو اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہے
کہ پیغمبری کے موافق ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ پیغمبری کا حصہ باقی ہے اور بعضون نے کہا کہ
وہ حصہ ہے پیغمبری کے علم کا اسواسطے کہ پیغمبری اگرچہ بند ہو گئی ہے لیکن اُسکا علم باقی ہے اور کہا
ابن بطال نے کہ یہ جو فرمایا کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے حصون مین سے تو یہ بات بھلی
ہے اگرچہ اُسکے ہزار حصے مین ایک حصہ ہے سو ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ لفظ نبوت کا ماخوذ
ہے نبا سے اور لغت مین اُسکے معنے ہین اعلام کرنا سو اُسکے معنے یہ ہین کہ خواب خبر صادق ہے
اللہ تعالے سے نہین ہے اسمین کذب جیسی کہ نبوت سچی ہے اللہ تعالے سے نہین جائز ہے

اُسپر کذب سو مشابہ ہوئی خواب نبوت کو خبر کے سچے ہونے مین کہا مازری نے احتمال ہے
کہ ہو مراد ساتھ نبوت کے اس حدیث مین خبر ساتھ غیب کے نہ غیر اُسکا اگرچہ ساتھ اُس کے
انذار اور تبشیر ہے سو غیب کی خبر دینا ایک ثمرہ نبوت کا ہے اور وہ نہین ہے مقصود لذاتہ
اسواسطے کہ صحیح ہے کہ مبعوث ہو پیغمبر جو مقرر کرے شریعت کو اور بیان کرے احکام کو
اگرچہ نہ خبر دی ہو اپنی ساری عمر مین ساتھ غیب کے اور نہین ہوتا ہے یہ قادح اُسکی پیغمبری
مین اور نہ باطل کرنے والا واسطے مقصود کے اس سے اور خبر ساتھ غیب کے پیغمبر سے نہین
ہوتی ہے مگر سچی اور نہین واقع ہوتی ہے مگر حق اور ایپر خصوص عدد کا سو وہ اُس چیز سے
ہے کہ اطلاع دی ہے اللہ تعالے نے اُسپر اپنے پیغمبر کو اسواسطے کہ پیغمبر صاحب جانتے ہین
پیغمبری کے حقائق سے جسکو آپکے سوا اور کوئی نہین جانتا کہا ابوبکر بن عربی نے کہ پیغمبری
کے حصون کی حقیقت نہین جانتا ہے مگر فرشتہ یا پیغمبر اور سوا اسکے کچھہ نہین کہ جو قدر کہ ارادہ
کیا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیان کرین کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے حصون
مین سے فی الجملہ اسواسطے کہ اسمین اطلاع ہے غیب پر ایک وجہ سے اور ایپر تفصیل نسبت کی سو خاص
ہے ساتھ درجہ پیغمبری کے کہا مازری نے نہین لازم ہے عالم پر یہ کہ پہچانے ہر چیز کو بطور
اجمال اور تفصیل کی سو ٹھیرائی ہے اللہ تعالے نے واسطے عالم کے حد جو ٹھیرا ہو وے نزدیک
اُسکے سو بعض چیز کی مراد کو مجمل اور مفصل طور سے جانتا ہے اور بعضی کو بطور اجمال کی جانتا
ہے نہ بطور تفصیل کے اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے اور بعضے لوگون نے اس عدد کی مناسبت
مین کلام کیا ہے سو بعضون نے کہا کہ خوابین دلالتین ہین اور دلالتون مین بعضی جلی ہین
اور بعضی خفی سو کمتر عدد مین وہ جلی ہے اور اکثر عدد مین وہ خفی ہے اور جو اسکے درمیان ہے
اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہؒ نے کہ پیغمبری کے واسطے کئی فائدے ہین دنیاوی اور اخروی
بطور خصوص کے اور عموم کے انمین بعضے معلوم ہوتے ہین اور بعضے معلوم نہین ہوتے اور
پیغمبری اور خواب کے درمیان کوئی نسبت نہین مگر نیچ ہونے اُسکے کے حق سو ہوگا مقام
پیغمبری کا بہ نسبت مقام خواب کے بحسب ان اعداد کے راجح طرف درجات پیغمبرون کے سو نسبت
اُسکی جو انمین اعلے ہے اور وہ شخص وہ ہے کہ اُسکی پیغمبری کے ساتھ رسالت بھی جمع ہو اکثر اس چیز
کا ہے جو وارد ہوئی ہے عدد سے اور ایپر نسبت اُسکی طرف اُن پیغمبرون کی جو رسول نہین کمتر
اُس چیز کا ہے جو وارد ہوئی ہے اُس سے اور جو اُسکے درمیان ہے اور اسیواسطے حدیث

مین نبوت کو مطلق بیان کیا ہے اور کسی معین پیغمبر کی پیغمبری کے ساتھ خاص نہین کیا اور الہام بھی پیغمبری کا حصہ ہے یا نہین اسکی بحث آیندہ آویگی انشاء اللہ تعالے (فتح) **باب** الرؤیا من اللہ خواب اللہ کی طرف سے ہے **ف** یعنے مطلق اگرچہ مقید ہے حدیث مین ساتھ نیک خواب کے سو وہ بنسبت اس چیز کے ہے کہ اسمین شیطان کا دخل نہین اور اسمین شیطان کا دخل ہے تو انکی نسبت اسکی طرف مجازی ہے باوجودیکہ کل بنسبت خلق اور تقدیر کے اللہ تعالے کی طرف سے ہے اور نسبت خواب کی طرف اللہ تعالے کی واسطے بزرگی کے ہے اور احتمال ہے کہ اشارہ ہو طرف اس چیز کی جو اسکے بعضے طریقون مین وارد ہوئی ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالے (فتح) **حدثنا** احمد بن یونس قال حدثنا زہیر قال حدثنا یحیی وھو ابن سعید قال سمعت ابا سلمۃ قال سمعت ابا قتادۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الرؤیا من اللہ والحلم من الشیطان **ترجمہ** ابو قتادہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالے کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے **ف** اور ایک روایت مین ہے کہ نہ بیان کرے خواب کو مگر عالم یا ناصح یعنے خیرخواہ پر اسواسطے کہ عالم حتے الامکان اسکی نیک تاویل کرتا ہے اور اسیطرح ناصح ہو سو راہ دکھلاتا ہے طرف اس چیز کی جو اسکو فائدہ دے اور مدد کرے اور ایک روایت مین ہے کہ جب کوئی بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ اپنی بائین طرف تھوک تھکاوے تین بار اور پناہ مانگے اللہ تعالی کی اسکی بدی سے کہ وہ مقرر اسکو ضرر نہ کرے گا اور ایک روایت مین ہے کہ جب کوئی بری خواب دیکھے تو چاہیئے کہ پناہ مانگے اللہ تعالے کی اسکی بدی سے اور شیطان کی بدی سے اور تین بار تھوکے بائین طرف اور اسکو کسی سے بیان نہ کرے سو مقرر وہ اسکو ضرر نہ کریگی اور کہا ابو عبدالملک نے کہ نسبت کیا گیا پریشان خواب کو طرف شیطان کی واسطے ہونے اسکے کے اسکی خواہش اور مراد پر اور کہا ابن باقلانی نے کہ پیدا کرتا ہے اللہ تعالے نیک خواب کو فرشتے کی حاضری مین اور پیدا کرتا ہے پریشان کو شیطان کے روبرو پس اسیواسطے نسبت کیگئی طرف اسکی اور بعضون نے کہا اسواسطے اسکی طرف منسوب ہے کہ وہی ہے جو اسکا خیال دل مین ڈالتا ہے اور نہین ہے اسکے واسطے حقیقت نفس الامر مین (فتح) **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال حدثنی اللیث قال حدثنی ابن الھاد عن عبد اللہ بن خباب عن ابی سعید الخدری انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا رای احدکم الرؤیا یحبھا فانما ھی من اللہ

فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ **ترجمہ** ابوسعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ جب کوئی تم مین خواب دیکھے جو اُسکو اچھی معلوم ہو تو سوائے اسکے کچھ نہین کہ وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہے سو اُسپر خدا تعالے کی حمد کہے اور اُسکو بیان کرے اور جب اسکے سوائے اور خواب دیکھے جو اُسکو بُری معلوم ہو تو سوائے اسکے کچھ نہین کہ وہ شیطان کی طرف سے ہے اور چاہیئے کہ خدا تعالے کی پناہ پکڑے اُسکی بدی سے اور نہ ذکر کرے اُسکو کسی سے سو مقرر وہ اُسکو نہ ضرر کریگی **ف** نیک خواب کے تین ادب ہین اُسپر خدا تعالے کی حمد کرے اور اُسکی بشارت لیوے اور اُسکو بیان کرے لیکن اُس سے جس سے محبت رکھتا ہو نہ اُس سے جسکو بُرا جانتا ہو اور بُری خواب کے چار ادب ہین خدا تعالے کی پناہ مانگے اُسکی شر سے اور شیطان کے شر سے اور یہ کہ اپنی بائین طرف تھوکے تین بار جبکہ خواب سے جاگے اور اُسکو بالکل کسی سے ذکر نہ کرے اور ایک روایت مین نماز کا ذکر بھی آیا ہے یعنے جب خواب سے جاگے تو نماز پڑھے اور ایک روایت مین ہے کہ کروٹ بھی بدل ڈالے اور بعضون نے کہا کہ آیۃ الکرسی بھی پڑھے کہ شیطان قریب نہین آتا اور حکمت پناہ مانگنے کی تو واضح ہے اور وہ مشروع ہے نزدیک ہر کام کے جو اُسکو بُرا معلوم ہو اور اُسپر شیطان سے پناہ مانگنا سو واسطے اُس چیز کے جو واقع ہوئی ہے حدیث کے بعضے طریقون مین کہ وہ خواب شیطان کی طرف سے ہے اور یہ کہ وہ خیال ڈالتا ہے اسکے آدمی کے دل مین تاکہ اُسکو غمگین کرے اور اُسکو ڈراوے اور اُسپر تھوکنا سو حکم کیا گیا ہے ساتھ اُسکے واسطے رد کرنے شیطان کے جو حاضر ہوا ہے بُری خواب مین واسطے تحقیر اُسکی کے اور استقذار کی اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اُسکے بائین طرف کو سو واسطے کہ وہ محل ہے گندگیون کا اور مانند اُسکی کا اور تین بار تھوکنا تاکید کے واسطے ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے حدیث ساتھ ان تین لفظون کے نفث اور تفل اور بصق سو بعضون نے کہا کہ نفث اور تفل کے ایک معنی ہین اور نہین دونو مگر ساتھ تھوک کے اور کہا ابو عبید رح نے کہ شرط تفل مین تھوڑی تھوک اور نفث مین نہین ہوتی اور بعضون نے کہا کہ عکس اُسکا ہے اور آیا ہے ابوسعید رضہ کی حدیث مین جھاڑ پھونک مین ساتھ سورہ الحمد کے کہ اُس نے اپنی تھوک کو جمع کیا کہا عیاض رح نے فائدہ تھوکنے کا تبرک لینا ہے ساتھ اس رطوبت کے اور ہوا اور نفث کے واسطے مباشر رقیہ کی جو مقارن ہے واسطے ذکر نیک کے جیسا کہ تبرک لیا جاتا ہے غسالہ اُس چیز کے سے جو لکھی جاتی ہے ذکر اور اسما سے لیکن نفث مین تبرک

ہوتا ہے ساتھ رطوبت ذکر کے کما تقدم اور مطلوب اس جگہ ہانکنا اور رد کرنا شیطان کا ہی
اور اظہار احتقار اور استقذار اسکے کا اور جامع تینون لفظ کو حل کرنا ہی تفل ہے اسواسطے کہ
وہ پہونک ہے اسکی تہوک لطیف ہوتی ہے سو باعتبار نفخ کے اسکو نفث کہا جاتا ہے اور
باعتبار تہوک کے اسکو بصاق کہا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اسکو ضرر نہین کریگی تو اسکی معنے یہ ہین
کہ ٹہیرایا ہے خدا تعالے نے جو مذکور ہوا سبب واسطے سلامتی کے مکروہ سے جو مرتب ہوتی ہے
خواب پر جیسا کہ ٹہیرایا ہے صدقہ کو سبب نگہہ رکہنے مال کے کا اور اسیر نماز سو اس واسطے کہ اسمین
توجہ ہے طرف اللہ تعالے کی اور پناہ پکڑنا طرف اسکی اور ساتھ اسکے کامل ہوتی ہے رغبت
اور صحیح ہوتی ہے طلب واسطے قریب ہونے نمازی کے اپنے رب سے وقت سجدے کے اور اسیر کروٹ
بدلنا سو واسطے نیک فال کے ہے ساتھ بدلنے اس حال کے جسپر وہ ہے کہا نووی نے لائق
ہے یہ کہ ان سب چیزون کے ساتھ عمل کیا جاوے جنپر حدیث شامل ہے اور اگر بعضی چیزون کو ہی
کرے تو کافی ہے بیچ دفع کرنے بدی اسکی کے ساتھ حکم اللہ تعالے کے مین کہتا ہون کہ نہین
دیکہا مین نے کسی حدیث مین اقتصار کرنا ایک پر ہان البتہ اشارہ کیا ہے مہلب نے کہ صرف اعوذ
پڑھنا کفایت کرتا ہے بیچ دفع کرنے اسکی بدی کے اور شاید لیا ہے اس نے اسکو اس آیت
سے فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم پس حاجت ہی ساتھ پناہ مانگنے کے صحیح ہونا توجہ کا اور
نہین کافی ہے گذارنا اعوذ کا زبان پر کہا قرطبی نے مفہم مین کہ نماز ان سب چیزون کی جامع ہے
اور صفت تعوذ کی یہ ہے اعوذ بما عاذت بہ ملائکۃ اللہ ورسلہ من شر رؤیای ہذہ ان یصیبنی فیہا ما اکرہ
فی دینی ودنیای اور اگر خواب مین ڈرے تو اس طور سے اعوذ پڑہے اعوذ بکلمات اللہ التامات
من شر غضبہ وعذابہ وشر عبادہ ومن ہمزات الشیاطین وان یحضرون اور لیکن سچی خواب اس سے
مخصوص اور مستثنے ہے کہ اسمین اعوذ باللہ نہ پڑہے لیکن کروٹ بدلنا اور نماز پڑھنا منع نہین اور
کہا حکیم ترمذی نے کہ سچی خواب حق ہے خبر دیتی ہے حق سے اور وہ بشارت اور انذار اور عتاب
ہے تاکہ ہو مددگار اس چیز پر جسکی طرف بلایا گیا اور غالب حال پہلے لوگون کا خوابین تہین لیکن
اس امت مین کم ہوگئین واسطے بہت ہونے اس چیز کے کہ لائے اسکو پیغمبر اسکے اور واسطے کثرت ان
لوگون کے کہ آپکی امت مین ہین صدیقون اور الہام والون اور اہل یقین سے سو کفایت کی انہون
نے ساتھ کثرت الہام اور الہام والون کے کثرت خوابون سے جو اول لوگون مین تہین اور کہا
عیاض نے کہ خواب نیک احتمال ہے کہ راجع ہو طرف حسن ظاہر اسکی کی اور صدق اسکے کی جیسی کہ

خواب احتمال رکھتی ہے بدی ظاہر کو یا بری تاویل کو اور اسپر چھپانا اسکا باوجودیکہ کبھی صادق
ہوتی ہے سو چھپائی گئی ہے حکمت اسکی اور احتمال ہے کہ ہو واسطے خوف تعجیل اشتغال خواب دیکھنے
والے کے ساتھ مکروہ تفسیر اسکی کے اسواسطے کہ کبھی اسمین دیر ہوتی ہے سو جب خبر دی ساتھ
اسکے کسی کو تو دور ہوتی ہے تعجیل ڈر اسکی کی اور باقی رہتا ہے جبکہ نہ تاویل کرنے اسکی کوئی رہتا
اس طمع کے کہ اسکی تاویل نیک ہو یا امید کے کہ وہ پریشان خوابون سے ہو سو اسمین تسکین ہوتی
ہے اسکے دل کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ اسکو ذکر نہ
کرے اسپر کہ جو خواب کی تعبیر کرے وہی ہوتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ
وہم کو تاثیر ہے نفوس مین اسواسطے کہ تھوکنا اور جو اسکے ساتھ مذکور ہے دور کرتا ہے اس وہم کو
جو واقع ہوتا ہے نفس مین خواب سے اور اسیطرح منع کرنا کہ جسکو برا جانے اس سے خواب کو بیان
نہ کرے اور حکم کرنا کہ خواب اس سے بیان کرے جس سے محبت رکھتا ہو اور یہ جو ابو سعید کی حدیث
ہے سوا اسکے کچھ نہین کہ وہ شیطان ہی سے ہے تو ظاہر اسکا حصر ہے کہ نیک خواب نہین شامل
ہوتی ہے اس چیز پر جو خواب دیکھنے والے کو بری معلوم ہو اور تائید کرتا ہے اسکی مقابلہ نیک
خواب کا ساتھ پریشان خواب کے اور منسوب کرنے اسکے کے طرف شیطان کی بنا بر اسکے پس اہل تعبیر
کے قول مین کہ سچی خواب کبھی ہوتی ہے بشارت اور کبھی انذار نظر ہے اسواسطے کہ انذار غالبًا ہوتا
ہے اس چیز مین کہ برا جانتا ہے اسکو دیکھنے والا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اسکے کہ انذار نہین
متلازم ہے وقوع مکروہ کو اور کہا قرطبی نے مفہم مین کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ یہ قسم خواب یعنی جسمین
تہویل اور تخویف اور تحزین ہو وہی مامور ہے کہ اسمین پناہ مانگی جاوے یعنی اعوذ پڑھنے کا صرف
اسی خواب مین حکم ہے اسواسطے کہ وہ شیطانی خیالات سے ہے سو جب خواب دیکھنے والا اس سے
خدا تعالے کی پناہ مانگے صدق دل سے اور کرے جو حکم کیا گیا ہے ساتھ اسکے تھوکنے اور کروٹ
بدلنے وغیرہ سے تو خدا تعالے اسکے خوف کو دور کر دیتا ہے اور نہین پہنچتی ہے اسکو کوئی چیز اور
بعضون نے کہا کہ حدیث اپنی عموم پر ہے اس چیز مین کہ برا جانے اسکو خواب دیکھنے والا شامل ہے اسکو
جسمین شیطان کا سبب نہ ہو اور فعل امور مذکورہ کا مانع ہے واقع ہونے سے مکروہ مین جیسے کہ آیا ہے
کہ دعا دفع کرتی ہے بلا کو اور صدقہ دفع کرتا ہے بری موت کو اور یہ سب خدا تعالے کی تقدیر سے ہے
لیکن یہ اسباب عادات مین نہ پیدا کرنے والے اور اسپر وہ چیز کہ دیکھتا ہے اسکو خواب مین کبھی
اور اسکو خوش لگتی ہے ولیکن نہین پاتا اسکو بیداری مین اور نہ وہ چیز جو اسپر دلالت کری تو یہ داخل

ہے اور قسم میں اور وہ چیز وہ ہے کہ مشغول ہو اول اسکا ساتھ اسکے سونے سے پہلے پھر حاصل ہوتا
ہے سونا تو وہ اسکو اسمین دیکھتا ہے سو یہ قسم نہ نفع دیتی ہے نہ ضرر کرتی ہے (فتح) **باب**
الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ نیک خواب ایک حصہ ہے
پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے **ف** باب باندھا ہے ساتھ لفظ حدیث کے اور شاید کہ مصنف
حمل کیا ہے دوسری روایت کو جسکا یہ لفظ ہے رؤیا المؤمن اس حدیث مقید پر جو باب میں ہے
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ وَّاَثْنٰى عَلَيْهِ خَيْرًا لَقِيْتُهُ
بِالْيَمَامَةِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا حَلَمَ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ
وَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهٖ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ وَعَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ
اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ **ترجمہ** ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب
شیطان کی طرف سے ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے تو چاہیئے کہ اس سے پناہ
مانگے خدا تعالیٰ کی اور اپنی بائیں طرف تھوکے سو مقرر وہ خواب اسکو ضرر نہ کریگی اور روایت
ہے اسکے باپ سے ابو قتادہ رض سے مثل اسکی **ف** اور وجہ داخل ہونے اسکے کی اس باب میں
اشارہ کرتا ہے اس طرف کہ نیک خواب تو اسواسطے پیغمبری کا ایک حصہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف
سے ہے برخلاف اس خواب کے کہ وہ شیطان کی طرف سے ہو کہ وہ پیغمبری کا ایک حصہ نہیں ہے اور باوجود
اسکے بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس حدیث کے بعضے طریقوں میں ہے
کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے (فتح) **حَدَّثَنَا**
مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ
ابْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ
جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَرَوَاهُ ثَابِتٌ وَّحُمَيْدٌ وَّاِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَشُعَيْبٌ عَنْ اَنَسٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے
روایت کیا ہے اسکو ثابت وغیرہ نے انس رض سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنے بدون
واسطہ عبادہ رض کے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہی پیغمبری کے چھیالیس حصون ہے حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ترجمہ ابوسعید خدری رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصون مین سے ف اس حدیث کی سب طریقون مین نبوت کا ذکر ہے رسالت کا ذکر کسی طریق مین نہین ہے اور شاید کہ بھید اسمین یہ ہے کہ رسالت زیادہ ہوتی ہے نبوت پر ساتھ پہنچانے احکام کے واسطے مکلفون کے برخلاف نبوت مجردہ کے سو واسطے کہ وہ اطلاع ہی بعض غیبی چیزون پر اور کبھی بعض پیغمبر اگلے پیغمبر کی شریعت کو برقرار رکھتا ہے ولیکن نہین لاتا ساتھ حکم جدید کے جو ہو مخالف پہلے پیغمبر کے سو یہجاتی ہے اس سے ترجیح اس قول کی کہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھے سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو کوئی حکم کرین جو ظاہر شرع مقررہ کے مخالف ہو تو نہین ہوتا ہے وہ حکم شروع اسکے حق مین اور نہ اسکے غیر کے حق مین تاکہ واجب ہو اسکے حق مین پہنچانا اسکا و سیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالے (فتح) بَابُ الْمُبَشِّرَاتِ یہ باب ہے مبشرات یعنی بشارت دینے والی چیزون کے بیان مین ف یہ جمع مبشرہ کی اور وہ بشارت ہے اور البتہ وارد ہوا ہے بیچ قول اللہ تعالے کے لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا کہ وہ نیک خوابین ہین حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہین باقی رہی نبوت سے کوئی چیز سوائے المبشرات کے یعنی بشارت دینے والی چیزون کے اصحاب نے کہا اور کیا ہین مبشرات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب ہین ف اسی طرح ذکر کیا ہے ساتھ لفظ کے جو دلالت کرتا ہے ساتھ باقی رہنے کے واسطے تحقیق کرنے وقوع اسکے کے اور مراد استقبال ہے یعنی نہ باقی رہیگی اور بعضون نے کہا کہ یہ اپنے ظاہر پر ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے اسکو اپنے زمانے مین فرمایا اور لام نبوت مین عہد کے واسطے ہے اور مراد نبوت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور اسکے معنے یہ ہین کہ نہین باقی کوئی چیز میری نبوت کے بعد جو میرے ساتھ خاص ہے مگر مبشرات پھر تفسیر کیا اُسکو ساتھ نیک خوابون کے اور نسائی کی روایت مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہین باقی رہیگا میرے بعد نبوت سے کچھ سوائے نیک خوابون کے اور یہ حدیث تائید کرتی ہے پہلی تاویل کی اور ظاہر استثنا کا یہ ہے کہ خواب نبوت سے ہی باوجود اسکے کہ پہلے گذر چکا ہے کہ خواب ایک حصہ ہی پیغمبری کا اور حالانکہ اسطرح نہین اسواسطے کہ پہلے گذر چکا ہے کہ مراد تشبیہ دینا ہے خواب کو ساتھ نبوت کی یا اس واسطے کہ حصہ چیز کا نہین مستلزم ہے ثبوت وصف کو اُسکے واسطے جیسے کوئی بلند آواز سے لا الہ الا اللہ کہے تو اسکو موذن نہین کہا جاتا اور نہ یہ کہ اُسنے اذان دی اگرچہ وہ اذان کا ایک حصہ ہے اور کہا مہلب نے کہ انکو مبشرات کہنا باعتبار اغلب کے ہے اسواسطے کہ بعضی خوابین ڈرانے والی ہوتی ہین اور کہا ابن تین نے کہ حدیث کے معنے یہ ہین کہ میری موت سے وحی کا آنا بند ہوگیا اور نہین باقی رہی کوئی چیز جس سے آیندہ کا حال معلوم ہو مگر خوابین اور وارد ہوتا ہے اُسپر الہام اسلئے کہ اس مین خبر دینا ہے آیندہ چیزون کی اور وہ پیغمبرون کے واسطے بہ نسبت وحی کے مثل خواب کی ہے اور پیغمبرون کے سوائے اور لوگون کو بھی ہوتا ہے جیسا کہ عمر فاروق کے حق مین وارد ہوا ہے اور البتہ بہت ولیون نے غیبی چیزون سے خبر دی سو جس طرح انہون نے خبر دی اُسی طرح واقع ہوا اور جواب یہ ہے کہ حصر خواب مین اسواسطے ہے کہ وہ شامل ہے عام مسلمانون کو برخلاف الہام کے کہ وہ خاص کیا گیا ہے ساتھ بعضون کے اور باوجود خاص ہونے کے وہ نادر ہے اور نہایت کم ہے سو ذکر خواب کا واسطے شامل ہونے اور کثرت واقع ہونے اسکے کے ہے اور بعید نہین کہ الہام حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین کم تھا اور آپکے بعد اسکی کثرت ہوئی غالب ہونا وحی کا ہے طرف حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری مین اور واسطے ارادہ ظاہر کرنے معجزات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سو مناسب ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین آپکے سوائے کسی شخص کے واسطے اس سے کوئی چیز واقع نہو پھر جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فوت ہونے سے وحی بند ہوگئی تو واقع ہوا الہام اُسکے واسطے جسکو اللہ تعالے نے اُسکے ساتھ خاص کیا واسطے امن ہونے کے لبس سے بیچ اسکے اور الہام کے وقوع سے انکار نا باوجود کثرت اور شہرت اُسکی کے مکابرہ ہے (فتح)

بَابُ رُؤْيَا يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ باب بیچ خواب یوسف علیہ السلام

کے وقولہ تعالے اِذْ قَالَ یُوسُفُ لِاَبِیْہِ یَا اَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا
وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُہُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ اِلٰی قولہ اِنَّ رَبَّکَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ وقولہ
یَا اَبَتِ ھٰذَا تَاْوِیْلُ رُؤْیَایَ مِنْ قَبْلُ اِلٰی قولہ وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ترجمہ جب کہا
یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہ اے باپ مین نے خواب مین دیکھا گیارہ ستاردن کو
اور سورج اور چاند کو میرے واسطے سجدہ کرتے خدا تعالے کے اس قول تک تیرا رب جاننے والا
ہے حکمت والا اور خدا تعالے نے فرمایا کہ اے باپ یہ بیان ہے میری اُس پہلی خواب کا
البتہ میرے رب نے اُسکو سچ کیا اس قول تک اور ملا مجھکو نیک بختون مین **ف** اور مراد یہ ہے
کہ معنے اسکے اس قول کے کہ یہ تعبیر ہے میری خواب کی یعنے جسکا ذکر سورہ کی ابتدا مین ہو چکا
ہے اور وہ تاردن اور چاند اور سورج کا دیکھنا ہے سو جب یوسف علیہ السلام کے مان باپ اور
بھائی مصر مین پہنچے اور وہ بادشاہی کے مرتبے مین تھا تو سب نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا
اور یہ انکی شریعت مین جائز تھا سو ہوئی تعبیر سجدہ کرنے والون مین اور ہونا اُسکا حق سجدے مین
اور یہ تعبیر چالیس سال کے بعد واقع ہوئی اور بعضون نے کہا کہ اسّی سال کے بعد (فتح) **باب**
رُؤْیَا اِبْرَاہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ باب ہے بیچ خواب ابراہیم علیہ السلام کے وقولہ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَہُ
السَّعْیَ قَالَ یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ اِلٰی قولہ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ
ترجمہ اور خدا تعالے نے فرمایا کہ پھر جب پہنچا اُسکے ساتھ دوڑنے کو تو کہا اے بیٹا مین مجھکو دیکھتا
ہون خواب مین کہ تجھکو ذبح کرتا ہون سو دیکھ تیری کیا رائے ہے تو بولا اے باپ کر جو تجھکو حکم ہوتا ہے
تو مجھکو پاوے گا اگر اللہ تعالے نے چاہا صبر کرنے والا خدا تعالے کے اس قول تک کہ ہم اسیطرح
بدلا دیتے ہین نیکی کرنے والون کو **ف** بعضون نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے نذر مانی تھی کہ اگر
خدا تعالے نے اُنکو سارہ سے بیٹا دیا تو اُسکو قربانی کرینگے سو جب اُنکے بیٹا پیدا ہوا تو خواب مین دیکھا
کہ اپنی نذر پوری کر اور یہ قصہ شاید ماخوذ ہے بعض اہل کتاب سے اور احمد کے نزدیک ہے کہ جب ابراہیم
علیہ السلام نے مناسک کو دیکھا تو شیطان اُنکے سامنے ہوا نزدیک سعی کے تو ابراہیم علیہ السلام
اُس سے آگے بڑھ گئے تو جبریل علیہ السلام اُنکو عقبہ کی طرف لے گئے پھر شیطان اُنکے سامنے آیا
تو ابراہیم علیہ السلام نے اسکو سات کنکریان مارین یہانتک کہ جاتا رہا اور اسماعیل علیہ السلام پر
سفید پیراہن تھا اور وہان اُسکو پیشانی پر لٹایا تو کہا اے باپ اسکے سوا میرا کوئی اور پیراہن
نہین جسمین تو مجھکو دفنا دے سو اُسکو اتار لے تو پیچھے سے آواز آئی کہ اے ابراہیم تو نے

خواب کو سچا کیا سو پہر کر نظر کی تو دیکھا کہ ایک سپید دنبہ ہے سینگوں والا تو ابراہیم علیہ السلام
نے اسکو ذبح کیا اور ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ابتدا اسلام میں اُس دنبے کے سینگ کعبے کے
پرنالے پر لٹکے تھے پہر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم سے دفنائے گئے سو یہ آثار قوی حجت ہے
کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہیں اور بعضے آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیح اسحاق ہیں روایت کیا ہے
اسکو ابن ابی حاتم نے سدی سے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسحاق سے کہا کہ ہمارے ساتھ چل کہ
ہم قربانی کریں اور ابراہیم علیہ السلام نے رسی اور چھری لی یہانتک کہ جب پہاڑوں کے درمیان پہنچے
تو کہا اے باپ تیری قربانی کہاں ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تو اے بیٹا میں نے خواب میں
دیکھا کہ تجھکو ذبح کرتا ہون کہا کہ مجھکو مضبوط باندھ لے تاکہ میں نہ تڑپون اور اپنے کپڑون کو بچا تا
تاکہ اُنپر لہو کی چھینٹ نہ پڑے کہ سارہ اُسکو دیکھکر غمگین ہوگی اور میرے حلق پر جلدی چھری
چلانا تاکہ مجھپر آسان ہو سو ابراہیم علیہ السلام نے یہ کام کیا اور روتے تھے اور چھری اُسکے حلق
پر چلائی چھری نے کچھ نہ کاٹا اور خدا تعالے نے اُنکے حلق پر تانبے کی تختی ڈالی پہر اُسکو پیشانی
پر اوندھا لٹایا اور اُسکی گردن پر چھری چلائی سو یہی مطلب ہے خدا تعالے کے اس قول کا فلما
اسلما وتله للجبین وناديناه ان یا ابراهیم قد صدقت الرؤیا سو ناگہان دیکھا کہ ایک دنبہ ہے سو
اُسکو اپنے بیٹے کے بدلے ذبح کیا اور شاید سدی نے اسکو اہل کتاب سے لیا ہے یعنے یہ روایت
ضعیف ہے اور صحیح پہلا قول ہے اور روایت کی طبری نے سدی کے طریق سے کہ ابراہیم علیہ السلام
اپنی قوم کے شہرون سے ہجرت کرکے شام کی طرف چلے اور سارہ سے ملے اور وہ حران کے
بادشاہ کی بیٹی تہی سو وہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائی تو ابراہیم علیہ السلام نے اُس سے
نکاح کیا سو جب مصر میں داخل ہوئے تو ظالم بادشاہ نے اُنکو لونڈی بخشی اور حضرت سارہ کے گہر
میں اولاد نہوتی تہی اور ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تہی کہ اللہ تعالے اُنکو نیک بیٹا دیوے تو اُسکی
قبولیت میں دیر ہوئی یہانتک کہ بڑے ہوئے سو جب سارہ کو معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے
ہاجرہ سے صحبت کی تو غمگین ہوئیں اُسپر جو فوت ہوئی اُن سے اولاد سے پہر ذکر کیا قصہ فرشتوں
کے آنے کا سبب ہلاک کرنے قوم لوط کے اور اُنہوں نے بشارت دی سارہ کو ساتھ اسحاق کے
تو اسیواسطے کہا ابراہیم علیہ السلام نے الحمد لله الذي وهب لي على الكبر اسماعيل واسحاق اور کہا
جاتا ہے کہ دونو کے درمیان تین سال کا فرق ہے اور جو پہلے گذرا کہ قصہ ذبیح کا مکے میں تھا
تو یہ حجت قوی ہے کہ ذبیح اسماعیل ہیں اسواسطے کہ سارہ اور اسحاق مکے میں نہ تھے واللہ اعلم فتح

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَسْلَمَا سَلَّمَا مَا اُمِرَا بِهٖ وَتَلَّهٗ وَضَعَ وَجْهَهٗ بِالْاَرْضِ **ترجمہ** اور کہا مجاہد نے کہ اسلما کے معنے ہین مانا انہون نے جو انکو حکم ہوا اور تلہ کے معنے ہین اُسکا چہرہ زمین پر رکھا **باب** التَّوَاطُؤِ عَلَى الرُّؤْيَا موافق ہونا خوابون کا یعنے موافق ہونا جماعت کا ایک چیز پر اگرچہ ان کی عبارت مختلف ہو **حدثنا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ اُنَاسًا اُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ وَاَنَّ اُنَاسًا اُرُوا اَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ مقرر کچھ لوگون کو خواب مین معلوم ہوا کہ شب قدر پچھلی سات راتون مین ہے اور کچھ لوگون کو معلوم ہوا کہ وہ پچھلی دس راتون مین ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کرو اسکو پچھلی سات راتون مین **ف** اور ایک طریق مین ہے کہ فرمایا کہ مین دیکھتا ہون تمہاری خوابون کو کہ موافق پڑ گئین پچھلی سات راتون مین سو جو شب قدر کا تلاش کرنے والا ہو سو پچھلی سات راتون مین تلاش کرے اور بعضون نے اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث مین تواطی کا لفظ نہین تو جواب یہ ہے کہ بخاری نے اسباب کا التزام نہین کیا کہ وارد کرے حدیث کو ساتھ لفظ تواطی کے اور سوا اسکے کچھ نہین کہ اسکی مراد موافق ہونا ہے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ ہو حدیث اُسکے لفظون سے یا اُسکے معنے سے اور اسکا بیان یون ہے کہ افراد سبع کے داخل ہین بیچ افراد عشر کے سو جب ایک قوم نے دیکھا کہ وہ دس راتون مین ہے اور ایک قوم نے کہ سات راتون مین ہے تو ہو گئے گویا کہ جیسے انہون نے اتفاق کیا سات راتون پر سو حکم کیا اُنکو تلاش کرنیکا سات راتون مین واسطے موافق ہونے دو گروہ کے اوپر اسکے اور اس واسطے کہ وہ آسان تر ہے اوپر اُنکے سو چلا بخاری اپنی عادت پر بیچ مقدم کرنے ابھی سے کے لیجلے پر اور جس حدیث کی طرف اسنے اشارہ کیا ہے وہ کتاب قیام اللیل مین گذر چکی ہے یعنے جو اوپر منقول ہوئی جسمین ہے کہ مین نے تمہاری خوابون کو دیکھا کہ موافق پڑ گئین اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ موافق ہونا جماعت کا ایک خواب پر دلالت کرتا ہے اوپر صدق اور صحت اُسکی کے جیسا کہ مستفاد ہوتا ہے قوی ہونا خبر کا ایک جماعت کے موافق ہونے سے اوپر اُسکے رفتح) **باب** رُؤْيَا اَهْلِ السُّجُوْنِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ خواب اہل قید اور فساد اور شرک کا **ف** یہ اشارہ ہے اس طرف کہ اگرچہ نیک خواب خاص ہے ساتھ نیکون کے غالبا لیکن کبھی اُنکے سوائے اور لوگون کو بھی سچی خواب آتی ہے **ف** اہل علم تعبیر نے کہا کہ اگر کافر یا فاسق

نیک خواب دیکھے تو یہ اُسکے واسطے بشارت ہی ساتھ ہدایت اُسکی کے طرف ایمان کی مثلاً یا توبہ کے یا ڈرانے کے باقی رہنے سے کفر اور فسق پر اور کبھی دیکھتا ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر رضامندی کے ساتھ اُس چیز کے جسمین وہ ہے اور یہ مکر اور غرور ہے نعوذ باللہ من ذلک ربنح بِقَوْلِهِ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ اِلٰى قَوْلِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ ترجمہ واسطے قول اللہ تعالے کے اور داخل ہوئے ساتھ یوسف علیہ السلام کے قید خانے مین دو جوان اُس قول تک کہ پلٹ جا اپنے بادشاہ کی طرف **ف** وہ دونو ایک باورچی تھا اور ایک شربت پلانے والا تو بادشاہ نے دونو کو تہمت دی کہ دونو نے کھانے پینے مین زہر ملانے کا ارادہ کیا سو بادشاہ نے دونو کو قید کیا یہانتک کہ شربت پلانے والا خلاص ہوا اور باورچی سولی چڑھایا گیا وَادَّكَرَ اِفْتَعَلَ مِنْ ذَكَرَ اُمَّةٍ قَرْنٍ وَيُقْرَءُ اَمَهٍ نِسْيَانٍ اور وادکر افتعال ہے ذکر سے یعنے یاد کیا اور امت کے معنے زمانہ ہین اور پڑھا جاتا ہے امہ اُسکے معنے ہین نسیان اور مراد اس آیت کی تفسیر ہے وادکر بعد امۃ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَعْصِرُوْنَ الْاَعْنَابَ وَالدُّهْنَ تُحْصِنُوْنَ تَحْرُسُوْنَ ترجمہ اور کہا ابن عباس رضنے کہ نچوڑینگے انگوروں کو اور تیل کو یعنے اس آیت کی تفسیر مین ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ یغاث الناس وفیہ یعصرون اور نچوڑنے کو شراب کہا باعتبار انجام کے اور تحصنون کے معنے ہین نگہبانی کروگے یہ لفظ بھی اسی رکوع مین واقع ہوا ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَاَبَا عُبَيْدٍ اَخْبَرَاهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ اَتَانِيَ الدَّاعِيْ لَاَجَبْتُهُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ لَوْ كُنْتُ لَاَجَبْتُهُ فِيْ اَوَّلِ مَا دُعِيْتُ لَمَا اُؤَخِّرُهُ ترجمہ ابوہریرہ رضسے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مین قید خانے مین رہتا جتنی دیر یوسف علیہ السلام رہا تھا پہر مجھکو بلانے والا آتا تو مین اُسکی بات قبول کر لیتا کہا ابو عبد بخاری نے کہ اگر مین ہوتا تو البتہ مین اُسکی بات مان لیتا اول بار مین یعنے فوراً اُسکے ساتھ نکل کر چلا جاتا تکرار نہ کرتا **ف** یعنے جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو قید خانے سے بلانے کے واسطے ایلچی بھیجا تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے بادشاہ کی طرف پلٹ جا اور اس سے ان عورتون کا حال پوچھ جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے اور قید خانے سے نکلنا منظور نہ کیا جب تک کہ اُنکی پاک دامنی ثابت نہ ہو

باب مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھے **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ ...... فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے مجھکو خواب میں دیکھا تو وہ مجھکو جاگتے بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا **ف** اس حدیث کے دو معنی ہیں ایک تو کہ مجھکو قیامت میں دیکھے گا یا یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی تک تھی اور ایک روایت میں شک کے ساتھ ہے یعنی یا اس نے مجھکو دیکھا جیسے جاگتے دیکھا اور ایک روایت میں ہے سو البتہ اس نے مجھکو جاگتے دیکھا اور پہلے لفظ کے یہ معنی ہیں کہ وہ دیکھیگا اپنی بیداری میں تعبیر اس چیز کی جو دیکھی اس واسطے کہ وہ حق ہے اور غیب ہے جسمیں وہ ڈالا گیا اور دوسری روایت تشبیہ ہے اور اسکے معنے یہ ہیں کہ اگر وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جاگتے دیکھتا تو مطابق پڑتا اسکو جو خواب میں دیکھا سو ہوگا اول دیکھنا حق اور حقیقۃ اور ثانی حق اور تمثیل اور یہ سب اسی وقت ہے جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صورت معروفہ میں دیکھے اور اگر برخلاف آپکی صفت کے دیکھے تو وہ مثال ہے پھر اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ دیکھے تو یہ خواب دیکھنے والے کے واسطے بہتر ہے اور اگر بالعکس ہو تو بالعکس ہے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے ساتھ صفت معلوم کے تو وہ ادراک حقیقی ہے اور اگر غیر صفت پر دیکھے تو یہ مثال ہے اس واسطے کہ ٹھیک یہ بات ہے کہ پیغمبروں کے بدن کو زمین متغیر نہیں کرتی اور بعضوں نے خلاف کیا ہے سو کہا کہ خواب کی کوئی حقیقت نہیں اور بعضوں نے گمان کیا ہے کہ وہ حقیقۃ سر کی آنکھ سے واقع ہوتی ہے کہا نووی نے کہ کہا عیاض نے کہ یہ جو کہا کہ البتہ اس نے مجھکو دیکھا یا حق کو دیکھا تو احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اسکے یہ کہ جو دیکھے آپ کو آپکی صورت میں آپکی زندگی میں تو اسکی خواب حق ہوگی اور جس نے آپکو دیکھا آپکی غیر صورت میں اسکی خواب تاویل ہوگی اور کہا کہ یہ ضعیف ہے بلکہ صحیح یہ ہے وہ آپ کو حقیقۃ دیکھتا ہے برابر ہے کہ ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صفت معروف پر یا اسکی غیر پر ... اور نہیں ظاہر ہوا میرے واسطے قاضی کی کلام سے جو اسکے مخالف ہو بلکہ ظاہر اسکی قول سے یہ ہے کہ وہ آپکو حقیقۃ دیکھتا ہے دونو حال میں لیکن پہلی صورت میں ہوتی ہے خواب اس قسم سے کہ نہیں محتاج ہے طرف تاویل کی اور دوسری صورت میں خواب محتاج ہے طرف

تاویل کی کہا قرطبی نے کہ اختلاف ہے حدیث کے معنے مین سو ایک قوم نے کہا کہ اپنے ظاہر پر ہے سو جسنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا اُسنے آپ کو حقیقۃً دیکھا مثل اُس شخص کی جسنے آپکو جاگتے دیکھا اور یہ قول خالد کا ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ نہ دیکھے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی مگر اس صورت پر جسمین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا اور یہ کہ نہ دیکھین آپکو دو دیکھنے والے ایک آن مین دو مکانون مین اور یہ کہ زندہ ہون اب اور نکلین اپنی قبر سے اور چلین بازارون مین اور بات کرین لوگون سے اور لازم آتا ہے اس سے کہ آپکی قبر آپکے بدن سے خالی ہو سو نہ باقی رہی آپکی قبر مین کوئی چیز پس زیارت کی جاویگی مجرد اور سلام کیا جاوے غائب کو اس واسطے کہ جائز ہے کہ دیکھے جاوین رات اور دن مین ساتھ اتصال اوقات کے اپنی حقیقت پر اپنی غیر قبر مین اور یہ بڑی سخت جہالت ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ اُسکے معنے یہ ہین کہ جسنے آپکو دیکھا اُسنے آپ کو دیکھا . . . . آپکی اصلی اور حقیقی صورت مین اور اس سے لازم آتا ہے کہ جو دیکھے آپکو غیر صفت مین یہ کہ ہو خواب اُسکی پریشان خوابون سے اور یہ معلوم ہے کہ وہ دیکھتا ہے خواب مین اس حالت پر جو مخالف ہے حالت اُسکی کو دنیا مین احوال لائقہ سے ساتھ اُسکے اور واقع ہو یہ خواب حق جیسے کہ مثلاً دیکھے جاوین بیچ اپنے جسم سے گھر کو بھرا ہے تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر پر ہونے اس گھر کے ساتھ خیر کے اور اگر قادر ہو شیطان اوپر تمثیل کسی چیز کے اُس چیز سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسپر تھے یا اُسکی طرف منسوب تھی یا اُسکی طرف منسوب ہو تو البتہ معارض ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عموم قول کو کہ شیطان میری صورت نہین پکڑ سکتا پس اولے یہ ہے کہ منزہ ہو خواب آپکا اور اسیطرح دیکھنا کسی چیز کا آپ سے سو وہ ابلغ ہے حرمت مین اور لائق ہے ساتھ عصمت کے جیسا کہ معصوم ہین شیطان سے اپنے جاگنے مین اور صحیح یہ ہے معنے اس حدیث کے یہ ہے کہ مقصود یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھنا ہر حالت مین باطل نہین ہے اور نہ پریشان خواب بلکہ وہ فی نفس الامر حق ہے اور اگر خواب مین اپنی غیر صورت پر دیکھے جاوین تو تصور اس صورت کا نہین ہے شیطان سے بلکہ وہ اللہ تعالے کی طرف سے ہے اور تائید کرتا ہے اسکے قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اُسنے حق دیکھا یعنے دیکھا حق کو کہ قصد کیا گیا ہے اعلام دیکھنے والے کا ساتھ اُسکے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ جو فرمایا کہ وہ مجھکو جاگتے دیکھیگا تو مراد اُس سے تصدیق اس خواب کی ہے بیداری مین اور صحت اُسکی اور خارج ہونا اُسکا حق پر اور یہ مراد نہین کہ وہ قیامت مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھیگا اسواسطے کہ قیامت کے دن تو سب امت آپکو دیکھیگی جسنے آپکو خواب مین دیکھا

اور جسنے نہ دیکھا یعنے تو خواب مین دیکھنے کو کچھ زیادتی نہوگی اور کہا ابن تین نے کہ مراد یہ ہے کہ جو
ایمان لایا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مین
اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا واسطے ہونے اُسکے کے غائب آپ سی تو اُسکے ساتھ
اسکو بشارت ہوگی کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لایا وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو بیداری مین بہی ضرور دیکھیگا اور حاصل اسکا چہہ جواب ہین اول جواب یہ ہے کہ وہ تمثیل اور
تشبیہ پر ہے کہ اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسری روایت
فکانما رآنی فی الیقظۃ دوسرا جواب یہ ہے کہ دیکھیگا بیداری مین تاویل اُسکی بطور حقیقت کے یا تعبیر کے
تیسرا جواب یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ اہل عصر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ لوگ ایمان لائے
ساتھ آپکے پہلے اس سے کہ آپکو دیکھین چوتھا جواب یہ ہے کہ دیکھیگا آپکو شیشے مین جو حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا اور یہ بعید تر تاویل ہے پانچوان یہ کہ دیکھیگا آپ کو قیامت
کے دن ساتھ زیادہ خصوصیت کے نہ مطلق وہ شخص جو دیکھیگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اُسدن ان لوگون مین سے جنہون نے آپ کو خواب مین نہین دیکھا چھٹا یہ کہ وہ دیکھے گا حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا مین حقیقۃ اور آپ سی بات کرے گا اور اس مین اشکال ہے جو پہلے
گذرا کہا قرطبی نے کہ جو خواب مین دیکھا جاتا ہے وہ مثالین ہین واسطے مرئیات کے نہ حقیقت
انکی لیکن یہ مثالین کبھی تو مطابق پڑتی ہین اور کبھی اُنکے معنے واقع ہوتے ہین سو پہلی قسم سے
ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عائشہ کو خواب مین دیکھنا اور اسمین ہے سو ناگہان وہ تو
ہی تہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ آپنے دیکھا جاگتے جو آپنے خواب مین دیکھا
بعینہ اور دوسری قسم سے ہے دیکھنا گاے کا جو نحر کی جاتی تہی اور مقصود ساتھ ثانی کے تنبیہ
کرنا ہے اوپر معانی ان امرون کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے کے فائدے سے
ہے تسکین شوق رائی کا واسطے ہونے اُسکے صادق آپ کی محبت مین اور یہ جو فرمایا کہ شیطان
میری صورت نہین پکڑ سکتا تو اسکے معنے ہین کہ میرے مشابہ نہین ہو سکتا یعنے نہین ہوتا ہی
میری صورت مین اور ایک روایت مین ہے کہ میری صورت مین دیکھا نہین جا سکتا یعنے اللہ
تعالے نے اگرچہ شیطان کو قدرت دی ہے کہ وہ جو صورت چاہے بن سکتا ہے لیکن نہین
قدرت دی اُسکو خدا تعالے نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت پکڑ سکے اور البتہ گیا ہے
مذہب ہے ایک جماعت کا سو انہون نے کہا کہ محل حدیث کا یہ ہے جبکہ دیکھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو خواب مین اصلی صورت پر جسمین قبض ہوا اور انہین سے بعضون نے تنگ کیا ہے غرض کو
سو کہا انہون نے کہ دیکھے آپ کو اُس صورت پر جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض ہوئی
یہانتک کہ اعتبار کرنا ہے سفید بالون کا جو بیس کو نہین پہنچے تھے اور صواب تعمیم ہے ہر حالت مین
بشرطیکہ وہ آپکی حقیقی صورت ہو کسی وقت مین برابر ہے کہ جوانی مین ہو یا رجولیت مین یا کہولیت
مین یا آخر عمر مین اور کہا مازری نے کہ اختلاف کیا ہے محققین نے اس حدیث کی تاویل مین سو
قاضی ابوبکر رض کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اس حدیث کے یہ ہے کہ جسنے مجکو دیکھا تو اسکا خواب صحیح
ہے نہین ہے پریشان خوابون سے اور نہ تشبیہات شیطان سے اور تائید کرتا ہے اسکی قول حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ شیطان میری صورت نہین پکڑ سکتا اور اور لوگون کا مذہب یہ ہے کہ حدیث
محمول ہے اپنے ظاہر پر اور مراد یہ ہے کہ جسنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اس نے آپ کو
پایا اور یہ محال نہین اور اسپر غیر صفت پر دیکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یا دو جگہون مختلف
مین اکٹھا نظر آنا تو یہ غلطی ہے آپکی صفت مین اور تخیل ہے واسطے صفت کے جو مخالف ہے نفس الامر کو
اور کبھی بعضے خیالات مرئی چیزین گمان مین آتی ہین واسطے ہونے اس چیز کے کہ تخیل ہے مرتبط
ساتھ اس چیز کے کہ دیکھی جاتی ہے عادت مین سو ہوگی ذات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیکھی
گئی اور صفات آپکی خیالی غیر مرئی ہین اور نہین شرط ہے ادراک مین تحدیق آنکھون کا اور نہ قریب ہونا
مسافت اور نہ ہونا مرئی کا ظاہر زمین پر یا مدفون اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ شرط ہے کہ موجود ہو اور غلطی
ہوتی ہے پس کہ واسطے توفیق درمیان اس چیز کے کہ ذکر کی انہون نے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو دیکھے ایک صفت پر یا اکثر پر جو خاص ہے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو اسنے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اگرچہ باقی صفات مخالف ہون اور بنا براسکے پس متفاوت ہے خواب انکا
جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے سو جسنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کامل ہیئت مین دیکھا تو
اسکی خواب حق ہے جو محتاج تعبیر کی نہین اور اسپر اُتارا گیا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا سو تحقیق اس نے حق دیکھا اور جون جون کم ہو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات سے
سو داخل ہوگی تاویل بحسب اسکے اور صحیح ہوگا اطلاق کہ جسنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا
جس حالت مین ہو تو اُس نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقۃً دیکھا تنبیہ اہل تعبیر نے جائز رکھا
ہے دیکھنا خدا تعالے کا خواب مین اور نہین جاری کیا انہون نے خلاف جو حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی خواب مین ہے اور بعضون نے کہا کہ اسکی تعبیر کرنی جائز ہے کبھی ساتھ بادشاہ کے

اور کبھی ساتھ سر دار کے اور کہا غزالی نے کہ معنے رآنی کے یہ نہین کہ اُس نے میرا بدن اور جسم دیکھا اور
مراد یہ ہے کہ اُس نے مثال دیکھی کہ ہوگئی یہ مثال آلہ کہ ادا ہوں ساتھ اُسکے معنے جو بیچ میرے نفس مین
ہین اسکی طرف اور یہ آلہ کبھی حقیقی ہوتا ہے اور کبھی خیالی اور نفس غیر مثال خیالی کا ہے سو جو شکل کہ اُسنے
خواب مین دیکھی نہین ہے روح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلکہ وہ مثال ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تحقیق پر اور کہا طیبی نے کہ معنے حدیث کے یہ ہین کہ جس نے مجھکو خواب مین دیکھا جس صفت سے
کہ ہو سو چاہیے کہ بشارت لیوے اور جانے کہ اُس نے دیکھا ہے خواب سچا جو اللہ تعالے کی طرف سے
ہے اور وہ بشارت دینے والا ہے نہ باطل کہ وہ پریشان خواب ہے کہ وہ منسوب ہے طرف شیطان
کی اسواسطے کہ شیطان میری صورت نہین بن سکتا اور اسیطرح قول حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا کہ
اُس نے حق دیکھا یعنے وہ خواب حق ہے نہ باطل اور اسی طرح قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
فقد رآنی اسواسطے کہ جب شرط اور جزا دونو ایک ہون تو دلالت کرتا ہے نہایت پر کمال کی یعنے
تو اُس نے ایسا خواب دیکھا کہ اُسکے بعد کچھ چیز نہین اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ یہ جو حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان میری صورت نہین بن سکتا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ جسکی
دل مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت متمثل ہو ارباب قلوب سے اور متصور ہو اُسکے واسطے عالم
سر مین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس سے کلام کرتے ہین تو یہ حق ہوگا بلکہ زیادہ تر سچا
غیرون کے دیکھنے سے واسطے اُس چیز کے احسان کیا ہے اللہ تعالے نے اوپر اُنکے دل کے
روشن کرنے سے اور یہ مقام جسکی طرف اُس نے اشارہ کیا ہے وہ الہام ہے اور وہ منجملہ صفات
وحی پیغمبرون کے ہے لیکن مین نے کسی حدیث مین نہین دیکھا کہ وہ بھی پیغمبری کا حصہ ہے
جیسے نیک خواب کی وصف کی اور بعضون نے کہا فرق دونو کے درمیان یہ ہے کہ خوابون کے قواعد
مقرر ہین اور اُنکے واسطے تاویلات مختلف ہین اور ہر ایک آدمی کو خواب آتی ہے برخلاف الہام
کے کہ وہ نہین واقع ہوتا ہے مگر واسطے خواص کے اور نہ اُسکے واسطے کوئی قاعدہ مقرر ہے جسکے
ساتھ اُسکے اور شیطانی خیال کے درمیان تمیز اور فرق کیا جاوے اور تعقب کیا گیا ہے اُس کا
ساتھ اُسکے کہ اہل معرفت نے ذکر کیا ہے کہ جو خطرہ کہ خدا تعالے کی طرف سے ہو وہ دل مین قرار
پکڑتا ہے اور مضطرب نہین ہوتا اور جو خطرہ کہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے وہ دل مین قرار نہین
پکڑتا سو اگر یہ ثابت ہو تو ہوگا فارق واضح اور باوجود اسکے سو تصریح کی ہے اماموں نے ساتھ
اسکے کہ احکام شرعی الہام سے ثابت نہین ہوتے اور کہا ابو المظفر بن سمعانی نے بعد اس کے

کہ حکایت کی ابو زید ابلوسی حنفی سے کہ الہام وہ چیز ہے جو ہلادے دل کو واسطے علم کے جو بلاوے
طرف عمل اسکے کی بدون استدلال کے اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ نہیں جائز ہے عمل کرنا ساتھ
اسکے مگر وقت گم کرنے سب دلیلوں کے مباح کے باب میں اور بعض بدعتیوں سے مروی ہے
کہ وہ حجت ہے اور حجت اہل سنت کی وہ آیتیں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اوپر اعتبار کرنے حجت کی
اور رغبت دلانے کے اوپر تفکر کے آیات میں اور اعتبار اور نظر کے دلائل میں اور دلالت کرتی
ہیں اوپر مذمت آرزوؤں اور ہواجس اور ظنون کے اور وہ بہت ہیں مشہور اور ساتھ اسکے کہ
خطرہ کبھی ہوتا ہے اللہ تعالے کی طرف سے اور کبھی شیطان کی طرف سے اور کبھی ہوتا ہے نفس سے
اور جس چیز میں یہ احتمال ہو کہ وہ حق نہیں تو اسکو حق نہیں کہا جاتا اور اوپر یہ جو خدا تعالے نے
فرمایا فالہمہا فجورہا وتقواہا تو اسکے معنے یہ ہیں کہ معلوم کروایا اسکو طریق علم کا اور وہ حجتیں
ہیں اور اوپر وحی کرنا طرف نحل کی یعنے شہد کی مکھی کی تو اسکی نظیر آدمی میں وہ چیز ہے جو متعلق
ہے ساتھ کاریگریوں کے اور جسمیں اصلاح معاش کی ہے اور فراست کو ہم مانتے ہیں لیکن وہ
حجت نہیں اسواسطے کہ ہمکو اسکی تحقیق نہیں کہ وہ اللہ تعالے کی طرف سے ہے یا غیر کی طرف سے
کہا ابن سمعانی نے کہ انکار الہام کا مردود ہے اور جائز ہے کہ اللہ تعالے اسکے ساتھ کسی بندے کو
اکرام کرے لیکن تمیز حق اور باطل کے درمیان یہ ہے کہ جو شریعت محمدی کے موافق ہو اور نہ ہو
کتاب اور سنت میں جو اسکو رد کرے تو وہ مقبول ہے والا مردود ہے اور واقع ہوتا ہے نفس
اور شیطان سے اور نہیں انکار کرتے کہ اللہ تعالے اپنے کسی بندے کو اکرام کرے ساتھ زیادتی
نور کے جس سے اسکے دل کا نور زیادہ ہو اور جسکی ساتھ اسکی نظر قوی ہو اور سوا اسکے کچھ نہیں
کہ انکار کرتے ہیں ہم کہ رجوع کرے اپنے دل کی طرف ساتھ کسی قول کے جسکے اصل کو نہ پہچانتا ہو
اور ہم نہیں گمان کرتے کہ وہ حجت ہے اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ وہ نور ہے خاص کرتا ہے اللہ تعالے
ساتھ اسکے جسکو چاہے اپنی بندوں سے سو اگر شرع کے موافق ہو تو شرع ہے حجت ہوگی اور اس سے
لیا جاتا ہے کہ اگر کوئی خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم اسکو کسی چیز کا حکم کریں تو کیا اسپر اسکا بجالانا واجب ہے اور یا اسکو ظاہر شرع پر پیش کرنا ضروری
ہے یا نہیں معتمد یہ ہے ضرور ہے کہ اسکو ظاہر شرع پر پیش کیا جاوے (انتہی) حدثنا
معلی بن اسد قال حدثنا عبد العزیز بن مختار قال حدثنا ثابت البنانی عن انس
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان

لَا يَتَخَيَّلُ بِي وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ ترجمہ انس رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے مجھکو خواب مین دیکھا تو بیشک اُس نے مجھکو دیکھا اس واسطے کہ شیطان مجھسا نہین بن سکتا اور ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصون سے ف کہا طیبی نے کہ اس حدیث مین شرط اور جزا ایک ہے سو یہہ دلالت کرتی ہے اوپر نہایت مبالغہ کے یعنے جسنے مجھکو دیکھا تو البتہ اُسنے میری حقیقت کو دیکھا کمال طور پر بغیر شبہ اور شک کے اسمین جو دیکھا بلکہ وہ خواب کامل ہے اور تائید کرتی ہے اسکی حدیث ابو سعید کی فقد رای الحق یعنے اس نے حق دیکھا نہ باطل اور وہ رد کرتا ہے اُس چیز کو جو پہلے گذری اس شخص کے کلام سے جسنے تکلف کیا ہے بیچ تاویل قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ اور ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ من رانی فی المنام یعنے جو مجھکو دیکھے جس صفت پر کہ ہو تو چاہیئے کہ وہ بشارت لے اور جانے کہ اُس نے سچا خواب دیکھا جو اللہ تعالے کی طرف سے ہے نہ باطل کہ وہ پریشان خواب ہے اسواسطے کہ شیطان میری صورت نہین بن سکتا (فتح) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَاءَى بِي ترجمہ ابی قتادہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جو خواب مین کچھ چیز دیکھے جو اُسکو بری معلوم ہو تو چاہیئے کہ اپنی بائین طرف تھک تھکا دے تین بار اور چاہیئے کہ پناہ مانگے خدا تعالے کی شیطان سے کہ وہ اُسکو ضرر نہ کریگی اور مقرر شیطان میری صورت مین نظر نہین آسکتا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ تَابَعَهُ يُونُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ ترجمہ ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے مجھکو دیکھا تو بیشک اُسنے حق دیکھا یعنے سچ مچ مجھکو دیکھا متابعت کی ابن زبیدی کی یونس اور ابن اخی زہری نے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ

عن ابی سعید الخدری انه سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من ...... الی
فقد رای الحق فان الشیطان لا یتکوننی ترجمہ ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہے
کہ اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ جس نے مجھکو دیکھا تو بیشک
اُس نے حق دیکھا اسواسطے کہ شیطان مجھسا نہین بن سکتا باب رؤیا اللیل رواہ
سمرۃ باب رات کو خواب دیکھنا روایت کیا ہے اسکو سمرہ نے کما سیاتی فی آخر کتاب التعبیر
ف یعنے کیا رات اور دن کا خواب برابر ہے یا دونو مین تفاوت ہے اور گویا کہ یہہ اشارہ
ہے طرف حدیث ابو سعید کی کہ زیادہ تر سچا خواب رات کا ہے اور نہ ذکر کیا ہے نصر بن یعقوب
دینوری نے کہ جو اول رات مین خواب دیکھے اُسکی تاویل مین دیر ہوتی ہے اور نصف ثانی سے جون
جون پیچھے دیکھے تون تون جلدی اُسکی تعبیر ہوتی ہے اور زیادہ تر جلدی تعبیر اُس خواب کی ہوتی
ہے جو سحری کے وقت دیکھے خاصکر طلوع صبح صادق کے وقت اور جعفر صادق سی روایت ہی کہ زیادہ
جلدی اُس خواب کی تاویل ہوتی ہے جو قیلولہ کے وقت دیکھے (فتح) حدثنا احمد بن المقدام
العجلی قال حدثنا محمد بن عبد الرحمن الطفاوی قال حدثنا ایوب عن محمد عن ابی ہریرۃ
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت مفاتیح الکلم ونصرت بالرعب وبینما
انا نائم البارحۃ اذ اتیت بمفاتیح خزائن الارض حتی وضعت فی یدی قال ابو ہریرۃ
فذہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم تنتقلونہا ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو جوامع الکلم عطا ہوئی اور مجھکو رعب سی فتح ملی اور
جس حالت مین کہ مین رات کو سوتا تھا ناگاہ مجھکو زمین کے خزانون کی کنجیان دی گئین یہانتک کہ میرے
ہاتھ مین رکھی گئین کہا ابو ہریرہ رضہ نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے اور تم
ان خزانون کو نقل کرتے ہو یعنے غنیمت لاتے ہو مراد اُس سے خزانے قیصر اور کسرے کے ہین
حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ارانی اللیلۃ عند الکعبۃ فرایت رجلا آدم کاحسن
ما انت راء من ادم الرجال لہ لمۃ کاحسن ما انت راء من اللمم قد رجلہا یقطر
ماء متکئا علی رجلین او علی عواتق رجلین یطوف بالبیت فسالت من ہذا فقال
المسیح بن مریم ثم اذا انا برجل جعد قطط اعور العین الیمنی کانہا عنبۃ طافیۃ
فسالت من ہذا فقال المسیح الدجال ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو خواب مین ایک رات معلوم ہوا کہ کعبے کے پاس ہون تو مین نے ایک مرد دیکھا گیہون رنگ جیسی کہ تو نے بہت اچھی گیہون رنگ مرد دیکھے ہون اس کے کندھون تک بال ہین جیسی کہ تو نے بہت اچھے کندھون تک بال دیکھے ہون البتہ اُس مرد نے اُن بالون مین کنگھی کی ہے تو اُن سے پانی ٹپکتا ہے دو مردون پر تکیہ دیے یا یون فرمایا کہ دو مردون کے کندھون پر تکیہ دیے وہی شخص خانے کعبے کا طواف کرتا ہے تو مین نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے تو فرشتے نے کہا کہ یہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پھر مین نے ناگہان ایک اور مرد دیکھا نہایت گھنگرالے بال والا داہنی آنکھ کا کانا اُسکی کانی آنکھ جیسی پھولا انگور تو مین نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے تو فرشتے نے کہا یہ مسیح دجال ہے **ف** اس حدیث کی شرح آیندہ آویگی انشاء اللہ تعالے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلاً أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أُرِيتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَتَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَسُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعْمَرٌ لَا يُسْنِدُهُ حَتَّى كَانَ بَعْدُ **ترجمہ** ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو اُس نے کہا کہ مین نے رات کو خواب مین دیکھا اور بیان کیا حدیث کو اور متابعت کی اُسکی سلیمان نے الخ یعنی یہ حدیث ہی اُسکے مطابق ابن عباس رضہ سے ہے اور دوسری روایت مین ابن عباس رضہ کے ساتھ ابو ہریرہ کو ذکر کیا ہے اور تیسری روایت مین زہری نے صرف ابو ہریرہ رضہ سے روایت کی ہے اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور معمر پہلے اسکو مسند نہین بیان کرتا تھا پھر با اسناد بیان کرتا تھا **ف** اور فرق اُسکے درمیان یہ ہے کہ پہلی روایت فقط ابن عباس رضہ سے ہے اور دوسری دونو سے اور تیسری صرف ابو ہریرہ رضہ سے اور یہہ حدیث پوری مع شرح کے آیندہ آویگی انشاء اللہ تعالے (فتح) **بَابُ الرُّؤْيَا بِالنَّهَارِ** وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلُ رُؤْيَا اللَّيْلِ دن کو خواب دیکھنا اور کہا ابن عون نے ابن سیرین سے کہ خواب دن کا رات کی خواب کی مانند ہے **ف** اور اسیطرح

عورتون اور مردون کا خواب بہی برابر ہے اور کبہی تفاوت ہوتا ہے باعتبار سچ بولنے کے

حدثنا عبد الله بن یوسف قال اخبرنا مالک عن اسحاق بن عبد الله بن ابی طلحة انه سمع انس بن مالک یقول کان رسول الله صلى الله علیه وسلم یدخل على ام حرام بنت ملحان وکانت تحت عبادة بن الصامت فدخل علیها یوما فاطعمته وجعلت تفلی راسه فنام رسول الله صلى الله علیه وسلم ثم استیقظ وهو یضحک قالت فقلت ما یضحکک یا رسول الله قال ناس من امتی عرضوا علی غزاة فی سبیل الله کما قال فی الاولى قالت فقلت یا رسول الله ادع الله ان یجعلنی منهم قال انت من الاولین فرکبت البحر فی زمان معاویة بن ابی سفیان فصرعت عن دابتها حین خرجت من البحر فهلکت ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام حرام کے پاس جایا کرتے تہے اور وہ عبادہ رض کے نکاح مین تہین سو ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے پاس گئے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہانا کہلایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مین کنگہی کرنے لگین سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے پہر جاگے ہنستی ہوئی ام حرام نے کہا سو مین نے کہا یا حضرت آپ کیون ہنستے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے لڑتے خدا تعالے کی راہ مین سمندر کے اوپر سوار بادشاہ تختون پر یا فرمایا جیسے بادشاہ تختون پر اسحاق راوی کو شک ہے کہ کون لفظ فرمایا تو مین نے کہا یا حضرت میرے واسطے دعا کیجیے کہ خدا تعالے مجہکو بہی ان غازیون مین شریک کرے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے واسطے دعا کی پہر سر رکہکر سو گئے پہر ہنستے جاگے مین نے کہا حضرت آپ کس سبب سے ہنستے ہین فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے لڑتے خدا تعالے کی راہ مین جیسے پہلی بار فرمایا تہا تو مین نے کہا یا حضرت دعا کیجیے کہ خدا تعالے مجہکو بہی ان مین شریک کرے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو غازیون کی پہلی جماعت مین سے ہے جو جہازون مین سوار ہوکے جہاد کرینگے سو ام حرام معاویہ کے زمانے مین جہاز پر سوار ہوئین تو اپنی سواری سے گر پڑین جبکہ دریا سے نکلین یعنی جہاز سے اترین اور مرگئین ف اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان مین گذر چکی ہے

باب رؤیا النساء باب ہے بیچ بیان خواب عورتون کی

ف جب دیکہی عورت جو اسکے لائق نہو تو وہ اسکے خاوند کے واسطے ہے اور اسیطرح

یرکبون ثبج هذا البحر ملوکا على الاسرة او مثل الملوک على الاسرة شک اسحاق قالت فقلت یا رسول الله ادع الله ان یجعلنی منهم فدعا لها رسول الله صلى الله علیه وسلم ثم وضع راسه ثم استیقظ وهو یضحک فقلت ما یضحکک یا رسول الله قال ناس من امتی عرضوا علی غزاة فی سبیل الله

حکم ہے غلام کا اپنے مالک کے واسطے جیسا کہ خواب لڑکے کا اسکے ماں باپ کے واسطے ہے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے اتفاق اسپر کہ نیک عورت کا نیک خواب داخل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث میں کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصون میں سے (فتح) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمُ اقْتَسَمُوا الْمُهَاجِرِينَ قُرْعَةً قَالَتْ فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ وَأَنْزَلْنَاهُ فِي أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ غُسِلَ وَكُفِّنَ فِي أَثْوَابِهِ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هُوَ فَوَاللَّهِ لَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ وَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِي فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَا أُزَكِّي بَعْدَهُ أَحَدًا أَبَدًا ترجمہ زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ اسکو ام العلاء نے خبر دی (اور اسنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی) کہ انصاریوں نے مہاجرین کو بانٹا قرعہ ڈال کر سو عثمان بن مظعون کا نام ہمارے قرعہ میں نکلا یعنے وہ ہمارے حصے میں آئے اور ہمنے اُنکو اپنے گہرون میں اُتارا سو وہ بیمار ہوئے اس بیماری سے جسمین اُنکا انتقال ہوا پہر جب فوت ہوئے اور نہلائے گئے اور کفنائے گئے اپنے کپڑون میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ام العلاء نے کہا سو مین نے کہا تجہپر خدا تعالے کی رحمت ہو اے ابو السائب سو مین تجہپر گواہ ہون البتہ خدا تعالے نے تجہکو اکرام کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجہکو کیا معلوم ہے کہ خدا تعالے نے اسکو اکرام کیا تو مین نے کہا یا حضرت میرے ماں باپ آپ پر فدا سو کون ہے جسکو خدا اکرام کریگا یعنے جب ایسی نیک بندے پر خدا تعالے نے رحمت نہ کی تو پہر کس پر رحمت کریگا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اسکو تو موت آئی اور البتہ مین اُسکے واسطے بہتری کا امیدوار ہون اور قسم ہے اللہ تعالے کی مین نہین جانتا اور حالانکہ مین اللہ تعالے کا رسول ہون کہ میرے ساتھہ کیا جاویگا سو ام العلاء نے کہا قسم ہے اللہ تعالی کی کہ مین اُسکے بعد کبھی کسی کو پاک نہ کہونگی

ف اس حدیث کی شرح جنازون مین گذر چکی حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزهری بھذا وقال ما ادری ما یفعل بہ قالت واحزننی فنمت فرأیت لعثمان عینا تجری فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ذلك عملہ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ابو الیمان نے اُس نے کہا کہ خبر دی ہمکو شعیب نے ساتھ اسکے اور کہا مین نہین جانتا کہ اسکا کیا حال ہوگا ام العلاء نے کہا سو مجھکو اس بات نے غمگین کیا سو مین سوئی تو مینے خواب مین عثمان کے واسطے نہر جاری دیکھی تو مینے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اُسکا عمل ہے باب الحلم من الشیطان فاذا حلم فلیبصق عن یسارہ ولیستعذ باللہ پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے اور جب کوئی پریشان خواب دیکھے جو اُسکو بری معلوم ہو تو چاہیئے کہ اپنی بائین طرف تھک تھکا دے اور خدا تعالے سے پناہ مانگے شیطان سے حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن ان ابا قتادۃ الانصاری وکان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفرسانہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الرؤیا من اللہ والحلم من الشیطان فاذا حلم احدکم الحلم یکرھہ فلیبصق عن یسارہ ولیستعذ باللہ منہ فلن یضرہ ترجمہ ابو قتادہ رض سے روایت ہے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور آپکے سوارون مین سے تھا کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ نیک خواب خدا تعالے کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے جو اُسکو بری معلوم ہو تو چاہیئے کہ اپنی بائین طرف تھک تھکا دے اور پناہ مانگے اللہ تعالے کی شیطان سے سو وہ خواب اُسکو ہرگز ضرر نہ کریگی ف اور منسوب کرنا پریشان خواب کا طرف شیطان کی اسوجہ سے ہے کہ وہ شیطان کی صفت کے مناسب اور موافق ہے کذب اور تہویل وغیرہ سے برخلاف سچی خواب کے سو اُسکی نسبت خدا تعالے کی طرف تشریف اور بزرگی کے واسطے ہے اگرچہ ہر چیز خدا تعالے کی تقدیر اور اُسکی پیدائش سے ہے اور اُسکی نظیر یہ ہے کہ سب آدمی خدا تعالے کی پیدائش مین اگرچہ گناہگار ہون جیسا کہ خدا تعالے نے فرمایا یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم (فتح) باب اللبن باب ہے دودھ کے بیان مین ف یعنی جب خواب مین دودھ

دیکھے تو اسکی کیا تعبیر ہے کہا مہلب نے دودہ دلالت کرتا ہے اوپر فطرت کے اور سنت
کے اور قرآن کے اور علم کے میں کہتا ہوں اور بعضی حدیثوں میں اسکی تاویل فطرت کے ساتھ
آئی ہے جیسی کہ طبرانی نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے اور اشربہ میں گذر چکا ہے کہ
جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودہ کو لیا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ شکر ہے اللہ
تعالے کا جسنے آپکو پیدائشی دین کے واسطے راہ دکھلائے اور ذکر کیا ہے دینوری نے کہ
دودہ جو اس حدیث میں مذکور ہے خاص ہے ساتھہ دودہ اونٹوں کے اور یہ کہ اسکے دیکھنے والے کے
واسطے مال حلال ہے اور علم اور حکمت اور گائے کا دودہ ارزانی کی نشانی ہے اور مال حلال اور
فطرت بہی اور بکری کا دودہ مال ہے اور سرور اور صحت بدن کے اور دودہ وحشی جانوروں
کا شک ہے دین میں (فتح) **حدثنا** عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا یونس
عن الزھری قال اخبرنی حمزۃ بن عبد اللہ بن عمر ان ابن عمر قال سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت منہ
حتی انی لاری الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر قالوا فما اولتہ
یا رسول اللہ قال العلم **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا فرماتے تہے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا پھر میرے سامنے دودہ کا ایک پیالہ لایا گیا
سو میں نے اس سے دودہ پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تراوت اور تازگی پھوٹ نکلی میری ناخونوں
سے یعنے نہایت آسودہ ہو گیا پھر میں نے اپنا جوٹھا باقی دودہ عمر رض کو دیا لوگوں نے کہا کہ یا حضرت
آپنے اس خواب کی کیا تعبیر کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی تعبیر علم ہے
ف کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کی تعبیر دودہ سے کی واسطے
اعتبار کرنے کے ساتھہ اس چیز کے کہ بیان کی گئی آپکے واسطے اول امر میں جبکہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب کا اور ایک دودہ
کا سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودہ کو لیا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپنے
پیدائشی دین لیا آخر حدیث تک .... اور اس حدیث میں مشروعیت خواب
بیان کرنے کی ہے اوپر جو اس سے کمتر ہو اور ڈالنا عالم کو مسائل کو اور اپنے ساتھیوں کو
آزمانا اسکی تاویل میں اور ادب سے ہے یہ کہ رد کرے طالب اسکی علم کو اپنے معلم کی طرف اور
ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ مراد نہ تہی کہ اصحاب اسکی تعبیر کریں اور سوائے

اسکے کچھ نہین کہ مراد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکی تعبیر پوچھین سو انہون نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد کو سمجھا اور آپ سے پوچھا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی تعبیر انکو بتلائی اور لائق ہے کہ ہر حالت مین اسی ادب پر چلے اور یہ کہ کوئی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے درجے کو نہین پہنچ سکتا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ پیا یہانتک کہ اسکی تازگی آپکے ناخون سے پھوٹ نکلی اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا جوٹھا دودھ عمرؓ کو دیا تو اسمین اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ حاصل ہوئی عمر کے واسطے علم باللہ سے اس طور سے کہ وہ اللہ تعالے کے مقدمے مین کسی کی ملامت سے نہین ڈرتے تھے اور یہ کہ بعضی خواب دلالت کرتی ہے ماضی اور حال اور استقبال پر اور اس خواب کی تاویل ماضی پر ہوئی اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خواب تمثیل ہے اس امر کی کہ واقع ہوا اسواسطے کہ علم آپکو پہلے سے حاصل ہو چکا تھا اور اسیطرح عمر فاروق رضؓ کو ہے تو اس خواب کا فائدہ نسبت کا بیان کرتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو اور عمر فاروق رضؓ کے علم کو ایک دوسرے سے کیا نسبت ہے (فتح) **باب** اِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِي أَطْرَافِهِ وَأَظَافِيرِهِ جبکہ جاری ہو دودھ پینے والے اطراف اور ناخونون مین یعنے خواب مین تو اسکی کیا تعبیر ہے **حدثنا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَطْرَافِي فَأَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْعِلْمَ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تھا کہ میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا تو مین نے اس سے دودھ پیا یہانتک کہ مین دیکھتا ہون کہ تراوت میری انگلیون سے پھوٹ نکلی پھر مینے اپنا جوٹھا باقی دودھ عمر بن خطاب رضؓ کو دیا تو آپکے گرد والون نے کہا کہ یا حضرت آپنے اسکی کیا تاویل کی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی تاویل علم ہے **باب** الْقَمِيصِ فِي الْمَنَامِ خواب مین کرتے کو دیکھنا **حدثنا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

حدثنا ابی عن صالح عن ابن شہاب قال حدثنی ابو امامۃ بن سہل انہ سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم رایت الناس یعرضون علی وعلیہم قمص منہا ما یبلغ الثدی ومنہا ما یبلغ دون ذلک ومر علی عمر بن الخطاب وعلیہ قمیص یجرہ قالوا ما اولت یا رسول اللہ قال الدین ترجمہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تھا کہ مین نے لوگون کو دیکھا کہ میرے سامنے کیے گئے اور اوپر کرتے ہین انمین سے بعضا کرتہ تو چھاتی تک پہنچا ہے اور بعضا اسکے نیچے اور عمر بن خطاب رض میرے سامنے کیا گیا اور اسپر کرتہ تھا کہ اسکو زمین پر گھسیٹا جاتا تھا یعنے بہت لنبا تھا اصحاب نے عرض کیا سو آپ نے اسکی کیا تعبیر کی یا حضرت فرمایا کہ دین **ف** دین اور کرتے مین یہ مناسبت ہے کہ جیسے کرتا بدن کو چھپاتا ہے سردی گرمی سے بچاتا ہے ویسے ہی دین بہی روح اور دل کو محفوظ رکھتا ہے اور کفر اور گناہ سے بچاتا ہے **باب جر القمیص فی المنام** خواب مین کرتے کو گھسیٹنا حدثنا سعید بن عفیر قال حدثنا اللیث قال حدثنی عقیل عن ابن شہاب قال اخبرنا ابو امامۃ بن سہل عن ابی سعید الخدری انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم رایت الناس عرضوا علی وعلیہم قمص فمنہا ما یبلغ الثدی ومنہا ما یبلغ دون ذلک وعرض علی عمر بن الخطاب وعلیہ قمیص یجترہ قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال الدین ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا **ف** کہا علماء نے کہ وجہ تعبیر کرتی کی ساتھ دین کے یہ ہو کہ جیسا کرتا دنیا مین ستر کو چھپاتا ویسے ہی دین اسکو آخرت مین چھپاویگا اور اسکو ہر عذاب سے مانع ہوگا اور اصل اسمین یہ قول خدا تعالے کا ہے ولباس التقوی ذلک خیر اور اتفاق ہے اہل تعبیر کا اسپر کہ کرتے کی تعبیر دین ہے اور اسکا دراز ہونا دلالت کرتا ہے اسپر کہ اس شخص کے مرنے کے بعد اسکی نشانی باقی رہیگی اور اس حدیث مین ہے کہ دین والے لوگ دین مین ایک دوسرے سے کم و بیش ہین ساتھ قلت اور کثرت اور قوت اور ضعف کے اور کرتے کا گھسیٹنا بیداری مین شرعًا منع ہے اور خواب مین محمود ہے اور اس حدیث مین مشروع ہونا تعبیر خوابون کا ہے اور پوچھنا انکی تعبیر کا عالم تعبیر سے اگرچہ خود ہی خواب دیکھے اور اسمین ثنا ہے اوپر فاضل کے ساتھ اس چیز کے کہ اسمین ہے واسطے ظاہر کرنے اسکے مرتبہ کے

نزدیک سامعین کے اور نہین پوشیدہ ہی کہ اسکا محل یہ ہے جبکہ عجب اور خود پسندی سی امن ہو
اور اس حدیث مین فضیلت ہی عمر کی کہ انکا دین نہایت کامل تہا اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ صدیق
اکبر رضہ سے افضل ہون اسواسطے کہ حدیث مین اسکی تصریح نہین احتمال ہے کہ صدیق اُن لوگون مین ہون
جو سامنے کیئے گئے یا اُس سے پہلے سامنے کیئے گئے ہون یا انکا کرتہ عمر فاروق رضہ کے کرتے سی بھی
دراز تر ہو جبکہ سامنے ہوئے یا انکی فضیلت معلوم ہونے کے سبب سے اُنکے ذکر سے سکوت کیا گیا ہو
اور باوجود ان احتمالات کے پس وہ معارض ہے صحیح حدیثون کو جو دلالت کرتے ہین اوپر افضل ہونے
صدیق رضہ کی عمر سے اور یہ حدیثین معنے کے اعتبار سے متواتر ہین پس انہین پہ ہے اعتماد اور قوی تر یہ
احتمال ہے کہ ابو بکر رضہ اُن لوگون مین ہون اور مراد حدیث سے تنبیہ کرنا ہو اوپر کہ عمر اُن لوگون مین
ہے جنکو دین مین بڑا حصہ حاصل ہوا اور اسمین نہین ہے تصریح ساتہہ اسکی کہ وہ فضیلت عمر
مین منحصر ہے کہا ابن عربی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکی دین کے ساتہہ تعبیر کی
اسواسطے کہ دین جہالت کے ستر کو چھپاتا ہے جیسے کہ کپڑا بدن کے ستر کو چھپاتا ہے اور اسپر عمر کے
سوا سے جو لوگ تہے سو جبکہ کرتا چھاتی کو پہنچتا تھا وہ شخص وہ ہے جو بچاتا ہے اپنے دل کو کفر سے اگرچہ
گناہ کرتا ہو اور جو اُس سے نیچے پہنچتا تہا اور اسکی شرمگاہ ننگی تہی وہ شخص وہ ہے جو نہین
ڈہانکتا اپنے پاؤن کو چلنے سی طرف گناہ کی اور جو اپنے پاؤن کو ڈہانکتا ہے وہ شخص وہ ہے
جو چھپایا گیا ہے ساتھ تقوے کے جمیع وجوہ سے اور جو گھسیٹتا ہے کرتے کو اس سے زیادہ
ہے ساتھ نیک عمل کے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد ساتھ ناس کے اس حدیث مین مسلمان
ہین واسطے بتعبیر کرنے کے ساتہہ دین کے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد خاص امت محمدی ہے بلکہ
بعض امت اور مراد ساتھ دین کے عمل ہے ساتہہ احکام اسکے کے اور حرص کرنا اوپر بجالانے امرون
کے اور بچنے کے منع کی چیزون سے اور عمر فاروق کے واسطے اسمین مقام عالی تہا اور حدیث سی
لیا جاتا ہے کہ جو دیکھا جاوے کپڑے مین خوبی وغیرہ سے تو تعبیر اسکی ساتہہ دین پہننے والے
اُسکے کے ہے اور کبھی ہوتا ہے نقص کپڑے کا واسطے نقص ایمان کے اور کبھی ہوتا ہے
نقص اُسکا سبب نقص عمل کے (فتح) **بَابُ الْخُضْرِ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةِ الْخَضْرَاءِ** خواب مین
سبز رنگ اور سبز باغ کو دیکہنا ف بعضون نے کہا کہ سبز باغ سے مراد اسلام ہی واسطے
تازگی اور خوبی اسکی کے اور سبز تعبیر کی جاتی ہے ساتھ مکان فاضل کے اور کبھی اسکی تعبیر
قرآن اور کتب علم وغیرہ سے کی جاتی ہے (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ**

حدثنا حرمي بن عمارة قال حدثنا قرة بن خالد عن محمد بن سيرين قال قال قيس بن
عباد كنت في حلقة فيها سعد بن مالك وابن عمر فمر عبد الله بن سلام فقالوا هذا
رجل من اهل الجنة فقلت له انهم قالوا كذا وكذا قال سبحان الله ما كان ينبغي لهم
ان يقولوا ما ليس لهم به علم انما رايت كانما عمود وضع في روضة خضراء فنصب
فيها وفي راسها عروة وفي اسفلها منصف والمنصف الوصيف فقيل ارقه فرقيته
حتى اخذت بالعروة فقصصتها على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
وهو اخذ بالعروة الوثقى ترجمہ قیس بن عباد سے روایت ہے کہ میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا
جسمیں سعد بن مالک اور ابن عمرؓ تھے سو عبداللہ بن سلامؓ نے کہا سبحان اللہ انکو لائق نہ تھا کہنا
جسکا انکو علم نہیں سوا اسکے کچھ نہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا جیسے ایک ستون ہے رکھا گیا
سبز باغ میں سو اسمیں کھڑا کیا گیا اور اسکے سر میں ایک رسی دستاویز ہے اور اسکے نیچے ایک غلام
ہے تو کسی نے مجھسے کہا کہ اسپر چڑھ سو میں اسپر چڑھا یہانتک کہ میں نے رسی کو پکڑ لیا سو میں نے
اس خواب کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
عبداللہ بن سلام اس حالت پر کہ اسلام کی مضبوط رسی پکڑے ہوگا یعنے مسلمان مریگا **ف** اور
اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے عبداللہ بن سلام کے اور اسمیں تعبیر خوابوں سے ہے معرفت
اختلاف طرق اور تاویل عمود اور حبل اور سبز باغ اور عروہ کے اور اسمیں نشانی ہے پیغمبری کی
نشانیوں سے کہ عبداللہ بن سلام شہید نہ مریگا سو جسطرح آپنے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا معاویہ کے
زمانے اپنے گھر میں فوت ہوئے **باب** كشف المرأة في المنام کھولنا عورت کو خواب میں
حدثنا عبيد بن اسمعيل قال حدثنا ابو اسامة عن هشام عن ابيه عن عائشة
قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اريتك في المنام مرتين اذا رجل يحملك
في سرقة حرير فيقول هذه امرأتك فاكشفها فاذا هي انت فاقول ان يكن هذا
من عند الله يمضه ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ تو مجھکو خواب میں دکھلائی گئی دو بار اور ناگہان میں نے دیکھا کہ ایک مرد تجھکو اٹھائے ہے ریشمی
ٹکڑے میں سو یوں کہتا ہے کہ یہ تیری عورت ہے سو میں کھولتا ہوں سو ناگہان میں نے دیکھا کہ
وہ صورت تیری ہی ہے سو میں کہتا تھا کہ اگر یہ خواب خدا تعالے کی طرف سے ہے تو خدا تعالے
یون ہی کریگا یعنے تو میرے نکاح میں آویگی **باب** الحرير في المنام خواب میں ریشمی

کپڑا دیکھنا **حدثنا محمد** قال اخبرنا ابو معاویة قال اخبرنا هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اریتک قبل ان اتزوجک مرتین رأیت الملک یحملک فی سرقة من حریر فقلت له اکشف فاذا هو انت فقلت ان یکن هذا من عند الله یمضه ثم اریتک یحملک فی سرقة من حریر فقلت اکشف فکشف فاذا هی انت فقلت ان یک هذا من عند الله یمضه **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو مجھکو خواب مین دکھلائی گئی پہلے اس سے کہ مین تجھسے نکاح کرون دوبار مین نے فرشتے کو دیکھا تجھکو ریشمی ٹکڑے مین اٹھائے ہی تو مین نے فرشتے سے کہا کہ اسکا چہرہ کھول سو جب اسنے تیرا چہرہ کھولا تو ناگہان مینے دیکھا کہ وہ صورت تیری ہی ہے تو مینے کہا کہ اگر یہ خواب خدا تعالے کی طرف سے ہے تو یون ہی کریگا پھر تو مجھکو خواب مین دکھلائی گئی فرشتہ تجھکو اٹھائے ہے ریشمی ٹکڑے مین سو مینے کہا کہ اسکا چہرہ کھول سو اس نے کھولا تو کہا دیکھتا ہون کہ وہ صورت تیری ہی ہے تو مینے کہا کہ اگر یہ خواب خدا تعالے کی طرف سے ہے تو خدا تعالے یون ہی کریگا **ف** کہا ابن بطال نے کہ عورت کو خواب مین دیکھنا مختلف ہے کئی وجوہ پر ایک کہ نکاح کرے خواب دیکھنے والا حقیقۃ اس عورت سے جسکو دیکھے یا اسکے مشابہ سے اور ایک یہ کہ دلالت کرے اوپر حاصل ہونے دنیا کے یا مرتبے کے یا کشادگی رزق کے اور یہ اصل ہے نزدیک معبرین کے بیچ اسکے اور کبھی دلالت کرتی ہے عورت ساتھ اس چیز کے کہ قرین ہو ساتھ اسکے خواب مین فتنے پر جو حاصل ہو دیکھنے والے کے واسطے اور ابیر ریشمی کپڑا سو دلالت کرتا ہے پکڑنا انکا واسطے عورتون کے خواب مین اوپر نکاح کے اور مالداری کے اور زیادتی کے بدن مین اور کل ملبوس یعنے کپڑا دلالت کرتا ہے اوپر جسم پہننے والے اسکے کے واسطے کہ وہ اسپر شامل ہوتا ہے خاصکر اور لباس عرف مین دلالت کرتا ہے اوپر قدر لوگون کی اور احوال انکے کے (فتح) **باب المفاتیح فی الید** خواب مین کنجیون کو ہاتھ مین دیکھنا **ف** کہا اہل تعبیر نے کہ کنجی مال ہے اور عزت ہے اور بادشاہی ہے سو جو خواب مین دیکھے کہ اسنے کنجی سے دروازہ کھولا تو اسکی مراد حاصل ہو گی خوفناک آدمی کی مدد سے اور جب دیکھے کہ اسکے ہاتھ مین کنجی ہے تو وہ پہنچیگا بڑی بادشاہی کو (فتح) **حدثنا** سعید بن عفیر قال حدثنا اللیث قال حدثنی عقیل عن ابن شهاب قال اخبرنی سعید بن المسیب ان ابا هریرة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه

وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدِیْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبَلَغَنِیْ اَنَّ جَوَامِعَ الْکَلِمِ اَنَّ اللّٰہَ یَجْمَعُ الْاُمُوْرَ الْکَثِیْرَۃَ الَّتِیْ کَانَتْ تُکْتَبُ فِی الْکُتُبِ قَبْلَہٗ فِی الْاَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْاَمْرَیْنِ اَوْ نَحْوِ ذٰلِکَ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا فرماتے تہی کہ مین بہیجا گیا ہون ساتھ جوامع الکلم کے اور مجھکو فتح حاصل ہوئی رعب سے اور جس حالت مین کہ مین سوتا تہا کہ مجھکو زمین کے خزانون کی کنجیان دیگئین اور میرے ہاتھ مین رکھی گیئین کہا محمد نے اور مجھکو خبر پہنچی کہ جوامع الکلم یہ ہین کہ مقرر اللہ تعالے جمع کرتا ہے بہت حکمون کو جو پہلی کتابون مین لکھی جاتے تہے ایک یا دو امر مین یا مانند اسکی یعنے جوامع الکلم اسکو کہتے ہین جسکے لفظ تہوڑے اور معانی بہت ہون **بَابُ** التَّعْلِیْقِ بِالْعُرْوَۃِ وَالْحَلْقَۃِ خواب مین دستاویز اور حلقے کو پکڑنا **ف** اہل تعبیر نے کہا کہ حلقہ اور عروہ مجہول دلالت کرتا ہے اوپر قوی ہونے کے دین مین جو اُسکو پکڑے اور خالص ہونا اُسکا بیچ اُسکے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْہَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ **ح** وَحَدَّثَنِیْ خَلِیْفَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَیْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَاَیْتُ کَاَنِّیْ فِیْ رَوْضَۃٍ وَسَطَ الرَّوْضَۃِ عَمُوْدٌ فِیْ اَعْلَی الْعَمُوْدِ عُرْوَۃٌ فَقِیْلَ لِیَ ارْقَہْ قُلْتُ لَا اَسْتَطِیْعُ فَاَتَانِیْ وَصِیْفٌ فَرَفَعَ ثِیَابِیْ فَرَقِیْتُ فَاسْتَمْسَکْتُ بِالْعُرْوَۃِ فَانْتَبَہْتُ وَاَنَا مُسْتَمْسِکٌ بِہَا فَقَصَصْتُہَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْکَ الرَّوْضَۃُ رَوْضَۃُ الْاِسْلَامِ وَذٰلِکَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَتِلْکَ الْعُرْوَۃُ الْعُرْوَۃُ الْوُثْقٰی لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِکًا بِالْاِسْلَامِ حَتّٰی تَمُوْتَ **ترجمہ** عبداللہ بن سلام رضہ سے روایت ہی کہا کہ مینے خواب مین دیکہا کہ جیسے مین ایک باغ مین ہون باغ کے درمیان ایک ستون ہے اور ستون کے سر پر ایک حلقہ ہے تو کسی نے مجھسے کہا کہ چڑھ تو مین نے کہا کہ مین نہین چڑھ سکتا پہر میرے پاس ایک غلام آیا تو اُس نے میرا کپڑا اُٹھایا تو مین اُسپر چڑھا تو مینے حلقے کو پکڑا پہر مین جاگا اور حالانکہ مین اُس حلقے کو پکڑے تھا سو مینے اُس خواب کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ باغ تو اسلام کا باغ ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ حلقہ مضبوط حلقہ دین کا ہے اور تو اسلام کو ہمیشہ پکڑے رہے گا مرتے دم تک **بَابٌ** عَمُوْدُ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِہٖ خیمے کے چوب تکیے کے نیچے دیکہنا **ف** اس باب مین کوئی حدیث نہین بیان کی اور بعضون نے ان دونو باب کو جمع کیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس ترجمہ کے طرف اُس حدیث

کی کہ آئی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا عمود کتاب یعنی چوب خیمہ کی کھینچی گئی آپکے سر کے نیچے سے تو مین اُسکو دیکھتا رہا سو ناگہان کیا دیکھتا ہوں کہ شام مین اُسکا عہد مقرر کیا گیا ہے خبر دار ہوا اور جب فتنے فساد واقع ہونگے اُس وقت ایمان شام مین ہوگا اور ایک روایت مین ہے کہ مین نے معراج کی رات ایک سفید ستون دیکھا جیسے کہ وہ علم ہے اُس کو فرشتے اُٹھائے ہین مین نے کہا کہ تم کیا اُٹھائے ہوا نہون نے کہا کہ عمود الکتاب ہمکو حکم ہوا کہ اُسکو شام مین رکھین روایت کیا ہے اُسکو طبرانی وغیرہ نے بہت طریقون سے اور شاید بخاری نے ترجمہ لکھا تھا اور حدیث کے واسطے سفید جگہہ چھوڑی تھی سو اُسکو نہ میسر ہوا کہ حدیث لکھی اور ترجمہ مین عمود خیمہ ہے اور حدیث مین عمود الکتاب ہے تو یہ اشارہ ہے اسطرف کہ جو خیمے کا ستون خواب مین دیکھے تو وہ تعبیر کرے جیسے کہ اس حدیث مین واقع ہوا اور یہ قول علما تعبیر کا ہے کہا اُنہوں نے کہ جو خواب مین ستون دیکھے تو تعبیر کرے اُسکو دین سے یا ساتھ اُس مرد کے کہ اعتماد کرے اُسپر بیچ اُسکے اور تفسیر کیا ہے اُنہون نے عمود کو ساتھ دین اور بادشاہ کے اور جو دیکھے کہ اُسپر خیمہ مار اگیا تو وہ بادشاہی پاویگا یا کسی بادشاہ سے جھگڑے گا تو اُسپر فتحیاب ہوگا فتح

بَابُ الْإِسْتَبْرَقِ وَدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فِي الْمَنَامِ خواب مین استبرق کو دیکھنا اور بہشت مین داخل ہونا **ف** ترمذی وغیرہ کی روایت مین آیا ہے جیسے میرے ہاتھ مین ایک ٹکڑا ہے استبرق کا سو شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ترجمہ مین طرف اس روایت کی اور نسائی کی روایت مین دونو لفظ کو جمع کیا ہے اور استبرق بھی ایک قسم ہے ریشمی کپڑے کی **حَدَّثَنَا** مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِيْ سَرَقَةً مِنْ حَرِيْرٍ لَا أَهْوِيْ بِهَا إِلَى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِيْ إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ جیسے میرے ہاتھ مین ریشمی ٹکڑا ہے نہین قصد کرتا مین ساتھ اُس کے کسی مکان کی طرف بہشت مین مگر کہ مجھکو اُسکی طرف لے اُڑتا ہے سو مین نے اُس خواب کو حفصہؓ سے بیان کیا حفصہؓ نے اُسکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر تیرا بھائی نیک مرد ہے یا یون فرمایا کہ عبداللہ نیک مرد ہے **ف** ایک روایت مین عبداللہ بن عمرؓ سے اتنا زیادہ ہے کہ کہا عبداللہؓ نے کہ مین نے خواب مین

دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے سو انہوں نے چاہا کہ مجھکو دوزخ کی طرف لیجاویں تو میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ سے بیان کیا حفصہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا مرد ہے اگر رات کو تہجد کی نماز پڑھتا کہا ابن عمر رض نے اور جب میں سوتا تھا تو صبح تک نہ اٹھتا تھا تو اسکے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بہت تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے (فتح)

باب الْقَيْدِ فِي الْمَنَامِ خواب میں قید کو دیکھنا **ف** یعنے جو خواب میں دیکھے کہ وہ مقید ہے تو اسکی کیا تعبیر ہے اور ظاہر اطلاق حدیث کا یہ ہے کہ تعبیر اسکی ثابت رہنا ہے دین میں تمام وجوہ میں لیکن خاص کیا ہے اسکو اہل تعبیر نے ساتھ اسکے جبکہ وہاں اور کوئی قرینہ نہو جیسا کہ مسافر ہو یا بیمار ہو اسواسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ اسکا سفر اور بیماری دراز ہوگی اور اگر قید میں صفت زائدہ دیکھے جیسے کہ کوئی شخص اپنے پاؤں میں چاندی کی قید دیکھے کہ وہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ وہ نکاح کریگا اور اگر سونے کی قید ہو تو یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ مال طلب کرے گا اور اگر پیتل سے ہو تو یہ دلالت کرتا ہے اسپر وہ مکروہ امر کے واسطے ہے یا مال فوت ہونے کے واسطے ہے اور قلعی سے ہو تو وہ اس کے واسطے ہے جسمیں سستی ہو اور اگر رسی سے ہو تو دین کے کسی امر کے واسطے ہے (فتح) **حَدَّثَنَا**

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَقُوْلُ هٰذِهِ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ الرُّؤْيَا ثَلٰثٌ حَدِيْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيْفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ رَأٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقُصَّهُ عَلٰى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ الْغُلَّ فِي النَّوْمِ وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ وَرَوَاهُ قَتَادَةُ وَيُوْنُسُ وَهِشَامٌ وَأَبُوْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَدْرَجَهُ بَعْضُهُمْ كُلَّهُ فِي الْحَدِيْثِ وَحَدِيْثُ عَوْفٍ أَبْيَنُ وَقَالَ يُوْنُسُ لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا تَكُوْنُ الْأَغْلَالُ إِلَّا فِي الْأَعْنَاقِ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب زمانہ قریب آلگے گا تو نہیں قریب ہے کہ ایماندار کا خواب جھوٹ ہووے اور ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے اور کہا محمد بن سیرین نے اور میں کہتا ہوں کہ جو پیغمبری سے ہو وہ جھوٹ نہیں ہوتا کہا ابن سیرین نے

اور کہا جاتا تھا کہ خواب تین قسم ہے خیال نفس کا اور ڈرانا شیطان کا اور بشارت اللہ تعالے کی
طرف سی سو جو خواب مین کچھ چیز دیکھے جو اُسکو بری معلوم ہو تو اُسکو کسی سے بیان نہ کرے اور
چاہیئے کہ اُٹھکر نماز پڑہے کہا اور مکروہ رکھتے تھے پھانسی کو خواب مین اور قید اُنکو خوش لگتی تھی
یعنے دیکھنا قید کا خواب مین اور کہا جاتا تہا کہ قید کی تعبیر ثابت رہنا ہے دین مین اور روایت
کیا ہے اُسکو قتادہ اور یونس اور ہشام اور ابو ہلال نے ابن سیرین سے ابوہریرہ رض سے حضرت
صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اور مدرج کیا ہے بعضون نے سب کو حدیث مین یعنے سب کو مرفوع
ٹھیرایا ہے اور حدیث عوف کی زیادہ تر بیان کرنیوالی ہے یعنے اس واسطے کہ اُس نے جدا کیا
ہے مرفوع کو موقوف سے خاصکر تصریح کی ہے اسمین ساتھہ قول ابن سیرین کی تین یہ کہتا ہون
کہ وہ دلالت کرتا ہے اختصاص پر برخلاف اسکے کہ کہا ہے اسمین کہ کہا جاتا تہا کہ اسمین احتمال
ہے برخلاف اول حدیث کے کہ تصریح کی ہے ساتھ مرفوع ہونے اُسکے) اور کہا یونس نے
کہ نہین گمان کرتا مین اُسکو مگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قید مین کہا ابو عبداللہ بخاری نے
کہ نہین ہوتی ہے پہانسی مگر گردنون مین **ف** کہا خطابی نے کہ اس حدیث کے معنے مین دو قول
مین ایک یہ کہ بہار کی موسم مین جب رات دن برابر ہو جاتے ہین تو خواب سچا ہوتا ہے اس واسطے
کہ اُس وقت غالباً آدمی کی طبیعت صاف ہوتی ہے دوسرا یہ کہ جب قیامت قریب
آویگی تو مسلمان کا خواب سچا ہوا کریگا مین کہتا ہون کہ اس حدیث مین مومن کی قید آئی
اور جسوقت مین کہ طبیعتین برابر اور معتدل ہوتی ہین وہ وقت مومن کے ساتھ خاص
نہین کافر کی طبع بہی معتدل ہوتی ہے تو لازم آتا ہے کہ اُسکا خواب بہی جہوٹا نہو پس
معلوم ہوا کہ مراد معنے اخیر ہین یعنے اخیر زمانے مین قیامت کے قریب مسلمان کا خواب
سچا ہوا کریگا اور بنابر اسکے اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ جب دین کا علم جاتا رہیگا
اکثر عالمون کے مرنے سے اور مشکل ہے ہونا پیغمبری کا اس امت مین تو پیغمبری کا بدلا اُن کو
سچی خوابین دیگئین تاکہ تازہ کرے اُنکے واسطے جو علم کہ پرانا ہوا دوسرا یہ کہ جب ایماندار
کم ہو جاوینگے اور غالب ہوگا کفر اور جہل اور فسق اُن لوگون پر جو موجود ہونگے تو لگاؤ پیدا
کیا جاویگا ایماندار سے اور مدد دی جاویگی اُسکو ساتھ سچی خوابون کے اُسکے اکرام اور تسلی کے
واسطے اور بنابران دونو قول کے نہین خاص ہے یہ ساتھ زمانے معین کے بلکہ جون جون
قریب ہوگا فارغ ہونا دنیا کا اور دین معدوم ہونے لگیگا تو سچے مسلمان کی خواب بہت سچی

ہوگی اور تیسرا قول یہہ ہی کہ یہہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے جیسے علیہ السلام کے اور اول قول
ان تینون مین اولے ہے اور کہا داؤدی نے کہ مراد زمانے کے قریب ہونے سے یہ ہے
کہ جلدی جلدی گذر جاویگا اور یہ قیامت کے قریب ہوگا یہانتک کہ سال مہینے کے برابر
ہوگا اور بعضون نے کہا کہ مراد اس سے زمانہ مہدی کا ہے وقت کشادہ ہونے رزق کا اور
خیر کے اسواسطے کہ یہ زمانہ چین اور آرام کے سبب کم اور چھوٹا معلوم ہوگا اور یہ جو کہا نہین
قریب ہے تو اسمین اشارہ ہے طرف غلبہ صادق کی خواب پر اگرچہ ممکن ہے کہ اس سے کوئی چیز جھوٹی
نہو اور راجح یہ ہے کہ مراد نفی کذب کی ہے اس سے بالکل اور پہلے گذر چکا ہے کہ نہین ہوتا
ہے حصہ پیغمبری کا مگر وہ خواب کہ مسلمان صالح اور صادق سے واقع ہون اور مطلق حدیثین
محمول ہین اوپر اسکے اسواسطے کہ وہی مسلمان ہے جسکا حال پیغمبر کے حال کے مناسب ہوتا
ہے پس اکرام کیا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اکرام کیا جاتا ہے ساتھ اسکے پیغمبر کو اور وہ
خبردار کرنا ہے کسی غیبی چیز پر اور اسپر کافر اور منافق اور کاذب اور مخلط سو اگرچہ انکی خواب
بعضے وقت مین سچی ہوتی ہے ولیکن وہ نہ وحی سے ہوتی ہے نہ پیغمبری سے اسواسطے کہ
نہین ہے یہ بات کہ جو کسی چیز مین سچا ہو اسکی خبر پیغمبری ہو کبھی کاہن سچ بات کہتا ہے
اور کبھی نجومی کوئی بات بتلاتا ہے اور وہ ٹھیک پڑتی ہے لیکن یہ نہایت نادر اور کم ہے
اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حدیث باب کے معنے یہ ہین کہ اخیر زمانے مین مسلمان کا خواب جھوٹ نہوگا
یعنے واقع ہوگا غالبًا اس وجہ پر کہ نہ محتاج ہو طرف تعبیر کی پس نہ داخل ہوگا اسمین کذب برخلاف
ماقبل اسکے کے کہ اسکی تعبیر کبھی پوشیدہ ہوگی سو بیان کرتا ہے اسکو تعبیر کرنے والا تو نہین
واقع ہوتی ہے جسطرح اس نے کہا پس صادق آتا ہے داخل ہونا جھوٹ کا اسمین اس اعتبار سے
اور ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہے کہ خواب تین قسم ہے ایک ڈرانا ہے شیطان سے تاکہ آدمی
کو غمگین کرے دوسری یہ کہ قصد کرتا ہے آدمی ساتھ اسکے بیداری مین سو اسکو خواب مین دیکھتا
ہے تیسری وہ ہی جو ایک حصہ ہی پیغمبری کا اور نہین ہے مراد حصر کرنا تین مین واسطے ثابت ہونے چوتھی
قسم حدیث نفس کی اور وہ خطرہ نفس کا ہے اور پانچوین قسم کھیل شیطان کی ہے جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے
کہ ایک گنوار نے کہا یا حضرت مینے خواب مین دیکھا کہ میرا سر کاٹا گیا اور مین اسکے پیچھے دوڑتا ہون
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شیطان کا کھیل ہے کسیکو اسکی خبر مت دے اور چھٹی قسم یہ
ہے کہ آدمی کو کسی چیز کی بیداری مین عادت ہو جیسے کسی کو عادت ہو ایک وقت کھانا کھانے کی اور

اُس وقت وہ سو جاوے سو خواب مین دیکھے کہ وہ کہاتا کہاتا ہے اور اُسکے اور حدیث لفظ کے درمیان
عموم خصوص ہے اور ساتوین قسم پریشان خواب ہے اور کہا نووی نے کہا علما نے کہ قید اسواسطے محبوب ہے
کہ اسکا محل پیر ہے اور وہ روکتا ہے گناہون اور شر اور باطل سے اور مبغوض ہے بہانسی سواسطے کہ
اُسکی جگہہ گردن ہے اور وہ صفت دوزخیون کی ہے خدا تعالے نے فرمایا اذ الاغلال فی اعناقہم
کہا کرمانی نے کہ قول اُسکا کان یقال مرفوع ہے یا نہین سو بعضون نے کہا کہ کان یقال سے فی الدین
تک سب مرفوع ہے اور یہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہے اور بعضون نے کہا کہ وہ سب
ابن سیرین کا کلام ہے اور فاعل کان یکرہ کا ابو ہریرہ رض ہے (فتح) **بَابُ الْعَيْنِ الْجَارِيَةِ**
فِي الْمَنَامِ خواب مین نہر جاری دیکھنا **ف** کہا مہلب نے کہ نہر جاری مین کئی احتمال ہین اگر اُس کا
پانی صاف ہو تو اسکی تعبیر نیک عمل ہے والا نہین اور بعضون نے کہا کہ مراد نہر جاری سے عمل
جاری ہے صدقہ سی یا معروف سی زندہ کے واسطے ہو یا مردہ کے اور بعضون نے کہا کہ مراد اُس
سے نعمت اور برکت ہی (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ خَارِجَةَ
ابْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فِي السُّكْنَى حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ
عَلَى سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ فَاشْتَكَى فَمَرَّضْنَاهُ حَتَّى تُوُفِّيَ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ فَدَخَلَ
عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي
عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ قَالَ وَمَا يُدْرِيكِ قُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ
إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ قَالَتْ
أُمُّ الْعَلَاءِ فَوَاللَّهِ لَا أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ وَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِي فَجِئْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ ذَلِكَ عَمَلُهُ يَجْرِي **ترجمہ** ام العلاء سے
روایت ہی اور وہ ایک عورت ہے انکی عورتون سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت
کی کہا کہ عثمان بن مظعون ہمارے حصے مین آئے بیچ رہنے کے ہمارے گھر مین جبکہ انصاریون نے قرعہ
ڈالا مہاجرین کی بود و باش مین سو عثمان رض بیمار ہوئے سو ہمنے انکی بیمار داری کی یہانتک کہ فوت
ہوئے پھر ہمنے اُنکو انہین کے کپڑون مین کفنایا اور ہمارے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تشریف لائے تو مین نے کہا خدا تعالے کی رحمت تجھکو اے ابو سائب سو مین تجھپر گواہی دیتی
ہون کہ البتہ خدا تعالے نے تجھکو اکرام کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھکو کیا

معلوم ہے مینے کہا مین نہین جانتی فرمایا کہ ایپر عثمان سو اُسکو تو موت آئی اور مین البتہ اُسکے واسطے
بہتری کا امیدوار ہون اللہ تعالے کی طرف سے قسم ہے اللہ تعالے کی مین نہین جانتا اور حالانکہ
مین اللہ تعالے کا رسول ہون کہ میرا کیا حال ہوگا اور نہ تمہارا ام العلاء نے کہا سو قسم ہے اللہ تعالے
کی کہ مین اُسکے بعد کسیکو پاک دامن نہ ٹہیراؤن گی کہا ام العلاء نے سو مینے خواب مین عثمان رض کے
واسطے نہر جاری دیکھی سو مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی سو مینے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسکا عمل جاری ہے **ف**
احتمال ہے کہ مراد عثمان کے عمل سے چوکیداری کرنا اُسکا ہو کافرون سے جہاد مین اسواسطے کہ سُنن
مین ثابت ہو چکا ہے کہ مرنے سے ہر آدمی کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر جو راہ خدا تعالے مین چوکیداری
کرنے والا ہو کہ اُسکا عمل قیامت تک جاری رہیگا اور نڈر ہوگا قبر کے فتنے سے اور ساتھ اسکے
دور ہوگا اشکال (فتح) **باب** نَزْعِ الْمَاءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتّٰى يَرْوَى النَّاسُ رَوَاهُ اَبُوْهُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہینچنا پانی کو کوئین سے یہانتک کہ لوگ سیراب ہو جاوین
روایت کیا ہے اسکو ابو ہریرہ رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے **حَدَّثَنَا** يَعْقُوْبُ
بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ
قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَا اَنَا عَلٰى بِئْرٍ اَنْزِعُ مِنْهَا اِذْ جَاءَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ
ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ
يَدِ اَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ
النَّاسُ بِعَطَنٍ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت
مین کہ مین خواب مین ایک کوئین پر پانی کھینچتا تھا یعنے ڈول سے کہ ناگہان ابو بکر رض اور عمر رض
میرے پاس آئے پہر ابو بکر رض نے ڈول کو لیا یعنے جب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی کھینچتے
تھے سو اُسنے ایک یا دو ڈول نکالے اور اُسکے کھینچنے مین کچھ سستی اور کمزوری تھی اور خدا
تعالے اُسکو معاف کرے گا پہر ابو بکر رض کے ہاتھ سے اسکو ابن خطاب نے لیا تو وہ اُسکے ہاتھ مین
پلٹکر چرس ہو گیا سو مینے تو آدمیون سے ایسا بڑا زور آور کسی کو نہین دیکھا جو عمر رض کی طرح
پانی کھینچتا ہو یہانتک اُس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگون نے اپنے اونٹون کو پانی سے آسودہ
کرکے اُنکے بیٹھنے کی جگہہ مین بٹھلایا **ف** یہ جو کہا کہ پہر عمر رض نے اسکو ابو بکر رض کے ہاتھ سے لیا تو

اسمین اشارہ ہے کہ عمر فاروقؓ صدیق رضکی وصیت سے خلیفہ ہونگے یعنے اور ایسا ہی ہو کہ صدیق اکبرؓ نے وصیت کی کہ میرے بعد عمر خلیفہ ہو برخلاف ابو بکر رضکے کہ انکی خلافت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صریح عہد سے نہ تھی لیکن اسمین چند اشارتین وارد ہوئی ہین جو صراحت کے قریب ہین اور مراد ضعف سے یہ ہے کہ انکی خلافت کی مدت کم ہوگی انکے وقت مین اسلام عالم مین خوب نہین پھیلے گا چنانچہ صدیق رض کل دو برس خلیفہ رہے ہے اس مدت مین مسیلمہ کذاب اور مرتدون کو مار کے عرب کا اسلام مضبوط کر کے کچھ ملک شام کا فتح کیا تھا کہ انکا انتقال ہوا پھر عمر فاروق رض خلیفہ ہوئے دس برس خلیفہ رہے انکے وقت مین عالم مین اسلام خوب ہو گیا بلکہ شام اور مصر اور سارا ایران اور عراق اور اکثر روم فتح ہوا چار ہزار بڑے بڑے شہر مع برگنات فتح ہوئے اور بیشمار خزانے مسلمانون مین تقسیم ہوئے اور لوگ آسودہ اور غنی ہو گئے جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہونا تھا سو خدا تعالے نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دکھلایا سو تشبیہ دی مسلمانون کے کام کو ساتھ کوئین کے جسمین پانی ہو کہ اسمین انکی زندگی اور درستی ہو اور پانی پلانا قائم ہونا اسکا ہے ساتھ پہلاون انکی کے اور یہ جو کہا کہ انکی کھینچنے مین سستی تھی تو اسمین ابو بکر رض کی فضیلت مین نقص نہین اور سوا اسکے کچھ نہین کہ وہ اخبار ہے کہ انکی خلافت کی مدت کم ہوگی اور ابر خلافت عمر فاروق رض کی سو جب دراز ہوئی تو لوگون کو اس سے بہت فائدہ ہوا اور اسلام کا دائرہ بہت کشادہ ہوا ساتھ کثرت فتوح کے اور یہ جو فرمایا کہ خدا تعالے اسکو معاف کریگا تو اسمین بھی ابو بکر صدیق رض کے واسطے کچھ نقص نہین اور نہ اشارہ ہے اس طرف کہ ان سے گناہ واقع ہوا اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ وہ ایک کلمہ ہے جو کلام مین کہتے تھے اور اس حدیث مین اعلام ہے ساتھ خلافت ابو بکرؓ اور عمر رض کے اور صحیح ہونے ولایت انکی کے اور کثرت نفع اٹھانے کے ساتھ دونو کے سو جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہا ابن عربی نے کہ نہین ہے مراد ساتھ ڈول کے انداز جو دلالت کرے اوپر کم ہونے حصے کے بلکہ مراد قادر ہونا ہے کوئین پر (فتح) **باب** نزع الذنوب والذنوب

من البئر بضعف کھینچنا ایک یا دو ڈول کا کوئین سے ساتھ سستی کے **حدثنا** احمد بن یونس قال حدثنا زھیر قال حدثنا موسی عن سالم عن ابیہ عن رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ابی بکر و عمر قال رایت الناس اجتمعوا فقام ابو بکر فنزع ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ثم قام ابن الخطاب

فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا كَمَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرْيَهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں ابوبکر صدیق رضہ اور عمر فاروق رضہ کے حق میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا جمع ہوئے سو اٹھے ابوبکر رضہ سو اُس نے ایک یا دو ڈول کھینچے اور اُسکے کھینچنے میں سستی تھی اور خدا تعالے اُسکو بخشیگا پھر خطاب کا بیٹا اٹھا سو وہ ڈول پلٹ کر چرس ہو گیا سو میں نے آدمیوں سے ایسا پڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہانتک اُس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ کرکے اُنکے بیٹھنے کی جگہہ بٹھلایا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ وَعَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ ابْنِ الْخَطَّابِ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ ترجمہ اُسکا وہی جو اوپر گذرا ف جو خواب میں دیکھے کہ کوئیں سے پانی نکالتا تھا تو کوئیں کی تعبیر عورت کے ساتھہ کی جاتی ہے اور جو عورت سے اولاد پیدا ہوتی ہے اور اسی پر اعتماد ہے اہل تعبیر کا لیکن وہ بحسب حال اُسکے ہے جو پانی کو کھینچے (فتح) بَابُ الِاسْتِرَاحَةِ فِي الْمَنَامِ خواب میں آرام کرنا ف کہا اہل تعبیر نے کہ اگر آرام کرنے والا چت لیٹا ہو اپنی پشت پر تو اُسکا حکم قوی ہوگا اور دنیا اُسکی ہاتھہ میں ہوگی اسواسطے کہ زمین قوی تر تکیہ گاہ ہے برخلاف اُسکے جبکہ کروٹ پر لیٹا ہو کہ وہ نہیں جانتا کہ اُسکے پیچھے کیا ہے حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنِّي عَلَى حَوْضٍ أَسْقِي النَّاسَ فَأَتَانِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِي لِيُرِيحَنِي فَنَزَعَ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ فَأَتَى ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَنْزِعُ حَتَّى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ يَتَفَجَّرُ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنی تئیں دیکھا کہ ایک حوض پر ہوں لوگوں کو پانی پلاتا ہوں سو ابوبکر رضہ میرے پاس آیا اور اُس نے میرے ہاتھہ سے ڈول لیا تاکہ مجھکو راحت دیوے سو اُس نے دو

ڈول کھینچے اور اُسکے کھینچنے مین سستی تھی اور خدا تعالے اُسکو بخشیگا پھر خطابؓ کا بیٹا آیا سو اُس نے اُس سے ڈول لیا سو ہمیشہ رہا کھینچتا یہانتک کہ لوگون نے بیٹھ پھیری اور حوض جوش مارتا تھا **ف** اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئین سے پانی نکال کے حوض مین ڈالتے جاتی تھے اور لوگ اُس سے اپنے واسطے اور اپنے چوپایون کے پانی لیتے تھے اور مراد اس حدیث سے یہان یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ ابوبکر رضؓ نے ڈول لیا تاکہ مجھکو راحت دیوے (فتح) **باب** القصر فی المنام خواب مین محل کو دیکھنا **ف** کہا اہل تعبیر نے کہ خواب مین محل دیکھنا عمل نیک ہے واسطے اہل دین کے اور واسطے غیر کے حبس اور تنگی ہے اور کبھی محل مین داخل ہونے سے مراد نکاح کرنا ہوتا ہے (فتح) **حدثنا** سعید بن عفیر قال حدثنی اللیث قال حدثنی عقیل عن ابن شہاب قال اخبرنی ابن المسیب ان اباہریرۃ قال بینا نحن جلوس عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم رأیتنی فی الجنۃ فاذا امرأۃ تتوضأ الی جنب قصر قلت لمن ھذا القصر قالوا لعمر فذکرت غیرتہ فولیت مدبرا قال ابوھریرۃ فبکی عمر بن الخطاب ثم قال اعلیک بابی انت وامی یا رسول اللہ اغار **ترجمہ** ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ جس حالت مین کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تھا مین نے اپنے تئین بہشت کے اندر دیکھا سو ناگہان وہان ایک عورت ہے کہ ایک محل کی جانب مین وضو کرتی ہے سو مین نے کہا کہ یہ کسکا محل ہے فرشتون نے کہا کہ عمر رضؓ کا محل ہے سو مجھکو عمر رضؓ کی غیرت یاد پڑی سو مین پلٹ آیا پشت دیکر یعنے مرد کو اُسکی عورت کے پاس اجنبی مرد کے جانے سے غیرت جوش مارتی ہے تو عمر بن خطابؓ رونے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت کیا آپ پر بھی مجھکو غیرت آتی یعنے یہ بات مجھسے ممکن نہ تھی **ف** بعضون نے اعتراض کیا ہے کہ بہشت تکلیف کا گھر نہیں پھر وضو کے کیا معنے کہا قرطبی نے وضو تو صرف اسواسطے کرتی تھے کہ اسکا حسن اور نور بڑھے نہ یہ کہ وہ میل اور گندگی کو دور کرتے تھے اسواسطے کہ بہشت ان باتون سے پاک ہے اور جائز ہے کہ وضو بوجہ تکلیف کے نہو مین کہتا ہون احتمال ہے کہ واقع ہونا وضو کا اُس سے حقیقی مراد نہو واسطے ہونے اسکے کے خواب سو ہوگی وہ مثال عورت مذکورہ کے واسطے اور پہلے گذرچکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلیم کو بہشت مین دیکھا اور حالانکہ وہ اُس وقت زندہ تھی مین سو اسکی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ بہشتیون سے ہے واسطے قول جمہور اہل تعبیر کے کہ جو دیکھے خواب مین

کہ وہ بہشت مین داخل ہوا تو وہ بہشت مین داخل ہوگا پھر کیا حال ہے جبکہ ہو دیکھنے والا اسکو
سچا سب خلق سے اور مراد وضو سے ستھرائی اسکی ہے حسا معنے اور پاک ہونا اسکا جسما و حکما
(فتح) **حَدَّثَنِیْ** عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ
عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ فَاِذَا اَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَھَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ ھٰذَا فَقَالُوْا لِرَجُلٍ
مِنْ قُرَیْشٍ فَمَا مَنَعَنِیْ اَنْ اَدْخُلَہٗ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِلَّا مَا اَعْلَمُ مِنْ غَیْرَتِکَ قَالَ
وَعَلَیْکَ اَغَارُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ **ترجمہ** جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین بہشت مین داخل ہوا یعنے خواب مین سونا گہان مینے سونے کا
ایک محل دیکھا سو مینے کہا کہ یہ کس کا محل ہے فرشتون نے کہا کہ ایک قریشی مرد کا سو نہ منع
کیا مجکو اُس مین داخل ہونے سے اے خطاب کے بیٹے مگر جو مجھکو معلوم ہے تیری غیرت
سے عمر رض نے کہا کہ یا حضرت کیا آپ پر بہی مجھکو غیرت آتی **ف** حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے معلوم کیا تھا کہ وہ عمر رض ہے یا قرائن سے یا وحی ..... سے (فتح) **بَابُ**
اَلْوُضُوْءِ فِی الْمَنَامِ خواب مین وضو کرنا **ف** کہا اہل تعبیر نے کہ خواب مین وضو کرنا وسیلہ
ہے طرف بادشاہ کی یا عمل کی پہر اگر اُسکو خواب مین پورا کرے تو حاصل ہوتی ہے مراد
اُسکی بیداری مین اور اگر دشوار ہو ساتھ عاجز ہونے پانی کے مثلاً یا وضو کرے ساتھ اُسکے
جس سے نماز جائز نہین تو نہین اور وضو واسطے خوف کرنے والے کے امان ہے اور دلالت
کرتا ہے اوپر حاصل ہونے ثواب اور رفع خطایا کے (فتح) **حَدَّثَنَا** یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ
قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ
اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا
اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّۃِ فَاِذَا امْرَاَۃٌ تَتَوَضَّاُ اِلٰی جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ ھٰذَا
الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ فَذَکَرْتُ غَیْرَتَہٗ فَوَلَّیْتُ مُدْبِرًا فَبَکٰی عُمَرُ وَقَالَ عَلَیْکَ بِاَبِیْ
وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَغَارُ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ جس حالت مین کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تھا کہ مینے اپنے تئین بہشت کے
اندر دیکھا سو ناگہان وہان ایک عورت ہے کہ ایک محل کی جانب مین وضو کرتی ہے سو مینے
کہا کہ یہ کس کا محل ہے فرشتون نے کہا کہ عمر کا محل ہے سو مجھکو عمر رض کی غیرت یاد پڑی تو مین پیٹھ

آیا پشت دیگر تو عمر فاروق رضی روسنے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت کیا آپ پر مجھکو غیرت
آتی میرے ماں باپ آپ پر قربان **بَابُ الطَّوَافِ بِالْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ** خواب میں جانے
کعبے کا طواف کرنا ف کہا اہل تعبیر نے کہ جانے کعبے کا طواف دلالت کرتا ہے اوپر
حج کے اور اوپر نکاح کرنے کے اور اوپر حاصل ہونے امر مطلوب کے امام سے اور اوپر نیکی ماں
باپ کے اور اوپر خدمت عالم کے (فتح) **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ
الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ
سَبِطُ الشَّعَرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ
أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ
قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ وَابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ
مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے تئیں دیکھا جانے کعبے کا طواف کرتا
ہوں سو ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد ہے گندم گوں سیدھے بال والا دو مردوں کے درمیان
اسکے سر پانی ٹپکتا ہے سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے تو فرشتوں نے کہا کہ یہ مریم کا بیٹا
ہے پھر میں نے ادہر ادہر دیکھا سو ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد ہے سرخ رنگ بڑے جسم والا
گھنگر الے بال والا داہنی آنکھ کانا اسکی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے
فرشتوں نے کہا کہ یہ دجال ہے سب لوگوں سے زیادہ مشابہ اسکے ساتھ ابن قطن ہے اور ابن
قطن ایک مرد ہے بنی مصطلق سے قوم خزاعہ سے **بَابُ إِذَا أَعْطَى فَضْلَهُ غَيْرَهُ فِي النَّوْمِ**
خواب میں جب اپنا جھوٹا کسی غیر کو دیوے تو اسکا کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ
حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ
عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ
أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ عُمَرَ قَالُوا
فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْعِلْمَ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھکو دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا سو
میں نے اس سے پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تازگی اور تراوت جاری ہوتی ہے پھر میں نے

جہوٹھا عمر رض کو دیا لوگون نے کہا یا حضرت آپنے اسکی کیا تعبیر کی فرمایا علم **ف** اور مراد دریئی سے دودہ ہے (فتح) **باب** الْأَمْنِ وَذَهَابِ الرَّوْعِ فِي الْمَنَامِ خواب مین امن کا حاصل ہونا اور خوف کا دور ہونا **ف** جو خواب مین اپنے تئین خوف کرنے والا دیکھے تو وہ امن مین رہیگا اور اگر بالعکس ہو تو بعکس **حدثنا** عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُصُّونَهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَأَنَا غُلَامٌ حَدِيثُ السِّنِّ وَبَيْتِي الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ أَنْكِحَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَوْ كَانَ فِيكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتَ مِثْلَ مَا يَرَى هٰؤُلَاءِ فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ لَيْلَةً قُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَأَرِنِي رُؤْيَا فَبَيْنَمَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَنِي مَلَكَانِ فِي يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ يُقْبِلَانِ بِي وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُو اللّٰهَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ أُرَانِي لَقِيَنِي مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ لِي لَمْ تُرَعْ نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ لَوْ تُكْثِرُ الصَّلٰوةَ فَانْطَلَقُوا بِي حَتّٰى وَقَفُوا بِي عَلٰى شَفِيرِ جَهَنَّمَ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ لَهُ قُرُونٌ كَقَرْنِ الْبِئْرِ بَيْنَ كُلِّ قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ وَأَرٰى فِيهَا رِجَالًا مُعَلَّقِينَ بِالسَّلَاسِلِ رُؤُوسُهُمْ أَسْفَلَهُمْ عَرَفْتُ فِيهَا رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ فَانْصَرَفُوا بِي عَنْ ذَاتِ الْيَمِينِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقَالَ نَافِعٌ لَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ **ترجمہ** ابن عمر سے روایت ہے کہ بعضے مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے خواب دیکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین تو اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے تھے سو اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے جو اللہ تعالی نے چاہا اور مین لڑکا کم عمر تھا اور میرا گہر مسجد تھا یعنے مین مسجد مین رہتا تھا نکاح کرنے سے پہلے سو مین نے اپنے جی مین کہا کہ اگر تجھ مین نیکی ہوتی تو تو خواب دیکھتا جیسے یہ لوگ دیکھتے ہین سو جب مین ایک رات لیٹا تو مین نے کہا الٰہی اگر تو مجھ مین نیکی جانتا ہے تو مجھ کو خواب دکھلا سو جس حالت مین کہ مین اسی طرح تھا کہ ناگہان دو فرشتے میرے پاس آئے دونو مین سے ہر ایک کے ہاتھ مین لوہے کا ایک گرز تہا میری طرف متوجہ تھے اور مین دونو کے درمیان تہا اللہ تعالے کے

دعا کرتا تھا الٰہی مین تیری پناہ مانگتا ہون دوزخ سے پہر مینے اپنے تئین دیکھا کہ ایک فرشتہ
مجھے سے ملا اُسکے ہاتھ مین لوہے کا ایک گرز ہے تو اُس نے مجھہ سے کہا کہ مت ڈر تو اچھا مرد ہے
اگر تو بہت نماز پڑہا کرے سو وے مجھکو لیچلے یہانتک کہ اُنہون نے مجھکو دوزخ کے کنارے
پر کہڑا کیا اُسکا مُنہہ گول تھا جیسے کنوآن گول ہوتا ہے اُسکے واسطے قرن ہین جیسے کنوئین کے
قرن ہوتے ہین ہر دو قرن کے درمیان ایک فرشتہ ہے اُسکے ہاتھ مین لوہے کا ایک گرز ہے
اور مین نے اسمین مردون کو دیکھا زنجیرون سے لٹکے اُنکے سر نیچے کی طرف تہے یعنے اُلٹے لٹکی تہی
مین نے اُسمین چند قریشی مردون کو پہچانا سو وہ فرشتے مجھکو لے پہرے داہنی طرف سے سو مین نے
یہ خواب اپنی بہن حفصہؓ سے بیان کیا حفصہؓ نے اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا سو
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر عبداللہ نیک مرد ہے سو نافع نے کہا سو ہمیشہ رہے
عبداللہ اُسکے بعد بہت نماز پڑہتے یعنے اُسکے بعد رات کو تہجد کی نماز بہت پڑہتے تہے **ف** مراد قرون
سے کوئین کی دونو جانب ہین جو پتہرون سے بنائی جاتی ہین اُنپر لکڑی رکہی جاتی ہے اور
عادت ہے کہ ہر کوئین کے دو قرن ہوتے ہین کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعضی
خواب تعبیر کی محتاج نہین ہوتی اور یہ کہ جو تعبیر اُسکی خواب مین کی جاوے وہی تعبیر اُسکی بیداری
مین ہے اسواسطے کہ جو فرشتے نے اُسکی تعبیر کہی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے
زیادہ نہ کہی یعنے جو آخر حدیث مین فرمایا کہ عبداللہ نیک مرد ہے اور اسمین واقع ہونا وعید کا ہے
اوپر ترک سنتون کے اور جواز وقوع عذاب کے اوپر اُسکے مین کہتا ہون اور وہ مشروط ہے
ساتھ ہمیشگی کرنے کے ترک پر اسواسطے منہہ پہیرنے کے اُس سے پس وعید اور تعذیب تو واقع
ہولی ہے محرم پر اور وہ ترک ہے ساتھ قید اعراض کے اور یہ کہ اصل تعبیر پیغمبرون کی طرف
سے ہے اسیواسطے ابن عمرؓ نے تمنا کی کہ خواب دیکھے کہ اُسکی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تعبیر کرین تاکہ ہو یہ اُسکے نزدیک اصل اور تصریح کی ہے اشعری نے ساتھ اسکے کہ اصل تعبیر
توقیف سے ہے پیغمبرون کی طرف سے اور اُنکی زبانون پر کہا ابن بطال نے کہ لیکن جو وارد ہوا
ہے پیغمبرون سے بیچ اسکے اگرچہ اصل ہے سو نہین عام ہے تمام خوابون کو سو ضرور ہے واسطے
حاذق اس فن کے یہ کہ استدلال کرے ساتھ حسن نظر اپنی کے سو رد کرے اُس خواب کو جسپر
نص نہین طرف حکم تمثیل کی اور اُسکے واسطے حکم کرے ساتھ نسبت صحیح کے سو اُسکو اصل ٹہراوے
اور اُسکے غیر کو اُسکے ساتھ ملحق کرے .... جیسا فقیہ کرتا ہے اور یہ کہ جائز ہے رات

رہنا مسجد میں اور شروع ہونا نیابت کا بیچ بیان کرنے خواب کے اور ادب ابن عمر کا ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ڈرنا آپ سے کہ خود اپنا خواب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا اور فضیلت قیام اللیل کی (فتح) **بَابُ الْاَخْذِ عَلَی الْیَمِیْنِ فِی النَّوْمِ** خواب میں داہنی طرف چلنا **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِیْ عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکُنْتُ اَبِیْتُ فِی الْمَسْجِدِ وَکَانَ مَنْ رَاٰی مَنَامًا قَصَّہٗ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ لِیْ عِنْدَکَ خَیْرٌ فَاَرِنِیْ مَنَامًا یُعَبِّرُہٗ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنِمْتُ فَرَاَیْتُ مَلَکَیْنِ اَتَیَانِیْ فَانْطَلَقَا بِیْ فَلَقِیَھُمَا مَلَکٌ اٰخَرُ فَقَالَ لِیْ لَمْ تُرَعْ اِنَّکَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَانْطَلَقَا بِیْ اِلَی النَّارِ فَاِذَا ھِیَ مَطْوِیَّۃٌ کَطَیِّ الْبِئْرِ وَاِذَا فِیْھَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَھُمْ فَاَخَذَا بِیْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ ذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِحَفْصَۃَ فَزَعَمَتْ حَفْصَۃُ اَنَّھَا قَصَّتْھَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ کَانَ یُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ مِنَ اللَّیْلِ قَالَ الزُّھْرِیُّ وَکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بَعْدَ ذٰلِکَ یُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ مِنَ اللَّیْلِ **ترجمہ** ابن عمر رضی سے روایت ہے کہ میں نوجوان لڑکا تھا کنوارا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سو میں رات کو مسجد میں رہتا تھا اور جو آدمی خواب دیکھتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتا تھا سو میں نے کہا الٰہی اگر میرے واسطے تیرے پاس کچھ نیکی ہے تو مجھکو خواب دکھلا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی تعبیر فرماویں سو میں سویا سو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے سو مجھکو لے چلے سو ایک اور فرشتہ انکو ملا تو اس نے مجھ سے کہا کہ مت ڈر مقرر تو نیک مرد ہے سو دو نو مجھکو دوزخ کی طرف لے گئے سو نا گہاں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ گول ہے جیسے کنواں گول ہوتا ہے اور نا گہاں اسمیں لوگ ہیں کہ میں نے بعضوں کو پہچانا سو دو نو مجھکو داہنی طرف لے چلے سو جب میں نے صبح کی تو میں نے یہ خواب حفصہ رضی سے ذکر کیا تو حفصہ رضی نے کہا کہ اس نے اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر عبداللہ نیک مرد ہے اگر رات کو بہت نماز پڑھا کرتا کہا زہری نے اور عبداللہ اسکے بعد رات کو بہت نماز پڑھا کرتے تھے **ف** اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو خواب میں داہنی طرف چلے اسکی تعبیر یہ ہے کہ وہ داہنی طرف والوں میں سے ہیں

باب القدح فی النوم خواب میں پیالہ دیکھنا **ف** کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں پیالہ
دیکھنا عورت سے صحبت سوا اور پیالہ بلور کا دلالت کرتا ہے اوپر ظاہر ہونے مخفی چیزوں کے
اور چاندی سونیکا پیالہ ثنا نیک ہے **حدثنا** قتیبۃ بن سعید قال حدثنا اللیث
عن عقیل عن ابن شہاب عن حمزۃ بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت منہ ثم
اعطیت فضلی عمر بن الخطاب قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم **ترجمہ**
عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت
میں کہ میں سوتا تھا کہ دودھ کا ایک پیالہ میرے آگے لایا گیا سو میں نے اس سے پیا پھر میں نے اپنا جوٹھا
عمر بن خطاب کو دیا اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرت آپ نے اسکی کیا تعبیر کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا علم **باب** اذا طار الشیء فی المنام جب خواب میں کوئی چیز اڑے یعنے
جسکا اڑنا پیدائشی ہو **ف** کہا اہل تعبیر نے کہ جو خواب میں دیکھے کہ اڑتا ہے سو اگر آسمان
کی طرف بغیر عروج کے تو پہنچیگا اسکو ضرر اور اگر غائب ہوا آسمان میں اور نہ پھری تو وہ
مرجاوے گا اور اگر رجوع کرے تو بیماری سے ہوش میں آئیگا اور اگر چوڑا اڑے تو سفر
کریگا اور پہنچے گا رتبے کو بقدر اڑنے کے سو اگر اڑنا بازو سے ہو تو وہ مال ہے یا بادشاہ
جو اپنے پر سے میں سفر کرے اور اگر بدون بازو کے ہو تو دلالت کرتا ہے اوپر تغریر
کے اس چیز میں کہ داخل ہو بیچ اسکے (فتح) **حدثنا** سعید بن محمد قال حدثنا
یعقوب بن ابراہیم قال حدثنا ابی عن صالح عن ابن عبیدۃ بن نشیط قال قال
عبید اللہ بن عبد اللہ سألت عبد اللہ بن عباس عن رؤیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم التی ذکر فقال ابن عباس ذکر لی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
بینا انا نائم اریت انہ وضع فی یدی سواران من ذہب ففظعتہما وکرہتہما فاذن لی
فنفختہما فطارا فاولتہما کذابین یخرجان فقال عبید اللہ احدہما العنسی الذی
قتلہ فیروز بالیمن والآخر مسیلمۃ **ترجمہ** عبید اللہ رض سے روایت ہے کہ میں نے ابن
عباس رض سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب پوچھا جو آپ نے ذکر کیا تو ابن عباس رض نے
کہا کہ میرے واسطے ذکر کیا گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں
سوتا تھا کہ مجھکو نظر آیا کہ سونے کے دو کنگن میرے دونو ہاتھ میں ڈالے گئے سو میں نے انکو

کاٹ ڈالا اور برا جانا سو مجھکو حکم ہوا سو میںنے انکو پھونک مارا سو وے اڑ گئے سو میںنے دونو کنگنون کی
تعبیر اُن دو جھوٹون سے کی جو نکلین گے یعنے ظاہر ہونگے کہا عبید اللہ نے کہ ایک تو عنسی ہے
جسکو فیروز نے یمن مین قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے ف کہا مہلب نے کہ یہ خواب اپنے طور
پر نہین اور سوا اسکے کچھ نہین کہ وہ ایک مثال ہے اور سوا اسکے کچھ نہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے دونو کنگنون کی تعبیر دو جھوٹون سے کی اسواسطے کہ جھوٹ رکھتا ہے چیز کا بیجا اور اسی طرح جھوٹا
رکھتا ہے خبر کو اپنی غیر جگہہ مین سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونو ہاتھ مین سونے کی
دو کنگن دیکھے اور حالانکہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس سے نہین اسواسطے کہ وہ عورتون
کا لباس ہین اس سے پہچانا گیا کہ عنقریب ظاہر ہوگا جو پیغمبری کا دعوے کرے گا اور نیز سونے کا
لباس منع ہے تو اسمین دلیل ہے اُنکے جھوٹ پر اور موکد ہوا یہ ساتھ اسکے کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو حکم ہوا اُنمین پھونک مارنے کا سو دونو اُڑ گئے سو اس سے پہچانا گیا کہ ان دونو کا امر
ثابت نہین رہیگا اور یہ کہ وحی ...... کا کلام جو آپکے پاس آیا انکو دور کر دیگا اور پھونک مارنا دلالت
کرتا ہے کلام پر الخ اور مسیلمہ کذاب کا حال اور اُسکا قتل ہونا جنگ احد مین بیان ہو چکا ہے کہا
کرمانی نے کہ اسود عنسی کو ذوالحمار کہا جاتا تہا اسواسطے کہ اُس نے گدہے کو سکہلایا ہوا تہا کہ جب وہ
اُسکو کہتا سجدہ کر تو وہ اپنے سر کو جہکاتا تہا کہا ابن عربی نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسیلمہ
اور عنسی کے بطلان کی توقع تہی سو محمول کیا خواب کو ان دونو پر تاکہ ہوا خراج خواب کا دونو
پر اسواسطے کہ جب خواب کی تعبیر کہی جاوے تو واقع ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ وحی ......
سے ہوا اور اول بات قوی تر ہے اور سونے کے کنگن ہونے مین اشارہ ہے طرف دور ہونے
اور معدوم ہونے اُنکے امر کی اسواسطے کہ ذہب کے معنے ہین جانا رہنا (فتح) **باب** اِذَا رَأَی بَقَرًا
تُنْحَرُ یعنے جب خواب مین دیکھے گائے ذبح کی جاتی تو اُسکی کیا تعبیر ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ
قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدٍ عَنْ جَدِّہٖ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اُرَاہُ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اُھَاجِرُ مِنْ مَکَّۃَ اِلٰی اَرْضٍ بِھَا نَخْلٌ فَذَھَبَ
وَھْلِیْ اِلٰی اَنَّھَا الْیَمَامَۃُ اَوْ ھَجَرُ فَاِذَا ھِیَ الْمَدِیْنَۃُ یَثْرِبُ وَرَاَیْتُ فِیْھَا بَقَرًا وَاللّٰہُ خَیْرٌ فَاِذَا
ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ اُحُدٍ وَاِذَا الْخَیْرُ مَا جَاءَ اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْخَیْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِیْ
اَتَانَا اللّٰہُ بَعْدُ یَوْمَ بَدْرٍ **ترجمہ** ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ مین ہجرت کرتا ہون مکے سے اُس زمین کی طرف جہان کھجور

کے درخت ہین سو میرا خیال یمامہ یا ہجر کی طرف گیا سو حقیقت مین ہجرت کا مقام تو مدینہ نکلا اور مینے خواب مین گائے دیکھی قسم ہے اللہ تعالے کی خیر سو ناگہان کیا دیکھتا ہون کہ وہ شہید ہونا مسلمانون کا ہے جنگ احد کے دن اور ناگہان خیر وہ چیز ہے جو لایا اللہ خیر اور ثواب صدق سے جو دیا ہمکو اللہ تعالے نے بعد دن جنگ بدر کے **ف** احمد اور نسائی اور دارمی نے جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے اپنے تئین دیکھا کہ مین مضبوط زرہ مین ہون اور مینے دیکھی خواب مین گائے جو ذبح کیجاتی ہے سو مین نے تعبیر کی زرہ مضبوط سے مدینہ اور گائے ذبح کرنا قسم ہے اللہ تعالے کی خیر ہے اور باب کی حدیث مین اگرچہ گائے کے ذبح کرنیکا ذکر نہین لیکن بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اور نہین ذکر کیا اُسکو باب مین واسطے نہونے اُسکے کے بخاری کی شرط پر کہا اہل تعبیر نے کہ گائے کو خواب مین دیکہنا کئی وجہ سے ہے اگر ایک گائے ہو تو اُسکی تعبیر عورت اور خادم اور زمین ہے اور یہ جو کہا کہ بعد جنگ بدر کے تو مراد ما بعد سے فتح ہونا خیبر کا ہے پہر مکے کا اور منصوب ہونا یوم کا یعنے جو لایا اللہ تعالے بعد بدر ثانی کے مسلمانون کے دل ثابت رکہنے سے اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ مراد ساتھ خیر کے غنیمت ہو اور بعد یعنے بعد خیر کے اور خیر اور ثواب دونو جنگ بدر مین حاصل ہوئے تہے مین کہتا ہون اور اس سیاق مین اشعار ہے ساتھ اسکے کہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حدیث مین واللہ خیر منجملہ خواب کے ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ مراد ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب مین گائے دیکھی اور خیر دیکھی سو تاویل کیا گائے کو اُن اصحاب پر جو جنگ احد کے دن قتل ہوئے اور تاویل کیا خیر کو اس چیز پر کہ حاصل ہوئے اُنکے واسطے ثواب صدق سے لڑنے مین اور صبر کرنے سے جہاد پر جنگ بدر کے دن اور جو اُسکے بعد ہے فتح مکہ تک اور بنابر اُسکے پس مراد ساتھ بعدیت کے نہین خاص ہے ساتھ اُس چیز کے جو درمیان بدر اور احد کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد بدر سے بدر موعد ہو نہ جنگ مشہور جو سابق ہے احد سے اسواسطے کہ بدر موعد جنگ احد کے بعد تھا اور نہین واقع ہوئی ہے اُسمین لڑائی اور جب مشرکین جنگ احد سے پہرے تو اُنہون نے کہا کہ تمہارے وعدہ کی جگہہ آئندہ سال بدر ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئندہ سال کو بدر کی طرف نکلے اور مشرکین وہان حاضر نہوئے سو اُسکا نام بدر موعد کہا گیا سو اشارہ کیا ساتھ صدق کے اس طرف کہ اُنہون نے اپنا وعدہ سچا کیا اور وعدہ خلاف نہ کیا تو خدا تعالے نے اُنکو ثواب دیا

اسیر ساتھ اسکے جو فتح کیا اُنپر بعد اسکے قریظہ اور خیبر سے اور جو اسکے بعد ہے واللہ اعلم (فتح)

باب النفخ فی المنام خواب میں پھونک مارنا **ف** کہا اہل تعبیر نے کہ پھونک مارنے کی تعبیر کلام ہے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ اسکے دور کرنا اُس چیز کا ہے جو پھونک ماری گئی بغیر تکلف شدید کے واسطے سہل ہونے پھونک مارنے کے پھونک مارنے والے پر اور خدا تعالے نے دونو جھوٹوں کو ہلاک کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلام سے (فتح) **حدثنی** اسحاق بن ابراهیم الحنظلی قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا به ابو هریرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال نحن الآخرون السابقون وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم بینا انا نائم اذ اوتیت خزائن الارض فوضع فی یدی سواران من ذهب فکبرا علی واهمانی فاوحی الی ان انفخهما فنفختهما فاولتهما الکذابین الذین انا بینهما صاحب الیمامة **ترجمہ** ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں آخرت میں آگے ہونگے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا ناگہاں زمین کے خزانے میرے سامنے کیے گئے تو سونے کے دو کنگن میرے دونو ہاتھ میں ڈالے گئے سو مجھ پر بہت بھاری پڑے اور انہوں نے مجھکو غم اور تشویش میں ڈالا تو مجھکو حکم ہوا کہ انکو پھونک مار سو میں نے انکو پھونک مار دیا تو وہ جاتے رہے سو میں نے اُن دونو کنگنوں کی تعبیر کی ان دونو جھوٹوں سے جنکے درمیان میں ہوں صنعا والا اور یمامہ والا **ف** کہا خطابی نے کہ مراد ساتھ خزانوں کے وہ چیز ہے جو فتح ہوئی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر غنیمتوں سے کسرے اور قیصر وغیرہ کے خزانوں سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ خزانوں کے چاندی اور سونے کی کانیں ہیں اور کہا اسکے غیر نے کہ مراد اُس سے عام تر ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھار واس واسطے معلوم ہوئے کہ سونا عورتوں کا لباس ہے اور مردوں پر حرام ہے اور پھونک مارنے میں اشارہ ہے طرف حقارت اُنکی کی اور مراد حقارت معنوی ہے نہ حسی اور مراد اڑ جانے سے یہ ہے کہ انکا امر نابود ہو جاویگا اور کہا بعضوں نے کہ کنگن کفار بادشاہوں کا لباس ہے کہا قرطبی نے کہ مناسبت اس تاویل کی واسطے اس خواب کے یہ ہے کہ اہل صنعا اور اہل یمامہ مسلمان ہوئے تھے تو گویا کہ وہ اسلام کے دو بازو تھے سو جب دونو میں دو جھوٹے ظاہر ہوئے اور ان لوگو کو ورغلایا اپنی ملمع باتوں اور جھوٹے دعوے سے تو بہت لوگوں نے اسکے ساتھ دھوکا کھایا تو دونو ہاتھ بجائے دو شہروں کے ہوئے اور دو کنگن بجائے دو جھوٹوں کے اور ظاہر حدیث کا یہ ہے

جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خواب بیان کی اُس وقت وہ دونو موجود تھے مسیلمہ
کذاب نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں پیغمبری کا دعوے کیا لیکن نہ بڑھی شوکت اُس کی
اور نہ واقع ہوئی لڑائی اُس سے مگر صدیق اکبر کے زمانے میں سو صدیق رضہ کی خلافت میں مارا گیا
اور اسود عنسی نے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں پیغمبری کا دعوے کیا اور اسکی شوکت
بڑھی ہوئی اور مسلمانوں سے اُسکی لڑائی ہوئی یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں مارا
گیا کہا ابن عربی نے کہ احتمال ہے کہ یہ تعبیر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی ...... سے کی
ہو اور احتمال ہے کہ فال لینے کے واسطے کی ہو (فتح) **باب** إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ
مِنْ كُوَّرَةٍ فَاسْكَنَهُ مَوْضِعًا اٰخَرَ جب دیکھے کہ اُس نے ایک گوشے سے چیز نکالی اور دوسری
جگہہ رکھی **حَدَّثَنَا** إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ
بِلَالٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ
وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَتَأَوَّلْتُهَا أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک کالی عورت دیکھی جسکے سر کے بال پریشان
تھے مدینے سے نکلی یہانتک کہ مہیعہ میں جا کر اُتری تو میں نے اُسکی تعبیر یہ کی کہ مدینے کی وبا مہیعہ میں
ڈالی گئی **ف** مہیعہ جحفہ کا نام ہے جو مدینے سے چھ کوس ہے وہاں یہودی رہتے تھے مدینے میں
اکثر وبا رہتی تھی جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اور یہ خواب دیکھی تو وہاں سے وبا جاتی
رہی اور ایک روایت میں ہے کہ نکالی گئی مدینے سے اور سکونت کرائی گئی جحفہ میں اور یہی ہے موافق
واسطے ترجمہ کے اور ظاہر ترجمہ کا یہ ہے کہ فاعل اخراج کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور گویا کہ منسوب
کیا گیا نکالنا طرف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے
واسطے دعا کی کہا مہلب نے کہ یہ خواب قسم خواب معبرہ سے ہے اور وہ وہ ہے جسکے ساتھ مثال بیان
کی جاوے اور وجہ تمثیل کی یہ ہے کہ جیر آگیا اسم سودا سے بدی اور بیماری کو پس تاویل کیا گیا نکلنا
اُسکا ساتھ اُس چیز کے کہ جمع کرے اُسکے اسم کو اور اُسکے بال پریشان ہونے کی تعبیر کی ساتھ
اسکے کہ جو فتنہ فساد اُٹھاوے وہ مدینے سے خارج ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ بال پریشان
ہونے کے تپ ہی اسواسطے کہ وہ جوش دلاتا ہے بدن کو ساتھ کھڑا کرنے رونگٹے کے خاصکر جبکہ
سودا سے ہو (فتح) **باب** الْمَرْأَةِ السَّوْدَاءِ باب ہے کالی عورت کے بیان میں یعنے جو خواب

خواب مین دیکھے **حدثنا** محمد بن ابی بکر المقدمی قال حدثنا فضیل بن سلیمان قال حدثنا موسیٰ بن عقبة قال حدثنی سالم بن عبد الله عن عبد الله بن عمر فی رؤیا النبی صلی الله علیه وسلم فی المدینة رایت امرأة سوداء ثائرة الراس خرجت من المدینة حتی نزلت بمهیعة فاولتها ان وباء المدینة نقل الی مهیعة وهی الجحفة **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب مدینے کے بیان مین کہ مین نے خواب مین ایک کالی عورت دیکھی جسکے سر کے بال پریشان تھے مدینے سے نکلی یہانتک کہ مہیعہ مین جا کر اتری تو مین نے اسکی تعبیر یہ کی کہ مدینے کی وبا مہیعہ مین ڈالی گئی اور وہ جحفہ ہے **باب** المرأة الثائرة الراس خواب مین پریشان بال والی عورت کو دیکھنا **حدثنا** ابراهیم بن المنذر قال حدثنی ابو بکر بن ابی اویس قال حدثنی سلیمان عن موسیٰ بن عقبة عن سالم عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال رایت امرأة سوداء ثائرة الراس خرجت من المدینة حتی نزلت بمهیعة وهی الجحفة فاولت ان وباء المدینة نقل الیها **ترجمہ** اسکا ترجمہ وہی ہے جو پہلے گذرا **باب** اذا رای انه هز سیفا فی المنام جب خواب مین دیکھے کہ اس نے تلوار کو ہلایا **حدثنی** محمد بن العلاء قال حدثنا ابو اسامة عن برید بن عبد الله بن ابی بردة عن جده ابی بردة عن ابی موسیٰ اراه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال رایت فی رؤیای انی هززت سیفا فانقطع صدره فاذا هو ما اصیب من المؤمنین یوم احد ثم هززته اخری فعاد احسن ما کان فاذا هو ما جاء الله به من الفتح واجتماع المؤمنین **ترجمہ** ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے خواب مین تلوار کو ہلایا تو وہ سینے سے ٹوٹ گئی تو اسکا انجام مسلمانون کی شہادت ہوئی جنگ احد مین پھر مین نے تلوار کو دوسری بار ہلایا تو پھر ثابت ہو گئی آگے سے اچھی سے تو اسکا انجام یہ ہوا کہ خدا تعالےٰ نے فتح نصیب کی اور مسلمانون کی جماعت قائم ہوئی یعنے جنگ احد کے بعد خیبر اور مکہ فتح ہوا اور اسلام کے لشکر نے زور پکڑا

ف یہ حدیث ضرب المثل ہے اور مراد تلوار سے اصحاب ہین اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے ساتھ حملہ کرتے تھے اور مراد ہلانے سے حکم کرنا ہے انکو ساتھ لڑائی کے اور مراد ٹوٹ جانے سے قتل ہونا انکا ہے اور مراد دوسری بار ہلانے اور پھر بدستور ہونے سے جمع ہونا ان کا اور فتح پانا اور پر انکے کہا اہل تعبیر نے کہ جو تلوار پاوے خواب مین تو وہ بادشاہی پاویگا یا حکومت

یا دیگا یا امانت یا بی بی یا اولاد اور اگر تلوار کو میان کرے تو وہ نکاح کریگا اور اگر کسی شخص کو مارے
تو اسکی عیب جوئی کریگا اور اگر خواب میں دیکھے کہ کسی سے لڑتا ہے اور اسکی تلوار اُس سے لمبی ہے
تو وہ اُسپر غالب ہوگا اور جو بڑی تلوار دیکھے وہ فتنہ ہے (فتح) **باب** مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ جو خواب
میں جھوٹ بولے یعنے جو بے دیکھے اپنی طرف سے بناکر خواب بیان کرے تو وہ مذموم ہے **حَدَّثَنَا**
عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنِ
اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَوْ يَفِرُّونَ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ قَالَ سُفْيٰنُ وَصَلَهُ لَنَا أَيُّوبُ
وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ كَذَبَ
فِي رُؤْيَاهُ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرُّمَّانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ
صَوَّرَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنِ اسْتَمَعَ **ترجمہ** ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو بے دیکھے اپنی طرف سے بناکر خواب بیان کرے تو اسکو یہ حکم ہوگا کہ دو جو کو گرہ دیکر جوڑے
اور یہ ہرگز نہ کرسکیگا یعنے نہ دو جو میں گرہ پڑ سکیگی نہ اُس سے عذاب موقوف ہوگا اور جو کان لگاوے قوم
کی بات سُننے کے واسطے اور اسکا سُننا اُنکو بُرا لگتا ہو یا وے اُس سے بھاگتے پھرتے ہوں تو اُسکے دونو کان
میں پگھلا شیشہ ڈالا جاویگا قیامت کے دن اور جو کسی جاندار کی تصویر بناوے تو اُسکو عذاب ہوگا
اور اسکو حکم ہوگا کہ اُسمیں جان ڈالے اور حالانکہ وہ اُسمیں جان نہ ڈال سکیگا کہا سفیان نے
موصول کیا ہے اُسکو ہمارے واسطے ایوب نے اور کہا قتیبہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو عوانہ نے
عکرمہ ابو ہریرہ سے قول اُسکا جو اپنی خواب میں جھوٹ بولے الخ **ف** جو خواب میں جھوٹ بولے کہا طبری
نے سوائے اسکے کچھ نہیں کہ سخت وارد ہوئی ہے وعید بیچ اسکے باوجود اسکے کہ جاگتے جھوٹ بولنا کبھی سخت تر ہوتا
ہے اُس سے فساد میں اسواسطے کہ کبھی ہوتی ہے شہادت قتل میں یا حد میں یا مال کے لینے میں
اسواسطے کہ خواب میں جھوٹ بولنا خدا تعالے پر جھوٹ بولنا ہے کہ خدا تعالے نے اُسکو خواب
دکھلایا جو اُس نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالے پر جھوٹ بولنا سخت تر ہے جھوٹ بولنے سے خلق پر
اسواسطے کہ جب خواب ایک حصہ پیغمبری کا اور جو پیغمبری کا حصہ ہے وہ خدا تعالے کی طرف سے ہے
اور استدلال کیا ہے ساتھ اسکے اشعریہ نے کہ اسپر کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے اور جو اس کو
منع کرتے ہیں انکی دلیل یہ قول خدا تعالے کا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور حمل کیا ہے انہوں نے

اسکو امور دنیا پر اور حق یہ ہے کہ تکلیف مذکور حدیث مین وہ تکلیف مصطلح نہین بلکہ مراد اس سے
تعذیب ہے علی الدوام اور یہ جو قید کی کہ اسکا سننا انکو برا لگتا ہو تو مستثنیٰ ہے اس سے جس سے وہ
راضی ہون یا پکارکر بات کیے ہون اور جو وہان بیٹھا ہو اسکو بلا قصد سنی کہ وہ اس وعید مین داخل
نہین اور حکمت اس وعید مین یہ ہے کہ اول جھوٹ بولنا ہے پیغمبری کی جنس پر اور دوسرے نے تنازع
کیا ہے خالق سے اسکی قدرت مین اور اسیطرح داخل ہے اس وعید مین وہ شخص جو سنی بات اس کی
جو اپنا دروازہ بند کیے اپنے گہر والون کے ساتھ بات چیت کرتا ہو اور اس حدیث مین ہے کہ جو بندگی
سے نکلے مستحق ہوتا ہے وہ عقوبت کا بقدر خروج اسکے کے اور یہ کہ جاہل اسمین اپنی جہالت سے معذور
نہین اور اسیطرح جو اسمین تاویل باطل کرے اسواسطے کہ حدیث مین فرق نہین کیا کہ اسکے حرام ہونے
کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ سوا اسکے نہین کہ نام رکہا ہے جہوٹی خواب کا حلم
اور اسکا نام رویا نہ رکہا اسواسطے کہ اس نے دعوے کیا کہ اس نے خواب دیکہا اور حالانکہ اس سپنے
کچھ نہین دیکہا سو ہوا کاذب اور جہوٹا اور جہوٹ سوا اسکے کچھ نہین کہ شیطان کی طرف سے ہے اور البتہ
فرمایا کہ حلم شیطان کی طرف سے ہے اور مناسبت وعید مذکور کی واسطے جہوٹ باندہنے والے
کی خواب مین اور واسطے مصور کے یہ ہے کہ خواب ایک مخلوق ہے خدا تعالے کی مخلوق سے اور
وہ صورت معنوی ہے سو اس نے اپنی جہوٹ سے صورت پیدا کی جو واقع مین نہین ہوئی جیسی کہ پیدا
کی ہے مصور نے وجود مین صورت جو حقیقت مین نہین اسواسطے کہ صورت حقیقی وہ ہے جسمین
روح ہو سو تکلیف دی گئی صاحب لطیف صورت یعنی جہوٹی خواب بنانے والے کو ساتھ امر لطیف کے اور وہ دو
جو کو جوڑنا ہے گرہ دیکر اور تکلیف دیگئی صورت کثیف یعنی تصویر بنانے والے کو ساتھ امر شدید کے اور
وہ یہ ہے کہ اس تصویر مین روح کو پہونکے اور واقع ہوئی ہے وعید ہر ایک کی دونوں سے ساتھ اسکی
کہ اسکو عذاب ہوگا یہانتک کہ کرے جسکی اسکو تکلیف دیگئی اور حالانکہ وہ اس کو نہین کر سکیگا سو
مراد اس سے یہ ہی کہ انکو ہمیشہ عذاب ہوا کریگا (فتح) **حدثنی** اِسْحَاقُ قَالَ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ
عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَنِ اسْتَمَعَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ صَوَّرَ نَحْوَهُ تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہی کہ جو کان لگاوے اور جو جہوٹی خواب اور
صورت بناوے مانند اسکی ابن عباس رض سے قول اسکا یعنی بعضے راویون نے اسکو ابن عباس رض پر موقوف
بیان کیا ہے **حدثنا** عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ
ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ اِنَّ اَفْرَے الْفِرٰی اَنْ یُرِیَ عَیْنَیْہِ مَالَمْ تَرَیَا **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب بہتانون سے بہت بڑا بہتان یہ ہی کہ اپنی آنکھون کو وہ چیز دکھلاوے جو انکھون نے نہین دیکھی یعنے جھوٹا خواب بنا کر کہے **ف** اور معنی نسبت خواب کی طرف آنکھہ کی باوجود یکہ انکھون نے کچھ نہین دیکھا یہ ہے کہ اس نے خبر دی دو تو آنکھون سے ساتھہ دیکھنے کے اور حالانکہ وہ جھوٹا ہے (فتح)

باب اِذَا رَاٰی مَا یَکْرَہُ فَلَا یُخْبِرْ بِھَا وَلَا یَذْکُرْھَا جب خواب مین دیکھے وہ چیز جو اسکو بری معلوم ہو تو اسکی خبر نہ دے اور نہ اسکو ذکر کرے

حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَبْدِ رَبِّہٖ بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَۃَ یَقُوْلُ لَقَدْ کُنْتُ اَرَی الرُّؤْیَا فَتُمْرِضُنِیْ حَتّٰی سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَۃَ یَقُوْلُ وَاَنَا کُنْتُ اَرَی الرُّؤْیَا فَتُمْرِضُنِیْ حَتّٰی سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرُّؤْیَا الْحَسَنَۃُ مِنَ اللّٰہِ فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ مَا یُحِبُّ فَلَا یُحَدِّثْ بِہٖ اِلَّا مَنْ یُحِبُّ وَاِذَا رَاٰی مَا یَکْرَہُ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّھَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَلْیَتْفِلْ ثَلٰثًا وَلَا یُحَدِّثْ بِھَا اَحَدًا فَاِنَّھَا لَا تَضُرُّہٗ **ترجمہ** ابو سلمہ رض سے روایت ہی کہ البتہ مین خواب دیکھتا تھا سو مجھکو بیمار کرتے تھے یہانتک کہ مین نے سنا ابو قتادہ رض سے کہتا تہا اور مین خواب دیکھتا تھا سو مجھکو بیمار کرتی یہانتک کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نیک خواب اللہ تعالی کی طرف سے ہے سو جب کوئی خواب دیکھے تو چاہیئے کہ خدا تعالی کی پناہ مانگے اسکی بدی سے اور شیطان کی بدی سے اور چاہیئے کہ تہوکے تین بار اور نہ بیان کرے کسی سے سو مقرر وہ اسکو ضرر نہ کریگی **ف** یہ جو کہا کہ نہ بیان کرے اسکو مگر اپنے دوست سی تو یہ اسواسطے کہ جب نیک خواب اپنے دشمن سے بیان کرے تو اسکی تعبیر کریگا ساتھ اسکے جو نہین چاہتا یا عداوت سے یا حسد سی سو کبھی واقع ہوتی ہے اوپر اس صفت کے یا جلدی کرتا ہے اپنے نفس کے واسطے اس سے غم سو اس سبب سے حکم فرمایا کہ دشمن سے خواب بیان نہ کرے (فتح)

حَدَّثَنِیْ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ حَمْزَۃَ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِیُّ عَنْ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یُحِبُّھَا فَاِنَّھَا مِنَ اللّٰہِ فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ عَلَیْھَا وَلْیُحَدِّثْ بِھَا وَاِذَا رَاٰی غَیْرَ ذٰلِکَ مِمَّا یَکْرَہُ فَاِنَّمَا ھِیَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَلْیَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّھَا وَلَا یَذْکُرْھَا لِاَحَدٍ فَاِنَّھَا لَنْ تَضُرَّہٗ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی خواب دیکھے جو اسکو اچھی معلوم ہو تو وہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے سو چاہیئے کہ اسپر خدا تعالی کا شکر کرے اور اسکو

م جو اس کو محبوب ہو سو نہ بیان کرے اس کو مگر جس سے محبت ہو اور جب بری خواب دیکھے

بیان کرے اور جب اسکے سوا اور خواب دیکھے جو اسکو بری معلوم ہو تو وہ تو شیطان کی طرف سے ہے سو چاہیئے کہ پناہ مانگے اسکی بدی سے اور نہ ذکر کرے اسکو کسی سے سو مقرر وہ اسکو ہرگز ضرر نہ کریگی **باب** مَنْ لَّمْ یَرَ الرُّؤْیَا لِاَوَّلِ عَابِرٍ اِذَا لَمْ یُصِبْ باب جو نہین دیکھتا تعبیر خواب کی اول تعبیر کرنے والے کے واسطے جبکہ ٹھیک بات نہ پاوے **ف** یہ اشارہ ہے طرف حدیث انس رض کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خواب کی تعبیر اول تعبیر کرنے والے کے واسطے ہے یعنے جسطرح وہ تعبیر کہے اسی طرح واقع ہوتا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکے واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اسکو ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے کہ خواب پرند کے پاؤن پر ہے جب تک کہ نہ تعبیر کی جاوے سو جب تعبیر کی جاوے تو واقع ہوتی ہے یعنی جس طرح اس نے تعبیر کی اور ایک روایت مین ہے کہ خواب واقع ہوتی ہے موافق تعبیر کے اور اسکی مثل ایک مرد کی مثل ہے جسنے اپنا پاؤن اٹھایا سو وہ انتظار کرتا ہے کہ کب رکھے سو اشارہ کیا بخاری نے اس طرف کہ یہ حکم مخصوص ہے ساتھ اسکے جبکہ تعبیر کرنے والا اپنی تعبیر مین ٹھیک بات پاجاوے اور لیا ہے اسکو بخاری نے اس سے جو باب کی حدیث مین واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رض سے فرمایا کہ تو نے بعضی ٹھیک تعبیر کہی اور بعضی جگہہ پر تو چوک گیا اس واسطے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ جس چیز مین صدیق رض چوک گئے تھے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو اسکے واسطے بیان کرتے تو اسکی وہی تعبیر صحیح ہوتی جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی تعبیر کرتے اور نہ اعتبار ہوتا پہلی تعبیر کا جسمین صدیق چوک گئے تھے کہا ابوعبید وغیرہ نے کہ یہ جو کہا کہ خواب کی تعبیر اول تعبیر کرنے والے کے واسطے ہے تو اسکے معنے یہ ہین کہ جب اول تعبیر کرنے والا عالم ہو پس تعبیر کرے اور ٹھیک بات پاجاوے والا ٹھیک بات اسکی ہے جو اسکے بعد تعبیر کرے اس واسطے کہ نہین ہے مدار مگر اوپر پانے ٹھیک بات کے خواب کی تعبیر مین تاکہ پہنچے ساتھ اسکے طرف اللہ تعالے کی مراد کی اس چیز مین جسکی خدا تعالے نے مثال بیان کی سو جب ٹھیک بات پاجاوے تو نہین لائق ہے کہ دوسرے سے پوچھے اور اگر ٹھیک بات نہ پاوے تو پھر دوسرے سے پوچھے اور لازم ہے اسپر کہ اسکی تعبیر کہے جو اسکے دل مین آوے اور بیان کرے جو اول کو معلوم نہوا مین کہتا ہون اور یہ تاویل نہین موافق ابورزین کی حدیث کو کہ جب خواب کی تعبیر کہی جاوے تو واقع ہوتی ہے مگر یہ کہ دعوے کیا جاوے کہ تعبیر مخصوص ہے ساتھ اسکے کہ اسکا تعبیر کرنے والا عالم مصیب ہو پس وارد ہوگا اسپر قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بری خواب مین

کہ نہ بیان کرے اسکو کسی سے اور حکمت اس نہی کی یہ ہے کہ اکثر اوقات وہ اسکی تعبیر بری کہتا ہے
ظاہر میں باوجود اس احتمال کے کہ باطن میں بہتر ہو سو واقع ہوتی ہے موافق تعبیر کے اور ممکن نہیں ہے
جواب ساتھ اسکے کہ یہ متعلق ہے ساتھ دیکھنے والے کے سو جب اسکو کسی سے بیان کرے
اور وہ اسکے واسطے اسکی تعبیر بری کہے تو اسکو جائز ہے کہ جلدی کرے اور کسی اور سے اسکی
تعبیر پوچھے جو ٹھیک بات یاد رہے پس نہیں ضرور ہے واقع ہونا اول تعبیر کا بلکہ واقع ہوتی ہے
تعبیر اسکی جو ٹھیک تعبیر کہے اور اگر خواب دیکھنے والا قصور کرے اور دوسرے سے نہ پوچھے تو واقع ہوتی
ہے تعبیر پہلے کی اور تعبیر کرنے والے کے ادب سے ہے جو روایت کی عبدالرزاق نے عمر رضی سے
کہ اس نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ جب کوئی خواب دیکھے اور اسکو اپنے بھائی سے بیان کرے تو چاہیے
کہ کہے بہتر ہمارے واسطے اور بدی ہمارے دشمنوں کے واسطے لیکن اسکی سند منقطع ہے اور
ذکر کیا ہے تعبیر کی اماموں نے کہ ادب خواب دیکھنے والے کے سے ہے یہ کہ ہو صادق لہجہ اور
یہ کہ سوئے باوضو اپنی داہنی کروٹ پر اور یہ کہ پڑھے سورۂ والشمس اور والليل اور سورۂ والتین اور سورۂ
اخلاص اور معوذتین اور کہے کہ الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں تیری بدخوابوں سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری
شیطان کی کھیل سے خواب اور بیداری میں الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں خواب نیک سچی نافع یاد رہنے
والی نہ بھولنے والی اور مجھکو دکھلا خواب میں جو میں چاہتا ہوں اور اسکے ادب سے ہے یہ کہ نہ بیان کرے
اسکو عورت پر اور نہ دشمن پر اور نہ جاہل پر اور تعبیر کرنے والے کے ادب سے ہی یہ کہ نہ تعبیر کہے اسکی
وقت چڑھنے سورج کے اور نہ وقت ڈوبنے اسکے کے اور نہ وقت زوال کے اور نہ رات کو (فتح)

حدثنا يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن يونس عن ابن شهاب عن عبيد الله
ابن عبد الله بن عتبة ان ابن عباس كان يحدث ان رجلا اتى رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال اني رايت الليلة في المنام ظلة تنطف السمن والعسل فارى الناس يتكففون
منها فالمستكثر والمستقل واذا سبب واصل من الارض الى السماء فاراك اخذت
به فعلوت ثم اخذ به رجل اخر فعلا به ثم اخذ به رجل اخر فعلا به ثم اخذ به رجل
اخر فانقطع ثم وصل فقال ابو بكر يا رسول الله بابي انت والله لتدعني فاعبرها
فقال النبي صلى الله عليه وسلم اعبر قال اما الظلة فالاسلام واما الذي ينطف
من العسل والسمن فالقران حلاوته تنطف فالمستكثر من القران والمستقل
واما السبب الواصل من السماء الى الارض فالحق الذي انت عليه تاخذ به فيعليك

اللّٰہ ثُمَّ یَاْخُذُ بِہٖ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِکَ فَیَعْلُوْ بِہٖ ثُمَّ یَاْخُذُ رَجُلٌ اٰخَرُ فَیَعْلُوْ بِہٖ ثُمَّ یَاْخُذُہٗ رَجُلٌ اٰخَرُ فَیَنْقَطِعُ بِہٖ ثُمَّ یُوْصَلُ لَہٗ فَیَعْلُوْ بِہٖ فَاَخْبِرْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ اَصَبْتُ اَمْ اَخْطَاْتُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصَبْتَ بَعْضًا قَالَ فَوَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَتُحَدِّثَنِّیْ بِالَّذِیْ اَخْطَاْتُ قَالَ لَا تُقْسِمْ **ترجمہ** ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا سو اُس نے کہا یا حضرت مین نے رات کو خواب مین دیکھا کہ بدلی سے گھی اور شہد ٹپکتا ہے سو مین نے دیکھا کہ لوگ اُس سے اپنے ادنجلون مین بھرتے ہین بعضا آدمی زیادہ لیتا ہے اور بعضا کم اور ناگہان مینے ایک رسّی دیکھی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکو پکڑ کے اوپر چڑھ گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک اور مرد اُسکو پکڑ کے چڑھ گیا پھر ایک اور مرد اُسکو پکڑ کے چڑھ گیا پھر ایک اور مرد نے اُسکو پکڑا سو وہ رسّی ٹوٹ گئی پھر جوڑی گئی یعنے سو وہ بھی چڑھ گیا تو صدیق اکبر رضہ نے کہا کہ میرے ماں باپ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان اللہ تعالے کی قسم ہے اگر اجازت ہو تو مین اس خواب کی تعبیر کہون تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو ہی اسکی تعبیر کہہ صدیق اکبر رضہ نے کہا کہ وہ بدلی تو اسلام کی بدلی ہے اور گھی اور شہد جو ٹپکتا ہے سو قرآن ہے اور اُسکی شیرینی ٹپکتی ہے اور جو لوگ ادنجلون میں لیتے ہین سو قرآن خوان ہین کیسکو بہت قرآن یاد ہے اور کسی کو کم اور یہ وہ رسّی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہے سو وہ دین حق ہے جسپر آپ قائم ہین سو آپ اُسکو پکڑینگے تو خدا تعالے آپکو اُسکے سبب سے اپنی طرف چڑھا لیگا پھر آپکے بعد ایک اور مرد اُسکو پکڑ کے اوپر چڑھ جاویگا پھر ایک اور مرد اُسکو پکڑ کے چڑھ جاویگا پھر ایک اور مرد اُسکو پکڑے گا تو وہ رسّی اُسکے ساتھ ٹوٹ جاویگی پھر اسکے واسطے جوڑی جاویگی تو وہ بھی اُسکے ساتھ چڑھ جاویگا سو یا حضرت مجھکو خبر دیجیے کہ مین نے ٹھیک تعبیر کی یا مین کہین چوک گیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے بعضی جگہہ ٹھیک تعبیر کہی اور بعضی جگہہ تو چوک گیا صدیق اکبر رضہ نے عرض کی قسم ہے اللہ تعالے کی یا حضرت آپ مجھکو بتلائیے کہ جو مین چوک گیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ قسم دے یعنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار کیا خبر دینے سے **ف** کہا مہلب نے توجیہ تعبیر صدیق اکبر رضہ کی یہ ہے کہ بدلی ایک نعمت ہے اللہ تعالے کی نعمتون سے بہشتیون پر اور اسیطرح بنی اسرائیل پر بھی اور اسی طرح اسلام بچاتا ہے ایذا سے اور چین پاتا ہے ساتھ اسکے ایماندار دنیا اور آخرت مین اور اسیطرح شہد سو خدا تعالے نے اُسکو لوگون کے واسطے شفا ٹھیرایا ہے خدا تعالے نے فرمایا کہ قرآن شفا ہے سینے کی بیماریون

سکے واسطے اور وہ میٹھا ہے کانوں پر شہد کی طرح مذاق ہین اور جن لوگون سے نے رسی کو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بعد پکڑا تھا وہ تینون خلیفے ہین اور جس کے ساتھ رسی ٹوٹ گئی پہر جوڑی گئی تہی وہ عثمان رض
ہین اور بعضے علما نے کہا کہ ہر چند تعبیر ٹھیک تھی لیکن خطا یہ ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
تعبیر کی اجازت مانگی اگر صدیق اکبر صبر کرتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اسکی تعبیر کہتے تو خوب ہوتا
اور موافق تر ساتھ حدیث کے یہ ہے کہ خطا خواب کی تعبیر مین ہوئی یعنے چوک گیا تو اپنی بعضی تاویل مین
نہ اس واسطے کہ صدیق رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکی تعبیر کی اجازت مانگی اور تائید کرتا ہے
اسکی ترجمہ بخاری کا جہان کہا کہ جو نہین دیکہتا تعبیر خواب کی واسطے اول تعبیر کرنے والے کے جب کہ
ٹھیک بات نہ پاوے اور بعضے علما یون کہتے ہین کہ بعضی عبارت کی تعبیر مین خطا ہوئی شہد کی تعبیر تو
قرآن سے خوب ہو دی لیکن گہی کی حدیث کو کہنا تہا ذکر کیا گیا ہے یہ طحاوی سے اور حکایت کیا ہے
اسکو خطیب نے اہل التعبیر سے اور صدیق اکبر رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر کی اجازت اسواسطے
مانگی تہی تاکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اسکی تعبیر کہین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس تعبیر کو سُنین تو صدیق رض اس سے اپنے علم کا اندازہ پہچانین واسطے تقریر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اور احتمال ہے کہ مراد گہی اور شہد سے علم اور عمل ہو اور احتمال ہے کہ فہم اور حفظ ہو کہا
نووی نے سوائے اسکے کچھ نہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر رض کی قسم کو سچا نہ کیا اسواسطے
کہ قسم کا سچا کرنا تو وہان ہوتا ہے جہان کوئی مفسدہ نہو اور نہ مشقت ظاہرہ اور اگر وہان یہ ہو تو نہین
ہے سچا کرنا قسم کا اور شاید مفسدہ اسمین وہ چیز ہے جو معلوم کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان رض
کی رسی ٹوٹنے سے اور وہ قتل ہونا اُسکا ہے اور یہ لڑائیان اور فتنے فساد جو اُسپر مرتب ہین پس سو
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے ذکر کرنیکو بُرا جانا واسطے خوف مشہور ہو جانے اُس کے کے
اور احتمال ہے کہ اسکا سبب ہو کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدیق رض کے واسطے اسکا سبب
بیان کرتا تو اس سے لازم آتا کہ اُسکو لوگون کے درمیان جھڑکی دیوین اور احتمال ہے کہ ہو چوک صدیق رض
کی بیچ ترک تعیین اُن مردون کے جو حدیث مین مذکور ہین سو اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکی
قسم کو سچا کرتے تو اس سے لازم آتا کہ اُنکو معین کرین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُسکا حکم نہ
تھا اسواسطے کہ اگر اُنکو معین کرتے ہر ایک کا نام لیکر تو ہوتی نص اُنکی خلافت پر اور خدا تعالے کی مشیت
مین سابق ہو چکا ہے کہ خلافت اسی وجہ پر ہوگی سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکی تعیین نہ کی اس
خوف سے کہ واقع ہو فتنہ بیچ اسکے اور بعضون نے کہا کہ مراد خطاآت اور اصبت سے یہ ہے کہ تعبیر خواب کا

مرجع گمان ہے اور گمان مین کبھی ٹھیک بات پالیتا ہے مین کہتا ہون اور یہ سب جو گذر چکا ہی اُسکو مین نے بطور حکایت کے نقل کیا ہے والا مین راضی نہین کہ خطا اور توہم وغیرہ کا لفظ صدیق کے حق مین بولا جاوے اور بعضون نے کہا کہ چوک عثمان رض کے خلع مین ہے اسواسطے کہ انہون نے خواب مین دیکھا کہ انہون نے رسّی کو پکڑا اور وہ رسّی ٹوٹ گئی اور یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ خود بخود اس سے نکلے اور عثمان رض نے اپنے نفس کو خلافت سے خلع نہین کیا تو صواب یہ ہے کہ مراد اُس سے کوئی اور شخص ہو سوا عثمان رض کے اور احتمال ہے کہ ترک کیا ہو سچا کرنا قسم کا واسطے اُس چیز کے کہ داخل ہوتی ہے نفسون مین خاصکر اُس شخص سے جسکے ہاتھ مین رسّی ٹوٹ گئی اگرچہ جوڑی گئی اور بعضون نے کہا کہ مراد چوکنا ہی اس امر مین کہ صدیق رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قسم دی اور بعضون نے کہا کہ صواب تعبیر مین یہ ہے کہ مراد بدلی سے رسول ہے اور کہا بعض عارفون نے کہ دین کا مقتضا یہ ہے کہ اس بات سے باز رہے اس امر مین کلام نہ کرے اور نہ صدیق رض کی طرف خطا کو منسوب کرے بلکہ چپ رہے اور سکوت اختیار کرے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ علما نے اس خطا کے بیان کرنے مین جرأت کی باوجودیکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بیان نہین کیا اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کرنے سے اُس وقت مفسدہ پیدا ہوتا تھا اور اب اس مفسدہ کا خوف نہین رہا باوجود اس کے کہ جو کچھ اُنہون نے بیان کیا ہے وہ سب کا سب بطریق احتمال کے ہے اور کسی بات کا انمین سے یقین نہین اور اس حدیث مین اور بھی بہت فائدے ہین یہ کہ مقرر خواب نہین ہے اول تعبیر کرنے والے کے واسطے اور یہ کہ نہین مستحب ہے سچا کرنا قسم کا جبکہ اُسمین مفسدہ ہو اور اسمین رغبت دلانا ہے اور تعلیم کرنے علم خوابون کے اور تعبیر خوابون کے اور فضیلت انکی واسطے اُس چیز کے کہ شامل ہے اُسپر اطلاع سے اوپر بعضی غیب چیزون کے اور کائنات کی چھپی چیزون کے اور یہ کہ نہ تعبیر کرے خواب کی مگر عالم ناصح امین حبیب اور یہ کہ تعبیر کرنے والا کبھی چوک جاتا ہے اور کبھی ٹھیک بات پا جاتا ہے اور یہ کہ جائز ہے عالم تعبیر کے واسطے یہ کہ چپ رہے تعبیر خوابون کی سے یا بعضی خوابون کی سے جبکہ چھپانا راجح ہو ذکر کرنے پر اور محل اسکا وہ ہے جبکہ اُسمین عموم ہو اور اگر ایک کے ساتھ مثلاً خاص ہو تو نہین ہے کچھ ڈر کہ خبر دے ساتھ اُس کے تاکہ صبر کے واسطے تیاری کرے اور یہ کہ جائز ہے عالم کے واسطے ظاہر کرنا علم کا جبکہ اُسکی نیت خالص ہو اور خود پسندی سے امن ہو اور کلام کرنا عالم کا ساتھ علم کے روبرو اُسکے جو اُس سے زیادہ تر عالم ہو جبکہ اُسکو صریح اذن دیوے اور اسیطرح جائز ہے فتوے دینا اور حکم کرنا (فتح)

باب

تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر کہنا **ف** اسمین اشارہ ہے
طرف ضعف اُس چیز کی کہ جو روایت کی عبدالرزاق نے بعض علما سے کہ نہ بیان کر اپنی خواب کو عورت
پر اور نہ خبر دی ساتھ اُس کے یہانتک کہ سورج نکلے اور اسمین رد ہے اُس شخص پر جو قائل ہے اہل
تعبیر سے کہ مستحب ہے کہ ہو تعبیر خواب کی بعد سورج نکلنے کے رابعہ تک اور عصر سے سورج ڈوبنے تک
اس واسطے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر مستحب ہونے تعبیر اسکی کے سورج نکلنے سے پہلے کہا مہلب نے
کہ صبح کی نماز کے وقت خواب کی تعبیر کہنا اولے ہے اور وقتوں سے اسواسطے کہ اُسکو اُس وقت
خواب بخوبی یاد ہوتی ہے کہ اُسکے دیکھنے کا وقت قریب ہوتا ہے صبح کی نماز سے برخلاف اور وقت کے
کہ دم بدم اُس سے دور ہوتا ہے اور تعبیر کرنے والے کا ذہن حاضر ہوتا ہے اور اُس وقت اُسکو اپنی
معاش کے فکر کا شغل کم ہوتا ہے اور تاکہ پہچان لیوے خواب دیکھنے والا جو عارض ہوگا اُسکو خواب
کے سبب سے سو بشارت لیوے ساتھ خیر کے اور بچے اور ڈرے بدی سے اور اُسکے واسطے سامان
کرے سو اکثر اوقات خواب ڈرانا ہوتا ہے گناہوں سے تو گناہوں سے باز رہتا ہے اور بہت
اوقات کسی کام سے ڈرانا ہوتا ہے سو وہ اُسکا منتظر رہتا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُؤَمَّلُ بْنُ
هِشَامٍ أَبُو هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو
رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ
يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ قَالَ فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُصَّ وَإِنَّهُ قَالَ
لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي وَإِنَّهُمَا قَالَا لِي انْطَلِقْ وَإِنِّي انْطَلَقْتُ
مَعَهُمَا وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ
لِرَأْسِهِ فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هٰهُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ
حَتّٰى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِهِ الْمَرَّةَ الْأُولٰى
قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا
عَلٰى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ
شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرَهُ إِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنَهُ إِلٰى قَفَاهُ قَالَ
وَرُبَّمَا قَالَ أَبُو رَجَاءٍ فَيَشُقُّ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ
الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ
مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولٰى قَالَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ

فانطلقنا فأتينا على مثل التنور قال وأحسب أنه كان يقول فإذا فيه لغط وأصوات
قال فاطلعنا فيه فإذا فيه رجال ونساء عراة فإذا هم يأتيهم لهب من أسفل منهم فإذا
أتاهم ذلك اللهب ضوضوا قال قلت لهما ما هؤلاء قال قالا لي انطلق انطلق
قال فانطلقنا فأتينا على نهر حسبت أنه كان يقول أحمر مثل الدم وإذا في النهر رجل
سابح يسبح وإذا على شط النهر رجل قد جمع عنده حجارة كثيرة وإذا ذلك السابح
يسبح ما يسبح ثم يأتي ذلك الذي قد جمع عنده الحجارة فيفغر له فاه فيلقمه حجرا
فينطلق فيسبح ثم يرجع إليه كلما رجع إليه فغر له فاه فألقمه حجرا قال قلت لهما ما هذان
قال قالا لي انطلق انطلق قال فانطلقنا فأتينا على رجل كريه المرآة كأكره ما أنت راء
رجلا مرآة وإذا عنده نار له يحشها ويسعى حولها قال قلت لهما ما هذا قال قالا لي
انطلق انطلق فانطلقنا فأتينا على روضة معتمة فيها من كل نور الربيع وإذا بين ظهري
الروضة رجل طويل لا أكاد أرى رأسه طولا في السماء وإذا حول الرجل من أكثر ولدان
رأيتهم قط قال قلت لهما ما هذا ما هؤلاء قال قالا لي انطلق انطلق قال فانطلقنا
فانتهينا إلى روضة عظيمة لم أر روضة قط أعظم منها ولا أحسن قال قالا لي ارق
فيها قال فارتقينا فيها فانتهينا إلى مدينة مبنية بلبن ذهب ولبن فضة فأتينا باب
المدينة فاستفتحنا ففتح لنا فدخلناها فتلقانا فيها رجال شطر من خلقهم كأحسن
ما أنت راء وشطر كأقبح ما أنت راء قال قالا لهم اذهبوا فقعوا في ذلك النهر
قال وإذا نهر معترض يجري كأن ماءه المحض في البياض فذهبوا فوقعوا فيه
ثم رجعوا إلينا قد ذهب ذلك السوء عنهم فصاروا في أحسن صورة قال قالا لي
هذه جنة عدن وهذاك منزلك قال فسما بصري صعدا فإذا قصر مثل الربابة البيضاء
قال قالا لي هذاك منزلك قال قلت لهما بارك الله فيكما ذراني فأدخله قالا أما الآن
فلا وأنت داخله قال قلت لهما فإني قد رأيت منذ الليلة عجبا فما هذا الذي رأيت
.... قال قالا لي أما إنا سنخبرك أما الرجل الأول الذي أتيت عليه
يثلغ رأسه بالحجر فإنه الرجل يأخذ القرآن فيرفضه وينام عن الصلاة المكتوبة
وأما الرجل الذي أتيت عليه يشرشر شدقه إلى قفاه ومنخره إلى قفاه
وعينه إلى قفاه فإنه الرجل يغدو من بيته فيكذب الكذبة تبلغ الآفاق وأما الرجال

والنساء العراة الذين هم في مثل بناء التنور فانهم الزناة والزواني واما الرجل الذي اتيت عليه يسبح في النهر ويلقم الحجارة فانه اكل الربو واما الرجل الكريه المراة الذي عند النار يحشها ويسعى حولها فانه مالك خازن جهنم واما الرجل الطويل الذي في الروضة فانه ابراهيم واما الولدان الذين حوله فكل مولود مات على الفطرة قال فقال بعض المسلمين يا رسول الله واولاد المشركين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم واولاد المشركين واما القوم الذين كانوا شطر منهم حسن وشطر منهم قبيح فانهم قوم خلطوا عملا صالحا واخر سيئا تجاوز الله عنهم ترجمہ سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب سے بہت فرمایا کرتے تھے کیا تم مین سے کسی نے خواب دیکھا ہے سو بیان کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو اللہ تعالے نے چاہا کہ بیان کرے اور مقرر حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک صبح کو ہم سے کہا کہ مقرر شان یہ ہے کہ رات کو دو آنے والے میرے پاس آئے اور دونون نے مجھکو جگایا اور مجھ سے کہا کہ چل اور مقرر مین اُنکے ساتھ چلا اور ہم ایک مرد کے پاس آئے جو کروٹ پر لیٹا تھا اور ناگہان ایک مرد اُسکے سر پر پتھر لیئے کھڑا ہے سو ناگہان کیا دیکھتا ہون کہ اُسکے سر پر پتھر مارنے کے واسطے جھکتا ہے اور اُس کے سر کو کچلتا ہے تو پتھر لڑھک جاتا ہے اس طرف تو وہ پتھر کے پیچھے جاتا ہے کہ لے آوے سو وہ اُسکی طرف نہین پھرتا یہانتک کہ اُس کا سر درست ہو جاتا ہے جیسا پہلے تھا سو وہ مرد اسکی طرف پلٹ آتا ہے تو اُس کے ساتھ کرتا ہے جیسے پہلی بار اُسکے ساتھ کیا تھا تو مین نے دونو سے کہا سبحان اللہ یہ دونو کون ہین تو دونو نے مجھسے کہا کہ آگے چل آگے چل فرمایا سو ہم چلے یہانتک کہ ہم چت لیٹے مرد کے پاس آئے اور ناگہان ایک اور مرد اُسکے ہاتھ مین لوہے کی سنسی یعنی سنڈ ہے اور ناگہان وہ اُسکی مُنہ کی طرف آتا ہے تو وہ اُسکے گل پھڑے کو پھاڑ ڈالتا ہے اُسکی گدی تک اور اُسکی ناک کی سوراخ کو اُسکی پیٹھ تک اور اُسکی آنکھ اُسکی پیٹھ تک کہا اور اکثر اوقات ابو رجا راوی نے کہا فیشق بدل فیشرشر کی پھر اُسکی دوسری جانب کی طرف پھرتا ہے سو اُسکے ساتھ کرتا ہے جیسا پہلی جانب کے ساتھ کیا نہین فارغ ہوتا اس جانب سے یہانتک کہ دوسری جانب درست ہو جاتی جیسے پہلی تھی پھر اُسکی طرف پلٹ آتا تو اُسکے ساتھ کرتا جیسا پہلی بار کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین نے کہا سبحان اللہ یہ دونو کون ہین تو دونو نے مجھسے کہا کہ آگے چل آگے چل سو ہم چلے تو ایک گڑھے پر جو مثل تنور تھا پہنچے کہا راوی نے سو مین گمان کرتا ہون کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ ناگہان

کیا دیکھتا ہون کہ اُس مین شور و غل ہے سو ہم اُس مین جہانکے سو ناگہان اُسمین ننگے مرد
اور عورتین تھین سو ناگہان اُنکو نیچے سے لپٹ آتی ہے سو جب اُنکو یہ لپٹ آتی ہے تو چلاتے
ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سو مین نے اُن سے کہا کہ یہ کون ہین تو دونو نے
مجھہ سے کہا کہ آگے چل آگے چل سو ہم چلے یہانتک کہ ایک نہر پر پہنچے مین گمان کرتا ہون کہ
فرماتے تھے کہ وہ سرخ رنگ تھی لہو کی طرح اور ناگہان نہر مین ایک مرد ہے تیرنے والا
جو تیرتا ہے اور ناگہان نہر کے کنارے پر ایک مرد ہے اُس نے اپنے پاس بہت پتھرون کو
جمع کیا ہے سو جب یہہ تیرنے والا تیرتا ہے جو تیرتا ہے پہر آتا ہے اُس مرد کی طرف جس نے
پتھرون کو جمع کیا یعنے چاہتا ہے کہ نکلے تو اُسکے واسطے اپنا منہہ کھولتا ہے تو وہ کنارے والا
اُسکے منہہ مین پتھر مارتا ہے سو وہ چلتا ہے اور اُس نہر مین تیرتا ہے پہر اُسکی طرف پلٹ آتا ہے
جب اُسکی طرف رجوع کرتا ہے تو اُسکے واسطے منہہ کھولتا ہے تو وہ اُسکے منہہ پتھر ڈالتا ہے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے دونو سے کہا کہ یہ کون ہین تو دونو نے مجھہ سے کہا کہ چل چل
فرمایا سو ہم چلے یہانتک کہ ہم ایک مرد بدشکل پر پہنچے جیسے تو نہایت بدشکل مرد اور عورت دیکھے ہون
اور ناگہان اُسکے پاس آگ ہی اُسکو بہڑکا رہا ہے اور اُسکے گرد دوڑتا ہے مینے دونو سے کہا یہ کون
ہے تو دونو نے مجھسے کہا کہ چل چل سو ہم چلے سو ہم ایک باغ تک پہنچے کہ اُسمین ہر قسم شگوفہ بہار
کا تھا اور ناگہان باغ کے درمیان ایک دراز قد مرد ہے نہین قریب کہ مین اُسکے سر کو دیکھون
بسبب درازی کے آسمان مین اور ناگہان اُس مرد کے گرد لڑکے ہین مینے کبھی اُس سے زیادہ
لڑکے نہین دیکھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مینے ان دونو سے کہا کہ یہ کیا ہے یہ
کون ہین تو دونو نے مجھسے کہا کہ آگے چل آگے چل فرمایا سو ہم چلے سو ہم ایک بڑی باغ تک
پہنچے کہ مینے کبھی کوئی باغ اُس سے بہتر اور افضل نہین دیکھا دونو نے مجھہ سے کہا کہ اسمین چڑھ سو ہم
اُسمین چڑہے سو ہم ایک شہر تک پہنچے جو سونے اور چاندی کی اینٹون سے بنایا گیا تہا سو ہم شہر کے
دروازے پر آئے تو ہم نے چاہا کہ دروازہ کہلے سو ہمارے واسطے دروازہ کہولا گیا سو ہم اُسکے اندر
داخل ہوئے سو ہم کو اُسمین کچھہ مرد ملے اُنکی آدھی شکل جیسی کہ تو نے بہت اچھی شکل دیکھی اور آدھی شکل
جیسی کہ تو نے بہت بُری شکل دیکھی ہو فرمایا تو دونو نے اُن سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر مین غوطہ مارو اور
ناگہان ایک نہر ہے کہ جاری ہوتی ہے چوڑائی مین جیسے اُسکا پانی خالص دودھ ہے سفیدی
مین سو وہ گئے اور اُس مین کود پڑے پہر ہماری طرف پہرے اسحال مین کہ اُن سے یہ بدی

یعنی بدصورتی جاتی رہی تو ہو گئی نہایت اچھی صورت مین یعنے جو آدھا حصہ انکا بدصورت تھا
وہ بھی خوبصورت ہو گیا تو دونو نے مجھسے کہا کہ یہ بہشت ہے ہمیشہ رہنے کا یعنے یہ شہر اور یہ تیری
جگہہ ہے تو میری آنکھ نے اوپر کی طرف بہت اونچی نظر کی سو ناگہان ایک محل ہے سفید بدلی کی طرح
تو دونو نے مجھے کہا کہ یہہ ہے تیری جگہہ تو مین نے دونو سے کہا کہ خدا تعالے تم مین برکت کرے
مجھکو چھوڑو کہ مین اسمین داخل ہون تو دونو نے کہا کہ اس وقت تو تو داخل نہین ہو گا اور تو البتہ
داخل ہونے والا ہے یعنے بعد موت کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سو مین نے
دونو سے کہا کہ مقرر یعنے البتہ آج کی رات سے عجب دیکھا سو کیا ہے یہ جو مین نے دیکھا تو دونو نے
مجھ سے کہا خبردار ہو مقرر ہم تجھکو خبر دینگے ایسے پہلا مرد جسپر تو آیا تھا جسکا سر پتھر سے کچلا
جاتا تھا سو وہ مرد تھا جو قرآن کو سیکھ کر چھوڑ دیتا ہے اور فرض نماز سے سو جاتا ہے نہین
پڑھتا اور جس مرد پر تو آیا تھا جسکی گل پھڑی چیری جاتی تھی پیٹھ تک اور اسکی ناک اور آنکھ پیٹھ
تک سو وہ مرد ہے جو صبح کو گھر سے نکلتا تھا اور جھوٹی باتین بنا کر لوگون سے کہتا تھا یہان تک
کہ سارے جہان مین اسکا جھوٹ مشہور ہو جاتا تھا اور ایسے ننگے مرد اور عورتین جو تنور جیسے گڑھے
مین تھے تو وہ حرامکار عورتین اور مرد ہین اور جس مرد پر تو آیا کہ نہر مین تیرتا تھا اور پتھر کھاتا تھا سو
وہ بیاج خوار ہے اور جو مرد بدشکل کہ آگ کے پاس تھا اسکو بھڑکاتا تھا اور اسکے گرد دوڑتا تھا سو
مالک ہے دوزخ کا داروغہ اور جو دراز قد مرد کہ باغ مین تھا سو وہ ابراہیم علیہ السلام ہے اور جو
لڑکے کہ اسکے گرد تھے سو ہر لڑکا ہے جو فطرت اسلام پر مرا کہا راوی نے سو بعضے مسلمانون نے
کہا یا حضرت اور مشرکون کی اولاد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکون کی اولاد کا
بھی یہی حکم ہے کہ وہ مسلمانون کی اولاد کے ساتھ ملحق ہین دیکھئے اور یہ جو فرمایا ہم من آبائہم
تو یہ اسکو معارض نہین اسواسطے کہ یہ دنیا کا حکم ہے) اور جو لوگ کہ آدھے خوبصورت اور آدھے
بدشکل تھے سو وہ لوگ ہین جنھون نے نیک اور بد عملون کو ملایا اللہ تعالے نے ان سے معاف کیا
ف ایک روایت مین ہے اور پہلا گھر جس مین تو داخل ہوا تھا سو وہ عام مسلمانون کا گھر ہے اور یہ
شہیدون کا گھر ہے اور مین جبرئیل ہون اور یہہ میکائیل ہے اور ایک روایت مین ہے کہ ہم نے
مرد اور عورتین دیکھین نہایت بدصورت انکے بدنون سے پاخانون کی طرح بو آتی ہے مینے کہا یہہ
کون ہین کہا کہ یہہ لوگ حرامکار ہین پھر ہم نے آگے مردے دیکھے سوجے ہوئے نہایت بدبودار
کہا کہ یہہ کافرون کے مردے ہین پھر ہم نے آگے اور مرد دیکھے جو درختون کے سایہ مین سوتے

ہین مینے کہا یہ کون لوگ ہین دونونے کہا کہ یہ مسلمانون کے مردے ہین پہر ہمنے اُس سے
آگے اور مرد دیکھے نہایت خوبصورت اور خوشبودار کہا کہ یہ لوگ صدیق اور شہید اور صالحین
ہین اور اس حدیث مین اور بھی کئی فائدے ہین ایک یہ کہ معراج کئی بار واقع ہوئے جاگتے
بھی اور سوتے بہی کئی طرح پر اور یہ کہ بعضے گنہگارون کو عذاب ہوتا ہے برزخ مین اور اس مین
تحذیر ہے سو جانے سے فرض نماز سے اور قرآن چھوڑنے سے اُسکے واسطے جسکو یاد ہو اور
اسمین ڈرانا ہے زنا سے اور بیاج کھانے سے اور عمداً جھوٹ بولنے سے اور یہ کہ جسکے واسطے
بہشت مین محل ہین وہ اُسمین نہین رہیگا اس حال مین کہ دنیا مین ہو یعنے زندہ بلکہ مرنے
کے بعد اسمین داخل ہوگا یہانتک کہ پیغمبر اور شہید بھی اور اسمین رغبت دلانا ہے اوپر
طلب علم کے اور اسمین فضیلت شہیدون کی ہے اور یہ کہ اُنکی جگہہ بہشت مین سب جگہون
سے اونچی ہے اور نہین لازم آتا اس سے کہ ابراہیم علیہ السلام سے بہی بلندتر درجہ ہون کیونکہ
احتمال ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا وہان رہنا بسبب پرورش لڑکون کے ہو اور ان کی
جگہہ اعلے علیین مین ہو شہیدون کی جگہون سے اونچی جیسا کہ معراج مین گذر چکا ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان مین دیکہا اور حالانکہ اُنکی جگہ
اعلے علیین مین ہے سو جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک اُن مین سے اپنی اپنی جگہہ
مین قرار گیر ہوگا اور کوئی جسکی نیکیان اور بدیان برابر ہون خدا تعالے اُس سے معاف
کرے گا الہی ہم سے معاف کر اپنی رحمت کے ساتھ اے سب رحم کرنیوالون سے زیادہ رحم کرنیوالے
اور اس حدیث مین اہتمام کرنا ہے ساتھ امر خواب کے ساتھ سوال کرنے کے اُس سے اور
فضیلت اُسکی تعبیر کی اور مستحب ہونا بعد نماز صبح کے اس واسطے کہ اس وقت دل جمع ہوتا ہے
اور اس مین متوجہ ہونا امام کا ہے طرف نمازیون کی بعد نماز کے جبکہ اُس کے بعد سنت
موکدہ نہو اور ارادہ کرے کہ اُن کو وعظ کرے یا فتوے دیوے یا اُن مین حکم کرے اور یہ کہ
استقبال قبلے کا ترک کرنا واسطے متوجہ ہونے کے نمازیون پر مکروہ نہین بلکہ مشروع اور
درست ہے مانند خطبہ پڑھنے والے کے کہا کرمانی نے کہ مناسبت عقوبت مذکورہ کی اُسمین واسطے
گناہون کے ظاہر ہے سوائے زنا کے کہ اُسمین خفا ہے اور اُسکا بیان یہ ہے کہ ننگا ہونا
رسوائی ہے مانند زنا کی اور زانی کی شان سے ہے طلب کرنا خلوت کا سو مناسب ہوا
اُسکو تنور اور نیز اُس نے کہا کہ حکمت بیچ اقتصار کرنے کے فقط انہین گنہگارون پر سوائے

غیر اُن کے یہ ہے کہ عقوبت متعلق ہے ساتھ قول اور فعل کے سو اول بنا بر اُس چیز کے ہے کہ نہین لائق ہے کہ کہی جاوے اور دوسرا یا بدنی ہے یا مالی ہے سو انمین سے ہر ایک کے واسطے ایک مثال بیان کی تاکہ اُسکے ساتھ تنبیہ کی جاوے ان لوگون پر جو اُنکے سوا ہین جیسے کہ تنبیہ کی ساتھ اُس شخص کے کہ ذکر کیا گیا ہے اہل ثواب سے اور یہ کہ وہ چار مراتب پر ہین اول درجے پیغمبرون کے دوم درجے امت کے سب سے اعلے شہید لوگ ہین تیسرے وہ جو بالغ ہون چوتھے وہ جو بالغ نہون (فتح الباری) ✤

تمت

فہرست ابواب پارہ اٹھائیسوان ۲۸ فیض الباری شرح اردو صحیح بخاری

ابواب کتاب	صفحہ	ابواب کتاب	صفحہ	ابواب کتاب	صفحہ
لڑائی کرنے والے کافرون		بیان ہے زانی کو رجم کرنیکا بیان	۱۰	گناہ کا اقرار کرنے والے سے	
اور مرتدون کا بیان	۲	دیوانہ مرد اور عورت پر رجم نہ کیے جاوین	۱۳	امام کا پوچھنا کہ کیا تیری شادی ہو گئی ہے	۲۷
لڑائی کرنے والے مرتدون		زنا کرنے والے کو پتھرون کی مار ہے	۲۰	زنا کا اقرار کرنا ...	۲۸
کے ہاتھ کاٹ کر حضرت صلی اللہ		موضع بلاط مین رجم کرنیکا بیان	ر	نکاح کے بعد جو عورت زنا سے حاملہ ہو	
علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو داغ		عیدگاہ مین رجم کرنے کا بیان	۲۱	اُسکو سنگسار کرنا	۳۵
نہین دیا یہانتک کہ ہلاک ہو گئے	۴	جو شخص حد سے نیچے درجے کا گناہ		کنوارا کنواری اگر زنا کرین تو اُن کو	
لڑنے والے مرتدون کو پانی		کرے اور امام کو خبر پہنچے تو توبہ		کوڑے لگا کر شہر بدر کیا جاوے	۴۶
نہ پلایا گیا یہانتک کہ مر گئے	ر	بعد اُس پر کوئی سزا نہین جب مسئلہ		گناہگارون اور ہیجڑون کو شہر بدر کرنا	۴۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		پوچھنے آوے	۲۳	امام سے غائبانہ کسی امر شخص کو	
نے مرتدون کی آنکھون مین		جب حد کا اقرار کرے اور بیان		حد قائم کرنے کا حکم دینا	۵۰
سلائی پھروا دی	۵	نہ کرے تو کیا امام اسکی پردہ پوشی کر سکتا ہے	۲۴	آیت ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح	
بے حیائی چھوڑنے والے کی		گناہ کا اقرار کرنے والے کو امام یہ		المحصنات المومنات الآیہ کا بیان	ر
فضیلت	۶	کہہ سکتا ہے کہ شاید تونے ہاتھ لگایا		لونڈی جب زنا کرے اُس کی حد کا بیان	۵۱
زانیون کے گناہ کا بیان	۷	ہوگا یا اسکے بدن کو دبایا ہوگا	۲۶	لونڈی جب زنا کرے تو اسکو ملامت	

ابواب کتاب	صفحہ	ابواب کتاب	صفحہ	ابواب کتاب	صفحہ
نہ کی جاوے اور جلاوطن کی جاوے	۵۳	جب پتھر اور لاٹھی سے قتل کرے تو کیا		عورت کے پیٹ کا بچہ اور یہ کہ	
ذمیون کے احکام اور جب زنا		حکم ہے	۸۵	دیت والد پر ہے اور والد کی عصبہ پر نہ ولد پر	۱۳۰
کرکے امام کے پاس لائے جاوین		آیت ان النفس بالنفس الآیہ کا بیان	۸۷	جو عاریت لیوے غلام یا لڑکا ..	۱۳۱
توان کے محصن ہونے کا بیان	۵۴	پتھر سے قصاص لینا ...	۹۰	کان کا بدلہ نہین اور کنوین کا بدلہ نہین	۱۳۲
جب اپنی عورت یا غیر کی عورت کو		جسکا کوئی مارا جاوے تو وہ دو		جانور کے مارنے کا بدلہ نہین	۱۳۳
حاکم کے پاس یا اور لوگون کے پاس		امر سے بہتر کو اختیار کرے	۹۱	ذمی کو بیگناہ مارنا ...	۱۳۶
زنا کی تہمت دے تو کیا حاکم کسی کو اس		ناحق کسی کا خون کرنا منع ہے	۹۶	نہ قتل کیا جاوے مسلمان بدلے کافر کے	۱۳۷
عورت کے پاس اس امر کی تصدیق		موت کے بعد خطا کا معاف کرنا	۹۷	جب مسلمان غصہ کے وقت یہودی کو طمانچہ مارے	۱۳۸
کے لیے بھیجے یا نہ	۵۹	آیت وما کان لمومن ان یقتل مومنا		کتاب استتابۃ المعاندین والمرتدین	۱۴۰
بغیر حاکم کے اپنی گھر والون کی یا		الا خطأ الآیہ کا بیان	۹۸	مشرک کے گناہ کا بیان اور اسکی سزا	۔۔
غیر کی تادیب کرے تو کیا حکم ہے	۶۱	جب ایک مرتبہ قتل کا اقرار کرے		مرتد مرد اور عورت کا حکم	۱۴۴
جو اپنی عورت کے ساتھ کسی بیگانے		تو قتل کیا جاوے ...	۔۔	جو فرائض کے قبول کرنے سے انکار کرے	
مرد کو دیکھے اور اسے قتل کر ڈالے تو کیا		عورت کے بدلے مرد کا قتل کرنا	۹۹	اس کا قتل کرنا	۱۵۰
حکم ہے	۶۲	عورت اور مرد کے درمیان زخمون		تعریض کرنا ذمی وغیرہ کا حضرت صلی اللہ	
تعریض کا بیان	۶۳	مین قصاص لینا	۔۔	علیہ وآلہ وسلم کی بدگوئی سے	۱۵۵
تعزیر اور تادیب کی مقدار	۶۴	جو اپنا حق یا بدلہ لیوے سوائے بادشاہ کے	۱۰۱	باب بلا ترجمہ	۱۵۸
جسکی بیحیائی اور آلودگی اور تہمت ہو		جب مر جاوے ہجوم مین یا قتل کیا جاوے	۱۰۲	خارجیون اور ملحدون سے لڑائی	
ظاہر مگر گواہ نہون تو کیا حکم ہے	۶۷	جب کوئی کسی مرد کو دانتون سے کاٹے		کرنا بعد قائم کرنے حجت کے	۱۵۹
پاکدامن عورت کو تہمت دینے کا بیان	۶۹	اور اس کے دانت گر پڑین	۱۰۴	جو نہ لڑے خارجیون سے واسطے الفت کے	۱۶۵
غلام کو گالی دینے کا حکم	۷۱	دانت بدلے دانت کے	۱۰۷	حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ	
امام کسی کو حکم دے کہ اسپے غائبانہ		انگلیون کی دیت کا بیان	۱۰۸	قیامت نہ قائم ہوگی یہانتک کہ دو	
حد قائم کرے	۷۲	جب قتل کرے یا زخمی کرے ایک		گروہ لڑائی کرینگے جنکا دعوی ایک ہی ہوگا	۱۷۱
کتاب الدیات	۷۳	جماعت ایک شخص کو تو کیا واجب ہے	۔۔	تاویل کرنے والون کا بیان	۱۷۲
اللہ تعالی کے قول ومن احیاها کا بیان	۷۸	قسامت کا بیان	۱۱۱	کتاب الاکراہ	۱۷۸
آیت یا ایها الذین آمنوا کتب علیکم		جو کسی قوم کے گھر مین جھانکے اور وہ		آیت الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان	
القصاص فی القتلی الآیہ کا بیان	۸۳	اسکی آنکھ پھوڑ ڈالین تو اسمین دیت نہین	۱۲۳	الآیہ کا بیان ...	۱۷۹
قاتل سے پوچھنا یہانتک کہ اقرار کرے		عاقلہ کا بیان	۱۲۵	کفر پر مار اور خواری کو قتل سے چننا	۱۸۳
اور حدود مین اقرار کرنے کا بیان	۔۔	عورت کے پیٹ کا بچہ	۱۲۶	بیع مکرہ وغیرہ کی حق وغیرہ مین	۱۸۵

ابواب کتاب	صفحہ	ابواب کتاب	صفحہ	ابواب کتاب	صفحہ
تکرہ کا نکاح جائز نہین ...	۱۸۷	کا شروع ہونا نیک خوابون سے ہوا	۲۲۷	خواب مین جاری نہر دیکھنا ...	۲۷۰
جب کسی کی زبردستی سے غلام کو بیچ ڈالے یا بخشش دے تو جائز نہین ہے ..	۱۸۸	نیکون کا خواب	۲۳۳	خواب مین کنوئین سے پانی کھینچنا یہانتک کہ لوگ سیراب ہو جاوین	۲۷۱
باب ہے اکراہ سے	۱۸۹	خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہین ...	۲۳۶	ایک دو ڈول کنوئین سے کھینچنا سستی سے	۲۷۲
جب عورت زنا پر مجبور کیجاوے تو اسپر حد نہین	۱۹۰	سچا خواب پیغمبری کے چھیالیس حصون مین سے ایک حصہ ہے ...	۲۴۰	خواب مین آرام کرنا	۲۷۳
قسم کھانا مرد کا اپنے ساتھی کے واسطے کہ وہ اسکا بھائی ہے	۱۹۲	بشارت کا بیان	۲۴۱	خواب مین محل کو دیکھنا ...	۲۷۴
کتاب الحیل ...	۱۹۵	یوسف علیہ السلام کی خواب کا بیان	۲۴۲	خواب مین وضو کرنا	۲۷۵
باب ہے بیچ ترک کرنے حیلوں کے	۱۹۶	ابراہیم علیہ السلام کی خواب کا بیان	۲۴۳	خواب مین خانہ کعبہ کا طواف کرنا	۲۷۶
باب ہے بیچ دخل ہونے حیلہ کے نماز مین	۱۹۸	موافق ہونا خوابون کا	۲۴۵	خواب مین اپنا جھوٹھا غیر کو دینا	〃
زکوٰۃ مین حیلہ کا داخل ہونا ...	۲۰۰	قیدیون اور مفسدون اور مشرکون کی خوابون کا بیان	〃	خواب مین امن کا حاصل ہونا اور خوف کا دور ہونا	۲۷۷
نکاح مین حیلہ کرنا	۲۰۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھنا	۲۴۷	خواب مین داہنی طرف چلنا	۲۷۹
بیع مین حیلہ کا مکروہ ہونا	۲۰۶	رات کی خواب کا بیان	۲۵۴	خواب مین پیالہ دیکھنا ...	۲۸۰
بخشش کا مکروہ ہونا	۲۰۸	دن کی خواب کا بیان ...	۲۵۵	جب خواب مین کوئی چیز اڑے	〃
بیع مین دھوکا کرنا منع ہے	〃	عورتون کی خواب کا بیان ...	۲۵۶	جب خواب مین دیکھے کہ گائی ذبح کیجاتی ہے	۲۸۱
یتیم لڑکی کو واسطے ولی کا حیلہ کرنا منع ہے	۲۰۹	پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے	۲۵۸	خواب مین پھونک مارنا ...	۲۸۳
لونڈی غصب کر کے دعویٰ کرنا کہ وہ مرگئی ہے پھر اسکی قیمت کا حکم کیا گیا الخ	〃	خواب مین دودھ دیکھنا	۲۵۹	جب خواب مین دیکھے کہ کوئی چیز ایک گوشہ سے نکال کر دوسری جگہہ رکھی ہے	۲۸۴
باب بلا ترجمہ	۲۱۱	خواب مین دودھ پینے والے کی انگلیون یا ناخنون تک جاری ہونا	۲۶۰	خواب مین کالی عورت کا دیکھنا	۲۸۵
نکاح مین حیلہ کا ناجائز ہونا	۲۱۲	خواب مین کرتے کو دیکھنا ...	〃	خواب مین پریشان بالون والی عورت کو دیکھنا	〃
عورت کا حیلہ کرنا خاوند اور سوکنون سے مکروہ ہے	۲۱۵	خواب مین کرتے کو کھینچنا ...	۲۶۱	خواب مین تلوار کو ہلانا ...	〃
طاعون سے بھاگنے مین حیلہ کرنا مکروہ ہے	۲۱۷	خواب مین سبز رنگ اور سبز باغ کا دیکھنا	۲۶۲	جھوٹی خواب بنانے کا گناہ	۲۸۶
ہبہ اور شفعہ مین حیلہ کرنا منع ہے	۲۱۸	خواب مین عورت (کی تصویر) کا کھولنا	۲۶۳	جب خواب مین ایسی چیز دیکھے جو اسے پسند نہین تو کسی سے نہ کہے ..	۲۸۸
عامل کا حیلہ کرنا تاکہ اسکو ہدیہ دیا جاوے	۲۲۲	خواب مین ریشم کا دیکھنا ...	〃	پہلا معبر جب ٹھیک تعبیر نہ کرے تو دوسرے سے تعبیر پوچھے ..	۲۸۹
کتاب التعبیر	۲۲۶	خواب مین کنجیان ہاتھ مین دیکھنا	۲۶۴	صبح کی نماز کے بعد تعبیر کہنا	۲۹۴
اول اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی		خواب مین دستاویز اور حلقہ کو پکڑنا	۲۶۵		
		خیمے کے چوب تکیے کے نیچے دیکھنا	〃		
		خواب مین استبرق دیکھنا اور بہشت مین داخل ہونا	۲۶۶		
		خواب مین قید (بیڑی) کو دیکھنا	۲۶۷		

تمت

الحمد للہ کہ تمام شد ۲۸ پ فیض الباری باہتمام خادم اہل اللہ فقیر اللہ غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ

علاوہ ترجمہ بخاری کے ترجمہ فتح الباری شرح بخاری بھی شامل ہے اور تیسیر القاری شرح البخاری - کرمانی - قسطلانی - حاشیہ سندھی سے بھی ازدیاد ہے

اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری رحمہ اللہ

از تصانیف فاضل زمن مولانا محمد ابوالحسن مد ظلہ نسخہ اصح کتاب بابنادہ اعزاز ملقب بفیض الباری و تسہیل القاری مسمے

فیض الباری

۲۹

ترجمہ و شرح اردو

صحیح البخاری

۱۳۱۸ ھ

بسعی و اہتمام عائذ باللہ خادم اہل اللہ فقیر اللہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ رزقہم اللہ تعالیٰ ایمانا کاملا باہتمام محمد نور

در مطبع محمدی واقع لاہور فقیر اللہ طبع شد

یہ کتاب ۲۹ پارہ تک و دیگر کتب دینیہ ہر قسم لاہور محلہ سادھوان کوٹھی فقیر اللہ صاحب کتب میں موجود ہے - صرف ایک پارہ زیر طبع ہے

پ ۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الفتن

کتاب ہی فتنوں فسادوں کے بیان مین ف فتن جمع ہے فتنے کی اور اصل فتنہ داخل کرنا سونے کا ہے آگ مین تاکہ ظاہر ہو کھوٹا ہے یا کھرا اور استعمال کیا جاتا ہے بیچ داخل کرنے آدمی کے آگ مین اور اطلاق کیا جاتا ہے عذاب پر اور اس چیز پر کہ حاصل ہو عذاب سے اور آزمانے اور جانچنے پر اور اس چیز پر کہ دفع کیا جاتا ہے طرف اس کی آدمی شدت سے اور اکثر استعمال اس کی شدت مین ہے اور بعضوں نے کہا کہ اصل فتنہ کا آزمانا اور جانچنا ہے پھر استعمال کیا گیا ہر اس چیز مین کہ نکالے اس کو محنت اور اختیار طرف مکروہ کی پھر بولا گیا ہر چیز مکروہ پر یا جس کا انجام اس کی طرف ہو مانند کفر اور اثم اور تحریق اور فضیحت اور گناہ وغیرہ کی (فتح) **باب ماجاء فی قول اللہ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ** جو وارد ہوا ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے بچو فتنے سے کہ نہ پہنچے تم مین سے ظالموں کو خاص **ف** مین کہتا ہوں وارد ہوئی ہے اس مین وہ چیز جو روایت کی احمد اور بزار نے مطرف بن عبد اللہ کے طریق سے کہ ہم نے زبیر سے کہا یعنی جنگ جمل مین اے ابا عبد اللہ تم کیون آئے البتہ تم نے ضائع کیا خلیفے کو جو قتل ہوا یعنی عثمان کو مدینے مین پھر تم اسکے قصاص لینے کیواسطے بصرے مین آئے تو زبیر نے کہا کہ ہم نے حضرت کی زمانے مین پڑھا کہ بچو فتنے سے کہ تم مین سے خاص ظالمون کو نہ پہنچے یعنی بلکہ مبادا سب کو عام ہو اور طبری نے روایت کی ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے حق مین اتری اُن کو جنگ جمل کے دن فتنہ پہنچا اور نیز طبری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خدا نے مسلمانوں کو حکم کیا کہ بری کام کو اپنے درمیان برقرار نہ رکھین پس عام ہو گا اُن کو عذاب اور اس حدیث کیواسطے شاہد ہے عدی کی حدیث سے کہ مین نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ مقرر اللہ نہین عذاب کرتا عام لوگوں کو ساتھ عمل خاص کے یہانتک کہ دیکھین بد کام کو اپنے درمیان اور حالانکہ اسکے انکار کرنے پر قادر ہوں سو جب ایسا کرین تو اللہ عام اور خاص سب

لوگون کو عذاب کرتا ہے (فتح) وما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحذر من الفتن اور جو حضرت
فتنوں سے ڈراتے تھے سو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی کہ نقل گزرا ہے اسکو حدیث باب کی وعید سے تبدیل اور
بدعت نکالنے پر اسواسطے کہ فتنے اکثر اسی سے پیدا ہوتے ہیں (فتح) **حدثنا** علی بن عبد اللہ قال
حدثنا بشر بن السری قال حدثنا نافع بن عمر عن ابن ابی ملیکۃ قال قالت اسماء عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال انا علی حوضی انتظر من یرد علی فیؤخذ بناس من دونی فاقول امتی
فیقال لا تدری مشوا علی القہقری قال ابن ابی ملیکۃ اللہم انا نعوذ بک ان نرجع علی اعقابنا
او نفتن ترجمہ اسماء سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اپنے حوض کوثر پر انتظار کرونگا جو میرے پاس آوینگے
سو کچھ لوگ میرے پاس آنے سے روکے جاوینگے تو میں کہونگا اے رب یہ لوگ میری امت ہے تو کہا جاوے گا
تو نہیں جانتا ہے کہ پھر گئے ایڑیون کے بل یعنی تیرے بعد دین سے پھر گئے کہا ابن ابی ملیکہ نے الہی ہم تیری
پناہ مانگتے ہیں کہ پھر جاویں ہم ایڑیون کے بل یا فتنے میں پڑیں یعنی دین سے **حدثنا** موسی ابن
اسمعیل قال حدثنا ابو عوانۃ عن مغیرۃ عن ابی وائل قال قال عبد اللہ قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انا فرطکم علی الحوض لیرفعن الی رجال منکم حتی اذا اھویت لاناولھم
اختلجوا دونی فاقول ای رب اصحابی یقول لا تدری ما احدثوا بعدک ترجمہ عبد اللہ سے
روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں تمہارا پیشوا ہوں حوض کوثر پر البتہ میرے سامنے لائے جاوینگے تم میں سے
چند لوگ یہانتک کہ جب ان کی طرف جھکونگا کہ حوض کوثر کا پانی ان کو دوں تو وے لوگ میری پاس
سے ہٹائے جاوینگے تو میں کہونگا کہ اے میرے رب یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہوگا کہ تو نہیں جانتا کہ
کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں **حدثنا** یحیی بن بکیر قال حدثنا یعقوب بن
عبد الرحمن عن ابی حازم قال سمعت سہل بن سعد یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ و
سلم یقول انا فرطکم علی الحوض من وردہ شرب منہ ومن شرب منہ لم یظما ابدا لیردن
علی اقوام اعرفھم ویعرفونی ثم یحال بینی وبینھم قال ابو حازم فسمعنی النعمان بن ابی عیاش
وانا احدثھم ھذا فقال ھکذا سمعت سھلا فقلت نعم قال وانا اشھد علی ابی سعید
الخدری لسمعتہ یزید فیہ قال انھم منی فیقال انک لا تدری ما بدلوا بعدک فاقول
سحقا سحقا لمن بدل بعدی ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سے سنا فرماتے تھے
کہ میں تمہارا اول اور پیشوا ہوں حوض کوثر پر جو اس پر آوے گا اس سے پیئے گا اور جو اس سے پیئے گا کبھی
پیاسا نہوگا یعنی ہمیشہ سیراب رہیگا البتہ چند لوگ میرے پاس آوینگے میں ان کو پہچانونگا وے مجھے پہچانینگے

پھر میرے پاس آنے سے روکے جاوینگے کہا ابو حازم نے سو نعمان نے مجھکو سنا اور حالانکہ میں ان سے یہ حدیث بیان کرتا تھا تو اس نے کہا کہ تو نے اسی طرح سہل سے سنا ہے میں نے کہا ہاں اس نے کہا البتہ میں گواہی دیتا ہوں ابو سعید پر البتہ میں نے اس سے سنا اس میں زیادہ کرتا تھا اتنا کہ حضرت فرماوینگے کہ وے مجھ سے ہیں یعنی میری امت سے تو حکم ہوگا کہ مقرر تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا بدل ڈالا تو میں کہونگا کہ دوری ہو دوری ہو اس کو جس نے میرے بعد دین بدل ڈالا ف یہ جو سہل کی حدیث میں آیا ہے کہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا تو مراد اس سے یہ ہے کہ بہشت میں داخل ہوگا اس واسطے کہ وہ صفت ہے اسکی جو بہشت میں داخل ہوگا اور اس حدیث میں وے لوگ مراد ہیں جو چند گروہ عرب کے حضرت کی وفات کے بعد مرتد ہوگئے تھے پس نہیں ہے کوئی اشکال بیچ بیزار ہونے حضرت کے ان سے اور دور کرنا ان کا اور اگر مرتد نہیں ہوئے تھے لیکن کوئی بڑا گناہ کیا تھا بدن کے عملوں سے یا کوئی بدعت نکالی تھی دل کے اعتقاد سے تو احتمال ہے کہ حضرت نے ان سے منہ پھیرا ہو اور ان کی شفاعت نہ کی ہو واسطے پیروی حکم اللہ کے بیچ حق ان کے یہانتک کہ خدا انکو انکے گناہ کی سزا دے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ وہ حضرت کے عموم شفاعت میں داخل ہوں جو آپ کی امت کے کبیرے گناہ والوں کیواسطے ہوگی سو نکالے جاوینگے وقت نکالنے موحدین کے آگ سے واللہ اعلم (فتح) **باب** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا باب ہے بیچ بیان قول حضرت کے کہ تم دیکھوگے میرے بعد وہ کام جو تمکو برے معلوم ہونگے وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ ترجمہ اور کہا عبداللہ بن زید نے کہ حضرت نے فرمایا کہ تم صبر کرتے رہنا وقتیکہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت تک ف یہ حدیث پوری جنگ حنین میں گذری اور اس میں ہے کہ یہ حضرت نے انصار سے فرمایا **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ ترجمہ عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت نے ہم سے فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد دیکھوگے اپنے سوائے اوروں کو مقدم اور وے کام جو تم کو برے معلوم ہونگے اصحاب نے کہا یا حضرت پھر آپ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ جو تم پر حاکم کی فرمانبرداری کا حق ہے اس کو ان کی طرف ادا کیجیو اور اپنا حق خدا سے مانگیو ف اور حاصل اثرت کا خاص ہونا ہے ساتھ حصے دنیاوی کے یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کو حکومت اور دنیا ملے گی اور وہ کام یعنی دین کے کاموں سے اور یہ جو کہا کہ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں یعنی جب واقع ہو تو ہم کیا کریں اور قول حضرت کا ان کی طرف یعنی

حاکموں کی طرف اور قول حضرت کا حق اُن کا یعنی وہ حق کہ واجب ہے انکو مطالبہ کرنا اور قبض کرنا اس کا
برابر ہے کہ انکے ساتھ خاص ہو یا عام ہو یعنی ادا کرنا زکوۃ کا اور جہاد میں نکلنا جبکہ معین ہو نکلنا اور قول حضرت
کا کہ اپنا حق خدا سے مانگیو یعنی یہ کہ خدا اُن کے دل میں ڈالے کہ تمہارا انصاف کریں یا ان کے بدلے کوئی
نیک حاکم خدا تم کو دیوے اور ظاہر اس کا عام ہونا ہے مخاطبین میں یعنی یہ حکم انصار یا مہاجرین کے ساتھ
خاص نہیں بلکہ یہ حکم سب کے واسطے ہے نسبت حاکم کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے
اوپر تعمیم کے سو روایت کی طبرانی نے یزید بن سلمہ کی روایت سے کہ اس نے کہا یا حضرت اگر ہم پر ایسے حاکم
ہوں جو اپنا حق ہم سے لیویں اور ہمارا حق ہم کو نہ دیں تو کیا ہم اُن سے لڑیں حضرت نے فرمایا کہ نہ جو تم پر ہے حاکم فرمانبردار
کا حق ہے وہ ادا کرنا اور جو اُن پر حق ہے اُس کا ادا کرنا اُن پر واجب ہے اور روایت کی مسلم نے ام سلمہ کی حدیث
سے مرفوع کہ عنقریب حاکم ہونگے وے برے کام کرینگے سو جو انکو برا جانے گا وہ بری ہوگا اور جو انکار کرے گا
وہ سلامت رہے گا لیکن جو راضی ہوگا اور پیروی کریگا وہ گناہ میں اُن کے ساتھ ہوگا اصحاب نے کہا کیا ہم
اُن سے نہ لڑیں حضرت نے فرمایا کہ نہ جب تک کہ نماز پڑھتے رہیں اور عمر سے روایت ہے کہ جبرئیل نے حضرت سے
کہا کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں فتنے فساد ہونگے حضرت نے پوچھا کس طرف سے جبرئیل نے کہا کہ حاکموں اور
علماء کی طرف سے جو حاکم ہونگے وے لوگوں کو اُن کا حق نہ دینگے یعنی اُن کا حصہ بیت المال سے نہ دینگے سو
لوگ اپنا حق اُن سے طلب کرینگے اور فتنے میں پڑیں گے اور یہ علماء حاکموں کی تابع ہونگے تو وہ بھی فتنے میں
پڑینگے میں نے کہا سو کس طرح کوئی اُن سے بچے گا فرمایا کہ ساتھ باز رہنے کے اور صبر کرنے کے اگر اُن کا
حق اُن کو دیں تو لے لیویں اور اگر نہ دیویں تو ان کو چھوڑ دیں (فتح) **حدثنا** مسدد عن عبد
الوارث عن الجعد عن ابی رجاء عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کرہ
من امیرہ شیئا فلیصبر فانہ من خرج من السلطان شبرا مات میتۃ جاھلیۃ ترجمہ
ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو اپنے سردار سے کوئی بری بات دیکھے
تو چاہیئے کہ اُس پر صبر کرے اس واسطے کہ جو بادشاہ کی اطاعت سے بالشت بھر نکلے گا تو اسکی موت بطور جاہلیت کے
ہے **حدثنا** ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زید عن الجعد ابی عثمان حدثنی ابو رجاء العطاردی
قال سمعت ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای من امیرہ شیئا یکرھہ فلیصبر
علیہ فانہ من فارق الجماعۃ شبرا فمات الا مات میتۃ جاھلیۃ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے
کہ حضرت نے فرمایا کہ جو اپنے حاکم سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہیئے کہ اس پر صبر کرے سو بیشک شان یہ ہے
کہ جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہوگا اور مرے گا تو اس کا مرنا بطور کفر کے ہے ف یہ جو فرمایا جو جماعت سے

جدا ہوگا یعنی بادشاہ کی نافرمانی کرے گا اور اسکے ساتھ لڑے گا کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد ساتھ جدا ہونے کے
کوشش کرنا ہے بیچ کھولنے گرہ بیعت کے یعنی بیعت خلافت کی توڑنے میں جو اس بادشاہ یا حاکم کے واسطے
حاصل ہوتی ہے اگرچہ ادنی چیز سے ہو سو مراد رکھی اس سے بقدر بالشت کے اس واسطے کہ اسکا انجام ناحق
خونریزی کی طرف ہوتا ہے اور مراد ساتھ موت جاہلیت کے اہل جاہلیت کی طرح مرنا ہے گمراہی پر اور
حالانکہ اس کیواسطے کوئی امام بادشاہ نہو اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت لوگ بادشاہ اور حاکم کو نہ پہچانتے تھے
اور نہ ان میں کوئی حاکم یا بادشاہ تھا جسکی حکم برداری کرتے ہوں بلکہ ہر ایک آدمی بسر خود تھا اور یہ مراد نہیں
کہ وہ کافر ہوکے مریگا بلکہ گنہگار مرے گا اور احتمال ہے کہ تشبیہ ظاہر پر اور اسکے معنے یہ ہیں کہ وہ مریگا
مثل موت جاہلی کی اگرچہ وہ جاہلی نہو یا یہ حدیث وارد ہوئی ہے بطور زجر اور تنفیر کے اور اس کا ظاہر مراد
نہیں کہا ابن بطال نے کہ حدیث میں حجت ہے واسطے نہ باغی ہونے کے بادشاہ سے اگرچہ ظالم ہو اور البتہ
اجماع ہے فقہاء کا اوپر واجب ہونے فرمانبرداری بادشاہ متغلب کی یعنی جو زور سے بادشاہ بن بیٹھے اور
واجب ہے جہاد کرنا ساتھ اسکے اور یہ کہ اسکی حکم برداری بہتر ہے اسکی بغاوت سے اس واسطے کہ اس میں نگاہ
رکھنا ہے خونوں کا اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے اور جو اسکے موافق ہے اور نہیں مستثنے کی انہوں نے کوئی چیز مگر
جبکہ بادشاہ سے صریح کفر دیکھیں تو اس وقت اسکی فرمانبرداری جائز نہیں بلکہ واجب ہے مجاہدہ اسکا
اسکے واسطے جو اس پر قادر ہو جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ
وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جُنَادَةَ ابْنِ اَبِي اُمَيَّةَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عُبَادَةَ
ابْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيضٌ قُلْنَا اَصْلَحَكَ اللّٰهُ حَدِّثْنَا بِحَدِيثٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِ سَمِعْتَهُ مِنَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ فِيمَا اَخَذَ
عَلَيْنَا اَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَاَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَ
اَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهُ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيهِ بُرْهَانٌ ترجمہ جنادہ سے روایت ہے
کہ ہم عبادہ پر داخل ہوئے اور حالانکہ وہ بیمار تھے ہمنے کہا خدا تجھکو اچھا کرے ہمسے وہ حدیث بیان کر کہ
خدا تجھکو اس سے نفع دے جو تو نے حضرت سے سنی ہو اس نے کہا کہ حضرت نے ہم کو بلایا یعنی عقبہ کی رات کو
تو ہم نے حضرت سے بیعت کی سو فرمایا ان چیزوں میں کہ ہم پر شرط کی یہ کہ ہم نے بیعت کی آپ کی بات سننے
اور فرمانبرداری کرنے پر اپنی خوشی اور ناخوشی میں اور اپنی تنگی اور آسانی میں اور اپنے اوپر غیر کی تقدیم میں
اور یہ کہ نہ جھگڑیں ہم حاکموں سے حکومت میں مگر یہ کہ تم ان سے صریح کفر دیکھو جس میں تمہارے پاس خدا
کی طرف سے دلیل ہو **ف** یعنی حاکم جو حکم کرے اسکی فرمانبرداری واجب ہے خواہ وہ کام سخت ہو یا آسان

تو خوش ہو یا ناخوش اور اس حال میں بھی کہ حاکم ہے اوپر غیر کو یعنی اسکی حقیقت یہ مقدم کرے غیر کو ولیکن
تجھکو نہ دیوے یا بیت المال سے تیرا حق تجھکو نہ دیوے اور ذلیل اس کا مگر یہ کہ صریح کفر دیکھو تو ایک روایت میں
ہے کہ جو خدا کی نافرمانی کرے اس کی فرمانبرداری نہیں اور قول حضرت کا کہ تمہارے پاس اس میں خدا
سے دلیل ہو یعنی نص آیت یا حدیث صحیح ہو جو تاویل کا احتمال نہ رکھے اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ
جب تک کہ انکے فعل میں تاویل کا احتمال ہو تب تک ان سے باغی ہونا جائز نہیں اور کہا نووی نے
کہ مراد کفر سے اس جگہ نافرمانی اور گناہ ہے اور معنے حدیث کے یہ ہیں کہ نہ تنازع کرو حاکموں سے اور ان کی
حکومت میں اور نہ اعتراض کرو اوپر ان کے مگر یہ کہ ان سے بری بات محقق دیکھو کہ تم اسکو اسلام کے
قواعد سے جانتے ہو سو جب تم اس کو دیکھو تو اس سے انکار کرو اور کہو حق جس جگہ کہ ہو تم اور کہا بعضوں نے
کہ مراد ساتھ گناہ کے اس جگہ کفر اور گناہ ہے سو نہ اعتراض کیا جاوے بادشاہ پر مگر جبکہ واقع ہو کفر
صریح میں اور ظاہر یہ ہے کہ کفر کی روایت محمول ہے اس پر جبکہ حکومت میں جھگڑا ہو یعنی حکومت اور
بادشاہی میں جھگڑا کرنا بادشاہ سے جائز نہیں مگر جبکہ کفر صریح کرے اور گناہ کی روایت محمول ہے اس پر
جبکہ ہو تنازع اس چیز میں کہ حکومت کے سوا ہو اور جب نہ قدح کرے اسکی بادشاہی میں تو تنازع کرے
اس سے گناہ میں ساتھ اس طور کے کہ انکار کرے اس پر ساتھ نرمی کے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس پر
قادر ہو اور منقول ہے داؤدی سے کہ علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر حاکم ظالم ہو اور اسکی بیعت توڑنے پر بدون
فتنے کے قادر ہو تو واجب ہے توڑنا اسکی بیعت کا نہیں تو واجب ہے صبر کرنا اور بعضوں سے روایت
ہے کہ نہیں جائز ہے عقد کرنا خلافت کا واسطے فاسق کے ابتداءً اور اگر پہلے عادل ہو پھر ظالم ہو جاوے فی
تو صحیح یہ ہے کہ اسکی بیعت توڑنا بھی منع ہے مگر یہ کہ کفر کرے پس واجب ہے باغی ہونا اس سے (فتح)

حدثنا محمد بن عرعرة حدثنا شعبة عن قتادة عن انس بن مالك عن اسيد بن
حضير ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله استعملت فلانا و
لم تستعملني قال انكم سترون بعدي اثرة فاصبروا حتى تلقوني ترجمہ اسید بن حضیر سے
روایت ہے کہ ایک مرد حضرت کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت آپ نے فلانے کو تحصیل زکوۃ پر حاکم
کیا اور مجھکو نہیں کیا حضرت نے فرمایا اور مقرر تم میرے بعد غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے سو
صبر کیے رہنا یہانتک کہ مجھ سے ملو فائدہ اس شخص نے حضرت سے حکومت مانگی تھی حضرت نے اس کو
جواب دیا کہ تم میرے بعد غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے تو اس کا سر یہ ہے کہ اس نے گمان کیا تھا کہ حضرت
نے اسکو اس پر مقدم کیا ہے کہ اسکو حکومت دی اور مجھکو نہیں دی سو حضرت نے اسکے گمان کی

نفی کی کہ تیرا یہ گمان غلط ہے اور اسکے واسطے بیان کیا کہ یہ آپ کے زمانہ میں واقع نہیں ہوگا اور یہ کہ نہیں خاص
کیا اسکو اسکی ذات کے واسطے بلکہ واسطے عام ہونے مصلحت مسلمانوں کے اور یہ کہ دنیا کی تقدیم کی طلب
حضرت کے بعد ہوگی سو انکو حکم کیا کہ اس وقت صبر کریں ف تم **باب** قول النبی صلی اللہ علیہ و
سلم هلاك امتی علی یدی اغیلمة سفهاء حضرت کی اس حدیث کا بیان کہ میری امت کی ہلاکی
قریش کے لونڈوں کے ہاتھ سے ہوگی جو بیوقوف ہونگے ف باب کی حدیث میں سفہاء کا لفظ واقع نہیں
ہوا لیکن ایک روایت میں آیا ہے علی رؤس غلمة سفهاء من قریش سو بخاری نے اپنی عادت کے موافق
اس طرف اشارہ کر دیا ہے **حدثنا** موسی بن اسمعیل قال حدثنا عمرو بن یحیی بن سعید
ابن عمرو بن سعید قال اخبرنی جدی قال کنت جالسا مع ابی هريرة فی مسجد النبی صلی الله
علیه وسلم بالمدينة ومعنا مروان قال ابو هريرة سمعت الصادق المصدوق صلى الله
عليه وسلم يقول هلكة امتی علی ايدی غلمة من قريش فقال مروان لعنة الله عليهم
غلمة فقال ابو هريرة لو شئت ان اقول بنی فلان وبنی فلان لفعلت فكنت اخرج مع
جدی الى بنی مروان حين ملكوا بالشام فاذا راهم غلمانا احداثا قال لنا عسى هؤلاء
ان يكونوا منهم قلنا انت اعلم ترجمہ سعید بن عمرو سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہ کے ساتھ مدینے کی مسجد
میں بیٹھا تھا اور ہمارے ساتھ مروان تھا کہا ابو ہریرہ نے کہ میں نے صادق مصدوق یعنی حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم سے سنا فرماتے تھے کہ میری امت کی ہلاکی قریش کے لونڈوں کے ہاتھ سے ہوگی تو مروان نے کہا کہ اون
لونڈوں پر خدا کی لعنت کہا ابو ہریرہ نے کہ اگر میں چاہوں کہ کہوں کہ فلانے کی اولاد اور فلانے کی اولاد تو البتہ
کروں سو میں اپنے دادا کے ساتھ مروان کی اولاد کی طرف نکلتا تھا جبکہ بادشاہ ہوئے شام کے ملک میں سو جب
لونڈے نوجوان دیکھے تو ہم سے کہا امید ہے کہ یہ لوگ ان میں سے ہوں ہم نے کہا تو زیادہ تر جانتا ہے ف کہا
ابن اثیر نے کہ مراد غلمہ سے یہاں نابالغ لڑکے ہیں اسی واسطے ان کو کم عمر بیان کیا میں کہتا ہوں کہ مراد اس
سے ناقص عقل اور تدبیر اور دین میں اگرچہ بالغ ہو اور وہی مراد ہے اس جگہ اس واسطے کہ بنی امیہ میں سے کوئی
ایسا خلیفہ نہیں ہوا جو نابالغ ہو اور اسیطرح جنکو انہوں نے عامل بنایا اور اول پر حمل کرنا اس کا ہے عموم پر
اور ایک روایت میں ہے ہلاک امتی اور یہی موافق ہے واسطے ترجمہ کے اور مراد امت سے اس جگہ خاص
اس زمانہ کے لوگ ہیں نہ تمام امت قیامت تک اور مراد ہلاک ہونے سے یہ ہے کہ اگر تم ان کی تابعداری
کرو گے تو تمہارا دین ہلاک ہو جاوے گا اور اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو تم کو ہلاک کر ڈالیں گے یعنی
تمہاری دنیا میں یا ساتھ جان مارنے کے یا مال لیجانے کے یا دونوں کے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ

مین خدا کی پناہ مانگتا ہون لونڈون کی حکومت سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ سے کہ وہ بازار مین چلتے تھے اور کہتے تھے الٰہی نہ پاوے مجھکو ساٹھوان سال اور نہ لونڈون کی حکومت اور اس مین اشارہ ہے اس طرف کہ اول ان لونڈون کا ۶۰ھ ساٹھ مین ہوگا اور یہ اسیطرح ہوا اس واسطے کہ یزید بن معاویہ اس مین خلیفہ ہوا اور باقی رہا ۶۴ھ تک پھر مرگیا پھر اسکا بیٹا معاویہ خلیفہ ہوا وہ بھی چند مہینون کے بعد مرگیا اور یہ جو ابوہریرہ نے کہا کہ اگر مین چاہون تو انکے نام تبلادون تو شاید کہ ابوہریرہ کو ان کے نام معلوم تھے لیکن انہون نے کسی کو نہین تبلائے اور یہ جو کہا کہ جب انکو نوجوان لڑکے نے دیکھا تو یہ قوی کرتا ہے اس احتمال کو کہ مراد ساتھ لونڈون کے اولاد اس شخص کی ہے جس نے اپنی اولاد کو خلیفہ کیا اور اسکے سبب سے فساد واقع ہوا پس نسبت کیا گیا طرف ان کی اور ایسے یہ جو کہا اس نے تردد کیا اس مین کہ ابوہریرہ کی حدیث سے کون لوگ مراد ہین تو یہ اس جہت سے ہے کہ ابوہریرہ نے ان کا نام نہین لیا اور ظاہر یہ ہے کہ مذکورین منجملہ انکے ہین اور اول ان کا یزید ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر قول ابوہریرہ کا راس ستین و امارۃ الصبیان اس واسطے کہ یزید اکثر بڈھون سے حکومت چھینتا تھا اور اپنے قرابتی نوجوانون کو دیتا تھا اور تعجب ہے مروان کے لعنت کرنے سے ان لونڈون کو باوجودیکہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اسی کی اولاد مین سے ہین سو شاید خدا نے یہ لعنت اس کی زبان پر جاری کی تاکہ ہو سخت حجت اوپر ان کے اور شاید کہ وہ نصیحت پکڑین اور البتہ وارد ہوئی ہین حدیثین بیچ لعنت حکم والد مروان کی اور اس کی اولاد کے اور شاید خاص ہے ساتھ ان لونڈون کے اور مروان اس وقت مدینے کا حاکم تھا معاویہ کی طرف سے جس وقت ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث مین بھی حجت ہے واسطے نہ باغی ہونیکے بادشاہ سے اگرچہ ظالم ہو اس واسطے کہ حضرت نے ابوہریرہ کو ان کے نام اور ان کے باپ کے نام تبلا دیے اور یہ نہ فرمایا کہ ان پر خروج کرنا باوجود خبر دینے کے کہ میری امت کی ہلاکی ان کے ہاتھ سے ہوگی اس واسطے کہ خروج کرنا اشد ہے ہلاک کرنے مین پس اختیار کیا سہل امر کو (فتح)

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ باب ہے بیچ بیان قول حضرت کی کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چلی **ف** خاص کیا عرب کو اس واسطے کہ وے پہلے پہل اسلام مین داخل ہوئے اور واسطے ڈرلانے کے کہ جب فتنے فساد واقع ہونگے تو ہلاکی ان کی طرف بہت جلدی کرے گی (فتح) **حَدَّثَنَا** مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّوْمِ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ

قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَعَقَدَ سُفْيَانُ تِسْعِيْنَ اَوْ مِائَةً قِيْلَ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصّٰلِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ ترجمہ زینب بنت جحش سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ حضرت سو کر جاگے آپ کا چہرہ سرخ تھا فرماتے تھے نہیں کوئی لائق بندگی کی سوائے خدا کے خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اسکے برابر اور عقد کیا سفیان نے نوّے یا سو کا یعنی اپنے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کا حلقہ کیا کہا گیا یا حضرت کیا ہم سب ہلاک ہو جاوینگے اور حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہونگے حضرت نے فرمایا ہاں جبکہ بدکاری غالب ہو جاویگی یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم میں کثرت سے ہوئی اور نیک لوگ کم ہو گئے تو نیک اور بد سب ہلاک ہو جاتے ہیں (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ اٰطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنِّيْ لَاَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ حضرت نے مدینے کے ایک قلعے سے جھانکا تو فرمایا بھلا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں لوگوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنے فساد کے مقامات کو جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں **ف** اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ خاص کیا گیا مدینہ ساتھ اسکے اس واسطے کہ عثمان کا شہید ہونا اس میں ہوا پھر اسکے سبب سے شہروں میں فتنے فساد پھیلے جنگ جمل اور جنگ صفین بھی اسی سبب سے تھا اور جو جو لڑائی اس زمانہ میں واقع ہوئی اسی سے پیدا ہوئی اور حضرت عثمان کی قتل کا بڑا سبب انکے امیروں پر طعن تھا یعنی جن لوگوں کو حضرت عثمان نے شہروں پر حاکم بنایا ہوا تھا ان پر لوگ طعن کرتے تھے اور اسی سبب سے حضرت عثمان پر بھی طعن کرتے تھے کہ انہوں نے ایسے آدمیوں کو حاکم کیوں بنایا اور پہلے پہل یہ فساد عراق کی طرف سے پیدا ہوا اور وہ مشرق کی طرف ہے پس نہیں ہے کوئی منافات درمیان حدیث باب کے اور اس حدیث کے جو آئندہ آتی ہے کہ فتنے فساد مشرق کی طرف سے ہونگے اور اچھی ہوئی تشبیہ ساتھ مینہ کے واسطے ارادے تعمیم کے اس واسطے کہ جب کسی زمین معین میں واقع ہوتا ہے تو اسکو عام ہوتا ہے اگرچہ اسکی بعضی جہت میں واقع ہو کہا ابن بطال نے کہ حضرت نے زینب کی حدیث میں ڈرایا قیامت کے قائم ہونے سے تاکہ توبہ کریں پہلے اس سے کہ ان پر ہجوم کرے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قیامت کے قریب ہوگا اور جب حضرت کے زمانہ میں اس قدر اس سے کھل گیا تو پھر ہمیشہ دن بدن کشادہ ہوتا چلا جاوے گا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو قریب ہو چکی

اگر تم سے ہوسکے تو مر جاؤ اور یہ نہایت ہی ڈرانے میں فتنوں سے اور پڑنے سے بیچ انکے کہ موت کو اسکی مباشرت
سے بہتر ٹھیرایا اور خبر دی اسامہ کی حدیث میں ساتھ واقع ہونے فتنوں کے گھروں میں تاکہ اس کے
واسطے سامان کریں اور ان میں نہ پڑیں اور خدا سے انکی بدی سے نجات مانگیں (فتح) **باب ظہور
الفتن** باب ہے بیچ ظاہر ہونے فتنوں کی **حدثنا** عیاش ابن الولید قال حدثنا عبد الاعلی
قال حدثنا معمر عن الزهری عن سعید عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال
یتقارب الزمان وینقص العمل ویلقی الشح وتظهر الفتن ویکثر الهرج قالوا یا رسول الله ایم هو
قال القتل القتل وقال شعیب ویونس واللیث وابن اخی الزهری عن الزهری عن حمید عن
ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کم ہو جاویگا
عمل اور علم اور لوگوں پر بخیلی ڈالی جاوے گی یعنی زکوۃ اور خیرات کی رسم جاتی رہے گی اور عالم میں فتنے فساد
ظاہر ہونگے اور کثرت سے ہرج ہوگا اصحاب نے کہا یا حضرت ہرج کیا چیز ہے حضرت نے فرمایا قتل قتل یعنی
خونریزی کثرت سے ہوگی اور کہا شعیب نے الخ یعنی ان چاروں نے مخالفت کی ہے معمر کی کہ اس نے
سعید کو زہری کا استاد ٹھیرایا ہے اور ان چاروں نے حمید کو اس کا استاد ٹھیرایا ہے **ف** اور طبرانی نے اوسط
میں سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ ظاہر ہوگا فحش اور
بخل اور امین کو خائن سمجھا جاوے گا اور خائن کو امین اور ہلاک ہونگے اشراف اور ظاہر ہونگے کمذات
اور یہ جو کہا کہ زمانہ قریب ہو جاوے گا تو اسکے معنے یہ ہیں کہ قریب ہو جاوے گا حال لوگوں کا بیچ کم ہونے
دین کی یہانتک کہ نہ باقی رہے گا ان میں کوئی نیک بات تبلانے والا اور برے کام سے روکنے والا واسطے
غالب ہونے فسق کے اور ظاہر ہونے اہل فسق کے کہا ابن بطال نے کہ جو نشانیاں کہ اس حدیث میں ہیں لوگوں
ہم نے سب کو آنکھ سے دیکھ لیا سو البتہ کم ہوا علم اور ظاہر ہوا جہل اور ڈالی گئی بخیلی دلوں میں اور عام ہوئے فتنے
فساد اور بہت ہوا قتل میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ جس کا اس نے مشاہدہ کیا ہے وہ اس سے بہت تھا باوجود
مقابل اس کی کے اور مراد حدیث میں مضبوط اور مستحکم ہونا اس کا ہے یہانتک کہ نہ رہیگا مقابل اس کا کوئی
مگر نادر اور اسی طرف اشارہ ہے ساتھ تعبیر قبض ہونے علم کے سو نہ باقی رہے گا مگر جہل محض اور نہیں ہے یہ
مانع کہ کوئی گروہ اہل علم کا اس وقت موجود ہو اس واسطے کہ وہ اس وقت اور لوگوں میں مغمور اور مستور ہونگے
اور تائید کرتی ہے اس کی جو حذیفہ نے روایت کی کہ پرانا ہو جاوے گا علم یہانتک کہ نہ معلوم رہیگا کیا ہے
نماز کیا ہے روزہ کیا ہے حج کیا ہے خیرات اور ایک رات کو قرآن زمین سے اٹھایا جاویگا یہانتک کہ
نہ باقی رہے گی اس سے زمین پر کوئی چیز لوگوں کے سینوں سے اٹھایا جاوے گا کسی کو قرآن کا ایک حرف بھی

یاد نہ رہے گا اور واقع یہ ہے کہ ابتدا ان چیزوں کی اصحاب کے زمانے میں ہوئی پھر روز بروز بڑھتی گئیں بعضی جگہوں میں سوائے بعضے کے اور قیامت کے قریب ان صفات کا استحکام ہوگا اور ابن بطال نے جس وقت یہ کہا تھا اس وقت کو ساڑھے تین سو برس سے زیادہ گذر چکا ہے اور صفات مذکورہ تمام شہروں میں روز بروز زیادتی میں ہیں لیکن بعضی بعض میں کم ہوتی ہیں اور بعضے بعض میں زیادہ ہوتی ہیں اور جب ایک طبقہ گذر جاتا ہے تو ظاہر ہوتا ہے نقص اور کمی بہت اس طبقے میں جو اس سے پیچھے ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت کے جو آئندہ باب میں ہے کہ کوئی زمانہ نہیں آویگا اور حالانکہ جو زمانہ اسکے بعد ہے وہ اس سے بدتر ہوگا اور کہا خطابی نے کہ زمانہ قریب ہو جاوے گا اسکے معنے یہ ہیں کہ سال مہینے کے برابر ہوگا اور مہینہ ہفتے کے برابر ہوگا اور ہفتہ دن کے برابر ہوگا اور دن گھڑی کے برابر ہوگا یعنی لوگ خوش گذران ہونگے زمانہ گذرتا معلوم نہ ہوگا اور شاید یہ امام مہدی کے وقت میں ہوگا جب کہ زمین عدل اور امن سے پر ہوگی کہا کرمانی نے کہ یہ نہیں مناسب ہے ان چیزوں کو کہ اسکے ساتھ ہی مذکور ہیں ظہور فتن اور کثرت قتل وغیرہ سے میں کہتا ہوں اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ محتاج ہوا ہے خطابی طرف اس تاویل کی اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے نقص اسکے زمانہ میں نہیں تو جو حدیث میں مذکور ہے البتہ ہمارے اس زمانہ میں پایا گیا ہے کہ مقرر ہم پاتے ہیں جلد گذرنا دنوں کا جو نہیں پاتے تھے ہم اس زمانے میں جو ہمارے زمانے سے پہلے تھا اگرچہ اس جگہ خوش گذران نہ تھی اور حق یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز سے برکت کھینچی جاوے گی یہاں تک کہ زمانے سے بھی یعنی کسی چیز میں برکت نہ رہے گی یہاں تک کہ زمانے میں بھی سو رات دن بہت چھوٹا معلوم ہوگا اور یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے جیسا کہ نووی وغیرہ نے کہا کہ مراد ساتھ چھوٹے ہونے زمانے کے یہ ہے کہ اس میں برکت نہ رہے گی اور ہو جاوے گا فائدہ پانا ساتھ دن کے مثلاً بقدر فائدہ پانے کے ساتھ ایک گھڑی کے اور یہ معنے ظاہر تر ہیں اور اکثر ہیں فائدے میں اور زیادہ تر موافق ہیں ساتھ باقی حدیثوں کے اور بعضوں نے کہا کہ زمانے کے قریب ہونیکے معنے یہ ہیں کہ کم ہو جاوینگی عمریں بہ نسبت ہر طبقے کی سو ہر پچھلے طبقے کی عمر کم ہوگی بہ نسبت اس طبقے کی جو اس سے پہلے ہے اور بعضوں نے کہا کہ قریب ہوگا احوال ان کا شر اور فساد اور جہل میں اور اسی کو اختیار کیا ہے طحاوی نے اور کہا ابن ابی جمرہ نے احتمال ہے کہ ہو ساتھ تقارب زمانے کے چھوٹا ہونا اسکا بنا بر اسکے کہ واقع ہوا ہے حدیث میں کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ہوگا سال مہینے کے برابر بنا بر اسکے پس چھوٹا ہونا اس کا احتمال ہے کہ حسی ہو اور احتمال ہے کہ معنوی ہو اور حسی تو اب تک ظاہر نہیں ہوا اور شاید وہ قیامت کے قریب ہوگا اور اما معنوی سو وہ مدت سے ظاہر ہوا ہے پہچانتے ہیں اس کو اہل علم دینی اور دانا دنیادار اس واسطے کہ وے اپنے جی میں معلوم کرتے ہیں کہ وہ

جس قدر کام دن مین اس سے پہلے کرتے تھے اب نہین کر سکتے اور اس مین شک کرتے ہین اور اس کا
سبب نہین جانتے کیا ہے اور شاید سبب اس کا ضعیف ہو جانا ایمان کا ہے بسبب ظاہر ہونے اون کامونکے
جو شرع کے مخالف ہین کسی وجہ سے اور اشد سبب اس کا قوت ہے یعنی رزق اور روزی سو اس مین بعضی
چیزین تو محض حرام ہین اور بعضی چیزین شبہ والی ہین یہانتک کہ بہت لوگ نہین توقف کرتے کسی
چیز مین اس سے اور جب قادر ہو کسی چیز کے حاصل کرنے پر تو اس پر ہجوم کرتا ہے اور کچھ پرواہ نہین کرتا
اور واقع یہ ہے کہ برکت زمانے مین اور رزق مین اور انگوریون مین سوائے اسکے کچھ نہین کہ حاصل ہوتی ہے
طریق قوت ایمان کی سے اور حکم کی پیروی کرنے سے اور منع کی چیز بچنے سے اور کہا بیضاوی نے احتمال
ہے کہ ہو مراد ساتھ تقارب زمانے کے جلدی کرنا دولت کا طرف ختم ہونے کی اور زمانے کا طرف تمام ہو جانے
کی سو ان کا زمانہ قریب ہو جاوے گا اور ان کے دن نزدیک ہو جاوینگے اور مراد ساتھ کم ہو جانے علم کے
حدیث مین کم ہونا علم ہر عالم کے کا ہے ساتھ اس طور کے کہ بھول جاوے مثلاً اور بعضون نے کہا علم کم
ہو جاوے گا ساتھ مرنے اہل علم کے سو جب کوئی عالم کسی شہر مین مر گیا اور بجائے اسکے کوئی عالم نہ ہوا تو
ناقص ہوگا علم اس شہر سے اور ایسے کم ہونا عمل کا سو احتمال ہے کہ ہو بہ نسبت ہر ہر فرد کے اس واسطے کہ جب
دنیا کے کام عامل پر ہجوم کرین تو غافل کرتے ہین اسکو اسکی عبادت سے اور احتمال ہے کہ مراد ظاہر ہونا خیانت کا
ہو امانتون اور کسبون مین کہا ابن ابی جمرہ نے کہ نقص عمل کا حسی پیدا ہوتا ہے نقص دین سے اور ایسے معنوی
سو باعتبار اس چیز کے ہے کہ داخل ہوتی ہے خلل سے بسبب بد خوراکی کے اور کم ہونے مددگار کے عمل پر اور
نفس بہت میل کرنے والا ہے طرف راحت کی اور قبض علم کا بیان آئندہ آوے گا انشاء اللہ تعالے
اور یہ جو کہا کہ دلون مین بخیلی ڈالی جاوے گی تو مراد اس سے ڈالنا اس کا ہے لوگون کے دلون مین بنابر مختلف
ہونے ان کے احوال کے یہانتک کہ بخل کرے گا عالم اپنے علم سے پس چھوڑ دیگا تعلیم کرنا اور فتوے
دینا اور بخل کریگا کاریگر اپنی کاریگری سے پس دوسرے کو نہ سکھلاوے گا اور بخل کریگا مالدار اپنے مال سے پس
نہین دیگا محتاج کو یہانتک کہ ہلاک ہو گا محتاج اور نہین مراد ہے وجود اصل بخل کا اس واسطے کہ وہ ہمیشہ سے
موجود ہے اور یہ جو کہا کہ ظاہر ہونگے فتنے تو مراد کثرت ان کی ہے اور مشہور ہونا ان کا کہا ابن ابی جمرہ نے احتمال
ہے کہ ہو ڈالنا بخیلی کا عام اشخاص مین اور منع اس سے وہ ہے جس پر فساد مرتب ہو اور شرعاً بخیل وہ شخص
ہے جو منع کرے اس حق کو جو اس پر واجب ہو اور اس کا روکنا مال کو مٹا دیتا ہے برکت کو لے جاتا ہے اور
تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ نہین کم ہوتا مال خیرات کرنے سے اس واسطے کہ اہل معرفت نے اس سے
سمجھا کہ جس مال سے حق شرعی نکالا جاوے اسکو کوئی آفت نہین پہنچتی بلکہ حاصل ہوتا ہے اس کے

واسطے بڑھنا اسی واسطے نام رکھا گیا اس کا زکوٰۃ کہ مال اس سے بڑھتا ہے اور اپنے ظاہر ہونا فتنوں کا سو مراد اس سے وہ چیزیں ہیں جو تاثیر کرے دین کے امر میں اور اپنے کثرت قتل کی سو مراد اس سے وہ ہے جو ناحق ہو نہ جو حق ہو مانند اقامت حد اور قصاص کی (فتح) **حدثنا** عبید اللہ بن موسیٰ عن الاعمش عن شقیق قال کنت مع عبد اللہ وابی موسیٰ فقال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان بین یدی الساعۃ لایاما ینزل فیہا الجہل ویرفع فیہا العلم ویکثر فیہا الھرج والھرج القتل ترجمہ عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مقرر قیامت سے پہلے ایسے دن ہونگے کہ ان میں جہالت اترے گی یعنی پھیلے گی اور علم اٹھایا جاوے گا اور قتل بہت ہو گا **ف** اسکے معنے یہ ہیں کہ علم اٹھایا جاوے گا ساتھ موت علماء کے سو جب کوئی عالم مر جاوے گا تو کم ہو جاوے گا علم بہ نسبت کم ہونے اس کے حامل کے اور پیدا ہو گی اس سے جہالت اور بے علمی ساتھ اس چیز کے کہ یہ عالم اس کے ساتھ منفرد تھا باقی علماء سے (فتح) **حدثنا** عمر بن حفص قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنا شقیق قال جلس عبد اللہ وابو موسیٰ فتحدثا فقال ابو موسیٰ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان بین یدی الساعۃ ایاما یرفع فیہا العلم وینزل فیہا الجہل ویکثر فیہا الھرج والھرج القتل ترجمہ شقیق سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ بیٹھے اور آپس میں حدیث بیان کرنے لگے تو ابو موسیٰ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے دن ہونگے کہ ان میں علم اٹھایا جاوے گا اور ان میں جہالت اترے گی اور ہرج بہت ہو گا اور ہرج کے معنے ہیں قتل **حدثنا** قتیبۃ قال حدثنا جریر عن الاعمش عن ابی وائل قال انی لجالس مع عبد اللہ وابی موسیٰ فقال ابو موسیٰ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثلہ والھرج بلسان الحبشۃ القتل ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ہرج کے معنے حبش کی زبان میں قتل ہیں **حدثنا** محمد قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبۃ عن واصل عن ابی وائل عن عبد اللہ واحسبہ رفعہ قال بین یدی الساعۃ ایام الھرج یزول فیہا العلم ویظہر فیہا الجہل قال ابو موسیٰ والھرج بلسان الحبشۃ وقال ابو عوانۃ عن عاصم عن ابی وائل عن الاشعری انہ قال لعبد اللہ تعلم الایام التی ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایام الھرج نحوہ وقال ابن مسعود سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من شرار الناس من تدرکہم الساعۃ وہم احیاء ترجمہ ابو وائل سے روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے اسکو مرفوع کیا یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے دن ہونگے کہ ان میں قتل ہو گا اور دور ہو گا اس میں علم اور ظاہر ہو گی اس میں جہالت اور کہا ابو موسیٰ نے

ہرج حبش کی زبان میں قتل ہے اور کہا ابوعوانہ نے عاصم سے ابو وائل سے ابوموسیٰ اشعری سے کہا اس نے عبداللہ سے کہا کہ تو جانتا ہے ان دونوں کو کہ ذکر کیا حضرت نے دن ہرج کے مانند اسکی یعنی مانند حدیث مذکور کی کہ قیامت سے پہلے ہرج کے دن ہیں الخ کہا ابن مسعود نے میں نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ سب لوگوں سے بدتر میں وہ لوگ جن پر قیامت ہوگی اور حالانکہ وہ زندہ ہونگے **ف** کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث کا لفظ اگرچہ عام ہے لیکن مراد ساتھ اسکے خاص لوگ اور اسکے معنے یہ ہیں کہ نہیں قائم ہوگی قیامت اکثر اغلب میں مگر بدتر لوگوں پر اس حدیث کی دلیل ہے کہ ہمیشہ رہے گا میری امت سے ایک گروہ دین حق پر یہانتک کہ قائم ہو قیامت سو دلالت کی اس حدیث نے کہ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت کچھ نیک لوگ بھی موجود ہونگے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے متعین جو اس نے کہا بلکہ آئی ہے وہ چیز جو تائید کرتی ہے عموم کو کہ نہیں قائم ہوگی قیامت مگر بدتر لوگوں پر روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خدا ایک ہوا میں سے بھیجے گا جو نرم تر ہوگی ریشم سے سو نہ چھوڑیگی کسی کو جسکے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا مگر کہ اسکے روح کو قبض کرے گی اور ایک روایت میں ہے دجال اور عیسے علیہ السلام کے قصے میں کہ خدا ایک ہوا کو بھیجے گا سو وہ ہر مومن کی روح کو قبض کرے گی اور باقی رہجاوینگے بدتر لوگ گدہوں کی طرح آپس میں لڑینگے سو یہ جو فرمایا کہ ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ دین حق پر قائم رہے گا یہانتک کہ قیامت قائم ہو تو مراد اس ہوا کے چلنے تک ہے جو ہر ایماندار کی روح کو قبض کریگی پھر نہ رہینگے مگر بدتر لوگ پس قائم ہوگی ان پر قیامت بغتۃً (فتح) **باب** لَا یَاْتِیْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِیْ بَعْدَہٗ شَرٌّ مِّنْہُ نہیں آویگا کوئی زمانہ مگر کہ جو اس کے بعد ہے اس سے بدتر ہوگا **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ قَالَ اَتَیْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ فَشَکَوْنَا اِلَیْہِ مَا یَلْقَوْنَ مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوْا فَاِنَّہٗ لَا یَاْتِیْ عَلَیْکُمْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِیْ بَعْدَہٗ شَرٌّ مِّنْہُ حَتّٰی تَلْقَوْا رَبَّکُمْ سَمِعْتُہٗ مِنْ نَّبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ زبیر سے روایت ہے کہ ہم انس کے پاس آئے سو ہم نے ان کے پاس شکایت کی جو تکلیف پاتے ہیں حجاج بن یوسف ظالم مشہور کے ظلم سے تو انس نے کہا کہ صبر کرو اس واسطے کہ نہیں آویگا تم پر کوئی زمانہ مگر کہ جو اسکے بعد ہے اس سے بدتر ہوگا یہانتک کہ تم اپنے رب سے ملو یعنی مر جاؤ میں نے اس حدیث کو تمہارے پیغمبر سے سنا ہے **ف** کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث پیغمبری کی نشانیوں سے ہے اس واسطے کہ حضرت نے خبر دی ساتھ تغیر ہونے احوال کے اور یہ غیب کے علم سے ہے جو رائے سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ صرف وحی سے معلوم ہو سکتا ہے اور مشکل جانا گیا ہے یہ اطلاق باوجود یکہ بعض پچھلا زمانہ اگلے سے بدی اور شر میں کم ہوتا ہے اس واسطے کہ عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ حجاج کے زمانے سے تھوڑا بعد ہے اور بہت مشہور ہے بھلائی جو عمر بن عبدالعزیز نے

زمانے مین تھی بلکہ اگر کہا جاوے کہ اسکے زمانے مین بدی بالکل مٹ گئی تو کچھ بعید نہین چہ جائیکہ پہلے زمانے
سے بدتر ہو اور البتہ حمل کیا ہے اسکو حسن بصری نے اکثر اغلب پر اور جواب دیا ہے بعضون نے کہ مراد ساتھ
تفضیل کے تفضیل مجموع عصر کے اوپر مجموع عصر کے یعنی مجموع پہلا زمانہ افضل ہوگا مجموع پچھلے زمانے سے
اسواسطے کہ حجاج کے زمانے مین بہت اصحاب زندہ تھے اور عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین گذر گئے
تھے اور جس زمانے مین اصحاب ہون وہ زمانہ بہتر ہے اس زمانے سے اسواسطے قول حضرت کے کہ بہتر میرا زمانہ ہے پھر اصحاب
کا پھر تابعین کا اور عبد اللہ بن مسعود سے تصریح ساتھ مراد کے اور وہ اولے ہے ساتھ پیروی کرنے کے سو روایت
کی یعقوب بن شیبہ نے ابن مسعود سے کہ نہین آوے گا تم پر کوئی زمانہ مگر کہ وہ بدتر ہوگا اس دن سے جو اس سے
پہلے ہی یہاں تک کہ قائم ہو قیامت میری یہ مراد نہین کہ خوش گذران پاوے گا یا مال پاوے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ
پچھلا زمانہ کمتر ہوگا علم مین پہلے زمانے سے یعنی مراد باب کی حدیث مین شر سے علم کا کم ہونا ہے یعنی علم نہ رہے گا
علماء مر جاوینگے پس نہ کوئی نیک بات بتلاوے گا نہ بری کام سے روکیگا پس اس وقت قائم ہوگی قیامت اور نیز مشکل
ہے زمانہ عیسے کا بعد زمانے دجال کے کہ وہ بہتر زمانہ ہوگا اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ مراد حدیث مین وہ زمانہ ہے
جو عیسی علیہ السلام کے بعد ہوگا یا مراد جنس زمانے کی ہے جس مین حاکم ہونگے والا بداہت سے معلوم ہے کہ حضرت کے زمانے
مین کوئی بدی نہین مین کہتا ہون کہ احتمال ہے کہ مراد وہ زمانہ ہو جو بڑی بڑی نشانیون کے ظاہر ہونے سے پہلے
ہی مانند دجال وغیرہ کی ...... اور مراد شر اور بدی کے زمانون سے وہ زمانے ہون جو حجاج کے
زمانے سے دجال کے زمانے تک ہین اور اپر عیسے علیہ السلام کا زمانہ سو اس کا حکم از سر نو ہے اور احتمال ہے کہ مراد ان زمانون
سے اصحاب کے زمانے ہون اس واسطے کہ وہی مخاطب ہین اس حدیث مین پس خاص ہوگا یہ حکم ساتھ ان کے اور
اپر جو انکے بعد ہین سو وہ مقصود اس حدیث مین نہین لیکن انس نے اس سے عام ہونا اس کا سمجھا سو اسی
واسطے جواب دیا ہے اسکو جس نے اسکے پاس حجاج کی شکایت کی اور حکم کیا اسکو ساتھ صبر کے اور کہا ابن
جان نے کہ یہ حدیث عام نہین بلکہ امام مہدی کا زمانہ اس سے مخصوص ہے (فتح) **حَدَّثَنَا**
اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ
عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحٰرِثِ الْفِرَاسِيَّةِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَزِعًا
يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ
الْحُجُرَاتِ يُرِيْدُ اَزْوَاجَهٗ لِكَيْ يُصَلِّيْنَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْاٰخِرَةِ ترجمہ ام سلمہ سے روایت
ہے کہ حضرت ایک رات سو کر جاگے غمگین فرماتے تھے سبحان اللہ آج کی رات کیا کیا خزانے اترے ہین اور کیا ہی

فتنے فساد نازل ہوئی کوئی ہے کہ حجروں والی عورتوں کو جگاوے یعنی حضرت کی بیبیوں کو بہت عورتیں دنیا میں لباس پہنے ہیں آخرت میں ننگی ہونگی ف اس حدیث میں فتوح اسلام اور جو فتنے فساد اس امت میں ہونیوالے تھے حضرت کو خواب میں معلوم ہوئے اور اختلاف ہے قول کی تفسیر میں کہ بہت عورتیں دنیا میں لباس دار ہیں آخرت میں ننگی ہیں ایک قول یہ ہے کہ دنیا میں لباس پہنے ہیں واسطے مالدار ہونے کے اور ننگی ہیں آخرت میں ثواب سے واسطے نہ عمل کرنے کے دنیا میں دوسرا قول یہ ہے کہ پوشاک پہنے ہیں دنیا میں لیکن وہ کپڑے باریک ہیں ان کا ستر اس سے نظر آتا ہے سو اسکو عذاب ہوگا آخرت میں بدلا اسکے ننگے ہونے کا تیسرا قول یہ ہے کہ پوشاک دار ہیں اللہ کی نعمتوں سے ننگی ہیں شکر سے کہ ظاہر ہوتا ہے پھل اسکا آخرت میں ساتھ ثواب کے چوتھا قول یہ کہ وہ کپڑے پہنے ہیں لیکن وہ اپنی اوڑھنی کو پیچھے سے باندھتی ہیں اور سینہ ان کا کھلا رہتا ہے سو ان کو عذاب ہوگا آخرت میں پانچواں قول یہ کہ نیک خاوند سے نکاح کیا ہے اور آخرت میں ننگی ہیں عمل سے پس نہ فائدہ دیگا انکو نیک ہونا انکے خاوند کا اور کہا ابن بطال نے کہ خزانوں کی فتوح سے فتنہ مال کا پیدا ہوتا ہے پس آدمی حرص کرتا ہے پھر واقع ہوتا ہے اس کے سبب سے قتال میں یا بخیلی کرتا ہے پس منع کرتا ہے حق واجب کو یا تکبر کرتا ہے سو حضرت نے چاہا کہ اپنی بیبیوں کو سب سے ڈراویں اور اس حدیث میں بلانا ہے طرف دعا کی اور عاجزی کی وقت اترنے فتنوں کی خاص کر رات میں واسطے امید قبولیت کی تا کہ فتنہ دفع ہو یا سلامت رہے داعی یا جسکے واسطے دعا کی (فتح)

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من حمل علینا السلاح فلیس منا یہ بیان قول حضرت کے کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم سے نہیں **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حمل علینا السلاح فلیس منا ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو ہمارے اوپر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم سے نہیں ف مراد وہ شخص ہے جو مسلمانوں سے ناحق لڑے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے ڈرانا ان کا اور داخل کرنا خوف کا اوپر انکے اور احتمال ہے کہ مراد حمل سے ہتھیار کا اٹھانا ہو اور ہوگی مراد قتال سے یا اٹھانا اسکا واسطے ارادے لڑنے کی اور احتمال ہے کہ ہو مراد اٹھانا اس کا واسطے مارنے کی ساتھ اسکے اور ہر حال میں اس میں دلالت ہے اوپر حرام ہونے لڑائی کی مسلمانوں سے اور تشدید بیچ اسکے اور یہ جو کہا کہ وہ ہم سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر یا نہیں پیرو ہمارے طریقے کا اس واسطے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ اسکی مدد کرے اور اسکے آگے لڑے نہ یہ کہ اسکو ڈراوے کہ اس پر ہتھیار اٹھاوے واسطے ارادے کی کہ اس سے لڑے یا اس کو

قتل کرے اور اس کی نظیر ہے یہ حدیث من غشنا فلیس منا اور یا اس شخص کے حق مین ہے جو اسکو حلال نہ جانے اور اپنے جو اسکو حلال جانے تو وہ کافر ہو جاتا ہے حرام کے حلال جاننے سے اسکی شرط سے نہ مجرد ہتھیار اٹھانے سے اور اوسکے نزدیک بہت سلف کے مطلق چھوڑنا حدیث کے لفظ کا ہے یعنی اس مین تاویل نہ کی جاوے تاکہ ہو ابلغ زجر مین لیکن وعید مذکور نہین شامل ہے اسکو جو باغیون سے لڑے پس محمول ہوگی باغیون کے حق مین اور اسکے حق مین جو شروع کرے لڑائی ظالم ہو کر (فتح) **حدثنا** محمد بن العلاء قال حدثنا ابو اسامة عن بريد عن ابي بردة عن ابي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من حمل علينا السلاح فليس منا ترجمہ ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم سے نہین **حدثنا** محمد قال حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن همام سمعت ابا هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يشير احدكم على اخيه بالسلاح فانه لا يدري لعل الشيطان ينزع من يده فيقع في حفرة من النار ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی نہ اشارہ کرے اپنے بھائی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اسواسطے کہ نہین معلوم کسی کو شاید شیطان اسکے ہاتھ سے کھینچ لیوے پھر تو گر پڑے دوزخ کے گڑھے مین **ف** یعنی ہتھیار سے اشارہ کرنے مین یہ خوف ہے کہ ہاتھ سے چھوٹ پڑے اور مسلمان اس سے مر جاوے تو قاتل دوزخ مین پڑے یعنی گناہ مین پڑے جو دخول دوزخ کا سبب ہے کہا ابن بطال نے معنے اسکے یہ ہین اگر جاری کرے اللہ اس پر وعید کو اور حدیث مین نہی اس چیز سے جو پہنچاوے طرف گناہ کی اگرچہ گناہ محقق نہو برابر ہے کہ قصد سے ہو یا ہنسی کی راہ سے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرشتے لعنت کرتے ہین جو اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرے اور جب کہ اشارہ کرنیوالا لعنت کا مستحق ہے تو پھر جو مارے اسکا کیا حال ہوگا (فتح) **حدثنا** علي بن عبد الله قال حدثنا سفيان قلت لعمرو يا ابا محمد سمعت جابر بن عبد الله يقول مر رجل بسهام في المسجد فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم امسك بنصالها قال نعم ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرد تیرون کے ساتھ مسجد مین گذرا تو حضرت نے اس سے فرمایا کہ ان کے پھل کو پکڑ لے اس نے کہا اچھا **حدثنا** ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن جابر ان رجلا مر في المسجد باسهم قد بدا نصولها فامر ان ياخذ بنصولها لا يخدش مسلما ترجمہ جابر سے روایت ہے کہ ایک مرد کچھ تیرون کے ساتھ مسجد مین گذرا ان کے پھل ظاہر اور کھلے تھے تو حضرت نے اسکو حکم کیا کہ انکے پھل کو ہاتھ سے پکڑ لیوے کسی مسلمان کو زخمی نہ کر ڈالے **حدثنا** محمد بن العلاء قال حدثنا ابو اسامة عن بريد عن ابي بردة عن ابي موسى عن النبي

صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا مر احدکم فی مسجدنا او فی سوقنا ومعہ نبل فلیمسک
علی نصالہا او قال لیقبض بکفہ الا یصیب احداً من المسلمین منہا بشیء ترجمہ
ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ جب کوئی ہماری مسجد یا بازار میں گذرے اور اسکے ساتھ تیر ہوں تو چاہیے کہ
انکے پھل اپنے ہاتھ میں پکڑ لیوے یا فرمایا کہ اپنی ہتھیلی سے قبض کرے واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ کسی مسلمان کو
اس سے زخمی کرے ف یہ حکم عام ہے تمام مکلفین میں برخلاف حدیث جابر کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر
ہے تعمیم کو مستلزم نہیں اور یہ جو کہا کہ اپنی ہتھیلی سے تیروں کے پھل کو پکڑ لیوے تو نہیں ہے مراد اس سے خصوص
بلکہ مراد یہ ہے کہ کسی وجہ سے مسلمان کو نہ لگنے دیوے (فتح) **باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم**
لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض حضرت کا فرمانا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر
نہ ہو جاؤ کہ تم لوگوں میں سے بعضے بعضوں کی گردنیں ماریں **حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا**
ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنا شقیق قال قال عبد اللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر ترجمہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مسلمان کو
گالی دینا گناہ ہے اور اسکو ناحق قتل کرنا کفر ہے ف او پہلے گذر چکی ہے توجیہ اطلاق کفر کی اوپر قتال
مسلمان کے اور قوی تر قول بیچ اسکے یہ ہے کہ اطلاق کیا ہے اس پر کفر کا واسطے مبالغہ کے تحذیر میں تاکہ
باز رہے سامع اس پر جرات کرنے سے یا بطور تشبیہ کے ہے اس واسطے کہ یہ فعل کافر کا ہے جیسے کہ ذکر کی ہے
انہوں نے نظیر اس کی اس حدیث میں جو اسکے بعد ہے (فتح) **حدثنا حجاج بن منہال قال**
حدثنا شعبۃ قال اخبرنی واقد بن محمد عن ابیہ عن ابن عمر انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یقول لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض ترجمہ ابن عمر سے روایت
ہے کہ میں نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ اے لوگو میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعضے بعضوں کے
گردنیں ماریں ف کفر سے یہاں کیا مراد ہے اس میں آٹھ قول ہیں جو پہلے گذرے اور نواں قول یہ ہے کہ مراد چھپانا
حق کا ہے اور لغت میں کفر کے معنے ہیں ڈھانکنے کے سو جو مسلمان سے لڑا تو گویا اس نے اس کا حق ڈھانکا جو اس پر
واجب تھا اور دسواں یہ کہ فعل مذکور کفر کی طرف پہنچاتا ہے اس واسطے کہ جو بڑے بڑے گناہ ہوں کی عادت
کرے پہنچاتی ہے اسکو نحوست ان کی طرف اس گناہ کی جو اس سے سخت تر ہو پس خوف ہے کہ اس کا خاتمہ با ایمان نہ ہو
اور اکثر ان جوابوں میں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حدیث کے راوی ابو بکرہ نے اسکا خلاف سمجھا اور جواب اس کا یہ ہے
کہ یہ سمجھنا اس کا سوائے اسکے کچھ نہیں کہ پہچانا جاتا ہے اس سے کہ اسنے قتال سے توقف کیا اس حدیث کی
حجت سے اور احتمال ہے کہ توقف اس کا بطریق احتیاط کے ہو واسطے اس چیز کے کہ محتمل ہے اسکو ظاہر لفظ کا

اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حقیقی کفر کا معتقد ہو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے باز نہ رہا اور نہ باز رہا ان کے حکم بجا لانے سے اور نہ سوائے اسکے جو دلالت کرے کہ وہ ان کے حقیقی کفر کا معتقد تھا (فتح) **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحیی قال حدثنا قرة بن خالد قال حدثنا ابن سیرین عن عبد الرحمن بن ابی بکرة وعن رجل اخر ھو افضل فی نفسی من عبد الرحمن ابی بکرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب الناس فقال الا تدرون ای یوم ھذا قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال حتی ظننا انہ سیسمیہ بغیر اسمہ فقال الیس بیوم النحر قلنا بلی یا رسول اللہ فقال ای بلد ھذا الیست بالبلدة الحرام قلنا بلی یا رسول اللہ قال فان دماءکم و اموالکم واعراضکم وابشارکم علیکم حرام کحرمة یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا الا ھل بلغت قلنا نعم قال اللھم اشھد فلیبلغ الشاھد الغائب فانہ رب مبلغ یبلغہ من ھو اوعی لہ وکان کذلک فقال لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض فلما کان یوم حرق ابن الحضرمی حین حرقہ جاریة بن قدامة قال اشرفوا علی ابی بکرة فقالوا ھذا ابو بکرة یراک قال عبد الرحمن فحدثتنی امی عن ابی بکرة انہ قال لو دخلوا علی ما بھشت بقصبة قال ابو عبد اللہ بھشت یعنی رمیت **ترجمہ** ابو بکرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے لوگوں پر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون دن ہے اصحاب نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر جانتا ہے کہا سو ہم نے گمان کیا کہ حضرت اسکے نام کے سوا اسکا کوئی اور نام رکھیں گے سو فرمایا کہ کیا نہیں ہے قربانی کا دن ہم نے کہا کیوں نہیں یا حضرت فرمایا یہ کون شہر ہے کیا نہیں ہے یہ شہر ادب والا یعنی مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں یا حضرت فرمایا سو مقرر تمہارے خون اور مال اور تمہاری آبروئین اور تمہارے چمڑے تم پر حرام ہیں جیسی تمہارے اس دن کو حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہارے شہر میں خبردار ہو کہا میں نے خدا کا حکم پہنچا دیا ہم نے کہا ہاں فرمایا الہی گواہ رہیو سو چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیوین اس واسطے کہ بہت پہنچایا گیا پہنچاتا ہے اسکو اسکی طرف جو اسکو زیادہ تر یاد رکھنے والا ہو اور اسی طرح ہوا سو فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جائیو کہ تم لوگوں میں سے بعضے بعضوں کی گردنیں ماریں سو جبکہ ہوا وہ دن جس میں ابن حضرمی جلایا گیا جبکہ اسکو جاریہ نے جلایا کہا کہ اونچے مکان سے ابو بکرہ پر جھانکو تو انہوں نے کہا یہ ابو بکرہ تجھکو دیکھتا ہے کہا عبد الرحمن نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے میری ماں نے ابو بکرہ سے اسنے کہا کہ اگر مجھ پر داخل ہوں تو میں ایک کھپاچ نہ ماروں یعنی میں اپنا ہاتھ کھپاچ کی طرف دراز نہ کروں اور نہ اسکو لوں تا کہ اسکے ساتھ لوگوں کو اپنی جان سے ہٹاؤں **ف** اس کا سبب یہ ہے

کہ جاریہ کا نام محرق تھا اس واسطے کہ اسنے ابن حضرمی کو بصرے مین جلایا تھا اور اسکا بیان یون ہے کہ معاویہ نے
ابن حضرمی کو بصرے کی طرف بھیجا تھا تاکہ مدد طلب کرے ان سے اوپر لڑائی علی مرتضے کے تو علی مرتضے نے
جاریہ کو بھیجا تو اس نے ابن حضرمی کو ایک حویلی مین جا گھیرا پھر اس حویلی کو جلا دیا اور یہ جو کہا کہ یہ ابو بکرہ
تجھکو دیکھتا ہے تو کہا مہلب نے کہ جب گیا جاریہ نے ساتھ ابن حضرمی کی جو گیا تو جاریہ نے بعضون کو حکم کیا
کہ ابو بکرہ صحابی کو دیکھین تاکہ اسکا حال آزماوین کہ علیؓ کی حکم برداری مین ہے یا نہین اور جشیمہ نے اس سے
کہا تھا کہ یہ ابو بکرہ تجھکو دیکھتا ہے اور جو تو نے کیا سو بہت وقت تجھ پر انکار کرے ہتھیار سے یا کلام سے
سو جب ابو بکرہ نے یہ بات سنی تو کہا اور حالانکہ وہ اپنے بالاخانے پر تھا کہ اگر وہ میرے گھر مین داخل ہون
تو مین ان پر کھپاچ نہ اٹھاؤن اس واسطے کہ مین مسلمانون سے لڑنا جائز نہین جانتا سو مین کس طرح لڑونگا
ان سے ساتھ ہتھیار کے مین کہتا ہون اور جو اہل علم نے ذکر کیا ہے وہ تقاضا کرتا ہے کہ ابن عباس نے بصرے
والون سے علیؓ کے واسطے مدد طلب کی تھی تاکہ اسکی مدد کرین معاویہ کی لڑائی پر بعد فارغ ہونے کے امر
تحکیم سے پھر واقع ہوا امر خوارج کا تو ابن عباس علیؓ کے طرف گئے اور ان کے ساتھ نہروان مین
حاضر ہوئے تو اسکے پیچھے بعض عبد القیس نے معاویہ کو کہلا بھیجا اور اسکو خبر دی کہ بصرے مین ایک جماعت
عثمانی ہے سو کسی مرد کو بصرے مین بھیج کہ عثمان کا قصاص طلب کرے تو علیؓ نے جاریہ کو بھیجا سو
ہوا امر اسکے سے جو ہوا سو ظاہر یہ ہے کہ جاریہ بن قدامہ نے بعد اسکے کہ غالب ہوا اور ابن حضرمی کو اور اسکے
ساتھیون کو جلایا تو لوگون سے علیؓ کے واسطے مدد مانگی اور ابو بکرہ صحابی کی رائے یہ تھی کہ فتنے مین نہ لڑنا
بہتر ہے جیسے کہ ایک جماعت اصحاب کی رائے تھی تو بعضے لوگون نے ابو بکرہ پر دلالت کی تاکہ لازم
کرین اس پر نکلنا واسطے لڑائی کے تو ابو بکرہ نے انکو جواب دیا ساتھ اسکے جو کہا کہ اگر میرے گھر مین داخل
ہون تو بھی ان پر ہتھیار نہ اٹھاؤن اور یہ قول ابو بکرہ کا موافق ہے اس حدیث کو جو طبرانی نے روایت
کی کہ فتنے مین اپنے گھرون مین گھس جاؤ اور اپنے تئین چھپاؤ مین نے کہا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی ہمارے
گھر مین آگھسے حضرت نے فرمایا کہ چاہیے کہ تو اپنے ہاتھ کو روکے اور چاہیے کہ ہووے خدا کا بندہ مقتول نہ
قاتل (فتح) **حدثنا** احمد بن اشكاب قال حدثنا محمد بن فضيل عن ابيه عن عكرمة
عن ابن عباس قال النبي صلى الله عليه وسلم لا ترتدوا بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب
بعض ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہو جاؤ کہ تم لوگون سے بعضے
بعضون کے گردنین مارین **حدثنا** سليمان بن حرب حدثنا شعبة عن علي بن
مدرك سمعت ابا زرعة بن عمرو بن جرير عن جده جرير قال قال لي رسول الله صلى الله

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ترجمہ جریر سے روایت ہے کہ حضرت نے مجھ سے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو چپ کرا پھر فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جائیو کہ تم لوگوں سے بعضے بعضوں کی گردنیں ماریں

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ باب ہے بیچ بیان قول حضرت کے کہ فتنہ فساد ہوگا جس میں بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ح قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَحَدَّثَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ فِيْهَا مَلْجَاً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ عنقریب فتنے فساد ہونگے جن میں بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے اور ان میں کھڑا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور ان میں چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے جو انکو جھانکے گا تو وہ اسکو کھینچ لینگے اور جو کوئی پناہ کا مقام یا بچاؤ کی جگہ پاوے تو چاہیئے کہ اس سے پناہ لیوے

حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَاً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ عنقریب فتنے فساد ہونگے کہ ان میں بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے اور کھڑا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے جو انکو جھانکے گا وہ اسکو کھینچ لینگے اور جو کوئی پناہ کا مقام یا بچاؤ کی جگہ پاوے یعنی ان کی بدی سے تو چاہیئے کہ اسکے پناہ میں آوے

ف ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو لوگ ان میں مقتول ہونگے سب دوزخ میں داخل ہونگے اور ایک روایت میں ہے کہ جب فتنہ اترے تو جس کے پاس اونٹ ہوں چاہیئے کہ وہ اونٹوں میں جا رہے اور قول اسکا بیٹھا شخص ان میں بہتر ہوگا یعنی جو فتنے کے وقت گوشہ گیری کرے اور مراد ساتھ کھڑے کے وہ ہے جو اسکو نہ جھانکے اور مراد چلنے والے سے وہ ہے جو اسکے اسباب میں چلے کہ اسکے سبب سے اکثر اوقات مکروہ امر میں پڑے اور بعضوں نے کہا کہ مراد وہ ہے جو ہو مباشر انکے واسطے ہر حال میں یعنی بعضے ان میں اشد ہیں بعضوں سے سو ان سب میں اعلیٰ وہ شخص ہے جو ان میں دوڑے اس طور سے کہ فتنوں کے بھڑکانے کا سبب ہو پھر وہ شخص ہے جو قائم ہو ساتھ اسباب ان کے اور وہ ماشی ہے پھر جو ان کا مباشر ہو اور وہ کھڑا ہونیوالا ہے پھر وہ

ہے جو دیکھنے والوں کے ساتھ ہو اور لڑتا نہو اور وہ قاعدہ ہی پھر وہ ہی جو اس سی بچنے والا ہو نہ مباشر ہو نہ دیکھے اور وہ لیٹنے والا ہے بیدار پھر وہ جس سی کوئی چیز واقع نہو لیکن راضی ہو اور وہ سوتا ہے اور مراد ساتھ افضل ہونے کے اس خیریت مین وہ ہی جسکا شر کم ہو اس سی جو اس سی اوپر ہو بنا بر تفصیل مذکور کے اور قول حضرت کا جو اسکو جھانکی یعنی جو اسکے درپے ہو اور اسکے واسطے تعرض کری اور اس سی منہ نہ پھیری تو وہ اسکو کھینچ لینگے یعنی اسکو ہلاک کر ڈالین گی ساتھ اس طور کے کہ اون سی قریب ہلاک کی ہوگا اور قول حضرت کا کہ اسکی پناہ مین آوے یعنی چاہیے کہ اس مین گوشہ گیری کری تا کہ اسکی شر سے سلامت رہے اور اس حدیث مین ڈراتا ہے فتنے سے اور رغبت دلاتا ہے اوپر اجتناب کرنے کے داخل ہونے سے بیچ اسکے اور یہ کہ ہوتی بدی اسکی باعتبار تعلق کی ساتھ اسکے جس قدر تعلق اسی قدر بدی اور مراد ساتھ فتنے کی وہ ہی جو پیدا ہوتا ہے اختلاف اور جھگڑا کرنے سے بیچ طلب ملک اور بادشاہی کی جس جگہ نہ معلوم ہو کہ حق پر کون ہے کہا طبری نے اختلاف ہی سلف کا سو بعضون نے اسکو عموم پر حمل کیا ہے اور وہی لوگ وہ ہین جو مسلمانون کی لڑائی مین داخل ہونے سے مطلق الگ رہے مانند سعد اور ابن عمر اور ابو بکرہ وغیرہم کی اور تمسک کیا انہون نے ساتھ ظاہر حدیثون مذکورہ کی پھر انکو اختلاف ہی ایک گروہ نے کہا کہ لازم ہے گھرون مین بیٹھنا اور ایک گروہ نے کہا کہ جس شہر مین فتنہ پڑے اس شہر سے مطلق ہجرت کر جاوے پھر بعضون نے کہا کہ اگر اس پر کوئی چیز ہجوم کری تو اپنے ہاتھ کو بند رکھے اگرچہ مارا جاوے اور بعضون نے کہا کہ اپنے جان مال اہل کو بچاوے اور وہ معذور ہے اگر مار ڈالے یا مارا جاوے اور اور لوگون نے کہا کہ جب کوئی گروہ امام سے باغی ہو جاوے اور لڑائی قائم کرے تو واجب ہے لڑنا ساتھ اسکے اور یہی حکم دو گروہ کا کہ آپس مین لڑین کہ واجب ہے ہر قادر پر کہ جو حق پر ہو اسکی مدد کرے اور جو باطل پر ہو اس کا ہاتھ روکی اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعضون نے تفصیل کی ہی کہ جو لڑائی کہ مسلمانون کی دو گروہ کی درمیان واقع ہو جس جگہ جماعت کا کوئی امام نہو تو لڑنا اس وقت منع ہی اور باب کی حدیثین اور جو سوای انکے ہین اسی پر محمول ہین اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور کہا طبری نے صواب یہ ہی کہ کہا جاوے کہ اصل فتنے کی ابتلا ہونا ہے اور بری کام پر انکار کرنا واجب ہی جو اس پر قادر ہو سو جس نے حق والے کی مدد کی اس نے صواب کو پایا اور جس نے خطاکار کی مدد کی اسنے خطا کی اور اگر امر مشکل ہو حق ناحق معلوم نہو تو یہی ہی وہ حالت جس مین لڑنا منع آیا ہے اور بعضون کا یہ مذہب ہی کہ یہ حدیثین خاص لوگون کے حق مین وارد ہوئی ہین جو انکے ساتھ مخاطب ہین اور یہ نہی مخصوص ہی ساتھ انکے اور بعضون نے کہا کہ نہی کی حدیثین مخصوص ہین ساتھ اخیر زمانے کے جب یہ بات محقق ہو گی کہ لڑائی طلب ملک کے واسطے ہی (فتح)

باب إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا ترجمہ حسن بصری سی روایت ہی کہ مین ہتھیار پہن کر نکلا فتنے کی راتون مین یعنی ان لڑائیون مین جو علی مرتضی اور حضرت عائشہ کی درمیان واقع ہوئین تو ابو بکرہ

۷ جب ملین دو مسلمان ساتھ تلوار اپنی کے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ خَرَجْتُ

صحابی مجکو سامنے آئے سو کہا کہ تو کہان کا ارادہ کرتا ہے مین نے کہا کہ مین حضرت کے چچیرے بھائی یعنی علی مرتضے
کی مدد کا ارادہ کرتا ہون تو ابوبکرہ نے کہا کہ حضرت نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے کا سامنا کرین
تلوارین لیکر تو قتل کرنیوالا اور جو قتل ہوا دونون دوزخیون سے ہین تو کسی نے پوچھا کہ بھلا قتل کرنیوالا تو اسواسطے
دوزخی ہوا کہ ظالم تھا مگر کیا حال ہے اسکا جو قتل ہوا یعنی اسکا کیا گناہ ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے ساتھی
کے مارنے کا ارادہ رکھتا تھا یعنی اس کا قابو نہوا نہین تو ضرور مارتا اور کہا حماد بن زید نے الخ یعنی عمرو بن
عبید نے خطا کی ہے اس مین کہ اسنے احنف کو حسن اور ابوبکرہ کے درمیان سے حذف کر دیا ہے **حدثنا** سلیمان
ابن حرب قال حدثنا حماد بھذا وقال مؤمل حدثنا حماد بن زید قال حدثنا ایوب ویونس وھشام
ومعلی ابن زیاد عن الحسن عن الاحنف عن ابی بکرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورواہ
معمر عن ایوب ورواہ بکار بن عبد العزیز عن ابیہ عن ابی بکرة وقال غندر حدثنا شعبة
عن منصور عن ربعی عن ابی بکرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یرفعہ سفین عن
منصور ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب نے الخ یعنی اس نے بھی یہ حدیث احنف کے واسطے سے
روایت کی اور کہا مؤمل نے بھی اس حدیث کو ان چار راویون سے احنف کے واسطے سے روایت کیا ہے اور روایت
کیا ہے اسکو معمر نے ایوب سے اور بکار نے ابوبکرہ سے اور غندر نے شعبہ سے اسنے منصور سے اسنے ربعی سے
اسنے ابوبکرہ سے اسنے حضرت سے اور نہین مرفوع کیا ہے سفین نے منصور سے بلکہ موقوف بیان کیا ہے
ف اختلاف ہے اس حدیث کے معنے مین سو بعضون نے کہا کہ معنے اسکے یہ ہین کہ وہ دونون دوزخ کے مستحق
ہوتے ہین لیکن ان کا کام خدا کے سپرد ہے اگر چاہے گا تو ان کو عذاب کرکے دوزخ سے نکالے گا جیسے اور
موحدین کو اور اگر چاہے گا تو ان کو بالکل معاف کر دیگا اور عذاب بالکل نہ کریگا اور بعضون نے کہا کہ
وہ محمول ہے اس پر جو اسکو حلال جانے اور نہین حجت ہے اس مین خارجیون وغیرہ کیواسطے جو قائل ہین کہ گنہگار
لوگ ہمیشہ دوزخ مین رہین گے اسواسطے کہ یہ جو حضرت نے فرمایا کہ وے آگ مین ہین تو اس سے یہ لازم نہین
آتا کہ وہ ہمیشہ دوزخ مین رہین گے اور حجت پکڑی ہے ساتھ اسکے جو نہین دیکھتا لڑنے کو فتنے مین اور وے
لوگ وہ ہین جو علی مرتضے کے ساتھ لڑائیون مین شریک نہ ہوئے مانند سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن
عمرو وغیرہ اصحاب کی اور جمہور اصحاب اور تابعین کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے مدد کرنا حق کی اور لڑنا باغیون
سے اور حمل کیا ہے انہون نے حدیثون کو جو اس باب مین وارد ہوئی ہین اس پر جو لڑنے سے ضعیف ہو یا حق
کے پہچاننے سے اسکی نظر قاصر ہو اور اتفاق ہے اہل سنت کا اس پر کہ نہین جائز ہے طعن کرنا کسی ایک
پر اصحاب سے بسبب ان لڑائیون کے کہ واقع ہوئین درمیان ان کے اگرچہ ان مین سے حق والا پہچانا جاوے

اس واسطے کہ نہیں لڑے وہ ان لڑائیوں میں مگر اجتہاد سے اور البتہ خدا نے معاف کیا ہے جو اجتہاد میں خطا کرے بلکہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو اجتہاد میں خطا کرے اسکو ایک ثواب ملتا ہے اور جو ٹھیک بات کو پا جاوے اسکو دوہرا ثواب ملتا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے وعید کو جو اس حدیث میں مذکور ہے اس پر جو لڑے بدون تاویل جائز کے بلکہ واسطے مجرد طلب ملک کے اور البتہ روایت کی بزار نے بیچ حدیث قاتل اور مقتول کے زیادتی جو بیان کرتی ہے مراد کو اور وہ یہ ہے کہ جب تم دنیا پر لڑو تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ اپنے ساتھی کو مارنے پر حریص تھا تو استدلال کیا ہے ساتھ اسکے جسنے کہا کہ مجرد قصد اور نیت پر مواخذہ ہوتا ہے اگرچہ نہ واقع ہو فعل اور جواب دیا ہے اسنے جو اسکا قائل نہیں ساتھ اسکے کہ اس میں فعل ہے اور وہ سامنا کرنا ہے ہتھیاروں سے اور واقع ہونا لڑائی کا اور قاتل اور مقتول دونوں کے دوزخ میں ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں ایک مرتبے میں ہوں اور اس مسئلہ کی بحث کتاب الرقاق میں گذر چکی ہے اور کہا ہے علماء نے اس آیت کی تفسیر میں لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت کہ اختیار کیا ہے باب افتعال کو شر میں اس واسطے کہ وہ مشعر ہے ساتھ اسکے کہ ضرور ہے اس میں ہونا فعل کا برخلاف نیکی کے اسواسطے کہ ثواب ملتا ہے اس پر مجرد نیت سے اور تائید کرتی ہے اسکو یہ حدیث کہ البتہ خدا نے معاف کر دیا ہے میری امت سے جو خطرے کہ ان کے دل میں گذرتے ہیں جب تک کہ نہ عمل کریں ساتھ اسکے یا نہ بولیں اور حاصل یہ ہے کہ اسکے تین مرتبے ہیں ایک ہم مجرد ہے سو اس پر ثواب ملتا ہے اور نہیں مواخذہ ہوتا دوسرا قرین ہونا فعل کا ہے ساتھ قصد کے اور اس پر بالاتفاق مواخذہ ہوتا ہے تیسرا عزم ہے اور اس میں نزاع ہے (فتح) **باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ** کس طرح ہے امر جبکہ نہ ہو جماعت **ف** یعنی کیا کرے مسلمان اختلاف کی حالت میں پہلے اس سے کہ واقع ہو اجماع کسی خلیفے پر **حدثنا** محمد بن المثنی قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا ابن جابر قال حدثنی بسر بن عبید اللہ الحضرمی انہ سمع ابا ادریس الخولانی انہ سمع حذیفۃ ابن الیمان یقول کان الناس یسئلون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر وکنت اسالہ عن الشر مخافۃ ان یدرکنی فقلت یا رسول اللہ انا کنا فی جاہلیۃ وشر فجاءنا اللہ بھذا الخیر فھل بعد ھذا الخیر من شر قال نعم قلت وھل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن قلت وما دخنہ قال قوم یھدون بغیر ھدیی تعرف منھم وتنکر قال قلت فھل بعد ذلک الخیر من شر قال نعم دعاۃ علی ابواب جھنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا قلت یا رسول اللہ صفھم لنا قال ھم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم قلت فان لم یکن لھم جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق کلھا ولو ان

تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت
سے نیکی کا حال پوچھتے تھے اور مین بدی کا حال پوچھتا تھا اس ڈر سے کہ مجھکو پا جاوے تو مین نے کہا!
حضرت مقرر ہم جاہلیت اور بدی مین تھے سو خدا یہ خیر ہمارے پاس لایا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی بدی
ہے حضرت نے فرمایا ہان مین نے کہا اور کیا پھر اس بدی کے بعد بھی کوئی بھلائی ہے حضرت نے فرمایا ہان اور
اس مین دخان اور میل ہوگا یعنی جو نیکی کہ بدی کے بعد آوے گی وہ بھلائی خالص نہ ہوگی بلکہ اس مین کدورت
ہوگی مین نے کہا اور کیا ہے میل اس کا فرمایا راہ چلین گے بغیر میرے راہ کے یعنی میرے طریقے پر نہ چلین گے تو
انکے بعضے عملون کو بھلا جانیگا اور بعضے عملون کو برا جانیگا یعنی بعضے کام موافق شرع کے کرینگے
اور بعضے مخالف شرع کے مین نے کہا کیا اس بھلائی کے بعد اور کچھ بدی بھی ہوگی حضرت نے فرمایا ہان دوزخ کی
دروازون پر بلانیوالے ہونگے جو ان کا کہا مانیگا اس کو اس مین ڈال دین گے مین نے کہا یا حضرت ہمارے
واسطے ان کی تعریف بیان کیجیے حضرت نے فرمایا کہ وے ہماری قوم مین سے اور ہمارے ہم زبان ہونگے
مین نے کہا سو آپ مجھکو کیا حکم کرتے ہین اگر مجھکو یہ وقت پا جاوے فرمایا کہ لازم پکڑ یو ساتھ مسلمانون کی جماعت
اور انکے امام کا مین نے کہا اگر انکے واسطے کوئی جماعت اور امام نہو تو پھر کیا حکم ہے حضرت نے فرمایا کہ ان سب
فرقون سے الگ ہو جا اور گوشہ گیری کر اگرچہ کسی درخت کی جڑھ کو دانت سے پکڑے یعنی اگرچہ ہو گوشہ گیری
ساتھ دانت مارنے کی درخت سے پس نہ عدول کر اس سے یہان تک کہ تجھکو موت پاوے اور حالانکہ تو اسی
پر ہو **ف** یہ جو فرمایا کہ ہم جاہلیت اور بدی مین تھے تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ اسلام کے پہلے تھی کفر
سے اور ایک دوسرے کے قتل کرنے اور لوٹنے سے اور بے حیائیون کے لانے سے اور قول اس کا سو خدا ہمارے
پاس یہ خیر لایا یعنی ایمان اور امن اور صلاح حال کی اور بچنا بیحیائیون سے اور مراد ساتھ بدی کے وہ چیز
ہے جو واقع ہوئی فتنے فسادون سے بعد قتل ہونے حضرت عثمان کے اور لگاتار (یعنے یکے بعد دیگرے ۱۲) یا جو مرتب ہوگا اس پر آخرت
کے عذاب سے اور قول حضرت کا کہ اس مین میل ہوگا یعنی ان کے دل آپس مین صاف نہونگے ایک دوسرے
سے کینہ اور بغض رکھین گے اور قول حضرت کا ہماری قوم مین سے ہونگے یعنی عرب سے اور بعضون نے
کہا بنی آدم سے اور بعضون نے کہا اسکے معنے یہ ہین کہ ظاہر مین ہمارے دین پر ہونگے اور باطن مین مخالف
ہونگے اور کہا عیاض نے کہ مراد ساتھ شر اول کے وہ فتنے ہین جو حضرت عثمان کے بعد واقع ہوئے
اور مراد ساتھ خیر کے وہ ہے جو اسکے بعد عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین واقع ہوئے اور مراد ساتھ ان کے
جنکو پہچانیگا اور انکار کریگا وہ حاکم ہین جو اسکے بعد ہونگے اس واسطے کہ بعضے ان مین سے سنت اور عدل کی
ساتھ تمسک کرتے تھے اور بعضے ظلم کرتے تھے اور بدعت کی طرف بلاتے تھے مین کہتا ہون ظاہر

یہ ہے کہ مراد ساتھ شر اول کے فتنے ہیں جن کی طرف اس نے اشارہ کیا اور مراد ساتھ خیر کے وہ چیز ہے جو
واقع ہوئی جمع ہونے سے ساتھ علی اور معاویہ کے اور مراد دخن سے وہ چیز ہے جو ان کے زمانے میں بعض حاکم تھے
مانند زیاد کی عراق پر اور خلاف خارجیوں کا اور مراد ساتھ بلانے والوں کے دوزخ پر جس نے طلب کیا
ملک کو خوارج وغیرہ سے اور اسی طرف اشارہ ہے کہ لازم پکڑ مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کے امام کو اگرچہ
ظالم ہو اور قول حضرت کا اور تو اسی پر ہو یعنی اسی طرح دانت مارے ہو یعنی لازم پکڑ مسلمانوں کی جماعت
کو اور ان کے حاکموں کی اطاعت کو اگرچہ نافرمانی کریں کہا بیضاوی نے کہ جب زمین میں کوئی خلیفہ
نہ ہو تو لازم ہے تجھ پر گوشہ گیری کرنا اور صبر کرنا زمانے کی شدت پر اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث
میں حجت ہے واسطے جماعت فقہاء کے کہ واجب ہے لازم پکڑنا مسلمانوں کی جماعت کو اور نہ خروج کرنا
ظالم حاکموں پر اس واسطے کہ اخیر فرقے کو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور نہیں ہونگے وہ مگر ناحق پر
اور باوجود اسکے جماعت کے لازم پکڑنے کا حکم کیا کہا طبری نے کہ اختلاف ہے اس امر میں اور جماعت میں
سو ایک قوم نے کہا کہ امر واسطے وجوب کے ہے اور جماعت سواد اعظم ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد جماعت
سے خاص اصحاب ہیں نہ جو ان کے بعد ہیں اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ ان کے اہل علم ہیں اس واسطے
کہ خدا نے ان کو خلق پر حجت ٹھیرایا ہے اور باقی سب لوگ ان کے تابع ہیں دین کے کام میں کہا طبری
نے صواب یہ ہے کہ مراد حدیث میں وہ جماعت ہے جو جمع ہوئی ہوں ایک شخص کے حاکم بنانے پر یعنی
سب نے اتفاق کر کے ایک شخص کو حاکم بنایا سو جس نے اسکی بیعت نہ کی وہ جماعت سے خارج ہوا
اور اس حدیث میں ہے کہ جب لوگوں کے واسطے کوئی امام نہ ہو اور لوگ گروہ گروہ ہو جاویں تو ان میں سے
کسی کی پیروی نہ کرے اور اگر ہو سکے تو سب سے الگ رہے واسطے خوف واقع ہونے کے فتنے میں اور اسی پر
محمول ہے جو آیا ہے سب حدیثوں میں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث میں حکمت اللہ کی ہے اپنے بندوں
میں کس طرح قائم کیا ہر ایک کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہا ہے سو محبوب کیا طرف اکثر اصحاب کی سوال
کرنا وجوہ خیر سے تاکہ عمل کریں ساتھ اسکے اور پہنچاویں اپنے غیروں کو اور اس میں کشادہ ہونا حضرت
کے سینے کا ہے اور پہچاننا حکم کی سب وجوہات کو یہاں تک کہ جواب دیتے تھے ہر سائل کو مناسب اسکے
اور اس میں ہے کہ جو چیز کسی کو محبوب ہو وہ اس میں غیر سے فائق ہوتا ہے اسی واسطے حذیفہ صاحب سر
تھے کہ ان کے سوا اس کو کوئی نہ جانتا تھا یہاں تک کہ منافقوں کے نام اور بہت امر آئندہ کے انکو
معلوم تھے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ادب تعلیم سے ہے یہ کہ سکھلاوے شاگرد کو انواع علوم کے جس کی
طرف وہ مائل ہو علوم مباحہ سے اس واسطے تاکہ جلدی اس کی سمجھ میں آجاوے اور یہ کہ جو چیز نیکی

کیطرف راہ تبلاوے اس کا نام خیر رکھا جاتا ہے اور اسکے عکس کا نام عکس اور اس سے لی جاتی ہے مذمت اس شخص کی جس نے ٹھیرائی ہے دین کے واسطے اصل برخلاف کتاب اور سنت کے اور ٹھیرایا ہے کتاب اور سنت کو فرع اس اصل کی جو انہوں نے نئی نکالی ہے اور اس مین واجب ہونا ہے باطن خیر کا ہے اور ہر چیز کا جو ہدایت نبوی کے مخالف ہو خواہ کسی نے کہا ہو شریف نے یا خسیس نے (فتح) **باب** مَنْ كَرِهَ اَنْ يُّكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ جو برا جانتا ہے کہ بہت کرے فتنے اور ظلم والوں کی جماعت کو **ف** مراد سواد سے اشخاص ہین یعنی اہل فتنہ کو بڑھاوے اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ جو کسی قوم کی جماعت کو بہت کرے تو وہ انہین مین ہے **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهٗ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ ح وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيْهِ فَلَقِيْتُ عِكْرِمَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَنَهَانِيْ اَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَاْتِي السَّهْمُ فَيُرْمٰى فَيُصِيْبُ اَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهٗ اَوْ يَضْرِبُهٗ فَيَقْتُلُهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ کچھ مسلمان لوگ کافروں کے ساتھ تھے کافروں کے گروہ کو بڑھاتے تھے حضرت پر سو تیر آتا جو مارا جاتا سو ان مین سے کسی کو لگتا اور اسکو قتل کرتا یا اسکو مارتا سو اسکو قتل کرتا تو خدا نے یہ آیت اتاری کہ مقرر جن لوگوں کو فرشتوں نے مارا یعنی ان کی روح قبض کی اس حال مین کہ اپنی جان پر ظلم کرتے تھے **ف** یہ جو فرمایا اسکو مارتا تو یہ معطوف ہے جاتی پر یعنی اسکو قتل کرتا یا ساتھ تیر کے یا ساتھ تلوار کے اور اس حدیث مین خطا بیان کرنا ہے اسکی جو نافرمانی کرنیوالوں کے درمیان ٹھیرے اپنے اختیار سے نہ واسطے قصد صحیح کے اور وہ یہ ہے کہ مثلاً ان پر انکار کرے یا امیدوار ہو کہ کسی مسلمان کو ہلاکی سے چھڑاوے گا اور یہ کہ جو ہجرت پر قادر ہو وہ معذور نہیں ہے جیسا کہ واقع ہوا ان لوگوں کے واسطے جو مسلمان ہوئے تھے اور کافروں نے انکو ہجرت کرنے سے منع کیا پھر جنگ مین کافروں کے ساتھ نکلتے تھے نہ اس قصد سے کہ مسلمانوں سے لڑین بلکہ اس وہم کے واسطے کہ مسلمانوں کی آنکھوں مین کافر بہت معلوم ہوں پس حاصل ہوا مواخذہ واسطے ان کے ساتھ اسکے سو عکرمہ نے دیکھا کہ جو نکلے ساتھ اس لشکر کے جو مسلمانوں سے لڑے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اگرچہ نہ لڑے نہ نیت ہو (فتح) **باب** اِذَا بَقِيَ فِيْ حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ جبکہ باقی رہ جاوے مسلمان کوڑا ناقص لوگوں مین تو کیا کرے **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ

السنة وحدثنا عن رفعها قال ينام الرجل النومة فتقبض الامانة من قلبه فيظل اثرها
مثل اثر الوكت ثم ينام النومة فتقبض فيبقى اثرها مثل اثر المجل كجمر دحرجته على رجلك فنفط
فتراه منتبرا وليس فيه شيء ويصبح الناس يتبايعون ولا يكاد احد يؤدي الامانة فيقال ان
في بني فلان رجلا امينا ويقال للرجل ما اعقله وما اظرفه وما اجلده وما في قلبه مثقال
حبة خردل من ايمان ولقد اتى علي زمان ولا ابالي ايكم بايعت لئن كان مسلما رده علي الاسلام
وان كان نصرانيا رده علي ساعيه واما اليوم فما كنت ابايع الا فلانا وفلانا ترجمہ حذیفہ سے روایت
ہے کہ حضرت نے ہم سے دو حدیثین بیان کین ایک تو مین نے دیکھ لی اور دوسری کا منتظر ہون اول یہ کہ
ہم کو حدیث بیان کی کہ امانت لوگون کے دلون کی جڑھ مین اتری یعنی ان کی پیدائشی بات ہے پھر جانی انہون نے
فضیلت اسکی قرآن سے پھر معلوم کی سنت سے یعنی ظاہر اور باطن سے امانت دار ہو گئی اور دوسری حدیث ہم سے
امانت کی جاتے رہنے کی بیان کی سو فرمایا کہ سوویگا مرد ایک نیند سو اٹھالی جاویگی امانت داری اسکے دل سے
تو رہ جاویگا اس کا نشان جیسے آبلہ کی طرح جیسے تو چنگاری کو اپنے پیر پر ڈھلکاوے سو اس پر آبلہ پڑ جاوے
سو وہ تجکو پھولا ہوا دکھائی دیگا حالانکہ اس مین کچھ نہین پھر لوگ خرید و فروخت کرینگے اور نہین قریب کہ کوئی
بھی امانت کو ادا کرے یہانتک کہ کہا جاوے کہ فلانے کی اولاد مین ایک امانت دار مرد ہے یہانتک پونچیگی
کہ کہا جاوے گا آدمی کے حق مین کہ فلانا شخص کیا خوب ولا ہے کیا لطیف اور ظریف ہے کیا خوب عقلمند
ہے اور حالانکہ اسکے دل مین ایک رائی کے برابر بھی ایمان نہین ف یعنی امانت داری دمبدم کم ہوتی
جاوے گی آخر کو یہ حال ہو جاوے گا کہ نامی اور مشہور لوگ جن کی لوگ تعریف کرینگے ان کی بھی نیت بدل
جاوے گی کچھ امانت داری ان کے دل مین نہ رہے گی ت اور البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا اور مین کچھ پرواہ
نہ کرتا تھا کہ مین کسی شخص سے خرید و فروخت کرون اگر مسلمان ہوتا تو اسکا اسلام اسکو مجھ پر پھیرتا اور اگر
کوئی نصرانی ہوتا تو اس کا حاکم اسکو مجھ پر پھیرتا اور آج تو مین نہین خرید و فروخت کرتا مگر فلانے فلانے شخص سے
یعنی ان کو ان لوگون مین وجود امانت کا وثوق تھا اس واسطے ہر آدمی سے سودا کرتے تھے بدون بحث کرنے
کے حال اسکے سے پھر جب لوگون مین خیانت ظاہر ہوئی تو نہ سودا کرتے تھے مگر اس سے جسکا حال پہچانتے ف
اور اس حدیث مین اشارہ ہے کہ پہلے لوگ قرآن کو سیکھتے تھے پھر سنت کو اور قول اس کا کہ مین دوسری کا منتظر
ہون یعنی امانت کا بالکل اٹھ جانا یہانتک کہ نہ باقی رہے گا موصوف ساتھ امانت کے مگر شاذ و نادر یعنی سب
لوگون سے امانت اٹھ جاوے گی مگر نادر لوگون سے اور نہین مخالف ہے اسکو قول حذیفہ کا جو حدیث کے اخیر مین
ہے اس واسطے کہ وہ نسبت پہلے زمانے کے لوگون کے ہے یعنی نسبت پہلے زمانے کی ان لوگون مین.

امانت داری کمتر ہے اور قول اس کا اگر مسلمان ہوتا الخ یعنی اگر کسی نے خیانت کی اور سودے میں دغا سے
میرا حق لیا سو اگر مسلمان ہوگا تو اسلام کے لحاظ سے میرا حق پھیر دیگا اور اگر نصرانی ہوگا تو اس کا حاکم جو مسلمان
ہے میرا حق اس سے دلا دیگا اور گویا یہ جواب ہے سوال کا اور سوال یہ ہے کہ خیانت ہمیشہ سے موجود ہے اسواسطے
کہ اس وقت میں کافر بھی موجود تھے اور کافر لوگ خیانت کرنیوالے ہیں سو اسکا یہ جواب دیا جو مذکور ہوا
اور یہ جو کہا کہ البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا الخ تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ امانت میں نقص اس زمانے سے شروع
ہوا اور امانت سے مراد وہ چیز ہے جو چھپی ہو اور نہ جانتا ہو اسکو مگر اللہ مکلف سے اور ابن عباس سے روایت ہے
کہ وہ فرائض ہیں جن کا حکم ہوا اور جن سے منع ہوا اور بعضوں نے کہا کہ وہ بندگی ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ
تکالیف ہیں اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس سے عہد میثاق ہے اور یہ اختلاف واقع ہوا ہے بیچ تفسیر امانت
کے جو مذکور ہے آیت میں اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ الآیۃ اور ابن عربی نے کہا کہ مراد امانت سے حدیث میں ایمان
ہے سو جب دل میں قرار پکڑے تو قائم ہوتا ہے ساتھ مامور کے اور باز رہنے کی ممنوع چیز سے اور تحقیق
اس کی اس چیز میں کہ ذکر کی گئی ہے امانت کے اٹھ جانے سے کہ بد یان ایمان کو ہمیشہ ضعیف کرتی
ہیں یہانتک کہ جب ضعف انتہا کو پہنچتا ہے تو نہیں باقی رہتا مگر اثر ایمان کا اور وہ زبان سے اقرار
کرنا ہے اور اعتقاد ضعیف بیچ ظاہر دل کے سو تشبیہ دی اسکو ساتھ اثر کے بیچ ظاہر بدن کے اور کفایت
کی ضعف ایمان سے ساتھ نیند کے اور بیان کی مثال واسطے دور ہونے ایمان کے دل سے حال میں ساتھ
دور ہونے چنگاڑی کے پیر سے یہانتک کہ واقع ہو زمین میں اور جو بخاری نے باب باندھا ہے وہ لفظ
حدیث کا ہے جو روایت کی طبری نے اور صحیح کہا ہے اسکو ابن حبان نے ابو ہریرہ سے کہ حضرت نے
فرمایا اے عبداللہ تو کیا کرے گا جبکہ تو رہجاوے گا کوڑا ناقص لوگوں میں جن کے عہد و پیمان اور امانتداریاں
بگڑ جاوینگے اور ان میں پھوٹ پڑ جاوے گی تو وے لوگ اس طرح ہو جاوینگے اور حضرت نے ان کے اختلاف کی مثال
دی اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیاں قینچی کر کے عبداللہ نے کہا سو حضرت میں کیا کروں فرمایا کہ خاص اپنے حال
پر متوجہ ہونا اور عام لوگوں کو ان کے حالات پر چھوڑ دینا کہا ابن بطال نے کہ بخاری نے اس حدیث کیطرف
اشارہ کیا اور نہیں داخل کیا اس کو باب میں اس واسطے کہ اس کی شرط پر نہیں پس داخل کیا انکے معنون
کو حذیفہ کی حدیث میں میں کہتا ہوں اور جمع ہوتی ہے یہ حدیث ساتھ اسکے بیچ کم ہونے امانت کے اور نہ وفا
کرنے کے ساتھ عہد و پیمان کے اور شدت اختلاف کے (فتح) **باب التعرب فی الفتنۃ** فتنے
فساد کے وقت جنگلیوں میں جا رہنا ف اور وہ یہ ہے کہ انتقال کرے مہاجر اپنی ہجرت کے شہر میں پس
جنگل میں جا رہے سو ہجرت کے بعد پھر گنوار ہو جاوے اور حضرت کے وقت یہ حرام تھا مگر یہ کہ حضرت اس کو

اذن دیوین اور مقید کیا اس کو ساتھ فتنے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے
اجازت سے وقت اترنے فتنے کے جیسا کہ باب کی دوسری حدیث میں ہے اور بعضوں نے کہا کہ منع کیا تھا
لیکن سلف کو اس میں اختلاف ہے بعضوں نے تو سلامتی اور گوشہ گیری کو اختیار کیا ہے اور بعضوں
نے کہا کہ لڑائی کرے اور یہ قول جمہور کا ہے (فتح) **حدثنا** قتیبۃ بن سعید قال حدثنا
حاتم عن یزید بن ابی عبید عن سلمۃ بن الاکوع انہ دخل علی الحجاج فقال یا ابن الاکوع
ارتددت علی عقبیک تعربت قال لا ولکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن لی فی
البدو وعن یزید بن ابی عبید قال لما قتل عثمان بن عفان خرج سلمۃ بن الاکوع الی
الربذۃ وتزوج هناک امراۃ وولدت لہ اولادا فلم یزل بها حتی اقبل قبل ان یموت
بلیال فنزل المدینۃ ترجمہ سلمہ سے روایت ہے کہ وہ حجاج پر داخل ہوا یعنی جبکہ حجاج حجاز کا حاکم ہوا بعد
قتل کرنے ابن زبیر کے اور مکے سے مدینے میں گیا سو کہا کہ اے اکوع کے بیٹے کیا تو مرتد ہو گیا ہے اس نے
کہا نہیں لیکن حضرت نے مجھ کو اجازت دی جنگل میں رہنے کی اور یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ
جب عثمان بن عفان خلیفہ سوم شہید ہوئے تو نکلا سلمہ طرف ربذہ کی کہ ایک جگہ ہے جنگل میں بیان
مکے اور مدینے کے اور وہاں ایک عورت سے نکاح کیا اور اس نے اسکے واسطے اولاد جنی سو ہمیشہ رہا ان میں
یہاں تک کہ مرنے سے پہلے چند روز آیا اور مدینے میں اترا یعنی اور مدینے میں آکر فوت ہوا **ف** یہ جو کہا
کیا تو مرتد ہو گیا ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی کہ آئی ہے کہ ہجرت کے بعد پھر جنگل میں جا رہنا
کبیرہ گناہ ہے اور کہا ابن اثیر نے کہ جو ہجرت کرنے کے بعد بدون عذر کے اپنی جگہ کی طرف پھر جاتا اس کو
مرتد شمار کرتے تھے اور یہ حجاج نے بڑی بے ادبی کی کہ ایسے بری لفظ سے اس کو خطاب کیا پہلے اس سے
کہ اس کا عذر معلوم کرے اور بعضوں نے کہا کہ حجاج اسکے قتل کا ارادہ کرتا تھا سو اس نے ایسی وجہ
بیان کی جس سے وہ قتل کا مستحق ہو جاوے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تم مہاجر ہی
ہو جس جگہ رہو گے (فتح) **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن
عبد الرحمن بن عبد اللہ بن ابی صعصعۃ عن ابیہ عن ابی سعید الخدری انہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یکون خیر مال المسلم غنم
یتبع بها شعف الجبال ومواقع القطر یفر بدینہ من الفتن ترجمہ ابو سعید خدری سے
روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نزدیک ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہونگی جنکے پیچھے پھرے گا
چرانیکو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور پانی برسنے کے مقاموں پر اپنا دین لیکر بھاگے گا فتنے فساد

کے سبب سے یعنی فساد کے وقت گوشہ گیری بہتر ہے کہ لوگون کے ملنے سے ایسے وقت مین ایمان سلامت نہین رہتا تو بکریان چرا کر کھانا بہتر ہے **ف** اور اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ ذکر کرنے اس حدیث کے کہ سلمہ کا قول بھی اسی پر محمول ہے اس واسطے کہ جب حضرت عثمان قتل ہوئے اور فتنے فساد واقع ہوئے تو سلمہ نے گوشہ گیری کی اور ربذہ مین جا رہے اور وہان نکاح کیا اور ان لڑائیون مین شریک نہوئے اور حق محل کرنا عمل اصحاب کا سداد پر ہے سو جس نے ہتھیار پہنے اسکے واسطے دلیل ظاہر ہوئی واسطے ثابت ہونے ساتھ لڑنے امر کے ساتھ لڑنے باغی گروہ سے اور اسکو اس پر قدرت تھی اور جو بیٹھا نہ ظاہر ہوا اسکے واسطے کہ دونون سے کون گروہ باغی ہے جبکہ اسکو لڑائی کی قدرت نہ تھی اور البتہ واقع ہوا ہے خزیمہ کو واسطے کہ وہ علی کے لشکر کے ساتھ تھا اور باوجود اسکے نہ لڑتا تھا سو جب عمار شہید ہوئے تو اس وقت لڑا اور یہ حدیث بیان کی کہ مارے گا عمار کو باغی گروہ قتل کریگا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت گوشہ گیری کے جسکو اپنے دین کا خوف ہوا اور اختلاف کیا ہے سلف نے اصل گوشہ گیری مین سو کہا جمہور نے کہ لوگون مین رہنا بہتر ہے اس واسطے کہ اس مین حاصل کرنا دینی فائدون کا ہے واسطے قائم ہونے کے ساتھ شعائر اسلام کے اور بڑہانے جماعت مسلمانون کے اور پہنچانے انواع خیر کے طرف ان کی مدد اور فریاد رسی اور بیمار پرسی وغیرہ سے اور ایک قوم نے کہا کہ گوشہ گیری بہتر ہے واسطے تحقیق ہونے سلامتی کے بیچ اس کے بشرط معرفت اس چیز کے کہ متعین ہو اور کہا نووی نے کہ مختار فضیلت آدمیون مین رہنے کی ہے اسکے واسطے جسکو گمان غالب نہو کہ وہ گناہ مین پڑ جاوے گا اور اگر امر مشکل ہو تو گوشہ گیری افضل ہے اور بعضون نے کہا کہ مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے سو بعضون پر ایک امر واجب ہوتا یا راجح اور نہین ہے کلام اس مین بلکہ جب دونون جانب مساوی ہو سو مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے اور اگر معارض ہون تو مختلف ہین ساتھ اختلاف اوقات کے سو جس پر لوگون مین رہنا لازم ہے وہ ہے جسکو قدرت ہو اوپر دور کرنے برے کام کے سو اس پر لوگون مین رہنا فرض عین ہے یا کفایہ بحسب حال اور امکان کے اور راجح ہے اسکے حق مین جسکو گمان غالب ہو کہ وہ سلامت رہے گا جبکہ قائم ہو گا امر بالمعروف مین اور جسکے حق مین مساوی ہے وہ ہے جسکو اپنے نفس پر امن حاصل ہو اور یہ اس وقت جبکہ فتنہ عام نہو اور اگر فتنہ واقع ہو تو راجح ہے گوشہ گیری اس واسطے کہ ایسے وقت غالبا آدمی گناہ مین پڑ جاتا ہے اور کبھی واقع ہوتی ہے عقوبت ساتھ فتنہ والون کے پس عام ہوتی ہے اسکو جو اسکے اہل سے نہو فتح

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

فتنون سے پناہ مانگنا **ف** کہا ابن بطال نے کہ اسکے مشروع ہونے مین رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ خدا سے فتنہ مانگو اس واسطے کہ اس مین منافقون کا ہلاک ہونا ہے اور کتاب الدعوات مین چند باب گذر چکے ہین واسطے پناہ مانگنے کے چند چیزون سے انہین

مین ہی پناہ مانگتا مال کے فتنے سے اور محتاجی کے فتنے سے اور نکمی عمر کے فتنے سے اور دنیا کے فتنے سے
اور آگ کے فتنے سے اور سوائے اسکے کہا علما نے کہ حضرت نے ارادہ کیا اسکے شروع کرنے کا اپنی امت
کے واسطے (فتح) حدثنا معاذ بن فضالۃ قال حدثنا ھشام عن قتادۃ عن انس
قال سئلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی احفوہ بالمسئلۃ فصعد النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ذات یوم المنبر فقال لا تسئلونی عن شیء الا بینت لکم فجعلت انظر یمینا و
شمالا فاذا کل رجل راسہ فی ثوبہ یبکی فانشا رجل کان اذا لاحی یدعی الی غیر ابیہ
فقال یا نبی اللہ من ابی قال ابوک حذافۃ ثم انشا عمر فقال رضینا باللہ ربا وبالاسلام
دینا وبمحمد رسولا نعوذ باللہ من سوء الفتن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ما رایت فی الخیر والشر کالیوم قط انہ صورت لی الجنۃ والنار حتی رایتھما دون الحائط
قال قتادۃ یذکر ھذا الحدیث عند ھذہ الایۃ یایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء
ان تبد لکم تسؤکم ترجمہ انس سے روایت ہی کہ لوگوں نے حضرت سے سوال کیا یہانتک کہ آپکو سوال
سے گھیرا یعنی حضرت کو لپٹ گئی تو حضرت ایک دن منبر پر چڑھے سو فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے پوچھو گے تمکو بتلاونگا
تو مین نے داہنے بائین دیکھنا شروع کیا تو مین نے دیکھا کہ ہر آدمی کپڑے مین سر ڈالے روتا ہے سو شروع
کیا کلام کرنا ایک مرد نے جو جھگڑے کے وقت اپنے باپ کے سوا اور کی طرف نسبت کیا جاتا تھا یعنی
اسکو اپنے باپ کا بیٹا نہ کہتے تھے تو اس نے کہا یا حضرت میرا باپ کون ہے حضرت نے فرمایا کہ حذیفہ ہے
پھر شروع کیا عمر فاروق نے کلام کرنا سو کہا کہ ہم راضی ہین خدا کی خدائی سے اور اسلام کی دین سے اور حضرت
کی پیغمبری سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہین فتنوں کی بدی سے تو حضرت نے فرمایا کہ نہین دیکھا مین نے
کوئی دن نیکی بدی مین کبھی جیسے آج کا دن ہے مقرر شان یہ ہے کہ بہشت اور دوزخ کی صورت میری
سامنے لائی گئی یہانتک کہ مین نے انکو دیکھا دیوار سے ورے یعنی اپنے اور دیوار کے درمیان کہا قتادہ
نے کہ ذکر کیجاتی ہے یہ حدیث نزدیک اس آیت کے اے لوگو نہ پوچھو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے
واسطے ظاہر کیجاوین تو تمکو بری لگین ف ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ اسکی مان نے کہا
کہ کیا چیز باعث ہوئی تجکو اوپر اسکے کہ تو نے اپنے باپ کا نام پوچھا اس نے کہا مین نے چاہا کہ مین
معلوم کرون کہ میرا باپ کون ہے (فتح) وقال عباس النرسی حدثنا یزید قال حدثنا
سعید حدثنا قتادۃ ان انسا حدثھم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھذا
وقال کل رجل لافا راسہ فی ثوبہ یبکی وقال عائذا باللہ من سوء الفتن او قال

أعوذ بالله من سوء الفتن ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت نے ان سے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ ہر مرد اپنا سر اپنے کپڑے میں لپیٹے روتا ہے اور کہا کہ میں کہتا ہوں اس حال میں کہ خدا کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں کی بدی سے یا فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں فتنوں کی بدی سے **ف** اور اس حدیث کی باقی شرح کتاب الاعتصام میں آوے گی (فتح) **وقال** لی خلیفۃ حدثنا یزید بن زریع قال حدثنا سعید ومعتمر عن ابیہ عن قتادۃ ان انسا حدثہم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہذا وقال عائذا باللہ من شر الفتن ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ میں یہ کہتا ہوں اس حال میں کہ خدا کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں کی شر سے **باب** قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفتنۃ من قبل المشرق فتنہ پورب کی طرف سے ہوگا **حدثنی** عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ہشام بن یوسف عن معمر عن الزہری عن سالم عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قام الی جنب المنبر فقال الفتنۃ ہاہنا الفتنۃ ہاہنا من حیث یطلع قرن الشیطان او قال قرن الشمس ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت منبر کے پہلو میں کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ فتنہ اس طرف سے ہوگا فتنہ فساد اس جانب سے ہوگا جس طرف سے شیطان کا سینگ یا فرمایا سورج کا سینگ نکلتا ہے **ف** مراد شیطان کے سینگ سے سورج ہے اور مراد سورج کی سینگ سے خود سورج ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ فتنہ اس طرف سے پیدا ہوگا اور اشارہ کیا طرف مشرق کی اور ایک روایت میں ہے کہ فتنے فساد کی زمین اس طرف ہے اور اشارہ کیا طرف مشرق کی جس جگہ شیطان کا سینگ یعنی آفتاب نکلتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے تین بار فرمایا (فتح) **حدثنا** قتیبۃ بن سعید قال حدثنا اللیث عن نافع عن ابن عمر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو مستقبل المشرق یقول الا ان الفتنۃ ہہنا من حیث یطلع قرن الشیطان ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ اس نے حضرت سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ مشرق کی طرف منہ کئے تھے خبردار ہو مقرر فتنہ اس جانب سے ہوگا جس جگہ سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے **حدثنا** علی بن عبد اللہ قال حدثنا ازہر بن سعد عن ابن عون عن نافع عن ابن عمر قال ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم بارک لنا فی شامنا اللہم بارک لنا فی یمننا قالوا وفی نجدنا قال اللہم بارک لنا فی شامنا اللہم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ہناک الزلازل والفتن وبہا [illegible] ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ

الٰہی برکت دے ہمکو ہماری شام مین الٰہی برکت دے ہمکو ہماری یمن مین لوگون نے کہا کہ ہمارے نجد کے واسطے بھی برکت کی دعا کیجیے حضرت نے فرمایا الٰہی برکت دے ہمکو ہماری شام مین الٰہی برکت دے ہمکو ہمارے یمن مین لوگون نے کہا اور ہمارے نجد کیواسطے بھی دعا کیجیے سو مین گمان کرتا ہون کہ حضرت نے تیسری بار یون فرمایا کہ وہان زلزلے اور فتنے فساد ہونگے اور اس جانب سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے **ف** کہا مہلب نے کہ حضرت نے مشرق والون کیواسطے دعا نہ کی تاکہ ضعیف ہون اس فساد سے جو لکھا گیا ہے ان کی جہت مین واسطے غالب ہونے شیطان کے ساتھ فتنون کے اور یہ جو فرمایا سینگ شیطان کا تو کہا داودی نے کہ سورج کے واسطے حقیقۃً سینگ ہے اور احتمال ہے کہ مراد قرن سے شیطان کی قوت ہو کر جسکے ساتھ گمراہ کرنے پر مدد لیتا ہے اور یہ احتمال اوجہ ہے اور بعضون نے کہا کہ شیطان اپنے سر کو سورج کے ساتھ جوڑتا ہے وقت چڑھنے اسکے کے تاکہ سورج پرستون کا سجدہ اسکے واسطے واقع ہو اور احتمال ہے کہ سورج کیواسطے شیطان ہو کہ سورج اسکے دونون سینگون مین نکلتا ہو کہا خطابی نے کہ قرن ایک زمانے کے لوگون کا نام ہے جو پیدا ہوتے ہین بعد فنا ہونے اگلون کے اور اسکے غیر نے کہا کہ مشرق والے اس وقت کافر تھے سو خبر دی حضرت نے کہ فساد اس طرف سے ہوگا سو جس طرح حضرت نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا اور اول فتنہ مشرق کی جانب سے پیدا ہوا اور ہوا وہ سبب مسلمانون کی پھوٹ کا اور اسکو شیطان چاہتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور اسی طرح بدعتین بھی اسی جانب سے پیدا ہوئین اور نجد مشرق کی جانب مین ہے سو مدینے والون کا نجد عراق کا جنگل ہے اور وہ مدینے والون کا مشرق ہے اور نجد کہتے ہین اونچی زمین کو اور وہ خلاف غور کے ہے اور تہامہ غور یعنی گہری زمین مین ہے اور مکہ تہامہ مین ہے (فتح)

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبْرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَرَجَوْنَا اَنْ يُحَدِّثَنَا حَدِيْثًا حَسَنًا قَالَ فَبَادَرَنَا اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِّثْنَا عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا الْفِتْنَةُ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ اِنَّمَا كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ الدُّخُوْلُ فِيْ دِيْنِهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ بِقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ ترجمہ سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر ہم پر نکلے سو ہم امیدوار ہوئے کہ کوئی اچھی حدیث ہم سے بیان کرین کہا سو ایک مرد نے اس کی طرف ہم سے جلدی کی سو اس نے کہا اے (ابا عبدالرحمن یہ ابن عمر کی کنیت ہے) حدیث بیان کر ہم سے فتنے مین لڑنے کی

اور اللہ فرماتا ہے کہ لڑو ان سے یہانتک کہ نہ رہے کوئی فتنہ تو ابن عمر نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ کیا ہے
فتنہ تیری ماں تجکو روویں سوائے اسکے کچھ نہیں کہ حضرت کافروں سے لڑتے تھے اور ان کے دین
میں داخل ہونا فتنہ تھا اور نہیں لڑنا تمہارا ملک پر فتح اللہ فرماتا ہے تو مراد اس کی یہ ہے کہ حجت
پکڑی ساتھ آیت کے اور پر جواز ہونے لڑائی کے فتنے میں اور یہ کہ اس میں رد ہے اس پر جو اسکو چھوڑ رہے
یعنی فتنے میں نہ لڑے مانند ابن عمر کی اور یہ جو کہا کہ تیری ماں تجکو روویں تو زجر ہے اسکے واسطے اور
ابن عمر کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ ضمیر ہم کی بیچ قول خدا کے وقاتلوہم کافروں کے واسطے ہے یعنی
لڑو کافروں سے یہانتک کہ نہ باقی رہے کوئی جو دین اسلام سے فتنے میں پڑے اور مرتد ہو جاوے اور
ایک روایت میں ہے کہ آدمی اپنے دین سے فتنے میں پڑتا تھا اسکو مار ڈالتے تھے یا قید کرتے تھے یہانتک
کہ اسلام بہت ہوا سو نہ باقی رہا فتنہ یعنی کسی کافر کی جانب سے کسی مسلمان کے واسطے اور یہ جو کہا کہ
نہیں جیسا لڑنا تمہارا ملک پر یعنی واسطے طلب بادشاہی اور حکومت کی یہ اشارہ ہے طرف اس چیز
کی کہ واقع ہوئی درمیان مروان اور اسکے بیٹے عبدالملک کے اور درمیان ابن زبیر کے اور شاید ابن عمر کی
رائے یہ تھی کہ فتنے میں نہیں لڑنا چاہیے اگرچہ معلوم ہو جاوے کہ ایک گروہ حق پر ہے اور دوسرا باطل پر
اور بعضوں نے کہا کہ فتنہ خاص ہے ساتھ اسکے جبکہ واقع ہو لڑائی واسطے طلب ملک کے اور جبکہ
گروہ باغی معلوم ہو جاوے تو اس کا نام فتنہ نہیں رکھا جاتا اور واجب ہے لڑنا اس سے یہانتک کہ
رجوع کرے طرف فرمانبرداری کی اور یہ قول جمہور کا ہے (فتح) **بَابُ الْفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ
كَمَوْجِ الْبَحْرِ** باب ہے بیچ بیان اس فتنے کے کہ موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے **ف** شاید یہ
اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے علی مرتضیٰ سے کہ خدا نے اس امت میں
پانچ فتنے رکھے ہیں پانچواں فتنہ وہ ہے جو موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے کہ لوگ اس میں
چارپایوں کی طرح ہو جاوینگے ان کی عقل جاتی رہے گی **وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ خَلَفِ بْنِ حَوْشَبٍ
قَالَ كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَتَمَثَّلُوا بِهٰذِهِ الْأَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ ۔ اَلْحَرْبُ أَوَّلُ مَا تَكُونُ
فُتَيَّةٌ ۔ تَسْعٰى بِزِيْنَتِهَا لِكُلِّ جَهُوْلٍ ۔ حَتّٰى إِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا ۔ وَلَّتْ
عَجُوْزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيْلٍ ۔ شَمْطَاءَ تُنْكَرُ لَوْنُهَا وَتَغَيَّرَتْ ۔ مَكْرُوْهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيْلِ**
ترجمہ اور کہا ابن عیینہ خلف سے کہ لوگ مستحب جانتے ہیں کہ فتنوں کے وقت یہ بیت پڑھیں کہ لڑائی
پہلے پہل جوان ہوتی ہے ۔ دوڑتی ہے اپنی زینت سے ہر جاہل کی طرف ۔ یہانتک کہ جب بھڑکتی
ہے اور جوان ہوتا ہے بھڑکنا اس کا تو پیٹھ دیتی ہے بڈھی ہو کر نہیں لائق صحبت کے یعنی کوئی

اسکے نکاح کی رغبت نہین کرتا اسکے بہت بال سفید ہو جاتے ہین اور اسکی خوبصورتی بدصورتی سے بدل
جاتی ہے اور اس کا حال متغیر ہو جاتا ہے مکروہ ہو جاتی ہے واسطے سونگھنے اور چومنے کے یعنی لڑائی پہلے
پہل دل کو بھاتی ہے پھر بڑہی عورت کی طرح مکروہ نظر آتی ہے ف اور مراد ساتھ پڑہنے ان ابیات
کے یاد رکھنا اس کا ہے جو انہون نے دیکھا اور سنا فتنے کے حال سے کہ انکو انکے پڑہنے سے فتنے کا حال یاد
آجاتا ہے پس روکتا ہے انکو داخل ہونے سے بیچ اسکے تاکہ نہ مغرور ہون اسکے ظاہر امر پر اول مین
حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ
قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ عُمَرَ إِذْ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ
وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ عَنْ هَذَا أَسْأَلُكَ وَلَكِنِ الَّتِي تَمُوجُ
كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ
عُمَرُ أَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ قَالَ بَلْ يُكْسَرُ قَالَ عُمَرُ إِذَنْ لَا يُغْلَقُ أَبَدًا قُلْتُ أَجَلْ قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ
أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ اللَّيْلَةَ وَذَلِكَ أَنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ
بِالْأَغَالِيطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مَنِ الْبَابُ فَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ ترجمہ
حذیفہ سے روایت ہے کہ جس حالت مین کہ ہم عمر فاروق کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہان کہا کہ تم مین سے کون یاد
رکھتا ہے حدیث حضرت کی فتنے کے باب مین حذیفہ نے کہا کہ قصور مرد کا اسکے گھر والون کے حق مین اور
اسکے مال اور اولاد اور ہمسائے کے حق مین اسکو دور کر ڈالتا روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات تبلانا
اور بری کام سے روکنا عمر فاروق نے کہا کہ مین تجھ سے یہ نہین پوچھتا و لیکن مین اس فتنے کا حال پوچھتا
ہون جو موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے کہا کہ ای امیر المؤمنین تجھ پر اس کا کچھ ڈر نہین کہ تیرے
اور اسکے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہوا کہا عمر فاروق نے کہ کیا دروازہ ٹوٹ جاوے گا یا کھل جاوے گا
حذیفہ نے کہا بلکہ ٹوٹ جاوے گا عمر فاروق نے کہا کہ اب تو کبھی بند نہین ہو گا مین نے کہا کہ ہان ہم
نے حذیفہ سے کہا کہ کیا عمر فاروق دروازے کو جانتے تھے کہا ہان جیسا مین جانتا ہون کہ رات آئندہ
دن سے پہلے ہے یعنی اسکو علم بدیہی حاصل تھا مثل اس کی اور یہ اس واسطے کہ مین نے اس سے وہ حدیث
بیان کی جو نہین ہے غلط سو ہم ڈرے کہ حذیفہ سے دروازے کا حال پوچھین سو ہم نے مسروق کو حکم
کیا تو اسنے حذیفہ کو پوچھا کہ دروازے سے کیا مراد ہے اسنے کہا کہ عمر ہے ف ایک روایت مین ہے
کہ عمر فاروق نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الٰہی مجکو وہ فتنہ نہ پاوے حذیفہ نے کہا کہ نہ ڈرا اور عمر فاروق نے بڑے

فتنے کا حال پوچھا تھا حذیفہ نے اول اس کو خاص فتنے کا حال نہ بتلایا تاکہ نہ غمگین ہو اور اسی واسطے کہا کہ تیرے اور اسکے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہوا اور یہ نہ کہا کہ تو دروازہ ہے اور یہ حسن ادب ہے اور یہ جو عمر نے کہا کہ جب ٹوٹ گیا تو بند نہیں ہوگا تو یہ اس جہت سے ہے کہ ٹوٹنا نہیں ہوتا ہے مگر غلبہ اور غلبہ نہیں واقع ہوتا ہے مگر فتنے میں اور معلوم ہوا حدیث نبوی سے کہ لڑائی امت کے درمیان واقع ہونیوالی ہے اور قتل کرنا ان میں قیامت تک رہے گا (فتح) **حدثنا** سعید بن ابی مریم قال اخبرنا محمد بن جعفر عن شریک بن عبد اللہ عن سعید بن المسیب عن ابی موسی الاشعری قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما الی حائط من حوائط المدینۃ لحاجتہ وخرجت فی اثرہ فلما دخل الحائط جلست علی بابہ وقلت لاکونن الیوم بواب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یامرنی فذھب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقضی حاجتہ وجلس علی قف البئر وکشف عن ساقیہ ودلاھما فی البئر فجاء ابوبکر یستاذن علیہ لیدخل فقلت کما انت حتی استاذن لک فوقف فجئت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا نبی اللہ ابوبکر یستاذن علیک قال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ فدخل فجاء عن یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکشف عن ساقیہ ودلاھما فی البئر فجاء عمر فقلت کما انت حتی استاذن لک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ فجاء عن یسار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکشف عن ساقیہ ودلاھما فی البئر فامتلا القف فلم یکن فیہ مجلس ثم جاء عثمان فقلت کما انت حتی استاذن لک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ معھا بلاء یصیبہ فدخل فلم یجد معھم مجلسا فتحول حتی جاء مقابلھم علی شفۃ البئر فکشف عن ساقیہ ثم دلاھما فی البئر فجعلت اتمنی اخا لی وادعو اللہ ان یاتی قال ابن المسیب فتاولت ذالک قبورھم اجتمعت ھھنا وانفرد عثمان ترجمہ ابو موسی اشعری سے روایت ہے کہ حضرت ایک دن قضاء حاجت کیواسطے مدینے کے ایک باغ کی طرف نکلے اور میں حضرت کے پیچھے چلا سو جب حضرت باغ میں داخل ہوئے تو میں اسکے دروازے پر بیٹھا، میں نے کہا کہ میں آج حضرت کا دربان ہونگا اور حضرت نے مجکو حکم نہ کیا کہ میں دربان ہوں سو حضرت تشریف لے گئے اور اپنی حاجت سے فراغت کی اور کوئیں کی نشست گاہ یا کنارے پر بیٹھے اور اپنے دونوں پنڈلی سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کوئیں میں لٹکایا سو ابوبکر صدیق آئے اور حضرت سے اجازت مانگی تاکہ اندر آویں میں نے کہا یہیں ٹھیرو یہاں تک کہ میں تمہارے واسطے حضرت سے اجازت مانگوں تو میں حضرت کے پاس آیا میں نے کہا

یا حضرت ابوبکر آپ سے اجازت مانگتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اسکو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا سو ابوبکر صدیق اندر داخل ہوئے اور حضرت کی داہنے طرف آئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور انکو کوئیں میں لٹکایا پھر عمر فاروق آئے میں نے کہا یہیں ٹھیرو یہانتک کہ میں تمہارے واسطے حضرت سے اجازت مانگوں حضرت نے فرمایا کہ اسکو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا سو وہ حضرت کی بائیں طرف آئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور انکو کوئیں میں لٹکایا تو کوئیں کا کنارہ بھر گیا اس میں بیٹھنے کی جگہ نہ رہی پھر عثمان آئے تو میں نے کہا کہ اس جگہ ٹھیرو یہانتک کہ میں تمہارے واسطے حضرت سے اجازت مانگوں حضرت نے فرمایا کہ اسکو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا اور اسکے ساتھ بلا ہے جو اسکو پہنچے گی سو عثمان اندر آئے اور انکے ساتھ بیٹھنے کی جگہ نہ پائی سو پھیرے یہانتک کہ انکے سامنے آئے کوئیں کے کنارے پر بیٹھے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور انکو کوئیں میں لٹکایا سو میں نے اپنے بھائی کی تمنا کی اور خدا سے دعا مانگی کہ وہ آوے کہا ابن مسیب نے سو میں نے اسکی تاویل کی ان کی قبروں سے کہ جمع ہوئیں اس جگہ یعنی ان کی قبریں اکٹھی ہونگی اور جدا ہوئے عثمان یعنی انکی قبر جدا ہوگی ان کی قبروں سے **ف** اس حدیث کی شرح مناقب میں گذری اور مراد بیان کرنے اسکے سے یہاں اشارہ ہے اس طرف کہ قول حضرت کا عثمان کے حق میں کہ اسکو بلا پہنچے گی وہ چیز ہے کہ انکے واسطے واقع ہوئی قتل سے کہ پیدا ہوئے اس سے فتنے جو واقع ہوئے درمیان اصحاب کے جنگ جمل میں پھر صفین میں اور جو اسکے بعد ہے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ خاص کیا عثمان کو ساتھ بلا کے باوجودیکہ عمر فاروق بھی شہید ہوئے تھے اس واسطے کہ جیسے عثمان مبتلا ہوئے تھے ویسے عمر مبتلا نہیں ہوئے اس واسطے کہ غالب ہوئے تھے وہ لوگ جنہوں نے چاہا کہ عثمان سے خلافت چھین لیویں بسبب اسکے کہ منسوب کیا تھا انہوں نے ان کو طرف جور اور ظلم کی باوجود بری ہونے عثمان کے اس سے اور معذور ہونیکے پھر وہ ہجوم کر کے حضرت عثمان کے گھر میں جا گھسے اور ان کے گھر والوں کی بے حرمتی کی اور یہ سب زیادتی ہے انکے قتل پر اور حاصل یہ کہ مراد ساتھ بلا کے وہ چیز ہے کہ خاص کی گئی ساتھ انکے حضرت عثمان ان امروں سے جو زائد ہیں قتل پر (فتح) **حدثنا**

بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ قِيلَ لِأُسَامَةَ أَلَا تُكَلِّمُ هَذَا قَالَ قَدْ كَلَّمْتُهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَفْتَحُهُ وَمَا أَنَا بِالَّذِي أَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ أَمِيرًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَنْتَ خَيْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُجَاءُ بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ

لڑائی کی بعد کہا کہ جس نشانی کا مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا تھا اُس نشانی کا مرد لاشون مین تلاش کرو سو لوگون نے اسکو لاشون مین تلاش کیا سو نہ پایا پھر علی مرتضے رضہ خود اُٹھے یہانتک کہ آئے اُن لاشون پر جو ایک دوسرے پر پڑی تھین سو کہا کہ انکو الگ کرو سو آدمیون نے اسکو لاشون کے تلے پایا زمین سے لگا ہوا **تنبیہ** ابو سعید رضہ سے اسی طرح ایک اور قصہ بھی خارجیون کے حق مین آیا ہے جو اُس قصے کے مخالف ہے اور اسمین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضہ سے فرمایا کہ جا اسکو قتل کر ڈال سو علی مرتضے رضہ گئے اور اسکو نہ پایا وہ اُنکے جانے سے پہلے کہین چلا گیا اور ممکن ہے کہ یہہ وہی پہلا مرد ہو اور یہہ قصہ پہلے قصے سے متراخی ہو اول اُسکے مارنے سے منع کیا پھر اُسکے مارنے کی اجازت دی واسطے دور ہونے علت منع کے اور وہ تالیف ہے اور شاید اسلام کے پھیل جانے کے بعد تالیف کی حاجت نرہی ہوگی اور اس حدیث مین اور بھی بہت فائدے ہین اسمین بڑی فضیلت ہے علی مرتضے کے واسطے اور یہ کہ وہی تھے امام بحق اور یہ کہ وہی تھے حق پر ان لوگون کی لڑائی مین جن سے لڑے جنگ جمل اور صفین وغیرہ مین اور یہ کہ مراد ساتھ حصر کے کاغذ مین انکے اس قول مین ماعندنا الا القرآن والصحیفۃ مقید ہی ساتھ کتابت کے نہ یہ کہ نہین پاس اُنکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز اُس چیز سے جسپر خدا تعالے نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی آیندہ زمانے کے حالات سے مگر جو اس کاغذ مین ہے سو البتہ شامل ہین طریقے اس حدیث کے بہت چیزون پر جنکا علم علی رضہ کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تھا اس قسم سے کہ متعلق ہے ساتھ خوارج وغیرہ کے اور ثابت ہو چکا ہے علی مرتضی رضہ کے وہ خبر دیتے تھے کہ انکو بد لوگون کا قتل کریگا اور احتمال ہے کہ ہو نفی مقید ساتھ مختص ہونے انکے ساتھ اُسکے یعنے اُسمین اور کوئی اُنکے ساتھ شریک نہین سو نہ وارد ہوگی حدیث باب کی اس واسطے کہ اُسمین اور لوگ بھی اُنکو شریک ہین اگرچہ اُنکے پاس زیادتی ہے اوپر اُنکے اس واسطے کہ وہ صاحب قصہ ہین سو اُنکی کوشش اُسکے ساتھ غیر سے زیادہ ہوگی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسکے اعتقاد مین امام سے بغاوت جائز ہو اُس سے لڑائی نہ کی جاوے جبتک کہ اُسکے واسطے لڑائی کو قائم نہ کرے یا اُسکے واسطے مستعد نہو اور حکایت کیا ہے طبری نے اسپر اجماع کو اسکے حق مین کہ نہ تکفیر کی جاوے اُسکی اعتقاد اُسکے سے اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ اُس نے لکہا بیچ باز رہنے کے خارجیون کے لڑنے سے جبتک کہ ناحق خون ریزی نہ کرین یا مال لیوین سو اگر کرین تو اُن سے لڑو اگرچہ میری اولاد ہون اور عطاء رضہ سے ہے جبکہ رہزنی کرین اور ڈاکہ مارین الخ اسمین ہے کہ نہین جائز ہے قتال

کہ نہ لاحق ہوا انکار کرنے والے کو بلا جبن کا اس سے مقابلہ نہو سکے مانند قتل کی اور مانند اس کی کی
اور بعضوں نے کہا کہ دل سے انکار کرے اور صواب اعتبار کرنا شرط مذکور کا ہے اور کہا طبری نے اگر
تو کہے کہ امر بالمعروف کرنے والے جو اسامہ کی حدیث میں مذکور ہیں وہ دوزخ میں کیوں گئے تو
جواب یہ ہے کہ وے نہ بجا لائے جو ان کو حکم ہوا تھا پس اپنی نافرمانی کے سبب سے انکو عذاب ہوا اور انکے
امیر کو اس واسطے عذاب ہوا کہ وہ انکو اس سے منع نہ کرتا تھا اور حدیث میں تعظیم حاکموں کی ہے
اور ادب کرنا ان کا اور پہنچانا ان کو جو لوگ ان کے حق میں کہیں تا کہ باز رہیں (فتح) **باب**

**حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ
نَفَعَنِي اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَارِسَ مَلَّكُوا ابْنَةَ
كِسْرَى قَالَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً** ترجمہ ابوبکرہ سے روایت ہے کہ البتہ نفع دیا مجکو اللہ نے
ایک بات سے دن جنگ جمل کے کہ جب حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ فارس والوں نے کسری کی بیٹی کو حاکم کیا تو
فرمایا کہ نہ بھلا ہوگا اس قوم کا کبھی جنھوں نے عورت کو اپنے کام پر حاکم کیا **ف** جنگ جمل اس کو اس
واسطے کہتے ہیں کہ اس میں عائشہ اونٹ پر سوار تھیں اور جنگ جمل کا مختصر قصہ یہ ہے کہ جب حضرت
عثمان بلوائیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو لوگ علی مرتضی کے پاس آئے اور وہ بازار میں تھے تو لوگوں نے
کہا کہ ہاتھ دراز کر ہم تجھ سے بیعت کریں تو علی مرتضی نے کہا کہ ٹھیرو یہاں تک کہ لوگ صلاح کر لیں
پس کہا انہوں نے کہ اگر لوگ عثمان کو قتل کر کے پھر گئے اور کوئی اسکے بعد خلیفہ نہوا تو امت
میں اختلاف اور فساد پڑ جاوے گا سو لوگوں نے علی مرتضی سے بیعت کی پھر طلحہ اور زبیر وغیرہ
سب لوگوں نے ان سے بیعت کی پھر طلحہ اور زبیر نے علی مرتضی سے عمرہ کرنے کی اجازت لی اور
مکے کی طرف نکلے اور دونوں حضرت عائشہ سے ملے تو سب نے اتفاق کیا اس پر کہ عثمان کا
قصاص لیا جاوے اور اسکے مارنے والوں کو قتل کیا جاوے اور یعلے بن امیہ حضرت عثمان کی طرف سے
صنعا پر حاکم تھا وہ بھی مکے میں حج کو آیا اور وہ بڑے شان والا تھا تو اس نے طلحہ اور زبیر کو چار لاکھ
آدمی سے مدد دی اور عائشہ کے واسطے اسی اشرفیوں سے اونٹ خریدا جسکا عسکر نام تھا پھر سب
جمع ہو کے بصرہ کی طرف گئے وہاں کے لوگوں نے اسکا سبب پوچھا تو عائشہ نے کہا کہ ہم عثمان کے
قصاص لینے کو آئے ہیں ہم اگر اسکے واسطے غصہ نہ کریں تو ہم نے انصاف نہ کیا اگر تین باتوں
میں بھی ہم غصہ نہ کریں حرام ہونا خون کا اور شہر کا اور مہینے کا یعنی تم نے عثمان کا ناحق خون کیا
اور جب علی مرتضی کو یہ خبر پہنچی تو وہ بھی لشکر کے ساتھ وہاں گئے تو دو آدمی علی مرتضی کے پاس

گئے اور ان کو سلام کرکے ان سے اس کا سبب پوچھا علی مرتضٰے نے کہا کہ لوگوں نے عثمانؓ پر ظلم اور اسکو قتل کیا اور میں ان سے الگ ہوں پھر مجھکو انہوں نے خلیفہ بنایا اور اگر دین کا خوف نہ ہوتا تو میں خلیفہ نہ بنتا پھر طلحہ اور زبیر نے مجھ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی اور میں نے ان سے عہد و پیمان کیا پھر دونوں نے عائشہ سے کہا جو عائشہ کو لائق نہ تھا یعنی انکو بھڑکایا سو مجھکو ان کی خبر پہنچ گئی اور میں ڈرتا ہوں کہ اسلام کو فتنہ ہو جاوے سو میں ان کی تابعداری کرونگا اور انکے ساتھ والوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ ان سے لڑنے کا نہیں مگر یہ کہ وہ لڑیں اور ہم نہیں نکلے مگر واسطے اصلاح کے پھر پہلے پہل لڑائی دونوں لشکر کے لڑکوں میں شروع ہوئی انہوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں پھر تیر پلانے شروع کیے پھر غلام اور بیوقوف لوگ بھی انکے ساتھ ہوئے پھر لڑائی قائم ہوئی اور پہلے پہل طلحہ مارے گئے اور انہوں نے بصری کے گرد خندق کھودی تھی پھر بعضے لوگ مارے گئے اور بعضے زخمی ہوئے اور علی کا لشکر ان پر غالب ہوا اور علی کے پکارنے والے نے پکارا کہ جو پیٹھ دیکر بھاگے اسکے پیچھے نہ جانا اور زخمی کا کام تمام نہ کرنا اور کسی کے گھر کے اندر نہ گھسنا اور جو اپنا دروازہ بند کر لیوے یا ہتھیار ڈال دیوے وہ پناہ میں ہے پھر لوگوں کو جمع کیا اور ابن عباس کو وہاں حاکم کیا اور آپ کوفی کو پھر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ جب علی مرتضٰے بصری میں آئے طلحہ اور زبیر کے مقابلے میں تو قیس اور عبداللہ بن کوا اٹھ کھڑے ہوئے تو انہوں نے علی سے کہا کہ یہاں کیوں آئے ہو کیا سبب ہے تو علی نے کہا کہ طلحہ اور زبیر نے مجھ سے بیعت کی ہے پھر بیٹھنے ہیں اور مخالف ہوئے بصری میں سو میں ان سے لڑونگا اور عائشہ سے روایت ہے کہ اگر میں جنگ جمل کو دن اپنے گھر میں بیٹھتی جیسے اور لوگ بیٹھے تو مجھکو بہتر تھا اس سے کہ میں حضرت سے دس لڑکے جنتی اور ابن شیبہ نے عبداللہ بن بدیل سے روایت کی ہے کہ وہ جنگ جمل کے دن عائشہ کے پاس آیا اور حضرت عائشہ کجاوے میں تھیں تو اس نے کہا اے ماں مسلمانوں کی جب عثمان شہید ہوئے تو میں تمہارے پاس آیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ تم مجھکو کیا حکم کرتے ہو تو تو نے کہا تھا کہ علی کے ساتھ رہنا یعنی پھر اب تم خود علی سے کیوں لڑتے ہو تو عائشہ چپ رہیں کچھ جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالو لوگوں نے انکے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں سو میں اور عائشہ کا بھائی محمد ہم دونوں اترے اور عائشہ کے کجاوے کو اٹھایا اور علی مرتضٰے کے آگے جا رکھا علی مرتضٰے نے حکم کیا سو گھر میں داخل کی گئیں اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے لڑائی عائشہ کے لشکر کی طرف سے شروع ہوئی بعد ظہر کے سو ابھی سورج غروب نہوا تھا کہ عائشہ کے اونٹ کے گرد کوئی آدمی نہ رہا یعنی حضرت عائشہ تنہا رہ گئیں سب لوگ تتر بتر ہو گئے اور طلحہ اور زبیر بھی اسی جنگ میں مارے گئے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ کسی نے ابوبکرہ سے کہا کہ کس چیز نے تجھکو منع کیا لڑنے سے اہل بصرہ

کے ساتھ ہوکر تو اسنے کہا کہ مین نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ نہین بھلا ہوگا اس قوم کا کبھی جس پر عورت حاکم ہو سو شاید ابو بکرہ نے اشارہ کیا طرف اس حدیث کی تو انکے ساتھ ہوکر لڑنے سے باز رہا پھر جب علی مرتضی غالب ہوئی تو اسنے اپنی رائے کو ٹھیک جانا اور معتمد یہ ہے کہ ابو بکرہ فتنے فساد مین لڑنے کو اچھا نہ جانتا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ابو بکرہ کی حدیث سے اس پر کہ عورت کو حاکم بنانا جائز نہین اور یہ قول جمہور کا ہے اور مخالفت کی ہے ابن جریر طبری نے سو کہا اسنے کہ جائز ہے کہ حاکم کی جاوے عورت ان چیزون مین جس مین اس کی گواہی جائز ہے اور بعضے مالکیون نے مطلق جائز رکھا ہے فتح **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنِ عَیَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَصِیْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْیَمَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زِیَادٍ الْاَسَدِیُّ قَالَ لَمَّا سَارَ طَلْحَۃُ وَالزُّبَیْرُ وَعَائِشَۃُ اِلَی الْبَصْرَۃِ بَعَثَ عَلِیٌّ عَمَّارَ بْنَ یَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ فَقَدِمَا عَلَیْنَا الْکُوْفَۃَ فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ وَکَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِیْ اَعْلَاہُ وَقَامَ عَمَّارٌ اَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ فَاجْتَمَعْنَا اِلَیْہِ فَسَمِعْتُ عَمَّارًا یَقُوْلُ اِنَّ عَائِشَۃَ قَدْ سَارَتْ اِلَی الْبَصْرَۃِ وَاللّٰہِ اِنَّہَا لَزَوْجَۃُ نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ ابْتَلَاکُمْ لِیَعْلَمَ اِیَّاہُ تُطِیْعُوْنَ اَمْ ھِیَ ترجمہ عبد اللہ بن زیاد اسدی سے روایت ہے کہ جب طلحہ اور زبیر اور عائشہ بصری کی طرف چلے تو علی مرتضی نے عمار اور حسن بن علی کو بھیجا سو وہ دونون ہمارے پاس کوفے مین آئے اور منبر پر چڑھے اور حسن بن علی منبر کے اوپر کے درجے مین تھے اور عمار ان سے تلے تھے سو ہم اسکی طرف جمع ہوئے سو مین نے عمار سے سنا کہتا تھا کہ مقرر عائشہ بصری کی طرف گئی ہین قسم ہے اللہ کی البتہ وہ تمہارے پیغمبر کی بی بی ہے دنیا مین اور آخرت مین ولیکن تمکو مبتلا کیا اور آزمایا ہے تاکہ معلوم کرے کہ تم علی کی فرمانبرداری کرتے ہو یا عائشہ کی **ف** ایک روایت مین ہے کہ عمار نے کہا کہ امیر المومنین علی نے ہمکو تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم عائشہ کی لڑائی کی طرف نکلو کہ عائشہ بصری کی طرف گئی ہین اور حسن بن علی نے کہا کہ علی کہتے ہین ٧ کہا

کہ مین قسم دیتا ہون اس مرد کو جو خدا کے حق کی رعایت کرتا ہو مگر کہ نکلے سو اگر مین مظلوم ہون تو میری مدد کرین اور اگر مین ظالم ہون تو مجھکو ذلیل کرے اور قسم ہے اللہ کی البتہ طلحہ اور زبیر نے میری بیعت کی تھی پھر انہون نے میری بیعت توڑ ڈالی اور نہین تنہا ہوا مین ساتھ مال کے اور نہ مین نے کوئی حکم بدلا سو بارہ ہزار آدمی اس کی طرف نکلے اور یہ جو عمار نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ وہ تمہارے پیغمبر کی بی بی ہے الخ تو مراد عمار کی یہ ہے کہ حق اس قصے مین علی کی طرف ہے اور عائشہ باوجود اسکے اسلام سے خارج نہین ہوئین اور بیشک وہ حضرت کی بی بی ہین بہشت مین اور یہ عمار کا انصاف اور

نہایت تقویٰ ہے اور عمار نے جنگ جمل سے فارغ ہونے کے بعد عائشہ سے کہا کہ کیا بعید تر تھا تیرا نکلنا تمہارا اور حالانکہ خدا نے تمکو حکم کیا کہ اپنے گھروں میں بیٹھو تو عائشہ نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے (فتح) **حدثنا** ابو نعیم عن ابن ابی غنیۃ عن الحکم عن ابی وائل قام عمار علی منبر الکوفۃ فذکر عائشۃ وذکر مسیرھا وقال انھا زوجۃ نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم فی الدنیا والاخرۃ ولکنھا مما ابتلیتم ترجمہ ابووائل سے روایت ہے کہ عمار کوفے کے منبر پر کھڑے ہوئے سو ذکر کیا عائشہ کو اور انکے چلنے کو اور کہا کہ البتہ وہ تمہارے پیغمبر کی بی بی ہیں دنیا میں اور آخرت میں لیکن تم آزمائے گئے **ف** اور مراد بخاری کی ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے قوی کرنا ہے پہلی حدیث کو اور اس حدیث میں جواز ارتفاع ذی امر کا ہے یعنی جو صاحب حکم ہو اسکو اونچا ہونا جائز ہے اس شخص پر جو اس سے فضیلت میں زیادہ ہو اس واسطے کہ حضرت حسن امیر المومنین علی کا بیٹا تھا سو وہی اس وقت حاکم تھا ان پر جن کی طرف ان کو علی مرتضیٰ نے بھیجا اور عمار منجملہ انکے ہے سو حسن منبر پر عمار سے اونچے ہوئے اگرچہ عمار فضیلت میں حسن سے راجح تھے (فتح) **حدثنا** بدل بن المحبر قال حدثنا شعبۃ قال اخبرنی عمرو قال سمعت ابا وائل یقول دخل ابو موسی وابو مسعود علی عمار حیث بعثہ علی الی اھل الکوفۃ یستنفرھم فقالا ما رایناک اتیت امرا اکرہ عندنا من اسراعک فی ھذا الامر منذ اسلمت فقال عمار ما رایت منکما منذ اسلمتما امرا اکرہ عندی من ابطائکما عن ھذا الامر وکساھما حلۃ ثم راحوا الی المسجد ترجمہ وائل سے روایت ہے کہ ابوموسے اور ابومسعود عمار پر داخل ہوئے جبکہ اسکو علی نے کوفہ والوں پر بھیجا ان سے جنگ کی طرف نکلنا طلب کیا تو دونوں نے کہا کہ ہم نے تجھکو نہیں دیکھا کہ تو نے کوئی کام کیا جو ہمارے نزدیک بہت برا ہو جلدی کرنے تیرے سے اس کام میں جب سے تو مسلمان ہوا تو عمار نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے تم سے جب سے تم مسلمان ہوئے کوئی کام جو میرے نزدیک مکروہ تر ہو دیر کرنے تمہارے سے اس کام میں سو ابومسعود نے عمار اور ابوموسے کو ایک ایک جوڑا پہنایا پھر دوپہر ڈھلتے مسجد کی طرف گئے یعنی جمعہ کی نماز کے واسطے **ف** کہا ابن بطال نے کہ جو انکے درمیان گفتگو ہوئی اس میں دلالت ہے کہ دونوں گروہ مجتہد تھے اور ہر ایک دونوں میں سے اپنے تئیں صواب پر جانتا تھا اور دوسرے کو خطا پر اور ابومسعود مالدار اور سخی تھا اور ان کا جمع ہونا اسکے پاس جمعہ کے دن تھا سو اسنے عمار کو جوڑا پہنایا تاکہ جمعہ میں حاضر ہووے اس واسطے کہ عمار سفر کے کپڑوں میں تھے سو اس نے مکروہ جانا کہ وہ ان کپڑوں سے جمعہ میں حاضر ہو پھر ابوموسے کو بھی اسکے ساتھ جوڑا پہنایا تاکہ وہ ناراض نہوں (فتح) **حدثنا**

عبدان عن ابی حمزۃ عن الاعمش عن شقیق بن سلمۃ قال کنت جالسا مع ابی مسعود و ابی موسی و عمار فقال ابو مسعود ما من اصحابک احد الا لو شئت لقلت فیہ غیرک وما رایت منک شیئا منذ صحبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعیب عندی من استسراعک فی ھذا الامر فقال عمار یا ابا مسعود وما رایت منک ولا من صاحبک ھذا شیئا منذ صحبتما النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعیب عندی من ابطائکما فی ھذا الامر فقال ابو مسعود وکان موسرا یا غلام ھات حلتین فاعطی احدھما ابا موسی والاخری عمارا وقال روحا فیہ الی الجمعۃ ترجمہ شقیق سے روایت ہے کہ مین ابو مسعود اور ابو موسی اور عمار کے ساتھ بیٹھا تھا تو ابو مسعود نے کہا کہ تیرے ساتھیون مین سے کوئی نہین مگر کہ اگر چاہون تو اس کا عیب کرون یعنی کوئی عیب سے خالی نہین سوای تیرے اور نہین دیکھی مین نے تجھ سے کوئی چیز جب سے تو حضرت کے ساتھ ہوا کہ زیادہ تر عیب دار ہو میرے نزدیک جلدی کرنے تیرے سے اس کام مین تو عمار نے کہا کہ اے ابو مسعود نہین دیکھی مین نے تجھ سے اور نہ تیرے اس ساتھی سے کوئی چیز جب سے تم دونون حضرت کے ساتھ ہوئے جو میرے نزدیک معیوب تر ہو دیر کرنے تمہارے سے اس امر مین پھر ابو مسعود نے کہا اور وہ مالدار تھا کہ اے غلام دو جوڑے لا سو ایک ابو موسے کو دے اور ایک عمار کو پہنایا اور کہا کہ اسکو پہن کر جمعہ کی طرف جاؤ ف ہر ایک نے ان مین سے دیر کرنے اور جلدی کرنے کو اس کام مین عیب ٹھیرایا بہ نسبت اس چیز کے جس کا معتقد تھا سو عمار کا یہ اعتقاد تھا کہ توقف کرنے مین امام کی مخالفت ہے اور ترک کرنا ہے خدا کے اس قول کو فقاتلوا التی تبغی اور دوسرون کا یہ اعتقاد تھا کہ فتنے فساد کے وقت لڑنا نہین چاہیے اور ابو مسعود کی راے ابو موسیٰ کی راے کے موافق تھی بیچ باز رہنے لڑنے سے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ ان حدیثون کے جو اس مین وارد ہوئی ہین اور ساتھ اس وعید کے جو وارد ہوئی ہے بیچ ہتھیار اٹھانے کے مسلمان پر اور عمار کی راے علی کی راے کے موافق تھی کہ جو باغی ہو جاوے امام کی بیعت توڑے اس سے لڑائی کی جاوے اس آیت کی دلیل سے فقاتلوا التی تبغی اور حمل کیا ہے انہون نے وعید کو تعدی کرنے والے پر (فتح) **باب** اذا انزل اللہ بقوم عذابا جب خدا کسی قوم پر عذاب اتارے یعنی تو اس کا حکم وہ ہے جو حدیث باب مین ہے

حدثنا عبد اللہ بن عثمان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا یونس عن الزھری قال اخبرنی حمزۃ بن عبد اللہ بن عمر انہ سمع ابن عمر یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انزل اللہ بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیھم ثم بعثوا علی اعمالھم

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہی کہ جب خدا کسی قوم پر عذاب اتارتا ہے یعنی ان کے بدعملون کی سزا تو جتنے
لوگ اس قوم مین ہوتے ہین سب پر عذاب ہوتا ہے پھر قیامت مین اٹھائے جاوینگے اپنے اپنے عملون
پر یعنی جب کسی قوم پر عذاب ہوتا ہے تو نیک اور بد سب ہلاک ہو جاتے ہین لیکن یہ عذاب فقط دنیا ہی
ہوتا ہے آخرت مین نیک لوگ اپنی نیکیون کا ثواب پاوینگے اور بد لوگ اپنی بدیون کی سزا پاوینگے سو
نیکون کے واسطے یہ عذاب گناہون سے پاک کرنیوالا ہوگا اور بدون کیواسطے سزا اور نیک لوگ
عذاب مین اس واسطے شریک ہوئے کہ لوگون کو گناہون سے نہ روکا اور اگر وہ کہنا نہ مانتے تھے تو انکے
ساتھ کیون رہے اور ابو بکر صدیق سے روایت ہی کہ جب لوگ بد کام کو دیکھین اور اسکو متغیر نہ کرین
تو قریب ہی کہ خدا سب کو عذاب کرے روایت کیا ہے اسکو اربعہ نے اور حاصل یہ ہی کہ نہین لازم آتا موت
مین شریک ہونے سے شریک ہونا ثواب یا عقاب مین بلکہ جزا دی جاوے گی ہر ایک کو اپنے عمل کی
اسکی نیت کے موافق اور کہا ابن جمرہ نے کہ یہ خاص انہین لوگون کے واسطے ہی جو چپ رہین امر معروف
اور نہی منکر سے اور جو لوگ کہ امر بالمعروف کرین اور بد کام سے لوگون کو منع کرین تو وے سچے مسلمان
ہین خدا ان پر عذاب نہین بھیجتا بلکہ ان کے سبب سے عذاب کو لوگون سے ہٹا دیتا ہے اور اس سے
مستفاد ہوتا ہے کہ جائز ہے بھاگنا کافرون اور ظالمون سے اس واسطے کہ ان کے ساتھ رہنا جان کو ہلاکی مین
ڈالنا ہے اور یہ حکم اس وقت ہی جبکہ ان کی مدد نہ کرے اور نہ ان کے فعل سے راضی ہووے تو وہ انہین
سے ہی اور ایمان کا قیامت مین اپنے اپنے عملون پر اٹھنا سو یہ حکم عدل ہے اس واسطے کہ نیک عملونکا
بدلا ان کو آخرت ہی مین ملے گا اور دنیا مین جو ان کو بلا پہنچے وہ ان کی بدیون کا کفارہ ہوگا سو دنیا
مین جو یہ عذاب نیکون کو شامل ہوا تو یہ بدلا ہے ان کی مداہنت کا کہ انہون نے انکو منع نہ کیا
اور اس حدیث مین تخویف اور تحذیر عظیم ہی اسکے واسطے جو منع کرنے سے چپ رہے سو کیا حال ہی اسکا
جو مداہنت کرے پھر کیا حال ہی اسکا جو راضی ہوا پھر کیا حال ہے اسکا جس نے مدد کی ہم خدا سے مانگتے
ہین سلامتی مین کہتا ہون اور اسکا کلام تقاضا کرتا ہے کہ نیکون کو دنیا مین بدون کے سبب سے عذاب
نہین ہوتا اور جو ہم نے بیان کیا وہ موافق تر ہے ساتھ معنے حدیث کے یعنی جب بدی بہت ہو جاوے
تو عذاب دنیاوی سب کو شامل اور عام ہوتا ہے اگرچہ نیک لوگ نیک بات کا حکم کرین اور برے کام
سے روکین (فتح) **بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا**
سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ باب ہی قول حضرت کا حسن کیواسطے
کہ مقرر یہ بیٹا میرا سردار ہی اور شاید کہ اسکے سبب سے خدا مسلمانون کے دو گروہ مین صلح کرے گا

حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفیان قال حدثنا اسرائیل ابو موسیٰ ولقیتہ بالکوفۃ جاء الی ابن شبرمۃ فقال ادخلنی علی عیسیٰ فاعظہ فکان ابن شبرمۃ خاف علیہ فلم یفعل فقال حدثنا الحسن قال لما سار الحسن بن علی الی معاویۃ بالکتائب قال عمرو بن العاص لمعاویۃ اری کتیبۃ لا تولی حتی تدبر اخراھا قال معاویۃ من لذراری المسلمین فقال انا فقال عبد اللہ ابن عامر وعبد الرحمن بن سمرۃ نلقاہ فنقول لہ الصلح قال الحسن ولقد سمعت ابا بکرۃ قال بینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب جاء الحسن فقال ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین ترجمہ

سفیان سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسرائیل نے اور میں اسکو کوفہ میں ملا کہ وہ ابن شبرمہ کے پاس آیا اور ابن شبرمہ اس وقت کوفہ کا قاضی تھا سو اس نے کہا کہ داخل کر مجھکو عیسے پر یعنی جو کوفہ کا حاکم ہے کہ میں اسکو وعظ نصیحت کروں تو گویا کہ ابن شبرمہ نے اسرائیل پر خوف کیا سو نہ کیا جو اسنے کہا یعنی اسنے اسکو عیسے پر داخل نہ کیا کہا اسرائیل نے کہ حدیث بیان کی ہم سے حسن بصری نے کہ جب حسن بن علی معاویہ کیطرف چلا ساتھ لشکروں کے جو مثل پہاڑوں کے تھے یعنی ان کی کوئی طرف نظر نہ آتی تھی تو عمرو بن عاص نے جو معاویہ کا مصاحب تھا معاویہ سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں لشکر کو کہ نہ پیٹھ دے گا یہانتک کہ پیٹھ دے دوسرا یعنی جو اسکے مقابل ہے ......

...... تو معاویہ نے کہا کہ کون ضامن اور کارساز ہوگا مسلمانوں کی لڑکے بالوں کا عبد اللہ اور عبد الرحمن نے کہا کہ ہم حسن سے ملتے ہیں اور اس سے صلح کرنے کو کہتے ہیں تو کہا حسن بصری نے کہ میں نے ابو بکرہ سے سنا کہ جس حالت میں .... کہ حضرت خطبہ پڑھتے تھے حسن بن علی آئے تو حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ خدا اسکے سبب سے مسلمانوں کی دو گروہ میں صلح کریگا ف کہا ابن بطال نے کہ ابن شبرمہ کا فعل دلالت کرتا ہے کہ جسکو اپنی جان پر خوف ہو اس سے امر معروف ساقط ہو جاتا ہے یعنی نیک بات کا بتلانا اور بد کام سے روکنا اس سے ساقط ہو جاتا ہے واجب نہیں اور اشارہ کیا حسن بصری نے ساتھ اس قصے کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی بعد شہید ہونے علی مرتضی کے اور جب منصفی کا معاملہ گذر گیا تو علی مرتضی پھر کے کوفہ میں آئے اور شام والوں سے لڑنے کیواسطے سامان درست کیا یعنی تیاری کی کئی بار لیکن مشغول ہوئے ساتھ خارجیوں کے نہروان میں اور ایک روایت میں ہے کہ جب خارجی لوگ نکلے تو علی نے کہا کہ کیا تم شام کی طرف چلتے ہو یا ان خارجیوں کی طرف پھرتے ہو تو لشکر والوں نے کہا کہ ہم

انہین کی طرف پھر نکلے پھر حضرت علی کوفہ کی طرف پہر پھر جب قتل ہوئے اور حسن خلیفہ ہوئے
اور صلح کی معاویہ سے تو قیس بن سعد کو لکھا تو وہ معاویہ کی لڑائی سے پھرا یعنی علی مرتضے نے ایک
لشکر چالیس ہزار آدمی کا تیار کر کے معاویہ کے ساتھ لڑنے کو شام مین بھیجا تھا اور قیس بن سعد کو اپنا
سردار کیا تھا پھر جب علی مرتضی قتل ہوئے تو امام حسن نے معلوم کیا کہ قیس پیچھے نہین پلٹے گا اور صلح
پر اس کا کہا نہین مانے گا تو اس کو معزول کیا اور ان پر عبد اللہ بن عباس کو سردار کیا اور جب معاویہ کو
علی مرتضی کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تو شام کے لشکر مین نکلا اور امام حسن بھی نکلے یہا نتک کہ مدائن مین ملے
اور یہ جو معاویہ نے کہا کہ کون ضامن ہوگا مسلمانون کے بال بچون کا یعنی جب کہ انکے باپ مارے گئے
اور دوسری روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ معاویہ نے عمرو سے کہا اے عمرو اگر ان لوگون نے انکو مارا اور انہون
نے انکو مارا تو کون ضامن ہوگا میرے واسطے لوگون کے کام کا کون ضامن ہوگا میرے واسطے ان کی
عورتون کا کون ضامن ہوگا انکے لڑکے بالون کا جنکی کوئی خبر نہ لے تو ضائع ہو جاوین واسطے نہ مستقل ہونے
انکے کے ساتھ امر معاش کے انکا ضیعہ نام رکھا اشارہ کیا معاویہ نے اس طرف کہ دونون ملک کے
اکثر لوگ دونون لشکرون مین ہین سو جب قتل ہوگئے تو ضائع ہوگا امر لوگون کا اور تباہ ہوگا حال ان کے
گھر والون کا اور ان کی اولاد کا بعد انکے اور یہ اس واسطے کہا کہ عمرو نے اسکو لڑنے کی صلاح دی تھی
حاصل یہ ہے کہ امام حسن کا ارادہ بھی صلح کرنے کا تھا لڑنا بالکل نہین چاہتے تھے لیکن چاہتے تھے کہ
معاویہ سے اپنی جان کے واسطے چند چیزون کی شرط کر لین اور معاویہ کا ارادہ بھی صلح کرنے کا تھا پھر معاویہ
نے عبد اللہ بن عامر اور عبد الرحمن بن سمرہ کو امام حسن کی طرف صلح کیواسطے بھیجا اور صلح ہوئی اس
شرط پر کہ اتنا مال اور اتنے کپڑے اور اتنا رزق اور جس جس چیز کی حاجت ہو ہر سال امام حسن وغیرہ
اہل بیت کو بیت المال سے ملا کرے اور امام حسن نے خلافت معاویہ کو دے دی اور آپ حکومت کا
تعلق بالکل چھوڑ دیا اور مسلمانون کے دونون لشکرون مین صلح ہوئی اور اس قصے مین بہت فائدے
ہین نشانی ہے پیغمبری کی نشانیون سے اور فضیلت حسن بن علی کی کہ اسنے بادشاہی کو چھوڑ دیا
نہ کم ہونیکی وجہ سے نہ ذلت کی وجہ سے نہ کسی علت کی وجہ سے بلکہ واسطے رغبت کرنے کی اس
چیز مین کہ اللہ کے نزدیک ہے یعنی ثواب آخرت سے اس واسطے کہ اس مین مسلمانون کے خونون کا
بچاؤ دیکھا سو دین کے امر کی اور امت کی مصلحت کی رعایت کو مقدم کیا اور اس مین رد ہے
خارجیون پر جو کافر کہتے تھے علی کو اور اسکے ساتھیون کو اور معاویہ کو اور اسکے ساتھیون کو ساتھ
گواہی حضرت کے دونون گروہ کیواسطے ساتھ اسکے کہ دونون مسلمان ہین اور اس مین فضیلت

جنگ

صلح کرنے کی درمیان لوگون کے خاصکر مسلمانون کے خونون کے بچانے مین اور دلالت ہے اوپر مہربانی معاویہ کے ساتھ رعیت کے اور شفقت کرنے کے مسلمانون پر اور قوت نظر اس کی کے بیچ تدبیر ملک کی اور عاقبت اس کی کے اور اس مین ولایت مفضول کی یعنی مفضول کو حاکم بنانا باوجود افضل کے اس واسطے کہ حسن اور معاویہ دونون خلیفہ ہوئے تھے اور سعد بن ابی وقاص زندہ تھے اور وہ بدری ہین اور یہ کہ جائز ہے خلیفہ کو اس واسطے کہ اپنی خلافت سے الگ ہو جاوے جبکہ اس مین مسلمانون کی اصلاح دیکھے اور اترنا وظائف دینی اور دنیاوی سے ساتھ مال کے اور جواز لینا مال کا اوپر اس کے بعد استیفاء شرائط کے ساتھ اسکے کہ منزول لہ ادائے ہو نازل سے اور ہو منزول کے مال سے اور یہ کہ سیادت نہین خاص ہے ساتھ افضل کے بلکہ وہ رئیس ہے قوم پر اور حدیث دلالت کرتی ہے کہ سیادت کا مستحق وہ ہے جس سے لوگ نفع اٹھاوین اور اس مین اطلاق ابن کا ہے ابن بنت پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر ٹھیک ہونے رائے اس شخص کے جو لڑائی مین علی اور معاویہ کے ساتھ شامل نہوا اگرچہ علی مرتضیٰ امام حق تھے اور معاویہ کا لشکر باغی تھا یہ قول سعد بن ابی وقاص وغیرہ اصحاب کا ہے اور جمہور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ جو علی مرتضیٰ کے ساتھ شامل ہوا وہ صواب پر تھا اور معاویہ کا لشکر باغی تھا اور یہ سب لوگ متفق ہین اس پر کہ ان مین سے کسی ایک کی مذمت نہ کی جاوے بلکہ کہا جاوے کہ انہون نے اجتہاد کیا لیکن ان سے اجتہاد مین خطا ہوئی اور بعضے قلیل لوگون کا یہ مذہب ہے کہ دونون گروہ مصیب تھے (فتح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلَى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ عَمْرٌو وَقَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ قَالَ أَرْسَلَنِي أُسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ فَيَقُولُ مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ فَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ لَوْ كُنْتَ فِي شِدْقِ الْأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِيهِ وَلَكِنَّ هَذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ فَلَمْ يُعْطِنِي شَيْئًا فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْقَرُوا لِي رَاحِلَتِي ترجمہ حرملہ سے روایت ہے کہ اسامہ نے مجھکو علی مرتضیٰ کے پاس بھیجا یعنی مدینے سے کوفے مین کچھ مال مانگنے کو اور کہا کہ مقرر وہ سوال کریگا تجھ سے سو کہیگا کہ تیرے ساتھی کو کس چیز نے پیچھے ڈالا میرا ساتھ دینے سے لڑائیون مین سو اسکو کہنا کہ وہ تجھ سے کہتا ہے کہ اگر تو شیر کے جبڑے یعنی منہ مین ہوتا تو مین تیرے ساتھ ہوتا لیکن مین نے اس امر مین یعنی مسلمانون کی لڑائی مین داخل ہونا اچھا نہین جانا سو مین علی کے پاس گیا اور اس کا پیغام پہنچایا سو علی نے مجھ کو کچھ چیز نہ دی

سو میں حسن اور حسین اور ابن جعفر کے پاس گیا تو انہوں نے مجکو میری سواری پر مال لادد یا جس قدر اٹھا سکتی تھی **ف** یہ جو کہا علی تجھ سے پوچھے گا تو یہ عذر اسامہ کا ہے علی مرتضے کے ساتھ نہ دینے کا اس واسطے کہ اسامہ کو معلوم تھا کہ علی انکار کرتے ہیں جو اس سے پیچھے رہا خاصکر اسامہ جیسے سے جو اہل بیت سے ہے عذر کیا کہ میرا علی کے ساتھ نہ جانا کینہ کے سبب سے نہیں کہ اسنے میری دل میں کو نیہ ہو اور یہ کہ اگر علی کسی بڑی سخت جگہ میں ہوں تو البتہ اسامہ چاہتا ہے کہ وہ بھی اسکے ساتھ ہو لیکن وہ پیچھے رہا بسبب مکروہ جاننے کے بیچ لڑائی مسلمانوں کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب اسامہ نے ایک مرد کو قتل کیا جس کا ذکر دیات میں ہو چکا ہے اور حضرت نے اسکو ملامت کی تو اسنے قسم کھائی کہ مسلمان کی ساتھ نہ لڑے گا اسی واسطے وہ جنگ جمل اور صفین میں علی کے ساتھ نہ ہوا اور علی نے جو اسامہ کے ایلچی کو کچھ نہ دیا تو یہ شاید اس واسطے کہ اس نے اس سے کچھ اسد کے مال میں سے مانگا تھا سو علی مرتضے نے مناسب نہ جانا کہ اسامہ کو دیویں اس سبب سے کہ اسامہ نے لڑائیوں میں علی کا ساتھ نہ دیا اور پھر حسن حسین نے اسکو دیا اس واسطے کہ وہ اسامہ کو اہل بیت میں سے جانتے تھے اس واسطے کہ حضرت ایک ران پر اسامہ کو بٹھلاتے تھے اور ایک ران پر حسین کو اور فرماتے تھے الٰہی میں ان کو چاہتا ہوں کما تقدم فی مناقبہم اور سواری اس واسطے بھر دی کہ شاید ان کو معلوم تھا کہ علی نے اسکو کچھ نہیں دیا سو انہوں نے اسکو اسکے عوض مال سے سواری لاد دی جس قدر اٹھا سکتی تھی (فتح) **باب اِذا قال عِندَ قومٍ شَیئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلافِہٖ** جب کسی قوم کے پاس کچھ کہے پھر نکلے تو اسکے برخلاف کہے یعنی یہ دغابازی اور عہد شکنی ہے **ف** ذکر کی ہے بخاری نے اس میں حدیث ابن عمر کی کہ ہر عہد شکن دغاباز کے واسطے ایک جھنڈا کھڑا کیا جاوے گا اور اس میں قصہ ہے ابن عمر کی بیعت کرنے کا یزید سے اور حدیث ابو برزہ کی بیچ انکار کے ان لوگوں پر جو لڑتے ہیں ملک پر دنیا کے واسطے اور حدیث حذیفہ کی منافقوں کے حق میں اور مطابقت اخیر حدیث کی ترجمہ کیو لسطے ظاہر ہے اس جہت سے کہ پیٹھ پیچھے کہنا بخلاف اسکے کہ روبرو کہے ایک قسم ہے دغا کی اور کتاب الاحکام میں یہ باب آوے گا کہ مکروہ ہے تعریف بادشاہ کی جب اسکے پاس سے نکلے تو اسکے برخلاف کہے اور کہا ابن عمر نے کہ اسکو ہم نفاق شمار کرتے تھے اور مطابقت دوسری حدیث کی اس جہت سے ہے کہ جن لوگوں کو ابو برزہ نے عیب کیا وہ ظاہر میں یہ کہتے تھے کہ ہم دین حق کی مدد کرنیکے واسطے لڑتے ہیں اور باطن میں صرف دنیا کے واسطے لڑتے تھے اور کہا ابن بطال نے کہ ابو برزہ نے

مروان سے بیعت کی تھی لیکن یہ دعوی اس کا صحیح نہیں اس واسطے کہ ابو برزہ بصرہ میں تھا اور مروان نے شام میں خلافت کا دعوے کیا تھا اور اسکا بیان یوں ہے کہ جب یزید بن معاویہ مر گیا تو ابن زبیر نے اپنی خلافت کی طرف لوگوں کو بلایا یہانتک کہ بیعت کی اس سے اہل حرمین اور مصر اور عراق نے اور جو انکے سوا ہیں یہانتک کہ مروان نے بھی ارادہ کیا کہ ابن زبیر کی طرف کوچ کرے اور اس سے بیعت کرے لیکن ابن ابی امیہ نے اسکو منع کیا اور اسکے ہاتھ پر بیعت کی اور شام پر غالب ہوا پھر اسکے مرنے کے بعد اسکے بیٹے عبد الملک سے شام والوں نے بیعت کی (فتح) حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ یَزِیْدَ بْنَ مُعَاوِیَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهٗ وَوَلَدَهٗ فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یُنْصَبُ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاِنَّا قَدْ بَایَعْنَا هٰذَا الرَّجُلَ عَلٰی بَیْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ غَدْرًا اَعْظَمَ مِنْ اَنْ یُّبَایَعَ رَجُلٌ عَلٰی بَیْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ وَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِنْکُمْ خَلَعَهٗ وَلَا تَابَعَ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ اِلَّا کَانَتِ الْفَیْصَلَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ ترجمہ نافع سے روایت ہے کہ جب مدینے والوں نے یزید کی بیعت توڑی اور اتاری تو ابن عمر نے اپنے غلاموں اور اولاد کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے حضرت سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہر عہد شکن دغاباز کے واسطے قیامت کے دن جھنڈا کھڑا کیا جاوے گا اور البتہ ہم نے اس مرد یعنی یزید سے بیعت کی اس شرط پر کہ حکم کیا ہے ساتھ اسکے اللہ اور اسکے رسول نے امام کی بیعت سے اور میں اس سے بڑھکر کوئی دغا نہیں جانتا کہ ایک مرد کی بیعت کی جاوے اوپر شرط بیعت اللہ اور اسکے رسول کے پھر قائم کی جاوے اسکے واسطے لڑائی اور میں تم سے کسی کو نہیں جانتا جسنے اسکی بیعت اتاری اور نہ تابع ہوا اس امر میں مگر کہ اسکے اور میرے درمیان یہ فیصل ہو گی ف اور اس کا سبب یہ ہے جو طبری نے بیان کیا ہے کہ جب معاویہ مر گیا تو ابن عمر نے اسکو اپنی بیعت لکھ بھیجی اور یزید نے اپنے چچیرے بھائی عثمان بن محمد کو مدینے پر حاکم کر کے بھیجا اسنے اہل مدینہ سے یزید کے واسطے بیعت کی پھر اہل مدینہ میں سے ایک جماعت ایلچی بن کے یزید کے پاس گئی ان میں سے تھا عبد اللہ بن غسیل ملائکہ سو یزید نے ان کا اکرام کیا اور انکو انعام دیا سو وہ پھرے تو انہوں نے آکر مدینے میں یزید کے عیب ظاہر کئے اور کہا کہ وہ شراب پیتا ہے اور سوا اسکے پھر عثمان پر اٹھے اور اسکو نکال دیا اور یزید کی بیعت اتار ڈالی پھر یہ خبر یزید کو پہنچی تو اسنے مسلم بن عقبہ کو لشکر دیکر بھیجا اور

اس کو حکم کیا کہ تین بار مدینے والوں کو دعوت کرنا پھر اگر رجوع کریں تو فبہا نہیں تو ان سے لڑنا پھر
جب تو غالب ہووے تو اس کو لشکر کے واسطے تین دن مباح کرنا جو چاہیں سو کریں پھر ان سے
رک جانا اور معاویہ نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اگر اہل مدینہ بگڑ جاویں تو مسلم کو ان کی
طرف بھیجنا کہ وہ ہمارا خیر خواہ ہے سو مسلم مدینے کی طرف متوجہ ہوا اور سنہ ۶۳ ہجری میں
ذی الحجہ کے مہینے میں پہنچا تو مدینہ والوں نے اس سے لڑائی کی پھر جب لڑائی واقع ہوئی تو
اہل مدینہ کو شکست ہوئی تو اسنے مدینہ کو اپنے لشکر کے واسطے تین دن مباح کیا اور ایک جماعت
ان سے بند کر کے ماری گئی اور باقی لوگوں نے بیعت کی اس پر کہ وہ یزید کے اختیار میں ہیں
حکم کرے گا ان کے مال اور جان اور اہل میں جو چاہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب لڑائی
بھڑکی تو مدینے والوں نے مدینے کے اندر تکبیر کی آواز سنی اور یہ اس واسطے کہ بنی حارثہ نے شامیوں
کی ایک قوم کو خندق کی جانب سے اندر داخل کیا تو اہل مدینہ نے لڑائی چھوڑ دی اور مدینے میں
داخل ہوئے واسطے خوف کرنے کے اپنے گھر والوں پر سو واقع ہوئی شکست اور قتل ہوا جو قتل
ہوا یعنی بہت لوگ قتل ہوئے باقی لوگوں نے بیعت کی اس لڑائی کا نام جنگ حرہ ہے حرہ
سنگستانی زمین کو کہتے ہیں کیونکہ یہ لڑائی مدینے کی سنگستانی زمین میں واقع ہوئی تھی پھر
مسلم وہاں سے ابن زبیر کی طرف چلا اس وقت مکے میں ابن زبیر حاکم تھے سو راہ میں ہی مر گیا
اور یہ جو کہا اوپر بیعت اللہ اور اسکے رسول کے تو یہ اس واسطے ہے کہ جس نے کسی سے بیعت
کی تو اسنے اسکو طاعت دی اور اس سے عطیہ لیا تو ہو گیا وہ مشابہ اسکے جسنے اسباب بیچا اور
مول لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جسنے کسی امام سے بیعت کی تو چاہئے کہ اس کی اطاعت
کرے جہاں تک ہو سکے اور مراد فضیل سے توڑنا ہے یعنی میں اس سے توڑونگا اور اس حدیث میں
وجوب تابعداری امام کی ہے جس کے واسطے بیعت منعقد ہوئی اور منع ہے خروج کرنا اوپر اسکے
اگرچہ حکم میں ظلم کرے اور یہ کہ نہ بیعت اتاری جاوے ساتھ فسق کے (فتح) حدثنا
احمد بن یونس قال حدثنا ابو شہاب عن عوف عن ابی المنہال قال لما
کان ابن زیاد و مروان بالشام و وثب ابن الزبیر بمکۃ و وثب القراء بالبصرۃ
فانطلقت مع ابی الی ابی برزۃ الاسلمی حتی دخلنا علیہ فی دارہ وھو جالس فی
ظل علیۃ لہ من قصب فجلسنا الیہ فانشا ابی یستطعمہ بالحدیث فقال یا ابا
برزۃ الا تری ما وقع فیہ الناس فاول شیء سمعتہ تکلم بہ انی احتسبت عند

اللهِ اِنِّي اَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلٰى اَحْيَاءِ قُرَيْشٍ اِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّتِي عَلِمْتُمْ مِنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ وَاِنَّ اللهَ اَنْقَذَكُمْ بِالْاِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ وَهٰذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي اَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ اِنَّ ذَاكَ الَّذِي بِالشَّامِ وَاللهِ اِنْ يُقَاتِلُ اِلَّا عَلَى الدُّنْيَا ترجمہ ابی المنہال سے روایت ہے کہ جب نکالا گیا ابن زیاد بصرے سے بعد مرنے یزید بن معاویہ کے کہ وہ اس کی طرف سے بصرے میں حاکم تھا اور قائم ہوا مروان شام میں اور قائم ہوا ابن زبیر مکے میں اور قائم ہوئے قاری بصرے میں تو میں اپنے باپ کے ساتھ ابو برزہ کی طرف چلا یہانتک کہ ہم اس پر داخل ہوئے اسکے گھر میں اور وہ بیٹھا اپنے بالاخانے کے سائے میں جو قصب سے تھا سو ہم اسکے پاس بیٹھے تو میرے باپ نے اس سے حدیث طلب کی سو کہا اے ابو برزہ کیا تو نہیں دیکھتا جس میں لوگ پڑے ہیں سو اول چیز جو میں نے اس سے سنی جسکے ساتھ اسنے کلام کیا یہ ہے کہ میں خدا سے ثواب طلب کرتا ہوں اس پر کہ میں نے صبح کی اس حال میں کہ غصہ کرنے والا ہوں قریش کی قوموں پر اے گروہ عرب کی مقرر تم ایک حال پر تھے جو تم نے جانا ذلت اور قلت اور گمراہی سے یعنی جاہلیت کی زمانے میں اور البتہ خدا نے تم کو چھوڑایا ساتھ اسلام کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہانتک کہ پہنچا ساتھ تمہارے جو تم دیکھتے ہو اور اس دنیا نے تمہارے درمیان فساد ڈالا ہے مقرر یہ شخص جو شام میں ہے یعنی مروان قسم ہے اللہ کی کہ نہیں لڑتا مگر دنیا پر ف اس کا بیان یہ ہے کہ ابن زیاد بصرے میں حاکم تھا یزید کی طرف سے سو جب اسکو یزید کے مرنے کی خبر پہنچی تو اسنے اہل بصرہ کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور ذکر کیا جو واقع ہوا اختلاف سے تو اہل بصرہ راضی ہوئے کہ ان پر ابن زیاد ہی بدستور امیر رہے یہانتک کہ لوگ ایک خلیفے پر جمع ہوں سو وہ اس پر تھوڑے دن ٹھیرا یہانتک کہ سلمہ بن ذویب کھڑا ہوا ابن زبیر کیواسطے بیعت لیتا تھا سو ایک جماعت نے اس سے بیعت کی جب ابن زیاد کو یہ خبر پہنچی تو اسنے چاہا کہ سلمہ کو روکے لوگوں نے اس کا کہنا نہ مانا پھر جب اسکو اپنی جان کا خوف پڑا تو اسنے حرث بن قیس سے پناہ مانگی اسنے اس کو راتوں رات اپنے پیچھے سوار کر کے مسعود بن عمرو ازدی کے پاس پہنچایا اسنے اسکو پناہ دی پھر بصرے والوں میں اختلاف واقع ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن حرث کو امیر بنایا اور واقع ہوئی لڑائی اور قائم ہوا مسعود عبید اللہ بن زیاد کے حکم سے سو مسعود مارا گیا اور ابن زیاد بھاگ کر شام میں چلا گیا وہاں مروان کو پایا کہ وہ چاہتا ہے کہ ابن زبیر کی طرف کوچ کرے اور بنی امیہ

کے واسطے امن لیوے پھر اپنی رائے سے پھر گیا اور بنی امیہ کو ساتھ لیکر دمشق مین گیا وہان
ضحاک بن قیس نے لوگون سے ابن زبیر کے واسطے بیعت لی تھی وہان اسکے اور مروان کی
درمیان لڑائی ہوئی ضحاک مارا گیا اور اس کا لشکر متفرق ہوگیا اور مروان شام پر غالب ہوا
پھر اسکے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبد الملک اس کا جانشین ہوا اور یہ جو کہا کہ قائم ہوئے بصری
مین قاری لوگ تو مراد اس سے خارجی لوگ ہین کہ وہ ابن زیاد کے بعد بصرہ مین اٹھے تھے اور
بعضون نے کہا کہ مراد وہ لوگ ہین جنھون نے امام حسین کے قاتلون سے لڑنے کے واسطے
بیعت کی تھی سو وہ بصرے سے شام کی طرف چلے تو ابن زیاد ان کو بڑے لشکر کے ساتھ ملا جو
مروان کی طرف تھا تو وہان دونون مین لڑائی ہوئی اور یہ جو ابو برزہ نے کہا کہ مین قریش کی
قومون سے غصہ رکھنے کو ثواب جانتا ہون تو یہ اس واسطے ہے کہ خدا کے واسطے محبت رکھنا
اور خدا کے واسطے دشمنی رکھنا ایمان سے ہے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ میرے
باپ نے کہا کہ مجھ کو کیا حکم کرتے ہو اسنے کہا کہ میرے نزدیک سب لوگون سے بہتر وہ جماعت ہے
جنکے پیٹ بھوکے ہین لوگون کے مال سے اور جن کی پیٹھ ہلکی ہے لوگون کے خون سے یعنی
نہ کسی کا ناحق مال لیتے ہین نہ ناحق کسی کا خون کرتے ہین اور یہ دلالت کرتا ہے کہ ابو برزہ
کی رائے یہ تھی کہ فتنے مین الگ رہنا بہتر ہے اور مسلمانون کی لڑائی مین داخل ہونا نہین چاہیے
خاصکر جبکہ طلب ملک کے واسطے ہو اور اس مین مشورہ لینا ہے اہل علم اور دین سے وقت ارشنے فتنے کے
اور نیک صلاح دینا عالم کا اسکو اور اس مین کفایت کرتا ہے بیچ انکار منکر کام کے ساتھ قول کے
اگرچہ اسکے پس پشت ہو جس پر انکار کرتا ہے تاکہ سامع نصیحت قبول کرے اور اس مین داخل
ہونے سے ڈرے (فتح) حدثنا آدم بن ابی ایاس قال حدثنا شعبة عن
واصل الاحدب عن ابی وائل عن حذیفة بن الیمان قال ان المنٰفقین
الیوم شر منهم علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم کانوا یومئذ یسرون
والیوم یجهرون ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے کہ منافق لوگ آج کے دن بدتر ہین ان سے جو حضرت
کے زمانے مین تھے اس وقت چھپاتے تھے اور آج ظاہر کرتے ہین ف کہا ابن بطال
نے کہ پہلون سے بدتر اس واسطے ہوئے کہ اگلے منافق لوگ اپنی بات کو چھپاتے تھے سو انکی
بدی ان کے غیر کی طرف نہ بڑھتی تھی اور لیکن آج کے لوگ سو کھلم کھلا حاکمون پر خروج
کرتے ہین اور لوگون مین فتنے فساد ڈالتے ہین سو ان کا ضرر غیرون کی طرف بڑھتا ہے اور

مطابقت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ ظاہر کرنا ان کا نفاق کو اور اٹھانا ہتھیار کا لوگوں پر وہ قول ہے برخلاف اس چیز کے جو خرج کی انہوں نے طاعت سے جبکہ انہوں نے بیعت کی اول اس شخص سے جس پر خروج کیا (فتح) حدثنا خلاد بن یحییٰ حدثنا مسعر عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی الشعثاء عن حذیفۃ قال انما کان النفاق علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاما الیوم فانما هو الکفر بعد الایمان ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے کہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ نفاق تو حضرت کے زمانے میں تھا اور لیکن آج کے دن سو وہ کفر ہے بعد ایمان کے ف کہا ابن تین نے کہ منافق لوگ حضرت کے زمانے میں اپنی زبان سے ایمان لائے تھے اور دل سے ایمان نہیں لائے تھے اور لیکن جو انکے بعد ہیں سو وہ اسلام میں پیدا ہوئے اور اسلام کی فطرت پر سو جو ان میں سے کافر ہو وہ مرتد ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حذیفہ کی یہ مراد نہیں کہ اس زمانے میں نفاق واقع نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی مراد نفی النفاق حکم کی ہے اس واسطے کہ نفاق ظاہر کرنا ایمان کا ہے اور چھپانا کفر کا یعنی ظاہر میں مسلمان رہنا اور دل سے کافر رہنا اور یہ ہر زمانے میں ممکن ہے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ حکم مختلف ہے اس واسطے کہ حضرت ان سے لگاوٹ کیا کرتے تھے اور ان کے ظاہری اسلام کو قبول کرتے تھے اگرچہ ظاہر ہوتا ان سے احتمال خلاف اسکا اور لیکن بعد حضرت کے سو جو شخص کچھ ظاہر کرے یعنی برخلاف اسلام کے تو اسکو اسکے ساتھ مواخذہ کیا جاوے اور نہ ترک کیا جاوے واسطے مصلحت الفت کے واسطے نہ ہونے حاجت کے طرف اس کی اور بعضوں نے کہا کہ غرض حذیفہ کی یہ ہے کہ امام کی فرمانبرداری سے نکلنا جاہلیت ہے اور نہیں ہے جاہلیت اسلام میں یا تفریق جماعت کی اور یہ خلاف قول اللہ تعالیٰ کے ہے ولا تفرقوا اور یہ سب نہیں ہے پوشیدہ سو وہ مانند کفر کی ہے بعد ایمان کے (فتح) باب لا تقوم الساعۃ حتی یغبط اهل القبور نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ رشک کیا جاوے قبروں والوں سے حدثنا اسمعیل قال حدثنی مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیقول یا لیتنی مکانہ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ گذرے گا مرد کسی مرد کی قبر پر تو کہے گا کہ کسی طرح میں اس کی جگہ مردہ ہوتا یعنی قیامت کی قریب ایسے فتنے

اور فساد عالم میں پھیلیں گے کہ لوگ موت کی تمنا کریں گے قبروں کو دیکھ کر ف
کہا ابن بطال نے کہ قبروں والوں کی رشک کرنا اور موت کی آرزو کرنا وقت ظاہر ہونے
فتنوں کے سوائے اسکے کچھ نہیں کہ وہ خوف دین کے جاتے رہنے کا ہے واسطے غلبے
باطل کے اور اہل اسکے کے اور ظاہر ہونے گناہوں اور منکر کے اور نہیں ہے یہ عام ہر ایک کے
حق میں بلکہ وہ خاص ہے ساتھ اہل خیر کے اور ایپر جو انکے سوائے اور لوگ ہیں سو کبھی
واقع ہوتی ہے مصیبت ان کے جان اور مال اور دنیا میں اگرچہ نہ متعلق ہو اس سے کوئی
چیز ساتھ دین کے یعنی صرف دنیا کی مصیبت سے موت کی آرزو کرے گا جیسا کہ دوسری
روایت میں آیا ہے کہ نہیں ہوتا ساتھ اسکے فتنہ دین کا مگر بلا اور کہا قرطبی نے کہ گویا حدیث
میں اشارہ ہے اس طرف کہ عنقریب فتنے فساد ہونگے اور بڑی مشقت واقع ہوگی یہانتک
کہ دین کا امر ہلکا ہو جاوے گا اور اس کی کوشش کم ہوگی اور نہ باقی رہے گی کسی کے واسطے
کوشش مگر ساتھ امر اپنی دنیا اور معاش کے یعنی ہر شخص کو فقط اپنی دنیا اور معاش کا فکر ہوگا
دین کا فکر بالکل نہیں رہے گا اسی واسطے فتنے فساد کے دنوں میں عبادت کی بڑی قدر ہے اور
یہ جو کہا کہ قبر پر گذرے گا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ موت کی آرزو قبر کے دیکھنے کے وقت حاصل ہوگی
اور حالانکہ نہیں ہے یہ مراد بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف قوت اس آرزو کی اس واسطے کہ جو کسی
شدت کے سبب سے موت کی آرزو کرتا ہے کبھی یہ آرزو اسکی جاتی رہتی ہے یا ہلکی ہو جاتی ہے وقت
مشاہدہ قبر کے سو یاد کرتا ہے ہول مقام کی سو ضعیف ہو جاتی ہے آرزو اس کی اور جب اسنے
اس پر تمادی کی تو اسنے دلالت کی اوپر موکد ہونے اس شدت کے نزدیک اسکے جبکہ نہ پھیرا
اس کو اس چیز نے جسکو مشاہدہ کیا اسنے قبر کی وحشت سے بدستور رہنے اسکے سے اوپر
تمنے موت کی اور نہیں معارض ہے اسکو وہ حدیث جو آئی ہے کہ موت کی آرزو کرنا منع ہے
اس واسطے کہ منع اس جگہ ہے جہاں جسم کے ضرر سے موت کی آرزو کرے اور جب ہو
اس ضرر کے واسطے جو دین کے ساتھ متعلق ہے تو اس وقت موت کی آرزو کرنا جائز ہے (فتح)

بَابُ تَغَيُّرِ الزَّمَانِ حَتّٰى تُعْبَدَ الْاَوْثَانُ زمانہ متغیر ہو جاوے گا یہانتک کہ بت پرستی
ہوگی **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ
بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَقُوْمُ
السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ

طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ مین نے
حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ چوتڑ مٹکاتی پھرینگی قوم دوس
کی عورتین بت کے گرد جس کا نام ذی الخلصہ ہے اور ذوالخلصہ قوم دوس کا بت تھا
جسکو وہ جاہلیت کے وقت مین پوجتے تھے ف دوس ایک قوم کا نام ہے یمن مین
ذی الخلصہ اس قوم کے بت کا نام تھا اس کو کافر کعبہ یمانی بھی کہتے ہین جب وہ قوم مسلمان
ہوئی تو حضرت نے اس بت کو توڑ ڈالا سو حضرت نے فرمایا کہ قیامت کے قریب وہ قوم پھر
مرتد ہو جاوے گی اس بت کو پھر نیا بناوینگے اور ان کی عورتین اسکے گرد طواف کرین گی اور
چوتڑ مٹکانے سے مراد یہ ہے کہ عورتین شہرون سے چوپایون پر سوار ہو کے اس بت کی طرف
جاوینگی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ ہجوم کرینگی یہانتک کہ ایک دوسری کو چوتڑ مارے گی
وقت طواف کرنے کے گرد اس بت کے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت
یہانتک کہ لات اور عزی کی پرستش ہوگی اور یہ عیسے علیہ السلام کے مرنے کے بعد واقع ہوگا
جبکہ ہر مسلمان کی روح ہوا سے قبض ہو جاوے گی اور کوئی مسلمان باقی نہ رہے گا زمین پر پھر نہ
باقی رہین گے مگر بدتر لوگ رہین گے جیسے گدہے لڑتے ہین اور ظاہر ہوگی بت پرستی پھر قائم
ہوگی ان پر قیامت اور یہی لوگ مراد ہین باب کی حدیث مین (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ
بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ
يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت
یہانتک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے کہ ہانکے گا لوگون کو اپنی لاٹھی سے ف
یعنی وہ لوگون پر غالب ہوگا اور لوگ اسکے فرمانبردار ہونگے اور نہین مراد ہے خاص لاٹھی لیکن
اس مین اشارہ ہے کہ وہ ان پر سختی کرے گا اور بعضون نے کہا کہ حقیقۃً لوگون کو لاٹھی سے
ہانکے گا جیسے اونٹون اور مواشی کو ہانکا جاتا ہے واسطے نہایت سختی اور ظلم اسکے کے اور مطابقت
حدیث کی ترجمہ سے اس وجہ سے ہے کہ جب قائم ہوا قحطانی اور حالانکہ نہین ہے وہ اہلبیت نبوت
اور نہ قریش سے جن مین خدا نے خلافت کا حق رکھا ہے تو یہ بڑا تغیر زمانے کا ہے اور حاصل اس کا
یہ ہے کہ وہ مطابق ہے واسطے ابتدا ترجمہ کے اور وہ تغیر زمانے کا ہے اور تغیر عام تر ہے اس سے
کہ فسق کی طرف راجع ہو یا کفر کی سو قصہ قحطانی کا مطابق ہے واسطے تغیر کے ساتھ فسق کی

اور قصہ ذی الخلصہ کا واسطے تغیر کے ساتھ کفر کے (فتح) **باب خروج النار** باب ہے بیچ نکلنے آگ کے یعنی حجاز کی زمین سے وقال انس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول اشراط الساعۃ نار تحشر الناس من المشرق الی المغرب ترجمہ اور کہا انس نے کہ حضرت نے فرمایا کہ قیامت کی اول نشانی آگ ہے جو لوگوں کو پورب سے پچھم کی طرف ہانک لیجاوے گی **ف** اشراط الساعۃ سے مراد وہ نشانیاں ہیں جنکے بعد قیامت ہوگی **حدثنا** ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال قال سعید بن المسیب اخبرنی ابو ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من ارض الحجاز تضیء اعناق الابل ببصری ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گی آگ حجاز کی زمین سے روشن کردیوے گی بصرے کو اونٹوں کی گردنوں کو یعنی اس کی روشنی ایسی تیز ہوگی کہ عرب سے شام تک پہنچے گی **ف** حجاز عرب میں اس زمین کا نام ہے جس میں مکہ اور مدینہ ہے تاریخ مدینہ میں مذکور ہے کہ اول چند روز مدینے میں برابر زلزلہ رہا لوگوں نے جانا کہ قیامت آئی پھر ایک طرف سے زمین پھٹ گئی اس میں سے سر بلند آگ نکلی چالیس دن قائم رہی لوہا اور پتھر اس آگ سے جلتا تھا مگر گھاس نہ جلتی تھی سینکڑوں کوس تک اس کی روشنی تھی سنہ ۶۵۴ چھ سو چون ہجری میں یہ ماجرا گذرا تو جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا یہ حضرت کا معجزہ ہے کہتے ہیں کہ اس آگ کی صورت ایک بڑے شہر کی صورت تھی جسکے گرد دیوار ہو اس پر منارے اور برج ہوں معلوم ہوتا تھا کہ اس میں آدمی ہیں جو اس کو کھینچتے ہیں نہ گذرتی تھی کسی پہاڑ پر مگر کہ اسکو گلا دیتی تھی اور اس کی آواز ایسی تھی جیسے بجلی کی کڑک اور جو آگ کہ باب کی پہلی حدیث میں مذکور ہے وہ اور ہے اور متواتر علم اس آگ کا نزدیک سب شام والوں کے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ بہے گا ایک نالہ حجاز کی آگ سے جو ابھرے گی اونٹوں کی گردنوں کو روشن کریگا اور یہ وہی آگ ہے جو ساتویں صدی میں ظاہر ہوئی (فتح) **حدثنا** عبد اللہ بن سعید الکندی قال حدثنا عقبۃ بن خالد قال حدثنا عبید اللہ عن خبیب بن عبد الرحمن عن جدہ حفص بن عاصم عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک الفرات ان یحسر عن کنز من ذھب فمن حضرہ فلا یاخذ منہ شیئا قال عقبۃ وحدثنا عبید اللہ قال حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ عن

النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ الا انہ قال یحسر عن جبل من ذہب ترجمہ ابو ہریرہ سے
روایت ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ عنقریب دریاے فرات سونے کے خزانے سے کھل جاوے گا سو جو وہان
حاضر ہو تو اس مین سے کچھ نہ لیوے اور دوسری روایت کا ترجمہ بھی یہی ہے لیکن اس مین اتنا زیادہ
ہے کہ فرمایا کہ سونے کے پہاڑ سے یعنی خزانے کی جگہ پہاڑ کا ذکر کیا ف خزانہ کہنا اسکو باعتبار حال
کے ہے اور پہاڑ کہنا باعتبار کثرت کے ہے اور تائید کرتی ہے اسکی وہ حدیث جو روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ
سے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگل دیوے گی زمین اپنے جگر کے ٹکڑے ستونون کے برابر سونے اور چاندی کے یعنی
زمین کے اندر کے خزانے اور چاندی سونے کی کانین قیامت مین زمین پر ظاہر ہو جاوین گی
سو آوے گا قاتل سو کہے گا کہ مین نے اسی کی محبت مین فلانے کو قتل کیا اور آوے گا چور سو کہے گا
کہ اسی کی محبت مین میرا ہاتھ کاٹا گیا پھر اس مال کو چھوڑ دینگے سو نہ لیونگے اس مین سے کچھ اور
ظاہر یہ ہے کہ اسکے لینے سے اس واسطے منع کیا کہ اسکے لینے سے فتنہ اور قتال پیدا ہوتا ہے
یعنی اگر اس کو لینا جائز رکھا جاتا تو خلقت اس پر لڑ کر کے مر جاتی اور تائید کرتی ہے اس کی
وہ حدیث جو مسلم نے روایت کی ہے کہ دریاے فرات سونے کے پہاڑ سے کھل جاوے گا سو لوگ
مرینگے اس پر لوگ سو ہر ایک سینکڑے سے ننانوین آدمی قتل ہونگے اور ایک باقی رہے گا اور
ان مین سے ہر آدمی کہے گا کہ شاید مین قتل سے بچ رہون اور بلا شراکت سونا پاؤن اور مسلم نے روایت
کی ہے کہ دریاے فرات سونے کے پہاڑ سے کھل جاوے گا سو جب لوگ سنین گے تو اسکی
طرف چلین گے اور جو لوگ اسکے پاس ہونگے وہ کہین گے کہ اگر ہم لوگ اسکے لینے سے نہ منع
کرین تو سب کو لے جاوینگے کچھ باقی نہ رہے گا سو اس پر لڑینگے سو قتل ہونگے ہر سو سے ننانوین
آدمی یعنی سو مین سے صرف ایک آدمی باقی رہ جاوے گا پس واضح ہوا کہ سبب بیچ نہی
کے اسکے لینے سے وہ چیز ہے جو مرتب ہوتی ہے اور طلب اخذ اسکے کے لڑائی سے چہ جائیکہ
لینا اور نہین ہے کوئی مانع کہ ہو یہ وقت نکلنے آگ کے واسطے محشر کے لیکن نہین ہے یہ سبب منع کرنیکا
اسکے لینے سے اور ایک روایت مین ہے کہ تمہارے خزانے پر تین آدمی قتل ہونگے ہر ایک خلیفے
کا بیٹا ہوگا اور یہ ذکر مہدی کی حدیث مین ہے سو اگر مراد خزانے سے وہ خزانہ ہے جو باب کی حدیث
مین ہے تو دلالت کی اسنے کہ واقع ہوگا یہ وقت ظاہر ہونے مہدی کے نزول عیسیٰ سے پہلے اور
آگ کے نکلنے سے پہلے اور احتمال ہو کہ لینے سے اس واسطے منع کیا ہو کہ واقع ہوگا بیچ اخیر
زمانے کے نزدیک اس حشر کے جو واقع ہوگا دنیا مین اور واسطے عدم ظہور یا قلت اس کی کے

سو نہ فائدہ اٹھاوے گا ساتھ اس چیز کے کہ اس سے لے اور شاید یہی بھید ہے اس میں کہ بخاری نے اسکو خروج آگ کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے (فتح) **باب حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن شعبۃ قال حدثنا معبد یعنی ابن خالد قال سمعت حارثۃ بن وھب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تصدقوا فسیاتی زمان یمشی بصدقتہ فلا یجد من یقبلھا قال مسدد حارثۃ اخو عبید اللہ بن عمر لامہ** ترجمہ حارثہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ خیرات کرو سو عنقریب ایسا زمانہ آوے گا کہ آدمی اپنا صدقہ لیکر چلے گا سو نہ پاوے گا جو اسکو قبول کرے **ف** یہ باب مثل فصل کی ہے پہلے باب سے اور تعلق اس کا ساتھ اسکے اس احتمال کی جہت سے ہے جو پہلے گذرا اور وہ یہ ہے کہ یہ واقع ہوگا اخیر زمانے میں جس میں لوگوں کو مال کی حاجت اور پرواہ نہ رہے گی یا اس وجہ سے کہ ہر ایک فتنے کے سبب سے اپنی جان کے ساتھ مشغول ہوگا ہر ایک کو جان کی مصیبت پڑی ہوگی سو نہ مرد دیکھے گا اپنے گھر والوں کو چہ جائیکہ مال اور یہ دجال کے زمانے میں ہوگا اور یا نہایت امن حاصل ہونے کے سبب سے ہر آدمی بے پرواہ ہوگا اور یا امام مہدی اور عیسے علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہوگا اور یا اس وجہ سے کہ آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لیجاوے گی اور نہ التفات کرے گا کوئی اس وقت اس چیز پر جو بھاری ہو اس پر یا ل سے بلکہ قصد کرے گا کہ اسکی جان بچے اور جس پر قادر ہو اپنے اہل اور اولاد سے اور یہ احتمال ظاہر ہے اور یہی ہے مناسب واسطے کاریگری بخاری کے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم دس نشانیاں دیکھو دخان اور دجال اور دابہ اور نکلنا آفتاب کا مغرب کی طرف سے اور اترنا عیسے کا اور نکلنا یاجوج ماجوج کا اور تین خسف کا یعنی زمین کا دھسنا ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک جزیرہ عرب میں اور نکلنا آگ کا یمن سے جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لیجاوے گی اور اول ہونا آگ کا جو انس کی حدیث میں آیا ہے تو یہ اول ہونا اس کا اس اعتبار سے ہے کہ اسکے بعد دنیا کا کوئی کام واقع نہیں ہوگا بلکہ واقع ہوگا ساتھ انتہا اس کی کے پھونکنا صور میں برخلاف باقی نشانیوں کے کہ ان میں سے ہر ایک کے بعد دنیا کا کوئی نہ کوئی امر باقی رہے گا اور یہ جو فرمایا کہ کوئی صدقہ قبول نہ کرے گا تو احتمال ہے کہ یہ واقع ہو چکا ہو جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں کہ مال کی اس قدر کثرت ہو گئی تھی کہ کوئی قبول نہ کرتا تھا بنا بر اسکے یہ صرف پیشین گوئی ہوگی قیامت کی نشانی نہ ہوگی اور

احتمال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہو اسواسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کی بہت کثرت ہوگی اور اول احتمال راجح تر ہے اور اخیر عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مال کی اسواسطے کثرت ہوگی کہ مال بہت ہو جاوے گا اور لوگ کم ہو جاوینگے (فتح) **حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ** قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِیْمَتَانِ تَكُوْنُ بَیْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِیْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰى یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِیْبٌ مِّنْ ثَلٰثِیْنَ كُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰى یُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَیَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَیَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰى یَكْثُرَ فِیْكُمُ الْمَالُ فَیَفِیْضَ حَتّٰى یُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ یَّقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَحَتّٰى یَعْرِضَهٗ فَیَقُوْلُ الَّذِیْ یَعْرِضُهٗ عَلَیْهِ لَا اَرَبَ لِیْ بِهٖ وَحَتّٰى یَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِی الْبُنْیَانِ وَحَتّٰى یَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ یَا لَیْتَنِیْ مَكَانَهٗ وَحَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِیْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَیْنَهُمَا فَلَا یَتَبَایَعَانِهٖ وَلَا یَطْوِیَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَا یَطْعَمُهٗ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ یَلِیْطُ حَوْضَهٗ فَلَا یَسْقِیْ فِیْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُكْلَتَهٗ اِلٰى فِیْهِ فَلَا یَطْعَمُهَا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ آپس میں لڑینگے دو بڑے گروہ دونوں کے درمیان بڑی لڑائی ہوگی دونوں کا دعوی ایک ہی ہوگا اور یہانتک کہ قریب تیس کے بڑے جھوٹے دجال ظاہر ہونگے ہر ایک یہی گمان کریگا کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں اور یہانتک کہ قبض ہوگا علم اور بہت ہونگے زلزلے اور قریب ہو جاوے گا زمانہ اور فتنے فساد ظاہر ہونگے اور قتل یعنی خونریزی کثرت سے ہوگی اور یہانتک کہ تم میں مال بہت ہو جاوے گا تو ابل پڑیگا یہانتک کہ مالدار فکر میں غمگین ہوگا کہ اس کی زکوٰۃ کا مال کون لیوے یعنی امام مہدی کے وقت میں سب لوگ مالدار ہو جاوینگے کوئی محتاج نہ ملیگا جو زکوٰۃ کا مال قبول کرے یا قیامت کی نشانیاں دیکھکر ایسا خوف پیدا ہوگا کہ کسی کو مال لینے کی خواہش نہ رہے گی اور یہانتک کہ اسکو عرض کریگا سو کہے گا جس پر اسکو عرض کیا مجکو کچھ حاجت نہیں اور یہانتک کہ فخر کرینگے لوگ عمارتوں میں اور یہانتک کہ گذرے گا مرد کسی مرد کی قبر پر تو کہے گا کہ کاشکے کہ میں اس کی جگہ مردہ ہوتا اور یہانتک کہ سورج

پچھم کی طرف سے چڑہے اور جب سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا اور لوگ اسکو دیکھینگے تو سب ایمان لاوینگے سو یہی وقت ہے کہ نہ فائدہ کریگا کسی جان کو اس کا ایمان جو پہلے سے ایمان نہ لایا تہا یا اپنے ایمان مین کوئی نیکی نہ کی تھی اور البتہ قائم ہو جاوے گی اور حالانکہ تحقیق دو مردوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلایا ہوگا خرید و فروخت کو سو وے خرید و فروخت نہ کر چکے ہونگے اور نہ اسکو لپیٹ چکے ہونگے کہ قیامت آجاوے گی اور البتہ قائم ہو جاوے گی قیامت اور البتہ ایک مرد اپنی اونٹنی کا دودھ لیکر پھرا ہوگا یعنی سو نہ پہنچا ہوگا برتن اسکے منہ تک کہ قیامت آجاوے گی اور البتہ قائم ہو جاوے گی قیامت اور وہ اپنے حوض کو درست کر رہا ہوگا سو نہ پلا چکا ہوگا اس سے پانی کہ قیامت آجاوے گی اور البتہ قائم ہو جاوے گی قیامت اور حالانکہ ایک مرد نے لقمہ کیا اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہوگا سو اسکو اپنے منہ مین نہ رکہا ہوگا کہ قیامت آجاوے گی ف مراد فئتان سے علی مرتضیٰ اور ان کے ساتھی اور معاویہ اور اسکے ساتھی ہین کہ دونون کا دین اسلام تھا اور اسلام پر لڑتے تھے اور یہ جو کہا کہ دونون کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور ان کا نام مسلمان رکہا تو اس سے لیا جاتا ہے رد خارجیون پر کہ وہ دونون گروہ کو کافر کہتے ہین اور یہ جو فرمایا کہ ہائے عمار کو باغی گروہ قتل کریگا تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ علی مرتضیٰ امام برحق تھے اور مصیب تھے ان لڑائیون مین اس واسطے کہ معاویہ کے ساتھیون نے عمار کو قتل کیا تہا اور روایت کی بزار نے زید بن وہب سے کہ ہم حذیفہ کے پاس تھے سو اسنے کہا کیا حال ہے تمہارا اور حالانکہ تمہارے اہل دین یعنی مسلمان باغی ہوئے بعضے بعض کے منہ کو تلوار سے مارتے ہین انہون نے کہا سو تم ہم کو کیا حکم کرتے ہو حذیفہ نے کہا کہ جو گروہ علی کی طرف بلاوے اسکو لازم پکڑو اس واسطے کہ وہ حق پر ہے اور روایت کی یعقوب نے زہری سے کہ جب معاویہ کو خبر پہنچی کہ علی جمل والون پر غالب ہوئے تو اسنے عثمان کے خون کا دعوے کیا تو شام والون نے اس کا کہنا قبول کیا تو علی اس کی طرف چلے یہانتک کہ صفین مین دونون کا مقابلہ ہوا اور یحییٰ بن سلیمان نے کتاب صفین مین ابو مسلم خولانی سے روایت کی ہے کہ اسنے معاویہ سے کہا کہ تو علی سے خلافت مین نزاع کرتا ہے کیا تو اسکے برابر ہے معاویہ نے کہا کہ مین اسکے برابر نہین اور بیشک مین جانتا ہون کہ علی مجھ سے افضل ہے اور لائق تر ہے ساتھ خلافت کے ولیکن کیا تم نہین جانتے کہ عثمان مظلوم مارے گئے اور مین اس کا چچیرا بھائی ہون اور ولی ہون مین اس کا قصاص چاہتا ہون سو تم علی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ عثمان کے قاتلونکو ہمارے حوالہ کر دین سو وہ حضرت علی کے پاس آئے اور ان سے کلام کیا تو علی مرتضیٰ نے کہا کہ

معاویہ بیعت مین داخل ہووے پہر ان کا میرے پاس دعوی کرے تو معاویہ نے کہا نہ مانا تو علی مرتضے عراق کے لشکرون کے ساتھ چلے یہانتک کہ صفین مین اترے اور معاویہ بھی لشکر کے ساتھ وہان اترا اور یہ ماجرا ہجری کے چھتیسوین سال مین ہوا اور دونون نے باہم پیغام بھیجا لیکن کچھ فیصلہ نہوا آخر لڑائی واقع ہوئی یہانتک کہ دونون لشکرون سے ستر ہزار آدمی بلکہ زیادہ مارے گئے پہر جب شام والون نے دیکھا کہ مغلوب ہوا چاہتے ہین تو انہون نے عمرو بن عاص کی مشورے سے قرآن اٹھایا اور جو اس مین ہے اس کی طرف بولایا سو انجام کار دو منصفون کی طرف ہوا پہر جاری ہوا جو جاری ہوا دونون کے مختلف ہونے سے اور تنہا ہونے معاویہ کے سے ساتھ ملک شام کے اور مشغول ہونے علی کے سے ساتھ خارجیون کے اور یہ پیشگوئیان اور جو ان کی مانند ہین تین قسم ہین ایک قسم وہ ہے کہ جیسا حضرت نے فرمایا ویسا وقوع مین آیا جیسے لڑنا دو بڑے گروہ کا اور ظاہر ہونا فتنون کا اور بہت ہونا قتل کا اور فخر کرنا لوگون کا عمارتون مین اور دوسری قسم وہ ہے کہ اس کا شروع وقوع مین آیا لیکن مستحکم نہین ہوا جیسے قریب ہونا زمانے کا اور بہت ہونا زلزلون کا اور نکلنا جھوٹے دجالون کا اور تیسری قسم وہ ہے کہ آئندہ واقع ہوگی اور ابھی اس سے کوئی چیز واقع نہین ہوئی جیسے نکلنا سورج کا مغرب کی طرف سے اور بزار اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ نہ فنا ہوگی یہ امت یہانتک کہ اٹھے گا مرد طرف عورت کی اور اسکو راہ مین اپنے نیچے ڈال کر اس سے زنا کرے گا اور اس دن ان سب لوگون مین بہتر وہ شخص ہوگا جو کہے گا کہ اگر ہم اس کو دیوار کی آڑ مین چھپاوین تو بہتر ہو یعنی برسر راہ کھلم کھلا زنا ہوگا کوئی کسی کو منع نہ کرے گا اور نہ شرم حیا رہے گا اور حذیفہ کی حدیث مین ہے کہ پرانا ہو جاوے گا اسلام نہ جانے گا کوئی کہ کیا ہے نماز اور کیا ہے روزہ اور کیا ہے حج اور کیا ہے زکوۃ اور باقی رہین گے بڑے لوگ کہین گے ہم نے اپنے بڑون کو اس کلمے لا الہ الا اللہ پر پایا سو ہم اسکو کہتے ہین یعنی جیسا ہم نے ان سے سنا ویسا کہتے ہین یہ جو کہا بعثت تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ بندون کے افعال مخلوق ہین واسطے اللہ تعالی کے اور تمام امور اسکے تقدیر سے ہین اور یہ جو کہا کہ قریب تیس کے جھوٹے دجال ظاہر ہونگے تو ایک روایت مین تیس کا ذکر ہے اور ایک مین تیس سے زیادہ کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت مین ستائیس کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے اور مقرر مین خاتم ہون سب پیغمبرون کا میرے بعد کوئی پیغمبر نہین ہوگا اور یہ جو کہا کلہم یزعم الخ تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ ان مین سے ہر ایک پیغمبری کا دعوے کریگا اور یہی سر ہے بیچ قول اسکے کے

اخیر حدیث ماضی ہین اور مین خاتم ہون سب پیغمبرون کا اور احتمال ہی کہ ان ہین سی پیغمبری کے
دعوی کرنے والے تیس ہی ہون یا مانندان کی اور جو زیادہ ہین عدد مذکور پر وہ فقط کذاب ہون
لیکن گمراہی کی طرف بلاوین مانند غالی رافضیون اور باطنیون اور وجودیون اور حلولیون اور
باقی فرقون کی جو بلانے والے ہین طرف اس چیز کی کہ معلوم ہے بداہت سے کہ وہ خلاف ہی
اس چیز کے جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لائے اور یہ جو کہا کہ زلزلے بہت ہونگی
تو البتہ واقع ہوئے ہین بہت زلزلے شمالی اور شرقی اور غربی شہرون ہین لیکن ظاہر یہ ہے کہ
مراد ساتھ کثرت کے شامل ہونا اور دوام ان کا ہے اور ایک روایت مین ہی کہ قیامت کی قریب
کرک بہت ہوگی اور یہ کہ تم مین بہت ہوجاوے گا مال تو یہ تقیید مشعر ہے ساتھ اسکے کہ یہ
محمول ہی اصحاب کی زمانے پر سو ہوگی اس مین اشارت طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی فتوحات سے
اور فارس اور روم کے مال تقسیم ہونے سے سو یہ جو کہا مال اُبل پڑے گا اور غمگین ہوگا مالدار تو یہ
اشارہ ہی طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی عمر بن عبدالعزیز کے زمانے مین سو پہلے گذر چکا ہے جو اسکے
زمانے مین واقع ہوا ہے کہ مرد اپنا صدقہ عرض کرتا تھا سو نہ پاتا تھا جو اسکے صدقے کا مال قبول کری
اور یہ جو کہا یہانتک کہ عرض کریگا مال کو سو کہے گا جس پر عرض کیا کہ مجکو اس کی حاجت نہین تو یہ
اشارہ ہی طرف اس چیز کی کہ عیسے علیہ السلام کی زمانہ مین واقع ہوگی تو اس حدیث مین اشارہ ہی طرف تین
احوال کی پہلا حال کثرت مال کا ہی فقط اور یہ اصحاب کی زمانے مین تھا دوسرا حال البتہ اس کا ہی کثرت سے
کہ ہر ایک آدمی بے پرواہ ہوجاوے گا دوسرے کے مال لینے سے اور یہ تابعین کے ابتداء زمانے
مین تھا یعنی عمر و بن عبدالعزیز کے وقت مین تیسرا حال البتہ اس کا ہی کثرت سی لیکن اس مین زیادہ ہی
کہ وہ اپنا صدقہ غیر پر عرض کریگا اگرچہ صدقہ کا مستحق نہو تو وہ کہے گا کہ مجکو اس کی حاجت نہین اور
یہ عیسے علیہ السلام کے زمانے مین واقع ہوگا یا آگ نکلنے کے وقت ہوگا کما تقدم اور یہ جو کہا لوگ
عمارتون مین فخر کرینگے یعنی اونچی اونچی عمارتین بناوینگے ہر آدمی یہ چاہے گا کہ اس کا گھر دوسری
کے گھر سے اونچا ہو اور احتمال ہی کہ مراد فخر کرنا زینت اور آرایش مین ہو یا عام تر اور البتہ پایا گیا ہے
اس سی بہت اور وہ روز بروز زیادتی مین ہی اور یہ جو کہا کہ یہانتک کہ مغرب کی طرف سی سورج
نکلے تو بعضون نے کہا احتمال ہی کہ جس زمانے مین ایمان لانا نفع نہین دیگا وہ فقط وہی وقت
ہو جس مین سورج پچھم کی طرف سی نکلے گا پھر جب دن دراز ہوجاوینگے اور اس نشانی کا زمانہ
بعید ہوجاوے گا تو پھر ایمان لانا اور توبہ کرنا نفع دے گا اور مین نے اس احتمال کو عمدہ وجہ سے پہلے

رد کر دیا ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ جب سورج پچھم کی طرف سے نکلا تو اس دن سے قیامت تک
کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو اور یہ حدیث نص ہے بیچ جلد نزاع کے
اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور یہ جو کہا تبایعانہ تو نسبت کپڑے کی دونون کی طرف باعتبار حقیقت
کے ہے یعنی نسبت اس کی ایک کی طرف باعتبار حقیقت کے ہے اور دوسرے کی طرف
باعتبار مجاز کے اس واسطے کہ ایک مالک ہے اور دوسرا مول چکانیوالا اور ایک روایت مین ہے
کہ حضرت نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تم پر ایک سیاہ بدلی نکلے گی مغرب کی طرف سے جیسے ڈھال
ہمیشہ اونچی ہوتی جاوے گی یہانتک کہ آسمان کو ڈھانک لیویگی پھر کوئی پکارنیوالا تین بار
پکارے گا کہ اے لوگو قیامت آگئی اور یہ جو کہا کہ یلیط حوضہ یعنی اسکو گارے اور مٹی سے درست
کرتا ہوگا تاکہ اسکی سوراخون کو بند کرے اور اسکو پانی سے بھر کر اپنے چوپایون کو پلاوے اور یہ جو
کہا سو اسکو اپنے منہ مین نہ رکھا ہوگا یعنی قیامت آجاوے گی پہلے اس سے کہ اسکو اپنے منہ مین رکھے
یا پہلے اس سے کہ اسکو نگلے اور یہ احتمال راجح ہے اور یہ سب اشارہ ہے اس طرف کہ قیامت چانک
اور ناگہان آجاوے گی اور ابن ماجہ اور احمد وغیرہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ معراج کی
رات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم اور موسے اور عیسے سے ملے تو انہون نے
باہم قیامت کا ذکر کیا تو ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ مجھکو
اس کا علم نہین دیا گیا پھر موسے علیہ السلام سے پوچھا تو موسے علیہ السلام نے بھی کہا کہ مجھکو
قیامت کا کچھ علم نہین پھر عیسے علیہ السلام سے پوچھا تو عیسے علیہ السلام نے کہا کہ مجھکو
اس کا علم دیا گیا ہے سوا اس کے کہ نہین جانتا اسکو کوئی سوا خدا کے پس ذکر کیا
عیسے علیہ السلام نے نکلنا دجال کا اور نکلنا یاجوج ماجوج کا اور مر جانا ان کا یکبارگی پھر مینہ کا برسنا
وغیرہ وغیرہ جو قیامت سے پہلے ہونیوالا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر کیا کہ جب
دجال نکلے گا تو مین اترون گا تو اسکو قتل کرونگا (فتح) **باب ذکر الدجال** باب ہے
بیچ بیان ذکر دجال کے دجال مشتق ہے دجل سے اور دجل کے معنے ہین ڈھانکنا اور کذاب کا نام دجال
اس واسطے رکھا گیا کہ وہ ڈہانکے حق کو باطل سے کہا قرطبی نے کہ اسکا نام دجال جو رکھا گیا تو اس مین
دس قول ہین اور جس چیز کی دجال کے امر مین حاجت ہے اس کی اصل ہے اور کیا دجال ابن صیاد
ہے یا اور شخص ہے اور بر تقدیر ثانی حضرت کے زمانے مین موجود تھا یا نہین اور کب نکلے گا اور
کیا سبب ہے اسکے نکلنے کا اور کہان سے نکلے گا اور کیا ہے صفت اس کی اور کس چیز کا دعوی

کریگا اور کیا چیز ظاہر ہوگی اسکے ہاتھ پر خوارق عادت سے وقت نکلنے اسکے کے یہانتک کہ اسکے تابعدار بہت ہوجاوینگے اور کب ہلاک ہوگا اور کون اس کو قتل کریگا سو اول جابر کی حدیث مین ہے کہ وہ قسم کہاتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے اور اسپر دوسری چیز سو تمیم داری کی حدیث مین ہے کہ دجال حضرت کے زمانے مین موجود تھا اور وہ بعضے جزیرے مین قید ہے اور تیسری چیز ہے کہ دجال اُس وقت نکلیگا جبکہ مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کرینگے اور اسکے نکلنے کا سبب یہ ہے کہ وہ نکلیگا قہر سے کہ غصہ کیا کرے گا یعنی دجال مظہر قہر الٰہی ہے اور نکلیگا مشرق کی طرف سے جزما اور ایک روایت مین ہے کہ وہ خراسان سے نکلیگا اور اسپر صفت اس کی سو مذکور ہے باب کی حدیثون مین اور دجال پہلے پہل ایمان کا دعوے کرے گا پھر پیغمبری کا پھر خدائی کا دعوے کریگا جیسے کہ روایت کی طبرانی نے سلیمان بن شہاب کے طریق سے اور اسپر جو خوارق عادت اسکے ہاتھ پر ظاہر ہونگے سو اس کا بیان آئندہ آوے گا اور کب ہلاک ہوگا اور کون اسکو قتل کریگا سو وہ ہلاک ہوگا بعد ظاہر اور غالب ہونے اسکے کے سب زمین پر سوا مکے اور مدینے کے پھر قصد کرے گا بیت المقدس کا سو عیسے علیہ السلام اترینگے اور اوسکو قتل کرینگے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ایک روایت مین ہے کہ آدم کے زمانے سے قیامت تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہین اور روایت کی نعیم بن حماد نے کتاب الفتن مین کعب احبار کے طریق سے کہ متوجہ ہوگا دجال سو دمشق کے مشرقی دروازے کے پاس اترے گا پھر تلاش کیا جاوے گا سو نہ معلوم ہوگا کہ کہان گیا پھر ظاہر ہوگا مشرق مین سو دیا جاوے گا خلافت پھر ظاہر کریگا جادو کو پھر دعوی کریگا پیغمبری کا تو لوگ اس سے متفرق ہوجاوینگے پھر نہر پر آوے گا سو اسکو حکم کرے گا کہ بہے وہ جاری ہوجاوے گی پھر اسکو حکم کریگا کہ خشک ہوجاوے سو خشک ہوجاوے گی اور پہاڑون کو حکم کریگا تو بیٹھ جاوینگے اور ہوا کو حکم کریگا کہ سمندر سے بادل اٹھاوے سو زمین پر برسے گا اور غوطہ ماریگا ہر روز سمندر مین تین بار سو نہ پہنچے گا اس کی کمر تک اور اس کا ایک ہاتھ دوسرے سے دراز ہے سو اپنے دراز ہاتھ کو سمندر مین دراز کرے گا تو اسکا ہاتھ سمندر کی تہ تک پہنچے گا سو نکالے گا اس مین سے جس قدر مچھلی چاہے گا اور ایک روایت مین ہے کہ نہ بچے گا دجال کے فتنے سے مگر بارہ ہزار آدمی (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مَا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِي مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ قَالَ إِنَّهُ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ

ترجمہ مغیرہ سے روایت ہے کہ نہیں پوچھا کسی نے حضرت سے حال دجال کا زیادہ تر اس سے کہ میں نے پوچھا اور یہ کہ حضرت نے مجھے فرمایا کہ کیا ضرر کرتی ہے تجکو اس سے یعنی تجکو اس کا کیا خوف ہے کہ تو اس کا حال بہت پوچھتا ہے میں نے کہا اس ڈر سے کہ لوگ کہتے ہیں کہ مقرر اسکے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہر ہوگی حضرت نے فرمایا کہ مقرر وہ حقیر تر ہے اللہ پر اس سے ف مراد پہاڑ سے بقدر پہاڑ کے ہے اور مراد روٹیوں سے اس کی اصل ہے جیسے گیہوں مثلاً یعنی اسکے ساتھ بقدر پہاڑ کے گیہوں ہوگی اور یہ جو کہا کہ وہ خدا کے نزدیک حقیر تر ہے الخ یعنی جو خدا تعالےٰ دجال کے ہاتھ پر خارق عادت پیدا کرے گا وہ خدا کے نزدیک حقیر تر ہے اس سے کہ اسکو ایمانداروں کی گمراہی کا سبب ٹھیرا لوے اور اس سے یقین والوں کے دل میں شک آوے یعنی مراد یہ ہے کہ وہ حقیر تر ہے اس سے کہ ٹھیرا لوے کسی چیز کو اس سے نشانی اسکے سچے ہونے پر خاصکر اور حالانکہ ٹھیرائی ہے خدا نے اس میں نشانی جو ظاہر ہے اسکے جھوٹے ہونے پر اور کافر ہونے پر پڑھ لیگا اسکو پڑھا ہوا اور ان پڑھ اور بعضوں نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہیں کہ وہ خدا کے نزدیک حقیر تر ہے اس سے کہ اسکو حقیقت ٹھیرا لوے اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ وہ تخییل اور تشبیہ ہے یعنی جو اسکے ساتھ پانی نظر آوے گا وہ درحقیقت پانی نہوگا بلکہ خیال ہوگا جیسے سراب پس ثابت رہینگے ایماندار اور پھسل جاوینگے کافر (فتح) **حدثنا** موسیٰ بن اسمعیل قال حدثنا وهيب قال حدثنا ايوب عن نافع عن ابن عمر قال ابو عبد الله اراه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اعور عين اليمنى كانها عنبة طافية ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ دجال داہنی آنکھ کا کانا ہے اسکی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور

حدثنا سعد بن حفص قال حدثنا شيبان عن يحيى عن اسحاق بن عبد الله بن ابي طلحة عن انس بن مالك قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يجيء الدجال حتى ينزل في ناحية المدينة ثم ترجف ثلث رجفات فيخرج اليه كل كافر ومنافق ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ آئے گا دجال سو اتریگا مدینے کے ایک کنارے میں یعنی شورہ زمین میں سو کانپے گا مدینہ تین بار تو نکل جاوینگے دجال کی طرف سب کافر اور منافق ف ایک روایت میں ہے کہ نہیں کوئی شہر جسکو دجال نہ روندے گا یعنی سب جگہ اس کا عمل دخل ہوگا سوائے مکے اور مدینے کے دروازوں سے ایسا کوئی دروازہ نہوگا جس پر فرشتے قطار باندھے چوکیداری نہ کرتے ہونگے اور حاصل تطبیق کا یہ ہے کہ رعب منفی جو ابو بکرہ کی حدیث آئندہ میں ہے وہ خوف اور فزع ہے یہاں تک کہ نہ حاصل ہوگا کسی کے واسطے اس میں خوف دجال کا بسبب اترنے اسکے کے قریب مدینے کی

ہا مراد اس سے غایت اس کی ہے یعنی غلبہ اس کا اوپر مدینے کے اور مراد کانپنے سے ارفاق ہے اور وہ مشہور ہونا ہے اسکے آنے کا اور یہ کہ کسی کو اسکے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں سو جلدی کرے گا اس کی طرف ہر کافر اور منافق پس ظاہر ہوگا تمام ہونا اس حدیث کا کہ مدینہ پلید کو نکالتا ہے (فتح)

حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا ابراھیم بن سعد عن ابیہ عن ابی بکرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل المدینۃ رعب المسیح الدجال و لھا یومئذ سبعۃ ابواب علی کل باب ملکان و قال ابن اسحاق عن صالح بن ابراھیم عن ابیہ قال قدمت البصرۃ فقال لی ابو بکرۃ سمعت ھذا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ابو بکرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں داخل ہوگا مدینے میں خوف دجال کا اور مدینے کے اس دن سات دروازے ہونگے ہر دروازے پر دو فرشتے ہونگے اور کہا ابن اسحاق نے الخ یعنی ابراہیم کا سماع ابو بکرہ سے ثابت ہے ف اور ایک روایت میں ہے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی دجال کو پیچھے ہٹا دے گا حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا محمد بن بشر قال حدثنا مسعر قال حدثنی سعد بن ابراھیم عن ابیہ عن ابی بکرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل المدینۃ رعب المسیح و لھا یومئذ سبعۃ ابواب لکل باب ملکان ترجمہ ابو بکرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ آوے گا مدینے میں خوف مسیح دجال کا اور اسدن مدینے کے سات دروازے ہونگے ہر دروازے پر دو فرشتے چوکیدار ہونگے

حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا ابراھیم عن صالح عن ابن شھاب عن سالم بن عبد اللہ ان عبد اللہ بن عمر قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس فاثنی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم ذکر الدجال فقال انی لانذرکموہ وما من نبی الا وقد انذرہ قومہ ولکنی ساقول لکم فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ انہ اعور وان اللہ لیس باعور ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت لوگوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی ثنا کی جو اسکے لائق ہے پھر دجال کو ذکر کیا سو فرمایا کہ مقرر میں تمکو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر ایسا نہیں مگر کہ اسنے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے لیکن میں تمہارے واسطے اس کی پہچان میں وہ بات کہتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے نہیں کہی مقرر وہ کانا ہے اور بیشک خدا کانا نہیں ف ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھ کے درمیان لکھا ہوا ہے ک ف ر یعنی کفر کا لفظ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر دجال میری زندگی میں نکلا تو میں اس کو الزام دونگا تو بہ

محمول ہے اس پر کہ حضرت نے فرمایا تھا پہلے اس سے کہ ظاہر ہوا آپ کے واسطے وقت دجال کے نکلنے کا اور اس کی نشانیاں سو جائز تھا کہ حضرت کی زندگی میں نکلے پھر بیان کیا گیا حضرت کے واسطے بعد اسکے حال اس کا اور وقت اسکے نکلنے کا پس خبر دی حضرت نے ساتھ اسکے اور یہ جو فرمایا کہ میں تم کو وہ بات کہتا ہوں جو آگے کسی پیغمبر نے نہیں کہی تو کہا گیا کہ یہ خاص ہے حضرت کے ساتھ تنبیہ کو کے باوجودیکہ وہ واضح تر دلیل ہے دجال کی تکذیب میں یہ ہے کہ دجال حضرت کی امت میں نکلیگا سوا ہے اور امتوں کے جو پہلے گذر چکی ہیں اور دلالت کی اس حدیث نے کہ اس بات کا علم کہ دجال کا نکلنا اس امت کے ساتھ خاص ہے اس امت کے سوا ہے اور امتوں کو معلوم نہ تھا جیسا کہ قیامت کے قائم ہونے کا علم کسی کو معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ وہ کانا ہے اور بیشک خدا کانا نہیں تو سوا اسکے کچھ نہیں کہ اقتصار کیا اس پر باوجودیکہ حدوث کے دلائل دجال میں ظاہر ہیں اس واسطے کہ کانا ہونا ایک ایسا نشان ہے جو نظر آتا ہے دیکھتا ہے اسکو عالم اور عامی اور جو نہیں راہ پاتا طرف دلائل عقلیہ کی سو جب وہ خدائی کا دعوے کرے گا اور ناقص الخلقت ہوگا اور خدا تعالے اس سے بلند تر ہے تو معلوم کرے گا کہ وہ جھوٹا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جان رکھو کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کو نہیں دیکھے گا یہاں تک کہ مر جاوے یعنی تو اس سے معلوم ہوا کہ دجال جو خدائی کا دعوے کرے گا وہ جھوٹا ہے خدا کو مرنے سے پہلے کوئی نہیں دیکھ سکتا اور دجال خدائی کا دعوے کرے گا اور باوجود اسکے لوگ اسکو دیکھیں گے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ وہ خدا کو بیداری میں دیکھتا ہے تعالے اللہ عن ذالک اور حضرت نے جو اپنے رب کو معراج کی رات میں دیکھا تو یہ حضرت کا خاصہ ہے سو دی خدا نے حضرت کو دنیا میں وہ قوت جو مسلمانوں کو آخرت میں انعام کرے گا (فتح) **حدثنا** یحیی ابن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم اطوف بالکعبۃ فاذا رجل آدم سبط الشعر ینطف او یہراق راسہ ماء قلت من ہذا قالوا ابن مریم ثم ذہبت التفت فاذا رجل جسیم احمر جعد الراس اعور العین کان عینہ عنبۃ طافیۃ قالوا ہذا الدجال اقرب الناس بہ شبہا ابن قطن رجل من خزاعۃ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خواب میں خانے کعبے کا طواف کرتا تھا کہ ناگہاں میں نے ایک مرد کو دیکھا گیہوں رنگ سیدھے بال والا

اسکے سر سے پانی ٹپکتا ہے تو میں نے کہا کہ یہ شخص کون ہے تو لوگوں نے کہا کہ یہ مریم کا بیٹا ہے پھر میں ادھر ادھر نظر کرنے لگا تو ناگہاں میں نے ایک مرد دیکھا بڑے قد والا سرخ رنگ گھنگرالے بال والا کانی آنکھ والا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور لوگوں نے کہا کہ یہ دجال ہے سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ ساتھ اسکے ابن قطن ہے جو ایک مرد ہے قبیلے خزاعہ سے **ف** جیسے پھولا انگور یعنی اس کی آنکھ اُٹھی ہوئی ہے اور آنکھ کا آنہ پھولا ہوا ہے کہا ابن عربی نے کہ بیچ مختلف ہونے صفات دجال کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی نقص سے بیان ہے اس کا کہ وہ نہیں دفع کر سکتا نقص کو اپنے نفس سے کسی طرح سے اور وہ محکوم علیہ ہے اپنے نفس میں اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ طواف کرنا دجال کا ہے گرد خانے کعبے کے بعد عیسے کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ جب دجال عیسے علیہ السلام کو دیکھے گا تو گل جاوے گا اور جواب یہ ہے کہ اگرچہ پیغمبروں کا خواب وحی ہوتا ہے لیکن اس میں تاویل ہو سکتی ہے اور کہا عیاض نے کہ مالک کی روایت میں دجال کا طواف واقع نہیں ہوا اور وہ ثابت تر ہے اس روایت سے جس میں طواف کا ذکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ ترجیح باوجود ممکن ہونے تطبیق کے مردود ہے اور برابر ہے کہ ثابت ہو کہ اسنے طواف کیا یا نہ کیا لیکن دجال کو مکے میں دیکھنا اشکال کیا گیا ہے باوجود ثابت ہونے اس بات کے کہ دجال نہ مکے میں داخل ہو گا نہ مدینے میں اور البتہ جواب دیا ہے اس سے قاضی نے ساتھ اسکے کہ مراد یہ ہے کہ نہیں داخل ہو گا وہ مکے اور مدینے میں اس وقت جبکہ اخیر زمانے میں نکلے گا دجال ہو کے اور یہی ہے مراد چلنے اسکے سے ساتھ عیسے علیہ السلام کے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيذُ فِي صَلٰوتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سے سنا کہ پناہ مانگتے تھے اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الدَّجَّالِ إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهُ نَارٌ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا دجال کے حق میں کہ اسکے ساتھ پانی اور آگ ہو گی سو اسکی آگ تو ٹھنڈا پانی ہے اور اس کا پانی آگ ہے ابو مسعود نے کہا میں نے اسکو حضرت سے سنا ہے **ف**

اور ایک روایت مین ہے کہ جو لوگون کو پانی نظر آوے گا وہ آگ ہو گی جلانے والی اور جو لوگون
کو آگ نظر آوے گی وہ ٹھنڈا پانی ہو گا سو جو اس کی آگ کر ساتھ مبتلا ہو تو چاہیئے کہ فریاد رسی
چاہے اللہ سے اور اس پر سورہ کہف شروع سے پڑھے کہ اس پر ٹھنڈی ہو جاویگی اور ایک
روایت مین ہے سو اگر کوئی اسکو پاوے تو چاہیئے کہ گھسے اس نہر مین جو اسکو آگ نظر آتی ہو اور
اس مین غوطہ مارے اور اس سے پانی پیوے کہ وہ میٹھا پانی ہے اور یہ سب راجع ہے طرف مختلف
ہونے مرئی حسی کے بہ نسبت دیکھنے والے کے یعنی مرئی کا مختلف ہونا بہ نسبت دیکھنے والے
کے ہے واللہ در حقیقت اس مین اختلاف نہو گا پانی پانی ہو گا اور آگ آگ سو یا تو دجال جادوگر ہو گا
نظر بندی کرے گا لوگون کو چیز کی صورت کا عکس کر دکھلاوے گا یا یہ کہ خدا اسکے باغ کے باطن کو
آگ کر ڈالے گا اور اسکے آگ کے باطن کو باغ اور یہ راجح ہے اور یا یہ کہ ہو یہ کنایت نعمت اور
رحمت سے ساتھ بہشت کے اور محنت اور مشقت سے ساتھ آگ کے سو جو اسکا کہا مانیگا اسکو وہ بہشت
دے گا جس کا انجام دوزخ مین داخل ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ منجملہ محنت اور فتنے کے
سو دیکھے گا دیکھنے والا طرف اس کی دہشت سے آگ کو سو گمان کرے گا اسکو بالعکس (فتح)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ
وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبًا كَافِرٌ فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ

ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہین بھیجا گیا کوئی پیغمبر مگر کہ اسنے اپنی امت کو ڈرایا کانے
بڑے جھوٹے سے یعنی دجال سے خبردار ہو مقرر وہ کانا ہے اور بیشک تمہارا رب کانا نہین اور اس کی
دونون آنکھ کے درمیان لکھا ہوا ہے لفظ کافر کا داخل ہے اس باب مین حدیث ابو ہریرہ اور حدیث
ابن عباس کی **ف** ایک روایت مین ہے کہ پڑھے گا اسکو ہر ایماندار کاتب ہو یا غیر کاتب یعنی
لکھنا جانتا ہو یا نہ سو یہ اخبار ہے ساتھ حقیقت کے اور یہ اس واسطے کہ پیدا کرتا ہے اللہ بندے کیواسطے
ادراک اس کی آنکھ مین جس طرح چاہتا ہے اور جب چاہے سو دیکھے گا اسکو ایماندار بغیر نظر سے
اگرچہ لکھنے کو نہ پہچانتا ہو اور نہ دیکھے گا اسکو کافر اگرچہ لکھا پہچانتا ہو اس واسطے کہ اس زمانے مین عادت
کا خلاف ہو گا اس امر مین اور کہا نووی نے کہ صحیح مذہب جس پر محقق ہین یہ ہے کہ دجال کے
ماتھے مین حقیقۃ کافر کا لفظ لکھا ہوا ہو گا ٹھہرایا ہے اس کو اللہ نے نشانی یقینی دجال کے
جھوٹے ہونے پر سو ظاہر کرے گا اس کو اللہ ایماندار پر اور چھپا دے گا اسکو کافر سے اور یہ جو

کہ اسکو پڑہیگا اسکو ہر ایماندار کاتب ہو یا غیر کاتب تو اس سے یہ لازم نہین کہ وہ حقیقۃً لکھا ہوا نہو بلکہ خدا غیر کاتب کو ادراک کا علم دیگا تو اس کو پڑہ لیگا اگرچہ وہ پہلے سے لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہوگا اور شاید تخصیص اس مین کہ اسکو ہر کاتب اور غیر کاتب پڑہیگا واسطے اس مناسبت کی ہے کہ وہ کانا ہوگا جو آدمی اسکو دیکھیگا معلوم کر لیگا یعنی تو اس طرح ہر ایماندار اس لکھے کو پڑہ لیگا واللہ اعلم (فتح)

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ نہ داخل ہو سکیگا دجال مدینہ منورہ مین

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيمَا يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ فَيَقُولُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ

ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ بیان کی ہم سے حضرت نے ایک دن حدیث دراز دجال کی حالت سو جو ہم سے بیان کیا اس مین یہ تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ آویگا دجال یعنی مدینے کی طرف اور حرام کیا گیا ہے اس پر داخل ہونا مدینے کے دروازے مین سو اتریگا بعضی شورہ زمین مین جو مدینے کے متصل ہے یعنی شام کی طرف سے سو نکلیگا اس کی طرف اس دن ایک مرد اور وہ سب لوگون سے بہتر ہوگا یا فرمایا کہ برگزیدہ لوگون سے ہوگا سو وہ کہیگا کہ مین گواہی دیتا ہون اس کی کہ تو وہی دجال ہے جسکی حدیث حضرت نے ہم سے بیان کی تو کہیگا دجال بھلا بتلاؤ تو کہ اگر مین اسکو مار ڈالون پھر اسکو زندہ کرون تو کیا تم امر مین شک کروگے تو اسکے تابعدار کہینگے کہ نہین سو اسکو قتل کریگا پھر اسکو زندہ کریگا تو وہ مرد کہیگا قسم ہے اللہ کی آج مجھکو تیرے حق مین پہلے سے زیادہ تر بینائی حاصل ہوئی یعنی مجکو اب نہایت تعین ہوگیا کہ تو وہی دجال ہے جس کی حضرت نے ہمکو خبر دی سو ارادہ کریگا دجال اس کے قتل کرنے کا سو نہ قابو پاویگا اوپر اسکے ف ایک روایت مین ہے کہ متوجہ ہوگا اس کی طرف ایک مرد مسلمانون مین سے تو دجال کے سامنے اس ... گے تو وہ ... گے کہ کیا تو ہمارے رب کو نہین مانتا وہ کہیگا کہ ہمارے رب مین

کوئی شبہ نہین سو اسکو دجال کی طرف لیجاوینگے بعد اسکے کہ اسکو قتل کا ارادہ کرینگے سو جب وہ مرد اسکو دیکھے گا تو کہے گا اے لوگو یہ وہی دجال ہی جسکو حضرت نے ذکر کیا تو دجال کہیگا کہ میری پیروی کر نہین تو تجکو چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالونگا اور ایک روایت مین ہی کہ اسکو تلوار سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے گا پھر اس سے کہے گا اٹھ کھڑا ہو یعنی زندہ ہو جا تو وہ زندہ ہو جاوے گا کہا خطابی نے اگر کہا جاوے کہ کس طرح جائز ہے یہ کہ جاری کرے اللہ معجزے کو کافر کے ہاتھ پر اس واسطے کہ مردون کا زندہ کرنا ایک بڑا معجزہ ہی پیغمبرون کے معجزون سے سو کس طرح پاوے گا اس کو دجال اور حالانکہ بڑا جھوٹا ہوگا خدائی کا دعوے کرے گا تو جواب یہ ہی کہ یہ بطور فتنے اور آزمایش کے ہی واسطے بندون کے اور جبکہ انکے پاس یہ دلیل موجود ہوگی کہ وہ جھوٹا ہے حق پر نہین ہے اپنے دعوی مین اور وہ یہ کہ وہ کانا ہے اور اسکے ماتھے پر کافر لکھا ہوا ہے ہر مسلمان اسکو پڑھیگا تو اسکا دعوی باطل ہی باوجود کفر کے اور نقص ذات اور قدر کی اس واسطے کہ اگر خدا ہوتا تو اسکو اپنے ماتھے سے دور کرتا اور پیغمبرون کے معجزے معارضہ سے سلامت ہوتے ہین تو دونون مین اشتباہ نہوگا اور کہا طبری نے نہین جائز ہے کہ پیغمبرون کے معجزے جھوٹون کو کر دئے جاوین اس حالت مین کہ نہو کوئی راہ اسکے واسطے جو مشاہدہ کرے اسکو جو لایا ہے اوسکی حالت کے مگر جدائی کرنا درمیان سچے اور جھوٹے کے اور اسپر جبکہ ہو اسکے واسطے جو اسکا مشاہدہ کرے راہ طرف معلوم کرنے سچے کی جھوٹے سے سو جسکے ہاتھ پر یہ ظاہر ہو تو نہ انکار کرے اس سے کہ خدا یہ جھوٹون کو دیتا ہے پس یہ بیان ہے اسکا جو دجال کو دیا گیا فتنہ اسکے واسطے جو اسکا مشاہدہ کرے اور باوجود اسکے دجال مین دلالت ظاہر ہے اسکے واسطے جو عقل رکھتا ہو اسکے جھوٹ پر اس واسطے کہ وہ صاحب اجزا مولفہ کا ہے اور تاثیر کاریگری کی اس مین ظاہر ہے باوجود ظاہر ہونے آفت کے اس کی کانی آنکھ سے سو جب لوگون کو اس طرف بلاوے گا کہ مین تمہارا رب ہون تو بدتر حال ہے وہ شخص جو دیکھے گا اسکو ذوی العقول سے یہ کہ جانے کہ وہ نہین قدرت رکھتا ہے کہ دوسرے کی پیدائش کو برابر کرے اور درست کرے اور سنوارے اور اپنے نفس کا نقص نہ ہٹا سکے سو کمتر جو واجب ہی یہ ہی کہ کہے کہ اے شخص جو گمان کرتا ہے کہ تو زمین اور آسمان کا پیدا کرنیوالا ہے اپنے نفس کی صورت بنا اور اسکو برابر کر اور آفت کو اپنی جان سے یعنی کالے پن کو دور کر کہ رب اپنے نفس مین کوئی چیز نہین پیدا کر سکتا تو دور کر جو تیری دونون آنکھ مین لکھا ہوا ہے یعنی لفظ کافر کا اور کہا مہلب نے کہ قادر ہونا دجال کا اوپر زندہ کرنے مقتول کے نہین

مخالف ہے حضرت کے اس قول کو ہو اہون علی اللہ من ذالک یعنی حقیر تر ہے اللہ پر اس سے یعنی اس کی
کہ قدرت پاوے معجزے پر قدرت صحیح یعنی یہ دجال کی قدرت صحیح نہیں اس واسطے کہ قادر ہونا اسکا
اوپر قتل کرنے مردے کے پھر زندہ کرنے اسکے کے نہیں ہے بدستور رہا نہ اس میں نہ اسکے غیر میں مگر فقط
اسی ساعت میں جس میں اس نے تکلیف پائی ساتھ قتل کے باوجود حاصل ہونے ثواب کے اس کے
واسطے اور ہو سکتا ہے کہ اسنے اسکے قتل کرنے سے تکلیف نہ پائی ہو واسطے قدرت اللہ کے اوپر دفع
کرنے اسکے کے اسی ہے کہا ابن عربی نے کہ جو ظاہر ہوگا دجال کے ہاتھ پر کرامتوں سے جیسے مینہ کا برسانا
اور زمین کے خزانوں کا اسکے ساتھ ہونا اور بہشت اور دوزخ اور نہروں وغیرہ کا اسکے ساتھ ہونا یہ
سب اللہ کی آزمایش ہے اور اس کا امتحان تاکہ ہلاک ہو شک کرنے والا اور نجات پاوے مسلمان یقین والا
یعنی کون اسکے داؤ میں آتا ہے اور کون ایمان پر ثابت رہتا ہے اور یہ امر خوفناک ہے اسی واسطے
حضرت نے فرمایا کہ شیطان کے فتنے سے کوئی فتنہ بڑا نہیں اور حضرت اپنی نماز میں اسکے فتنے
سے پناہ مانگتے تھے تاکہ امت آپ کی پیروی کرے اور یہ جو کہا کہ وہ شخص کہے گا کہ آج مجھکو تیرے
حق میں زیادہ بصیرت ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ وہ کہے گا اے لوگو یہ مسیح دجال ہے جو اس کا کہا
مانے گا وہ دوزخ میں جاوے گا اور جو اسکی نافرمانی کرے گا وہ بہشت میں جاوے گا اور پھر اسکے بعد
پھر کسی کو نہ مار سکے گا تو دجال چاہے گا کہ دوسری بار اسکو قتل کرے تو اس کی پشت تانبا ہو جاوے گی
سو اسکی طرف کوئی راہ نہ پاوے گا حضرت نے فرمایا کہ یہ شخص میری امت میں بڑے درجے والا ہوگا
سو اہل ایمان کو لازم ہے کہ جب کسی کافر یا خلاف شرع فقیر سے خرق عادت کرامت دیکھے تو اسکا
ہرگز اعتقاد نہ کرے اسکو دجال کا نائب جانے ایمان اور تقوی پر نظر رکھے شعبدہ بازی پر خیال
نہ کرے کرامت اس کا نام ہے جو ولی یعنی متقی مومن سے ہو اور جو کافر اور بے دین اور فاسق سے
ہو اسکو استدراج کہتے ہیں **حدثنا** عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن
نعیم بن عبد اللہ المجمر عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی
انقاب المدینۃ ملائکۃ لا یدخلہا الطاعون ولا الدجال ترجمہ ابو ہریرہ سے
روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مدینے کے دروازوں پر فرشتے ہونگے نہ داخل ہوگی اس میں وبا (طاعون) اور نہ
دجال **ف** ایک روایت میں ہے کہ سیر کرے گا دجال زمین میں چالیس دن ہر شہر میں پہنچے گا
سوا مکے اور مدینے کے اسکے دنوں سے ایک دن سال کے برابر ہوگا اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک
دن ہفتے کے برابر اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح تو اصحاب نے کہا یا حضرت جو دن سال کے برابر

ہوگا اس میں ہم کو ایک دن کی نماز کفایت کرے گی حضرت نے فرمایا نہیں اندازہ کر کے پڑھ لینا اور ایک روایت میں ہے کہ زمین اسکے واسطے لپیٹی جاوے گی اور ایک روایت میں ہے ہم نے کہا یا حضرت زمین میں کس قدر جلدی چلیگا فرمایا مینہ کی طرح جسکے پیچھے آندھی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ بیت المقدس میں بھی داخل نہیں ہوگا (فتح) **حدثنا** یحیی بن موسی قال حدثنا یزید بن ھرون قال اخبرنا شعبة عن قتادة عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المدینة یاتیہا الدجال فیجد الملئکة یحرسونہا فلا یقربہا الدجال ولا الطاعون ان شاء اللہ **ترجمہ** انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ دجال مدینے کی طرف آوے گا سو پاوے گا فرشتوں کو اسکی چوکیداری کرتے ہونگے سو نہ قریب ہوگا اس سے دجال اور نہ وبا اگر خدا نے چاہا **ف** بعضوں نے کہا کہ یہ انشاء اللہ تعلیق کے واسطے ہے اور بعضوں نے کہا تبرک کے واسطے کہا عیاض نے کہ ان حدیثوں میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے اس امر میں کہ دجال کا وجود صحیح ہے اور یہ کہ وہ ایک شخص ہے معین مبتلا کرے گا اللہ اسکے ساتھ بندوں کو اور قدرت دیگا اسکو کئی چیزوں پر جیسے زندہ کرنا مردے کا جسکو قتل کریگا اور ظاہر ہونا ارزانی کا اور نہروں کا اور باغ کا اور آگ کا اور زمین کے خزانوں کا اسکے ساتھ ہونا اور اسکے حکم سے آسمان کا مینہ برسانا اور زمین کا اگانا اور یہ سب خدا کی مشیت سے ہوگا پھر خدا اسکو عاجز کر ڈالے گا اور پھر قتل کرنے اس مرد کے اور نہ غیر اسکے کے پھر باطل ہوگا امر اسکا اور قتل کرینگے اسکو عیسے علیہ السلام اور البتہ مخالفت کی ہے اس میں بعضے خارجیوں اور معتزلہ اور جہمیہ نے سو انکار کیا ہے انہوں نے اسکے وجود سے اور رد کیا ہے انہوں نے صحیح حدیثوں کو اور چند گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس کا وجود صحیح ہے لیکن جو چیز کہ اسکے ساتھ خارق عادت سے ہے وہ محض خیال ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں اور وے ناچار ہوئے ہیں طرف اسکی اس سبب سے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہو جو اسکے ساتھ ہے بطور حقیقت کے تو پیغمبروں کے معجزوں پر اعتماد نہ رہے اور یہ خیال انکا غلط ہے اس واسطے کہ وہ پیغمبری کا دعوے نہیں کریگا تا کہ خوارق اسکے صدق پر دلالت کریں اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ وہ خدائی کا دعوے کرے گا اور اس کی حال کی صورت اسکو جھٹلاوے گی واسطے عاجز ہونے اور ناقص ہونے اسکے کے سو نہ مغرور ہونگے ساتھ اسکے مگر گنوار لوگ یا شدت فاقہ کی حاجت سے تنگ آکر اور یا اسکی بدی کے خوف اور تقیہ سے باوجود جلدی گذرنے اسکے کی زمین میں پس نہ ٹھیریگا زیادہ تاکہ ضعیف لوگ اسکے حال میں تامل کریں سو جسنے اسکو اس حال میں سچا جانا تو نہیں لازم لانا اس سے

باطل ہونا پیغمبروں کے معجزوں کا اسی واسطے کہے گا وہ شخص جسکو قتل کر کے زندہ کرے گا کہ مجھکو تو
تیری حق میں زیادہ بصیرت ہوئی اور ابن ماجہ کی حدیث میں جو آیا ہے کہ وہ اول یہ کہے گا کہ میں پیغمبر ہوں
پھر خدائی کا دعوے کرے گا تو حدیث محمول ہے اس پر کہ وہ ظاہر کریگا خوارق کو بعد دعوے خدائی
کے اور ایک روایت میں ہے کہ اسکے فتنے سے ہے کہ وہ ایک گروہ پر گذریگا وہ اسکو جھٹلا دینگے تو
انکے مواشی سب مرجاوینگے کوئی جاندار ان کا باقی نہ رہے گا اور ایک گروہ پر گذریگا وہ اسکو سچا جانینگے
تو آسمان کو حکم کریگا وہ ان پر مینہ برساوے اور زمین کو حکم کریگا وہ سبزہ اوگاوے گی یہانتک کہ انکے
مواشی شام کو موٹے تازے ہوکر آوینگے اُن کی کوکھیں تنی ہونگی انکے تھن (پستان) دودھ بھرے
ہونگے پہلے سے زیادہ (فتح) **باب** یاجوج وماجوج باب ہے بیچ بیان یاجوج ماجوج کے
ف کچھ بیان ان کا احادیث الانبیا میں ہوچکا ہے اور یاجوج ماجوج بنی آدم سے ہیں یافث
بن نوح کی اولاد سے اور بعضوں نے کہا کہ ترک سے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آدم کی اولاد ہیں غیر
حوا سے اور وہ اس طرح ہے کہ آدم علیہ السلام کو خواب میں احتلام ہوا تو ان کی منی مٹی سے مل گئی تو
اس سے یاجوج ماجوج پیدا ہوئے اور معتمد پہلا قول ہے کہ حوا کی اولاد میں سے ہیں اور خدا نے فرمایا و ترکنا
بعضھم یومئذ یموج فی بعض اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ دیوار سے نکلیں گے اور آئی ہے ان کی صفت
میں وہ حدیث جو روایت کی ابن عدی اور ابن ابی اور طبرانی نے اوسط میں حذیفہ سے مرفوع
کہ یاجوج ایک امت ہے اور ماجوج ایک امت ہے ہر ایک امت چار چار لاکھ ہے نہیں مرتا ان
میں سے کوئی یہانتک کہ دیکھ لیوے اپنی اولاد سے ہزار مرد ہتھیار پہننے والا کہا ابن عدی نے یہ
حدیث موضوع ہے اور کہا ابن حاتم نے منکر ہے میں کہتا ہوں لیکن اسکے بعض کے واسطے
شاہد ہے صحیح روایت کیا ہے ابن حبان نے ابن مسعود کی حدیث سے مرفوع کہ یاجوج ماجوج
میں سے جو کوئی مرتا ہے کم سے کم اس کی اولاد ہزار ہوتی ہے اور نسائی نے اس سے مرفوع روایت
کی ہے کہ یاجوج ماجوج جماع کرتے ہیں جب چاہتے ہیں اور نہیں مرتا ان میں سے کوئی مگر
چھوڑتا ہے اپنی اولاد سے ہزار آدمی یا زیادہ اور روایت کی حاکم نے عبداللہ بن عمرو کے طریق سے
کہ یاجوج ماجوج آدم کی اولاد سے ہیں اور انکے سوائے تین امتیں ہیں اور نہیں مرتا ان میں سے
کوئی مگر کہ اپنی اولاد سے ہزار آدمی چھوڑتا ہے یا زیادہ اور روایت کی ابن ابی حاتم نے عبداللہ
بن عمرو کے طریق سے کہ جن اور آدمی دس حصے ہیں سو ان میں سے نو حصے تو یاجوج ماجوج ہیں
اور ایک حصہ باقی سب آدمی اور روایت کی ابن ابی حاتم نے کعب سے کہ یاجوج ماجوج تین قسم ہیں

ایک قسم صنوبر کی طرح اونچی لمبی ہین اور ایک قسم چار گز لمبی ہین اور چار چوڑے اور ایک قسم وہ ہین کہ اپنے ایک کان کو نیچے بچھاتے ہین اور ایک کو اوڑھ لیتے ہین اور ایک روایت مین ہے کہ بعضون کے قد ایک ایک بالشت ہین اور بعضون کے دو دو بالشت اور جو بہت لمبے ہین انکے قد تین بالشت ہین اور قتادہ سے روایت ہے کہ یاجوج ماجوج بائیس قبیلے ہین اکیس قبیلون پر ذوالقرنین نے دیوار بنائی اور ایک قبیلہ دیوار سے باہر رہا وہ لوٹ کھسوٹ مین مشغول تھے وہ باہر رہے سو وہ ترک ہین رفتح **حدثنا** ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری **ح** وحدثنا اسمعیل قال حدثنی اخی عن سلیمان عن محمد بن ابی عتیق عن ابن شھاب عن عروۃ بن الزبیر ان زینب بنت ابی سلمۃ حدثتہ عن ام حبیبۃ بنت ابی سفیان عن زینب بنت جحش ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیھا یوما فزعا یقول لا الہ الا اللہ ویل للعرب من شر قد اقترب فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج مثل ھذہ وحلق باصبعیہ الابھام والتی تلیھا قالت زینب بنت جحش فقلت یا رسول اللہ افنھلک وفینا الصلحون قال نعم اذا کثر الخبث **ترجمہ** زینب بنت جحش سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس پر داخل ہوئے گھبرائے ہوئے سو فرمایا کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اسکے برابر اور حضرت نے اپنے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کا حلقہ بنایا یعنی اس حلقے کے برابر اس دیوار مین سوراخ ہو گیا ہے تو زینب نے کہا یا حضرت کیا ہم ہلاک ہو جاوینگے اور حالانکہ ہم مین نیک لوگ ہونگے حضرت نے فرمایا جبکہ پلیدی اور بدکاری غالب ہو جاوے گی یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم مین کثرت سے ہوئی اور نیک لوگ کم ہو گئے تو سب ہلاک ہو جاتے ہین **ف** حضرت کے وقت سے اس دیوار مین سوراخ پڑا روز بروز اس کی ترقی ہے یہانتک کہ قیامت کے قریب زیادہ ہو جاویگی یاجوج ماجوج نکل کر سب عالم کو تباہ کرینگے اور خاص کیا حضرت نے عرب کو اس واسطے کہ اس وقت زیادہ مسلمان وہی لوگ تھے اور مراد شر سے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی عثمان کے قتل ہونے سے پھر اس کے بعد لگاتار فتنے پیدا ہوتے رہے سو ہو گئی عرب درمیان امتون کے جیسے پیالہ کھانے والون کے درمیان ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ شر کے وہ چیز ہو جسکی طرف ام سلمہ کی حدیث مین اشارہ کیا کہ آج کی رات کیا کیا فتنے اترے اور کیا کیا خزانے سو اشارہ کیا ساتھ اسکے طرف ان فتوح کی جو حضرت کے بعد ہوئین اور لوگون کے پاس بہت کثرت سے مال ہو گیا سو واقع ہوئی زیادہ حرص جس نے

یعنی سے

فتنون کی طرف نوبت پہنچائی اور اسی طرح حرص کرنا حکومت مین اس واسطے کہ اکثر انکار لوگون کا عثمان پر اسی وجہ سے تھا کہ انہون نے اپنے قرابتیون کو بنی امیہ وغیرہ سے حاکم بنایا یہانتک کہ اس حال نے انکے قتل کی طرف پہنچایا پھر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون کے درمیان وہ لڑائی ہوئی جو مشہور ہے ..... اور حدیث مرفوع مین آیا ہے کہ یاجوج ماجوج دیوار کو ہر دن کھودتے ہین اور وہ اس حدیث مین ہے کہ روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے اور اسکو حسن کہا اور ابن حبان اور حاکم نے اور اسکو صحیح کہا ابوہریرہؓ مرفوع دیوار کے بیان مین کہ کھودتے ہین اسکو ہر دن یہانتک کہ جب قریب ہوتی ہین کہ اس مین راہ کر ڈالین تو جوان پر داروغہ ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ پھر چلو کل اس مین راہ کر لوگے تو خدا اسکو پہلے سے سخت تر کر ڈالتا ہے یہانتک کہ جب ان کی مدت پہنچ چکے گی تو اللہ تعالی چاہیگا کہ ان کو بھیجے تو ان کا داروغہ کہے گا کہ پھر چلو کل انشاء اللہ تم اس مین راہ کر لوگے سو پھر آئینگے تو اس کو پائین گے جس صورت مین اسکو چھوڑ گئے تھا سو اس مین راہ کر لینگے اور لوگون پر نکلین گے الحدیث کہا ابن عربی نے کہ اس حدیث مین تین نشانیاں ہین اول یہ کہ خدا نے ان کو منع کیا ہے اس سے کہ دن رات دیوار کو کھودتے رہین دوسری یہ کہ خدا نے منع کیا ہے کہ دیوار پر چڑھنے کا قصد کرین سیڑھی یا کسی اور آلہ سے سو خدا نے انکے دل مین یہ بات نہین ڈالی اور نہ ان کو یہ بات سکھلائی اور وہب کی مبتدا مین ہے کہ ان کے واسطے درخت ہین اور کھیتیاں اور سوا اسکے آلات سے تیسری یہ کہ خدا نے ان کو بند کیا ہے اس سے کہ انشاء اللہ کہین یہانتک کہ وقت معین آوے بین کہتا ہون اور اس حدیث مین ہے کہ ان مین کاریگر ہین اور حاکم اور رعیت ہے جو اپنے حاکم کی فرمانبرداری کرتی ہے اور ان مین بعضے وہ لوگ بھی ہین جو خدا کو پہچانتے ہین اور اس کی قدرت اور مشیت کا اقرار کرتے ہین اگرچہ پیغمبر کو نہین مانتے اور احتمال ہے کہ جاری ہو یہ کلمہ اس داروغہ کی زبان پر بدون اسکے کہ اسکے معنے کو پہچانے سو حاصل ہو مقصود اسکی برکت سے چنانچہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب اس کا وقت پہنچے گا تو خدا بعضے ان کی زبان پر انشاء اللہ ڈالدیگا تو اگلے دن اس مین راہ ہو جاوے گی اور ایک روایت مین ہے کہ اس دن ان مین ایک آدمی مسلمان ہو جائے گا تو وہ کہیگا کہ کل انشاء اللہ ہم کھول ڈالین گے تو اگلے روز دیوار کھل جاوے گی اور اسکی سند نہایت ضعیف ہے اور یہ جو زینب نے کہا کہ ہم مین نیک لوگ بھی ہونگے تو شاید لیا ہے اس نے اسکو اس آیت سے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اور یہ جو فرمایا کہ ہان جب پلیدی بہت ہو جاوے تو تفسیر کیا ہے اسکا علماء نے ساتھ زنا اور اولاد زنا کے اور ساتھ فسق فجور کے اور یہی اولے ہے اس واسطے کہ وہ مقابل ہے صلاح کے کہا ابن عربی نے ہمین

بیان ہو کہ نیک ہلاک ہو جاتا ہے ساتھ ہلاک ہونے شریر کے جبکہ اسکی پلیدی پر غیرت نہ کرے یا
غیرت کرے لیکن کچھ نفع نہو اور اصرار کرے شریر اپنی بدعملی پر اور عالم میں پھیل جاوے اور کثرت سے ہو جاوے
یہانتک کہ عام ہو فساد تو ہلاک ہوتا ہے اس پر قلیل اور کثیر پھر اٹھایا جاوے گا ہر ایک اپنے اپنے عمل پر
اور شاید زینب نے سمجھا دیوار میں اس قدر سوراخ ہو جانے سے کہ اگر اس میں روز بروز ترقی ہوتی گئی تو
کشادہ ہو جاوے گی سوراخ ساتھ اس طور کے کہ اس سے نکل آوین گے اور انکو معلوم تھا کہ ان کے
نکلنے میں ہلاک عام ہے لوگوں کیواسطے اور البتہ وارد ہوئی ہے یاجوج ماجوج کے حال میں وقت
نکلنے انکے کے حدیث نواس کی جو روایت کی مسلم نے بعد ذکر کرنے دجال کی اور قتل ہونے اسکے
کے عیسے علیہ السلام کے ہاتھ سے حضرت نے فرمایا پھر عیسے بن مریم کے پاس وہ لوگ آوینگے جنکو خدا
نے دجال سے بچایا تو شفقت ان کے چہروں کو پہونچے گی اور انکو انکے بہشت کے درجات کی خبر دینگے
سو اسی حال میں ہونگے کہ خدا تعالی عیسے کو حکم کرے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو
انکے لڑنے کی طاقت نہیں سو پناہ میں لیجا میرے مسلمانوں کو کوہ طور کی طرف اور خدا بھیجے گا یاجوج
ماجوج کو اور وے ہر بلندی سے نکل پڑینگے اور انکے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر گذرینگے تو لے جاوینگے
جتنا پانی کہ اس میں ہوگا اور انکے پچھلے لوگ جب وہاں آوینگے تو کہیں گے کبھی اس دریا میں بھی
پانی تھا پھر چلیں گے یہانتک کہ اس پہاڑ تک پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے یعنی بیت
المقدس کا پہاڑ تو وے کہیں گے کہ البتہ ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے اب آسمان والونکو قتل
کریں تو اپنے تیروں کو آسمان پر مارینگے تو خدا انکے تیروں کو خون آلودہ کرکے ڈالے گا اور حضرت
عیسے اور انکے ساتھی گھیرے رہینگے یہانتک کہ انکے نزدیک بیل کا سر افضل ہوگا سو اشرفی سے
یعنی کھانے کی نہایت تنگی ہوگی پھر حضرت عیسے اور انکے ساتھی دعا کرینگے تو خدا یاجوج ماجوج
پر عذاب بھیجے گا ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا تو وے سب مر جاوینگے جیسے ایک جان مرجاتی ہے
پھر حضرت عیسے اور انکے ساتھی زمین پر اترینگے یعنی کوہ طور سے تو زمین میں ایک بالشت برابر
جگہ ان کی بدبو اور گندگی سے خالی نہ پاوینگے یعنی تمام زمین پر ان کی سڑی لاشیں پڑی ہونگی
پھر حضرت عیسے اور ان کے ساتھی دعا کرینگے تو خدا تعالی یاجوج ماجوج پر جانور بھیجے گا
جیسے بڑے اونٹوں کی گردنیں سو وے ان کو اٹھا لیجاوینگے اور پھینک دیوینگے جہاں خدا کو منظور
ہوگا پھر خدا ایسا مینہ برساوے گا کہ مٹی کا کوئی گھر اور اون کا اس پانی سے باقی نہ رہے گا سو خدا زمین کو
دھو ڈالیگا یہانتک کہ زمین کو مثل شیشے کی کر دیوے گا اس طرح سے کہ دیکھنے والے کو اس میں اپنا منہ

نظر آوے گا جیسا شیشے میں نظر آتا ہے پھر زمین کو حکم ہوگا کہ اپنا پھل جاوے اور اپنی برکت کو پھیر دے
تو اس دن ایک انار کو ایک گروہ کھا جاوے گا اور اسکے چھلکے کو بنگلہ بنا کے اسکے سائے میں بیٹھیں گے
سو اسی حالت میں لوگ ہونگے کہ ناگہان خدا تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجے گا کہ ان کی بغلوں کے نیچے
اثر کر جاوے گی تو ہر مومن اور ہر مسلم کی روح کو قبض کریگی اور بڑے بدکار لوگ باقی رہ جاوینگے آپس میں
لڑینگے گدہوں کی طرح سو ان پر قائم ہوگی قیامت (فتح) **حدثنا موسی بن اسمٰعیل**
حدثنا وهيب قال حدثنا ابن طاؤس عن ابيه عن ابي هريرة عن النبي صلى الله
عليه وسلم قال يفتح الردم ردم ياجوج وماجوج مثل هذه وعقد وهيب
تسعين ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کھل گئی دیوار یاجوج ماجوج کی اسکے برابر
اور گرہ کی وہیب نے نوے کی یعنے دو انگلیوں سے حلقہ کیا **بسم الله الرحمن الرحيم**

كتاب الاحكام

کتاب ہے بیچ بیان احکام کے **ف** احکام جمع حکم
کی اور مراد اس سے بیان کرنا اسکے آداب اور شرطوں کا ہے اور شامل ہے لفظ حاکم کا خلیفے کو اور قاضی کو
پس ذکر کیا جو متعلق ہے ساتھ ہر ایک کے دونوں سے اور حکم شرعی نزدیک اہل اصول کے خطاب ہے
اللہ کا جو متعلق ہو ساتھ افعال مکلفین کے ساتھ اقتضار کے یا تخییر کے (فتح) **باب قول**
الله اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم باب ہے خدا کے اس قول میں کہ
فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اسکے رسول کی اور حاکموں کی **ف** اس میں اشارہ ہے بخاری سے اس طرف
کہ ترجیح ہے اس قول کو کہ یہ آیت حاکموں کے حق میں اتری اور نکتہ بیچ دوہرانے عامل کے رسول
میں سوائے اولی الامر کے باوجودیکہ حقیقی مطاع اللہ تعالیٰ ہے یہ ہے کہ جسکے ساتھ تکلیف واقع
ہوئی وہ قرآن اور سنت ہے تو گویا کہ تقدیر یہ ہے کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اس چیز میں کہ قرآن میں
اس پر نص کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اس چیز میں کہ بیان کی تمہارے واسطے قرآن سے اور
جو نص کرے تم پر ساتھ سنت کے یا اسکے معنے یہ ہیں کہ فرمانبرداری کرو اسکی اس چیز میں کہ حکم کیا تمکو
ساتھ اسکے قرآن سے اور فرمانبرداری کرو رسول کی اس چیز میں کہ حکم کرتا ہے ساتھ اس وحی کے کہ قرآن
نہیں اور کہا قرطبی نے کہ یہ واسطے اشارہ کرنیکے ہے اس طرف کہ رسول مستقل ہے ساتھ فرمانبرداری
کے اور اولی الامر کے ساتھ یہ امر اطاعت کا نہیں دوہرایا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ حاکموں
میں ایسے شخص بھی پائے جاتے ہیں جن کی فرمانبرداری واجب نہیں ہوتی پھر بیان کیا اس کو
خدا تعالیٰ نے اپنے اس قول سے فان تنازعتم فی شیء تو گویا کہ کہا گیا سو اگر نہ عمل کریں ساتھ حق کے

تو ان کی فرمانبرداری نہ کرو اور جس مین تم مخالفت کرو تو اسکو خدا اور اسکے رسول کے حکم کیطرف رد کرو جو خدا اور اسکا رسول فیصلہ کرے اس پر عمل کرو (فتح) **حدثنا** عبدان قال اخبرنا عبد اللہ عن یونس عن الزھری قال اخبرنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمن انہ سمع ابا ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصی امیری فقد عصانی ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس نے میری فرمانبرداری کی تو مقرر اسنے خدا کی فرمانبرداری کی اور جسنے میری نافرمانی کی اسنے خدا کی نافرمانی کی اور جسنے میرے حاکم کی فرمانبرداری کی تو مقرر اسنے میری فرمانبرداری کی اور جسنے میرے حاکم کا کہنا نہ مانا تو مقرر اسنے میرا کہنا نہ مانا **ف** یہ جو کہا جسنے میری فرمانبرداری کی تو مقرر اسنے خدا کی فرمانبرداری کی تو یہ جملہ نکالا گیا ہے خدا کے اس قول سے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی اس واسطے کہ مین نہین حکم کرتا مگر ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے مجھکو حکم کیا سو جس نے کیا جو مین نے اسکو حکم کیا تو سوا اسکے کچھ نہین کہ اسنے فرمانبرداری کی اسکی جسنے مجکو حکم کیا کہ مین اسکو حکم کرون اور احتمال ہے کہ اسکے معنے یہ ہون اس واسطے کہ خدا نے میری فرمانبرداری کا حکم کیا ہے سو جس نے میری اطاعت کی تو مقرر اسنے خدا کے حکم کی اطاعت کی کہ اسنے حکم کیا ہے میری فرمانبرداری کرنے کا اور اسی طرح نافرمانی مین بھی اور طاعت کے معنے ہین لانا مامور بہ کا اور باز رہنا اس چیز سے جس سے منع کیا گیا ہے اور عصیان اسکے برخلاف ہے اور شاید حضرت نے امیر کا نام خاص اس واسطے لیا کہ وہی مراد ہے وقت خطاب کے اور اس واسطے کہ وہ سبب ہے ورود حدیث کا اور اسپر حکم سو عبرت ساتھ عموم لفظ کے ہے نہ ساتھ خصوص سبب کے اور اس حدیث مین ہے کہ واجب ہے فرمانبرداری حاکمون کی لیکن وہ مقید ہے ساتھ اسکے کہ گناہ کا حکم نہ کرین کہ اس مین ان کی فرمانبرداری واجب نہین اور حضرت نے حاکمون کی فرمانبرداری کا جو حکم کیا تو حکمت اس مین محافظت کرنا اوپر اتفاق کلمے کے کہ آپس مین اہل اسلام کا اتفاق رہے اسواسطے کہ جدائی مین فساد ہے فتح **حدثنا** اسمعیل حدثنی مالک عن عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ والمرأۃ راعیۃ علی اھل بیت زوجھا وولدہ وھی مسئولۃ عنھم وعبد الرجل راع علی مال سیدہ وھو مسئول عنہ الا فکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ

فالامام الذی علی الناس

ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ تم لوگون مین ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک
اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جاوے گا سو امام اعظم یعنی بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو
اپنی رعیت سے پوچھا جاوے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد اپنے گھر والون پر یعنی جورو لڑکون پر
حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جاوے گا کہ اسنے نیک کام سکھلایا اور گناہ سے روکا یا نہین
اور جورو حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر والون اور اسکی اولاد پر تو وہ بھی ان سے پوچھی جاوے گی کہ
اسنے خیر خواہی کی یا نہین اور اسی طرح مرد کا غلام اور نوکر بھی حاکم ہے اپنے آقا کے مال مین
تو وہ بھی اس سے پوچھا جاوے گا کہ اسنے اپنے آقا کی خیر خواہی اور اسکے مال کی حفاظت کی یا نہین
خبردار ہو سو تم لوگون مین ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جاوے گا ف
راعی کے معنے ہین حافظ امانت سکھا گیا التزام کیا گیا اس چیز کی صلاح پر جسکے حفظ پر امانت دار
رکھا گیا ہے پس وہ مطلوب ہے ساتھ انصاف کرنیکے بیچ اسکے اور قائم ہونیکے ساتھ مصالح اسکے
کے کہا خطابی نے کہ بادشاہ اور مرد وغیرہ مذکورین سب شریک ہین راعی کے اسم مین یعنی حضرت
نے سب کا نام راعی رکھا اور ان کے معنے مختلف ہین سو رعایت بادشاہ کی قائم کرنا شریعت کا ہے
ساتھ قائم کرنے حدود کے اور انصاف کرنیکے حکم مین اور رعایت مرد کی اپنے گھر والے انکے واسطے یہ ہے
کہ ان پر سیاست رکھے اور انکے حقوق ان کو پہنچاوے اور عورت کی رعایت یہ ہے کہ گھر اور اولاد اور خادمون
کا بندوبست کرے اور ہر بات مین خاوند کی خیر خواہی کرے اور رعایت خادم کی یہ ہے کہ آقا کی مال
کی حفاظت کرے اور جو خدمت کہ اس پر واجب ہے اسکو بجا لاوے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ راعی
نہین ہے مطلوب لذاتہ اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ قائم کیا گیا ہے واسطے نگہبانی اس چیز کے کہ مالک
نے اسکو اس کی نگہبانی مین دیا سو لائق ہے کہ نہ تصرف کرے اس مین مگر جس مین شارع نے اجازت
دی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اس پر کہ مکلف مواخذہ کیا جاتا ہے ساتھ تقصیر
کے اس شخص کے حکم مین جو اسکے زیر حکم ہے اور یہ کہ جائز ہے غلام کو کہ تصرف کرے اپنے آقا کے
مال مین اس کی اجازت سے اور اسی طرح عورت اور اولاد بعضون نے کہا کہ داخل ہے اسکے عموم مین
وہ شخص جس کی نہ جورو ہو نہ اولاد نہ غلام اس واسطے کہ اس پر صادق آتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ پاؤن
وغیرہ جوارح پر حاکم ہے تا کہ مامور چیزون کو بجا لاوے اور منع کی چیزون سے پرہیز کرے اور یہ جو بعضے
متعصبین نے حدیث موضوع بنائی ہوئی ہے کہ جسکو خدا رعیت پر حاکم بناوے اسکے واسطے کوئی
بدی نہین لکھی جاتی سو اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ حدیث جھوٹی ہے (فتح) باب

الامراء من قریش امیر اور سردار قریش سے ہونگے یعنی سرداری اور خلافت قریش کا حق ہے یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کی ہے طبرانی وغیرہ نے لیکن چونکہ بخاری کی شرط پر نہ تھی تو اقتصار کیا سالمۃ لسکے ترجمے میں اور وارد کی باب میں وہ حدیث جو اسکے معنے ادا کرے حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال کان محمد بن جبیر بن مطعم یحدث انه بلغ معویة وهم عنده فی وفد من قریش ان عبد الله بن عمرو یحدث انه سیکون ملک من قحطان فغضب فقام فاثنی علی الله بما هو اهله ثم قال اما بعد فانه بلغنی ان رجالا منکم یحدثون احادیث لیست فی کتاب الله ولا تؤثر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم و اولئک جهالکم فایاکم والامانی التی تضل اهلها فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان هذا الامر فی قریش لا یعادیهم احد الا کبه الله علی وجهه ما اقاموا الدین تابعه نعیم عن ابن المبارک عن معمر عن الزهری عن محمد بن جبیر ترجمہ محمد بن جبیر سے روایت ہے کہ معاویہ کو خبر پہنچی اور حالانکہ وہ اسکے پاس تھے قریش کے ایلچیوں میں کہ عبداللہ بن عمرو حدیث بیان کرتا ہے کہ عنقریب ایک بادشاہ ہوگا قحطان کے قبیلے سے تو معاویہ غضبناک ہوا سو کھڑا ہوا خطبہ پڑھنے کو سو اللہ کی تعریف کی جو اسکے لائق ہے پھر کہا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات یہ ہے کہ مجھکو خبر پہنچی کہ تم میں سے بعضے مرد ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو نہیں کتاب اللہ میں اور نہ مروی ہیں حضرت سے یہ لوگ تم میں بڑے جاہل ہیں سو بچو جھوٹی آرزوؤں سے جو آرزو کرنیوالوں کو گمراہ کرتی ہے سو مقرر میں نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ یہ امر یعنی خلافت اور سرداری قریش کی قوم میں رہے گی جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے جو ان سے دشمنی کریگا خدا انکو منہ کے بل دھکیل دیگا ف پہلے گذر چکی ہے کتاب الفتن میں حدیث ابو ہریرہ کی کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا وارد کیا ہے اسکو اس باب میں کہ زمانہ متغیر ہو جاوے گا یہاں تک کہ بت پرستی ہوگی اور اس میں اشارہ ہے کہ قحطانی بادشاہ اخیر زمانے میں ہوگا جبکہ ہر مسلمان کی روح قبض ہو جاوے گی اور لوگ مرتد ہو کر بت پرستی کرینگے اور یہی لوگ مرادہیں شرار الناس سے جن پر قیامت قائم ہوگی سو معاویہ کا انکار کرنا اس حدیث سے بالکل بے معنے ہے اور حالانکہ ابن عمر کی حدیث اس کی شاہد ہے اور کہا ابن بطال نے کہ شاید معاویہ نے اسکو ظاہر پر حمل کیا اس واسطے اس سے انکار کیا اور کہا ابن تین نے کہ جس چیز کا معاویہ نے انکار کیا اسکو معاویہ کی حدیث قوی کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں

ہے کہ جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے سو جس وقت ان میں وہ شخص ہوگا جو دین کو قائم
نہ رکھے گا پس غالب ہوگا قحطانی اوپر انکے اور یہ کلام مستقیم ہے اور یہ جو معاویہ نے کہا کہ نہیں خدا کی
کتاب میں یعنی قرآن میں اور وہ درحقیقت اسی طرح ہے اس واسطے کہ قرآن میں نہیں ہے نص اس پر
کہ شخص معین اس امت محمدی میں بادشاہ ہوگا اور یہ جو کہا یہ لوگ تم میں بڑے جاہل ہیں یعنی جو
لوگ بیان کرتے ہیں غیب کی باتیں نہ ان کی سند کتاب اللہ میں ہے نہ حدیث میں اور یہ جو کہا بچو
آرزوؤں سے تو مناسبت ذکر اسکے کی تحذیر ہے یعنی ڈراتا ہے اس شخص کو جو سنے قحطانیوں کے تمسک
کرنے سے ساتھ حدیث مذکور کے جو اپنے جی میں سمجھ بیٹھے کہ میں ہی ہوں وہ قحطانی پس طمع کرے
بادشاہی کا بسند حدیث مذکور کے پس گمراہ ہووے واسطے مخالفت کرنے اسکے کے حکم شرعی کی
کہ امام قریش میں سے ہونگے اور یہ جو کہا نہ دشمنی کرے گا ان سے کوئی یعنی نہ جھگڑا کرے گا کوئی انسے خلافت
میں مگر کہ مقہور ہوگا دنیا میں بعذاب آخرت میں اور یہ جو کہا جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے
تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ دین کو قائم نہیں رکھیں گے تو خلافت ان کے ہاتھ سے نکل جاوے گی
اور خلافت ان کا حق نہ رہے گا اور جو ان سے دشمنی کرے گا وہ اس وعید کا مستحق نہ ہوگا بلکہ وارد ہوئی ہے
حدیثوں میں وعید ساتھ لعنت ان کی کے جبکہ ماموربہ کی نگہبانی نہ کریں اور وارد ہوئی انکے حق میں
وعید ساتھ اسکے کہ خدا ان پر غالب کرے گا اسکو جو ان کو نہایت ایذا اور تکلیف دے اور اسی طرح
وارد ہوا ہے اذن بیچ قائم ہونے کے اوپر انکے اور انکے ساتھ لڑنے اور خبر دینا ساتھ نکل جانے خلافت
کے انسے (فتح) حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا عاصم بن محمد قال سمعت
ابی یقول قال ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال هذا الامر فی قریش
ما بقی منهم اثنان ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ یہ خلافت اور سرداری
قوم قریش میں رہے گی جب تک اس قوم میں سے دو آدمی بھی باقی رہیں گے ف کہا ابن ہبیرہ نے
کہ احتمال ہے کہ ظاہر پر ہو اور یہ کہ نہ باقی رہینگے آخیر زمانے میں مگر دو ایک امیر دوسرا مامور علیہ اور
باقی سب لوگ ان کی تابع ہونگے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مراد حقیقت عدد کی بلکہ مراد نفی کرنا
اس امر کا ہے کہ ہو خلافت غیر قریش میں اور احتمال ہے کہ محمول کیا جاوے مطلق اس مقید پر جو حدیث
اول میں ہے اور تقدیر یہ ہوگی لا یزال ہذا الامر یعنی نہیں نام رکھا جاتا خلیفہ مگر جو شخص قریش سے
ہو مگر یہ کہ نام رکھا جاوے ساتھ اسکے کوئی غیر انکے سے ساتھ غلبے اور قہر کے اور یا یہ کہ ہو مراد ساتھ
لفظ اسکے کے امر اگرچہ وہ لفظ خبر کا ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ قیامت تک قریش کی حکومت

باقی رہے گی اگرچہ بعضے ملک مین ہو چنانچہ یمن مین اب بھی حاکم سید ہیں امام حسنؓ کی اولاد سے
اور مکے اور مدینے وغیرہ حجاز کے شہرون مین بھی لیکن وہ مصر کے بادشاہون کے زیر حکم ہین سو فی الجملہ
کسی نہ کسی ملک مین قریش کی سرداری باقی رہے اور ان مین جو بڑے ہین یعنی یمن والے ان کو امام
کہا جاتا ہے اور نہین متولی ہوتا امامت کا ان مین مگر جو ہو عالم کوشش کرنیوالا انصاف مین اور
کہا کرمانی نے کہ نہین خالی ہے کوئی زمانہ خلیفے قرشی کے وجود سے اسواسطے کہ مغرب کے ملک مین
قریش مین خلیفہ ہے اور اسی طرح مصر مین بھی اور کہا نووی نے کہ ابن عمر کی حدیث کا حکم بدستور
جاری ہے قیامت تک جب تک دو آدمی بھی باقی رہینگے اور جو حضرت نے فرمایا تھا سو ظاہر ہوا
سو آپ کے زمانے سے اب تک خلافت قریش مین ہے بدون مزاحمت کے اور جو غالب ہوا ملک پر بطریق
شرکت کے نہین انکار کرتا وہ اس سے کہ خلافت قریش کا حق ہے اور وہ تو صرف دعوی کرتا ہے
کہ یہ بطور نیابت کے ہے ان سے یعنی ان کا نائب ہے اور کہا قرطبی نے کہ یہ حدیث خبر ہے مشروعیت
سے یعنی نہین منعقد ہوتی ہے خلافت کبری مگر واسطے قریش کے جب تک کہ ان مین سے کوئی
پایا جاوے اور گویا کہ اسنے میل کی ہے اس طرف کہ خبر ساتھ معنے امر کے ہے اور البتہ وارد ہوا ہے
امر ساتھ اسکے اور حدیث مین ہے کہ قریش کو آگے کرو اور کسی کو ان سے آگے نہ کرو اور ایک روایت
مین ہے کہ سب لوگ تابع ہین قریش کی اس امر مین کہا ابن منیر نے کہ وجہ دلالت کی حدیث سے
نہین ہے اس جہت سے کہ خاص قریش کو ذکر کیا اس واسطے کہ یہ مفہوم لقب ہے اور نہین حجت ہے
اس مین نزدیک محققین کے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ واقع ہونا مبتدا کا معرف ساتھ لام جنس
کے اس واسطے کہ مبتدا حقیقت مین اس جگہ وہ امر ہے جو واقع ہوا ہے صفت ہذا کی اور ہذا نہین
صفت کیا جاتا ہے مگر ساتھ جنس کے تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ جنس امر کی قریش مین منحصر ہے سو ہو
جاوے گا جیسے کہا کہ نہین ہے سرداری مگر قریش مین اور حدیث اگرچہ ساتھ لفظ خبر کے ہے پس وہ
ساتھ معنے امر کے ہے گویا کہ فرمایا کہ پیروی کرو قریش کی خاص اور باقی طریقے حدیث کے اسکی
تائید کرتے ہین اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اصحاب کا اتفاق ہے اوپر افادے مفہوم کے واسطے حصر
کے برخلاف اسکے جو اس کا منکر ہے اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا کہ امام کی شرط یہ ہے کہ قرشی ہو
اور مقید کیا ہے اسکو بعض گروہ نے ساتھ بعضے قریش کے سو بعضون نے کہا کہ نہین جائز ہے مگر
علی کی اولاد سے یہ شیعہ کا قول ہے پھر سخت اختلاف ہے بیچ معین کرنے بعضے اولاد علی کے اور
ایک گروہ نے کہا کہ خلافت خاص ہے ساتھ اولاد عباس کے اور ایک گروہ نے کہا کہ نہین جائز ہے

مگر جعفر بن ابی طالب کی اولاد میں اور بعضوں نے کہا کہ عبد المطلب کی اولاد میں اور کہا بعضوں نے
کہ نہیں جائز ہے مگر بنی امیہ میں اور بعضوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر عمر کی اولاد میں کہا ابن حزم
نے کہ نہیں حجت ہے کسی کے واسطے ان فرقوں سے اور کہا خارجیوں اور معتزلہ کی ایک گروہ نے کہ
جائز ہے کہ ہو امام غیر قرشی اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ امامت اور خلافت کا مستحق تو وہ ہے جو
قائم ہو ساتھ قرآن اور حدیث کی برابر ہے کہ عجمی ہو یا عربی اور مبالغہ کیا ہے ضرار بن عمر نے سو
کہا اسنے کہ خلیفہ بنانا غیر قرشی کا اولے ہے اس واسطے کہ اسکا قبیلہ کمتر ہوتا ہے سو جب وہ نافرمانی
کرے تو ممکن ہوتا ہے اتارنا اسکو خلافت سے کہا ابو بکر بن طیب نے کہ نہیں التفات کیا مسلمانوں نے طرف
اس قول کی بعد ثابت ہونے اس حدیث کی کہ خلافت قریش کا حق ہے اور عمل کیا ہے ساتھ اس کے
مسلمانوں نے قرن بعد قرن کے اور قرار پایا ہے اجماع اوپر اعتبار کرنے اسکے کے پہلے اس سے کہ واقع
ہو اختلاف کہا عیاض نے کہ سب علماء کا یہ مذہب ہے کہ شرط ہے کہ امام قرشی ہو اور شمار کیا ہے انہوں نے
اسکو اجماع کے مسائل سے اور نہیں منقول ہے اس میں سلف سے خلاف اور اسی طرح ان سے جو ان کے
بعد ہیں تمام شہروں میں اور نہیں اعتبار ہے خارجیوں کے قول کا اور جو انکے موافق ہیں معتزلوں سے
کہ اس میں مسلمانوں کی مخالفت ہے اور یہ جو حضرت نے عبد اللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ اور اسامہ
وغیرہ کو امیر بنایا تو یہ نہیں ہے خلافت عظمی سے کسی چیز میں بلکہ جائز ہے خلیفے کے واسطے کہ غیر قرشی
کو اپنی زندگی میں خلیفہ بناوے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ قریش کو مقدم کرو اور کسی کو ان پر
مقدم نہ کرو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اور باب کی حدیثوں سے اوپر راجح ہونے
مذہب شافعی کے واسطے وارد ہونے امر کے ساتھ مقدم کرنے قرشی کے غیر قرشی پر پس مقدم
کیا جاوے گا شافعی کو اس سے جو اسکے برابر ہے علم اور دین میں غیر قریش سے اس واسطے کہ شافعی
قرشی ہے سو معلوم ہوگا کہ مذہب شافعی کا راجح ہے اور مذہبوں سے (فتح) **بَابُ اجْرِ
مَنْ قَضٰى بِالْحِكْمَةِ لِقَوْلِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ**
اجر اس کا جو حکم کرے ساتھ حکمت کے واسطے دلیل اس قول خدا کے اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے جو
اتاری اللہ نے تو یہی لوگ ہیں فاسق **ف** نہیں ہے باب میں وہ چیز جو دلالت کرے اجر پر
سو ممکن ہے کہ لیا جاوے لازم آنے سے بیچ رشک کرنے اس شخص کے جو قضا کرے ساتھ حکمت
کے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے ثبوت فضیلت کو بیچ اسکے اور جس میں فضیلت ثابت
ہوئی اس میں اجر بھی ثابت ہوا اور علم اللہ تعالی کے نزدیک ہے اور وجہ استدلال کی آیت سے

واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ منطوق حدیث کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو حکمت کے ساتھ حکم کرے وہ محمود ہوتا ہے یہانتک کہ نہین حرج ہے اس پر جو آرزو کرے کہ ہو اسکے واسطے مثل اس کی کہ دوسرے کے واسطے ہے تاکہ حاصل ہو اسکے واسطے ثواب مثل اس کی کہ اسکے واسطے حاصل ہوتا ہے اور نیک ذکر اور اس کا مفہوم دلالت کرتا ہے کہ جو یہ نہ کرے تو وہ بالعکس ہے اسکے کرنیوالے سے اور تصریح کی ہے آیت نے ساتھ اسکے کہ وہ فاسق ہے اور استدلال کرنا بخاری کا ساتھ اسکے دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ ترجیح دیتا ہے اسکے قول کو جو قائل ہے کہ وہ عام ہے اہل کتاب اور مسلمانون کے حق مین اور کہا ابن تین نے کہ بخاری نے پہلی دونون آیتون کو ذکر نہین کیا اس واسطے کہ وہ یہود اور نصاریٰ کے حق مین اتری ہین اور ظاہر یہ ہے کہ اگرچہ ان آیتون کے نزول کا سبب اہل کتاب ہین لیکن ان کا عموم انکے غیرون کو بھی شامل ہے لیکن مقرر ہو چکا ہے شریعت کے قواعد سے کہ گناہ کے مرتکب کو کافر نہین کہا جاتا اور نہ ظالم اس واسطے کہ تعبیر کیا گیا ہے ظلم ساتھ شرک کے باقی رہی تیسری صفت سے اس واسطے اس پر اقتصار کیا اور کہا اسمٰعیل قاضی نے احکام القرآن مین کہ ظاہر آیتون کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو کرے مثل اس کی جو انہون نے کیا یا نکالے نیا حکم جو خدا کے حکم کے مخالف ہو اور اسکو دین ٹھیرا کر اسکے ساتھ عمل کرے تو لازم ہوتی ہے اسکو مثل اسکی کہ لازم ہوئی انکو وعید سے حاکم ہو یا کوئی غیر ہو اور کہا ابن بطال نے کہ مفہوم آیت کا یہ ہے کہ جو حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ خدا نے اتاری مستحق ہوتا ہے وہ بڑے ثواب کا اور دلالت کی حدیث نے کہ اسکی حرص کرنا جائز ہے تو اسنے تقاضا کیا کہ یہ اشرف عملون مین سے ہے جن سے آدمی اللہ کی طرف قریب ہوتا ہے مین کہتا ہون اور تائید کرتی ہے اسکو یہ حدیث کہ خدا قاضی کے ساتھ ہے جبتک کہ نہ ظلم کرے (فتح) **حَدَّثَنِیْ** شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِی الْحَقِّ وَاٰخَرُ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِیْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا ترجمہ عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہین مگر دو چیزون یا دو آدمی مین ایک تو وہ مرد ہے جسکو خدا نے مال دیا تو اس کو قدرت دی اسکی خرچ کرنے پر اور دوسرا وہ مرد جسکو خدا نے حکمت دی سو وہ اسکے ساتھ حکم کرتا ہے اور اسکو سکھلاتا ہے **ف** اس حدیث کی شرح کتاب العلم مین گذر چکی ہے اور مراد حکمت سے قرآن ہے جیسے کہ ابن عمر کی حدیث مین ہے یا عام تر اس سے اور حکمت کی تعریف یہ ہے جو منع کرے جہل سے اور زجر کرے برے کام سے کہا ابن منیر نے کہ مراد ساتھ حسد کے اس جگہ رشک کرنا ہے

اور نہین مراد ہے نفی سے حقیقت اسکی یعنی یہ مراد نہین کہ حسد دنیا مین نہین مگر دو چیزون مین ورالا
لازم آوے گا خلاف اس واسطے کہ لوگ ان دو چیزون کے سوای اور چیزون مین بھی حسد کرتے ہین اور
رشک کرتے ہین اس شخص پر جس مین ان دونون کے سوائے کوئی اور چیز ہو سو نہین ہے وہ خبر اور سوای اسکے
کچھ نہین کہ مراد ساتھ اسکے حکم ہے اور اسکے معنے حصر کرنا بلند مرتبہ کا ہے رشک کرنے سے ان دونون
خصلتون مین سو گویا کہ کہا کہ یہ دونون کہ موکد تر قربتون سی ہے جنکے ساتھ رشک کیا جاتا ہے اور نہین
مراد ہے نفی اصل رشک کی اس چیز سے جو ان دونون کے سوا ہے اور کہا کرمانی نے کہ یہ دونون
خصلت جو اس جگہ مذکور ہین یہ رشک ہی حسد نہین اور اسکے معنے یہ ہین کہ نہین حسد ہی مگر ان
دونون مین اور جو ان دونون مین ہی وہ حسد نہین پس نہین ہی حسد اور اس حدیث مین ترغیب ہے
بیچ ولایت حکومت کی اسکے واسطے جو جامع ہو سب شرطون کو اور قوی ہو اوپر عمل کرنے کی ساتھ
حق کے اور پایا جاوے اسکے واسطے مددگار اس واسطے کہ اس مین حکم کرنا ہے ساتھ نیک بات کے
اور مدد کرنا ہے ساتھ مظلوم کے اور ادا کرنا ہے حق کا اسکے مستحق کو اور روکنا ہے ظالم کو اور صلح
کرانا ہے درمیان لوگون کے اور یہ سب عبادتین ہین موجب قربت کا اور اسی واسطے متولی ہوئے
اسکے پیغمبر لوگ اور جو انکے بعد ہین خلفاء راشدین سے اسی واسطے اتفاق ہے سب کا اس پر کہ
کسی کو حاکم بنانا فرض کفایہ ہی اس واسطے کہ لوگون کا معاملہ بدون حاکم کے سیدھا نہین ہوتا پس
روایت کی ہے بیہقی نے ساتھ سند قوی کے کہ جب ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے تو انہون نے عمر فاروق
کو حاکم بنایا کہ لوگون کے مقدمات فیصل کیا کرین اور عمر فاروق نے عبد اللہ بن مسعود کو لوگون کے
جھگڑے فیصل کرنے کے واسطے قاضی بنایا اور عمر فاروق نے اپنے عاملون کو لکھا کہ نیکون کو حاکم
بناؤ پس یکا یک اصحاب ہین اور جو حکومت سی بھاگا تو وہ عاجز ہونیکے خوف سی بھاگا اور کبھی معارض
ہوتا ہے امر جس جگہ واقع ہو حاکم کا بنانا اس کو جسکے ساتھ فساد سخت ہو جبکہ نیک باز رہے اور یہ اس
جگہ ہی جس جگہ اس کا غیر ہو اسی واسطے سلف اس سی باز رہتے تھے اور اس سی بھاگتے تھے جبکہ انکے
واسطے ان کو طلب کیا جاتا اور اختلاف ہی اسکے حق مین جو جامع ہو شرطون کو اور قوی ہو اوپر
اسکے کہ کیا اسکے واسطے مستحب ہے یا نہین اکثر کا قول یہ ہی کہ مستحب نہین اس واسطے کہ اس مین
خطرہ اور دھوکا ہے اور اس واسطے کہ اس مین وعید وارد ہوئی ہے اور کہا بعضون نے کہ اگر ہو
اہل علم سے اور ہو غیر مشہور اس سی علم نہ اٹھایا جاتا ہو یا محتاج ہو تو مستحب ہی کہ رجوع کیا جاوے
اس کی طرف حکم مین ساتھ حق کے اور نفع اٹھایا جاوے اسکے علم سے اور اگر مشہور ہو تو اوس کی واسطے

متوجہ ہوتا ہے علم اور فتوے پر اور اسپر اگر نہو شہر مین جو اسکے قائم مقام ہو تو متعین ہوتا ہے اوپر اس کر اس واسطے کہ وہ فرض کفایہ ہی اسکے سوائے اور کوئی اس پر قائم نہین ہو سکتا اور احمد سے ہے کہ نہین گنہگار ہوتا اس واسطے کہ وہ اس پر واجب نہین ہی جبکہ اسکے غیر کا نفع اسکو ضرر کرے خاصکر جب سے عمل حق نہو سکے واسطے پھیل جانے ظلم کے (فتح) **بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَالَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً** امام کی بات کا سننا اور اسکی اطاعت کرنا جبتک کہ گناہ نہو **ف** سوائے اسکے کچھ نہین کہ مقید کیا ہے اسکو بخاری نے ساتھ امام کے اگرچہ باب کی حدیثون مین حکم ہی ہر امیر کی فرمانبرداری کا اگرچہ امام نہو یعنی خلیفہ اس واسطے کہ امیر کی فرمانبرداری کا حکم اس وقت ہی جبکہ امام اعظم کی طرف سے امیر بنایا گیا ہو (فتح) **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ**

ترجمہ انس سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ کہا مانو اور فرمانبرداری کرو اگرچہ سردار کیا جاوے تم پر حبشی غلام گویا کہ اسکا سر سیاہ منقہ ہے **ف** سردار کیا جاوے یعنی مثلاً اسکو کسی شہر کی عام سرداری دی جاوے یا کوئی خاص سرداری دی جاوے جیسے نماز کی امامت کرانا یا خراج کا لینا یا لڑائی کی مباشرت کرنا اور خلفاے راشدین کے زمانے مین بعضے تینون امرون کے جامع ہوتے تھے اور یہ جو کہا کہ گویا اس کا سر سیاہ منقہ ہی یعنی اگرچہ حقیر اور بدصورت ہو اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب سے کہا کہ قول حضرت کا کہ کہا مانو اور اطاعت کرو تو یہ نہین واجب کرتا ہے یہ کہ ہو حاکم بنا ہوا الا حبشی غلام کو مگر امام اعظم قریشی اس واسطے کہ پہلے گذر چکا ہے کہ خلافت کا حق قریش کے سوا کسی کو نہین اور اجماع ہے امت کا کہ خلافت نہین ہوتی ہے غلامون مین مین کہتا ہون احتمال ہی کہ نام رکھا گیا ہو غلام باعتبار ما کان یعنی آزاد کرنے سے پہلے اور یہ سب سوای اسکے کچھ نہین کہ اس وقت مین ہی جبکہ ہو بطور اختیار کے لیکن اگر غلام شوکت سے ملک پر غالب ہو جاوے تو اسکی تابعداری کرنا بالاجماع واجب ہی واسطے مٹانے فتنے کے جب تک کہ گناہ کا حکم نہ کرے اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ اگر خلیفہ وقت حبشی غلام کو مثلاً کسی شہر کا حاکم بناوے اپنی طرف سے تو اسکی فرمانبرداری واجب ہی یعنی اس واسطے کہ یہ درحقیقت خلیفے کی فرمانبرداری ہے جسنے اسکو امیر بنایا اور اس حدیث مین یہ نہین کہ غلام حبشی خلیفۂ وقت ہو کہا خطابی نے کہ کبھی بیان کی جاتی ہی مثال ساتھ اوس چیز کے کہ نہین واقع ہوتی ہی وجود مین یعنی اور یہ بھی اسی قبیل سے

ہے حبشی غلام کہا واسطے مبالغہ کرنے کے فرمانبرداری کے حکم کرنے مین اگرچہ شرعاً متصور نہین
کہ وہ سردار بنے (فتح) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ
أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْوِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مِنْ
أَمِيرِهِ شَيْئًا فَكَرِهَهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا
مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً ترجمہ ابن عباس سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ جو اپنے سردار سے کوئی
بری بات دیکھے تو چاہئے کہ صبر کری سو بیشک بات یہ ہی کہ نہین کوئی جو جدا ہو جماعت سے بالشت بھر
سو مر جاوے مگر کہ اسکا مرنا کفر کا سا مرنا ہے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ
عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ
بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ واجب
ہے ہر مسلمان پر امام کی بات کا سننا اور اسکی فرمانبرداری کرنا خوشی اور ناخوشی مین جب تک کہ نہ حکم
کرے پھر جب گناہ کا حکم کیا جاوے تو نہین واجب ہے بات سننا اور نہ کہا ماننا ف یہ جو کہا جبتک
گناہ کا حکم نہ کرے تو یہ حدیث مقید کرتی ہے اس چیز کو جو پہلے دونون مین مطلق ہے یعنی حبشی
غلام کی فرمانبرداری کرنا اور صبر کرنا امیر کے کام پر خوشی اور ناخوشی مین اور وعید اوپر جدا ہونیکی
جماعت سے اور جب گناہ کا حکم کری تو نہین واجب ہی فرمانبرداری کرنا بلکہ حرام ہی اس پر جو باز
رہنے پر قادر ہو اور معاذ کی حدیث مین ہی کہ نہین واجب ہی فرمانبرداری اسکی جو خدا کی فرمانبرداری
نہ کرے اور ایک روایت مین ہی کہ نہین واجب ہے فرمانبرداری کرنا خدا کے گناہ مین اور
عبادہ کی حدیث مین ہی کہ فرمانبرداری کرو مگر یہ کہ صریح کفر دیکھو سو اگر کفر کری تو بالاجماع معزول
کیا جاوے اور واجب ہی ہر مسلمان پر قائم ہونا بیچ اسکے سو جو قادر ہوگا اسکو ثواب ہی اور جو ۱۲ اس پر
سستی کرے اسکو عذاب ہے اور جو عاجز ہو تو واجب ہی اس پر ہجرت کرنا اس زمین سے اور پہلے
گذر چکا ہے کہ کفر کی روایت محمول ہی اس پر جبکہ ہو تنازع خلافت اور سرداری مین پس نہ تنازع
کیا جاوے اُس بادشاہی اور خلافت مین مگر جبکہ کفر کا مرتکب ہو پس جائز ہے معزول کرنا اسکا
اور چھین لینا خلافت کا اس سے جبکہ کھلم کھلا کفر کے کام کرے اور محمول ہی روایت گناہ کی
اُس پر جبکہ تنازع بادشاہی کے سوا کسی اور چیز مین ہو پس جب نہ قدح کرے خلافت مین تو
تنازع کرے اس سے گناہ مین کہ اس پر انکار کرے ساتھ نرمی کے جبکہ قادر ہو اوپر اس کے

لیکن گناہ میں معزول نہ کیا جاوے گو گناہ میں اس کی فرمانبرداری واجب نہیں (فتح) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُونِي قَالُوا بَلٰى قَالَ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيهَا فَجَمَعُوا حَطَبًا فَأَوْقَدُوا فَلَمَّا هَمُّوا بِالدُّخُولِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرَارًا مِنَ النَّارِ أَفَنَدْخُلُهَا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهُ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا أَبَدًا إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ ترجمہ علی مرتضےٰ سے روایت ہے کہ حضرت نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اور ایک انصاری مرد کو ان پر امیر کیا اور لشکریوں کو حکم کیا کہ اسکی حکم برداری کرنا سو وہ کسی سبب سے ان پر غصے ہو۔ اور کہا کہ کیا حضرت نے تمکو حکم نہیں کیا تھا کہ میری حکم برداری کرنا انہوں نے کہا کیوں نہیں کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں مگر یہ کہ تم لکڑیوں کو جمع کرو اور آگ جلاؤ پھر اس میں گھسو سو انہوں نے لکڑیوں کو جمع کیا اور ان میں آگ جلائی سو جب انہوں نے قصد کیا اسمیں گھسنے کا تو کھڑے ہوئے بعضے بعضوں کو دیکھنے لگے تو بعضوں نے کہا کہ ہم حضرت کی تابع ہوئے آگ سے بھاگنے کے واسطے کیا ہم اس میں گھسیں سو وے اسی حالت میں تھے کہ ناگہاں آگ فرو ہوئی اور اس کا جوش مدہم ہوا سو یہ قصہ حضرت سے ذکر کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ اگر اس میں گھستے تو اس سے کبھی نہ نکلتے فرمانبرداری کرنا تو صرف نیک کام میں ہے **ف** اور مراد اس حدیث سے زجر اور ڈر ہے یہ مراد نہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہتے اور بعضوں نے کہا کہ سردار کی یہ مراد نہیں تھی کہ سچ مچ اس میں گھسیں بلکہ اسنے اشارہ کیا کہ سردار کی فرمانبرداری واجب ہے اور جو واجب کو ترک کرے وہ آگ میں داخل ہوگا اور جب ان پر اس آگ میں داخل ہونا دشوار ہے تو پھر کیا حال ہے دوزخ کی آگ کا اور شاید اس کی نیت یہ تھی کہ جب اس میں گھسنے کا قصد کرینگے تو ان کو منع کر دونگا (فتح)

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ الْإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللهُ

جو خدا سے سرداری نہ مانگے خدا اس کی مدد کرتا ہے

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ

فَاِنَّكَ اِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَائْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ترجمہ عبد الرحمن سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اے عبد الرحمن تو مت مانگیو حکومت اور سرداری کو اس واسطے کہ اگر حکومت تجھکو مانگنے سے ملے تو تجھی پر سونپی جاوے یعنی خدا کی طرف سے تیری مدد نہوگی اور اگر حکومت تجھکو بدون مانگنے ملے تو تیری اس پر غیب سے مدد ہوگی اور جب تو کسی چیز پر قسم کھاوے پھر تو اسکے خلاف کو اس سے بہتر دیکھے تو کفارہ دے اپنی قسم کا اور کر جو بہتر ہے یعنی خلاف قسم کے **ف** اور حدیث کے معنے یہ ہیں کہ جو مانگنے سے حکومت دیا جاوے اسکو اس پر مدد نہیں دی جاتی بسبب اسکی حرص کے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب کرنا اس چیز کا کہ حکم کے متعلق ہو مکروہ ہے پس داخل ہے حکومت میں قضا اور حساب اور مانند اس کی اور یہ کہ جو اسکی حرص کرے اسکو مدد نہیں ہوتی لیکن نہیں لازم آتا ہے نہ مدد ہونے سے کہ نہ حاصل ہو اسکے واسطے عدل جبکہ سردار کیا جاوے اور مراد مدد کرنے سے یہ ہے کہ خدا اس پر فرشتہ اتارتا ہے جو اسکو ہر بات میں سیدھا اور مضبوط رکھتا ہے (فتح) **باب مَنْ سَاَلَ الْاِمَارَةَ وُكِلَ اِلَيْهَا** جو سرداری مانگے سے لیوے تو اس پر سونپی جاتی ہے **حَدَّثَنَا** اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْئَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ ترجمہ اس کا وہی جو اوپر گذرا **ف** اور ایک روایت میں ہے کہ جو مجبور کیا جاوے اس پر خدا فرشتہ اتارتا ہے جو اسکو مضبوط رکھے اور بیچ مجبور کرنیکے یہ ہے کہ اسکی طرف بلایا جاوے اور وہ اپنے تئیں اسکے لائق نہ سمجھے واسطے ہیبت اسکی کے اور خوف واقع ہونیکے گناہ میں پس اسکی مدد ہوتی ہے جبکہ داخل ہو بیچ اسکے اور قائم رکھا جاتا ہے اور اصل اس میں یہ ہے کہ جو اللہ کے واسطے تواضع کرے خدا اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور حکومت نہ مانگنے کا حکم محمول ہے غالب پر اس واسطے کہ یوسف نے کہا تھا (فتح) **باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْاِمَارَةِ** جو مکروہ ہے حرص کرنا سرداری پر یعنی اوپر حاصل کرنے اسکے کے اور وجہ کراہت کی ماخوذ ہے پہلے باب سے **ف** یعنی اس واسطے کہ معلوم ہے کہ نہیں خالی ہوتی ہے حکومت مشقت سے سو جسکو خدا کی طرف سے مدد نہوئی وہ اس میں ڈوب جاوے گا

اجعلنی علی خزائن الارض

اور جنتکی آخرت کو تباہ کریگا سو جو عقلمند ہو تو سرداری کی طلب کیواسطے کبھی تعرض نہین کرتا بلکہ جیب باز
رہے اور بدون مانگے دیا جاوے تو خدا اسکی مدد کرتا ہے اور جو اس مین فضیلت ہے سو پوشیدہ نہین (فتح)
حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انکم ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ
یوم القیمۃ فنعم المرضعۃ وبئست الفاطمۃ وقال محمد بن بشار حدثنا
عبد اللہ بن حمران قال حدثنا عبد الحمید عن سعید المقبری عن عمر بن
الحکم عن ابی ہریرۃ قولہ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بیشک تم حرص
کروگے سرداری پر اور حالانکہ حکومت قیامت مین پچھتاوا ہوگا یعنی کیون ہم حاکم ہوئے جو آج
حساب مین گرفتار ہوئے سو دودھ پلانیوالی تو اچھی ہے اور دودھ چھوڑانیوالی بری ہے اور کہا محمد نے الخ
یعنی اس طریق سے یہ حدیث موقوف آئی ہے ف یعنی حکومت کی ابتدا خوب ہوتی ہے کہ آدمی
عیش و آرام مین رہتا ہے جیسے عورت جب تک دودھ پلائی جاتی ہے لڑکا خوش رہتا ہے اور انجام حکومت
کا برا ہے اسکے زوال سے آدمی رنج اور افسوس مین گرفتار ہوتا ہے جیسے عورت دودھ چھوڑانے والی
لڑکے کو بری معلوم ہوتی ہے اور داخل ہے امارت مین امارت عظمی یعنی خلافت اور امارت صغری
یعنی بعضے شہرون کی حکومت اور یہ حضرت کی پیشین گوئی ہے سو جیسا حضرت نے فرمایا ویسا
ہی واقع مین آیا اور یہ جو فرمایا کہ قیامت کے دن پچھتاوا ہوگا یعنی اسکے واسطے جسنے نہ عمل کیا بیچ اسکے
جو لائق تھا اور بزار اور طبرانی نے عوف بن مالک سے روایت کی ہے کہ اس کا اول ملامت ہے اور
اوسط پچھتاوا اور اسکا آخر عذاب ہے قیامت کے دن اور مسلم نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ اس
نے کہا کہ مین نے کہا یا حضرت کیا آپ مجھکو تحصیل زکوۃ وغیرہ پر حاکم نہین کرتے تو حضرت نے
فرمایا کہ اے ابوذر تو ضعیف اور ناتوان آدمی ہے اور یہ حکومت خدا کی امانت ہے اور مقرر حکومت
قیامت کے دن رسوائی اور شرمندگی ہوگی مگر اسکو رسوائی اور شرمندگی نہین جسنے حکومت لے کر
اسکا حق ادا کیا اور جو اس پر فرض تھا یعنی امانت داری اور رعیت مین انصاف کرنا سو اسنے
بخوبی ادا کیا اور یہ حدیث مقید کرتی ہے پہلی حدیث کو کہ اس مین مطلق ندامت کا ذکر ہے کہا نووی
نے کہ یہ حدیث اصل عظیم ہے بیچ بچنے کے حکومت سے خاصکر جو ضعیف ہو اور وہ اسکے حق مین
ہے جو کم لیاقت ہو حکومت کی لیاقت نہ رکھتا ہو اور نہ عدل کرے کہ وہ پچھتاوے گا اپنے قصور پر
جبکہ بدلا دیا جاوے گا ساتھ رسوائی کے قیامت کے دن اور اسپر جو حکومت کی لیاقت رکھتا ہو اور

اس میں انصاف کرے تو اسکے واسطے بڑا ثواب ہے جیسا کہ بہت حدیثوں میں آیا ہے لیکن باوجود اسکے
اس میں بہت بڑا خطرہ ہے اسی واسطے اکابر نے اسکو اختیار نہیں کیا اور یہ جو فرمایا کہ اچھی ہے دودھ پلانیوالی
یعنی دنیا میں اور بری ہے دودھ چھڑانے والی یعنی بعد موت کے اس واسطے کہ اسمیں اس کا حساب ہوتا ہے
پس وہ مانند اس کی ہے کہ دودھ چھوڑایا جاوے اس کا بے پرواہ ہونے سے پہلے سو اس میں اسکی ہلاکی
ہوتی ہے (فتح) **حدثنا** محمد بن العلاء قال حدثنا ابو اسامة عن برید عن ابی
بردة عن ابی موسی قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا و رجلان من
قومی فقال احد الرجلین امرنا یا رسول اللہ وقال الآخر مثلہ فقال انا لا نولی
ھذا من سالہ ولا من حرص علیہ ترجمہ ابو موسی سے روایت ہے کہ میں اپنی قوم کے دو
مردوں کے ساتھ حضرت پر داخل ہوا تو دونوں نے کہا یا حضرت ہم کو حاکم کیجئے تو حضرت نے فرمایا
مقرر ہم نہیں حاکم کرتے اس پر اسکو جو اسکو طلب کرے اور نہ اسکو جو اس پر حرص کرے ف اس
حدیث کی شرح مرتدوں کے بیان میں گذر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جو پاتا ہے اسکو حاکم عیش و
آرام سے کم ہے اس سے کہ پاتا ہے اسکو سختی اور تکلیف سے یا ساتھ معزول ہونیکے دنیا میں پس
ہوتا ہے گمنام اور یا ساتھ مواخذہ کے آخرت میں اور یہ سخت تر ہے خدا کی پناہ ہے کہا قاضی
بیضاوی نے پس نہیں لائق ہے عاقل کو کہ خوش ہووے اس لذت سے جس کے پیچھے حسرت اور افسوس
ہو کہا مہلب نے کہ حکومت کی حرص کرنا وہ سبب ہے بیچ لڑنے لوگوں کے اوپر اسکے یہاں تک کہ
لہو جاری ہوتے اور مال اور شرم گاہیں مباح جانی گئیں اور بڑا ہوا فساد زمین میں اسکے سبب سے اور وجہ
پچتانیکی یہ ہے کہ کبھی قتل ہوتا ہے یا معزول ہوتا ہے یا مر جاتا ہے پس پچتاتا ہے داخل ہونے سے بیچ اسکے
اس واسطے کہ اس سے حقوق العباد کا مطالبہ کیا جاتا ہے جن کا وہ مرتکب ہوا اور البتہ فوت ہوئی اس سے
وہ چیز جس پر اسنے حرص کی تھی اور مستثنے ہے اس سے کہ متعین ہو اس پر حاکم ہونا جیسے حاکم مر جاوے
اور کوئی غیر اس کا قائم مقام نہ پایا جاوے اور اگر وہ اس میں نہ داخل ہو تو حاصل ہو فساد ساتھ ضائع
ہونے احوال کے (فتح) **باب** من استرعی رعیة فلم ینصح جو کسی رعیت کا نگہبان کیا جاوے
اور وہ ان کی خیر خواہی نہ کرے **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا ابو الاشھب عن الحسن
ان عبید اللہ ابن زیاد عاد معقل بن یسار فی مرضہ الذی مات فیہ فقال لہ
معقل انی محدثک حدیثا سمعتہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمعت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یسترعیہ اللہ رعیة فلم یحطھا بنصیحة لم یجد

رائحۃ الجنۃ ترجمہ معقل سے روایت ہے کہ مین نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی ایسا بندہ نہین
ہے جسکو خدا نے کسی رعیت کا نگہبان کیا سو اسنے خیرخواہی سے ان کی نگہبانی نہ کی اور نہ اون کی
خبرگیری کی تو وہ بہشت کی بو نہ پاوے گا **ف** کہا کرمانی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
حدیث کی بو پاوے گا اور وہ خلاف مقصود کا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہان اِلّا مقدر ہے **حَدَّثَنَا**
اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ قَالَ زَائِدَةُ ذَكَرَهُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ
اَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ نَعُوْدُهُ فَدَخَلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ اُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ
مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْ وَالٍ يَلِي رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ
وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ترجمہ معقل سے روایت ہے کہ مین نے حضرت سے سنا
فرماتے تھے کہ کوئی ایسا حاکم نہین جو کسی مسلمانون کی رعیت کا والی ہووے پھر مر جاوے اور حالانکہ
وہ حاکم اس رعیت کا بدخواہ ہو مگر کہ خدا نے اس پر بہشت کو حرام کیا یعنی ظالم حاکم بہشت سے محروم ہے
اور بدخواہی یہ ہے کہ ان پر ظلم کرے اور ان کا مال ناحق چھین لیوے اور ان کو ناحق قتل کرے اور ان کی بےعزتی
کرے اور جو ان کے حقوق ہون ان کو نہ دیوے اور نہ سکھلاوے ان کو جو واجب ہے اس پر سکھلانا ان کا دین اور
دنیا کے امر سے اور نہ قائم کرے ان مین حدون کو اور نہ ہٹاوے مفسدون یعنی رہزنون اور چورون وغیرہ کو
ان سے اور نہ حمایت کرے ان کی و نحو ذالک کہا ابن بطال نے کہ یہ وعید شدید ہے ظالم حاکمون کے حق
مین سو جس نے رعیت کا حق ضائع کیا یا ان کی خیانت کی یا ظلم کیا تو قیامت کے دن اس سے بندون کی
مظالم کا مطالبہ کیا جاوے گا پس کس طرح قادر ہوگا کہ ایک بہت بڑی امت کے ظلم سے نجات پاوے
اور اس پر بہشت کو حرام کریگا یعنی اگر وعید کو اس پر جاری کیا اور مظلومون کو اس سے راضی نہ کیا اور
یہ وعید محمول ہے زجر اور تشدید پر یعنی اسکے ظاہر معنے مراد نہین صرف ڈرانا مقصود ہے واللہ اعلم

بَابُ مَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ جو لوگون کو مشقت مین ڈالے خدا اسکو مشقت مین ڈالے گا۔

حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ طَرِيْفٍ اَبِيْ تَمِيْمَةَ
قَالَ شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَجُنْدُبًا وَاَصْحَابَهُ وَهُوَ يُوْصِيْهِمْ فَقَالُوْا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ قَالَ وَمَنْ يُّشَاقِقْ يَشْقُقِ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا
يُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُهُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَاْكُلَ اِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يُحَالَ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ بِمِلْءِ كَفٍّ مِنْ دَمٍ اَهْرَاقَهُ فَلْيَفْعَلْ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مَنْ

یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جُنْدُبٌ قَالَ نَعَمْ جُنْدُبٌ ترجمہ ابو تمیمہ سے
روایت ہے کہ مین صفوان اور جندب اور اسکے ساتھیون کے پاس موجود تھا اور حالانکہ وہ ان کو وصیت کرتا تھا
تو انہون نے کہا کہ کیا تو نے حضرت سے کچھ سنا ہے اسنے کہا ہان مین نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ جو سنا دے
خدا اسکو قیامت کے دن سنا دیگا اور جو لوگون کو مشقت مین ڈالے خدا اسکو قیامت کے دن مشقت مین
ڈالیگا تو انہون نے کہا کہ ہم کو وصیت کر تو اسنے یعنی صفوان نے کہا کہ پہلے پہل جو چیز آدمی کے بدن سے
سڑتی اور بو کرتی ہے یعنی بعد موت کے اس کا پیٹ ہے سو جس سے ہو سکے کہ نہ کھائے مگر پاک چیز تو چاہیئے
کہ کرے اور جس سے ہو سکے کہ نہ روکے اسکو بہشت مین داخل ہونے سے لپ (چلو) بھر لہو جسکو اسنے بہایا
تو چاہیئے کہ کرے یعنی کسی مسلمان کا ناحق خون نہ کرے کہا کہ مین نے ابو عبداللہ سے کہا کون کہتا ہے کہ
مین نے حضرت سے سنا جندب اسنے کہا ہان جندب ف جو سنا دے الخ یعنی جو خلقت مین نام نمود چاہے اور
شہرت اور نیک نام ہونیکے واسطے نیکی کرے خدا اسکو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے ذلیل اور رسوا
کریگا اور اس کی شرح رقاق مین گذر چکی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ مین نے حضرت سے سنا فرماتے تھے
کہ نہ حائل ہو درمیان کسی کے تم مین سے اور درمیان بہشت کے چلو بھر لہو مسلمان کا جسکو اسنے ناحق بہایا
اور ذکر چلو کا بطور مثال کے ہے والا اگر چلو سے کم ہو تو اسکا بھی یہی حکم ہے اور یہ وعید شدید ہے واسطے قتل
مسلمان کے ناحق اور مراد حدیث مین نہی ہے بری بات کہنے سے مسلمانون کے حق مین اور ظاہر کرنا
بدیون اور عیبون کا اور نہ مخالفت کرنا سبیل مومنین کے اور لازم پکڑنا ان کی جماعت کو اور نہی داخل کرنے
مشقت کے سے اوپر ان کے اور ضرر پہنچانا ان کو (فتح) بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْیَا فِی الطَّرِیْقِ حکم کرنا
اور فتوے دینا راہ مین ف دونون کو برابر کیا ہے اور دونون اثر صریح ہین اس چیز مین کہ متعلق ہے ساتھ
قضا کے اور جو حدیث مرفوع ہے لیا جاتا ہے اس سے جائز ہونا فتوی کا راہ مین کہ حضرت نے راہ مین
اسکو جواب دیا پس لاحق ہوگا ساتھ اسکے حکم (فتح) وَقَضٰی یَحْیَی بْنُ یَعْمَرَ فِی الطَّرِیْقِ یعنی اور حکم کیا
یحیے بن یعمر نے راہ مین یعنی شہر مرو مین جبکہ وہان قاضی ہوا حجاج کے زمانے مین وَقَضَی الشَّعْبِیُّ عَلٰی
بَابِ دَارِہٖ یعنی اور حکم کیا شعبی نے اپنے گھر کے دروازے پر ف اور علی سے روایت ہے کہ انہون نے
بازار مین حکم کیا حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ
بْنِ اَبِی الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ بَیْنَمَا اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِیَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّۃِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا فَکَاَنَّ الرَّجُلَ اسْتَکَانَ ثُمَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ

اللّٰہِ مَا اَعْدَدْتُ لَھَا کَثِیْرَ صِیَامٍ وَلَا صَلٰوۃٍ وَلَا صَدَقَۃٍ وَلٰکِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ ترجمہ انس سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں اور حضرت مسجد سے نکلتے تھے سو ایک مرد ہم کو ملا مسجد کے دروازے پر تو اسنے کہا یا حضرت قیامت کب آئے گی حضرت نے فرمایا تو نے اسکے واسطے کیا سامان تیار کیا ہے جو پوچھتا ہے تو گویا کہ وہ مرد دب گیا اور عاجز ہوا پھر اسنے کہا یا حضرت نہیں تیار کیا میں نے اسکے واسطے زیادہ روزہ نہ نماز نہ صدقہ لیکن میں خدا اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ تو انکے ساتھ ہوگا جنسے تو محبت رکھتا ہے ف شاید سوال اس مرد کا قیامت سے واسطے ڈرنے کے تھا اس جہت سے کہ اس میں ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ چلتے اور پیادہ پا علم کرنا جائز ہے یا نہیں سو کہا اشہب نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اسکے جبکہ نہ باز رکھے اسکو سمجھنے سے اور کہا سحنون نے کہ نہیں لائق ہے اور کہا ابن حبیب نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر جبکہ چلتا ہو اور ایسا انداز کرنا ساتھ نظر اور مانند اس کی کے سو نہیں جائز ہے کہا ابن بطال نے اور یہ حسن ہے اور قول اشہب کا موافق ہے ساتھ دلیل کے اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں صحیح ہے حجت اس کی جو منع کرتا ہے علم کی بات کرنے سے اھ میں اور بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں اس میں کہ اصحاب نے حضرت سے سوال کیا چلتے اور پیادہ پا اور سوار اور انس کی حدیث میں جواز سکوت عالم کا ہے سائل کے جواب سے جبکہ مسئلہ نہ پہچانا جاتا ہو جس کی لوگوں کو حاجت ہو یا فتنے اور بد تاویل کا خوف ہو اور منقول ہے مہلب سے کہ راہ میں اور سواری پر فتوی دینا تو اضع سے ہے (فتح) **بَابُ** مَا ذُکِرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ لَہٗ بَوَّابٌ یعنی جو ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت کا کوئی دربان نہ تھا **حَدَّثَنَا** اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ لِامْرَاَۃٍ مِّنْ اَھْلِہٖ تَعْرِفِیْنَ فُلَانَۃَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِھَا وَھِیَ تَبْکِیْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ فَقَالَتْ اِلَیْکَ عَنِّیْ فَاِنَّکَ خِلْوٌ مِّنْ مُّصِیْبَتِیْ قَالَ فَجَاوَزَھَا وَمَضٰی فَمَرَّ بِھَا رَجُلٌ فَقَالَ مَا قَالَ لَکِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا عَرَفْتُہٗ قَالَ اِنَّہٗ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَاءَتْ اِلٰی بَابِہٖ فَلَمْ تَجِدْ عَلَیْہِ بَوَّابًا فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاللّٰہِ مَا عَرَفْتُکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ اَوَّلِ صَدْمَۃٍ ترجمہ ثابت سے روایت ہے کہ میں نے انس سے سنا اسنے اپنے گھر والوں سے ایک عورت سے کہا تو فلانی عورت کو پہچانتی ہے اسنے کہا ہاں انس نے کہا کہ حضرت اس عورت پر گذرے اور وہ قبر کے پاس روتی تھی تو حضرت نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر تو اس عورت نے کہا کہ

بیٹے کے رنج سے ٹل جا سو مقدر تو خالی ہے بڑی مصیبت سے تو حضرت اس سے آگے بڑھے اور گذری پھر ایک مرد اس عورت پر گذرا تو اسنے کہا کہ حضرت نے تجھ سے کیا کہا اسنے کہا میں نے حضرت کو نہیں پہچانا اسنے کہا کہ مقرر وہ تو حضرت تھے تو وہ حضرت کے دروازے پر آئی اور دروازے پر کوئی دربان نہ پایا اسنے کہا یا حضرت قسم ہے اللہ کی میں نے آپ کو نہیں پہچانا تو حضرت نے فرمایا کہ مقرر صبر کا ثواب تو اول صدمہ کے نزدیک ہے **ف** اس حدیث کی شرح جنازے میں گذر چکی ہے اور اس عورت کا نام معلوم نہیں اور وہ قبر اسکے بیٹے کی تھی اور جسنے اسکو حضرت کا پتہ تلایا تھا وہ فضل بن عباس تھا کہا مہلب نے کہ حضرت کا کوئی دائمی دربان نہ تھا کبھی ہوتا تھا اور کبھی نہ ہوتا تھا یا جبکہ اپنے گھر والوں کے کام میں مشغول ہوتے یا اپنے خلوت کے کام میں ہوتے تو دربان بٹھلاتے نہیں تو لوگوں کے آگے سے پردہ اٹھاتے تاکہ حاجتوالا اپنی حاجت طلب کرے اور حاصل یہ ہے کہ دربان رکھنا جائز ہے مطلق لیکن مقید ہے ساتھ حاجت کے اور کہا شافعی نے کہ نہیں لائق ہے واسطے حاکم کے یہ کہ ٹھیراوے دربان اور دوسرے لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ جائز ہے اور حمل کیا گیا ہے قول اول اوپر زمانے آرام کرنے لوگوں کے اور جمع ہونے انکے کے خیر پر اور فرمانبردار ہونے انکے کے واسطے حاکم کے اور بعضوں نے کہا کہ بلکہ اس وقت مستحب ہے تاکہ مرتب ہوں خصوم اور دفع ہو شریر اور ثابت ہو چکا ہے بیچ قصے عمر کے عباس کے جھگڑے میں کہ عمر فاروق کے واسطے ایک دربان تھا۔ جس کا یرفا نام تھا اور بعضوں نے مقید کیا ہے جواز کو ساتھ غیر وقت بیٹھنے انکے کے واسطے لوگوں کے واسطے فصل احکام کے اور بعضوں نے جواز کو عام کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ وظیفہ دربان کا یہ ہے کہ جو دروازے پر آوے اس کی خبر حاکم کو پہنچاوے خاصکر جبکہ کوئی خاص آدمی ہو احتمال ہے کہ کوئی جھگڑا لیکر آیا ہو اور حاکم گمان کرے کہ وہ ملاقات کے واسطے آیا ہے اور اسکو کچھ انعام دیوے اور یہ خبر حاکم کو پہنچانا روبرو ہو کر یا لکھ کر اور ہمیشہ دربان رکھنا مکروہ ہے بلکہ کبھی حرام ہوتا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو حاکم کہ لوگوں کی حاجتوں سے پردہ پوش ہے خدا قیامت کے دن اس کی حاجت سے پردہ پوش ہوگا اور اس حدیث میں وعید شدید ہے اسکے واسطے جو لوگوں کے درمیان حاکم ہو اور بدون عذر کے پردے میں رہے اس واسطے کہ اس میں تاخیر کرنا ہے حقوق پہنچانے سے یا ضائع کرنا ان کا اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ مستحب ہے مقدم کرنا پہلے کا پھر جو اسکے بعد ہو پھر جو اسکے بعد ہو علی ہذا القیاس باترتیب سب کو بلایا جاوے اور مقدم کرے مسافر کو مقیم پر خاصکر جو خوف کرے ساتھیوں کے چلے جانے کا اور یہ کہ چاہیے کہ دربان ثقہ ہو عفیف ہو امین ہو عارف ہو حسن اخلاق ہو لوگوں کا قدر شناس ہو (فتح)

بَابُ الْحَاكِمِ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلَى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُوْنَ الْإِمَامِ الَّذِيْ فَوْقَهٗ

حاکم حکم کرے ساتھ قتل کے اس پر جس پر قتل واجب ہو سوای اس امام کے جو اس سے اوپر ہے یعنی جسنے اسکو حاکم بنایا ہے بدون حاجت کی طرف اذن لینے کی اس سے خاص اس وقعہ مین حدثنا محمد بن خالد قال حدثنا الانصاری محمد قال حدثنی ابی عن ثمامة عن انس ان قیس بن سعد کان یکون بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلة صاحب الشرط من الامیر ترجمہ انس سے روایت ہے کہ قیس بن سعد حضرت کے آگے بجای کوتوال کے ہوتے تھے ف اور مشکل ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے سو اشارہ کیا ہے کرمانی نے کہ وہ لی جاتی ہے اسکے اس قول سے دون الحاکم اس واسطے کہ اسکے معنے ہین عند یعنی نزدیک حاکم کے اور یہ وجہ خوب ہے اگر موافق ہو اسکو لغت بنا بر اسکے پس قیس کا یہ وظیفہ تھا کہ حضرت کی حضور مین یہ کام کرین آپ کی حکم سے برابر ہے کہ خاص ہو یا عام اور اس حدیث مین تشبیہ ہے اس چیز کی کہ پہلے گذری ساتھ اس چیز کے کہ اسکے بعد پیدا ہوئی اس واسطے کہ حضرت کی زمانے مین کسی عالم کے پاس کوتوال نہ تھا اور سوے اسکے کچھ نہین کہ بنی امیہ کی حکومت مین پیدا ہوا تھا سو ارادہ کیا انس نے تقریب حال قیس کا نزدیک سامعین کی سو تشبیہ دی اسکو ساتھ اس چیز کے جو ان کو معلوم تھی (فتح) حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن قرة قال حدثنی حمید بن ھلال قال حدثنا ابو بردة عن ابی موسی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ واتبعہ بمعاذ ح وحدثنی عبد اللہ بن صباح قال حدثنا محبوب بن الحسن قال حدثنا خالد عن حمید بن ھلال عن ابی بردة عن ابی موسی ان رجلا اسلم ثم تھود فاتاہ معاذ بن جبل وھو عند ابی موسی فقال ما لھذا قال اسلم ثم تھود قال لا اجلس حتی اقتلہ قضاء اللہ ورسولہ ترجمہ ابو موسے سے روایت ہے کہ حضرت نے اسکو یمن مین حاکم کر کے بھیجا پھر اسکے پیچھے معاذ کو بھیجا اور نیز ابو موسی سے روایت ہے کہ ایک مرد اسلام لایا پھر یہودی ہو گیا یعنی مرتد ہو گیا سو معاذ بن جبل اسکے پاس آئے اور وہ ابو موسی کے پاس تھا تو معاذ نے کہا کہ اسکو کیا ہے ابو موسی نے کہا کہ اول مسلمان ہوا تھا پھر یہودی ہو گیا تو معاذ نے کہا کہ مین نہین بیٹھونگا یہانتک کہ اسکو قتل کرون یہ اللہ اور اسکے رسول کا حکم ہے ف یعنی سو حکم کیا اسکے قتل کرنے کا سو قتل کیا گیا اور ساتھ اسکے تمام ہو گی مراد ترجمہ کی اور اس حدیث مین رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہ قائم کرین حدون کو عامل شہرون کے مگر بعد مشورت اور اذن لینے کے اس خلیفے سے جسنے ان کو حاکم کیا کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس باب مین سو کوفیون کا تو یہ مذہب ہے کہ قاضی کا حکم دکیل کا سا حکم ہے نہین مطلق ہے ہاتھ اسکا مگر جس چیز مین

اس کو اجازت ہوئی اور حکم اس کا غیروں کے نزدیک وصی کا حکم ہے یعنی جسکو وصیت کی گئی ہو جائز ہے اسکو تصرف کرنا ہر چیز میں اور مطلق ہی ہاتھ اسکا تمام چیزوں میں مگر جو مستثنا ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے ان سے کہ نہ قائم کریں حدوں کو مگر سردار شہروں کے اور نہ قائم کریں ان کو عامل دیہات کی اور نقل کیا ہے ابن قاسم نے کہ نہ قائم کی جاویں حدیں پانیوں پر بلکہ کھینچی جاویں طرف شہروں کی اور نہ قائم کیا جاوے قصاص ساتھ قتل کے سب شہروں میں مگر دار الخلافت میں جس جگہ خلیفہ رہتا ہو یا خلیفے سے تحریری اجازت لی جاوے اور کہا اشہب نے بلکہ جسکو والی اذن دیوے پانیوں کے عاملوں سے اسکے واسطے جائز ہے کہ حدوں کو قائم کرے اور شافعی سے منقول ہے مثل اس کی کہا ابن بطال نے کہ حجت جواز میں حدیث معاذ کی ہے کہ اسنے مرتد کو قتل کیا بدون اسکے کہ حضرت کی طرف یہ قصہ اٹھایا جاوے (فتح) **بَابُ** هَلْ يَقْضِي الْحَاكِمُ أَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ کیا حکم کرے حاکم یا فتوے دیوے غصے کی حالت میں **حَدَّثَنَا** آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ أَبُو بَكْرَةَ إِلَى ابْنِهِ وَ كَانَ بِسِجِسْتَانَ أَنْ لَا تَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ ترجمہ عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ابو بکرہ نے اپنے بیٹے کی طرف لکھا اور حالانکہ وہ سجستان میں قاضی تھا کہ نہ حکم کریو دو آدمیوں میں غصے کی حالت میں اس واسطے کہ میں نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ ہرگز نہ حکم کرے کوئی حاکم دو آدمیوں میں غصے کی حالت میں **ف** یعنی جب حاکم اور قاضی غصے میں ہو تو اس وقت مقدمہ فیصل نہ کرے اس واسطے کہ قضیہ فیصل کرنیکو عقل اور ہوش چاہیے اور غصے کی حالت میں آدمی ہوش میں نہیں رہتا اور کبھی ناحق کے ساتھ فیصل کرتا ہے اس واسطے اس سے منع کیا گیا اور یہی قول ہے سب شہروں کے فقہا کا اور کہا ابن دقیق العید نے کہ غصے کی حالت میں اس واسطے حکم کرنا منع ہے کہ حاصل ہوتا ہے غصے کے سبب سے تغیر مزاج میں جس سے نظر میں خلل پیدا ہوتا ہے پس نہیں حاصل ہوتا ہے استیفا حکم کا اپنی وجہ پر اور یہی حکم ہے ہر چیز کا جس سے عقل اور فکر میں خلل پیدا ہو مانند بہت بھوک اور پیاس اور غلبے نیند وغیرہ کی جو دل کے متعلق ہے ایسا تعلق کہ مشغول رکھتا ہے اسکو استیفاء نظر سے اور شاید غصے کو خاص اس واسطے ذکر کیا کہ وہ نفس پر غالب ہو جاتا ہے اور اس کا مقابلہ دشوار ہوتا ہے برخلاف غیر اسکے کے لیکن اگر غصے کی حالت میں حکم کرے تو صحیح ہے ساتھ کراہت کے اگر حق کے موافق پڑ جاوے اور یہ قول جمہور کا ہے اور البتہ پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت نے غصے کی حالت میں زبیر کے واسطے حکم کیا اور نہیں

بحث ہے اس مین واسطے دور ہونے کراہت کے حضرت کی غرت سے اس واسطے کہ حضرت معصوم ہین جیسا رضامندی کی حالت مین کہتے ہین ویسا غصے کی حالت مین کہتے ہین اور کہا نووی نے لفظ کی حدیث مین کہ اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے فتوی دینا غصے کی حالت مین اور اسی طرح حکم کرنا بھی اور جاری ہوتا ہے ساتھ کراہت کے ہمارے حق مین اور نہین مکروہ ہے حضرت کے حق مین اس واسطے کہ نہین خوف کیا جاتا ہے حضرت پر غصے کی حالت مین جو خوف کیا جاتا ہے غیر پر اور لیا جاتا ہے اطلاق سے کہ نہین ہے کوئی فرق درمیان مراتب غصے کے اور نہ اسباب اسکے کے اور اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اسکو جمہور نے اور کہا بعضے حنابلہ نے کہ نہین جاری ہوتا ہے حکم غصے کی حالت مین واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے اور نہی چاہتی ہے فساد کو اور تفصیل کی ہے بعضوں نے کہ اگر عارض ہوا ہو اس پر غصہ بعد اسکے کہ ظاہر ہو چکا ہو اسکے واسطے حکم تو وہ غصہ اثر نہین کرتا نہین تو اس مین اختلاف ہے اور یہ تفصیل معتبر ہے اور کہا ابن منیر نے کہ داخل کی بخاری نے حدیث ابوبکرہ کی جو دلالت کرتی ہے منع پر پھر حدیث ابو مسعود کی جو دلالت کرتی ہے جواز پر واسطے تنبیہ کرنے کے تطبیق پر باین طور کہ خاص کیا جاوے جواز کو ساتھ حضرت کے واسطے موجود ہونے عصمت کے حضرت کے حق مین اور یہ کہ غصہ حضرت کا صرف حق کے واسطے تھا سو جو حضرت کے سے حال مین ہو اسکو جائز ہے نہین تو منع ہے اور وہ مثل شہادت عدوان کے ہے کہ اگر دنیاوی ہو تو رد کی جاوے اور اگر دینی ہو تو قبول کی جاوے اور اس حدیث مین ہے کہ لکھنا ساتھ حدیث کی مثل سماع کی ہے شیخ سے بیچ واجب ہونے عمل کے اور اسپر روایت مین سو منع کیا ہے اس سے ایک قوم نے جبکہ خالی ہو اجازت سے اور مشہور جواز ہے ہان صحیح نزدیک ادا کے یہ ہے کہ نہ مطلق بولے اخبار کو بلکہ یون کہے کہ اسنے مجھکو لکھا یا خبر دی مجھکو اپنی کتاب مین اور اس مین ذکر کرنا حکم کا ہے ساتھ دلیل اس کی کے تعلیم مین اور مثل اس کی فتوی مین اور اس مین شفقت باپ کی ہے اپنے بیٹے پر اور خبر دینا اسکو ساتھ اس چیز کے جو اسکو نفع دیوے اور ڈرانا اسکو واقع ہونے سے بری کام مین اور اس مین پھیلانا علم کا ہے واسطے عمل کے اور پیروی کرنے کے اگرچہ عالم اس سے سوال نہ کیا جاوے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ وَاللّٰهِ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فِيْهَا قَالَ فَمَا رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ اَشَدَّ غَضَبًا فِیْ مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰی بِالنَّاسِ فَلْيُوْجِزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ

الکبیر والضعیف وذا الحاجۃ ترجمہ ابو مسعود سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت کے پاس آیا
تو اسنے کہا یا حضرت قسم ہے اللہ کی البتہ میں صبح کی نماز سے پیچھے رہتا ہوں یعنی جماعت میں شریک
نہیں ہوتا بسبب فلانے یعنی امام کے کہ وہ اس میں ہمارے ساتھ لمبی قرات پڑھتا ہے سو میں نے
حضرت کو وعظ میں اس دن زیادہ تر غضبناک کبھی نہیں دیکھا پھر فرمایا کہ اے لوگو مقرر تم میں سے بعضے
لوگ نفرت دلانے والے اور بھڑکانے والے ہیں سو جو لوگوں کو نماز پڑھاوے امام بنے تو چاہیئے کہ ہلکی نماز
پڑھے اس واسطے کہ آدمیوں میں بڈھے اور ضعیف اور حاجتمند بھی ہوتے ہیں **ف** اس حدیث کی شرح
امامت میں گذر چکی ہے اور مراد فلانے سے معاذ بن جبل ہیں **حدثنا** محمد بن ابی یعقوب
الکرمانی قال حدثنا حسان بن ابراھیم قال حدثنا یونس قال محمد اخبرنی
سالم بن عبد اللہ ان عبد اللہ بن عمر اخبرہ انہ طلق امراتہ وھی حائض فذکر عمر
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فتغیظ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیراجعھا
ثم لیمسکھا حتی تطھر ثم تحیض فتطھر فان بدا لہ ان یطلقھا فلیطلقھا قال
ابو عبد اللہ محمد ھو الزھری ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ اسنے اپنی عورت کو طلاق
دی حیض کی حالت میں تو عمر فاروق نے یہ حضرت سے ذکر کیا تو حضرت اس میں غصے ہوئے پھر فرمایا کہ
چاہیئے کہ اپنی عورت سے رجعت کرے یعنی طلاق کو باطل کرکے پھر اسکو اپنی جورو بناوے پھر اسکو اپنے گھر
میں رہنے دے یہانتک کہ حیض سے پاک ہووے پھر اسکو دوسرا حیض آوے پھر حیض سے پاک ہووے پھر اگر
اسکو طلاق دینا چاہے تو طلاق دیوے کہا بخاری نے کہ محمد زہری ہے **ف** فیہ کی ضمیر فعل مذکور کی
طرف راجع ہے اور وہ طلاق ہے اور ایک روایت میں علیہ کا لفظ زیادہ ہے اور اس کی ضمیر ابن عمر کی
طرف راجع ہے **باب** من رای القاضی ان یحکم بعلمہ فی امر الناس اذا لم یخف
الظنون والتھمۃ جو دیکھتا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے لوگوں کے معاملے میں اپنے علم
سے جبکہ نہ ڈرے بدگمانی اور تہمت سے **ف** یہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ابو حنیفہ کے قول کی طرف
کہ جائز ہے قاضی کو کہ حکم کرے لوگوں کے حقوق میں اپنے علم سے اور نہیں جائز ہے اسکو کہ حکم کرے
اپنے علم سے حقوق اللہ میں مانند حدود کے اس واسطے کہ ان کی بنا سہولت اور آسانی پر ہے اور اس کے
واسطے لوگوں کے حقوق میں تفصیل ہے اگر ہو جو معلوم کیا اسنے ولایت سے پہلے تو نہ حکم کرے ساتھ
اسکے اس واسطے کہ وہ بجائے اسکی ہے جو گواہوں سے سنا در وہ غیر حاکم ہو برخلاف اسکے کہ معلوم کرے
اسکو حکومت میں اور رہا پیر یہ جو کہا جبکہ نہ ڈرے بدگمانی اور تہمت سے تو مقید کیا گیا ہے ساتھ اس کے قول

اس شخص کا جو جائز رکھتا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے اپنے علم سے اس واسطے کہ جن لوگوں نے اسکو مطلق منع کیا ہے وہ علت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ معصوم نہیں سو جائز ہے کہ لاحق ہو اس کو تہمت جبکہ حکم کرے اپنے علم سے حکم کیا ہو اپنے دوست کے حق میں اسکے دشمن پر اکھاڑا گیا مادہ جرح سے سو ٹھیرایا بخاری نے محل جواز کا جبکہ نہ خوف ہو حاکم کو بدگمانی اور تہمت سے اور اشارہ کیا اس طرف کہ لازم آتا ہے منع کرنے سے بسبب اکھاڑنے مادہ کے یہ کہ مثلاً ایک مرد کو سُنے اسنے اپنی عورت کو طلاق بائن دی پھر عورت نے اسکو حاکم کی طرف اٹھایا اسنے انکار کیا سو جب اسکو قسم دے اور وہ قسم کھاوے تو لازم آوے گا کہ وہ ہمیشہ حرام فرج پر ہے اور فاسق ہو ساتھ اسکے سو اسکے واسطے کوئی چارہ نہیں کہ اسکے قول کو قبول نہ کرے اور حکم کرے اس پر اپنے علم سے سو اگر تہمت سے ڈرے تو اسکے واسطے جائز ہے کہ اسکو دفع کرے اور قائم کرے اسکی گواہی کو اوپر اسکے نزدیک دوسرے حاکم کے کہا کرابیسی نے کہ شرط جواز حکم کی اپنے علم سے یہ ہے کہ ہو حاکم مشہور ساتھ بھلائی کے اور عفاف کی اور صدق کے اور نہ پہچانی گئی ہو اس سے زیادہ ذلت اور تقوی کے اسباب اس میں موجود ہوں اور تہمت کی اسباب اس میں مفقود سو یہی ہے وہ شخص جسکو اپنے علم سے حکم کرنا مطلق جائز ہے (فتح) کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لھند خذی ما یکفیک وولدک بالمعروف جیسا کہ حضرت نے ہند سے فرمایا کہ لے لیا کر خاوند کے مال سے دستور کے موافق جتنا تجھکو اور تیری اولاد کو کفایت کرے وذلک اذا کان امرا مشھورا اور یہ اس وقت ہے جبکہ ہو امر مشہور یہ تفسیر ہے اسکے قول کی جو کہتا ہے کہ حکم کرے اپنے علم سے مطلق اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ مشہور کے وہ چیز کہ حکم کیا گیا ہو ساتھ اپنے اسکے کے (فتح) حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال حدثنی عروۃ ان عائشۃ قالت جاءت ھند بنت عتبۃ بن ربیعۃ فقالت یا رسول اللہ واللہ ما کان علی ظھر الارض اھل خباء احب الی ان یذلوا من اھل خبائک وما اصبح الیوم علی ظھر الارض اھل خباء احب الی ان یعزوا من اھل خبائک ثم قالت ان ابا سفیان رجل مسیک فھل علی حرج من ان اطعم الذی لہ عیالنا قال لھا لا حرج علیک ان تطعمیھم من معروف ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ ہند حضرت پاس آئی تو اسنے کہا یا حضرت قسم ہے کہ زمین پر کوئی گھر والے نہ تھے کہ ان کا ذلیل ہونا میرے نزدیک زیادہ پیارا ہو آپ کے خیمے والوں سے اور نہیں صبح کی آج کے دن زمین کی پشت پر کسی خیمے والوں نے کہ میرے نزدیک ان کا باعزت ہونا زیادہ تر پیارا ہو آپ کے خیمے والوں سے پھر ہند نے کہا یا حضرت مقرر ابو سفیان

بخیل آدمی ہے سو کیا مجھ پر کچھ حرج ہے کہ بین اسکے مال سے اپنی اولاد کو کھلاؤن حضرت نے اس سے فرمایا
کہ تم پر کچھ حرج نہین کہ تو دستور کے موافق ان کو کھلا وے ف اور اس حدیث کی شرح نفقات مین
گذر چکی ہے اور اس مین بیان ہے استدلال اس شخص کا جو استدلال کرتا ہے ساتھ اسکے اوپر جائز ہونے
حکم کے واسطے حاکم کے اپنے علم سے اور رد ہے قول مستدل کا ساتھ اسکے اوپر حکم کرنے والے کے غائب
پر یعنی اس حدیث کے استدلال ہے غائب پر حکم نہین ہو سکتا کہا ابن بطال نے کہ حجت پکڑی ہے اسنے
جسنے جائز رکھا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے اپنے علم سے ساتھ حدیث کے باب کی اس واسطے کہ
حضرت نے اسکے واسطے وجوب نفقے کے ساتھ حکم کیا اس واسطے کہ حضرت کو معلوم تھا کہ یہ ابو سفیان کی
جورو ہے اور اس پر گواہ طلب نہ کیا اور جو منع کرتا ہے اس کی حجت ام سلمہ کی حدیث مین یہ قول
حضرت کا ہے کہ بین اسکے واسطے حکم کرتا ہون جس طرح سنتا ہون اور نہین فرمایا کہ جو جانتا ہون اور جو مطلق
منع کرتا ہے اسکی حجت یہ ہے کہ بری حاکمون سے ڈر ہے کہ اپنے علم سے جس طرح چاہین حکم کرین اور جس نے
تفصیل کی اس کی حجت یہ ہے کہ جو چیز حاکم نے حکم کرنے سے پہلے معلوم کی وہ شہادت کے طریق پر تھی
سو اگر اسنے اسکے ساتھ حکم کیا تو ہوگا حکم اپنے نفس کی گواہی سے سو ہو گیا بجائے اسکے جسنے حکم کیا ساتھ
دعوے اپنے کے غیر پر اور نیز پس ہوگا مانند حکم کرنے والے کی ساتھ ایک گواہ کے اور ابر حکم کی حالت
بین سو ام سلمہ کی حدیث مین ہے کہ بین حکم کرتا موافق اسکے کہ سنتا ہون اور نہین فرق کیا درمیان سماع کے
گواہ سے یا مدعی سے کہا ابن منیر نے کہ نہین تعرض کیا ابن بطال نے واسطے مقصود باب کے اور یہ اس واسطے
کہ بخاری نے حجت پکڑی ہے واسطے جواز حکم کے علم سے ساتھ قصے ہند کے سو شارح کو لائق تھا کہ
اس کا تعقب کرتا ساتھ اسکے کہ اس مین کوئی دلیل نہین اس واسطے کہ وہ خارج ہوا ہے بجائے فتوے کے اور
کلام مفتی کا تنزل ہوتا ہے بر تقدیر صحت اس کی کے کہ ہند نے فتوے پوچھا تھا سو گویا حضرت نے فرمایا
کہ اگر ثابت ہو جاوے کہ وہ تیرا حق تجھکو نہین دیتا تو جائز ہے تجھکو اس کا استیفا کرنا ساتھ امکان کے
اور جواب دیا ہے بعضون نے ساتھ اسکے کہ اغلب حضرت کے احوال سے اور الزام ہے پس واجب ہے اتارنا
حضرت کے لفظ کا اوپر اسکے لیکن وارد ہوتا ہے اس پر یہ کہ نہین ذکر کیا حضرت نے ہند کے قصے مین کہ وہ
ہند کو سچا جانتے ہین بلکہ ظاہر یہ ہے کہ نہین سنا حضرت نے یہ قصہ مگر ہند سے پس کس طرح صحیح ہوگا
استدلال ساتھ اسکے اوپر حکم کرنے حاکم کے اپنے علم سے مین کہتا ہون کہ جو ابن منیر نے اس کی نفی
کا دعوی کیا ہے یہ بعید ہے اس واسطے کہ اگر حضرت اس کو سچا نہ جانتے تو اسکو لینے کے ساتھ حکم نہ کرتے
اور اطلاع حضرت کی اسکے سچ پر ممکن ہے وحی سے اور جو اسکے سوا ہے اسکو ممکن نہین بدون

اسکے کہ اسکو پہلے سے معلوم ہو (فتح) بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُومِ گواہی دینا خط پر
جو مہر کیا گیا ہو یعنی کیا صحیح ہے گواہی خط پر کہ یہ فلانے کا خط ہے وَمَا يَجُوزُ مِنْ ذَلِكَ وَمَا
يَضِيقُ عَلَيْهِ اور جو جائز ہے اس سے اور جو تنگی کی جاتی ہے اوپر اسکے **ف** مراد یہ ہے کہ یہ قول عام
نہیں نہ اثبات میں نہ نفی میں بلکہ نہیں منع ہے یہ مطلق پس ضائع ہوں حقوق اور نہ عمل کیا جاوے
ساتھ اسکے مطلق پس نہیں ہے اس میں امن تزویر اور حیل سے سو ہوگا جائز چند شرطوں سے وَ
كِتَابُ الْحَاكِمِ إِلَى عَامِلِهِ وَالْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي اور خط لکھنا قاضی کا اپنے عامل کو اور خط
لکھنا قاضی کا قاضی کو **ف** یہ اشارہ ہے طرف رد کی اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے گواہی کو خط
پر اور نہیں جائز رکھتا اسکو قاضی کے خط میں وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِي
الْحُدُودِ ثُمَّ قَالَ إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ هَذَا مَالٌ بِزَعْمِهِ وَإِنَّمَا صَارَ مَالًا
بَعْدَ أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ فَالْخَطَأُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ ترجمہ اور بعضے لوگوں نے کہا کہ خط لکھنا حاکم کا
جائز ہے مگر حدود میں پھر کہا کہ اگر قتل خطاً ہو تو جائز ہے اس واسطے کہ وہ مال ہے اسکے گمان میں اور
سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ہو گیا ہے مال بعد اسکے کہ ثابت ہوا قتل اور خطا اور عمد ایک ہے **ف** کہا ابن
بطال نے کہ حجت بخاری کی اس پر جو قائل ہے ساتھ اسکے حنفیہ سے واضح ہے اس واسطے کہ جب نہیں جائز
رکھتا ہے وہ خط لکھنے کو ساتھ قتل کی تو نہیں ہے کوئی فرق درمیان خطا اور عمد کے اول امر میں اور
سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ہو گیا ہے مال بعد ثابت ہونے کے نزدیک حاکم کے اور عمد بھی بہت وقت
رجوع کرتا ہے طرف مال کی پس قیاس چاہتا ہے کہ دونوں برابر ہوں (فتح) وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى
عَامِلِهِ فِي الْجَارُودِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي سِنٍّ كُسِرَتْ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ كِتَابُ
الْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي جَائِزٌ إِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَالْخَاتَمَ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُجِيزُ الْكِتَابَ
الْمَخْتُومَ بِمَا فِيهِ مِنَ الْقَاضِي وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهُ وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ
الثَّقَفِيُّ شَهِدْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ ابْنَ يَعْلَى قَاضِيَ الْبَصْرَةِ وَإِيَاسَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَالْحَسَنَ
وَثُمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ وَبِلَالَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيَّ
وَعَامِرَ بْنَ عَبِيدَةَ وَعَبَّادَ بْنَ مَنْصُورٍ يُجِيزُونَ كُتُبَ الْقُضَاةِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الشُّهُودِ
فَإِنْ قَالَ الَّذِي جِيءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ إِنَّهُ زُورٌ قِيلَ لَهُ اذْهَبْ فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذَلِكَ وَ
أَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَلَى كِتَابِ الْقَاضِي الْبَيِّنَةَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ اور البتہ لکھا عمر رض
نے اپنے عامل کی طرف حدود میں اور لکھا عمر بن عبد العزیز نے دانتوں کے مقدمہ میں جو توڑے

گئے تھے اور کہا ابراہیم نے کہ لکھنا قاضی کا قاضی کو جائز ہے جبکہ لکھا اور مُہر پہچانے اور جائز رکھتا تھا شعبی خط مہر کئے گئے کو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے قاضی سے یعنی جو آوے اس پاس قاضی کی طرف سے اور مروی ہے ابن عمر سے مانند اس کی اور کہا معاویہ نے کہ حاضر تھا میں پاس عبد الملک بن یعلی قاضی بصرہ کے اور ایاس بن معاویہ کے اور حسن کے اور ثمامہ کے اور بلال کے اور عبد اللہ کے اور عامر کے اور عباد کے جائز رکھتے تھے یہ سب امام قاضیوں کے خطوں کو بغیر حاضر ہونے گواہوں کے یعنی یہ سب امام قاضی تھے سو اگر کہے جسکے پاس خط آیا کہ یہ جعلی ہے تو اس سے کہا جاوے گا کہ جا اور تلاش کر اس سے نکلنا یعنی ساتھ قدح کرنے کے گواہوں میں جو ان کی گواہی کو باطل کرے اور یا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر برات کی مشہود بہ سے اور قاضی کے خط پر پہلے پہل ابن ابی لیلی اور سوار نے گواہ طلب کیا وَقَالَ لَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحْرِزٍ جِئْتُ بِکِتَابٍ مِنْ مُوْسَی بْنِ اَنَسٍ قَاضِی الْبَصْرَةِ وَاَقَمْتُ عِنْدَهُ الْبَیِّنَةَ اَنَّ لِیْ عِنْدَ فُلَانٍ کَذَا وَکَذَا وَهُوَ بِالْکُوْفَةِ فَجِئْتُ بِهِ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَاَجَازَهُ ترجمہ اور کہا ہم سے ابو نعیم نے حدیث بیان کی ہم سے عبید اللہ نے کہ میں موسیٰ بن انس قاضی بصرہ کے پاس سے خط لایا اور میں نے اسکے پاس گواہ قائم کیا کہ مقرر میرا اتنا اتنا مال فلانے کے پاس ہے جو کوفے میں ہے سو میں وہ خط قاسم پاس لایا یعنی اور وہ اس وقت کوفہ کا حاکم تھا تو قاسم نے اسکو جائز رکھا ف کہا ابن قدامہ نے کہ شرط ہے ائمہ فتویٰ کے قول میں کہ گواہی دیں ساتھ لکھنے قاضی کے طرف قاضی کی دو گواہ عادل اور حسن سے روایت ہے کہ اگر خط اور مہر کو پہچانتا سو تو جائز ہے قبول کرنا اس کا وَکَرِهَ الْحَسَنُ وَاَبُوْ قِلَابَةَ اَنْ یَّشْهَدَ عَلٰی وَصِیَّةٍ حَتّٰی یَعْلَمَ مَا فِیْهَا لِاَنَّهٗ لَا یَدْرِیْ لَعَلَّ فِیْهَا جَوْرًا ترجمہ اور مکروہ رکھا ہے حسن اور ابو قلابہ نے یہ کہ گواہی دی جاوے وصیت پر کہ فلانے کی وصیت ہے یہاں تک کہ معلوم کیا جاوے جو اس میں ہے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید اس میں ظلم ہو ف اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اسکے کہ جب اس میں ظلم ہے تو نہیں منع ہے اٹھانا اس کا اس واسطے کہ حاکم قادر ہے اسکے رد کرنے پر اگر شرع رد کا حکم کرے اور جو اسکے سوا ہے اسکے ساتھ عمل کیا جاوے اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ مانع جہل ہے ساتھ اس چیز کے کہ گواہی دے اور وجہ ظلم کی یہ ہے کہ بہت لوگ رغبت کرتے ہیں اسکے چھپانے میں اس احتمال کو واسطے کہ نہ مرے پس احتیاط کرتا ہے ساتھ گواہوں کے اور اس کا حال بدستور پوشیدہ رہتا ہے (فتح) وَقَدْ کَتَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَهْلِ خَیْبَرَ اِمَّا اَنْ تَدُوْا صَاحِبَکُمْ وَاِمَّا اَنْ تُؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ

ترجمہ اور حضرت نے خیبر والون کو لکھا کہ یا اپنے ساتھی کی دیت دو اور یا خبردار ہو جاؤ ساتھ لڑائی کے
وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي شَهَادَةٍ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ إِنْ عَرَفْتَهَا فَاشْهَدْ وَإِلَّا فَلَا تَشْهَدْ
ترجمہ اور کہا زہری نے بیچ گواہی کے عورت پر پردے کے پیچھے سے کہ اگر تو اسکو پہچانے تو گواہی دے
والا گواہی نہ دے ف اور اس سے معلوم ہوا کہ نہین شرط ہے کہ اسکو گواہی دینے کے وقت دیکھے
بلکہ کفایت کرتا ہے کہ اسکو پہچانے خواہ کسی طرح سے ہو حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا
غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قَالُوا إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِهِ وَنَقْشُهُ مُحَمَّدٌ
رَسُولُ اللّٰهِ ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت نے ارادہ کیا کہ روم والون کی طرف خط لکھین تو لوگون
نے کہا کہ وے بے مہر کے خط کو نہین پڑہتے تو حضرت نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جیسے کہ مین اس کی
چمک کی طرف دیکھتا ہون اور اس مین محمد رسول اللہ کھودوایا ف اور اس باب مین تین حکم ہین
گواہی دینا خط پر اور خط قاضی کا طرف قاضی کی اور شہادت اوپر اقرار کے ساتھ اس چیز کے کہ خط
مین ہے اور بخاری کی کاریگری سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اسکے نزدیک یہ سب جائز ہے ایپر حکم
اول سو کہا ابن بطال نے کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ نہین جائز ہے گواہی واسطے گواہ کے جبکہ اسکے
خط کو دیکھے مگر جبکہ اسکو یہ گواہی یاد ہو اور اگر اسکو یاد نہو تو نہ گواہی دیوے اسواسطے کہ جو چاہتا ہے
نقش کھود سکتا ہے اور جو چاہتا ہے خط لکھ سکتا ہے اور جائز رکھا ہے مالک نے گواہی کو خط پر اور
مخالفت کی ہے مالک نے سب فقہا کی اور ایپر حکم ثانی تو اس مین اختلاف ہے جمہور کا یہ مذہب ہے
کہ لکھنا قاضی کا طرف قاضی کی جائز ہے اور مستثنے کیا ہے حنفیہ نے حدود کو اور یہ قول شافعی کا
ہے اور حجت بخاری کی حنفیہ پر قوی ہے اس واسطے کہ وہ نہین ہوا ہے مال مگر بعد ثبوت قتل کے اور
جو ذکر کیا ہے اسنے تابعین قاضیون سے کہ انہون نے اسکو جائز رکھا ہے ان کی حجت ظاہر ہے حدیث
سے اس واسطے کہ حضرت نے بادشاہون کی طرف نامے لکھے اور نہین منقول ہے کہ کسی کو اپنے خط پر
گواہ کیا پھر اجماع ہوا ہے سب فقہاء کا اس پر جو سوار کا مذہب ہے کہ دو گواہون کا ہونا شرط ہے
اس واسطے کہ لوگون مین فساد مین داخل ہوا ہے تو احتیاط کے واسطے دو گواہ شرط کئے گئے جو گواہی
دین کہ بیشک یہ فلانے کا خط ہے اسنے ہمارے سامنے لکھا تھا تاکہ لوگون کی جان اور مال محفوظ
رہین اور ایپر تیسرا حکم سو اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اسکے جبکہ قاضی اپنے نوشتے پر دو آدمیون کو

گواہ کرے اور ان کو پڑھکے نہ سناوے کہ اس نے اس مین کیا لکھا ہے سو مالک نے کہا کہ جائز ہے کہ وہ نوشتہ کی گواہی دیوین اور شافعی اور ابو حنیفہ نے کہا کہ نہین جائز ہے اور حجت ان کی یہ قول خدا کا ہے وما شہدنا الا بما علمنا اور حجت مالک کی یہ ہے کہ حاکم جب اقرار کرے کہ وہ اس کا خط ہے تو غرض گواہی دینے سے اس پر یہ ہے کہ قاضی مکتوب الیہ جانے کہ یہ خط قاضی کا ہے طرف اس کی اور البتہ ثابت ہوتی ہے نزدیک قاضی کے لوگون کے امرون سے جو نہین واجب ہے کہ اسکو ہر ایک جانے مانند وصیت کی اور مالک نے بھی اسکو جائز رکھا ہے کہ دو شخص گواہی دیوین وصیت مہر کی گئی پر اور خط لپیٹے پر اور حاکم کیواسطے کہین کہ ہم گواہی دیتے ہین اسکے اقرار پر جو اس خط مین ہے اور حجت اس مین تامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے اپنے عاملون کی طرف لکھے بدون اسکے کہ اسکو حامل خط پڑھین اور وہ شامل ہین احکام اور سنن پر کہا طحاوی نے مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جب خط پر مہر نہ کی گئی ہو تو حجت قائم ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس مین ہے اس واسطے کہ حضرت نے ارادہ کیا کہ ان کی طرف لکھین اور انگوٹھی تو صرف انکے کہنے سے بنوائی تھی کہ وہ نہ مہر کیے خط کو نہین پڑھتے تو اسنے دلالت کی کہ قاضی کا خط حجت ہے برابر ہے کہ مہر کیا گیا یا نہ کیا گیا ہو اور اگر قاضی اپنا کوئی خط دیکھے جس مین کوئی حکم ہو اور طلب کرے محکوم کہ اس سے عمل کرنا ساتھ اسکے تو اکثر کا یہ مذہب ہے کہ نہین جائز ہے واسطے اسکے کہ حکم کرے یہانتک کہ واقعہ کو یاد کرے اور بعضون نے کہا کہ اگر اسکو یقین ہو کہ وہ اسی کا خط ہے تو جائز ہے اسکے واسطے حکم کرنا اور گواہی دینا اگرچہ اسکو واقعہ یاد نہو اور بعضون نے کہا کہ اگر حاکم کی حرز مین ہو تو جائز ہے اور یہ قول زیادہ تر قریب ہے طرف انصاف کی اور کہا ابن منیر نے کہ نہین تعرض کیا شارح نے واسطے مقصود باب کے اس واسطے کہ بخاری نے استدلال کیا ہے خط پر ساتھ خط حضرت کی طرف روم کی اور جائز ہے واسطے قائل کے یہ کہ کہے مضمون نامہ کا ان کو بلانا تھا طرف اسلام کی اور یہ امر مشہور ہو چکا تھا واسطے ثابت ہونے معجزہ کے اور یقین کرنے کے ساتھ صدق حضرت کی یعنی ان کو اسلام کی دعوت بالتواتر معلوم ہو چکی تھی پس نہین لازم کیا ان کو مجرد خط سے اس واسطے کہ خط تو ظن کا فائدہ دیتا ہے اور اسلام مین ظن بالاجماع کفایت نہین کرتا سو معلوم ہوا کہ خط کے مضمون کا علم ان کو تواتر سے معلوم ہو چکا تھا خط سے پہلے تو یہ خط واسطے یاد دلانے کے تھا (فتح) **بَابُ مَتٰى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ** کب لائق ہوتا ہے مرد قاضی بننے کے یعنی کب مستحق ہوتا ہے کہ قاضی ہووے **ف** کہا کرابیسی نے بیچ کتاب آداب القضاء کے کہ نہین جانتا ہون درمیان علمای سلف کے اختلاف اس مین کہ لوگون کے درمیان قاضی بننے کی

لائق وہ مرد ہے جس کا فضل اور صدق اور علم اور تقوی ظاہر ہو قرآن کو پڑھنے والا ہو اسکے اکثر احکام کا عالم ہو اور حضرت کی حدیثون کا عالم ہو اور اکثر کا حافظ ہو اور اسی طرح عالم ہو ساتھ اقوال کے اور انکے اتفاق اور اختلاف کے اور عالم ہو ساتھ اقوال فقہا تابعین کے پہچانتا ہو صحیح کو ضعیف سے نازل ہین کتاب کی پیروی کرے اگر نہ پاوے تو حدیث کے ساتھ عمل کرے اور اگر حدیث مین وہ حکم نہ پاوے تو عمل کرے ساتھ اسکے جس پر اصحاب کا اتفاق ہو اور اگر اصحاب کا اختلاف ہو تو جو زیادہ تر موافق ہو ساتھ قرآن کے پھر حدیث کے پھر ساتھ فتوی اکثر اکابر اصحاب کو اسکے ساتھ عمل کرے اور ایسا آدمی اگرچہ زمین پر پایا نہین جاتا لیکن واجب ہے کہ طلب کیا جاوے ہر زمانے سے وہ شخص جو ان مین اکمل اور افضل ہو کہا مہلب نے نہین کفایت کرتا قضا کے مستحق ہونے مین کہ وہ اپنے تئین اسکے لائق دیکھے بلکہ لوگ اسکو اسکے لائق دیکھین اور ضرور ہے کہ قاضی عالم عاقل ہووے اور نہین شرط ہے کہ مالدار ہووے اور قاضی مین شرط ہے کہ مرد ہو اس پر سب کا اتفاق ہے مگر حنیفہ سے اور مستثنے کیا ہے انہون نے حدود کو (فتح)۔ وَقَالَ الْحَسَنُ اَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْحُكَّامِ اَنْ لَّا يَتَّبِعُوا الْهَوٰى وَلَا يَخْشَوُا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ثُمَّ قَرَءَ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ وَقَرَءَ اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ترجمہ اور کہا حسن نے کہ خدا نے لیا ہے حاکمون پر یہ کہ نہ پیروی کرین ہوائے کی اور نہ ڈرین لوگون سے اور نہ لیوین اس کی آیتون کے بدلے مول تھوڑا پھر پڑھی یہ آیت اے داؤد ہم نے تجھکو زمین مین خلیفہ بنایا سو حکم کر لوگون مین ساتھ حق کے اور نہ پیروی کر خواہش نفس کی سو وہ گمراہ کریگی تجھکو خدا کے راہ سے مقرر جو لوگ کہ گمراہ ہوتے ہین خدا کے راہ سے انکے واسطے سخت عذاب ہے بسبب اس چیز کے کہ بھولایا انہون نے دن حساب کا اور یہ آیت پڑھی مقرر ہم نے توریت اتاری اس مین ہدایت اور نور ہے حکم کرتے ہین ساتھ اسکے پیغمبر لوگ جو فرمانبردار ہوئے واسطے یہودیون کے اور خدا پرست لوگ اور عالم اسواسطے کہ نگہبان ٹھیرائے تھے اللہ کی کتاب پر اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے تو وہی لوگ ہین کافر ف مین کہتا ہون سو مراد پہلی آیت سے ہے ولا تتبع الهوى اور مائدہ کی آیت سے بقیہ اس چیز کا کہ ذکر کی اور ان مناہی کو امر کہا واسطے اشارہ

کرنے کے طرف اس کی کہ نہی شے سے امر ہے ساتھ ضد اس کی کے سو ہوئے سے جو نہی کی تو اس میں امر ہے ساتھ حکم بالحق کے اور یہ جو کہا کہ لوگوں سے نہ ڈرو تو اس میں حکم ہے ساتھ ڈرنے کے اسد اور خدا سے ڈرنے کو لازم ہے حکم کرنا ساتھ حق کے اور یہ جو کہا کہ اس کی آیتوں کو نہ بیچو تو اس میں حکم ہے اس کی پیروی کا اور مول کو تھوڑا کہا واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ اسکے واسطے وصف لازم ہے بہ نسبت عوض کے کہ وہ مہنگا ہے تمام دنیا سے فتح) وَقَرَءَ وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا فَحَمِدَ سُلَيْمَانَ وَلَمْ يَلُمْ دَاوُدَ وَلَوْلَا مَا ذَكَرَ اللَّهُ مِنْ أَمْرِ هٰذَيْنِ لَرَأَيْتُ أَنَّ الْقُضَاةَ هَلَكُوا فَإِنَّهُ أَثْنَى عَلَى هٰذَا بِعِلْمِهِ وَعَذَرَ هٰذَا بِاجْتِهَادِهِ

ترجمہ اور حسن بصری نے یہ آیت پڑھی اور یاد کر داؤد اور سلیمان کو جبکہ دونوں حکم کرتے تھے کھیتی میں جس وقت چر گئیں اس میں بکریاں قوم کی اور ہم ان کے حکم کے واسطے شاہد تھے سو سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو اور ہر ایک کو دیا ہم نے حکم اور علم سو شکر کیا سلیمان نے اور نہ ملامت ہوئی داؤد کو اور اگر خدا ان دونوں کے حال کو ذکر نہ کرتا تو البتہ دیکھا جاتا کہ قاضی ہلاک ہوئے سو مقرر خدا نے اسکی تعریف کی اسکے علم سے اور معذور رکھا اسکو ساتھ اجتہاد کے ف یعنی چونکہ پہلی دونوں آیتیں اسکو نقل کی گئی ہیں کہ جو نہ عمل کرے ساتھ ما انزل اللہ کے وہ کافر ہے پس داخل ہے اسکے عموم میں حامد اور خطا کرنے والا سو استدلال کیا اس نے دوسری آیت سے جو کھیتی کے قصے میں ہے کہ یہ وعید خاص ہے ساتھ اسکے جو جان بوجھکر اسکے ساتھ حکم کرے سو اشارہ کیا کہ خدا نے اسکی تعریف کی اسکے علم سے یعنی بسبب علم اسکے کے اور پہچاننے اور سمجھنے اسکے کے وجہ حکم کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس قصے کے اس پر کہ جائز ہے پیغمبر کو یہ کہ اجتہاد کرے احکام میں اور وحی کی انتظار نہ کرے اس واسطے کہ داؤد علیہ السلام نے اس مسئلے میں قطعا اجتہاد کیا اس واسطے کہ اگر وحی سے حکم کرتے تو خدا تعالیٰ سلیمان کو اسکے سمجھنے کے ساتھ خاص نہ کرتا اور کیا پیغمبر سے اجتہاد میں خطا بھی ہو سکتی ہے یا نہیں سو جو اسکو جائز رکھتا ہے اسنے اس قصے سے استدلال کیا ہے اور دونوں فریق کا اتفاق ہے کہ اگر پیغمبر اجتہاد میں خطا کرے تو خطا پر قرار نہیں رہتا اور جسنے منع کیا ہے اجتہاد کرنے سے واسطے پیغمبر کے اسنے کہا کہ نہیں ہے آیت میں دلیل کہ داؤد علیہ السلام نے اجتہاد کیا اور نہ خطا کی بلکہ ظاہر واقعہ کا یہ ہے کہ صرف اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا تھا داؤد علیہ السلام نے اس میں کچھ حکم نہیں کیا تھا اور جو تامل کرے اس قصے میں اسکے واسطے ظاہر ہوگا کہ اختلاف

مسئلہ اجتہاد انبیاء

دونون حکم مین صرف اولویت مین ہی نہ عمداور خطاء مین سو حسن کے قول کے معنے یہ ہونگے کہ حمد کی سلیمان علیہ السلام نے یعنی واسطے موافق ہونے اسکے کے طریق راجح تر کو اور نہ ندامت ہوئی داؤد کو واسطے اقتصار کرنے انکے کے طریق راجح پر اور روایت کی عبدالرزاق نے مسروق سے کہ ان کی کھیتی انگور تھے سو اس مین بکریان چر گئین تو حضرت داؤد نے کھیتی والون کو بکریان دلادین پھر سلیمان پر گذرے اور ان کو واسطے خبر دی تو سلیمان نے کہا کہ نہین لیکن مین یہ حکم کرتا ہون کہ کھیتی والے بکریان لیوین اور ان کا دودھ اور پشم اور منفعت لیوین اور بکریان والے کھیتی کو پانی دیا کرین جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہوجاوے تو بکریان پھیر دیوین اور ایک روایت مین ہے کہ داؤد علیہ السلام نے انکو بکریان دیدی تھین اور ایک روایت مین ہے کہ کھیتی والون کو معلوم ہوتا ہے جو ہر سال اس سے پیدا ہو تو بکری والون کو جائز ہے کہ بیچین بکریون کی اولاد سے اور ان سے یہانتک کہ کھیتی کا مول پورا ہو اور بعضون نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام نے معلوم کیا تھا کہ جو بکریون نے نقصان کیا ہے اسکی قیمت مثل اس چیز کی ہے کہ پہنچے گا ان کو انکے دودہ اور اون (پشم) سے (فتح) وَقَالَ مُزَاحِمُ بْنُ زُفَرَ قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ خَمْسٌ إِذَا أَخْطَأَ الْقَاضِي مِنْهُنَّ خَصْلَةً كَانَتْ فِيهِ وَصْمَةٌ أَنْ يَكُونَ فَهِمًا حَلِيمًا عَفِيفًا صَلِيبًا سَؤُولًا عَنِ الْعِلْمِ ترجمہ اور کہا مزاحم بن زفر نے کہ ہم سے عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ پانچ چیزین ہین کہ جب چوک گیا قاضی ان مین سے ایک خصلت سے تو ہوگا اس مین عیب وہ پانچ چیزین یہ ہین کہ ہو سمجھدار حلیم بردبار عفیف یعنی حرام سے بچنے والا قوی سخت کھڑا ہوئی نزدیک حق کے اور نہ میل کرے ساتھ ہوا کے عالم بہت سوال کرنے والا علم سے یعنی باوجود یاد رکھنے اپنے علم کے اور عالم سے بھی علم کا تذکرہ کرتا رہے کہ شاید ظاہر ہو اسکے واسطے جو قوی تر ہو اسکے معلوم سے **بَابُ رِزْقِ الْحَاكِمِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا** روزی حاکم کی اور جو اس پر عامل ہون ف رزق وہ چیز ہے کہ مرتب کرے اسکو امام بیت المال سے اسکے واسطے جو مسلمانون کی بھلائیون کے ساتھ کھڑا ہووے اور کہا مطرزی نے کہ رزق وہ چیز ہے کہ نکالے اس کو ہر مہینے مین بیت المال سے اور عطاء وہ ہے جو نکالے اسکو ہر سال اور احتمال ہے کہ عاملین کا عطف حاکم پر ہو یعنی اور رزق ان کا جو ان پر عامل ہون یعنی مقدمات پر اور احتمال ہے کہ یہ جملہ بطور حکایت کے ہو مراد استدلال کرنا ہو اوپر جواز لینے رزق کے ساتھ آیت صدقات کی اور وے لوگ بھی صدقات کے مستحقون سے ہین واسطے عطف ان کے فقراء اور مساکین پر بعد قول خدا کے انما الصدقات الخ کہا طبری نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ قاضی کو حکم پر اجرت لینی جائز ہے اسواسطے کہ وہ حکم کے ساتھ

مشغول ہونے کے سبب سے کسب نہیں کر سکتا لیکن سلف کے ایک گروہ نے اسکو مکروہ کہا ہے اور باوجود اسکے اسکو حرام نہیں کہا کہا ابو علی کرابیسی نے کہ نہیں ڈر ہے واسطے قاضی کے یہ کہ لیوے روزی حکم پر نزدیک تمام اہل علم کے اصحاب سے اور جو ان کے بعد ہیں اور یہی قول ہے فقہا شہروں کے کا نہیں جانتا ہوں درمیان ان کے اختلاف اور نہیں جانتا ہوں کہ کسی نے اسکو حرام کہا ہو لیکن ایک قوم نے اسکو مکروہ جانا ہے اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ وہ در اصل ثواب کے واسطے ہے اور تاکہ نہ داخل ہو اس میں جو اس کا مستحق نہیں سو لوگوں کے مال کو حلال جانے اور بعضوں نے کہا کہ اگر رزق قضا پر حلال کی جہت سے ہو تو جائز ہے بالاجماع اور اگر اس میں شبہ ہو تو اولیٰ ترک ہے اور حرام ہے جبکہ بیت المال میں غیر وجہ حلال سے مال جمع کیا جاوے جیسے غصب وغیرہ اور اختلاف ہے جبکہ غالب حرام ہو اور اجیر غیر بیت المال سے سو بیچ جواز لینے سے مدعی اور مدعا علیہ سے اختلاف ہے اور جسنے اسکو جائز کہا ہے اسنے اس میں کئی شرطیں کی ہیں (فتح) وَكَانَ شُرَيْحٌ يَأْخُذُ عَلَى الْقَضَاءِ أَجْرًا اور شریح قاضی قضا پر اجرت لیتے تھے **ف** شریح کوفے کے قاضی تھے حضرت عمرؓ اور علیؓ کی طرف سے وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَأْكُلُ الْوَصِيُّ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ اور کہا عائشہ نے کہ کھاوے وصی بقدر کام اور محنت اپنی کے **ف** کہا عائشہ نے کہ اگر یتیم کا والی محتاج ہو تو کھاوے موافق دستور کے وَأَكَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ اور کھایا ابوبکر اور عمر نے یعنی بیت المال سے جبکہ خلیفہ ہوئے اور مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوئے اپنے وجہ معاش سے **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزَّى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَلِي مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا فَقُلْتُ بَلَى قَالَ عُمَرُ فَمَا تُرِيدُ إِلَى ذَلِكَ قُلْتُ إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ وَأُرِيدُ أَنْ تَكُونَ عُمَالَتِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ قَالَ عُمَرُ لَا تَفْعَلْ فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَإِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ ترجمہ عبداللہ بن سعدی سے روایت ہے کہ وہ عمرؓ کے پاس آیا اس کی خلافت میں تو عمر فاروق نے اس سے کہا کہ کیا مجھکو خبر نہیں ہوئی کہ تو لوگوں کے کاموں پر حاکم ہوتا ہے سو جب تجھکو

کام کی اجرت دی جاوے تو تو اسکو مکروہ جانتا ہے مین نے کہا کیون نہین تو عمر نے کہا کہ کیا ارادہ ہے تیرا اس کی طرف یعنی کیا ہے نہایت قصد تیرا ساتھ اس کے مین نے کہا کہ میری پاس گھوڑے اور غلام ہین اور مین خیر کے ساتھ ہون اور مین چاہتا ہون کہ میری کارگذاری مسلمانون پر صدقہ ہو عمر فاروق نے کہا یہ نہ کر سو مقرر مین ارادہ کرتا تھا جو تو ارادہ کرتا ہے اور حضرت مجھکو مال دیتے تھے یعنی اس مال سے جسکو امام مصالح مین تقسیم کرتا ہے تو مین کہتا کہ جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو اسکو دیجئے یہانتک کہ ایک بار حضرت نے مجھکو مال دیا تو مین نے کہا کہ جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو اس کو دیجئے حضرت نے فرمایا کہ اسکو لے اور جمع کر اور خیرات کر سو جو تیری پاس اس مال سے آوے اس طرح پر کہ تو تاک لگانے والا اور مانگنے والا نہو تو اسکو لے اور جو ایسا مال نہو تو اسکے پیچھے اپنی جان کو مت ڈال اور یہ جو فرمایا اسکو لے الخ تو یہ امر ارشاد کے واسطے ہے اور حضرت نے ارشاد کیا کہ مال کو لیکر خود خیرات کرنا افضل ہے ایثار سے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مالدار ہونیکے بعد صدقہ کرنے کی بڑی فضیلت ہے اسواسطے کہ نفسون مین مال کی حرص غالب ہے اور یہ جو فرمایا نہ مانگنے والا تو کہا نووی نے کہ اس مین نہی ہے سوال کرنے سے اور البتہ اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ بغیر ضرورت کے سوال کرنا حرام ہے اور جو کسب کرنے پر قادر ہو اسکو بھی سوال کرنا حرام ہے صحیح تر قول مین اور بعضون نے کہا کہ مباح ہے تین شرطون سے اپنے تئین ذلیل نہ کرے اور لپٹ کر سوال نہ کرے اور مسئول کو ایذا نہ دے سو اگر ان مین سے ایک شرط موجود نہو تو بالاتفاق حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنی جان کو اسکے پیچھے نہ ڈال یعنی اگر تیرے پاس مال نہ آوے تو اسکو طلب نہ کر بلکہ اسکو چھوڑ دے اور نہین مراد ہے کہ غیر کو اپنے اوپر مقدم کرنا منع ہے بلکہ اسکو لیکر خود اپنے ہاتھ سے خیرات کرنا زیادہ تر ہے ثواب مین اور اس حدیث مین بیان ہے عمر فاروق کی فضیلت اور انکے زہد اور ایثار کا (فتح) وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَاِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ مین نے عمر سے سنا کہتے تھے کہ حضرت مجھکو مال دیتے تھے الخ باقی ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گذر اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ اسی سبب سے ابن عمر کا دستور تھا کہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگتے اور نہ پھیرتے وہ چیز جو ان کو دی جاتی اور یہ دلالت کرتا ہے اسکے عموم سے

کہ ابن عمر نہین پھیرتے تھے اس چیز کو جس مین شبہ ہو مگر جو معلوم ہو کہ شخص حرام ہے اور کہا طبری نے کہ عمر کی حدیث مین دلیل واضح ہے اس پر کہ جو شغول ہو ساتھ کسی چیز کے مسلمانون کے کام سے تو اسکو اپنے اس کام کی اجرت لینا جائز ہے مانند حاکمون اور قاضیون اور عاملون صدقہ کے اور جو ان کی مانند مین اس واسطے کہ حضرت نے عمر کو اس کام کی اجرت دی اور ذکر کیا ہے ابن منذر نے کہ زید بن ثابت قضا پر اجرت لیتے تھے اور حجت پکڑی ہے ابو عبید نے اسکے جائز ہونے مین ساتھ اسکے جو معین کیا ہے اللہ نے صدقہ کے عاملون کو واسطے اور ٹھیرایا ہے انکے واسطے اس مین سے حق پس فرمایا والعاملین علیہا واسطے قیام اور سعی ان کی کے بیچ اسکے اور کیا امر بیچ قول حضرت کی خذہ و تمولہ وجوب کے واسطے ہے یا ندب کے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر عطیہ بادشاہ کی طرف سے ہو تو حرام ہے یا مکروہ یا مباح اور اگر اسکے غیر سے ہو تو مستحب ہے کہا نووی نے صحیح یہ ہے کہ اگر حرام غالب ہو تو حرام ہے اور اسی طرح اگر نہو مستحق اس کا اور اگر حرام غالب نہو اور لینے والا مستحق ہو تو مباح ہے اور بعضون نے کہا کہ مستحب ہے بادشاہ کی انعام مین سوائے غیر اسکے کے اور کہا ابن منذر نے کہ حدیث ابن سعدی کی حجت ہے بیچ جواز روزی حاکمون اور قاضیون کے تمام وجہون سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لینا اجرت کا حکومت پر مکروہ ہے ساتھ استغنا کے اگرچہ مال پاک ہے اور اس حدیث مین جواز صدقہ کا ہے قبض کرنے سے پہلے جب کہ صدقہ کرنیوالے کے واسطے واجب ہو لیکن قول حضرت کا لے اور صدقہ کر دلالت کرتا ہے صدقہ کرنا تو قبض کرنیکے بعد ہوتا ہے اور وہی صدقہ افضل ہے اس واسطے کہ جو مال کہ ہاتھ مین ہو اسکی زیادہ حرص ہوتی ہے اس چیز سے کہ اسکے ہاتھ مین نہو اور کہا بعضے صوفیون نے کہ اگر بدون سوال کے مال ملے اور اسکو قبول نہ کرے تو اسکو عقاب ہوتا ہے ساتھ محروم رہنے کے عطا سے کہا قرطبی نے مفہم مین کہ اس حدیث مین مذمت ہے جھانکنے کی طرف اس چیز کی کہ مالدارون کے پاس ہے اور ناک لگانا طرف اس کی اور لینا ان سے اور یہ حالت مذموم ہے دلالت کرتی ہے اوپر شدت رغبت کرنے کے دنیا مین اور جھکنے کے طرف کشادہ ہونے اسکی کی سو منع کیا حضرت نے لینے سے اس صورت مذمومہ مین واسطے قمع کرنے نفس کے اور مخالفت کرنے اسکی خواہش کے (فتح) **بَابُ مَنْ قَضٰی وَلَاعَنَ فِي الْمَسْجِدِ** جو حکم کرے اور لعان کرے مسجد مین ف اور لعان کرے یعنی حکم کرے ساتھ واقع کرنے لعان کے درمیان جورو خاوند کے پس وہ مجاز ہے اور نہین شرط ہے انکو خود تلعین کرنا (فتح) **وَلَاعَنَ عُمَرُ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** ترجمہ اور لعان کیا یعنی حکم کیا ساتھ لعان کرنے کے عمر نے پاس منبر حضرت کے ف اور یہ بڑا تمسک ہے اوپر جائز ہونے لعان کے مسجد مین اور خاص کیا عمر فاروق نے منبر کو اس واسطے کہ ان کی رای

پہ یعنی کہ منبر کے پاس قسم کھانے میں بڑی تشدید ہے اور اس سے لی جاتی ہے تغلیظ قسم میں ساتھ مکان کے
اور قیاس کیا گیا ہے اس پر زمانہ اس واسطے کہ جس چیز کو قسم کھانیوالا مشاہدہ کرے اسکے واسطے تاثیر ہے بیچ
بچنے کے جھوٹ سے (فتح) وَقَضٰى مَرْوَانُ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِيْنِ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضٰى شُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَيَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ الْحَسَنُ وَزُرَارَةُ بْنُ
اَوْفٰى يَقْضِيَانِ فِي الرَّحَبَةِ خَارِجًا مِّنَ الْمَسْجِدِ ترجمہ اور حکم کیا مروان نے زید بن ثابت پر ساتھ قسم
کے نزدیک منبر حضرت کی اور حکم کیا شریح اور شعبی اور یحیے نے مسجد میں اور حسن اور زرارہ حکم کرتے تھے
رحبہ میں خارج مسجد سے ف رحبہ ایک مکان ہوتا ہے مسجد کے دروازے کے آگے مسجد سے جدا نہیں
ہوتا مانند دالان یا حجرے کی اور اس میں اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ اسکو مسجد کا حکم ہے پس صحیح ہے
اس میں اعتکاف اور جس چیز کے واسطے مسجد شرط ہے اور اگر رحبہ مسجد سے جدا ہو تو اسکے واسطے حکم
مسجد کا نہیں ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ
سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا ترجمہ سہل سے روایت
ہے کہ میں دو لعان کرنیوالوں کے پاس موجود تھا اور میں پندرہ برس کا تھا دونوں کے درمیان تفریق
کی گئی حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَ
اَنَا شَاهِدٌ ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد حضرت کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت
بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ کسی غیر مرد کو حرام کاری کرتے پاوے تو کیا اسکو مار ڈالے
سو دونوں میں مسجد میں لعان کیا اور میں موجود تھا ف اس حدیث کی شرح لعان میں گذر چکی ہے
کہا ابن بطال نے کہ ایک گروہ نے کہا کہ مسجد میں حکم کرنا اور مقدمات کا فیصل کرنا مستحب ہے کہا
مالک نے یہ امر قدیمی ہے اس واسطے کہ ہر آدمی قاضی کی طرف پہنچ سکتا ہے ضعیف بھی اور عورت بھی
اور اگر مکان میں ہو تو وہاں لوگ نہیں پہنچ سکتے اس واسطے کہ پردہ پوش ہونا ممکن ہے اور یہی قول
ہے احمد اور اسحاق کا اور مکروہ رکھا ہے اسکو بعضوں نے اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے حکم درمیان مسلمان
اور مشرک کی پس داخل ہوگا مشرک مسجد میں اور مشرک کا مسجد میں داخل ہونا مکروہ ہے لیکن ہمیشہ سے
سلف حضرت کی مسجد میں حکم کرتے رہے ہیں اور کہا شافعی نے کہ بہتر میرے نزدیک یہ ہے کہ غیر
مسجد میں قضا کرے کہا ابن بطال نے اور حدیث سہل کی حجت ہے واسطے جواز کے اگرچہ اولے نگاہ رکھنا

مسجد کا ہے اور کہا مالک نے کہ اگلے لوگ مسجد کے رحبہ میں بیٹھتے تھے اور میں مستحب جانتا ہوں کہ مسجد کے رحبہ میں بیٹھے تاکہ پہنچے طرف اس کی یہودی اور نصرانی اور حائض اور ضعیف اور یہ قریب تر ہے طرف تواضع کی اور کہا ابن منیر نے کہ رحبہ کو مسجد کا حکم ہے مگر یہ کہ اس سے جدا ہو اور ظاہر یہ ہے کہ وہ مسجد سے جدا ہو اور ممکن ہے بیٹھنا قاضی کا اس رحبہ میں جو مسجد کے ساتھ متصل ہو اور مدعی اور مدعا علیہ اس سے باہر کھڑے ہوں اور شاید تابعی مذکور کی یہ رائے تھی کہ رحبہ کو مسجد کا حکم نہیں اگرچہ مسجد کے ساتھ متصل ہو اور شافعیہ کو اس میں اختلاف ہے لیکن ان کا اس پر اتفاق ہے کہ جو رحبہ میں نماز پڑھے اس کی نماز امام مسجد کے ساتھ صحیح ہے اور اگر قبلہ کی دیوار میں حجرہ ہو تو اس میں تنہا نماز پڑھنا صحیح ہے لیکن جو اس میں نماز پڑھے اس کی نماز امام مسجد کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی فتح

بَابُ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى إِذَا أَتٰى عَلٰى حَدٍّ أَمَرَ أَنْ يُخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ جو حکم کرے مسجد میں یہاں تک کہ جب حد پر آئے اور حد لازم ہو تو حکم کرے کہ مسجد سے نکالا جاوے پھر قائم کیجاوے اس پر حد ف گویا اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف جو خاص کرتا ہے جواز حکم فی المسجد کو ساتھ اسکے جبکہ نہ ہو وہاں کوئی چیز کہ ایذا پاویں ساتھ اسکے جو مسجد میں ہوں یا واقع ہو ساتھ اسکے مسجد کیواسطے نقص مانند آلودہ ہونے کی (فتح)، وَقَالَ عُمَرُ أَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ اور کہا عمر نے کہ اسکو مسجد سے نکال دو اور ذکر کیا جاتا ہے علی سے مانند اس کی ف روایت ہے کہ ایک مرد عمر فاروق کے پاس لایا گیا حد میں تو عمر نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے باہر نکالو پھر اسکو حد مارو **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعًا قَالَ أَبِكَ جُنُونٌ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ بِالْمُصَلّٰى رَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجْمِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت کے پاس آیا اور حضرت مسجد میں تھے سو اسنے حضرت کو پکارا اور کہا یا حضرت مقرر میں نے زنا کیا حضرت نے اس سے منہ پھیرا سو جب اسنے گواہی دی اپنے نفس پر چار بار تو حضرت نے فرمایا کہ کیا تجھکو جنون ہے اسنے کہا نہیں حضرت نے فرمایا اسکو لیجاؤ اور پتھروں سے مار ڈالو کہا ابن شہاب زہری نے کہ خبر دی مجھکو جسنے جابر سے سنا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنھوں نے اسکو عیدگاہ میں سنگسار کیا روایت کیا ہے اسکو

معمر نے الخ یعنی مخالفت کی ہے ان تینوں نے عقیل کی صحابی مین کہ اسنے اصل حدیث کو ابوہریرہ کی روایت سے ٹھیرایا ہے ف اس حدیث مین ہے کہ اسکو لیجاؤ اور سنگسار کرو تو یہی ہے مراد ترجمہ مین لیکن یہ خدشہ سے سالم نہین اسواسطے کہ سنگسار کرنا قدر زائد کا محتاج ہے جیسا کہ گڑھے کا کھودنا جو مسجد کے لائق نہین لیکن اسکے ترک سے یہ لازم نہین آتا کہ کوئی حد مسجد مین نہ قائم کی جاوے اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور کوفے والون کا یہ مذہب ہے کہ مسجد مین حد کا قائم کرنا منع ہے اور جائز رکھا ہے اسکو شعبی اور ابن ابی لیلی نے اور کہا مالک نے کہ تھوڑے کوڑون کا کوئی ڈر نہین اور جب حدین زیادہ ہون تو چاہئے کہ مسجد سے باہر ہون کہا ابن بطال نے کہ جو مسجد کو اس سے دور رکھتا ہے اس کا قول اولے ہے اور ایک حدیث ضعیف مین ہے کہ مسجد مین حد کا قائم کرنا منع ہے اور کہا ابن منیر نے کہ جو قائل ہے کہ میت کو جنازے کے واسطے مسجد مین داخل کرنا مکروہ ہے اس ڈر سے کہ اس سے کوئی چیز نکلے تو اولے ہے کہ کہے کہ نہ قائم کیا جاوے حد کو مسجد مین اسواسطے کہ نہین امن ہے اس سے کہ مجلود سے لہو نکلے اور لائق ہے کہ قتل بطریق اولے منع ہو (فتح) **بَابُ مَوْعِظَةِ الْاِمَامِ لِلْخُصُوْمِ** نصیحت کرنا امام کا مدعی اور مدعا علیہ کو **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّ اِنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَلَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَنْ یَّکُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِہٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِیْ عَلٰی نَحْوِ مَا اَسْمَعُ فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقِّ اَخِیْہِ شَیْئًا فَلَا یَاْخُذْہُ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَہٗ قِطْعَۃً مِّنَ النَّارِ ترجمہ ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مین بھی آدمی ہون اور البتہ تم جھگڑا فیصل کروانے آتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگون مین بعض آدمی ہشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے بعضے سے سو مین فیصلہ کر دیتا ہون جیسا کہ اس سے سنتا ہون سو جسکو مین اسکے بھائی کے حق سے کچھ کاٹ کر دلا دون تو وہ شخص نہ لیوے غیر کے حق کو سوائے اسکے کچھ نہین کہ اسکو دوزخ کا ٹکڑا دیتا ہون ف اس حدیث کی شرح آئندہ آوے گی انشاء اللہ تعالے اور مطابقت اس کی ترجمہ سے ظاہر ہے (فتح) **بَابُ الشَّھَادَۃِ تَکُوْنُ عِنْدَ الْحَاکِمِ فِیْ وِلَایَتِہِ الْقَضَاءَ اَوْ قَبْلَ ذٰلِکَ لِلْخَصْمِ** گواہی جبکہ ہو نزدیک حاکم کے بیچ والی ہونے اسکے کے قضاء کو یا اس سے پہلے مدعی یا مدعا علیہ کے واسطے ف یعنی کیا حکم کرے اسکے واسطے اسکے خصم پر اپنے اس علم سے یا اسکے واسطے گواہی دیوے دوسرے حاکم کے نزدیک نہین جزم کیا اسنے ساتھ حکم کے واسطے قوت خلاف کے مسئلے مین اگرچہ اسکے کلام کا آخر تقاضا کرتا ہے کہ اسکے نزدیک مختار یہی ہے کہ اس مین اپنے علم سے حکم نہ کرے (فتح) وَقَالَ شُرَیْحٌ الْقَاضِیْ وَسَاَلَہٗ اِنْسَانٌ

۲ اور ان تینوں نے مختصر حدیث کو جابر سے روایت کیا ہے ۱۲

[illegible]

الشہادۃ فقال انت الامیر حتی اشہد لک ترجمہ اور کہا شریح قاضی نے اور حالانکہ ایک آدمی
نے اس سے گواہی طلب کی کہا کہ امیر کے پاس جا اور مین تیرے واسطے گواہی دونگا وقال عکرمۃ قال
عمر لعبد الرحمن بن عوف لو رأیت رجلا علی حد زنی او سرقۃ وانت امیر فقال شہادتک
شہادۃ رجل من المسلمین قال صدقت وقال عمر لولا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب
اللہ لکتبت آیۃ الرجم بیدی واقر ماعز عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعا بالزنی
فامر برجمہ ولم یذکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشہد من حضرہ وقال حماد اذا
اقر مرۃ عند الحاکم رجم وقال الحکم اربعا ترجمہ اور کہا عکرمہ نے کہ عمر نے عبدالرحمن سے کہا کہ
اگر تو کسی مرد کو حد پر دیکھے زنا ہو یا چوری اور حالانکہ تو سردار ہو تو کہا کہ تیری گواہی ایک مرد مسلمان
کے برابر ہے اسنے کہا تو سچا ہے اور کہا عمر نے کہ اگر اسکا خوف نہوتا کہ لوگ کہین گے کہ عمر نے قرآن
مین زیادہ کیا تو مین اپنے ہاتھ سے رجم کی آیت لکھتا اور اقرار کیا ماعز نے ساتھ زنا کے حضرت کے پاس
چار بار تو حضرت نے حکم کیا اسکے سنگسار کرنے کا اور نہین ذکر کیا گیا کہ حضرت نے حاضرین کو گواہ کیا ہو
اور کہا حماد نے کہ جب اقرار کرے ایک بار پاس حاکم کے تو سنگسار کیا جاوے اور کہا حکم نے چار بار اقرار
کرے یعنی نہ سنگسار کیا جاوے یہانتک کہ چار بار اقرار کرے ف اس حدیث کی شرح پہلے
گذر چکی ہے اور شہادت لی ہے بخاری نے ساتھ قول عبدالرحمن کے جو اس سے پہلے ہے اور ساتھ
قول عمر کے کہ عمر فاروق کے پاس گواہی تھی رجم کی آیت مین کہ وہ قرآن سے ہے سو نہ لاحق کیا
اسکو ساتھ نص قرآن اپنی شہادت سے تنہا اور اس کی علت یہ بیان کی کہ اگر اس کا خوف نہوتا الخ
اور یہ اشارہ کیا اس طرف کہ یہ سد ذرائع کے واسطے ہے تاکہ نہ پاوین بری حاکم راہ طرف اس کی
کہ دعوی کرین علم کا جسکے حق مین کسی چیز کا حکم کرنا چاہین (فتح) **حدثنا** قتیبۃ قال حدثنا
اللیث عن یحیی عن عمر بن کثیر عن ابی محمد مولی ابی قتادۃ ان ابا قتادۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم حنین من لہ بینۃ علی قتیل قتلہ فلہ سلبہ
فقمت لالتمس بینۃ علی قتیلی فلم ار احدا یشہد لی فجلست ثم بدا لی فذکرت
امرہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رجل من جلسائہ سلاح ہذا القتیل
الذی یذکر عندی فارضہ منی فقال ابو بکر کلا لا نعطہ اصیبغ من قریش وتدع اسدا
من اسد اللہ یقاتل عن اللہ ورسولہ قال فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاداہ
الی فاشتریت منہ خرافا فکان اول مال تاثلتہ قال عبداللہ عن اللیث فقام النبی

صلی اللہ علیہ وسلم فاداہ الی وقال اھل الحجاز الحاکم لا یقضی بعلمہ شھد بذلک
فی ولایتہ او قبلھا ولو اقر عندہ خصم اخر بحق فی مجلس القضاء فانہ لا یقضی
علیہ فی قول بعضھم حتی یدعوا بشاھدین فیحضرھما اقرارہ وقال بعض اھل
العراق ما سمع اوراہ فی مجلس القضاء قضی بہ وما کان فی غیرہ لم یقض الا بشاھدین
وقال اخرون منھم بل یقضی بہ لانہ مؤتمن وانما یراد من الشھادۃ معرفۃ الحق
فعلمہ اکثر من الشھادۃ وقال بعضھم یقضی بعلمہ فی الاموال ولا یقضی فی غیرھا
وقال القاسم لا ینبغی للحاکم ان یقضی قضاء بعلمہ دون علم غیرہ مع ان علمہ
اکثر من شھادۃ غیرہ ولکن فیہ تعرضا لتھمۃ نفسہ عند المسلمین وایقاعا
لھم فی الظنون وقد کرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظن فقال انما ھذہ صفیۃ

ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت نے جنگ حنین کے دن فرمایا کہ جسکے واسطے گواہ ہون کسی مقتول پر جسکو اسنے قتل کیا تو اسکے اسباب کا مالک وہ ہونیوالا ہے سو مین اٹھا کہ اپنے مقتول پر گواہ تلاش کرون سو نہ دیکھا مین نے کسی کو جو میری گواہی دیوے سو مین بیٹھا پھر میرے واسطے ظاہر ہوا تو مین نے اسکا حال حضرت سے ذکر کیا تو ایک مرد نے حضرت کے ہم نشینون سے کہا کہ ہتھیار اس مقتول کے جو ذکر کرتا ہے میرے پاس ہین سو اسکو میری طرف سے راضی کر دیجیے تو ابو بکر صدیق نے کہا کہ ہرگز نہین اس کو مت دیجیے چھوٹی سی انگلی کو قریش سے اور چھوڑئے تو شیر کو اللہ کے شیرون سے جو اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے لڑتا ہے کہا سو حضرت نے معلوم کر لیا اور اسکا اسباب مجھکو دیا تو مین نے اس سے باغ خریدا سو وہ اول مال تھا جسکو مین نے حاصل اور جمع کیا کہا عبد اللہ نے لیث سے سو حضرت کھڑے ہوئے اور اسکا اسباب مجکو دیا اور رد کیا بعضون نے حجت مذکور کو سو کہا کہ ماعز نے حضرت کے پاس زنا کا اقرار کیا اور حضرت نے اسکو رجم کیا تو نہین ہے اس مین حجت واسطے حکم کرنیکے اپنے علم سے اسواسطے کہ یہ بات معلوم ہے کہ حضرت تنہا نہین ہوتے تھے بلکہ آپ کے پاس اصحاب بھی ہوتے تھے اور اسی طرح قصہ ابو قتادہ کا اور کہا ابن منیر نے کہ ابو قتادہ کے قصے مین حجت نہین اس واسطے کہ حضرت نے جو معلوم کیا تھا تو خصم سے اقرار سے معلوم کیا تھا پس حکم کیا اور اسکے پس یہ حجت ہے واسطے قضا بالعلم کے اس چیز مین کہ واقع ہو مجلس کے حکم مین اور کہا حجاز والون نے کہ حاکم نہ حکم کرے اپنے علم سے یعنی بلکہ ضرور ہے لینا دو گواہون کا جیسا کہ شرع مین حکم ہے برابر ہے کہ گواہ ہوا ہو ساتھ اسکے اپنے حکومت مین یا اس سے پہلے اور اگر اقرار کیا اسکے پاس دوسرے خصم نے ساتھ حق کے حکم کے

مجلس یعنی کچہری مین تو نہ حکم کیا جاوے اس پر بعضون کے قول مین یہانتک کہ بلاوے دو گواہ اور انکو
اسکے اقرار پر گواہ کرے اور کہا بعضے اہل عراق نے کہ جو سنے یا دیکھے اسکو قضا کی مجلس مین تو حکم کرے
ساتھ اسکے اور جو اسکے غیر مین ہو تو نہ حکم کرے اس مین مگر دو گواہون سے اور ان مین سے اور لوگون نے
کہا کہ بلکہ حکم کرے ساتھ اسکے اس واسطے کہ اسکے پاس امانت رکھی گئی ہے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ
مراد گواہی سے معرفت حق کی ہے سو علم اس کا زیادہ ہے گواہی سے اور بعضون نے کہا کہ حکم کرے اپنے علم سے
مالون مین اور نہ حکم کرے انکے غیر مین اور کہا قاسم نے کہ نہین لائق ہے حاکم کو کہ حکم کرے اپنے علم سے
سوائے علم اپنے غیر کے باوجودیکہ اسکا علم اکثر ہے غیر کی گواہی سے لیکن اس مین تعرض کرنا ہے اپنی نفس
کی تہمت کے واسطے نزدیک مسلمانون کے اور واقع کرنا ہے انکو بدگمانی مین اور البتہ حضرت نے بدگمانی کو
برا جانا ہے سو فرمایا یعنی دو انصاری مردون سے کہ یہ توصفیہ ہے میری بی بی الخ یہ جو کہا کہ نہ قضا
کرے اپنے علم سے برابر ہے کہ گواہ ہوا ہو ساتھ اسکے اپنی حکومت مین یا اس سے پہلے تو یہ قول مالک کا ہے کہا
کرابیسی نے نہ قضا کرے قاضی اپنے علم سے واسطے وجود تہمت کے اس واسطے کہ نہین امن ہے پرہیزگار پر یہ کہ
راہ پاوے طرف اس کی تہمت یعنی لوگ تہمت کرین کہ کسی لحاظ سے یا کسی لالچ سے حکم کیا اور صدیق
اکبر سے روایت ہے کہ اگر مین کسی کو حد پر پاؤن تو اس پر حد نہ قائم کرون یہانتک کہ میرے ساتھ کوئی
دوسرا گواہ ہو اور جو جائز رکھتا ہے کہ قاضی اپنے علم سے مطلق حکم کرے اس پر لازم آتا ہے کہ اگر قصد کرے
طرف مردستور کی جس سے کبھی گناہ معلوم نہو یہ کہ اسکو سنگسار کرے اور دعوی کرے کہ اسنے اسکو زنا کرتے دیکھا
اور یا اسکے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کرا دے اور گمان کرے کہ اسنے اسکو طلاق دیتے سنا ہے تو اسکو
سنگسار کرنا اور اس کی عورت کو اس سے جدا کرنا جائز ہو اور اگر یہ دروازہ کھولا جاوے تو ہر قاضی جو چاہے گا
کرے گا جو اس کا دشمن ہوگا اسکو قتل کریگا یا کافر کہے گا وغیرہ وغیرہ اور اسی واسطے شافعی نے کہا کہ اگر حاکم
نہ ہوتے تو مین کہتا کہ قاضی کو جائز ہے اپنے علم سے حکم کرے اور جبکہ اگلے زمانے کا یہ حال ہے تو پھر پچھلے زمانے
کا کیا حال ہوگا پس متعین ہوا کہ جڑ سے اکھاڑا جاوے مادہ اس بات کا کہ قاضی کو اپنے علم سے حکم کرنا
جائز ہے اتفاق پچھلے زمانون مین اور کہا ابن تین نے کہ جو ذکر کیا گیا ہے عمر اور عبدالرحمن سے یہ قول مالک اور
اسکے اکثر اصحاب کا ہے اور یہ جو کہا کہ کہا بعض اہل عراق نے الخ تو یہ قول ابو حنیفہ رح کا ہے اور جو
اسکے تابع ہے اور قول اس کا اور دوسرے لوگون نے کہا الخ یہ قول ابو یوسف کا ہے اور جو اسکے تابع
ہین اور یہی قول ہے شافعی کا اور قول اس کا وقال بعضهم الخ یعنی اہل عراق نے یہ قول ابو حنیفہ اور ابو یوسف
کا ہے (فتح) حدثنا عبد العزیز بن عبد الله قال حدثنا ابراهيم بن سعد عن ابن

شہاب عن علی بن حسین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتته صفیة بنت حیی فلما رجعت انطلق معها فمر به رجلان من الانصار فدعاهما فقال انما هی صفیة فقالا سبحان الله قال ان الشیطان یجری من ابن ادم مجری الدم رواه شعیب وابن مسافر وابن ابی عتیق واسحاق بن یحیی عن الزهری عن علی عن صفیة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ علی بن حسین سے روایت ہے کہ صفیہ حضرت کی ملاقات کو آئین یعنی مسجد میں پھر جب پھرین تو حضرت ان کے ساتھ چلے تو دو انصاری مرد حضرت پر گذرے تو حضرت نے انکو بلایا اور فرمایا سوای اسکے کچھ نہیں کہ یہ صفیہ ہے تو انہوں نے کہا سبحان اللہ آپ کی ذات مین بدگمانی کو کیا دخل ہے حضرت نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے بدن مین ایسا پھرتا ہے جیسا خون اور روایت کیا ہے اسکو شعیب نے الخ یعنی ان چارون راویون نے اس حدیث کو موصول کیا ہے اگرچہ پہلی سند کی صورت مرسل ہے ف اور وجہ استدلال کی ساتھ حدیث صفیہ کے اسکے واسطے جو منع کرتا ہے حکم کرنیکو ساتھ علم کے یہ ہے کہ حضرت نے برا جانا کہ شیطان انصاریون کے دل مین کچھ وسوسہ اور بدگمانی ڈالے سو رعایت نفی تہمت کی اپنے اوپر سے باوجود معصوم ہونیکے تقاضا کرتی ہے رعایت نفی تہمت کو اس شخص سے جو حضرت کے سوا ہے (فتح) باب امر الوالی اذا وجه امیرین الی موضع ان یتطاوعا ولا یتعاصیا امر حاکم کا جبکہ بھیجے دو امیرون کو ایک جگہ کی طرف یہ کہ ایک دوسرے کی طرف موافقت کرین اور ایک دوسرے کی نافرمانی نہ کرین حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا العقدی قال حدثنا شعبة عن سعید بن ابی بردة قال سمعت ابی قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابی ومعاذ بن جبل الی الیمن فقال یسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا فقال له ابو موسی انه یصنع بارضنا البتع فقال کل مسکر حرام وقال النضر وابو داود ویزید بن هرون ووکیع عن شعبة عن سعید عن ابیه عن جده عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ابو بردہ سے روایت ہے کہ حضرت نے میرے باپ کو اور معاذ کو یمن مین حاکم کرکے بھیجا سو فرمایا کہ لوگون سے آسانی اور نرمی کرنا اور سخت نہ پکڑنا اور دلاسا دینا اور نہ بھڑکانا اور ایک دوسرے کی موافقت کرنا تو ابو موسی نے حضرت سے عرض کیا کہ ہماری زمین مین شراب بنائی جاتی ہے جس کا نام تبع ہے تو حضرت نے فرمایا کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور کہا نضر نے الخ یعنی اسکو موصول کیا ہے ف قول حضرت کا ایک دوسرے کی موافقت کرنا اور نہ اختلاف کرنا اس واسطے کہ یہ نوبت پہنچاتا ہے طرف اختلاف اتباع کی پس نوبت پہنچاوے گا طرف عداوت کی پھر لڑائی کی اور اختلاف کے وقت

مرجع اختلاف کا کتاب او سنت ہی کما قال تعالٰی فان تنازعتم فی شیء الآیہ کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث
مین رغبت دلانا ہے اتفاق پر اس واسطے کہ اس مین ثبوت محبت اور الفت کا ہے اور باہم مدد کرنے کا حق
اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نصب کرنا دو قاضیون کا ایک شہر مین ایک ایک جانب اور ایک دوسری
جانب مین اور حضرت نے ہر ایک کو دونون مین سے یمن کی ایک ایک جانب پر مقرر کیا تھا اور یہی معتمد قول ہے
اور احتمال ہے کہ دونون کو ہر حکم مین شریک کیا ہو اور یہ جو کہا کہ ایک دوسرے سے موافقت کرنا تو یہ محمول
ہے اس صورت پر جس مین دونون کے جمع ہونیکی حاجت پڑے اور اس حدیث مین امر ہے ساتھ آسانی
کرنیکے امر دین مین اور نرمی کرنیکے ساتھ رعیت کے اور ایمان کو ان کی طرف محبوب کرنا اور شدت نہ کرنا تاکہ
انکے دل نہ بھڑکین خاصکر جو تازہ اسلام لایا ہو یا حد تکلیف کے قریب ہوا ہو لڑکون سے تاکہ قرار پکڑے ایمان
انکے دل مین اور خوگیر ہون اس پر اور اسی طرح آدمی اپنے نفس کو تعلیم کرے اور اس مین مشروع ہونا زیارت
کا ہے اور اکرام زائر کا ہے اور فضیلت معاذ کی اور ابو موسی پر فقہ مین (فتح) بَابُ اِجَابَةِ الْحَاكِمِ
الدَّعْوَةَ قبول کرنا حاکم کا دعوت کو **ف** اصل اس مین عموم حدیث کا ہے اور وارد ہونا وعید کا ترک
مین حضرت کے قول سے ؑ جو دعوت قبول نہ کرے اسنے خدا اور اسکے رسول کی نافرمانی کی کہا علماء نے کہ
نہ قبول کرے حاکم دعوت کسی خاص شخص کی سوائے غیر اسکے کے رعیت سے یعنی ایک کی دعوت قبول کرے
اور دوسرے کی نہ کرے اس واسطے کہ اس مین دل شکنی ہے جسکی دعوت قبول نہ کرے مگر عذر ہو تو نہ قبول
کرے جیسا مثلاً کوئی برا کام دیکھے کہ نہ قبول کیا جاوے حکم اس کا طرف دور کرنے اسکے کی (فتح) وَقَدْ
اَجَابَ عُثْمَانُ عَبْدًا لِلْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ اور البتہ قبول کی عثمان نے دعوت مغیرہ کے غلام کی
کہ اسنے حضرت عثمان کی دعوت کی تھی حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ
عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَاَجِيْبُوا الدَّاعِيَ ترجمہ ابو موسی سے روایت ہے کہ حضرت نے
فرمایا کہ چھوڑواؤ قیدی کو اور دعوت کرنیوالے کی دعوت قبول کرو **ف** مالک سے روایت ہے کہ نہین
لائق ہے قاضی کو کہ دعوت قبول کرے مگر دعوت ولیمہ خاص پھر اگر چاہے تو کھاوے اور چاہے تو نہ کھاوے
اور نہ کھانا بہتر ہے ہمارے نزدیک اس واسطے کہ اس مین ستھرائی ہے مگر یہ کہ ہو اسکے واسطے جو للہ
بھائی ہو یا قرابتی ہو (فتح) بَابُ هَدَايَا الْعُمَّالِ عاملون کے ہدیون اور تحفون کا بیان **ف**
یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ عاملون کے تحفے غلول ہین یعنی خیانت ہین حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ
عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ

قال استعمل النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا من بنی اسد یقال لہ ابن اللتبیۃ علی صدقۃ فلما قدم قال ھذا لکم وھذا اھدی لی فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر قال سفین ایضا فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال العامل نبعثہ فیاتی فیقول ھذا لک وھذا لی فھلا جلس فی بیت ابیہ او امہ فینظر ایھدی لہ ام لا والذی نفسی بیدہ لا یاتی بشیء الا جاء بہ یوم القیمۃ یحملہ علی رقبتہ ان کان بعیرا لہ رغاء او بقرۃ لھا خوار او شاۃ تیعر ثم رفع یدیہ حتی راینا عفرتی ابطیہ الا ھل بلغت ثلثا وقال سفین قصہ علینا الزھری وزاد ھشام عن ابیہ عن ابی حمید قال سمع اذنای وابصرتہ عینی وسلوا زید بن ثابت فانہ سمعہ معی ولم یقل الزھری سمع اذنی خوار صوت والجؤار من یجئرون کصوت البقرۃ

ترجمہ عروہ سے روایت ہے کہا خبر دی ہمکو ابو حمید ساعدی نے کہ حضرت نے ایک اسدی مرد تحصیل زکوۃ پر حاکم کیا جسکو ابن لتبیہ کہا جاتا تھا سو جب آیا تو کہنے لگا کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھکو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت منبر پر کھڑے ہوئے نیز سفیان نے کہا کہ منبر پر چڑھے سو خدا کی حمد اور ثنا کی پھر فرمایا کیا حال ہے اس عامل کا کہ ہم اسکو بھیجتے ہیں سو وہ آتا ہے یعنی زکوۃ کا مال لیکر تو کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ میرا اسو کیوں نہ بیٹھا اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں سو دیکھتا کہ کیا اسکو تحفہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے نہ لاوے گا کوئی چیز مگر کہ اسکے ساتھ قیامت کے دن آوے گا اس حال میں کہ اسکو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا اگر اونٹ چرایا ہوگا تو اسکے واسطے آواز ہوگی یا گائے ہوگی تو اسکے واسطے آواز ہوگی یا بکری ہوگی تو اسکے واسطے آواز ہوگی پھر حضرت نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہانتک کہ ہم نے آپ کی دونوں بغل کی سفیدی دیکھی خبردار ہو کیا میں نے خدا کا پیغام پہنچایا تین بار فرمایا کہا سفیان نے بیان کیا اسکو زہری نے اور زیادہ کیا ہے ابو حمید سے کہا کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے حضرت کو دیکھا اور پوچھو زید بن ثابت سے کہ اسنے اسکو میرے ساتھ سنا ہے اور نہیں کہا زہری نے سنا میرے کان نے خوار کے معنے ہیں آواز اور جوار ساتھ جیم کے یجئرون (کے باب) سے ہے جیسے گائے کی آواز **ف** قول حضرت کا نہیں لاوے گا کوئی چیز یعنی جو اپنے واسطے خاص رکھی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں خیانت کرے گا اس میں کچھ اور یہ روایت مفسر ہے واسطے مراد کے اور یہ جو کہا کہ میں نے خدا کا حکم پہنچایا یعنی واسطے بجالانے حکم خدا کے بلیغ اور یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ قیامت کے دن واقع ہوگی کہ امتوں سے پوچھا جاوے گا

لتبیہ بفتح تا و سکون یا و فتح آں ہم آمدہ
رغاء بضم را آواز شتر
تیعر بکسر عین آواز بکری ۱۲ فتح
جؤار بضم الجیم و واو مہموزہ آواز گاو ۱۲

کہ انکے پیغمبرون نے انکو خدا کا حکم پہنچایا یا نہین اور یہ جو کہا ہے کہ کانون نے سنا یعنی ہین اسکو یقینًا جانتا ہون اس مین کچھ شک نہین اور غلول کے معنے ہین خیانت کرنا مال غنیمت مین پھر استعمال کیا گیا ہر خیانت مین اور اس حدیث مین اور بھی بہت فائدے ہین مہم کامون مین امام خطبہ پڑھے اور استعمال کرنا اما بعد کا خطبے مین اور مشروع ہونا محاسبہ امانت رکھے گئے کا اور منع کرنا عاملون کا ہدیون کے قبول کرنے سے ان لوگون سے جن پر وہ حاکم ہو اور محل اس کا وہی جبکہ امام نے اسکو اجازت نہ دی ہو جیسا کہ ترمذی کی حدیث مین ہے اور اگر امام اجازت دے تو جائز ہے اور جب یہ لیا جاوے تو بیت المال مین ڈالا جاوے اور نہ خاص ہووے عامل مگر ساتھ اس چیز کے کہ امام اس کی اجازت دے اور احتمال ہے کہ بیت المال مین نہ ڈالا جاوے اس واسطے کہ حضرت نے اس سے ہدیہ نہ پھروایا جو اسکو تحفہ دیا گیا تھا اور کہا ابن بطال نے کہ لاحق ہے ساتھ تحفے عامل کے تحفہ قرضدار کا قرضخواہ کیواسطے ولیکن اسکو جائز ہے کہ اسکو قرض مین شمار کرے اور اس مین باطل کرنا ہر طریق کا ہے کہ پہنچے ساتھ اسکے جو مال لیتا ہے طرف محابات ماخوذ منہ کی اور تنہا ہونیکی ساتھ چیز ماخوذ کے کہا ابن منیر نے کہ اگر پہلے سے تحفہ کی عادت ہو تو جائز ہے لیکن محل اس کا یہ ہے کہ عادت سے زیادہ نہو اور اگر دیکھے کہ کسی نے تاویل مین خطا کی کہ ضرر کریگی جو اسکو لیگا تو جائز ہے کہ اس کو لوگون مین مشہور کرے اور اسکے ساتھ مغرور ہونے سے ڈراوے اور اس مین جائز ہونا توبیخ مخطی کا اور حاکم کرنا مفضول کا سرداری مین اور امامت مین اور امانت مین باوجود ہونے افضل کے اور اس مین گواہی طلب کرنا راوی اور ناقل کا ہے اس شخص کے قول سے جو اسکے موافق ہو تا کہ سامع کے دل مین خوب جمے (فتح) **بَابُ اِسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِيْ وَاسْتِعْمَالِهِمْ** آزاد غلامون کو قاضی اور حاکم بنانا یعنی شہرون کی حکومت پر لڑائی کے واسطے ہو یا خراج کے واسطے یا نماز کے واسطے **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ اَنَّ نَافِعًا اَخْبَرَهُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ يَؤُمُّ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ وَاَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَاَبُوْ سَلَمَةَ وَزَيْدٌ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ سالم ابو حذیفہ کا غلام آزاد پہلے مہاجرین کی اور حضرت کی اصحاب کی مسجد قبا مین امامت کرتا تھا ان مین ابوبکر اور عمر اور ابو سلمہ اور زید اور عامر بھی تھے **ف** اور یہ امامت کرنا اس کا حضرت کی ہجرت کرنے سے پہلے تھا اور اس کا سبب یہ ہے کہ سالم ان مین قرآن کا زیادہ تر قاری تھا اور اگر کوئی سوال کرے کہ ابوبکر صدیق نے تو حضرت کے ساتھ ہجرت کی پھر ان کو ان لوگون مین کیون شمار کیا تو اسکا جواب یہ ہے احتمال ہے کہ حضرت کی ہجرت کرنیکے بعد بھی مسجد قبا مین سالم بدستور امامت کرتا

رہا ہو تو اسکے معنے یہ ہونگے کہ جب ابو بکر صدیق مسجد قبا میں آتے تھے تو سالم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور
مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے سالم کے مقدم کرنے کی جہت سے ہے نماز کی امامت میں اور حالانکہ
وہ غلام آزاد ہے آزاد لوگوں پر جو مذکور ہوئے اور جو دین کے امر میں پسند ہو وہ دنیا کے کاموں میں بھی
پسند ہوتا ہے پس جائز ہے کہ والی کیا جاوے قضا کا اور سرداری کا حرب پر اور تحصیل خراج پر اور اسپر
امامت عظمی یعنی خلافت اور بادشاہی سو وہ قریش کا حق ہے کما تقدم بیانہ پس اسکے صحیح ہونے کی
شرط یہ ہے کہ خلیفہ وقت قریش میں سے ہو اور داخل ہے اس باب میں جو مسلم نے روایت کی کہ عمر فاروق
نے ابن ابزی کو مکے والوں پر حاکم کیا کسی نے کہا کہ یہ غلام آزاد ہے عمر فاروق نے کہا کہ وہ قرآن کا
قاری ہے فرائض کا عالم ہے اور حضرت نے فرمایا کہ مقرر خدا چند قوموں کو اس قرآن کے ساتھ اونچا کریگا اور
بعضوں کو نیچا (فتح) **باب العرفاء للناس** لوگوں کیواسطے چودھری بنانے کا بیان **ف** عریف
اسکو کہتے ہیں جو قائم ہو ساتھ کام ایک گروہ آدمیوں کے اور عریف اسکو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں
کے حال کو پہچانتا ہے **حدثنا** اسمٰعیل ابن ابی اویس قال حدثنی اسمٰعیل بن ابراھیم
عن عمہ موسی بن عقبۃ قال ابن شھاب حدثنی عروۃ ابن الزبیر ان مروان بن الحکم
والمسور بن مخرمۃ اخبراہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حین اذن لھم
المسلمون فی عتق سبی ھوازن انی لا ادری من اذن منکم ممن لم یاذن فارجعوا
حتی یرفع الینا عرفاؤکم امرکم فرجع الناس فکلمھم عرفاؤھم فرجعوا الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبروہ ان الناس قد طیبوا واذنوا ترجمہ مروان اور مسور سے
روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جبکہ مسلمانوں نے قوم ہوازن کی بندیوں کے آزاد کرنے کی اجازت دی کہ میں
نہیں جانتا کہ تم لوگوں سے کسنے اجازت دی اور کسنے نہیں دی سو پلٹ جاؤ یہانتک کہ تمہارے چودھری
تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پھرے اور انکے چودھریوں نے ان سے کلام کیا پھر وہ حضرت کی طرف
پھرے تو انہوں نے خبر دی کہ مقرر لوگ راضی ہوئے بندیوں کے پھیر دینے پر اور اجازت دی **ف** نسبت اذن
کی ان کی طرف حقیقی ہے لیکن اسکا سبب مختلف ہے بعضوں نے تو بلا عوض بندیوں کو چھوڑ دیا تھا
اور بعضوں نے بشرط عوض اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشروع ہے قائم کرنا چودھریوں کا اس واسطے
کہ یہ ممکن نہیں کہ امام سب کاموں کو اپنے ہاتھ سے کرے سو اسکو حاجت ہے کہ قائم کرے اسکو جو اس کا
مددگار ہو تا کہ کفایت کرے اسکو اس کام میں جس میں اس کو قائم کیا کہا اور امر اور نہی جب سب کیطرف
متوجہ ہو تو واقع ہوتا ہے اس میں توکل بعضوں سے سو اکثر اوقات واقع ہوتی ہے اس میں تغلیط

اور جب ہر قوم پر چودھری قائم کیا تو نہ گنجایش ہوگی کسی کو مگر ساتھ اسکے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اسکے اور
اس سے مستفاد ہوتا ہے جائز ہونا حکم کا ساتھ اقرار کے بغیر گواہ کرنے کے اسواسطے کہ چودھریوں نے ہر فرد پر دو دو
گواہ کو قائم نہیں کیا تھا اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ لوگوں نے انکے پاس اقرار کیا تھا اور حالانکہ وہ امام
کے نائب تھے سو اسکا اعتبار کیا گیا اور اس حدیث میں ہے کہ حاکم اپنے حکم کو خود دوسرے حاکم کے
پاس لیجاوے تو وہ اسکو جاری کرے جبکہ دونوں حاکم ہوں اور جو حدیث میں آیا ہے کہ چودھری لوگ
دوزخ میں ہونگے تو یہ حدیث اگر ثابت ہو تو محمول ہے اس پر کہ غالب چودھریوں میں ظلم اور نہ انصاف
کرنا ہے جو نوبت پہنچاتا ہے طرف واقع ہونیکی گناہ میں سو یہ حدیث چودھری کے قائم کرنے کو منع
نہیں کرتی اور کہا طیبی نے کہ یہ جو آیا ہے کہ چودھری دوزخ میں ہونگے تو یہ مشعر ہے کہ جو اس میں
پڑے اور چودھری بنے وہ گناہ میں واقع ہونے سے نڈر نہیں جو انجام کار عذاب کی طرف نوبت پہنچاتا
ہے پس لائق ہے عاقل کو کہ اس سے ڈرتا ہے تا کہ نہ ڈوبے اس چیز میں کہ اسکو آگ کی طرف پہنچاوے
اور یہ جو حضرت نے فرمایا کہ چودھری مقرر کرنا حق ہے تو مراد ساتھ اسکے اصل قائم کرنا ان کا ہے اسواسطے کہ
اسکو مصلحت چاہتی ہے کہ امیر کو امداد لینے کے واسطے اس کی حاجت ہوتی ہے اور کفایت کرتا
ہے استدلال کیواسطے موجود ہونا ان کا حضرت کے زمانے میں کما دل علیہ حدیث الباب کذا فی الفتح

باب ما یکرہ من ثناء السلطان و اذا خرج قال غیر ذلک جو مکروہ ہے تعریف بادشاہ
کی اسکے روبرو اور جب اسکے پاس سے نکلے تو اسکے خلاف کہے **ف** یعنی اسکے روبرو اس کی تعریف
کرے اور پیچھے توہین کرے اور مذمت یعنی یہ دغابازی اور عہد شکنی ہے **حدثنا** ابو نعیم
حدثنا عاصم بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ قال اناس لابن عمر انا
ندخل علی سلطاننا فنقول لہم بخلاف ما نتکلم اذا خرجنا من عندہم قال کنا
نعد ھذا نفاقا ترجمہ محمد سے روایت ہے کہ چند لوگوں نے ابن عمر سے کہا کہ ہم اپنے بادشاہ پر داخل ہوتے ہیں
سو ہم ان کی تعریف کرتے ہیں بخلاف اسکے کہ ہم کلام کرتے ہیں جبکہ ان کے پاس سے نکلتے ہیں ابن
عمر نے کہا کہ ہم اسکو نفاق شمار کرتے تھے یعنی حضرت کے زمانے میں **ف** ایک روایت میں ہے
کہ ہم اپنے سرداروں کے پاس بیٹھتے ہیں تو وہ کسی چیز میں کلام کرتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ حق اس کا غیر
ہے یعنی ہم اسکو خلاف حق جانتے ہیں سو ان کی تصدیق کرتے ہیں ابن عمر نے کہا کہ ہم اسکو
نفاق گنتے تھے سو میں نہیں جانتا کہ تمہارے نزدیک کس طرح ہے روایت کیا ہے اسکو بیہقی
نے کذا فی الفتح **حدثنا** قتیبۃ حدثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن عراک عن

[illegible]

چودھری دوزخ میں ہونگے

اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَیْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ سب لوگون مین بدتر دو منہ والا آدمی ہے آتا ہے ان لوگون کے پاس ایک منہ سے اور ان لوگون کے پاس دوسرے منہ سے یعنی چغل خور یا روبرو کچھ کہے اور پیچھے کچھ کہے **بَابُ الْقَضَاءِ عَلَی الْغَائِبِ** باب ہے قضا کرنے کا غائب پر یعنی مدعی حاضر ہو اور مدعا علیہ حاضر نہو تو اس صورت مین مدعا علیہ پر یکطرفہ ڈگری کرنا جائز ہے یا نہین **ف** یعنی آدمیون کے حقوق مین اور خدا کے حقوق مین بالاتفاق جائز نہین یہانتک کہ اگر قائم ہون گواہ اوپر غائب کے ساتھ چوری کے مثلاً تو حکم کیا جاوے گا ساتھ مال کے سوائے ہاتھ کاٹنے کے کہا ابن بطال نے کہ جائز رکھا ہے مالک اور شافعی اور لیث اور ابو عبید اور ایک جماعت نے حکم کرنا غائب پر اور کہا ابن ماجشون نے کہ غائب پر حکم کرنے کا عمل مدینے مین مطلق ہے یہانتک کہ اگر غایب ہو بعد اسکے کہ متوجہ ہو اس پر حکم تو حکم کیا جاوے اوپر اسکے اور کہا ابن ابی لیلی اور ابو حنیفہ نے کہ غائب پر حکم کرنا مطلق جائز نہین اور اگر جو گواہ قائم کرنے کے بعد بھاگ جاوے یا رو پوش ہو جاوے تو قاضی تین بار لوگون مین پکارے سو اگر آوے تو بہتر نہین تو اس پر ڈگری کی جاوے اور نیز جائز رکھا ہے اسکو ابن شبرمہ اور اوزاعی اور اسحاق نے اور یہ ایک روایت امام احمد کی ہے اور ثوری اور شعبی نے منع کیا ہے اور ابو حنیفہ نے کہا لیکن جسکے واسطے وکیل ہو اس پر حکم کرنا جائز ہے بعد دعوی کرنے کے اسکے وکیل پر اور جو منع کرتا ہے اسکی حجت یہ حدیث ہے کہ نہ حکم کر جب تک کہ تو دوسرے کا کلام نہ سنے اور جواب یہ ہے کہ یہ غائب پر حکم کرنے کو منع نہین کرتا اس واسطے کہ حجت اسکی جب آوے گا قائم ہے سنی جاوے گی اور اسکی اپیل منظور ہے اسکے مطابق فیصلہ کیا جاوے گا اگرچہ پہلے حکم کے منسوخ کرنے تک نوبت پہنچے اور حدیث علی کی مساوات خصمین مین محمول ہے حاضرین پر جبکہ سماع ممکن ہو اور اگر غائب ہو تو نہین منع کرتا حکم کو جیسا کہ اغما اور جنون اور حجر اور صغر مین ہے اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اسکے حنفیہ نے شفعہ مین اور حکم کرنے مین اس شخص پر جسکے پاس غائب کا مال ہو کہ لیا جاوے اس سے خرچ غائب کی بیوی کا (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبَا سُفْیَانَ رَجُلٌ شَحِیْحٌ فَاَحْتَاجُ اَنْ اٰخُذَ مِنْ مَّالِهٖ قَالَ خُذِیْ مَا یَکْفِیْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ ہند نے حضرت سے کہا کہ مقرر ابو سفیان بخیل مرد ہے سو مجھکو حاجت ہے کہ اسکے مال مین سے لون حضرت نے فرمایا کہ لے لیا کر جو تجھکو اور تیری اولاد کو

کفایت کرے دستور کے موافق **ف** اس حدیث کی شرح کتاب النفقات میں گذری اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اسکے شافعی اور ایک جماعت نے واسطے جائز ہونے حکم کے غائب پر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ ابوسفیان شہر میں حاضر تھا (فتح) **بَابُ مَنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّ قَضَاءَ الْحَاكِمِ لَا يُحِلُّ حَرَامًا وَّلَا يُحَرِّمُ حَلَالًا** جسکے واسطے اسکے بھائی کے حق کا حکم کیا جاوے تو وہ اسکو نہ لیوے اس واسطے کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا حرام کو اور نہ حرام کرتا ہے حلال کو **ف** مراد بھائی سے خصم اس کا ہے اس واسطے کہ مسلمان اور ذمی اور معاہد اور مرتد اس حکم میں سب برابر ہیں اور احتمال ہے کہ تخصیص اخوت کی ساتھ ذکر کے ترغیب کے باب سے ہو اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ لفظ بھائی کا کہا واسطے رعایت لفظ حدیث کی (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَّإِنَّهُ يَأْتِيْنِي الْخَصْمُ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِيْ لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا** ترجمہ ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑا سنا تو حضرت جھگڑے والوں کی طرف نکلے سو فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں اور میرے پاس مدعی اور مدعا علیہ آتے ہیں اور شاید کہ بعض آدمی بعض سے زیادہ گویا اور خوش تقریر ہوتا ہے سو میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے بظاہر اور حالانکہ وہ باطن میں جھوٹا ہے سو میں اسکے واسطے اس کا فیصلہ کر دیتا ہوں سو جسکو میں دھوکے سے کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو سوائے اسکے کچھ نہیں کہ وہ ایک ٹکڑا ہے آگ کا سو چاہے اسکو لیوے چاہے چھوڑ دیوے **ف** یہ جو کہا کہ میں بندہ ہوں یعنی شریک ہوں بندوں کو اصل خلقت میں اگرچہ افضل ہیں ان سے ساتھ ان فضیلتوں کے کہ خاص کئے گئے ساتھ اسکے اپنی ذات اور صفات میں اور حصر اس جگہ مجازی ہے اس واسطے کہ وہ خاص ہوتا ہے ساتھ علم باطن کے اور اس کا نام قصر قلب ہے اس واسطے کہ فرمایا ہے اسکو واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ جو پیغمبر ہو وہ ہر غیب کو جانتا ہے یہانتک کہ نہیں پوشیدہ رہتا ہے اس پر مظلوم اور یہ جو فرمایا کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے یعنی جو چیز کہ میں نے اسکو حسب ظاہر دی اگر باطن میں وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ اس پر حرام ہے اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں گناہ اس کا

جو جھوٹا جھگڑے یہانتک کہ ظاہر مین کسی چیز کا مستحق ہو اور حالانکہ وہ باطن مین اس پر حرام ہو اور اس مین یہ
ہے کہ جو دعوی کرے کسی مال کا اور اسکے واسطے گواہ نہون اور مدعا علیہ قسم کھاوے اور حکم کرے حاکم
ساتھ پاک ہونے حالف کے تو وہ باطن مین بری نہین ہوتا اور یہ کہ اگر مدعی قائم کرے گواہ بعد اسکے جو
اسکے دعوی کے منافی ہون تو سماعت کی جاوے اور باطل ہو جاوے گا حکم اور یہ کہ جو حیلہ کرے کسی چیز
باطل کیواسطے کسی وجہ سے یہانتک کہ ظاہر مین حق ہو جاوے اور اسکے واسطے اسکے ساتھ حکم کیا جاوے
تو نہین حلال ہوتا ہے اسکو لینا اس کا باطن مین اور نہین دور ہوتا ہے اس سے گناہ ساتھ حکم کے اور
اس حدیث مین ہے کہ مجتہد کبھی خطا کرتا ہے پس رد کیا جاوے گا ساتھ اسکے اس پر جو گمان کرتا ہے
کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور یہ کہ جب مجتہد چوک جاوے تو اسکو گناہ نہین ہوتا بلکہ اسکو ثواب ملتا ہے اور
اس حدیث مین ہے کہ حضرت اجتہاد سے حکم کرتے تھے جس چیز مین وحی نہ اتری ہوتی اور خلاف کیا ہے
اس مین ایک قوم نے اور یہ صریح ہے انکے رد مین اور اس حدیث مین ہے کہ کبھی حضرت اجتہاد سے
حکم کرتے تھے اور باطن مین امر اسکے برخلاف ہوتا تھا لیکن اگر ایسا واقع ہوا تو حضرت اس پر برقرار
نہین رہے واسطے ثابت ہونے عصمت کے اور جو اسکو جائز رکھتا ہے اسکے دلائل سے ہے یہ حدیث کہ
مجھکو حکم ہوا لڑنے کا لوگون سے یہانتک کہ لا الہ الا اللہ کہین الخ سو جو زبان سے کلمہ شہادت پڑھے اسکے
اسلام کے ساتھ حکم کیا جاوے گا اگرچہ باطن مین اسکے برخلاف اعتقاد رکھتا ہے اور حکمت اس مین
باوجودیکہ حضرت کو ہر جھگڑے مین وحی سے اطلاع ہونا ممکن ہے یہ ہے کہ جب حضرت شروع بیان کرنے
والے تھے تو حکم کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ مشروع ہے واسطے مکلفین کے اور اعتماد کرین اس پر حاکم
لوگ بعد آپکے اسی واسطے فرمایا کہ مین تو بندہ ہون یعنی حکم مین ساتھ مثل اس چیز کے کہ تکلیف دی گئی
ان کو ساتھ اسکے اور اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ وارد کرنے حدیث عائشہ کی بیچ
قصے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کے کہ حضرت نے حکم کیا ساتھ بیٹے کے واسطے عبد بن زمعہ کے اور لاحق
کیا اسکو ساتھ زمعہ کے پھر جب اسکی مشابہت عتبہ کے ساتھ دیکھے تو حکم کیا سودہ کو یہ کہ اس سے پردہ کرے
واسطے احتیاط کے سو اشارہ کیا بخاری نے اس طرف کہ حضرت نے حکم کیا زمعہ کی لونڈی کے لڑکے
حق مین ساتھ ظاہر کے اگرچہ وہ نفس الامر مین زمعہ کا نہ تھا اور نہین نام رکھا جاتا اس کا خطا اجتہاد
مین کہا طحاوی نے کہ ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ حکم ساتھ مالک کرنے مال کے یا دور کرنے ملک کے
یا ثابت کرنے نکاح کے یا فرقت کے اور مانند اسکے کی اگر ہو باطن مین جیسے ظاہر مین ہے تو جاری ہوتا ہے
جو اسنے حکم کیا اور اگر ہو باطن مین برخلاف اس چیز کے کہ تکیہ کیا ہے حاکم نے طرف اس کی گواہی

یا غیر اسکے سے تو نہ ہوگا وہ حکم واجب کرنیوالا تملیک کو اور نہ ازالے کو اور نہ نکاح اور نہ طلاق کو اور نہ غیر اسکے کو اور یہ قول جمہور کا ہے اور ابو یوسف بھی انکے ساتھ ہے اور دوسرے لوگون کا یہ مذہب ہے کہ اگر حکم مال مین ہوا اور ہو باطن مین برخلاف اسکے کہ تلک کیا ہے طرف اس کی حاکم نے ظاہر سے تو نہوگا یہ موجب اسکے حلال ہونے کا واسطے محکوم لہ کے اور اگر نکاح اور طلاق مین ہو تو وہ ظاہر باطن جاری ہوتا ہے اور حمل کیا ہے انہون نے باب کی حدیث کو اپنے مورد پر اور وہ مال ہے یعنی مال مین حکم حاکم کا باطن مین جاری نہین ہوتا اور اسکے سواے اور چیز مین جاری ہو جاتا ہے پس حاکم کے حکم سے وہ چیز ظاہر باطن مین اسکے واسطے حلال ہو جاتی ہے اور حجت حدیث سے ظاہر ہے یعنی حدیث عام ہے شامل ہے اموال کو اور عقود کو اور فسوخ کو اور اسی واسطے کہا شافعی نے کہ نہین فرق ہے اس مین کہ دعوی کرے بیگانی عورت پر کہ وہ اسکی بیوی ہے اور اس پر جھوٹے گواہ قائم کرے اور درمیان اسکے کہ کسی آزاد مرد پر دعوی کرے کہ اس کا غلام ہے اور اس پر جھوٹے گواہ قائم کرے اور حالانکہ اسکو معلوم ہو کہ وہ آزاد ہے سو اگر حاکم اسکو اس کا غلام بنا دیوے تو اسکے واسطے بالاجماع حلال نہین کہ اسکو اپنا غلام بناوے کہا نووی نے کہ یہ جو کہا کہ حکم حاکم کا ظاہر اور باطن کو حلال کر دیتا ہے مخالف ہے اس حدیث صحیح کو اور اجماع کو جو اسکے قائل سے سابق ہے اور اس قاعدے کو جس پر سب کا اتفاق ہے اور قائل مذکور بھی انکے موافق ہے کہ شرم گاہ لائق ہے ساتھ احتیاط کی اموال سے اور حجت پکڑی ہے قائل مذکور نے ساتھ حدیث علی کے شاہداک زوجاک اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہین ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے کہ حاکم حکم کرے اپنے علم سے ساتھ دلیل حضرت کی اس قول مین انما قضی الخ اور اس مین رد ہے اس پر جو حکم کرتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اسکی دل مین بغیر سند امر خارجی کے گواہ وغیرہ سے اور حجت پکڑی ہے اسنے ساتھ اسکے کہ گواہ متصل قوی تر ہے گواہ منفصل سے اور وجہ رد کی یہ ہے کہ حضرت اس امر مین اعلی ہین سب سے مطلق اور باوجود اسکی حضرت کی اس حدیث نے دلالت کی اس پر کہ وہ عام کامون مین صرف ظاہر مین حکم کرتے ہین سو اگر مدعا صحیح ہو تو حضرت زیادہ تر لائق تھے ساتھ اسکے سو مقرر حضرت نے معلوم کروایا کہ جاری کیا جاوے احکام کو ظاہر پر اگرچہ ممکن تھا کہ خدا آپ کو ہر مقدمے مین وحی کے ذریعے سے اطلاع دی دیوے اور اس کا سبب یہ ہے کہ تشریع احکام کی واقع ہے حضرت کی ہاتھ پر سو گویا کہ ارادہ کیا حضرت نے تعلیم احکام کا جو آپ کی سواے ہین کہ اس پر اعتماد کرین ہان اگر گواہی دیوین گواہ مثلا برخلاف اسکے کہ معلوم ہو حضرت کو حس سے ساتھ مشاہدے کے یا یقین سے ساتھ سماع کے یا گمان راجح کے تو نہین

جائز ہے حضرت کیواسطے کہ گواہوں کے موافق حکم کریں اور نقل کیا ہے اس پر بعضوں نے اتفاق اور نیز حدیث میں نصیحت کرنا امام کا ہے مدعی اور مدعا علیہ کو تاکہ اعتماد کریں حق پر اور عمل کرنا ساتھ نظر راجح کے اور بنا کرنا حکم کا اوپر اسکے اور یہ امر اجماعی ہے مفتی اور حاکم کے واسطے واللہ اعلم فتح

حدثنا اسمعیل قال حدثنی مالک عن ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انھا قالت کان عتبۃ بن ابی وقاص عھد الی اخیہ سعد بن ابی وقاص ان ابن ولیدۃ زمعۃ منی فاقبضہ الیک فلما کان عام الفتح اخذہ سعد فقال ان اخی قد کان عھد الی فیہ فقام الیہ عبد بن زمعۃ فقال اخی وابن ولیدۃ ابی ولد علی فراشہ فتساوقا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال سعد یا رسول اللہ ابن اخی کان عھد الی فیہ وقال عبد ابن زمعۃ اخی وابن ولیدۃ ابی ولد علی فراشہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو لک یا عبد ابن زمعۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الولد للفراش وللعاھر الحجر ثم قال لسودۃ بنت زمعۃ احتجبی منہ لما رای من شبھہ بعتبۃ فما راھا حتی لقی اللہ عزوجل ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ عتبہ نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اور میرے نطفے سے سو اپنے قبضے کر لینا سو جب فتح مکہ کا سال ہوا تو اسکو سعد نے لیا اور کہا کہ میرے بھائی نے مجھکو اسکے حق میں وصیت کی تھی تو عبد زمعہ کا بیٹا اس کی طرف اٹھا سو اسنے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا اسکے بچھونے پر پیدا ہوا سو دونوں حضرت کے پاس جھگڑتے گئے تو سعد نے کہا یا حضرت میرے بھائی کا بیٹا ہے میرے بھائی نے مجھکو اسکے وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا اسکے بستر پر پیدا ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ تیرے واسطے ہے اے عبد بن زمعہ حضرت نے فرمایا کہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنیوالا محروم ہے یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جسکے نیچے اس لڑکے کی ماں ہے خواہ نکاح سے ہو یا ملکیت سے پھر حضرت نے سودہ اپنی بی بی سے فرمایا کہ اس سے پردہ کر اس واسطے کہ اسکو عتبہ کے مشابہ دیکھا تو اسنے سودہ کو نہ دیکھا یہانتک کہ خدا سے ملے **باب الحکم فی البئر ونحوھا** حکم کرنا بیچ کوئیں کی اور مانند اسکی کے **حدثنی** اسحاق بن نصر حدثنا عبد الرزاق اخبرنا سفیان عن منصور والاعمش عن ابی وائل قال قال عبد اللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یحلف احد علی یمین صبر یقتطع مالا وھو فیھا فاجر الا لقی اللہ وھو علیہ

غضبان فانزل اللہ ان الذین یشترون بعھد اللہ الایۃ فجاء الاشعث بن قیس
وعبد اللہ یحدثھم فقال فی نزلت وفی رجل خاصمتہ فی بئر فقال النبی صلے
اللہ علیہ وسلم الک بینۃ قلت لا قال فلیحلف قلت اذن یحلف فنزلت ان
الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم الایۃ ترجمہ عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ
نہیں قسم کھاتا کوئی کسی چیز بند کی ہی پر کہ مال چھین لیوے اور حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہو مگر کہ ملے گا خدا
سے اور خدا اس سے غصہ ناک ہوگا سو خدا نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دیکر اور جھوٹی قسمیں
کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں آخر آیت تک سو اشعث آیا اور عبداللہ ان سے حدیث بیان کرتے تھے
تو اسنے کہا کہ یہ آیت میرے اور ایک مرد کے حق میں اتری ہے میں نے اس سے کوئیں میں جھگڑا کیا تو حضرت
نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے کہا نہیں حضرت نے فرمایا سو وہ قسم کھاوے میں نے کہا
اب وہ قسم کھاوے گا سو یہ آیت اتری کہ مقرر جو لوگ اللہ کو درمیان دیکر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا
مال دنیا لیتے ہیں ف اس حدیث کی شرح ایمان والنذور میں گذر چکی ہے اور یہ حدیث حجت ہے
اس میں کہ حکم حاکم کا ظاہر میں نہیں حلال کرتا حرام کو اور نہیں مباح کرتا حرام کو اس واسطے کہ حضرت
نے اپنی امت کو ڈرایا اس شخص کے عذاب سے جو جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال چھین لیوے اور آیت مذکورہ
سخت وعید ہے جو قرآن میں آئی ہے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ جو حیلہ کرے اپنے بھائی پر اور وجہ باطل
سے اسکے حق سے کچھ چیز لیوے تو وہ اسکے واسطے حلال نہیں واسطے سخت ہونے گناہ کے بیچ اسکے (فتح)

باب القضاء فی قلیل المال وکثیرہ سواء حکم کرنا بیچ تھوڑے اور بہت مال کے برابر ہے
ف کہا ابن منیر نے کہ شاید خوف کیا بخاری نے آفت تخصیص کا سے پہلے ترجمہ میں سو ترجمہ
باندھا ساتھ اسکے کہ حکم کرنا عام ہے ہر چیز میں تھوڑی ہو یا بہت (فتح) وقال ابن عیینۃ عن ابن
شبرمۃ القضاء فی قلیل المال وکثیرہ سواء یعنی اور کہا ابن شبرمہ نے کہ حکم کرنا تھوڑے اور
بہت مال میں برابر ہے حدثنا ابو الیمان اخبرنا شعیب عن الزھری قال اخبرنی عروۃ
ابن الزبیر ان زینب بنت ابی سلمۃ اخبرتہ عن امھا ام سلمۃ قالت سمع النبی صلے
اللہ علیہ وسلم جلبۃ خصام عند بابہ فخرج علیھم فقال لھم انما انا بشر وانہ یاتینی الخصم
فلعل بعضا ان یکون ابلغ من بعض اقضی لہ بذلک واحسب انہ صادق فمن
قضیت لہ بحق مسلم فانما ھی قطعۃ من النار فلیاخذھا او لیدعھا ترجمہ
ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت نے جھگڑے کی آواز سنی اپنے دروازے کے پاس سو حضرت ان پر نکلے

سو فرمایا سوای اسکے کچھ نہین کہ مین بندہ ہون اور میرے پاس مدعی اور مدعا علیہ آتے ہین سو شاید کہ
بعض بعضے سے زیادہ خوش تقریر ہوتا ہے مین پاس کا اسکے واسطے حکم کرتا ہون اور مین گمان کرتا ہون کہ
وہ سچا ہے سو مین جسکو کسی مسلمان کا حق دیدون تو سوای اسکے کچھ نہین کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے سو
چاہے تو لیوے اور چاہے چھوڑ دے **ف** یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے اور اس مین ہے کہ جسکو مین کسی
مسلمان کا حق دے دون اور وہ عام ہے شامل ہے تھوڑے اور بہت مال کو اور شاید کہ اشارہ کیا ہے اسنے
ساتھ اس ترجمے کے طرف رد کرنے کی اس شخص پر جو قائل ہے کہ جائز ہے واسطے قاضی کے کہ نائب بناوے
بعض کو جسکو چاہے کرے بعضے امور مین سوای بعض کی بحسب قوت اس کی معرفت کے اور
جاری ہونے اسکے کلمے کے بیچ اسکے اور یہ منقول ہے بعض مالکیوں سے یا اس پر جو قائل ہے کہ نہین واجب ہے
قسم مگر قدر معین مین مال سے اور نہین واجب ہے حقیر چیز مین یا اس پر قاضیون سے جو نہین حکم کرتا حقیر چیز
مین بلکہ جب اس کی طرف اس کا مقدمہ آجاوین تو اسکو رد کر دیوے اور یہ ایک قسم ہے تکبر سے اور پہلا
احتمال لایق تر ہے ساتھ مراد بخاری کے (فتح) **بَابُ بَيْعِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ**
بیچنا امام کا لوگون پر انکے مال اور ضیاع کو **ف** منسوب کیا بیچ کو طرف امام کی تاکہ اشارہ کرے کہ یہ
واقع ہوتا ہے بیوقوف کے مال مین یا غائب کے قرض ادا کرنے مین یا جو باز رہے یا سوای اسکے تاکہ تحقیق
ہو کہ جائز ہے امام کو تصرف کرنا بیچ عقود مال کے فی الجملہ (فتح) **وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**
وَسَلَّمَ مِنْ نُعَيْمِ ابْنِ النَّحَّامِ اور البتہ حضرت نے نعیم کے مدبر غلام کو بیچا **ف** ذکر کیا ترجمہ مین ضیاع
کو اور نہین ذکر کیا حدیث مین مگر غلام کا بیچنا تو گویا کہ اشارہ کیا ہے اسنے طرف قیاس عقار کی حیوان پر
حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ ابْنُ كُهَيْلٍ
عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَعْتَقَ
غُلَامًا عَنْ دُبُرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِثَمَنِهِ إِلَيْهِ
ترجمہ جابر سے روایت ہے کہ حضرت کو خبر پہنچی کہ ایک مرد نے آپ کے اصحاب سے غلام کو مدبر کیا ہے
یعنی تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے کہ اسکے سوای اسکے پاس کچھ مال نہ تھا تو حضرت نے اسکو آٹھ سو
درہم سے بیچا پھر اس کا مول اسکو بھیجا **ف** کہا مہلب نے کہ امام لوگون کے مال کو اس وقت بیچے جبکہ
ان سے انکے مال مین بد عقلی دیکھے اور اسپر جو بیعقل ہو اسکے مال سے کوئی چیز نہ بیچے مگر اس حق مین کہ اس پر
ہو اور وہ ادا کرنے سے باز رہے اور یہ ٹھیک ہے لیکن قصہ مدبر کا اس پر دلالت نہین کرتا ہے اور البتہ جواب دیا ہے
اس سے کہ مدبر کے سوا اسکے پاس اور کوئی مال نہ تھا اور دیکھا کہ اسنے اپنا سب مال خرچ کر ڈالا اھ

۹۷ صلاح بعضی سے نو اور زمین بہ مشی مزارعہ در نجارات

اندرس کیا واسطے ہلاکی کے تو اسکے فعل کو توڑ ڈالا (فتح) **باب من لم یکترث لطعن من لا یعلم فی الامراء حدیثا** یعنے التفات کرے اور نہ پرواہ کرے واسطے طعن اس شخص کے کہ نہ جانے امیرون مین ف کہا مہلب نے کہ اس باب کے معنے یہ ہین کہ طاعن جب نہ جانتا ہو حال مطعون علیہ کا سوا اس کے عیب کے جو اس مین نہین ہے تو نہ اعتبار کیا جاوے اس طعن کا اور نہ عمل کیا جاوے ساتھ اسکے اور قید کیا ہے اسکو ترجمہ مین ساتھ اسکے جو نہ جانتا ہو واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ جو علم سے طعن کرے اسکے ساتھ عمل کیا جاوے اور اگر طعن کرے ساتھ امر محتمل کے تو ہوگا یہ راجع طرف رائے امام کی اور اسی پر اتارا گیا ہے فعل عمر کا ساتھ سعد کے یہانتک کہ اسکو معزول کیا باوجود بری ہونے اسکے کے اس چیز سے کہ عیب کیا اسکو اہل کوفہ نے کہ عمر نے نہ معلوم کیا سعد کے عیب سے جو حضرت نے اسامہ سے معلوم کیا یعنی سو ہوا سبب اسکے معزول کرنے کا اور کہا ابن منیر نے کہ یقین کیا حضرت نے ساتھ سلامتی عاقبت کی اسامہ کی سرداری مین سو نہ التفات کیا طرف طعن طاعن کی اور عمر فاروق نے احتیاط کی راہ اختیار کی واسطے نہ ہونے یقین کے (فتح) **حدثنا موسی ابن اسمعیل قال حدثنا عبد العزیز بن مسلم قال حدثنا عبد اللہ بن دینار قال سمعت ابن عمر یقول بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثا وامر علیہم اسامۃ ابن زید فطعن فی امارتہ وقال ان تطعنوا فی امارتہ فقد کنتم تطعنون فی امارۃ ابیہ من قبلہ وایم اللہ ان کان خلیقا للامرۃ وان کان لمن احب الناس الی وان ہذا لمن احب الناس الی بعدہ** ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے ایک لشکر بھیجا اور اسامہ کو اس پر سردار کیا سو طعن کیا گیا اس کی سرداری مین یعنی غلام آزاد ہے اسکو کیون سردار کیا اور حضرت نے فرمایا کہ اگر تم طعنہ دیتے ہو اسامہ بن زید کی سرداری مین تو البتہ تم تو اس سے پہلے اسکے باپ یعنی زید کی سرداری مین بھی طعنہ دیتے تھے اور قسم ہے خدا کی زید سرداری کے لائق تھا اور مقرر وہ سب لوگون سے مجھکو زیادہ تر پیارا تھا اور البتہ یہ اسامہ اسکے بعد میرے نزدیک سب لوگون سے زیادہ تر پیارا ہے ف اور تقدیر یہ ہے کہ اگر تم نے طعن کیا ہے اس کی سرداری مین تو تم اس سے گنہگار ہوئے اس واسطے کہ تمہارا طعن حق نہین جیسا کہ تم اسکے باپ کی سرداری مین طعن کرتے تھے اور حالانکہ ظاہر ہوا کافی ہونا اور لائق ہونا اس کا واسطے سرداری کے اور یہ کہ وہ سرداری کا مستحق تھا اور تمہارے طعن کی کوئی دلیل نہ تھی سو واسطے نہین اعتبار ہے تمہارے طعن کا اسکے بیٹے کی سرداری مین اور نہین ہے کوئی شبہ تمہارے طعن کی اور بعضون نے کہا طعن اس واسطے کیا تھا کہ زید غلام آزاد تھے (فتح) **باب الالد الخصم وھو الدائم فی الخصومۃ لدا عوجا** باب ہے

الد الخصم کا اور اسکے معنے ہین ہمیشہ جھگڑنے والا بڑا لڑاکا اور الدلک کے معنے ہین ٹیڑھے یعنی اس آیت
کی تفسیر مین وتنذر بہ قوما لدا ف اور حسن بصری سے روایت ہے کہ اسکے معنے ہین سخت جھگڑالو
اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اس واسطے کہ جو حق سے ٹیڑھا ہو گویا اسنے نہ سنا حدثنا مسدد حدثنا
یحیی بن سعید عن ابن جریج قال سمعت ابن ابی ملیکۃ یحدث عن عائشۃ
قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابغض الرجال الی اللہ الالد الخصم
ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب لوگون مین سے زیادہ تر دشمن بڑا
لڑاکا جھگڑالو ہے ف کہا کرمانی نے کہ ابغض سے مراد یہان کافر ہے سو حدیث کے معنے یہ ہین
کہ خدا کے نزدیک سب لوگون سے زیادہ تر دشمن کافر لوگ ہین جو عناد رکھتے ہین یا بعضے جھگڑالو مراد
ہین مین کہتا ہون دوسرا احتمال معتمد ہے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ کافر ہو یا مسلمان سو اگر کافر ہو تو
صیغہ افعل التفضیل کا اسکے حق مین اپنی حقیقت پر ہے عموم مین اور اگر مسلمان ہو تو سبب بغض کا یہ
ہے کہ بہت جھگڑنا نوبت پہنچاتا ہے غالبا طرف اس چیز کی کہ اس سے اسکے صاحب کی مذمت کی
جاوے یا خاص ہوگا مسلمانون کے حق مین ساتھ اس شخص کے جو جھگڑے باطل مین اور شاہد ہے اول
کے واسطے یہ حدیث کہ کفایت کرتا ہے تجھکو یہ گناہ کہ تو ہمیشہ جھگڑنے والا روایت کیا ہے اس کو
طحاوی نے ساتھ سند ضعیف کے اور وارد ہوئی ہے ترغیب بیچ ترک کرنے جھگڑے کے ابو امامہ سے کہ مین
ضامن ہون ایک گھر کا درمیان بہشت کی اسکے واسطے جو جھگڑا چھوڑ دیوے اگرچہ حق پر ہو (فتح)

باب اذا قضی الحاکم بجور او خلاف اہل العلم فہو رد جب حاکم حکم کرے ساتھ
ظلم کے یا خلاف اہل علم کے تو وہ رد ہے یعنی مردود ہے حدثنی محمود حدثنا عبد الرزاق
اخبرنا معمر عن الزہری عن سالم عن ابن عمر بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
خالدا ح وحدثنی نعیم اخبرنا عبد اللہ اخبرنا معمر عن الزہری عن سالم
عن ابیہ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید الی بنی جذیمۃ
فلم یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فقالوا صبانا صبانا فجعل خالد یقتل ویاسر
ودفع الی کل رجل اسیرہ وامر کل رجل منا ان یقتل اسیرہ فقلت واللہ لا اقتل
اسیری ولا یقتل رجل من اصحابی اسیرہ فذکرنا ذلک للنبی صلی اللہ علیہ و
سلم فقال اللہم انی ابرأ الیک مما صنع خالد بن الولید مرتین ترجمہ ابن عمر
سے روایت ہے کہ حضرت نے خالد بن ولید کو قوم بنی جذیمہ کی طرف بھیجا سو وے بخوبی یہ بات نہ کہہ سکے

کہ ہم اسلام لائے سو انہوں نے یوں کہا کہ ہم بے دین ہوئے سو خالد نے ان کا قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا اور ہر ایک مسلمان کو ایک قیدی دیا اور پھر ایک کو حکم کیا کہ اپنے قیدی کو قتل کرے تو میں نے کہا قسم ہے اسکی میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کرونگا اور نہ کوئی میرا ساتھی اپنے قیدی کو قتل کرے پھر جب ہم پلٹے تو یہ حال حضرت سے ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا کہ الٰہی میں تیرے روبرو بیزاری ظاہر کرتا ہوں خالد کے کام سے جو اسنے کیا یہ دوبار فرمایا یعنی میں اس میں شریک نہیں **ف** اس حدیث کی شرح مغازی میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت کا ہے کہ الٰہی میں تیرے روبرو بیزاری ظاہر کرتا ہوں خالد کے کام سے یعنی قتل کرنے خالد کے سے ان لوگوں کو جنہوں نے کہا تھا کہ ہم بے دین ہوئے پہلے اس سے کہ ان کا مطلب بوجھے کہ اس کہنے سے ان کی کیا مراد تھی اور اس میں اشارہ ہے طرف تصویب فعل ابن عمر اور اسکے ساتھیوں کی کہ انہوں نے خالد کی متابعت نہ کی انکے قتل کرنے میں جنکے قتل کرنیکا اسنے حکم کیا کہا خطابی نے کہ حضرت جو خالد کے فعل سے بیزار ہوئے باوجودیکہ اسکو اس پر سزا نہ دی اسواسطے کہ وہ مجتہد تھے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ تا پہچانا جاوے کہ حضرت نے خالد کو اس کا اذن نہیں دیا تھا واسطے اس خوف کے کہ کوئی اعتقاد کرے کہ حضرت نے اسکو اذن دیا تھا اور تاکہ اور کوئی ایسا کام نہ کرے اور کہا ابن بطال نے کہ گناہ اگرچہ ساقط ہے مجتہد سے حکم میں جبکہ ظاہر ہو جاوے کہ وہ برخلاف جماعت اہل علم کے ہے لیکن ضمان یعنی اس کا بدلہ لازم ہے واسطے مخطی کے نزدیک اکثر کے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ ضمان حاکم کے عاقلہ پر ہے یا بیت المال میں اور ظاہر یہ ہے کہ فعل سے بری ہونا نہیں مستلزم ہے اسکو کہ اس کا فاعل گنہگار ہو اور نہ یہ کہ اسکو جھڑکی لازم ہے اس واسطے کہ مخطی کا گناہ مرفوع ہے اگرچہ اس کا فعل خوب نہیں (فتح)

بَابُ الْإِمَامِ یَأْتِیْ قَوْمًا فَیُصْلِحُ بَیْنَهُمْ

امام کسی قوم کے پاس آوے اور انکے درمیان صلح کروا دے **حَدَّثَنَا** أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْمَدَنِیُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ قَالَ کَانَ قِتَالٌ بَیْنَ بَنِیْ عَمْرٍو فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّی الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَاهُمْ یُصْلِحُ بَیْنَهُمْ فَقَالَ یَا بِلَالُ إِنْ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَمْ آتِ فَمُرْ أَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَلَمَّا حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَأَذَّنَ بِلَالٌ وَأَقَامَ وَأَمَرَ أَبَا بَکْرٍ فَتَقَدَّمَ وَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَکْرٍ فِی الصَّلٰوةِ فَشَقَّ النَّاسَ حَتّٰی قَامَ خَلْفَ أَبِیْ بَکْرٍ فَتَقَدَّمَ فِی الصَّفِّ الَّذِیْ یَلِیْهِ قَالَ وَصَفَّحَ الْقَوْمُ قَالَ وَکَانَ أَبُوْ بَکْرٍ إِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوةِ لَمْ یَلْتَفِتْ حَتّٰی یَفْرُغَ فَلَمَّا رَأَی التَّصْفِیْحَ لَا یُمْسَکُ عَلَیْهِ الْتَفَتَ فَرَأَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وسلم خلفہ فاومی الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ ان امضہ واومی
بیدہ ھکذا ولبث ابوبکر ھنیۃ یحمد اللہ علی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم مشی القھقری فلما رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذالک تقدم فصلی
بالناس فلما قضی صلوتہ قال یا ابابکر ما منعک اذ اومات الیک الا تکون
مضیت قال لم یکن لابن ابی قحافۃ ان یؤم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال
للقوم اذا رابکم امر فلیسبح الرجال ولتصفح النساء قال ابو عبد اللہ لم یقل
ھذا الحرف غیر حماد یا بلال مر ابابکر ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ قوم بنی عمرو
کے درمیان لڑائی ہوئی یہ خبر حضرت کو پہنچی سو حضرت ظہر کی نماز پڑھ کر انکے پاس گئے تاکہ ان کے
درمیان صلح کروادیں سو فرمایا کہ اے بلال اگر نماز کا وقت آوے اور میں نہ آؤں تو ابوبکر کو حکم کرنا کہ لوگوں کو
نماز پڑھاوے سو جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو بلال نے اذان دی اور تکبیر کہی اور ابوبکر امام بنے پھر
حضرت تشریف لائے اور ابوبکر نماز میں تھے سو حضرت لوگوں کو چیر کر آگے بڑھے اگلی صف میں جو
ابوبکر کے متصل تھی یہانتک کہ نیت کر کے ابوبکر کے پیچھے کھڑے ہوئے اور لوگوں نے تالی بجائی اور
ابوبکر صدیق کی عادت تھی کہ جب نماز میں داخل ہوتے تو کسی کی طرف نہ دیکھتے یہانتک کہ نماز سے
فارغ ہوتے پھر جب دیکھا کہ تالی اس پر بند نہیں ہوتی تو مڑ کر نظر کی تو حضرت کو اپنے پیچھے دیکھا اور
حضرت نے صدیق اکبر سے اشارہ کیا کہ وہیں ٹھہرے رہو اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اس طرح پھر ابوبکر
صدیق نے تھوڑی دیر خدا کا شکر ادا کیا کہ حضرت نے مجھکو امامت کرنیکو فرمایا پھر پیچھے ہٹے بدون
اسکے کہ قبلے کی طرف سے منہ پھیریں پھر حضرت آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز پڑھ چکے
تو فرمایا اے ابوبکر کس چیز نے تجھکو منع کیا وہیں کھڑے رہنے سے جبکہ میں نے تجھکو اشارہ کیا صدیق
اکبر نے کہا کہ ابن ابی قحافہ کے بیٹے کو یہ لیاقت نہیں کہ رسول اللہ صلعم کے آگے امام بنے اور لوگوں
سے فرمایا کہ جب تمکو نماز میں کوئی ضرورت ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو خبردار کرنا پڑے
تو چاہیے کہ مرد بلند آواز سے سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجاویں کہا ابو عبد اللہ بخاری نے کہ
نہیں کہا یہ حرف کسی نے سوای حماد کے اے بلال ابوبکر کو حکم کرنا **ف** ابن ابی قحافہ کے بیٹے کو یہ
لیاقت نہیں تو حضرت صدیق نے تواضع کی راہ سے اپنا نام نہ لیا کہا ابن منیر نے فقہ ترجمہ کی تنبیہ کرنا
اوپر جواز مباشرت حاکم کے صلح کو درمیان مدعی اور مدعا علیہ کے اور نہیں شمار کی جاتی ہے یہ تضعیف
حکم میں اور یہ کہ جائز ہے جانا حاکم کو مدعی اور مدعا علیہ کی جگہ میں واسطے فیصل کرنے جھگڑے کے

درمیان ان کے یا واسطے بڑے ہونے جھگڑے کے اور یا اس واسطے تا کہ لکھو لیں اس چیز کو کہ نہیں معلوم ہو سکتی ہے مگر معاینہ سے اور نہیں شمار کی جاتی ہے یہ تخصیص اور تمیز اور نہ ذلت (فتح) **باب مَا يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَكُونَ أَمِينًا عَاقِلًا** جو مستحب ہے کاتب کے واسطے کہ امین اور عاقل ہو یعنی لکھنے والا حکم کا اور اسکے غیر کا **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ أَبُو ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ وَاجْمَعْهُ قَالَ زَيْدٌ فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِي مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يَحُثُّ مُرَاجَعَتِي حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَيَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ إِلَى آخِرِهَا مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُورَتِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ اللِّخَافُ يَعْنِي الْخَزَفَ** ترجمہ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے مجکو بلا بھیجا وقت لڑائی اہل یمامہ کے اور انکے پاس عمر فاروق بھی تو صدیق اکبر نے کہا کہ عمر میری پاس آیا تو اس نے کہا کہ البتہ سخت ہوا قتل ہونا قرآن کے حافظوں کا یمامہ کی لڑائی کے دن یعنی اس میں بہت حافظ قرآن کے مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ سخت ہو قتل ہونا قرآن کے حافظوں کا سب لڑائیوں میں یعنی مبادا اور لڑائیوں میں بھی اسی طرح بہت حافظ قرآن مارے جاویں اور بہت قرآن جاتا رہے اور میری رائے

یہ ہی کہ تو قرآن کے جمع کرنے کا حکم کرے مین نے کہا کہ کس طرح کرون مین وہ چیز جو حضرت نے نہین
کی تو کہا عمر نے قسم ہی اللہ کی کہ قرآن کا جمع کرنا بہتر ہے سو ہمیشہ رہا عمر تکرار کرتا مجھ سی بیچ اسکے یہانتک
کہ خدا نے میرا سینہ کہولا جسکے واسطے عمر کا سینہ کھولا اور مین نے اس مین مناسب دیکھا جو عمر نے دیکھا
کہا زید نے ابوبکر صدیق نے مجھ سے کہا کہ تو جوان مرد ہے عاقل ہی ہم تجھکو تہمت نہین کرتے کہ تو حضرت کے
واسطے وحی کو لکھا کرتا تھا سو قرآن کو تلاش کرکے اور ڈھونڈھ کر جمع کر کہا زید نے قسم ہی اللہ کی اگر
صدیق مجھکو پہاڑ کے اٹھانے کی تکلیف دیتے تو نہوتا مجھ پر زیادہ تر بھاری اس چیز سے جسکی انہون نے مجھکو
تکلیف دی قرآن کے جمع کرنے سے مین نے کہا تم کس طرح کرتے ہو وہ چیز جو حضرت نے نہین کی ابوبکر
صدیق نے کہا قسم ہی اللہ کی وہ بہتر ہے سو ہمیشہ رہے چاہتے مجھ سے تکرار کرنے کو یہانتک کہ خدا نے میرا
سینہ کہولا جسکے واسطے خدا نے ابوبکر اور عمر کا سینہ کھولا تو مین نے اس مین دیکھا جو انہون نے دیکھا سو مین نے
تلاش کیا قرآن کو جمع کرتا تھا مین اسکو کھجور کی چھڑیون اور کپڑے کے ٹکڑون سے اور ٹھیکریون اور مردون
کے سینون سی سو پایا مین نے اخیر سورہ توبہ کا لقد جاءکم رسول الخ پاس خزیمہ یا ابوخزیمہ کے تو مین نے اسکو اسکی
سورت مین ملایا سو وہ کاغذ جن مین قرآن لکھا گیا ابوبکر صدیق کے پاس تھے ان کی زندگی مین یہانتک
کہ خدا نے ان کی روح قبض کی پھر عمر فاروق کے پاس تھے ان کی زندگی مین یہانتک کہ خدا نے
ان کی روح قبض کی پھر حضرت حفصہ کے پاس تھے ف اس حدیث کی شرح فضائل قرآن مین
گذری اور غرض اس سی یہ قول صدیق اکبر کا ہے زید سے کہ تو جوان مرد ہے عاقل ہی ہم تجھکو تہمت نہین
کرتے اور اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جائز ہے بادشاہ اور قاضی کو رکھنا کاتب کا اور یہ کہ جسکو پہلے سے
کسی کام کا علم ہو وہ لائق تر ہے ساتھ اسکے غیر اسکے سے جبکہ واقع ہو اور بیہقی مین ہی کہ حضرت نے عبداللہ
بن ارقم کو کاتب رکھا وہ حضرت کی طرف سی بادشاہون کی طرف خط لکھتا تھا سو اس کی امانت
کی یہانتک نوبت پہنچی کہ حضرت اس کا خط لکھا سنتے نہ تھے پھر زید بن ثابت کو کاتب بنایا اور اسی طرح
ایک جماعت اصحاب کو (فتح) **بَابُ كِتَابِ الْحَاكِمِ إِلَى عُمَّالِهِ وَالْقَاضِي إِلَى أُمَنَائِهِ** خط لکھنا
حاکم کا اپنے عاملون کو اور قاضی کا امینون کو ف عامل کہتے ہین اس کو جو مثلاً کسی شہر پر حاکم ہو اسکی
طرح جمع کرنیکے واسطے یا تحصیل زکوۃ کے واسطے یا امامت نماز کے واسطے یا امیر ہو اسکے دشمن کی جہاد
کرنیکے اور امین وہ لوگ ہین جنکو قائم کرے بیچ ضبط کرنے امور لوگون کے (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ
بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى ح وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ
أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ**

هُوَ وَرِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُخْبِرَ مُحَيِّصَةُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللهِ قَتَلْتُمُوهُ قَالُوا مَا قَتَلْنَاهُ وَاللهِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ فَأَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ لِمُحَيِّصَةَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ بِهِ فَكَتَبَ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوا لَا قَالَ أَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ قَالُوا لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتِ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ فَرَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ ترجمہ سہل سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ دونوں خیبر کی طرف نکلے مشقت سے جو انکو پہنچی سو محیصہ کو خبر ہوئی کہ عبداللہ مارا گیا اور کاریز یا نہر میں ڈالا گیا سو وہ یہود کے پاس آیا اور کہا قسم ہے اللہ کی تم ہی نے اسکو قتل کیا ہے انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم نے اسکو نہیں مارا پھر محیصہ متوجہ ہوا یہانتک کہ اپنی قوم کے پاس آیا اور ان سے یہ ذکر کیا سو محیصہ اور اس کا بڑا بھائی حویصہ اور عبدالرحمن بن سہل حضرت کے پاس آئے سو شروع ہوا کہ کلام کرے اور وہی خیبر میں تھا تو محیصہ سے کہا کہ اول بڑے کو بات کرنے دے اول بڑے کو بات کرنے دے یعنی جو عمر میں بڑا ہے سو کلام کیا حویصہ نے پھر کلام کیا محیصہ نے تو حضرت نے فرمایا کہ یا تو تمہارے ساتھی کی دیت دیویں اور یا لڑائی کے ساتھ خبردار ہو جاویں سو لکھا حضرت نے خیبر والوں کو ساتھ اسکے یعنی ساتھ اس خبر کے جو آپ کی طرف منقول ہوئی تو انکے کاتب نے لکھا کہ ہم نے اسکو نہیں مارا تو حضرت نے حویصہ اور محیصہ اور عبدالرحمن سے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو اور اپنے ساتھی کے قصاص کے مستحق ہوتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں حضرت نے فرمایا کیا پس تمہارے واسطے یہود قسم کھاویں انہوں نے کہا کہ وے مسلمان نہیں ہیں ان کی قسم کا کچھ اعتبار نہیں سو حضرت نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی سو اونٹنی یہانتک کہ گھر میں داخل کی گئیں سو ان میں سے ایک اونٹنی نے مجکو لات ماری ف اس حدیث کی شرح قسامت میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے بیان یہ قول اس کا ہے کہ حضرت نے انکو لکھا اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں ہے حدیث میں کہ حضرت نے اپنے نائب یا امین کی طرف لکھا بلکہ خود مدعیوں کو لکھا لیکن

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب کی طرف لکھنا جائز ہے اور لکھنا انکے غیر کی طرف ثابت ہے بطریق اولی الا فتح

بَابُ هَلْ يَجُوزُ لِلْحَاكِمِ اَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَهُ لِلنَّظَرِ فِي الْاُمُوْرِ کیا جائز ہے واسطے حاکم کے کہ بھیجے تنہا آدمی کو واسطے نظر کرنے کے امروں بیچ **حَدَّثَنَا** آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ اِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَقَالُوْا لِي عَلٰى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَافْتَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوْا اِنَّمَا عَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاَمَّا اَنْتَ يَا اُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَاغْدُ عَلَى امْرَاَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا اُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا ترجمہ ابوہریرہ اور زید سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت کے پاس آیا تو اسنے کہا یا حضرت حکم کرو ہمارے درمیان خدا کی کتاب سے پھر مدعی اس کا کھڑا تو اسنے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے حکم کرو ہمارے درمیان خدا کی کتاب سے تو اس گنوار نے کہا کہ میرا بیٹا اسکے یہاں مزدور تھا سو اسنے اسکی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ واجب ہے تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا تو میں نے اپنے بیٹے کی طرف سے اسکا بدلا سو بکری اور ایک لونڈی دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ واجب ہے تیرے بیٹے پر تو سو کوڑا اور سال بھر جلا وطن کرنا ہے اور اے تو اے انیس ایک مرد سے کہا سو صبح کو اسکی عورت پر جانا اور اسکو سنگسار کرنا تو انیس صبح کو اس پر گیا اور اسکو سنگسار کیا **ف** اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت کا ہے کہ اے انیس صبح کو اس کی عورت پر جانا اور اس میں اختلاف ہے کہ انیس حاکم تھا یا خبر تلاش کرنیوالا اور ترجمہ میں استفہام کیا واسطے اشارہ کرنے کی طرف خلاف محمد بن حسن کی کہ اسنے کہا کہ نہیں جائز ہے قاضی کو کہ کہے کہ میرے پاس فلانے نے اقرار کیا اس طرح واسطے کسی چیز کے کہ حکم کیا جاوے ساتھ اسکے اوپر اسکے مال سے یا عتق سے یا طلاق سے یہانتک کہ اپنے ساتھ کسی غیر کو اس پر گواہ کر لیوے اور دعوی کیا ہے کہ حدیث باب کا حکم خاص ہے ساتھ حضرت کے اور کہا اسنے کہ ہمیشہ قاضی کی مجلس میں دو گواہ عادل ہیں کہ دو سنتے رہیں جو اقرار کرے اور اس پر گواہ ہو ویں پس جاری ہو حکم ان کی گواہی سے کہا مہلب نے اور اس میں حجت ہے مالک کی واسطے بیچ جائز نافذ کرنے حاکم کے ایک مرد کو عذروں میں اور یہ کہ رکھے ایک معتمد کو جو پوشیدہ طور سے گواہوں کا

حال معلوم کریں جیسے کہ جائز ہے قبول کرنا خبر واحد کا نہ شہادت کا (فتح) بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ وَ هَلْ يَجُوزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ جائز ہے ترجمہ کرنا کلام غیر کا حاکموں کے واسطے یا بالعکس اور کیا جائز ہے ایک ترجمان ف ترجمان اسکو کہتے ہیں جو ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں کہے جیسے مثلاً عبرانی کا عربی زبان میں و بالعکس یہ اشارہ ہے طرف اختلاف کی اور حنفیہ کا قول یہی ہے کہ ایک ترجمان کافی ہے اور یہ ایک روایت ہے امام احمد سے اور اختیار کیا ہے اسکو بخاری نے اور ابن منذر اور ایک گروہ نے اور کہا شافعی نے کہ اگر حاکم مدعی اور مدعا علیہ کی زبان نہ پہچانتا ہو تو نہ قبول کیا جاوے اس میں ایک ترجمان بلکہ ضرور ہے اس میں ہونا دو ترجمان کا جو عادل ہوں اس واسطے کہ وہ نقل کرتا ہے وہ چیز جو پوشیدہ ہے حاکم پر...... طرف اس کی اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حکومت کی پس شرط ہے اس میں ہونا عادل کا مانند شہادت کی اور اس واسطے کہ اسنے خبر دی ہے حاکم کو جو نہیں سمجھتا تو ہوگا مانند نقل کرنے اقرار کے طرف اسکی غیر مجلس اسکی سے (فتح) وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ اَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُودِ حَتّٰى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهُ وَاَقْرَأْتُهُ كُتُبَهُمْ اِذَا كَتَبُوا اِلَيْهِ ترجمہ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت نے اسکو حکم کیا کہ یہودیوں کا خط لکھنا پڑھنا سیکھے یہاں تک کہ میں نے حضرت کی خط لکھے یعنی یہود کی طرف اور ان کے خطوط حضرت پر پڑھے جبکہ انہوں نے حضرت کو لکھا ف مدینے کے گرد یہودی بہت رہتے تھے حضرت سے اور ان سے خط و کتابت اکثر رہتی تھی حضرت یہودیوں کو بلا کر لکھاتی پڑھاتے تھے سو حضرت کو خوف آیا کہ کہیں یہ لوگ عداوت کی سبب سے خط لکھنے پڑھنے میں تفاوت نہ کر دیویں سو فرمایا کہ واللہ مجھکو اپنے خط لکھانے پڑھانے میں یہودیوں پر اعتماد نہیں تب زید بن ثابت سے فرمایا کہ تم ان کا خط لکھنا پڑھنا سیکھ لو انہوں نے پندرہ دن میں سب سیکھ لیا پھر وہی لکھا پڑھا کرتے تھے اور یہودیوں کی زبان عبرانی تھی (فتح) وَقَالَ عُمَرُ وَعِنْدَهُ عَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعُثْمٰنُ مَاذَا تَقُولُ هٰذِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ تُخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِي صَنَعَ بِهَا ترجمہ اور کہا عمر نے اور انکے پاس علی اور عبدالرحمن اور عثمان تھے یہ عورت کیا کہتی ہے کہا عبدالرحمن نے میں نے کہا کہ تجھکو خبر دیتی ہے اپنے ساتھی سے جسنے اسکے ساتھ زنا کیا یعنی وہ عورت حاملہ تھی وَقَالَ اَبُو جَمْرَةَ كُنْتُ اُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا بُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ ترجمہ اور کہا ابو جمرہ نے کہ میں ابن عباس اور اور لوگوں کے درمیان مترجم تھا کہا بعضے لوگوں نے کہ ضرور ہے حاکم کے واسطے ہونا دو مترجموں کا ف اور مراد ساتھ بعض ناس کے محمد بن حسن ہے کہ اسنے شرط کی ہے کہ ضرور ہے ترجمہ میں

ہونا دو آدمیون کا اسنے اسکو بجای شہادت کی اُتارا ہے اور مخالفت کی ہے اپنے ساتھیون کوفے والون کی اور
موافق ہوا ہے اسکو شافعی (فتح) حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ
اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ اَبَا سُفْیَانَ بْنَ
حَرْبٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ ھِرَقْلَ اَرْسَلَ اِلَیْہِ فِیْ رَکْبٍ مِّنْ قُرَیْشٍ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِہٖ قُلْ لَّھُمْ اِنِّیْ
سَائِلٌ ھٰذَا فَاِنْ کَذَبَنِیْ فَکَذِّبُوْہُ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ قُلْ لَّہٗ اِنْ کَانَ مَا
تَقُوْلُ حَقًّا فَسَیَمْلِکُ مَوْضِعَ قَدَمَیَّ ھَاتَیْنِ ترجمہ ابو سفیان سے روایت ہے کہ ہرقل نے
اسکو بھیجا مع چند سوارون قریش کے پھر اپنے ترجمان سے کہا ان سے کہ کہ مین اس سے پوچھتا ہون سو اگر یہ
جھوٹ بولے تو اسکو جھٹلاؤ پھر ذکر کی حدیث پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ کہ اگر ہو سچ جو تو کہتا ہے
تو اسکی سلطنت میرے قدمون کے نیچے تک پہنچے گی ف یہ حدیث پوری کئی بار گذر چکی ہے اور غرض اسکے
یہ قول اس کا ہے کہ پھر اسنے اپنے ترجمان سے کہا کہ اسسے کہہ اور کہا ابن بطال نے کہ نہین دخل کی بخاری نے
حدیث ہرقل کی حجت اوپر جواز ترجمان مشرک کے اس واسطے کہ ہرقل کا ترجمان اپنی قوم کے دین پر تھا اور
سوای اسکے کچھ نہین کہ دخل کیا ہے اسکو تا کہ دلالت کرے اس پر کہ ترجمان جاری ہوتا تھا نزدیک امتون
کے بجای خبر کے نہ بجای شہادت کے کہا ابن منیر نے وجہ دلیل کی ہرقل کے قصے سے باوجودیکہ نہین حجت
ہے فعل اسکا یہ ہے کہ مثل اس کی صواب ہے اس کی رائے سے اس واسطے کہ اکثر جو اس قصے مین اسنے وارد کیا ہے
صواب ہے موافق ہے واسطے حق کے پس جگہ دلیل کی تصویب چالون شریعت کی ہے اسکے واسطے اور امثال
اسکے کے رائے اسکی سے اور خوب سمجھ اسکی سے اور مناسبت استدلال اسکی سے اگرچہ غالب ہوئی اس پر شقاوت
اور تکملہ اسکا یہ ہے کہ کہا جاوے کہ لیا جاتا ہے صحت استدلال اس کی سے ان چیزون مین کہ متعلق ہے ساتھ
پیغمبری کی کہ اسکو پیغمبرون کی شریعتون پر اطلاع تھی سو محمول ہین تصرفات اسکی اوپر موافق ہونے شریعت کے
جسکے ساتھ اس کا تمسک تھا اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ سند بخاری کی تقریر ابن عباس کی ہے اور
وہ امامون سے ہے جنکی پیروی کی جاتی ہے اوپر اسکے اور اسی واسطے حجت پکڑی ہے اسنے ساتھ کفایت کرنے اسکے
کے ابو جمرہ کے ترجمہ سے سو دونون اثر راجع ہین طرف ابن عباس کی ایک اسکی تصرف سے اور ایک اسکی تقریر سے
اور جب جوڑا جاوے ساتھ اسکے فعل عمر کا اور جو انکے ساتھ ہین اصحاب سے اور نہین منقول ہے انکے غیر سے خلاف
اس کا تو قوی ہو گی حجت کہا ابن بطال نے کہ جائز کہا ہے اکثر نے ترجمہ ایک کا اور کہا محمد بن حسن نے کہ
ضرور ہے ہونا دو آدمیون کا اور کہا شافعی نے وہ مانند گواہ کی ہے اور حجت اکثر کی ترجمہ زید بن ثابت کا ہے
تنہا حضرت کے واسطے اور ترجمہ ابو جمرہ کا ابن عباس کے واسطے اور ترجمان کو اس کی حاجت نہین کہ کہے

کہ مین گواہی دیتا ہون بلکہ کفایت کرتا ہے محض خبر دیتا اور وہ تفسیر ہے مترجم عنہ کی کلام کی اور
نقل کیا ہے قرطبی نے مالک اور شافعی سے کفایت کرنا ساتھ ایک مترجم کے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا
اور ابو یوسف سے دو کی روایت ہے اور حاصل یہ ہے کہ اگر ترجمہ بطریق اخبار کے ہو تو اس مین ایک مترجم کفایت
کرتا ہے اور اگر بطور شہادت کے ہو تو ضرور ہے اس مین ہونا دو آدمیون کا (فتح) **بَابُ مُحَاسَبَةِ الْإِمَامِ**
عُمَّالَهُ حساب کرنا امام کا اپنے عاملون سے **حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ**
بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ
ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَحَاسَبَهُ قَالَ هٰذَا الَّذِي لَكُمْ وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَبَيْتِ أُمِّكَ حَتّٰى تَأْتِيَكَ
هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ
النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ
عَلٰى أُمُورٍ مِمَّا وَلَّانِي اللّٰهُ فَيَأْتِي أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ هٰذَا الَّذِي لَكُمْ وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ
أُهْدِيَتْ لِي فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَبَيْتِ أُمِّهِ حَتّٰى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ
كَانَ صَادِقًا فَوَاللّٰهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ هِشَامٌ بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا جَاءَ
اللّٰهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَلَا فَلَأَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَعِيرٍ لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بِبَقَرَةٍ
لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةٍ تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ **ترجمہ**
ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ حضرت نے ابن لتبیہ کو قوم بنی سلیم کے صدقات کی تحصیل کرنے پر حاکم کیا سو جب
حضرت کے پاس آیا تو آپ نے اس سے حساب کیا یعنی قبض کیا اور خرچ کیا اسنے کہا کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ ہدیہ ہے
جو مجھکو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ تو کیون نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر مین تاکہ تیرا تحفہ تیرے پاس آتا
اگر تو سچا ہے پھر حضرت خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو لوگون پر خطبہ پڑھا سو خدا کی تعریف کی اور اس پر
ثنا کہی پھر فرمایا کہ اما بعد حمد اور صلوٰۃ کی بات تو یون ہے کہ مین تم سے بعضے مردون کو بعضے کامون پر حاکم
کرتا ہون اس چیز سے کہ خدا نے مجھکو حاکم کیا ہے تو ان مین سے کوئی آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے
اور یہ ہدیہ ہے جو مجھکو تحفہ بھیجا گیا سو کیون نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر مین تاکہ اس کا تحفہ اسکے پاس آتا
اگر سچا ہے سو قسم ہے اللہ کی نہین لیوے گا کوئی اس مین سے کچھ ناحق مگر کہ قیامت کے دن خدا کے پاس آویگا
اس حال مین کہ اسکو اٹھائے ہوگا خبردار ہو سو مین نہین پہچانتا کہ آوے کوئی مرد پاس اللہ کے ساتھ اونٹ کے

کہ اسکے واسطے آواز ہو یا ساتھ گانے کے کہ اسکے واسطے آواز ہو یا کبری کے کہ آواز کرتی ہو پھر حضرت نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہانتک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی خبردار ہو گیا میں نے خدا کا حکم پہنچایا فـ اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے بَابُ بِطَانَةِ الْإِمَامِ وَأَهْلِ مَشُورَتِهِ الْبِطَانَةُ الدُّخَلَاءُ امام کا خاصہ رفیق اور مشورہ والا یعنی جس سے صلاح اور مشورہ لیوے کاموں میں اور بطانہ کے معنے ہیں دخیل فـ دخیل اسکو کہتے ہیں جو داخل ہوئیں پر اسکی تنہائی کے مکان میں اور اسکو اپنا بھید بتلاوے اور رغبت کرے کام میں اسکے مشورے پر عمل کرے حَدَّثَنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ فَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِهَذَا وَعَنْ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ وَمُوسَى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَهُ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خدا نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا اور نہ کوئی خلیفہ مقرر کیا مگر کہ اسکے دو خاصے رفیق ہوتے ہیں ایک رفیق تو اسکو نیک کام بتلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور دوسرا رفیق بدکام سکھلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور گناہ سے وہی معصوم ہے جسکو خدا بچاوے اور کہا سلیمان نے یحییٰ سے خبر دی مجھکو ابن شہاب نے الخ یعنی اختلاف کیا گیا ہے تابعی پر اسکے صحابی میں سو صفوان نے تو جزم کیا ہے کہ وہ ایوب کی روایت سے ہے اور اوپر زہری سے اختلاف کیا گیا ہے اوپر اسکے کہ کیا وہ ابو سعید ہے یا ابوہریرہ فـ مراد بطانہ سے احتمال ہے کہ فرشتہ اور شیطان ہو اور احتمال ہے کہ دو وزیر مراد ہوں اور احتمال ہے کہ نفس امارہ اور نفس لوامہ مراد ہو اس واسطے کہ ہر ایک کے واسطے دونوں میں سے قوت ملکی ہے اور قوت حیوانی اور حمل کرنا سب پر اولیٰ ہے مگر جائز ہے کہ انکو بعضوں کے واسطے مگر بعض اور مشکل ہے یہ تقسیم بہ نسبت پیغمبر کے اس واسطے کہ پیغمبر تو معصوم ہیں نہیں متصور ہے کہ وہ برے رفیق کا کہا مانے اور جواب یہ ہے کہ باقی حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت اس سے سلامت ہیں ساتھ قول اسکے کے اور گناہوں سے معصوم تو وہی ہے جسکو خدا بچاوے اور بد مشورہ دینے والے کے وجود سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت اس کا مشورہ قبول کریں اور احتمال ہے کہ مراد بطانہ سے پیغمبر کے حق میں فرشتہ اور شیطان ہو اور اسی کی طرف اشارہ ہے حضرت کے اس قول میں کہ میرا شیطان میری تابع ہو گیا ہے مجھکو بجز نیک کام کا وسوسہ نہیں دیتا اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف قسم ثالث کی اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ نیک رفیق کے قول کو

قبول کرتا ہے بد رفیق کے قول کو قبول نہین کرتا اور یہ لائق ہے ساتھ پیغمبر کے اور کبھی رفیق کا قول قبول کرتا ہے نیک کا قول قبول نہین کرتا اور یہ کبھی پایا جاتا ہے خاصکر کافر سے اور اگر دونون کا قول برابر قبول کرے تو اس کا حدیث مین ذکر نہین واسطے واضح ہونے حال کے اور اگر ایک سے قبول غالب ہو تو وہ ملحق ہے ساتھ اسکے نیک ہو تو نیک اور بد ہو تو بد اور لائق ہے امام کو کہ کوئی آدمی مقرر کرے جو پوشیدہ طور سے لوگون کا حال معلوم کرے لیکن ضرور ہے کہ ہو ثقہ مامون عاقل دانا اور مراد اس حدیث مین ثابت کرنا سب امرون کا ہے اللہ تعالی کے واسطے سو وہی بچاتا ہے جسکو چاہے (فتح) **بَابٌ كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ** کس طرح بیعت کرے امام لوگون سے غرض مراد ساتھ کیفیت کے صیغے قولی ہین نہ فعلی بدلیل اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اسکو چھ حدیثون سے اور وہ بیعت ہے سمع پر اور طاعت پر اور ہجرت پر اور جہاد پر اور صبر پر اور نہ بھاگنے پر اگرچہ واقع ہو موت اور بیعت عورتون کی اور اسلام پر اور یہ سب واقع ہوا ہے نزدیک بیعت کے درمیان انکے بیچ اسکے ساتھ قول کے (فتح) **حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُومَ أَوْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُ مَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ** ترجمہ عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت سے بیعت کی امام کی بات سننے اور فرمانبرداری کرنے پر خوشی ناخوشی مین اور یہ کہ ہم نہ جھگڑین حاکمون سے حکومت مین اور یہ کہ ہم قائم رہین یا کہین حق جہان کہین ہون نہ ڈرین اللہ کے حکم مین ملامت کنندہ کی ملامت سے ف اس حدیث کی پوری شرح فتن مین گذر چکی ہے **حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ فَقَالَ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ فَأَجَابُوهُ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا** ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت باہر تشریف لائے سردی کی صبح مین اور مہاجرین اور انصار خندق کھودتے تھے سو حضرت نے فرمایا الہی نہین ہے کوئی بہتری مگر آخرت کی بہتری سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو تو انہون نے حضرت کو جواب دیا ہم ہی لوگون نے بیعت کی ہے محمد سے جہاد پر جب تک ہم زندہ ہین ہمیشہ ف اس حدیث کی شرح مغازی مین گذری **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا**

رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ یَقُولُ لَنَا فِیمَا اسْتَطَعْتَ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تھے سمع اور طاعت کرنے پر تو ہم سے فرماتے اس چیز میں جو ہو سکے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَحْیَی عَنْ سُفْیَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دِینَارٍ قَالَ شَہِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَیْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَی عَبْدِ الْمَلِکِ کَتَبَ إِنِّی أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ لِعَبْدِ اللّٰہِ عَبْدِ الْمَلِکِ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ عَلَی سُنَّۃِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ رَسُولِ اللّٰہِ مَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِیَّ قَدْ أَقَرُّوا بِمِثْلِ ذَلِکَ ترجمہ عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں ابن عمر کے پاس حاضر تھا جس جگہ جمع ہوئے لوگ عبدالملک کی بیعت پر تو ابن عمر نے لکھا کہ میں اقرار کرتا ہوں ساتھ بات سننے اور کہا ماننے کے عبداللہ عبدالملک امیر المومنین کے واسطے اوپر سنت اللہ کے اور سنت اسکے رسول کی کے اور البتہ اقرار کیا میری اولاد نے مثل اس کی **حَدَّثَنَا** یَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاہِیمَ حَدَّثَنَا ہُشَیْمٌ حَدَّثَنَا سَیَّارٌ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ جَرِیرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ بَایَعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فَلَقَّنَنِی فِیمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہا کہ بیعت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمع اور طاعت پر تو حضرت نے مجھکو تعلیم کیا جس میں مجھ سے ہو سکے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر ف جس جگہ لوگ عبدالملک پر جمع ہوئے یعنی مروان کے بیٹے پر اور مراد اجتماع سے جمع ہونا کل کا ہے اور اس سے پہلے تفرقہ تھا اور اس سے پہلے زمین میں دو آدمی تھے جو خلافت کا دعوی کرتے تھے عبدالملک اور عبداللہ بن زبیر اور ابن زبیر سو وہ تو مکے میں ٹھیر اور بیت اللہ سے پناہ لی بعد مرنے معاویہ کے اور باز رہا یزید کی بیعت سے اور یزید نے کئی بار ابن زبیر کی طرف لشکر بھیجا اور عبداللہ بن زبیر نے یزید کی زندگی میں خلافت کا دعوی نہیں کیا تھا پھر یزید کے مرنے کے بعد ابن زبیر نے خلافت کا دعوی کیا سو بیعت کی اس کی حرمین اور مصر اور عراق اور شام والے نے اور نہ پیچھے رہا اس کی بیعت سے مگر بنی امیہ اور جو انکے موافق تھا سو بنی امیہ نے مروان کی بیعت کی خلافت پر پھر رفتہ رفتہ مروان شام پر غالب ہوا پھر مصر پر پھر مر گیا اور اس کا بیٹا عبدالملک اس کا جانشین ہوا اسنے حجاج کو لشکر دیکے مکے میں بھیجا ابن زبیر کے مارنے کو سو حجاج نے مکے کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ ابن زبیر مارا گیا اور منتظم ہوا سب ملک عبدالملک کے واسطے سو اس وقت عبداللہ بن عمر نے اس کی بیعت کی اور یہی مطلب ہے اسکے قول کا کہ جب لوگ عبدالملک پر جمع ہوئے اور اختلاف کی مدت میں اس سے پہلے عبداللہ بن عمر نے نہ عبدالملک سے بیعت کی تھی نہ ابن زبیر سے جیسے پہلے نہ علی سے بیعت کی تھی نہ معاویہ سے پھر جب معاویہ کی حضرت حسن سے صلح ہوئی تو بیعت کی معاویہ

اور اسکے مرنے کے بعد یزید سے بیعت کی واسطے جمع ہونے لوگوں کو اور اسکے پھر یزید کے مرنے کے بعد بیعت سے
باز رہے یہانتک کہ عبداللہ ابن زبیر قتل ہوا (فتح) حدثنا عمرو بن علی حدثنا یحیی بن سعید
عن سفیان قال حدثنی عبد اللہ بن دینار قال لما بایع الناس عبد الملک کتب الیہ
عبد اللہ بن عمر الی عبد اللہ عبد الملک امیر المؤمنین انی اقر بالسمع والطاعۃ
لعبد اللہ عبد الملک امیر المؤمنین علی سنۃ اللہ وسنۃ رسولہ فیما استطعت و
ان بنی قد اقروا بذلک ترجمہ عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے عبدالملک سے بیعت کی تو
عبداللہ بن عمر نے اسکو لکھا یہ خط ہے عبداللہ بن عمر کا عبداللہ عبدالملک امیر المؤمنین کی طرف مقرر میں اقرار
کرتا ہوں ساتھ سمع اور طاعت کی عبداللہ عبدالملک امیر المؤمنین کیواسطے خدا اور اسکے رسول کی سنت پر
اس میں جو مجھ سے ہو سکے اور میری اولاد نے بھی اس کا اقرار کیا حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ
حدثنا حاتم عن یزید بن ابی عبید قلت لسلمۃ علی ای شیء بایعتم النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ قال علی الموت ترجمہ یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ سے کہا
کہ کس چیز پر تم نے حضرت سے بیعت کی حدیبیہ کے دن اسنے کہا کہ مرنے پر یعنی مرتے تک پیچھے نہ ہٹیں گے
ف اس حدیث کی شرح جہاد میں گذری حدثنا عبد اللہ بن محمد بن اسماء حدثنا
جویریۃ عن مالک عن الزہری عن حمید بن عبد الرحمن اخبرہ ان المسور بن
مخرمۃ اخبرہ ان الرہط الذین ولاہم عمر اجتمعوا فتشاوروا قال لہم عبد الرحمن لست
بالذی انافسکم علی ہذا الامر ولکنکم ان شئتم اخترت لکم منکم فجعلوا ذلک
الی عبد الرحمن فلما ولوا عبد الرحمن امرہم فمال الناس علی عبد الرحمن حتی ما اری
احدا من الناس یتبع اولئک الرہط ولا یطأ عقبہ ومال الناس علی عبد الرحمن
یشاورونہ تلک اللیالی حتی اذا کانت اللیلۃ التی اصبحنا منہا فبایعنا عثمان قال
المسور طرقنی عبد الرحمن بعد ہجع من اللیل فضرب الباب حتی استیقظت
فقال اراک نائما فواللہ ما اکتحلت ہذہ الثلث بکثیر نوم انطلق فادع الزبیر وسعدا
فدعوتہما لہ فشاورہما ثم دعانی فقال ادع لی علیا فدعوتہ فناجاہ حتی ابہار
اللیل ثم قام علی من عندہ وہو علی طمع وقد کان عبد الرحمن یخشی من علی شیئا
ثم قال ادع لی عثمان فناجاہ حتی فرق بینہما المؤذن بالصبح فلما صلی للناس الصبح
واجتمع اولئک الرہط عند المنبر فارسل الی من کان حاضرا من المہاجرین

وَالْاَنْصَارِ وَاَرْسَلَ اِلٰی اُمَرَاءِ الْاَجْنَادِ وَكَانُوْا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ يَا عَلِيُّ اِنِّيْ قَدْ نَظَرْتُ فِيْ اَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ اَرَهُمْ يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلٰی نَفْسِكَ سَبِيْلًا فَقَالَ اُبَايِعُكَ عَلٰی سُنَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْخَلِيْفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهٖ فَبَايَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ وَاُمَرَاءُ الْاَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُوْنَ ترجمہ مسور سے روایت ہے کہ جن جماعت کو عمر فاروق نے والی کیا یعنی انکو معین کیا اور ٹھیرایا خلافت کو شوریٰ درمیان انکے یعنی جسکو چاہیں اپنے میں سے مشورہ کرکے خلیفہ بنادیں اور وہ چھ آدمی تھے علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبدالرحمٰن سو وہ جمع ہوئے اور انہون نے آپس مین مشورہ کیا کہ ان چھ مین سے کون خلیفہ ہے سو عبدالرحمٰن نے ان سے کہا کہ نہین ہون مین کہ تنازع کرون تم سے حکومت پر یعنی اسکے سبب سے یعنی اس واسطے کہ مجھکو مستقل خلیفہ ہونے کی کچھ رغبت نہین لیکن اگر تم چاہو تو مین تمہارے واسطے تم مین سے کسی کو اختیار کرتا ہون تو پانچون نے عبدالرحمٰن کو اس کا اختیار دیا یعنی وہ جسکو ان چھ مین سے اختیار کرین وہی خلیفہ ہو سو جب انہون نے عبدالرحمٰن کو اپنے کام کا مختار کیا تو لوگون نے عبدالرحمٰن کی طرف قصد کیا یہانتک کہ مین نے کسی کو نہین دیکھا کہ اس جماعت کی پیروی کرے اور نہ اسکے پیچھے چلے اور جھکے لوگ عبدالرحمٰن کی طرف مشورہ کرتے تھے ان سے ان راتون مین یعنی لوگ عبدالرحمٰن کی طرف مشورہ کرنے کو جھکے تھے نہ کسی اور کام کیواسطے یہانتک کہ جب وہ رات ہوئی جس کی صبح کو ہمنے عثمان سے بیعت کی کہا مسور نے کہ کچھ رات گئی عبدالرحمٰن میرے پاس آئے تو انہون نے دروازے کو دستک دی یہانتک کہ مین جاگا تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ مین تجھکو سوتا دیکھتا ہون سو قسم ہے اللہ کی کہ مین نے ان تین راتون مین نیند کا بہت سرمہ نہین ڈالا یعنی نہین سویا ہون لیکن تھوڑا سو بلا زبیر اور سعد کو سو مین نے انکو بلایا تو عبدالرحمٰن نے ان سے مشورہ کیا پھر مجھکو بلایا سو کہا کہ میرے واسطے علی کو بلا مین نے ان کو بلایا سو اس سے سرگوشی کی یہانتک کہ آدھی رات گذری پھر علی ان کے پاس سے اٹھے اور وہ امیدوار تھے کہ انکو خلیفہ بناوین اور البتہ عبدالرحمٰن علی سے کچھ ڈرتے تھے پھر مجھ سے کہا کہ عثمان کو بلا سو ان سے کان مین بات کی یہانتک کہ جدا کیا ان کو صبح کی اذان دینے والے نے یعنی صبح تک مشورہ کرتے تھے پھر جب لوگون نے صبح کی نماز پڑھی اور یہ جماعت منبر کے پاس جمع ہوئی تو عبدالرحمٰن نے بلا بھیجا جو حاضر تھا مہاجرین اور انصار سے اور بلا بھیجا لشکرون کے سردارون کو یعنی معاویہ کو جو شام کا امیر تھا اور مغیرہ کو جو کوفہ کا امیر تھا اور ابو موسیٰ وغیرہ کو اور انہون نے حج عمر فاروق کے ساتھ کیا تھا پھر مدینے تک اس کی رفاقت کی سو جب سب لوگ جمع ہوئے تو عبدالرحمٰن نے تشہد پڑھا یعنی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہا پھر کہا حمد اور صلوۃ کے بعد اے علی مین نے نظر کی لوگون کے کام مین یعنی ان سے
مشورہ کیا اور ان کی رائے لی سو نہین دیکھا مین نے انکو کہ کسی کو عثمان کے برابر کرتے ہون یعنی عثمان کے برابر
کسی کو نہین ٹھیراتے بلکہ اسکو سب پر ترجیح دیتے ہین سو نہ ٹھیرا اپنی جان پر کوئی راہ یعنی ملامت سے
جب کہ تو جماعت کی موافق نہین پھر عبدالرحمن نے عثمان سے کہا کہ مین تجھ سے بیعت کرتا ہون خدا اور اسکے
رسول کی سنت پر اور دونون خلیفون کی سنت پر جو حضرت کے بعد ہین یعنی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی
سنت پر تو عثمان نے قبول کیا سو بیعت کی ان سے عبدالرحمن نے اور لوگون نے مہاجرین اور انصار اور
لشکرون کے سردارون نے اور سب مسلمانون نے ف اور خاص کیا عبدالرحمن نے علی کو اس واسطے کہ علی کے
سوا سے خلافت کا کوئی امیدوار نہ تھا مع موجود ہونے عثمان کے اور موجود ہونا عثمان کا اور سکوت اہل شوریٰ
اور مہاجرین اور انصار اور لشکرون کے امیرون وغیرہ حاضرین کا دلیل ہے اس پر کہ انہون نے عبدالرحمن کے
قول کی تصدیق کی اور عثمان پر راضی ہوئے کہا طبری نے کہ نہ تھا اہل اسلام مین کوئی کہ اسکے واسطے رتبہ
ہو دین مین اور ہجرت مین اور سابقت مین اور عقل مین اور علم مین اور معرفت سیاست مین جو ان چھ
آدمیون کے واسطے تھا جنکے درمیان عمر نے خلافت کو شوریٰ ٹھیرایا اور اگر کہا جاوے کہ بعضے ان چھ مین
بعضون سے افضل تھے اور عمر کی رائے یہ تھی کہ لائق خلافت کے وہ ہے جو دین مین پسند ہو اور نہین صحیح ہے
حاکم بنانا مفضول کا وقت موجود ہونے افضل کے سو جواب یہ ہے کہ اگر ان مین سے کسی کے افضل ہونے کا نام لیتے
تو یہ نص ہوتی اسکے خلیفہ بنانے پر اور اسنے قصد کیا کہ خلافت مین تقلید نہ کی جاوے سو اسکو چھ آدمیون مین
ٹھیرایا جو فضیلت مین قریب قریب تھے اسواسطے کہ یہ امر تحقیق ہے کہ وے مفضول کے حاکم بنانے پر جمع نہین ہونگے
اور مسلمانون کی خیرخواہی مین قصور نہ کرینگے اور یہ کہ جو ان مین مفضول ہے وہ مقدم نہوگا فاضل پر اور نہ کلام
کریگا خلافت مین اور حالانکہ اس کا غیر لائق تر ہو ساتھ اسکے اور معلوم ہوئی رضامندی ہمت کی ساتھ اسکے جس پر چھ
آدمیون نے اتفاق کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ رافضیون کا قول باطل ہے کہ حضرت نے خلافت کو خاص معین
شخصون مین معین کر دیا تھا نام لیکر اس واسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو عمر فاروق کی اطاعت نہ کرتے اس مین کہ
انہون نے خلافت کو انکے درمیان شوریٰ ٹھیرایا اور البتہ کہنے والا کہتا کہ نہین کوئی وجہ مشورہ کرنے کی
اس امر مین کہ خدا نے اسکو اپنے پیغمبر کی زبان پر بیان کر دیا ہے اور سب لوگ جو عمر کی اس بات پر راضی ہوئے
تو یہ دلیل ہے اس پر کہ انکے پاس اس امر مین کوئی نص نہ تھی بلکہ انکے پاس خلافت کی اوصاف تھی کہ جس مین
وہ پائی جاوین وہ خلافت کا مستحق ہے اور ان کا پایا جانا اجتہاد سے واقع ہوگا اور اس حدیث مین ہے کہ اگر
ایسی جماعت جن کی دیانت پر سب کا اعتماد ہو کسی کیواسطے عقد خلافت کرین تو اسکے غیر کو جائز نہین

کہ انکے عقد خلافت کو کھولیں اس واسطے کہ اگر عقد صحیح نہوتا مگر ساتھ سب لوگون کے تو کہنے والا کہتا کہ ان چھ کے خاص کرنے کی کیا وجہ ہے اور جب کسی نے اعتراض نہ کیا تو معلوم کیا کہ خلافت صحیح ہے اور اس حدیث مین ہے کہ جب چند آدمی کسی چیز مین شریک ہون اور ان مین جھگڑا پڑے کسی بات مین تو ایک کو اپنا مختار بنا دین تاکہ وہ انکے واسطے اختیار کرے بعد اسکے کہ اپنے تئین اس امر سے نکالے اور وہ مختار حتی المقدور اس امر مین کوشش کرے اور اپنے گھر والون سے جدا رہے یہانتک کہ اسکو کامل کرے اور اس حدیث مین دلیل ہے اس پر کہ وکیل مفوض کو جائز ہے کہ وکیل کرے اگرچہ نہ نص کی گئی ہو اسکے واسطے اوپر ان پانچون نے اس امر مین تنہا عبدالرحمن کو مختار کیا اور مستقل ہوا باوجودیکہ نہین نص کی تھی عمر نے انکے واسطے تنہا ہونے پر اور اس مین ہے کہ احداث قول زائد کا اجماع پر نہین جائز ہے اور عبدالرحمن نے پہلے علی سے مشورہ کیا پھر انکے بعد عثمان سے تو اس مین دور کرنا ہے تہمت کا اپنے نفس سے اور چھپانا اپنے دل کے ارادے کو اس واسطے کہ اسنے مناسب جانا کہ تا اسکے دل کا ارادہ معلوم نہووے کہ وہ عثمان کو اختیار کرتا ہے (فتح) **باب مَنْ بَایَعَ مَرَّتَیْنِ** جو دو بار بیعت کیا جاوے یعنی ایک حالت مین **حَدَّثَنَا** اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ بَایَعْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِیْ یَا سَلَمَةُ اَلَا تُبَایِعُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَایَعْتُ فِی الْاَوَّلِ قَالَ وَفِی الثَّانِیْ ترجمہ سلمہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت سے بیعت کی درخواست کی درخت کے تلے تو حضرت نے مجھ سے فرمایا اے سلمہ کیا تو بیعت نہین کرتا مین نے کہا یا حضرت مین بیعت کر چکا ہون اول بار فرمایا اور دوسرے وقت مین بھی بیعت کر (ف) حضرت نے فراست سے معلوم کیا کہ یہ بڑا دلاور ہوگا تو اس سے دوبار بیعت کی اور اشارہ کیا ساتھ اسکے اس طرف کہ وہ لڑائی مین دو آدمیون کے قائم مقام ہوگا سو اسی طرح ہوا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعادہ لفظ عقد کا نکاح وغیرہ مین اول عقد کے واسطے فسخ نہین اور یہی ہے قول جمہور کا (فتح) **باب بَیْعَةِ الْاَعْرَابِ** گنوارون اور جنگلیون کی بیعت کا بیان یعنی بیعت کرنا ان کا اسلام اور جہاد پر **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ اَعْرَابِیًّا بَایَعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاِسْلَامِ فَاَصَابَهُ وَعْكٌ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ فَاَبٰی ثُمَّ جَاءَهُ فَاَبٰی ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ فَاَبٰی فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طِیْبُهَا ترجمہ جابر سے روایت ہے کہ ایک جنگلی مرد نے حضرت سے بیعت کی اسلام پر تو اسکو تپ پہنچی تو اسنے کہا کہ میری بیعت مجھکو پھیر دو حضرت نے نہ مانا پھر حضرت کے

پاس آیا حضرت نے نہ مانا پھر حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت مجھکو پھیر دو حضرت نے نہ مانا سو وہ نکلا یعنی مدینے سے جنگل کی طرف تو حضرت نے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی مثل ہے پلید کو نکال ڈالتا ہے اور ستھرے کو نکھارتا ہے **ف** اس حدیث کی شرح فضل مدینہ میں گذر چکی ہے اور حضرت نے اسکو اسکی بیعت اس واسطے نہ پھیر دی کہ حضرت گناہ پر مدد نہیں کرتے تھے اور اسنے بیعت کی تھی کہ وہ بدون اذن کے مدینے سے نہ نکلے گا اور اسکا نکلنا گناہ تھا اور فتح مکہ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا فرض تھا اس پر جو مسلمان ہووے اور مدینے سے نکلنا اس وقت برا ہے جبکہ مدینہ میں رہنے کو برا جانے اور اس سے منہ پھیر کے نکلے جیسا کہ اس گنوار نے کیا اور اگر کسی صحیح مقصد کیواسطے نکلے جیسے علم کا پھیلانا اور شرک کے شہروں کو فتح کرنا یا اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنا مع اعتقاد فضل مدینے کے تو یہ منع نہیں بلکہ اکثر اصحاب سے واقع ہوا ہے (فتح) **باب بیعۃ الصغار** چھوٹے لڑکے کا بیعت کرنا **ف** یعنی کیا مشروع ہے یا نہیں کہا ابن منیر نے کہ ترجمہ میں وہم ہے اور حدیث اس وہم کو دور کرتی ہے سو وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ چھوٹے لڑکے کی بیعت منعقد نہیں ہوتی **حدثنا** علی بن عبد اللہ حدثنا عبد اللہ بن یزید قال حدثنا سعید ھو ابن ابی ایوب قال حدثنی ابو عقیل زھرۃ بن معبد عن جدہ عبد اللہ بن ھشام وکان قد ادرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذھبت بہ امہ زینب بنت حمید الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ بایعہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو صغیر فمسح راسہ ودعا لہ وکان یضحی بالشاۃ الواحدۃ عن جمیع اھلہ ترجمہ عبد اللہ بن ہشام سے روایت ہے اور اسنے حضرت کا زمانہ پایا تھا اور اس کی ماں زینب اسکو حضرت کے پاس لیگئی تو اسنے کہا یا حضرت اس سے بیعت لیجیے حضرت نے فرمایا وہ چھوٹا ہے تو حضرت نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور اسکے واسطے برکت کی دعا کی اور حضرت قربانی کرتے تھے ایک بکری اپنے سب گھر والوں کی طرف سے **ف** اور اس میں اشارہ ہے کہ عبد اللہ بن ہشام حضرت کی دعا کی برکت سے بہت زمانہ آپکے بعد رہا **باب من بایع ثم استقال البیعۃ** جو بیعت کرے پھر بیعت کو پھیرنا چاہے **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد اللہ ان اعرابیا بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الاسلام فاصاب الاعرابی وعک بالمدینۃ فاتی الاعرابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ اقلنی بیعتی فابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم جاءہ فقال

اَقِلْنِی بَیْعَتِی فَاَبٰی ثُمَّ جَاءَہٗ فَقَالَ اَقِلْنِی بَیْعَتِی فَاَبٰی فَخَرَجَ الْاَعْرَابِیُّ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَہَا وَیَنْصَعُ طِیْبُہَا ترجمہ
جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے حضرت سے اسلام پر بیعت کی تو اس گنوار کو مدینے میں تپ
چڑہی تو وہ حضرت کے پاس آیا تو اسنے کہا یا حضرت میری بیعت مجھکو پھیر دو حضرت نے نہ مانا پھر حضرت
کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت مجھکو پھیر دو حضرت نے نہ مانا پھر وہ حضرت کے پاس آیا اور کہا مجھکو میری
بیعت پھیر دیجیے حضرت نے نہ مانا تو وہ گنوار مدینے سے مرتد ہو کر نکل گیا تو حضرت نے فرمایا کہ مدینہ تو لوہار کی
بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کو چھانٹتا ہے اور ستھری کو نکھارتا ہے **بَابُ مَنْ بَایَعَ رَجُلًا
لَا یُبَایِعُہٗ اِلَّا لِلدُّنْیَا** جو کسی مرد سے صرف دنیا کیواسطے بیعت کرے یعنی نہ مقصود ہو فرمانبرداری
خدا کی بیعت کرنے میں اسکے ہاتھ پر جو خلافت کا مستحق ہوا (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدَانُ** عَنْ
اَبِیْ حَمْزَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْہِمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
رَجُلٌ عَلٰی فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِیْقِ یَمْنَعُ مِنْہُ ابْنَ السَّبِیْلِ وَرَجُلٌ بَایَعَ اِمَامًا لَا یُبَایِعُہٗ
اِلَّا لِلدُّنْیَا فَاِنْ اَعْطَاہُ مَا یُرِیْدُ وَفٰی لَہٗ وَاِلَّا لَمْ یَفِ لَہٗ وَرَجُلٌ یُبَایِعُ رَجُلًا بِسِلْعَۃٍ
بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰہِ لَقَدْ اُعْطِیَ بِہَا کَذَا وَکَذَا فَصَدَّقَہٗ فَاَخَذَہَا وَلَمْ یُعْطَ
بِہَا ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے خدا قیامت میں نہ بولے گا
اور نہ انکو گناہ سے پاک کریگا اور انکے واسطے عذاب دردناک ہے ایک تو وہ مرد جو بیابان میں حاجت سے
زیادہ پانی پر ہووے اور مسافر کو اس پانی سے روکے دوسرا وہ مرد ہے جسنے ایک امام سے بیعت کی اور اس سے
بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کیواسطے سو اگر امام نے اسکو دیا جو چاہتا ہے تو اسنے عہد پورا کیا اور اگر
اسنے اسکو کچھ نہ دیا تو اسنے عہد کو پورا نہ کیا تیسرا وہ مرد ہے جسنے کسی مرد سے ایک جنس کو بیچا عصر کی نماز
کے بعد پھر اسنے خدا کی قسم کھائی کہ میں نے اس جنس کو اتنے اور اتنے قیمت سے مول لیا ہے سو مشتری نے
اسکو سچا جانا اور اسکو مول لیا اور حالانکہ نہیں دیا تھا اسنے اسکے بدلے اتنا مول جس پر اسنے قسم کھائی تھی
کہ اسنے اسکے عوض دیا ہے **ف** مسلم کی روایت میں تین آدمی اور ہیں ایک بڈہا حرامکار دوسرا جھوٹا
بادشاہ تیسرا فقیر مغرور اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے ایک ازار کا لٹکانے والا یعنی ٹخنے سے نیچے دوسرا خیرات
کرکے احسان جتلانے والا تیسرا اپنے بیچنے والا جو اپنی چیز کی گرم بازاری کرے جھوٹی قسم کھا کر اور ایک روایت میں
ایک قسم کھا کر مسلمان کا مال ناحق چھیننے والا پس یہ نو خصلتیں ہیں کہا نووی نے کہ یہ جو کہا کہ خدا ان سے کلام

نہین کریگا تو اسکے معنے ہین کہ نہ کلام کریگا ان سے جیسے کلام کریگا اس سے جس سے راضی ہو ساتھ ظاہر
کرنے رضا کے بلکہ ساتھ کلام کے کہ دلالت کرے غصے پر یا مراد یہ ہے کہ خدا ان سے اعراض کریگا یا وہ کلام جس سے
وہ خوش ہون یعنی ایسا کلام نہین کریگا یا مراد یہ ہے کہ نہ بھیجے گا ان کی طرف فرشتون کو ساتھ تحفے کے
اور مراد نظر سے نظر رحمت ہے یعنی رحمت کی نظر سے انکو نہ دیکھے گا اور مراد ابن سبیل سے مسافر ہے جسکو پانی
کی حاجت ہو لیکن مستثنے ہے اس سے حربی اور مرتد جبکہ اصرار کرین کفر پر کہ انکو پانی دینا واجب نہین اور
جھوٹی قسم کھانا ہر وقت حرام ہے لیکن عصر کو اس واسطے خاص کیا کہ اس وقت مین زیادہ تر گناہ ہے اسواسطے
کہ خدا نے اس وقت کا بڑا شان کیا ہے اس وقت مین دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہین اور وہ وقت ہے
اعمال کے ختم ہونے کا اور عملون کا اعتبار خاتمہ پر ہے سو اس وقت قسم کھانیکا بڑا گناہ ہوا تاکہ کوئی اس پر جرأت
نہ کرے اور سلف کا دستور تھا کہ عصر کے بعد قسم کھاتے تھے اور اس حدیث مین وعید شدید ہے بیچ توڑنے بیعت کے
اور خروج کرنے کے امام پر اس واسطے کہ اس مین تفرقہ ہے خلق کا اور عہد پورا کرنے مین جان مال و حرم کا
کا بچانا ہے اور اصل بیعت کا یہ ہے کہ بیعت کرے امام سے اس پر کہ عمل کرے ساتھ حق کے اور قائم کرے حدون کو
اور حکم کرے نیک بات کا اور منع کرے برے کام سے اور جس نے مال کیواسطے بیعت کی سوائے ملاحظہ اس چیز کے
کہ دراصل مقصود ہے تو اسکو صریح ٹوٹا پڑا اور داخل ہوا وعید مذکور مین اگر نہ معاف کرے اس سے اللہ اور اس
حدیث مین ہے کہ جس عمل سے خدا کی رضامندی مقصود نہو بلکہ اس سے دنیا کا مال غرض ہو تو وہ عمل فاسد ہے
اور اس کا کرنے والا گنہگار ہے (فتح) **بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ** عورتون کی بیعت کا
بیان روایت کیا ہے اسکو ابن عباس نے **حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ**
ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ
عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُولُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسٍ تُبَايِعُونِي
عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ
بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ
أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ
شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللَّهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ
ترجمہ عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ حضرت نے ہم سے فرمایا اور ہم مجلس مین بیٹھے تھے کہ مجھ سے بیعت کرو
اس پر کہ نہ شریک کرو ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو اور نہ
لاؤ طوفان باندھ کر اپنے ہاتھ پاؤن کے درمیان یعنی جھوٹی قسم نہ کھاؤ اپنی عقل سے بنا کر اور میری بیفرمانی نہ کرو

یہ ایک بات ہین سو جسنے تم مین سی اپنا عہد پورا کیا تو اس کا اجر خدا کے ذمہ ہی اور جو ان گناہون مذکورہ مین سی
کسی چیز کو پہنچا پھر اسنے اسکے بدلے دنیا مین سزا پائی یعنی حد مارا گیا تو وہ اسکے واسطے کفارہ ہی اور جو اس
کسی چیز کو پہنچا اور خدا نے اس کا عیب چھپایا یعنی دنیا مین تو اس کا امر خدا کی مشیت مین ہی چاہے اسکو
عذاب کرے چاہے معاف کرے سو ہمنے حضرت سی اس پر بیعت کی ف اس حدیث کی شرح کتاب الایمان
مین گذر چکی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت نے ہم سے عہد و پیمان لیا جیسا عورتون سی لیا کہ ہم کسی کو خدا
کا شریک نہ کرین الخ روایت کیا اسکو مسلم نے اور اسی طریق کی طرف اشارہ کیا ہے ترجمہ مین اور کہا
ابن منیر نے کہ داخل کیا ہے عورتون کو ترجمہ مین عبادہ کی حدیث کو اس واسطے کہ قرآن مین بیعت عورتون
کے حق مین وارد ہوئی ہی پس پہچانی گئی ساتھ انکے پھر استعمال کی گئی مردون کے حق مین (فتح) حدثنا
محمود حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن الزهری عن عروۃ عن عائشۃ
قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبایع النساء بالکلام بھذہ الایۃ لا یشرکن باللہ
شیئا قالت وما مست ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید امرأۃ الا امرأۃ
یملکھا ترجمہ عائشہ سی روایت ہی کہ حضرت عورتون سی کلام کے ساتھ بیعت کرتے تھے اس آیت سے کہ
نہ شریک ٹھیراؤ اللہ کا کسی کو کہا عائشہ نے اور حضرت کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سی نہین لگا مگر اس عورت
سے جسکے مالک تھے حدثنا مسدد قال حدثنا عبد الوارث عن ایوب عن
حفصۃ عن ام عطیۃ قالت بایعنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ علی ان لا یشرکن
باللہ شیئا ونھانا عن النیاحۃ فقبضت امرأۃ منا یدھا فقالت فلانۃ اسعدتنی
وانا ارید ان اجزیھا فلم یقل شیئا فذھبت ثم رجعت فما وفت امرأۃ الا ام سلیم
وام العلاء وابنۃ ابی سبرۃ امرأۃ معاذ او ابنۃ ابی سبرۃ وامرأۃ معاذ ترجمہ ام عطیہ سی
روایت ہی کہ ہم نے حضرت سی بیعت کی سو حضرت نے مجھ پر آیت پڑھی یہ کہ خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک
نہ ٹھیراوین اور ہمکو منع کیا مردے پر نوحہ اور بین کرنے سے تو ہم مین سی ایک عورت نے اپنا ہاتھ بند کیا یعنی اسنے
بیعت نہ کی اور کہا کہ فلانی عورت نے میری مدد کی تھی یعنی نوحہ کرنے پر اور مین ارادہ کرتی ہون کہ اسکو بدلا
دون تو حضرت نے اسکو کچھ نہ کہا سو وہ گئی پھر پلٹ آئی سو نہ عہد پورا کیا کسی عورت نے مگر ام سلیم اور ام علاء
اور ابی سبرہ کی بیٹی معاذ کی عورت یا یون کہا کہ ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی عورت نے ف ان حدیثون سے
معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کا کلام سننا مباح ہے اور اسکی آواز ستر نہین اور منع ہی اسکے بدن کو ہاتھ لگانا بدون
ضرورت کے (فتح) باب من نکث بیعۃ جو بیعت توڑے وقولہ تعالی ان الذین یبایعونک

إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ الآيہ ترجمہ اور قول خدا کا کہ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو خدا سے بیعت کرتے ہیں اور جو بیعت توڑے تو وہ اپنے نفس پر توڑتا ہے اور وارد ہوئی ہے بیعت توڑنے کی وعید میں حدیث ابن عمر کی کہ نہیں جانتا ہوں میں کوئی دغا بازی زیادہ تر اس سے کہ بیعت کیجاوے کسی مرد سے موافق حکم اللہ اور اسکے رسول کے پھر اسکے واسطے لڑائی کیجاوے (فتح) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَايِعْنِي عَلَى الْإِسْلَامِ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ جَاءَ الْغَدَ مَحْمُومًا فَقَالَ أَقِلْنِي فَأَبَى فَلَمَّا وَلَّى قَالَ الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طِيبَهَا ترجمہ جابر سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت کے پاس آیا سو اسنے کہا کہ مجھ سے بیعت کیجئے اسلام پر تو حضرت نے اس سے اسلام پر بیعت کی پھر اگلے روز آیا اور اسکو تپ چڑھی تھی تو اسنے کہا کہ میری بیعت مجھ سے توڑ دیجئے حضرت نے نہ مانا پھر جب اسنے پیٹھ پھیری تو حضرت نے فرمایا کہ مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کچیل کو نکال دیتا ہے اور ستھرے کو نکھارتا ہے بَابُ الْاِسْتِخْلَافِ یہ باب ہے بیچ بیان خلیفہ مقرر کرنے کے یعنی معین کرنا خلیفے کا وقت مرنے اپنے کے دوسرے خلیفے کو بعد اپنے یا معین کرے جماعت تاکہ اختیار کریں اپنے میں سے کسی کو حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَا رَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرَ لَكِ وَأَدْعُوَ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَا ثُكْلَيَاهْ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَا رَأْسَاهْ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہا کہ ہائے میرا سر درد کرتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اگر تیرا انتقال ہوا اور میں زندہ رہا تو تیرے واسطے مغفرت مانگوں گا اور تیرے حق میں دعا کرونگا تو عائشہ نے کہا ہائے مصیبت قسم ہے اسکی مقرر میں آپ کو گمان کرتی ہوں آپ میرا مرنا چاہتے ہیں اور اگر میں مر گئی تو البتہ آپ اخیر دن میں اپنی کسی بیبی سے صحبت کرنے والے ہونگے تو حضرت نے فرمایا بلکہ میں کہتا ہوں ہائے میرا سر البتہ میں نے ارادہ کیا کہ میں ابو بکر اور اسکے بیٹے عبدالرحمن کو بلا بھیجوں اور اسکو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کروں مبادا کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنیوالے خلافت کے آرزو کریں اور کہیں کہ ہم لائق تر ہیں خلافت کو پھر میں نے کہا کہ ابو بکر کے سوا خدا کسی کی خلافت نہ مانیگا اور مومنین بھی دفع کرینگے یا یوں فرمایا کہ دفع کریگا خدا اور نہ مانینگے مومنین ف یہ جو کہا

فاعہد یعنی اپنے بعد خلیفہ کو معین کروں اور یہی ہے جو بخاری نے سمجھا پس باندھا ترجمہ ساتھ اسکے اور ایک
روایت میں ہے کہ فرمایا اے عائشہ اپنے باپ اور بھائی کو بلا کہ میں ان کو نوشتہ لکھ دوں اور اسکے اخیر میں ہے
کہ خدا اور مومنین ابوبکر کے سوا کسی کی خلافت نہ مانینگے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد خلافت ہے
حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفین عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عبداللہ
بن عمر قال قیل لعمر الا تستخلف قال ان استخلف فقد استخلف من ہو خیر منی
ابوبکر وان اترک فقد ترک من ہو خیر منی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاثنوا
علیہ فقال راغب وراہب وددت انی نجوت منہا کفافا لالی ولا علی لا اتحملہا
حیا ولا میتا ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ کسی نے عمر فاروق سے کہا کہ کیا آپ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں
کرتے عمر نے کہا کہ اگر میں خلیفہ کروں تو البتہ خلیفہ کیا اسنے جو مجھ سے بہتر تھا یعنی ابوبکر نے اور اگر میں خلیفہ
نہ کروں تو البتہ خلیفہ نہ کیا اسنے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت نے تو لوگوں نے انکو نیک کہا سو کہا کہ بعض رغبت
کرنیوالا ہے اور بعض ڈرنے والا میں دوست رکھتا ہوں کہ نجات پاؤں خلافت سے برابر برابر نہ مجھکو اس کا
ثواب ہو اور نہ عذاب نہیں اٹھاتا میں خلافت کو زندہ اور مردہ ف ایک روایت میں ہے کہ حفصہ نے
ابن عمر سے کہا کہ تیرا باپ کسی کو خلیفہ نہیں کرنیوالا سو میں نے قسم کھائی کہ اس سے اس امر میں کلام کروں گا
سو اسنے کہا کہ اگر تیرے واسطے کوئی بکریوں کا چرانیوالا ہو اور وہ انکو چھوڑ کے تیرے پاس چلا آوے تو البتہ بکریاں
ضائع ہو جائینگی سو آدمیوں کی رعایت سخت تر ہے تو عمر نے کہا کہ خدا اپنے دین کو نگاہ رکھے گا اور ظاہر یہ ہے
کہ عمر کے نزدیک نہ خلیفہ کرنا راجح تھا اس واسطے کہ یہی فعل حضرت سے واقع ہوا ہے اور یہ جو کہا کہ راغب
یا راہب تو اسکے کئی معنے ہیں ایک یہ کہ جن لوگوں نے عمر فاروق کو نیک کہا بعضا ان میں راغب ہے
میری نیک رائے میں اور یا ڈرنے والا ہے ظاہر کرنے اس چیز کے سے جو اسکے دل میں اس کی کراہت سے
یا راغب ہے اس میں جو میرے نزدیک ہے اور ڈرانے والا ہے مجھ سے یا مراد یہ ہے کہ بعضا آدمی خلافت میں
راغب ہے اور بعضا اس سے ڈرنے والا یا میں راغب ہوں اس میں جو اللہ کے پاس ہے اور ڈرنے والا ہوں اسکے
عذاب سے سو چھپا یاد کرتا میں تمہاری تعریف پر اور اسی خیال نے مجھ کو خلیفہ کرنے سے باز رکھا اور اس قصے
میں دلیل ہے اوپر جواز عقد خلافت کی امام والی سے اپنے غیر کے واسطے اور یہ کہ امر اس کا اس میں جائز ہے عام
مسلمانوں پر واسطے اتفاق کرنے اصحاب کی اوپر عمل کرنیکے ساتھ اس چیز کے کہ ابوبکر نے عمر کے واسطے
عہد کیا اور اسی طرح بیچ قبول کرنے عہد عمر کے طرف چھ آدمیوں کی اور چھ کو اس واسطے خاص کیا
کہ ان میں سے ہر ایک میں دو امر جمع تھے ایک بدری ہونا اور ایک راضی ہونا حضرت کا ان سے مرتے دم تک

اور اس میں رد ہے طبری وغیرہ پر کہ اسنے جزم کیا کہ حضرت نے ابوبکر کو خلیفہ کیا اور وجہ رد کی یہ ہے کہ عمر فاروق نے جزم کیا ہے ساتھ اسکے کہ حضرت نے خلیفہ نہیں کیا لیکن طبری نے تمسک کیا ہے ساتھ اسکے کہ لوگوں کا اتفاق ہے اس پر کہ انہوں نے ابوبکر کو حضرت کا خلیفہ نام رکھا ہے اور عمر فاروق نے بھی ابوبکر صدیق کو حضرت کا خلیفہ کیا تو جواب یہ ہے کہ انکے خلیفہ ہونے کے معنے یہ ہیں کہ وہ حضرت کے بعد خلافت کے ساتھ قائم ہوئے یا عمر فاروق نے ابوبکر کو رسول اللہ کا خلیفہ ان معنوں سے کہا کہ حضرت نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ اسکے کہ لکھا گیا ہے اسکو حدیث باب کی اور سوائے اسکے دلائل سے اگرچہ نہیں ہے کسی حدیث میں ان میں سے تصریح لیکن مجموع حدیثوں سے لیا جاتا ہے اور اسی طرح اس میں رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے راوندیہ سے کہ حضرت نے عباس کو خلیفہ کیا اور اسی طرح سب رافضیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے علی مرتضے کو خلیفہ کیا تھا اور وجہ رد کی ان پر اتفاق اصحاب کا ہے اوپر متابعت ابوبکر کے پھر ان کی بات ماننے پر عمر کی بیعت کرنے میں پھر عمل کرنا عمر کے عہد میں شوری پر اور نہ دعوی کیا عباس نے اور نہ علی نے کہ حضرت نے عہدہ خلافت کا ان کو دیا تھا اور کہا نووی وغیرہ نے کہ اجماع ہے اوپر منعقد ہونے خلافت کے ساتھ خلیفہ مقرر کرنیکے اور اوپر صحیح ہونے اسکے کے ساتھ عقد اہل حق اور عقد کے واسطے کسی آدمی کے جس جگہ نہ خلیفہ بنانا اسکے غیر کا اور یہ کہ جائز ہے ٹھیرانا خلیفہ کا امر کو شوری درمیان عدد محصور کے یا غیر محصور کے اور اجماع ہے اس پر کہ وہ واجب ہے ساتھ شرع کے نہ ساتھ عقل کے اور بعضے خارجیوں نے اس میں خلاف کیا ہے سو کہا انہوں نے کہ نہیں واجب ہے قائم کرنا خلیفہ کا اور خلاف کیا ہے بعضے معتزلہ نے سو کہا کہ واجب ہے ساتھ عقل کے نہ ساتھ شرع کے اور یہ قول دونوں باطل ہیں پہلا قول اجماع سابق کے مخالف ہے اور معتزلہ کا قول بھی ظاہر فساد ہے اس واسطے کہ نہیں دخل ہے عقل کے واسطے واجب کرنے اور حرام کرنے میں اور نہ تحسین اور تقبیح میں اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے یہ باعتبار عادت کے (فتح) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْاٰخِرَةَ حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذٰلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمٍ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ وَاَبُوْ بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَعِيْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَدْبُرَنَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ اَنْ يَكُوْنَ اٰخِرَهُمْ فَاِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ نُوْرًا

راوندیہ ایک فرقہ کا نام ہے

تَهْتَدُوْنَ بِهٖ هَدَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَانِيَ اثْنَيْنِ وَاِنَّهٗ اَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِاُمُوْرِكُمْ فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ لِاَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ اِصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً ترجمہ انس سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر فاروق کا اخیر خطبہ سنا جبکہ منبر پر بیٹھے اور یہ خطبہ اگلے دن تھا اس دن سے جس میں حضرت کا انتقال ہوا سو عمر فاروق نے کلمہ شہادت پڑھا اور ابو بکر صدیق چپ تھے نہ بولتے تھے کہا عمر فاروق نے کہ مجھکو امید تھی کہ حضرت زندہ رہینگے یہانتک کہ ہم سب لوگوں سے پیچھے رہیں گے سو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو مقرر خدا نے تمہارے درمیان نور ٹھیرایا ہے جسکے ساتھ تم راہ پاؤ جس سے خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ دکھلائی یعنی قرآن اور یہ کہ ابو بکر حضرت کے ساتھی ہیں اور دوسرے ہیں دو کے یعنی غار میں اور یہ کہ وہ لائق تر سب مسلمانوں میں ساتھ تمہارے کاموں کے یعنی لائق ہے خلافت کے سو اٹھو اور ان کی بیعت کرو اور ان میں سے ایک گروہ اس سے پہلے صدیق اکبر کی بیعت کر چکے تھے قوم بنی ساعدہ کی چوپال میں اور عام لوگوں کی بیعت منبر پر تھی کہا زہری نے انس سے کہ سنا میں نے عمر سے کہ اس دن ابو بکر سے کہتے تھے کہ منبر پر چڑھو سو ہمیشہ رہے کہتے ان کو یہانتک کہ صدیق منبر پر چڑھے اور عام لوگوں نے ان سے بیعت خلافت کی ف یہ جو انس نے حکایت کی کہ انہوں نے سنا تو یہ سننا بعد عقد بیعت کے تھا ابو بکر سے بنی ساعدہ کے چوپال میں یعنی پھر ذکر کیا عمر نے اسکے واسطے جو اس بیعت میں حاضر نہ تھا جو واقع ہوا اس جگہ پھر بلایا باقی لوگوں کو ابو بکر کی بیعت کی طرف سو بیعت کی ان سے ان لوگوں نے جو وہاں حاضر نہ تھے اور یہ سب معاملہ ایک ہی دن میں واقع ہوا اور یہ بیعت منبر کی بسبب ان لوگوں کے تھی جو بنی ساعدہ کی چوپال میں حاضر نہ تھے ورنہ اس کی کچھ حاجت نہ تھی اور ثانی اثنین ابو بکر کو اس واسطے ذکر کیا کہ یہ صفت ان کے ساتھ خاص ہے کسی اور میں پائی نہیں جاتی اور یہ فضیلت انکی سب فضیلتوں میں بڑی ہے جسکے ساتھ وہ حضرت کے بعد مستحق خلافت کے ہوئے اور یہ جو عمر فاروق نے ابو بکر صدیق کو دیر تک کے منبر پر چڑھایا تو یہ اس واسطے تھا کہ تا پہچانیں ان کو واقف اور ناواقف اور یہ جو کہ عام لوگوں نے ان سے بیعت کی یعنی دوسری بیعت عام تر اور مشہور تر تھی پہلی بیعت سے جو سقیفہ بنی ساعدہ میں واقع ہوئی تھی (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

(۴) سقیفہ بیٹھک جسکو ہندی میں چوپال کہتے ہیں ۱۲

ابراھیم بن سعد عن ابیہ عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ قال اتت النبی صلی
اللہ علیہ وسلم امرأۃ فکلمتہ فی شیء فامرھا ان ترجع الیہ فقالت یا رسول اللہ
ارأیت ان جئت ولم اجد ک کانھا ترید الموت قال ان لم تجدینی فاتی ابابکر
ترجمہ جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت کے پاس آئی سو آپ سے کسی چیز میں کلام کیا سو
حضرت نے اسکو حکم کیا کہ ہمارے پاس پھر آنا تو اسنے کہا یا حضرت خبر دو مجھکو کہ اگر مین آؤن اور حضرت
کو نہ پاؤن یعنی حضرت کا انتقال ہوگیا ہو تو کس کے پاس جاؤن حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجھکو نہ پاوے تو
ابو بکر کے پاس آئیو جو مین کرتا ہون سو وہ کریگا ف اس حدیث کی شرح مناقب ابو بکر مین گذری
حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن سفیان قال حدثنی قیس بن مسلم عن
طارق بن شہاب عن ابی بکر قال لوفد بزاخۃ تتبعون اذناب الابل حتی یری اللہ
خلیفۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم والمہاجرین امرا یعذرونکم بہ ترجمہ ابو بکر سے
روایت ہے کہ انہون نے بزاخہ کے ایلچیون سے کہا کہ تم اونٹون کے پیچھے پیچھے پھرو یعنی اونٹ چراؤ اور انکا
منافعہ کھاؤ یہانتک کہ خدا اپنے پیغمبر کے خلیفے کو اور مہاجرین کو کوئی امر دکھلاوے یعنی کوئی امر
انکے دل مین آوے جس سے تم کو معذور رکھین ف اور ظاہر یہ ہے کہ مراد غایت سے جہانتک انکو
مہلت دی ہے کہ ظاہر ہو توبہ ان کی اور صلاح ان کی خوبی اسلام انکے سے اور یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث
دراز کا اور غرض اس سے یہ قول ابو بکر کا ہے کہ خلیفہ اسکے پیغمبر کا اور یہ حدیث پوری یہ ہے کہ ایلچی بزاخہ
کی قوم اسد اور غطفان سے صدیق اکبر کے پاس آئے ان سے صلح طلب کرتے تھے تو اختیار دیا ان کو
ابو بکر صدیق نے درمیان لڑائی کھلی کے اور درمیان صلح ذلیل کرنیوالی کے سو انہون نے کہا کہ لڑائی
کھلی کو تو ہم پہچانتے ہین لیکن صلح ذلیل کرنیوالی کیا ہے کہا کہ تم سے ہتھیار اور گھوڑے چھین لئے
جاوینگے یعنی تاکہ شوکت نرہے اور تمہاری طرف سے امن ہے اور ہم لوٹین گے جو تم سے پاوینگے
یعنی اسکو آپس مین بانٹ لیوینگے اور تم کو نہین پھیر دینگے اور پھیر دو تم ہم کو جو ہم سے لوٹو یعنی لڑائی
کی حالت مین اور تم ہمارے مقتولون کی دیت دوگے اور تمہارے مقتول آگ مین ہین یعنی ان کی
دیت دنیا مین نہین اس واسطے کہ وہ مشرک تھے ناحق مارے گئے تھے پس ان کی کوئی دیت نہین
اور تم چھوڑے جاؤگے اونٹون کے پیچھے پیچھے پھروگے یہانتک کہ خدا الخ تو عمر نے کہا کہ ہمارے
مقتول اللہ کے راہ مین مارے گئے ان کا اجر اللہ پر ہے ان کیواسطے کوئی دیت نہین تو لوگون نے
عمر کے اس قول کی پیروی کی (فتح) باب حدثنا محمد بن المثنے حدثنا

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ أَسْمَعْهَا فَقَالَ أَبِي إِنَّهُ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ میرے بعد بارہ سردار ہونگے کہا جابر نے پھر حضرت نے ایک لفظ فرمایا کہ میں نے نہیں سنا میرے باپ نے کہا کہ حضرت نے یہ لفظ فرمایا کہ وے سب سردار قریش کی قوم سے ہونگے ف ہر چند حضرت کے بعد بہت سردار ہوئے لیکن مراد یہ ہے کہ بارہ سردار ایسے ہونگے ان کی خلافت کی صفت یہ ہے کہ اس وقت اسلام کی قوت اور عزت ہوگی اور دوسری صفت ان کی خلافت کی یہ ہے کہ ہر ایک پر ان میں سے سب امت جمع ہوگی اور کہا قاضی عیاض نے کہ وارد ہوتے ہیں اس عدد پر دو سوال ایک سوال یہ کہ معارض ہے اسکو ظاہر اس حدیث کا کہ میرے بعد خلافت تیس برس ہوگی پھر بادشاہ اس واسطے کہ ان تیس سالوں میں نہ تھے مگر چاروں خلیفے اور امام حسن بن علی اور دوسرا سوال یہ ہے کہ اس عدد سے زیادہ سردار ہو چکے ہیں اور جواب پہلے سوال کا یہ ہے کہ مراد تیس سال کی حدیث میں خلافت نبوت کی ہے اور جابر بن سمرہ کی حدیث میں یہ قید نہیں اور دوسرے سوال کا یہ جواب ہے کہ یہ نہیں کہا کہ بارہ سے زیادہ نہیں ہونگے صرف یہ کہا کہ بارہ ہیں اور اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ بارہ سے زیادہ نہ ہونگے اور یہ اس وقت ہے کہ ٹھہرایا جاوے یہ لفظ ہر حاکم پر والا احتمال ہے کہ مراد وہ لوگ ہوں جو خلافت کے مستحق ہوں عادل ہاموں سے اور چار خلیفے ان میں سے گذر چکے ہیں اور ضرور ہے کہ باقی تعداد قیامت سے پوری ہو اور احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ ہونگے بارہ خلیفے بیچ مدت عزت خلافت کے اور قوت اسلام کے اور استقامت امور اسکے کے اور جمع ہونے لوگوں کے خلیفے پر اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ ہر ایک پر سب امت جمع ہوگی اور یہ عدد پایا گیا ہے جن پر لوگ جمع ہوئے یہاں تک کہ بنی امیہ کا کام بگڑا اور واقع ہوا فتنہ ولید بن یزید کے زمانے میں یہاں تک کہ قائم ہوئی حکومت عباسیوں کی اور یہ عدد موجود صحیح ہے جبکہ اعتبار کیا جاوے اور احتمال ہے کہ یہ بارہ سردار فتنے فساد کے زمانے میں ہوں اور خدا جانتا ہے اپنے پیغمبر کی مراد کو اور یہ اخیر احتمال مردود ہے اور کہا ابن جوزی نے کہ مراد موجود ہونا بارہ خلیفوں کا ہے بیچ جمیع مدت اسلام کے قیامت تک عمل کرینگے ساتھ دین حق کے اگرچہ نہیں متصل ہوگا زمانہ ان کا اور مراد لوگوں کے جمع ہونے سے یہ ہے کہ ان کی بیعت کیواسطے سب لوگ فرمانبردار ہونگے اور سب لوگ ان کی بیعت کرینگے اور جو واقع ہوا ہے یہ ہے کہ لوگ جمع ہوئے ابوبکر پر پھر عمر پر پھر عثمان پر پھر علی پر پھر جمع ہوئے لوگ معاویہ پر وقت صلح کرنے حسن کے اس سے پھر جمع ہوئے سب لوگ اسکے بیٹے یزید پر اور امام حسین کا کچھ انتظام نہ ہوا بلکہ اس سے پہلے شہید ہوئے پھر جمع

ہوئی عبد الملک پر بعد قتل ہونے ابن زبیر کے پھر جمع ہوئی اسکے چاروں بیٹوں پر یعنی ولید پر پھر سلیمان پر
پھر یزید پر پھر ہشام پر اور سلیمان اور یزید کے درمیان عمر بن عبد العزیز پر جمع ہوئے پھر انکے بعد فتنے فساد
پھیلے اور پھر اس دن سے بعد کسی پر سب لوگ جمع نہیں ہوئے اور تمام وہ لوگ ہیں جو صدیق اکبر کی
خلافت سے عمر بن عبد العزیز کی خلافت تک حاکم ہوئے کہ وہ چودہ امیر ہیں ان میں سے دو آدمیوں کی سرداری
تو صحیح نہیں ہوئی اور نہ ان کی مدت حکومت دراز ہوئی اور وہ معاویہ بن یزید اور مروان ہیں اور باقی
بارہ سردار ہیں جیسے کہ حضرت نے خبر دی اور عمر بن عبد العزیز کی وفات ایک سو ایک سال ہجری میں تھی
اور اسکے بعد حالات متغیر ہوئے اور گذر گیا وہ زمانہ جو سب زمانوں میں بہتر ہے اور نہیں قدح کرتا ہے اس
میں یہ قول حضرت کا کہ سب لوگ ان پر جمع ہونگے اور ان کی بیعت کرینگے اس واسطے کہ وہ محمول ہے
اکثر اور اغلب اوقات پر اس واسطے کہ یہ صفت نہیں گم ہوئی ہے مگر حسن بن علی اور عبد اللہ بن زبیر میں
باوجود صحیح ہونے ان کی حکومت کے اور حکم کرنے کے ساتھ اس بات کے کہ جو ان دونوں کا مخالف تھا نہیں
ثابت ہوا استحقاق اس کا مگر بعد تسلیم حسن کے اور بعد قتل ہونے ابن زبیر کے اور اکثر ان بارہ امیروں کے زمانوں
میں امور ملک کا انتظام رہا اگرچہ ان کی بعضی مدت میں ملک کے انتظام میں کچھ قصور واقع ہوا اور
یہ نسبت استقامت کی نہایت قلیل اور نادر ہے واللہ اعلم (فتح) **بَابُ اِخْرَاجِ الْخُصُوْمِ وَاَهْلِ الرِّيَبِ مِنَ الْبُيُوْتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ** نکالنا جھگڑنے والوں اور شک والوں کا گھروں سے
بعد معرفت کے وَقَدْ اَخْرَجَ عُمَرُ اُخْتَ اَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ نَاحَتْ اور البتہ نکالا عمر نے ابو بکر کی بہن کو
جب کہ اسنے نوحہ کیا ف یہ باب اور اثر اور حدیث کتاب الاشخاص میں گذر چکے ہیں **حَدَّثَنَا
اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ يُحْتَطَبُ ثُمَّ اٰمُرَ
بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ
بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ
حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ يُوْنُسُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مِرْمَاةٌ مَا بَيْنَ ظِلْفِ الشَّاةِ مِنَ اللَّحْمِ مِثْلُ مِنْسَاةٍ وَمِيْضَاةٍ
الْمِيْمُ مَخْفُوْضَةٌ** ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا قسم ہے اس کی جسکے قابو میں میری
جان ہے کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ حکم کروں لکڑیوں کا کہ جمع کی جاویں پھر حکم کروں نماز کا اس کے
واسطے اذان کہی جاوے پھر حکم کروں کسی مرد کو کہ لوگوں کو جماعت سے نماز پڑھاوے پھر میں ان مردوں

کیطرف جاؤن جو جماعت مین نہین آتے سوان کے گھر ان پر جلا دون اور قسم ہے اللہ کی جسکے قابو
مین میری جان ہے اگر کوئی جانے کہ وہ پاوے گا موٹی ہڈی یا دو کھر بکری کے عمدہ تو البتہ حاضر ہووے
عشا کی نماز مین کہا ابو عبد اللہ نے مرماۃ وہ گوشت ہے جو بکری کے کھر کے درمیان ہو مثل وزن
منساۃ کی اور میضاۃ کی ہے ساتھ زیر میم کے ف اور جب جماعت کے تارک کو گھر سے نکالنا اور
اس کا گھر جلانا جائز ہے تو خصوم وغیرہ کا گھر سے نکالنا بطریق اولی جائز ہوگا باب ھل للامام
ان یمنع المجرمین واھل المعصیۃ من الکلام معہ والزیارۃ ونحوہ کیا جائز ہے امام
کیواسطے یہ کہ منع کرے گنہگاروں کو اور نافرمانی کرنیوالون کو اپنے ساتھ کلام کرنے سے اور زیارت
اور مانند اس کی سے ف اہل المعصیہ عطف عام کا ہے خاص پر حدثنا یحیی
بن بکیر حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عبد الرحمن بن عبد اللہ
بن کعب بن مالک ان عبد اللہ بن کعب بن مالک وکان قائد کعب من بنیہ
حین عمی قال سمعت کعب بن مالک قال لما تخلف عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک فذکر حدیثہ ونھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم المسلمین عن کلامنا فلبثنا علی ذلک خمسین لیلۃ واذن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بتوبۃ اللہ علینا ترجمہ عبد اللہ بن کعب سے روایت ہے کہ وہ کعب کا
کھینچنے والا تھا ان کی اولاد سے جبکہ وہ اندھے ہوئے کہا سنا مین نے کعب سے کہا جبکہ جنگ تبوک
مین حضرت سے پیچھے رہا پھر ذکر کی حدیث اپنی اور منع کیا حضرت نے مسلمانون کو ہماری کلام سے
سو ٹھہرے ہم اسی حال پر پچاس راتین اور حضرت نے خبر دی ساتھ توبہ قبول کرنے اللہ کے اوپر ہمارے

حدیث کی باب سے ظاہر ہے	بسم اللہ الرحمن الرحیم	ف اور مطابقت

کتاب التمنی کتاب ہے بیچ بیان تمنا اور آرزو کرنیکے ف تمنی ایک ارادہ ہے جو متعلق
ہوتا ہے ساتھ آئندہ زمانے کے سو اگر خیر مین ہو بدون اس کے کہ متعلق ہو حسد کے تو وہ مطلوب ہے والا مذموم
ہے اور بعضوں نے کہا کہ تمنی اور ترجی مین عموم خصوص ہے کہ ترجی ممکن چیز مین ہے اور تمنی عام ہے ف
باب ما جاء فی التمنی ومن تمنی الشہادۃ جو آیا ہے تمنے مین اور جو آرزو کرتا ہے
شہادت کی حدثنا سعید بن عفیر حدثنی اللیث حدثنی عبد الرحمن بن خالد
عن ابن شہاب عن ابی سلمۃ وسعید بن المسیب ان ابا ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یقول والذی نفسی بیدہ لولا ان رجالا یکرھون ان یتخلفوا
بعدی ولا اجد ما احملھم ما تخلفت لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم
اقتل ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سے سنا
فرماتے تھے قسم ہے اس کی جسکے قابو میں میری جان ہے اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ مجھ سے پیچھے رہنے کو برا
جانتے ہیں اور میرے پاس سواری موجود نہیں جس پر ان کو سوار کروں تو میں کسی لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا
البتہ دوست رکھتا ہوں کہ خدا کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں
پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں چار بار ف اور مقصود حدیث سے یہ قول حضرت کا ہے
کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ خدا کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور وددت ودادت سے ہے
اور اسکے معنے ہیں ارادہ وقوع شئ کا ہر چہ مخصوص کا اور راغب نے کہا کہ ود محبت شئ کی ہے اور اسکے
حاصل ہونیکی آرزو کرنا (فتح) حدثنا عبد اللہ بن یوسف اخبرنا مالک عن ابی الزناد
عن الاعرج عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی
بیدہ وددت انی لاقاتل فی سبیل اللہ فاقتل ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل
فکان ابوھریرۃ یقول ھن ثلاثا اشھد باللہ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا
کہ قسم ہے اس کی جسکے قابو میں میری جان ہے میں دوست رکھتا ہوں کہ خدا کے راہ میں لڑوں سو
مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں سو ابوہریرہ کہتے تھے کہ یہ
حضرت نے تین بار فرمایا میں اللہ کیواسطے گواہی دیتا ہوں ف اس حدیث کی شرح جہاد میں گذری

باب تمنی الخیر باب ہے بیچ بیان آرزو کرنے خیر کے ف یہ باب عام تر ہے پہلے باب سے
اس واسطے کہ خدا کی راہ میں لڑنا منجملہ خیر سے ہے اور اشارہ کیا ساتھ اسکے اس طرف کہ تمنا مطلوب نہیں
بندہ مطلب شہادت میں وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان لی احد ذھبا اور
بیچ فرمانے حضرت کے کہ اگر میرے واسطے احد کا پہاڑ سونا ہو تا حدثنا اسحق بن نصر حدثنا
عبد الرزاق عن معمر عن ھمام سمع ابا ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لو کان عندی احد ذھبا لاحببت ان لا یاتی ثلث وعندی منہ دینار لیس شیء
ارصدہ فی دین علی اجد من یقبلہ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر میرے پاس
احد کا پہاڑ سونا ہو تو البتہ میں چاہتا کہ تین رات نہ گذریں اور میرے پاس اس میں سے ایک اشرفی ہوتی
کہ پاؤں میں جسکو قبول کرے مگر وہ چیز جو قرض ادا کرنیکے واسطے رکھوں جو یہ پھر ہو ف اور مقصود

حدیث سے یہ قول حضرت کا ہے اجنبت باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو استقبلت من امری ما استدبرت باب ہے حضرت کے اس قول کا بیان کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا حدثنا یحیی بن بکیر حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب قال حدثنی عروۃ ان عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو استقبلت من امری ما استدبرت ما سقت الھدی ولحللت مع الناس حین حلوا ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا تو قربانی کو اپنے ساتھ نہ لاتا اور لوگوں کے ساتھ احرام اتارتا جبکہ انہوں نے احرام اتارا حدثنا الحسن بن عمر قال حدثنا یزید عن حبیب عن عطاء عن جابر بن عبد اللہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلبینا بالحج وقدمنا مکۃ لاربع خلون من ذی الحجۃ فامرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نطوف بالبیت وبالصفا والمروۃ وان نجعلھا عمرۃ ولنحل الا من معہ ھدی قال ولم یکن مع احد منا ھدی غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وطلحۃ وجاء علی من الیمن معہ الھدی فقال اھللت بما اھل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ننطلق الی منی وذکر احدنا یقطر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لو استقبلت من امری ما استدبرت ما اھدیت ولولا ان معی الھدی لحللت قال ولقیہ سراقۃ بن مالک وھو یرمی جمرۃ العقبۃ فقال یا رسول اللہ الناھذہ خاصۃ قال لا بل للابد قال وکانت عائشۃ قدمت مکۃ وھی حائض فامرھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تنسک المناسک کلھا غیر انھا لا تطوف بالبیت ولا تصلی حتی تطھر فلما نزلوا البطحاء قالت عائشۃ یا رسول اللہ اتنطلقون بحجۃ وعمرۃ وانطلق بحجۃ قال ثم امر عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق ان ینطلق معھا الی التنعیم فاعتمرت عمرۃ فی ذی الحجۃ بعد ایام الحج ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت کے ساتھ تھے یعنی حجۃ الوداع میں سو ہم نے حج کا احرام باندھا اور لبیک کہی اور ہم ذی حج کی چوتھی تاریخ کو مکے میں پہنچے سو حضرت نے ہم کو حکم کیا کہ خانہ کعبے اور صفا مروہ کا طواف کر کے احرام اتار ڈالیں اور اسکو عمرہ ٹھیراویں مگر جسکے ساتھ قربانی ہو وہ احرام نہ اتارے اور ہم میں سے کسی کے ساتھ قربانی نہ تھی سوائے حضرت کے اور طلحہ کے اور علی مرتضیٰ یمن سے آئے اور انکے ساتھ بھی قربانی تھی سو کہا کہ میں نے احرام باندھا جو حضرت نے احرام باندھا تو اصحاب نے کہا کہ ہم منا کو چلیں گے اور ہمارے ذکر کی منی ٹپکتی ہو گی یعنی

تازہ جماع کرکے احرام باندہیں گو حضرت نے فرمایا کہ اگر مین اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا تو قربانی کو اپنے ساتہ نہ لاتا اور اگر میرے ساتہ قربانی نہ ہوتی تو مین احرام اتار ڈالتا کہا اور سراقہ حضرت سے ملا اور حالانکہ آپ جمرہ عقبہ کو کنکریان مارتے تھے تو اسنے کہا یا حضرت کیا یہ ہمارے ہی واسطے خاص ہے یعنی حج کے مہینون مین عمرہ کرنا یا حج کو عمرہ کے ساتہ فسخ کرنا حضرت نے فرمایا نہین بلکہ ہمیشہ کے واسطے یہی حکم ہے اور عائشہ مکے مین آئین اور ان کو حیض ہوا تہا تو حضرت نے ان کو حکم کیا کہ حج کی سب عبادتین ادا کرین لیکن خانے کعبے کا طواف نہ کرین اور نہ نماز پڑہین یہانتک کہ حیض سے پاک ہون سو جب بطحا مین اترے تو عائشہ نے کہا یا حضرت کیا تم چلتے ہو حج اور عمرے دونون کے ساتہ اور مین فقط حج کے ساتہ جاؤن کی پہر حضرت نے انکے بہائی عبدالرحمن کو حکم کیا کہ عائشہ کے ساتہ تنعیم کیطرف جاوے جو حرم مکے سے باہر ہے تو عائشہ نے عمرہ ادا کیا ذی الحجہ مین بعد حج کے دنون سے **ف** اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے **باب**

قوله لیت کذا وکذا باب ہے حضرت کے اس قول کے بیان مین کاشکہ ایسا ہوتا اور ایسا ہوتا **ف** لیت تمنی کا حرف ہے اکثر محال چیز کے ساتہ متعلق ہوتا ہے اور ممکن کے ساتہ کم (فتح) **حدثنا خالد بن مخلد قال حدثنا سلیمان بن بلال قال حدثنی یحیی بن سعید قال سمعت عبد الله بن عامر بن ربیعة قال قالت عائشة ارق النبی صلی الله علیه وسلم ذات لیلة ثم قال لیت رجلا صالحا من اصحابی یحرسنی اللیلة اذ سمعنا صوت السلاح قال من هذا قیل سعد یا رسول الله جئت احرسك فنام النبی صلی الله علیه وسلم حتی سمعنا غطیطه وقالت عائشة قال بلال الا لیت شعری هل ابیتن لیلة بواد وحولی اذخر وجلیل فاخبرت النبی صلی الله علیه وسلم** ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت بیخواب رہے سونے کا موقع نہ ملا پہر فرمایا کہ کاشکے کوئی نیک مرد میرے اصحاب سے آج کی رات میری نگہبانی کرے کہ ناگہان ہم نے ہتہیارون کی آواز سنی فرمایا یہ کون ہے مین نے کہا سعد ہے یا حضرت مین آپ کی نگہبانی کے واسطے آیا ہون تو حضرت سوئے یہانتک کہ ہم نے آپکے خراٹے سنے اور عائشہ نے کہا کہ بلال نے کہا کہ کاش مجکو علم ہوتا کہ کیا مین رات کاٹونگا اس میدان مین کہ اردگرد میرے اذخر اور جلیل ہو یعنی مکے مین تو مین نے حضرت کو خبر دی **ف** ترمذی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نگہبانی کرواتے تھے پہر جب یہ آیت اتری واللہ یعصمک من الناس تو حضرت نے نگہبانی کروانی چھوڑ دی اور موضع دلالت کی قول عائشہ کا ہے کہ مین نے حضرت کو خبر دی **باب تمنی القرآن والعلم** قرآن اور علم کی آرزو کرنا **حدثنا عثمن بن شیبة قال حدثنا جریر عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هریرة**

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تحاسد الا فی اثنتین رجل اتاہ اللہ القرآن فھو یتلوہ من اناء اللیل و النھار یقول لو اوتیت مثل ما اوتی ھذا لفعلت کما یفعل و رجل اتاہ اللہ مالا ینفقہ فی حقہ فیقول لو اوتیت مثل ما اوتی لفعلت کما یفعل ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمی میں ایک تو وہ مرد جسکو خدا نے قرآن دیا ہے سو وہ اسکو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر مجکو بھی قرآن آتا یا توفیق ہوتی جیسے اسکو ہے تو میں بھی کرتا جیسے یہ کرتا ہے دوسرا وہ مرد جسکو خدا نے مال دیا ہے اور وہ اسکو بجا خرچ کیا کرتا ہے تو وہ یوں کہے کہ اگر مجکو مال دیا جاتا جیسا اسکو دیا گیا تو میں بھی کرتا جیسا یہ کرتا ہے ف اور یہ حدیث ظاہر ہے بیچ تمنے کرنے قرآن کے اور علم بھی حکم میں اسکے ساتھ ملحق ہے اور جائز ہے آرزو کرنا اس چیز کی جو غیر کے ساتھ متعلق ہو یعنی اس قسم سے کہ مباح ہے نہ بابرکت پس یہی تمنی کرنیسے مخصوص ہے ساتھ اسکے کہ حسد اور بغض کا باعث ہو افتح باب ما یکرہ من التمنی جو مکروہ ہے تمنے کرنا و قول اللہ و لا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض الایہ اور خدا نے فرمایا کہ نہ آرزو کرو جو فضیلت دی اللہ نے ساتھ اسکے بعضونکو بعض پر آخر آیت تک حدثنا حسن بن الربیع قال حدثنا ابو الاحوص عن عاصم عن النضر بن انس قال قال انس بن مالک لولا انی سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول لا تتمنوا الموت لتمنیت ترجمہ انس سے روایت ہے کہ اگر میں نے حضرت سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ نہ آرزو کیا کرو مرنیکی تو البتہ میں مرنیکی آرزو کرتا حدثنا محمد قال اخبرنا عبدۃ عن ابن ابی خالد عن قیس قال اتینا خباب بن الارت نعودہ و قد اکتوی سبعا فقال لولا ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نھانا ان ندعو بالموت لدعوت بہ ترجمہ قیس سے روایت ہے کہ ہم خباب کی بیماریسی کو گئے اور اسنے اپنے بدن پر سات داغ دلوائی تھے سو اسنے کہا کہ اگر حضرت نے ہمکو موت کی دعا کرنیسے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ھشام بن یوسف قال اخبرنا معمر عن الزھری عن ابی عبید عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لا یتمنی احدکم الموت اما محسنا فلعلہ یزداد و اما مسیئا فلعلہ یستعتب قال ابو عبد اللہ ابو عبید اسمہ سعد بن عبید مولی عبد الرحمن بن ازھر ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ آرزو کرے کوئی تم میں سے موت کی اگر نیک ہے تو شاید نیک عمل زیادہ کرے اور اگر بد ہے تو شاید توبہ کرے ف ان سب حدیثوں میں زجر ہے موت کی آرزو کرنے سے اور حدیثوں اور آیت کی درمیان مناسبت میں

خفا ہے مگر یہ کہ ارادہ کیا ہو کہ مکروہ تمنا سے وہ جنس اس چیز کی ہے کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت اور جس پر دلالت کرتی ہے حدیث اور حاصل آیت کا زجر ہے حسد سے اور حاصل حدیث اول کا رغبت ہے صبر پر سو جب نفی موت سے منع کیا تو ہوگا امر ساتھ صبر کے مصیبت پر جو اس پر اترے اور جمع کرتا ہے آیت اور حدیث کو رغبت دلانا رضا پر اور ماننا اللہ کے حکم کو اور حکمت بیچ منع ہونے آرزو موت کے یہ ہے کہ موت مانگنا اپنے وقت سے پہلے ایک قسم اعتراض ہے اور مقابلہ ہے تقدیر کا اگرچہ عمر نہ کم ہوتی ہے نہ زیادہ سو موت کی آرزو کرنا نہیں تاثیر کرتا اسکے زیادہ ہونے میں اور نہ کم ہونے میں لیکن وہ ایک امر ہے کہ اس سے پوشیدہ کیا گیا اور ایک حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر موت مانگنے کی ضرورت ہو تو یوں مانگے کہ الٰہی مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور موت دے جب میرے حق میں موت بہتر ہو اور یہ جو فرمایا کہ اگر نیک ہے تو نیک عمل زیادہ کرے گا الخ تو ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ مکلف کا حال ان دونوں حالتوں میں بند ہے اور تیسری قسم باقی ہے اور وہ یہ کہ اسکے نیک اور بد عمل ملے ہوئے ہوں پس باقی تو بدستور رہے گا اور اسکے اور یا نیکی زیادہ کریگا یا بدی زیادہ کرے گا یا نیک ہوگا تو بد ہو جائے گا یا بد ہوگا تو زیادہ بدی کریگا اور جواب یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اکثر اوقات پر یعنی غالب حال مسلمانوں کا یہی ہوتا ہے خاصکر مخاطب اسکو ساتھ صحابہ تھے اور البتہ پہلے میں گذرا کہ حدیث کے معنے یہ ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف رشک کرنے محسن کو کی اپنے احسان سے اور ڈرانا ہے بدکا اس کی بدی سے یعنی جو نیک ہو وہ موت کی آرزو نہ کرے اور بدستور رہے اپنی نیکی پر اور زیادہ کرے نیک عمل اور جو بدکار ہو وہ بھی موت کی آرزو نہ کرے اور باز رہے بدی سے تاکہ اپنی بدی پر نہ مرے پس ہوگا خطرے پر اور باقی تقسیم بھی اس میں داخل ہے (فتح) **باب قول الرجل لولا اللہ ما اهتدینا** یعنی یہ کہنا مرد کا کہ اگر خدا کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے **ف** یہ اشارہ ہے طرف روایت مختصر کی جو روایت کی ہے خندق کھودنے کے باب میں **حدثنا عبدان قال اخبرنی ابی عن شعبة قال حدثنا ابو اسحاق عن البراء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیه وسلم ینقل معنا التراب یوم الاحزاب ولقد رایته واری التراب بیاض بطنه یقول لولا انت ما اهتدینا نحن ولا تصدقنا ولا صلینا فانزلن سکینة علینا ان الاولی وربما قال الملا قد بغوا علینا اذا ارادوا فتنة ابینا ابینا یرفع بها صوته**

ترجمہ براء سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ خندق کے دن ہمارے ساتھ مٹی اٹھاتے تھے اور البتہ میں نے حضرت کو دیکھا کہ مٹی نے آپ کا پیٹ چھپایا تھا فرماتے تھے کہ اگر خدا کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے سو اتار دے تسکین کو ہم پر اور مشرکوں نے البتہ ہم پر زیادتی کی ہے

اور جب وہ فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے .... اپنی آواز کو اسکے ساتھ بلند کرتے ہیں
ف اور کلمہ لولا کا عرب کے نزدیک منع ہوتی ہے اسکے ساتھ ایک چیز واسطے وجود غیر کے پس معنے لولا اللّٰہ
ما اہتدینا کے کہ ہماری ہدایت خدا کی طرف سے ہے اور مناسبت حدیث کی باب سے یہ ہے کہ جب معلق کیا جاوے
ساتھ اس صیغے کے قول حق تو نہیں منع ہوتا ہے برخلاف اسکے کہ معلق کیا جاوے ساتھ اسکے جو حق نہ ہو
مثلا کوئی شخص کوئی چیز کرے پس واقع ہو گناہ میں سو کہے کہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو ایسا نہ ہوتا پس اگر اسکو
تحقیق معلوم ہو کہ جو خدا نے اسکی تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور ہونیوالا ہے برابر ہے کہ کرتا یا نہ کرتا تو اسکا
قول اور اعتقاد نوبت پہنچاتا ہے طرف تکذیب تقدیر کی (فتح) **بَابُ كِرَاهِيَةِ تَمَنِّي لِقَاءِ
الْعَدُوِّ وَرَوَاهُ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** دشمن کے ملنے کی
آرزو کرنا مکروہ ہے روایت کیا ہے اسکو اعرج نے ابو ہریرہ سے حضرت سے ف پہلے گذر چکا ہے کہ شہادت
کی آرزو کرنا جائز ہے اور ظاہر ان دونوں کے درمیان تعارض ہے اس واسطے کہ شہید ہونیکی آرزو محبوب ہے پس
کیوں منع کیا گیا ہے دشمن کے ملنے سے اور حالانکہ وہ پہنچاتا ہے طرف محبوب کی اور جواب یہ ہے کہ حاصل
ہونا شہادت کا خاص تر ہے ملنے سے واسطے امکان تحصیل کرنے شہادت کے باوجود نصرت اسلام کے حاصل
دوام عزت اس کی کے ساتھ توڑنے کفار کے اور دشمن سے ملنا کبھی پہنچاتا ہے طرف عکس اسکے کی پس منع
کیا گیا اس کی آرزو کرنے سے اور نہیں مخالف ہے شہادت کی آرزو کرنیکو اور یا شاید کراہت خاص ہے
ساتھ اسکے جسکو اعتماد ہو اپنی قوت پر اور خود پسند ہو (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ
حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي
النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى فَقَرَأْتُهُ
فَإِذَا فِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ
الْعَافِيَةَ** ترجمہ سالم غلام آزاد عمر بن عبید اللہ سے روایت ہے اور وہ عمر کا کاتب تھا کہ عبد اللہ بن ابی اوفی نے
اس کی طرف لکھا تو میں نے اسکو پڑھا سو ناگہاں اس میں لکھا تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ آرزو کیا کرو دشمن سے
ملنے کی یعنی لڑائی کے وقت اور اللہ تعالی سے عافیت مانگو ف یہ جو کہا کہ خدا سے عافیت مانگو تو
اس واسطے کہ دعا کرنا ساتھ تحصیل کرنے امور اخروی کے تنگلیبہ ہے ایمان بالغیب کو باوجود اسکے کہ اس میں
ظاہر کرنا محتاجی کا طرف اللہ کی اور اسکے آگے ذلیل ہونا اور دعا کرنا ساتھ تحصیل امور دنیاوی کے واسطے
محتاج ہونیداعی کے ہے طرف ان کی سو کبھی وہ مقدر ہوتی ہیں ساتھ دعا کرنیکے سو ہر سبب اور مسبب مقدر ہے
بخلاف دعا موت کے کہ نہیں ہے اس میں کوئی مصلحت ظاہرہ بلکہ اس میں مفسدہ ہے اور وہ طلب کرنا

نعمت زندگی دور کرنے کو اور جو اس پر مرتب ہوتا ہے فوائد سے خاص کر جبکہ مومن ہو اس واسطے کہ بدستور
رہنا ایمان کا افضل عملوں سے ہے (فتح) **باب ما یجوز من اللو** جو جائز ہے لو سے ف مراد یہ
ہے کہ جو جائز ہے قول اس شخص کا سے جو راضی ہو ساتھ قضا اللہ کے اگر یوں ہوتا تو البتہ یوں ہوتا
یعنی لو کا کلمہ کسی امر میں کہنا جائز ہے یا نہیں کلمہ لو کا واسطے معلق کرنے دو شیء کے ہے ساتھ اول کے
زمانہ ماضی میں سو دلالت کریگا اوپر انتفا اول کے اس واسطے کہ اگر ثابت ہوتا تو لازم آتا ثبوت ثانی کا
اس واسطے کہ وہ واسطے ثبوت ثانی کے ہے برتقدیر اول کے سو جب ہوا اول لازم واسطے ثانی کے تو دلالت
کریگا اوپر منع ہونے ثانی کے واسطے منع ہونے اول کے واسطے ضرورت منفی ہونے ملزوم کے اور اگر اول دوسرے
کو لازم نہ ہو تو نہ دلالت کریگا مگر دو شرط پر (فتح) **وقوله تعالى لو ان لي بكم قوة** اور قول خدا کا کہ
لوط نے کہا کہ اگر مجھ کو تمہارے مقابلے کی قوت ہوتی تو البتہ میں تم کو منع کرتا اس فساد سے جو تم لائے ہو ف
اور مراد لوط علیہ السلام کی قوت آدمیوں کی تھی والا وہ جانتے تھے کہ انکے واسطے اللہ سے رکن سخت ہے لیکن
وہ چلے ظاہر پر اور آیت بطور تعلیق ہے اسکو کہ جب مومن برکام دیکھے جسکے دور کرنے پر قادر نہ ہو تو افسوس
کرے اوپر گم ہونے اس شخص کے جو اسکے دفع پر اس کی مدد کرے اور تمنا کرے اسکے وجود کی واسطے حرص کی نیکی
اپنے رب کی طاعت پر اور گھبرانے کے بدستور رہنے گناہ کے سے اور یہی واسطے واجب ہے کہ اپنی زبان سے
انکار کرے پھر دل سے جبکہ طاقت دفع کی نہ ہو اور اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ قول اپنے کے ما یجوز من اللو طرف
اس کی کہ در اصل وہ جائز نہیں مگر جس سے مستثنٰے ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس قول کی بخاری نے طرف اس حدیث
کی جو مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا کہ مومن قوی خدا کے نزدیک
بہتر اور پیارا ہے مومن ضعیف اور سست سے اور ہر ایماندار میں بہتری ہے اور حرص کرتا رہ اس کام پر جو تجھ کو
فائدہ دیوے اور نہ تھک اور اگر تجھ کو کوئی مصیبت پہنچے تو یوں کہ کہ یہ خدا نے مقدر کیا تھا اور جو اللہ نے
چاہا سو کیا اور بچ اگر کہنے سے اس واسطے کہ اگر کہنا شیطانی کام کا دروازہ کھولتا ہے یعنی یوں نہ کہو کہ
اگر میں ایسا ایسا کام کرتا تو ایسا ہوتا اور کہا طبری نے کہ تطبیق درمیان اس نہی کے اور ان حدیثوں کی
جو جواز پر دلالت کرتی ہیں یہ ہے کہ نہی مخصوص ہے ساتھ جزم کرنے کے فعل سے جو نہیں واقع ہوا یعنی نہ
کہہ کسی چیز کے واسطے کہ اگر میں یوں کرتا تو البتہ ضرور ہوتی بدون اسکے کہ تیرے دل میں مشیت الٰہی کی
شرط ہو اور جو وارد ہوا ہے قول لو سے محمول ہے اس پر جبکہ اس کا قائل یقین کرنیوالا ہو ساتھ شرط مذکور کے اور
وہ شرط خدا کی مشیت ہے کہ اگر خدا چاہتا تو واقع ہوتی اور یہ کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز مگر خدا کی مشیت
اور اسکے ارادے سے اور وہ مانند قول ابوبکر کے کی ہے غار میں کہ اگر کوئی ان میں اپنا قدم اٹھاوے تو ہم کو

دیکھہ پاوے باوجود یقین اس بات کے کہ خدا اُن کی آنکھون کو اُن دونون سے بندکرنے پر قادر ہے لیکن وہ چلے بحکم عادت ظاہر کے اور ان کو یقین تہا کہ اگر انہون نے قدم اٹھایا تو نہ دیکھہ سکین گے ان دونون کو مگر خدا کی مشیت سے اور کہا عیاض نے کہ جو سمجھا جاتا ہے ترجمہ بخاری سے اور ان حدیثون سے جو باب مین ذکر کین یہ کہ جائز ہے استعمال کرنا لو اور لولا کا اس چیز مین کہ ہو استقبال کیواسطے اس چیز سے کہ اس کا فعل وجود غیر کے واسطے ہے اور وہ باب لو سے ہے اس واسطے کہ نہین داخل کی اسنے باب مین مگر وہ چیز جو استقبال کے واسطے ہے اور جو حق صحیح یقینی ہے برخلاف ماضی کے یا جس مین اعتراض ہے غیب پر اور تقدیر سابق پر اور نہی تو صرف اس جگہ ہے کہ کہے اسکو اعتقاد کر کے لازم طور سے اور یہ کہ اگر وہ کرتا تو اسکو قطعًا وہ مصیبت نہ پہنچتی تو جو کچھ اور ایسے جو خدا کی مشیت کی شرط کر لیوے اور یہ کہ اگر خدا کا ارادہ نہ ہوتا تو وہ چیز واقع نہوتی تو یہ اس قسم سے نہین ہے اور میرے نزدیک معنے حدیث کے یہ ہین کہ نہی اپنے ظاہر اور عموم پر ہے لیکن وہ نہی تنزیہ ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت کا کہ لو شیطان کے کام کی کنجی ہے یعنی ڈالتا ہے دل مین معارضہ تقدیر کا اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی نے ساتھ اسکے کہ لو کا استعمال ماضی مین بھی آیا ہے مثل قول اسکے کی کہ اگر گھر مین اپنا حال آگے سے جانتا الخ پس ظاہر یہ کہ نہی اسکے اطلاق سے ہے اس چیز مین کہ اس مین فائدہ نہو اور ایسے اگر کہے اسکو بطور افسوس کرنیکے اس چیز پر جو اس سے فوت ہوئی خدا کی بندگی سے یا اس پر جو دشوار ہوا اوپر اسکے تو اس کا کوئی ڈر نہین اور اسی پر محمول ہے اکثر استعمال اس کا جو موجود ہے حدیثون مین کہا قرطبی نے مفہم مین کہ مراد مسلم کی حدیث سے یہ ہے کہ مقدر چیز کے واقع ہونیکے بعد متعین یہ ہے کہ اسکو قبول کرے اور مقدر کے ساتھ راضی ہووے اور جو چیز فوت ہو چکی ہو اور واقع ہو چکی ہو اس کی طرف التفات نہ کرے اور اگر فوت شدہ چیز مین فکر کرے اور کہے کہ اگر مین ایسا کرتا تو ایسا ہوتا تو شیطان کے وسوسے اسکے دل مین آتے ہین سو ہمیشہ اسکے دل مین وسوسے آیا کرتے ہین یہانتک کہ نوبت پہنچاتے ہین اسکو طرف نوٹنے صحیح کی پس معارضہ کرتا ہے توہم تدبیر سے سابق تقدیر کا اور یہ عمل شیطان کا ہے جسکے اپنا لانے سے منع کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت کے کہ نہ کہو لو اس واسطے کہ لو شیطان کے کام کی کنجی ہے اور یہ مراد نہین کہ لو کا کلمہ مطلق زبان سے نہ بولے اس واسطے کہ حضرت نے اسکو چند حدیثون مین بولا ہے لیکن محل نہی کا اسکے اطلاق سے تو فقط اس چیز مین ہے کہ بطور مقابلے تقدیر کے بولا جاوے باوجود اس اعتقاد کے کہ اگر یہ مانع اُٹھہ جاتا تو البتہ واقع ہوتا برخلاف مقدور کے نہ جب کہ خبر دے ساتھ مانع کے اس جہت سے کہ متعلق ہے ساتھ اسکے فائدہ مستقبل مین اس واسطے کہ ایسے اگر کے جائز ہونے مین کچھ اختلاف نہین اور نہین ہے اس مین شیطان کے کام کی کنجی اور نہ وہ تحریم کی طرف نوبت پہنچاتا ہے

اور بخاری نے اس باب میں نو حدیثیں ذکر کی ہیں بعضے میں بولنا ہے ساتھ لوکے اور بعضے میں ساتھ لولا کے سو پہلی اور دوسری اور تیسری اور چھٹی اور آٹھویں اور نویں حدیث میں تو لو ہے اور باقی حدیثوں میں لولا ہے (فتح) حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفین قال حدثنا ابو الزناد عن القاسم بن محمد قال ذکر ابن عباس المتلاعنین فقال عبد اللہ بن شداد اھی التی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت راجما امراۃ عن غیر بینۃ قال لا تلک امراۃ اعلنت ترجمہ قاسم سے روایت ہے کہ ذکر کیا ابن عباس نے دو لعان کرنیوالوں کو تو عبد اللہ بن شداد نے کہا کہ کیا وہ عورت وہی ہے جسکے حق میں حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر ہوتا میں سنگسار کرنیوالا کسی عورت کو بدون گواہوں کی کہا ابن عباس نے کہ نہیں بلکہ یہ وہ عورت ہے کہ ظاہر کیا تھا اسنے اس بدی کو اسلام میں اور خوف نہ کیا ف اس حدیث کی شرح لعان میں گذر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ اگر میں ہوتا سنگسار کرنیوالا کسی کو بدون گواہوں کے (فتح) حدثنا علی حدثنا سفین قال عمرو حدثنا عطاء قال اعتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالعشاء فخرج عمر فقال الصلوۃ یا رسول اللہ رقد النساء والصبیان فخرج ورأسہ یقطر یقول لولا ان اشق علی امتی او علی الناس وقال سفین ایضا علی امتی لامرتہم بالصلوۃ ھذہ الساعۃ قال ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس اخر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الصلوۃ فجاء عمر فقال یا رسول اللہ رقد النساء والولدان فخرج وھو یمسح الماء عن شقہ یقول انہ للوقت لولا ان اشق علی امتی وقال عمرو حدثنا عطاء لیس فیہ ابن عباس اما عمرو فقال رأسہ یقطر وقال ابن جریج یمسح الماء عن شقہ قال عمرو لولا ان اشق علی امتی وقال ابن جریج انہ للوقت لولا ان اشق علی امتی وقال ابراھیم بن المنذر حدثنا معن قال حدثنی محمد بن مسلم عن عمرو عن عطاء عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ عطا سے روایت ہے کہ حضرت نے ایک رات عشا کی نماز کے ساتھ دیر کی تو عمر فاروق نکلے تو کہا یا حضرت نماز پڑھیے عورتیں اور لڑکے سو گئے سو حضرت باہر تشریف لائے اور آپ کے سر پانی ٹپکتا تھا فرماتے تھے کہ اگر میں اپنی امت پر یا یوں فرمایا کہ لوگوں پر اور سفیان نے بھی کہا اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو البتہ انکو واجب کرکے حکم کرتا کہ عشا کی نماز اسی وقت میں پڑھا کریں کہا ابن جریج نے عطا سے اسنے ابن عباس سے کہ حضرت نے عشا کی نماز میں ایک رات دیر کی سو عمر فاروق آئے اور کہا یا حضرت عورتیں اور لڑکے سو گئے سو حضرت باہر تشریف لائے اور حالانکہ

اپنے سر کی ایک طرف سے پانی نچوڑتے تھے فرماتے تھے تو یہ وقت ہے فضیلت کا اور اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ جانتا اور کہا عمرو نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عطا نے نہیں ہے اس میں ابن عباس اور عمرو نے تو کہا کہ حضرت کے سر پانی ٹپکتا تھا اور ابن جریج نے کہا کہ سر پانی نچوڑتے تھے اور کہا عمرو نے اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا اور کہا ابن جریج نے البتہ وہ وقت ہے اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا اور کہا ابن ابراہیم یعنی روایت کیا ہے اسکو محمد بن مسلم نے عمرو سے عطا سے موصول ساتھ ذکر ابن عباس کے بیچ اسکے **ف** اس حدیث کی شرح نماز میں گذر چکی ہے **حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن جعفر بن ربیعۃ عن عبد الرحمن قال سمعت ابا ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک** ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر دشوار اور کٹھن نہ جانتا تو البتہ میں ان کو واجب کر کے مسواک کا حکم کرتا یعنی نماز پنجگانہ میں **حدثنا عیاش بن الولید قال حدثنا عبد الاعلی قال حدثنا حمید عن ثابت عن انس قال واصل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخر الشھر وواصل اناس من الناس فبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لو مد بی الشھر لواصلت وصالا یدع المتعمقون تعمقھم انی لست مثلکم انی اظل یطعمنی ربی و یسقینی تابعہ سلیمان بن مغیرۃ عن ثابت عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم** ترجمہ انس سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت نے آخر ماہ رمضان میں طے کے روزے رکھے اور بعضے اصحاب نے بھی آپکے ساتھ طے کے روزے رکھے یہ خبر حضرت کو پہنچی تو حضرت نے فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر دراز ہو جاتا تو میں برابر طے کے روزے اتنے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے شدت سے عبادت کرنیوالے اپنی شدت کو یعنی لوگ عاجز ہو کر طے کرنا چھوڑ دیتے مقرر میں تمہاری طرح نہیں ہوں مقرر میرا رب مجکو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے **ف** طے کا روزہ یہ ہے کہ دو روز یا زیادہ برابر روزہ رکھے اور رات کو بھی نہ کھاوے حضرت نے اصحاب کو اس روزے سے منع کیا اصحاب نے کہا کہ آپ جو طے کا روزہ رکھتے ہیں اس کا کیا سبب ہے تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی یعنی مجکو اپنی طرح نہ سمجھو مجکو خدا کھلاتا پلاتا ہے اور اس حدیث کی شرح روزے میں گذر چکی ہے **حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری ح وقال اللیث حدثنی عبد الرحمن بن خالد عن ابن شھاب ان سعید بن المسیب اخبرہ ان ابا ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوصال قالوا فانک تواصل قال ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی فلما ابوا ان ینتھوا واصل بھم یوما ثم یوما ثم راوا**

الوصال فقال لو تأخر لزدتكم كالمنكل لهم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے طے کے روزے سے منع فرمایا تو صحاب نے کہا کہ آپ طے کا روزہ رکھتے ہیں یعنی اس کا کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا کہ تم میں سے کون میری برابر ہے میں رات کاٹتا ہوں میرا رب مجھکو کھلاتا پلاتا ہے سو جب انہوں نے باز رہنے سے انکار کیا تو حضرت نے انکے ساتھ طے کا روزہ رکھا پھر ایک روزہ رکھا یعنی دو روز برابر طے کا روزہ رکھا پھر لوگوں نے ہلال کو دیکھا سو فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ زیادہ ہو جاتا تو میں طے کا روزہ زیادہ کرتا جیسا ان کو سزا دینے والے تھے حدثنا مسدد قال حدثنا ابو الاحوص قال حدثنا الاشعث عن الاسود بن يزيد عن عائشة قالت سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن الجدر أمن البيت هو قال نعم قلت فما لهم لم يدخلوه في البيت قال إن قومك قصرت بهم النفقة قلت فما شأن بابه مرتفعا قال فعل ذلك قومك ليدخلوا من شاءوا ويمنعوا من شاءوا ولولا أن قومك حديث عهدهم بالجاهلية فأخاف أن تنكر قلوبهم أن أدخل الجدر في البيت وأن ألصق بابه في الأرض ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سے پوچھا کہ کیا حطیم کعبے میں ہے حضرت نے فرمایا ہاں میں نے کہا انکو کیا ہوا انہوں نے اسکو کعبے میں داخل نہ کیا فرمایا کہ تیری قوم کے پاس خرچ نہیں رہا تھا میں نے کہا کیا حال ہے اسکے دروازے کا اونچا ہے فرمایا کہ تیری قوم نے یہ کام اس واسطے کیا تھا کہ تا جسکو چاہیں اندر داخل کریں اور جسکو چاہیں منع کریں اور اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا سو میں ڈرتا ہوں کہ انکے دل میں رنج ہو تو میں حطیم کو کعبے میں داخل کرتا اور اسکا دروازہ زمین کے ساتھ ملاتا ف کفر کے زمانے میں کفار قریش نے کعبہ بنایا تھا تو خرچ کی کمی سے حضرت ابراہیم کی قدیم بنیاد سے شمال کی طرف حد ہے حطیم ہے سات ہاتھ کو کم کر دیا حضرت نے اس کو دوبارہ اس واسطے نہ بنوایا کہ قریش نو مسلم تھے انکو رنج ہوتا کہ پیغمبر نے ہماری بنائی عمارت کو مٹایا شاید اسلام سے پھر جاتے حدثنا ابو اليمان قال أخبرنا شعيب عن الزهري قال حدثنا ابو الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لولا الهجرة لكنت امرأ من الأنصار ولو سلك الناس واديا وسلكت الأنصار واديا أو شعبا لسلكت وادي الأنصار أو شعب الأنصار ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی اصحاب مجھکو ایسے پسند خاطر ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں نہ ہوتی تو میں اپنی ذات کو انصاریوں میں شمار کرتا اور اگر انصار چلتے کسی میدان میں یا پہاڑ کے کسی درے میں تو میں انصار کے میدان میں یا انصار کے راہ میں چلتا ......

ف کہا سبکی کبیر نے کہ مقصود بخاری کا اس باب سے اور اس کی حدیث سے یہ ہے کہ لو یعنی اگر کہنا مطلق
مکروہ نہیں اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ مکروہ تو مخصوص چیز میں ہی لیا جاتا ہے یہ اس کے قول من الکو سے
پس اشارہ کیا طرف تبعیض کی اور وارد ہونے اسکے سے صحیح حدیثوں میں میں کہتا ہوں کہ حضرت نے فرمایا
کہ حرص کر تار اس چیز پر جو تجکو نفع دے اور پہر فرمایا کہ بیچ اگر کہنے سے تو اس میں اشارہ ہے کہ لو مذموم دو قسم
ہے ایک قسم حال میں ہے جب تک فعل خیر کا ممکن ہو سو نہ چھوڑے بسبب گم ہونے اور چیز کے سو تو
نہ کہے کہ اگر اس طرح موجود ہوتا تو میں اس طرح کرتا با وجود قادر ہونے اسکے کرنے پر اگرچہ یہ موجود نہ ہوتا
بلکہ کرے خیر کو اور حرص کرے اسکے نہ فوت ہونے پر دوسری قسم یہ ہے کہ فوت ہو اس سے کوئی امر دنیا کے امر سے
سو نہ مشغول کرے اپنے نفس کو ساتھ افسوس کرنے کے اوپر اسکے اس واسطے کہ اس میں اعتراض ہے تقدیر پر
پس ذم راجع ہے اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہے حال میں طرف قصور کی اور اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہے

ماضی میں طرف اعتراض کی	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	تقدیر پر (فتح)

كِتَابُ أَخْبَارِ الْآحَادِ کتاب ہے بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خبر واحد ہیں

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ جو
چیز کہ آئی ہے بیچ قبول کرنے خبر واحد صدوق کے یعنی جو بڑا سچا ہو بیچ اذان کے اور نماز کے اور روزے کے اور فرائض اور احکام کے مراد اجازت ساتھ
خبر واحد کے یہ ہے کہ جائز ہے عمل کرنا ساتھ اسکے اور قائل ہونا ساتھ اسکے کہ وہ حجت ہے اور مراد ساتھ واحد کے
اس جگہ حقیقۃ ایک ہے اور اہل اصول کی اصطلاح میں پس مراد ساتھ اسکے وہ خبر ہے جو متواتر نہ ہو عام تر
اس سے کہ مشہور ہو یا واحد اور مقصود اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہیں حجت پکڑی جاتی ہے
ساتھ حدیث کی مگر جبکہ روایت کریں اس کو ایک سے زیادہ تاکہ ہو جاوے مانند گواہی کی اور لازم آتا ہے اس سے
رد کرنا اس شخص پر جو شرط کرتا ہے چار کو یا زیادہ کو سو بعضوں سے منقول ہے کہ شرط ہے بیچ قبول ہونے خبر
واحد کے یہ کہ روایت کریں اسکو تین آدمی تین سے ابتدا سے انتہا تک اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہے روایت
کرنا پانچ کا پانچ سے اور بعضوں نے کہا کہ سات کا سات سے اور شاید یہ لوگ قائل ہیں کہ عدد مذکور تواتر
کا فائدہ دیتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہے ہونا دو کا دو سے انتہا تک اور صدوق کی قید ہونا ضرور ہے
والا مقابل اسکا اور وہ مکذوب ہے بالاتفاق حجت نہیں اور لیکن جس کا حال معلوم نہ ہو وہ تیسری قسم ہے
جائز ہے حجت پکڑنا ساتھ اسکے اگر قوت پا جاوے اور عطف فرائض کا صوم پر عطف عام کا ہے خاص پر
اور انکو خاص کر ذکر کیا اہتمام کے واسطے اور تا معلوم ہو کہ وہ عملیات میں ہے نہ اعتقادیات میں اور مراد ساتھ قبول

خبر واحد کے اذان میں یہ ہے کہ جب امین ہو اور اذان بھی تو ضامن ہو جاتا ہے دخول وقت کا پس جائز ہے نماز اس وقت کی اور نماز میں خبردار کرنا ہے ساتھ جہت قبلے کے اور روزے میں خبردار کرنا ہے ساتھ طلوع فجر کے یا غروب آفتاب کے اور احکام عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ فرائض ایک فرد ہیں احکام کا (فتح) وَقَوْلِ اللهِ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهِ وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِي مَعْنَى الْاٰيَةِ وَقَوْلِهِ اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَرَاءَهُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَاِنْ سَهَا اَحَدٌ مِّنْهُمْ رُدَّ اِلَى السُّنَّةِ ترجمہ اور خدا نے فرمایا سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے انکے ایک گروہ تا کہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تا خبر پہنچاویں اپنی قوم کو جب پھر آویں ان کی طرف شاید کہ وہ ڈریں اور نام کہا جاتا ہے ایک مرد کا طائفہ واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور اگر مسلمانوں میں سے دو گروہ باہم لڑیں سو اگر دو مرد لڑیں تو آیت کے معنے میں داخل ہونگے اور خدا نے فرمایا کہ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لاوے تو تحقیق کرو تا کہ نہ جا پڑو کسی قوم پر بے علمی سے اور کس طرح بھیجا حضرت ﷺ نے اپنے امیروں کو ایک کو بعد ایک کے اور اگر کوئی ان میں چوک گیا تو رد کیا گیا طرف سنت کی ف یہ جو کہا فلولا نفر الخ تو مراد بخاری کی اس سے یہ ہے کہ لفظ طائفہ کا شامل ہے ایک کو اور زیادہ کو اور نہیں خاص ہے ساتھ عدد معین کے اور یہ منقول ہے ابن عباس اور مجاہد اور نخعی اور عطاء اور عکرمہ وغیرہ سے اور اسی طرح دلالت قول اللہ تعالیٰ وان طائفتان من المؤمنین اور یہی منقول ہے مجاہد سے اور یہ جو خدا نے فرمایا کہ اگر کوئی فاسق خبر لاوے الخ تو وجہ دلالت اسکی کی لی جاتی ہے مفہوم شرط اور صفت سے اس واسطے کہ وہ دونوں چاہتے ہیں خبر واحد کے قبول کرنے کو اور یہ دلیل وارد کیجاتی ہے واسطے قوی ہونیکے نہ واسطے استقلال کے اور نیز اماموں نے حجت پکڑی ہے ساتھ آیتوں اور حدیثوں کے جو مذکور ہیں باب میں اور مانع کی حجت یہ ہے کہ نہیں فائدہ دیتی ہے خبر واحد مگر ظن کا اور جواب یہ ہے کہ مجموع ان کا فائدہ دیتا ہے قطع کا مانند تواتر معنوی کی اور البتہ عام ہوا ہے عمل اصحاب اور تابعین کا ساتھ خبر واحد کے بغیر انکار کے پس یہ تقاضا کرتا ہے انکے اتفاق کو اوپر قبول کرنے خبر واحد کے اور مراد ساتھ بھیجنے حضرت ﷺ کے ایک کو بعد ایک کی تعدد جہات کا ہے جنکی طرف بھیجے جاتے تھے ساتھ تعدد ان لوگوں کے جو بھیجے جاتے تھے اور حمل کیا ہے اسکو کرمانی نے ظاہر پر سو کہا کہ فائدہ بھیجنے دوسرے کا بعد اول کے یہ ہے کہ تا کہ پھیرے اسکو طرف حق کی بعد بھول جانے اسکے کے اور نہیں نکلتی ساتھ اسکے ہونی اسکے سے خبر واحد اور یہ استدلال قوی ہے واسطے ثابت ہونے خبر واحد کے

حضرت کے فعل سے اس واسطے کہ اگر خبر واحد کا قبول کرنا کافی نہ ہوتا تو حضرت کے بھیجنے کے کوئی معنے نہ تھے
اور تائید کی اس کی شافعی نے اس حدیث سے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچاویں
اور یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے اور ساتھ اس حدیث کے کہ تر و تازہ کرے خدا اس مرد کو جو میری حدیث
سنے پھر ہو بہو اسکو پہنچاوے اور یہ سنن میں ہے اور حدیثیں ظاہر ہیں اس میں کہ ان میں سے ہر شہر والے اپنے حاکم
کی طرف جھگڑا فیصل کروانے جاتے تھے اور اپنے حاکم کی خبر کو قبول کرتے تھے اور اس پر اعتماد کرتے تھے
بدون التفات کے طرف قرینے کی اور باب کی حدیثوں میں بہت دلائل ہیں اس قسم سے اور حجت پکڑی ہے
بعضے اماموں نے ساتھ اس آیت کے یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک باوجودیکہ حضرت سب لوگوں
کی طرف پیغمبر ہیں اور واجب ہے حضرت پر ان کو خدا کا حکم پہنچانا سو اگر خبر واحد کی مقبول نہ ہوتی تو البتہ
مشکل ہوتا پہنچانا شریعت کا سب لوگوں کو بداہۃً اس واسطے کہ حضرت کو سب لوگوں کے ساتھ رو برو
سے خطاب کرنا دشوار ہے اور اسی طرح مشکل ہے بھیجنا عدد تواتر کا طرف ان کی اور یہ مسلک جید ہے جو پکڑا گیا ہے
ساتھ اس چیز کے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اسکے شافعی پھر بخاری نے اور بعض اصحاب سے جو منقول ہے
کہ انہوں نے خبر واحد کے قبول کرنے میں توقف کیا تو یہ یا تو شک کے وقت ہے اور یا وقت معارضہ دلیل قطعی
کے اور عقلی دلیل یہ ہے کہ حضرت احکام پہنچانے کے واسطے بھیجے گئے ہیں اور صدق خبر واحد کا ممکن ہے
پس واجب ہے عمل ساتھ اسکے احتیاط کے واسطے اور اصابت ظن کی ساتھ خبر واحد صدوق کے غالب ہے
اور واقع ہونا خطا کا اس میں نادر ہے پس نہ ترک کی جاوے گی مصلحت غالبہ نادر مفسدہ کے خوف سے
اور بعض حنفیوں نے رد کیا ہے اس خبر واحد کو جو قرآن پر زائد ہو اور تعقب کیا گیا ہے ان کا ساتھ اسکے کہ
قبول کیا ہے انہوں نے خبر واحد کو بیچ وجوب غسل مرفق کے وضو میں اور حاصل ہوئے عموم اسکے کے ساتھ
خبر واحد کے مانند نصاب سرقہ کی اور رد کیا ہے انکو بعضوں نے ساتھ اس چیز کے کہ عام ہو ساتھ اسکے بلویٰ
یعنی جو کام مکرر ہوتا رہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ انہوں نے عمل کیا ہے ساتھ اسکے عام بلویٰ
میں مانند واجب کرنے وضو کی ساتھ قہقہہ کے نماز میں اور ساتھ قے اور نکسیر کے اور یہ سب مبسوط ہے
فقہ میں **حدثنی** محمد بن المثنی حدثنا عبد الوہاب قال حدثنا ایوب عن
ابی قلابۃ قال حدثنا مالک بن الحویرث اتینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن
شببۃ متقاربون فاقمنا عندہ عشرین لیلۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رفیقا فلما ظن انا قد اشتہینا اھلنا او قد اشتقنا سالنا عمن ترکنا بعدنا فاخبرناہ
قال ارجعوا الی اھلیکم فاقیموا فیہم وعلموھم ومروھم وذکر اشیاء احفظھا او

لا احفظہا وصلوا کما رأیتمونی اصلی فاذا حضرت الصلوۃ فلیؤذن لکم احدکم ولیؤمکم اکبرکم ترجمہ مالک بن حویرث سے روایت ہے کہ ہم حضرت کے پاس آئے اور ہم نوجوان قریب العمر تھے سو ہم حضرت کے پاس بیس دن رہے اور حضرت نرم دل تھے سو حضرت نے گمان کیا کہ ہم کو اپنے گھر والوں کی خواہش ہے یا ہم مشتاق ہیں تو ہم سے ہمارے پچھلوں کا حال پوچھا ہم نے حضرت کو خبر دی فرمایا پلٹ جاؤ اپنے گھر والوں کی طرف اور ان میں رہو اور انکو احکام سکھلاؤ اور انکو حکم کرو اور ذکر کیں بہت چیزیں جو مجھکو یاد ہیں یا یاد نہیں اور نماز پڑھو جیسا تم نے مجھکو نماز پڑھتے دیکھا اور جب نماز کا وقت آوے تو چاہیئے کہ کوئی تم میں سے اذان دے اور جو تم میں بڑا ہو وہ امام بنے ف یہ جو کہا انکو حکم کرو تو مراد ساتھ اسکے عام تر ہے ضد نہی سے اس واسطے کہ منع کرنا چیز سے امر ہے ساتھ فعل خلاف اسکے کے اتفاق اور عطف امر کا تعلیم پر واسطے خاص تر ہونے اسکے کے ہے اس سے اور مراد مامور سے وہ چیز ہے جو دوسری روایت میں آئی ہے کہ حکم کرنا ان کو کہ نماز پڑھیں ایسی فلانے وقت میں اور نماز ایسی فلانے وقت میں اور وقتوں کا ذکر مشہور ہونیکے سبب سے نہیں کیا اور یہ جو فرمایا کہ نماز پڑھو جیسا تم نے مجھکو نماز پڑھتے دیکھا یعنی منجملہ ان چیزوں کے کہ ابو قلابہ نے ان کو مالک سے یاد رکھا یہ قول حضرت کا ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال کیا ہے بہت فقہا نے بہت جگہوں میں اوپر وجوب کے ساتھ فعل کے بسبب اس قول کے کہ نماز پڑھو جیسا تم نے مجھکو نماز پڑھتے دیکھا اور جب لیا جاوے اسکو باوجود قطع نظر کے اسکے سبب اور سیاق سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب امت کیواسطے خطاب ہے ساتھ اسکے کہ نماز پڑھا کریں جیسے حضرت نے نماز پڑھی پس قوی ہوگا استدلال ساتھ اسکے ہر فعل پر جو ثابت ہوا کہ حضرت نے اسکو نماز میں کیا لیکن یہ خطاب تو صرف مالک اور اسکے ساتھیوں کے واسطے واقع ہوا ہے ہاں سب امت ان کو اس حکم میں شریک ہیں بشرطیکہ ثابت ہو استمرار حضرت کا اس چیز کے فعل پر جس سے استدلال کیا گیا ہے ہمیشہ تاکہ داخل رہے تلے امر کے اور ان میں سے بعض چیزوں پر تو حضرت کا استمرار کرنا قطعی ہے ثابت ہو چکا ہے اور لیکن وہ چیز کہ نہیں دلالت کرتی ہے دلیل ہے اوپر وجود اسکے کے ان نمازوں میں کہ تعلق پکڑا ہے امر نے ساتھ واقع کرنے نماز کے اوپر صفت ان کی کے تو اسکو یہ امر شامل نہیں ہے اور موضع ترجمہ کی یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آوے تو چاہیئے کہ کوئی بانگ دے (فتح)

حدثنا مسدد عن یحیی عن التیمی عن ابی عثمان عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یمنعن احدکم اذان بلال من سحورہ فانہ یؤذن او قال ینادی لیرجع قائمکم وینبہ نائمکم ولیس الفجر ان یقول ھکذا وجمع یحیی کفیہ حتی یقول ھکذا ومد یحیی اصبعیہ السبابتین ترجمہ ابن مسعود سے روایت ہے

کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ روکے کسی کو بلال کی اذان اس کی سحری کہانیسے اس واسطے کہ وہ اذان یا بانگ
دیتا ہے رات سے تاکہ تم میں سے جو نماز تہجد پڑہتا ہو وہ آرام کر لیوے اور جو سوتا ہو وہ نماز اور سحری کہانیکے واسطے
جاگے اور فجر کا وقت وہ نہیں جو اس طرح اشارہ کرے اور نیچے اس حدیث کے راوی نے اپنی دونوں ہتھیلیاں
ملا کر اونچا کر کے دکہلایا یعنی جو لمبی اونچی روشنی اول ہوتی ہے اس کا نام صبح نہیں حضرت نے فرمایا
جب تک اس طرح نہ اشارہ کرے اور نیچے نے اپنے کلمے کی دونوں انگلیوں کو ملا کر پھیلایا داہنے اور
بائیں یعنی صبح وہ ہے جس کی روشنی چوڑی ہو **ف** اس حدیث کی شرح اذان میں گذر چکی ہے اور اصل
اس روایت کی ساتھ اشارت کے ہے جو مقرون ہے ساتھ قول کے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ
إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ
اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا
حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر بلال اذان دیتا ہے
رات سے سو کھایا پیا کرو یہاں تک کہ اذان دے ابن ام مکتوم **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ أَزِيدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ
سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت نے ہمکو ظہر کی نماز پانچ رکعتیں
پڑہائیں یعنی بھول کر تو کسی نے حضرت سے کہا کہ کیا نماز زیادہ کی گئی فرمایا اور تمہارے اس کہنے کا کیا سبب ہے
اصحاب نے کہا کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑہیں تو حضرت نے دو سجدے کئے سلام کے بعد **ف** اور اس حدیث
میں یہ خبر واحد کی نہیں بلکہ جماعت کی خبر ہے اور اس کا جواب آیندہ آوے گا **حَدَّثَنَا** إِسْمٰعِيلُ
قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَا
رَسُولَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ
ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ ثُمَّ رَفَعَ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت دو رکعت سے پھر
یعنی چار فرضوں میں صرف دو رکعت پر سلام پھیر کر اٹھ کھڑے ہوئے تو ذوالیدین نے حضرت سے کہا یا
حضرت کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے تو حضرت نے فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے اصحاب نے کہا ہاں
پھر حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور دو رکعت اور نماز پڑہی پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا اپنے

سجدے کے برابر یا اس سے دراز تر پھر سر اٹھایا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا اپنے سجدے کی طرح پھر سر اٹھایا اور وجہ وارد کرنے ان دونوں حدیثوں کے کی بیچ باب اجازت خبر واحد کے تنبیہ ہے اس پر کہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ نہیں قناعت کی حضرت نے بیچ خبر سہو کی ساتھ خبر واحد کے اس واسطے کہ اسنے معارضہ کیا حضرت کے فعل کا اسی واسطے استفہام کیا ذوالیدین کے قصے میں سو جب آپ کو بہت لوگوں نے اسکے صدق کی خبر دی تو اس کی طرف رجوع کیا اور پہلے قصے میں سب لوگوں نے آپ کو خبر دی اور یہ اوپر طریق اس شخص کے ہے جو سمجھتا ہے رجوع امام کا سہو میں طرف اخبار اس شخص کی جو اسکے نزدیک علم کا فائدہ دیوے اور یہ رائے بخاری کی ہے اور اسی واسطے وارد کیا ہے اسنے دونوں حدیثوں کو اس جگہ میں اور کہا کرمانی نے کہ یہ خبر واحد ہونے سے خارج نہیں ہوئی اگرچہ قرینے کے سبب سے علم کے مفید ہو گئے (فتح) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَیْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ اِذْ جَاءَھُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اللَّیْلَۃَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ یَّسْتَقْبِلَ الْکَعْبَۃَ فَاسْتَقْبَلُوْھَا وَکَانَتْ وُجُوْھُھُمْ اِلَی الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَی الْکَعْبَۃِ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قبا میں صبح کی نماز میں تھے کہ ناگہاں کوئی آنیوالا انکے پاس آیا تو اسنے کہا کہ مقرر آج رات حضرت پر قرآن اترا اور البتہ آپ کو حکم ہوا کہ خانے کعبے کی طرف منہ کریں تو صحابہ نے نماز ہی میں خانے کعبے کی طرف منہ کیا اور انکے منہ شام کیطرف تھے یعنی بیت المقدس کی طرف سو کعبے کیطرف گھوم گئے **ف** اس حدیث کی شرح نماز میں گذر چکی ہے اور حجت اس سے ساتھ عمل کرنے کے خبر واحد سے ظاہر ہے اس واسطے کہ جو صحابہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اس شخص کی خبر دینے سے کعبے کی طرف پھر گئے سو ہونا اس کی خبر کو سچا جانا اور اس پر عمل کیا بیچ گھومنے انکے کے بیت المقدس سے اور وہ شام میں ہے طرف جہت کعبے کی اور وہ یمانی ہے برعکس پہلے قبلے سے (فتح) حَدَّثَنَا یَحْیٰی حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ صَلّٰی نَحْوَ بَیْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّۃَ عَشَرَ شَھْرًا اَوْ سَبْعَۃَ عَشَرَ شَھْرًا وَکَانَ یُحِبُّ اَنْ یُّوَجَّہَ اِلَی الْکَعْبَۃِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضٰھَا فَوُجِّہَ نَحْوَ الْکَعْبَۃِ وَصَلّٰی مَعَہٗ رَجُلٌ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلٰی قَوْمٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ ھُوَ یَشْھَدُ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَّہٗ قَدْ وُجِّہَ اِلَی الْکَعْبَۃِ فَانْحَرَفُوْا وَھُمْ رُکُوْعٌ

فی صلوٰۃ العصر ترجمہ براء سے روایت ہے کہ جب حضرت مدینے میں آئے تو بیت المقدس کی طرف نماز
پڑھی سولہ یا سترہ مہینے اور چاہتے تھے کہ خانے کعبے کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہو سو خدا نے یہ آیت
اتاری البتہ ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرے منہ کا آسمان کی طرف سو البتہ ہم پھیر دینگے تجھکو جس
قبلے کی طرف تو راضی ہے سو حضرت کو خانے کعبے کیطرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور ایک مرد حضرت
کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پھر نکلا اور انصاریوں کی ایک قوم پر گذرا سو اسنے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں
کہ میں نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کو خانے کعبے کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا ہے سو وہ کعبے
کی طرف پھر گئے اور حالانکہ وہ عصر کی نماز میں رکوع میں تھے حدثنا یحیی بن قزعۃ
حدثنی مالک عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک قال کنت
اسقی ابا طلحۃ الانصاری وابا عبیدۃ بن الجراح وابی بن کعب شرابا من فضیخ و
ھو تمر فجاءھم آت فقال ان الخمر قد حرمت فقال ابو طلحۃ یا انس قم الی ھذہ
الجرار فاکسرھا قال انس فقمت الی مھراس لنا فضربتھا باسفلہ حتی انکسرت ترجمہ
انس سے روایت ہے کہ میں ابو طلحہ اور ابو عبیدہ اور ابی بن کعب کو شراب پلاتا تھا فضیح سے اور وہ
کھجور کی شراب ہوتی ہے سو کوئی آنیوالا انکے پاس آیا سو اسنے کہا کہ مقرر شراب حرام ہوئی تو ابو طلحہ
نے کہا اے انس اٹھ کھڑا ہو ان مٹکوں کی طرف سو ان کو توڑ ڈال سو میں ہاون یعنی چٹو لیکر اٹھا
تو میں نے اسکے نیچے کی طرف کو مٹکوں پر مارا یہانتک کہ ٹوٹ گئے ف اور یہ حدیث قوی حجت
ہے بیچ قبول کرنے خبر واحد کے اس واسطے کہ ثابت کیا ہے انہوں نے ساتھ اسکے منسوخ کرنا اس چیز کا
کہ مباح تھی یہانتک کہ اسکے سبب سے انہوں نے اسکو حرام ٹھیرایا اور اس پر عمل کیا (فتح) حدثنا
سلیمان بن حرب قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحاق عن صلۃ عن حذیفۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال لاھل نجران لابعثن الیکم رجلا امینا حق امین
فاستشرف لھا اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبعث ابا عبیدۃ ترجمہ حذیفہ سے
روایت ہے کہ حضرت نے نجران والوں سے فرمایا کہ البتہ میں تمہاری طرف بڑا معتمد امانتدار مرد بھیجونگا تو حضرت
کے اصحاب اسکے واسطے جھانکے اور اس میں رغبت کی یعنی بسبب وصف مذکور کے سو حضرت نے
ابو عبیدہ کو بھیجا حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا شعبۃ عن خالد عن ابی قلابۃ
عن انس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل امۃ امین وامین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ
بن الجراح ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہر ایک امت کا ایک معتمد امانتدار رہا ہے

اور اس امت کا امانت دار ابو عبیدہ ہے جراح کا بیٹا حدثنا سلیمان بن حرب قال حدثنا
حماد بن زید عن یحیی بن سعید عن عبید بن حنین عن ابن عباس عن عمر قال وکان
رجل من الانصار اذا غاب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وشهدته اتیته
بما یکون من رسول الله صلی الله علیه وسلم واذا غبت عن رسول الله صلی الله
علیه وسلم وشهده اتانی بما یکون من رسول الله صلی الله علیه وسلم ترجمہ
عمر فاروق سے روایت ہے کہا کہ ایک انصاری مرد تھا کہ جب وہ حضرت کے پاس حاضر نہ ہوتا اور میں حاضر ہوتا
تو میں اسکے پاس لاتا جو حضرت سے ظہور میں آتا اور جب میں حضرت کے پاس حاضر نہ ہوتا اور وہ حاضر ہوتا
تو میرے پاس خبر لاتا جو حضرت سے وقوع میں آتا ف اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عمر فاروق خبر واحد کو
قبول کرتے تھے اور بعض علما نے کہا کہ اگر کوئی کسی سے مسئلہ پوچھے اور وہ اسکو خبر کرے جو اسکو یاد ہو
حکم سے تو اس پر کسی نے یہ شرط نہیں کی کہ وہ سائل اس پر عمل نہ کرے یہانتک کہ اسکے سوا کسی اور سے
بھی پوچھے سو اسنے دلالت کی کہ اتفاق ہے سب کا اوپر واجب ہونے عمل کے ساتھ خبر واحد کے (فتح)
حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن زبید عن سعد
بن عبیدة عن ابی عبد الرحمن عن علی ان النبی صلی الله علیه وسلم بعث جیشا
وامر علیهم رجلا فاوقد نارا فقال ادخلوها فارادوا ان یدخلوها فقال اخرون
انما فررنا منها فذکروا للنبی صلی الله علیه وسلم فقال للذین ارادوا ان یدخلوها
لو دخلوها لم یزالوا فیها الی یوم القیمة وقال للاخرین لا طاعة فی معصیة انما
الطاعة فی المعروف ترجمہ علی سے روایت ہے کہ حضرت نے ایک لشکر بھیجا اور ایک مرد کو ان پر سردار
کیا سو انہوں نے آگ جلائی اسنے کہا کہ اس میں گھسو تو انہوں نے ارادہ کیا کہ اس میں گھسیں تو اور لوگوں نے
کہا کہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ہم تو اس سے بھاگے ہیں تو انہوں نے یہ حضرت سے ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا
ان لوگوں سے جنہوں نے اس میں گھسنا چاہا تھا کہ اگر اس میں گھستے تو ہمیشہ قیامت تک اسی میں پڑے رہتے
اور دوسروں سے فرمایا کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری گناہ میں فرمانبرداری تو صرف نیک کام میں ہے ف
وہ لوگ اس مرد کے امر میں تابعدار تھے جو حکم حضرت کی طرف سے انکو بتلاتا اسکو قبول کرتے تھے
اس حکم کے وفیه المطابقة للترجمة حدثنا زهیر بن حرب حدثنا یعقوب بن ابراهیم
قال حدثنی ابی عن صالح عن ابن شهاب ان عبید الله بن عبد الله اخبره ان ابا هریرة
وزید بن خالد اخبراه ان رجلین اختصما الی النبی صلی الله علیه وسلم ح وحدثنا

ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ ان ابا ھریرۃ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قام رجل من الاعراب فقال یا رسول اللہ اقض لی بکتاب اللہ عز وجل فقام خصمہ فقال صدق یا رسول اللہ اقض لہ بکتاب اللہ وائذن لی فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قل فقال ان ابنی کان عسیفا علی ھذا والعسیف الاجیر فزنی بامرأتہ فاخبرونی ان علی ابنی الرجم فافتدیت منہ بمائۃ من الغنم وولیدۃ ثم سالت اھل العلم فاخبرونی ان علی امرأتہ الرجم وانما علی ابنی جلد مائۃ و تغریب عام فقال والذی نفسی بیدہ لاقضین بینکما بکتاب اللہ عز وجل اما الولیدۃ والغنم فردوھا واما ابنک فعلیہ جلد مائۃ وتغریب عام واما انت یا انیس لرجل من اسلم فاغد علی امرأۃ ھذا فان اعترفت فارجمھا فغدا علیھا انیس فاعترفت فرجمھا ترجمہ ابوہریرہ اور زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک گنوار مرد کھڑا ہوا تو اسنے کہا یا حضرت میرے واسطے حکم کیجیے خدا کی کتاب سے تو دوسرے مدعی نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے حکم کیجیے اسکے واسطے اللہ کی کتاب سے اور مجھکو کلام کرنیکی اجازت ہو حضرت نے اس سے فرمایا اجازت ہے کہہ سو اسنے کہا کہ میرا بیٹا اسکے یہاں مزدور تھا اور عسیف مزدور کو کہتے ہیں سو اسنے اس کی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھکو خبر دی مقرر میرے بیٹے پر واجب ہے سنگسار کرنا تو میں نے اسکے بدلے میں سو بکری اور ایک لونڈی دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھکو خبر دی کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ میرے بیٹے پر تو سو کوڑا اور ایک سال جلا وطن کرنا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے اسکی کہ جسکے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں حکم کرونگا تمہارے درمیان ساتھ کتاب اللہ کے لیکن لونڈی اور بکریاں سو انکو پھیر دو اور لیکن تیرا بیٹا تو اس پر ہے سو کوڑا اور ایک سال جلا وطن کرنا اور لیکن تو اے انیس ایک مرد سے کہا جو قوم اسلم میں سے تھا سو صبح کو اس کی عورت پر جا سو اگر زنا کا اقرار کرے تو اسکو سنگسار کرنا تو انیس صبح کو اسکے پاس گیا اس عورت نے اقرار کیا تو اسنے اسکو سنگسار کیا ف کہا ابن قیمؒ نے بیچ رد کے اس شخص پر جو رد کرتا ہے خبر واحد کو جبکہ قرآن پر زائد ہو کہ سنت ساتھ قرآن کی تین قسم ہے ایک قسم وجہ سے اسکے موافق ہوتی ہے اور دوسری بیان ہوتی ہے قرآن کی مراد کیواسطے تیسری دلالت کرتی ہے ایک حکم پر جس سے قرآن ساکت ہو یہ تیسری قسم ہوتا ہے حکم ابتدا کیا حضرت سے سو واجب ہے تابعداری حضرت کی

بیچ اسکے اور اگر حضرت کی تابعداری واجب نہ ہوتی مگر اسی چیز میں جو قرآن کے موافق ہو تو آپ کیواسطے کوئی طاعت خاص نہوتی اور حالانکہ خدا نے فرمایا کہ جو رسول کی فرمانبرداری کرے اسنے خدا کی فرمانبرداری کی اور جو کہتا ہے کہ نہیں قبول ہے حکم جو زائد ہو قرآن پر مگر جو متواتر یا مشہور ہو تو اسنے تناقض کیا ہے سو انہوں نے کہا کہ حرام ہے نکاح کرنا عورت سے اسکی پھوپھی اور خالہ پر اور حرام ہے رضاعت سے جو حرام ہے نسب سے اور وے قائل ہیں ساتھ خیار شرط کے اور شفعہ کے اور رہن کے حضر میں اور میراث جدہ کو اور تخییر لونڈی کی جبکہ آزاد ہو اور منع کرنے حائض کے روزے اور نماز سے اور واجب ہونی کفارے کے جو جماع کرے روزے کی حالت میں اور واجب ہونے سوگ معتدہ کے جسکا خاوند مرگیا ہو اور جائز رکھنے وضو کے ساتھ نبیذ کھجور کے اور واجب کرنے وتر کے اور یہ کہ کمتر مہر دس درم ہیں اور وارث کرنے پوتی کے ساتھ بیٹی کے اور استبرا کرنے قیدی عورت کے ساتھ ایک حیض کے اور عینی بھائی وارث ہوتے ہیں اور باپ کو بیٹے کے قصاص میں نہ مارا جاوے اور لینا جزیہ کا مجوس سے اور کاٹنا چور کے پاؤں کا دوسری بار میں اور نہ بدلا لینا زخم کا اچھے ہونے سے اور منع ہونا بیع کالی کا ساتھ کالی کے وغیرہا مما یطول شرحہ اور یہ حدیثیں سب آحاد ہیں اور بعضی ثابت ہیں اور بعضی ثابت نہیں اور ان کا بیان اصول فقہ میں ہے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق (فتح) **بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرَ طَلِيعَةً وَحْدَهُ** بھیجنا حضرت کا زبیر کو تنہا کہ کفار کے لشکر کی خبر لاوے **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثَلَاثًا فَقَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ وَقَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ لَهُ أَيُّوبُ يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَإِنَّ الْقَوْمَ يُعْجِبُهُمْ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ سَمِعْتُ جَابِرًا فَتَتَابَعَ بَيْنَ أَحَادِيثَ سَمِعْتُ جَابِرًا قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ كَذَا حَفِظْتُهُ مِنْهُ كَمَا أَنَّكَ جَالِسٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ يَوْمٌ وَاحِدٌ وَتَبَسَّمَ سُفْيَانُ**

ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت نے جنگ خندق کے دن لوگوں کو بلایا اور طلب کیا تو زبیر نے آپ کا حکم قبول کیا پھر لوگوں کو بلایا پھر زبیر نے حکم قبول کیا پھر ان کو بلایا سو زبیر نے آپ کا حکم قبول کیا اور حاضر ہوا تین بار تو حضرت نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا ہے اور میرا خالص مددگار اور فدائے جان نثار زبیر ہے کہا سفیان نے میں نے یاد رکھا ہے اسکو ابن منکدر سے اور اس سے

ایوب نے کہا کہ ابو بکر حدیث بیان کرا ان کو جابر سے اس واسطے کہ لوگون کو پسند آتا ہے کہ تو انکو جابر سے حدیث بیان کرے سو اسنے کہا اس مجلس مین کہ مین نے جابر سے سنا اور پے درپے حدیثون کو بیان کیا مین نے سنا جابر سے مین نے سفیان سے کہا کہ ثوری کہتا ہے دن قریظہ کو کہا مین نے اسی طرح اس سے یاد رکھا ہے جیسا تو بیٹھا ہے خندق کے دن کہا سفیان نے کہ خندق اور قریظہ کا ایک دن ہی یعنی ایک زمانہ ہی ف اور مراد دن قریظہ سے وہ ہے جس مین ان کی خبر منگوائی نہ وہ دن جس مین ان سے جہاد کیا اس واسطے کہ جنگ خندق بہت دن تک رہا پھر جب خدا نے کفار کے گروہون کو شکست دی اور وے پیٹھ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو حضرت پھرے پھر جبریل آئے اور حضرت سے کہا کہ بنی قریظہ کیطرف نکلے اور فرمایا کہ کوئی نماز عصر کی نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے گڑھے مین پہنچ کر اور اس مین حضرت نے تنہا زبیر کو کفار کے لشکر کی خبر لانے کے واسطے بھیجا اور اس کی خبر کو قبول کیا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ (فتح) **باب** قول اللہ تعالی لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم فاذا اذن لہ واحد جاز خدا نے فرمایا کہ نہ جاؤ پیغمبر کے گھرون مین مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو اگر ایک اسکو اجازت دے تو جائز ہے ف وجہ استدلال کی ساتھ اسکے یہ ہے کہ نہین مقید کیا اسکو ساتھ عدد کے تو ایک کا اذن بھی جائز ہوگا اور اس پر عمل ہے نزدیک جمہور کے یہانتک کہ کفایت کی انہون نے اس مین ساتھ خبر اس شخص کی کہ جس کی عدالت ثابت نہوئی ہو واسطے قائم ہونے قرینے کے اس مین ساتھ صدق کے (فتح) **حدثنا** سلیمان بن حرب قال حدثنا حماد عن ایوب عن ابی عثمان عن ابی موسی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل حائطا فامرنی بحفظ الباب فجاء رجل یستاذن فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ فاذا ابوبکر ثم جاء عمر فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ ثم جاء عثمان فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ ترجمہ ابو موسی سے روایت ہے کہ حضرت ایک احاطے والے باغ مین داخل ہوئے اور مجھکو حکم کیا دروازے کی نگہبانی کا سو ایک مرد نے آکر اذن مانگا حضرت نے فرمایا انکو اذن دے اور اسکو بہشت کی بشارت دی سو ناگہان مین نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق ہین پھر عمر فاروق آئے حضرت نے فرمایا کہ اسکو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری دے پھر عثمان آئے حضرت نے فرمایا کہ اسکو اجازت دے اور بہشت کی خوشی سنا **حدثنا** عبدالعزیز بن عبداللہ قال حدثنا سلیمان بن بلال عن یحیی عن عبید بن حنین سمع ابن عباس عن عمر قال جئت فاذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مشربۃ لہ وغلام لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسود علی راس الدرجۃ فقلت قل ھذا عمر بن الخطاب

فَاَذِنَ لِیْ ترجمہ عمر فاروق سے روایت ہے کہ میں آیا اور حضرت ایک بالاخانے میں تھے اور حضرت کا ایک کالا غلام سیڑھی کے سر پر تھا تو میں نے کہا کہ یہ عمر خطاب کا بیٹا ہے تو حضرت نے مجھ کو اجازت دی ف اور مراد بخاری کی یہ ہے کہ یُؤْذَنَ لَکُمْ آیت میں مجہول کا صیغہ ہے صحیح ہے ایک کیواسطے اور ایک سے زیادہ کیواسطے اور حدیث صحیح نے بیان کر دیا کہ ایک کا اذن کافی ہے پس ہو گی اس میں حجت واسطے قبول خبر واحد کے (فتح) **بَابُ مَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْعَثُ مِنَ الْاُمَرَاءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ** جو بھیجتے تھے حضرت امیروں اور ایلچیوں کو ایک کو بعد ایک کے ف اس کا بیان مجمل طور سے پہلے گذر چکا ہے اور کہا شافعی نے کہ حضرت نے لشکر بھیجے اور ہر لشکر پر ایک آدمی کو سردار کیا اور ہر ایک بادشاہ کیطرف ایک ایلچی بھیجا اور ہمیشہ آپکے خطوط آپکے حاکموں کی طرف جاری ہوتے ہے ساتھ امر اور نہی کے سو کوئی حاکم آپکے حاکموں سے ایسا نہیں کہ آپ کی حکم جاری نہ کرتا ہوا اور اسی طرح تھے چاروں خلیفے بعد آپ کے اور اپر لشکروں کی سردار سو انکو تو محمد بن سعد نے بیان کیا اور اپر سردار شہروں کے جو حضرت کے وقت فتح ہوتے تھے سو حضرت نے ہی مکہ پر عتاب بن اسید کو حاکم کیا اور طائف پر عثمان کو اور بحرین پر علا حضرمی کو اور سواحل پر ابو موسی کو اور جند پر معاذ کو اور عمان پر عمرو بن عاص کو اور نجران پر ابو سفیان کو اور یمن پر باذان کو اور ہر ایک ان میں سے اپنے عمل میں حکم کرتا تھا اور اس میں چلتا تھا اور کبھی ملتے تھے اور اس طرح اور لوگوں کو بھی اور شہروں پر حاکم کیا **وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دِحْیَۃَ الْکَلْبِیَّ بِکِتَابِہٖ اِلٰی عَظِیْمِ بُصْرٰی اَنْ یَّدْفَعَہٗ اِلٰی قَیْصَرَ** ترجمہ اور کہا ابن عباس نے کہ حضرت نے دحیہ کلبی کو اپنا خط دیکر بصری کے حاکم کیطرف بھیجا کہ وہ اسکو قیصر روم کے پاس پہنچاوے **حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ اَنَّہٗ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِکِتَابِہٖ اِلٰی کِسْرٰی فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّدْفَعَہٗ اِلٰی عَظِیْمِ الْبَحْرَیْنِ یَدْفَعُہٗ عَظِیْمُ الْبَحْرَیْنِ اِلٰی کِسْرٰی فَلَمَّا قَرَاَہٗ کِسْرٰی مَزَّقَہٗ فَحَسِبْتُ اَنَّ ابْنَ الْمُسَیَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَیْہِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّمَزَّقُوْا کُلَّ مُمَزَّقٍ** ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے اپنا خط ایران کے بادشاہ کی طرف بھیجا اور ایلچی کو حکم کیا کہ اسکو بحرین کے حاکم کے پاس پہنچاوے اور وہ اسکو ایران کے بادشاہ کے پاس پہنچاوے سو جب ایران کے بادشاہ نے حضرت کا خط پڑھا تو اسکو پھاڑ ڈالا سو میں گمان کرتا ہوں کہ ابن مسیب نے کہا کہ حضرت نے ان پر بد دعا کی کہ ٹکڑے ٹکڑے کئے جاویں ہر وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہونا ف حضرت کی اس بد دعا کی یہ تاثیر ہوئی کہ اسکے بیٹے نے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور تھوڑی مدت

ابن العاص

گے بعد آپ بھی مر گیا حضرت نے بصری حاکم کیطرف دحیہ کو خط دیکے بھیجا تھا اور بحرین کے حاکم کیطرف عبد اللہ بن حذیفہ کو بھیجا تھا اور بصری بادشاہ روم کے ماتحت تھا اور بحرین ایران کے بادشاہ کے ماتحت تھا اور انکے درمیان ایک مہینے کی راہ ہے (فتح) **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ** قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ أَذِّنْ فِي قَوْمِكَ أَوْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ ترجمہ سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت نے قوم اسلم کے ایک مرد سے کہا کہ اپنی قوم میں یا لوگوں میں پکار دے عاشورے کے دن کہ جسنے کھا لیا ہو تو چاہیئے کہ پورا کرے اپنا باقی دن اور جسنے نہ کھایا ہو تو چاہیئے کہ روزہ رکھے **ف** اس حدیث کی شرح روزے میں گذر چکی ہے **بَابُ** وَصَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُفُودَ الْعَرَبِ أَنْ يُبَلِّغُوا مَنْ وَرَاءَهُمْ قَالَهُ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ وصیت کرنا حضرت کا عرب کے ایلچیوں کو کہ اپنے پچھلوں کو حکم پہنچا دیں کہا اسکو مالک بن حویرث نے **ف** مالک کی حدیث عنقریب گذر چکی ہے **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِي عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ لِي إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ وَالْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارَ مُضَرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا فَسَأَلُوا عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ وَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللّٰهِ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَأَظُنُّ فِيهِ صِيَامُ رَمَضَانَ وَتُؤْتُوا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ احْفَظُوهُنَّ وَأَبْلِغُوهُنَّ مَنْ وَرَاءَكُمْ ترجمہ ابی جمرہ سے روایت ہے کہ ابن عباس مجھکو اپنے چارپائی پر بٹھلاتے تھے یعنی اس واسطے کہ وہ انکے اور لوگوں کے درمیان مترجم تھا اس چیز کے واسطے جو لوگ اس سے پوچھتے تھے سو ابن عباس نے مجھ سے کہا کہ عبد القیس کے ایلچی حضرت کے پاس آئے حضرت نے فرمایا کہ تم کون ایلچی ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں حضرت نے فرمایا کہ خوشی ہو ایلچیوں اور قوم کے حال کو نہ ذلیل ہوں نہ شرمندے انہوں نے کہا یا حضرت ہمارے اور آپکے درمیان کفار مضر واقع ہیں سو ہمکو وہ بات بتلائیے جسکے سبب سے ہم بہشت میں داخل ہوں اور اپنے

پچھلون کو اس کی خبر دیوین سو انہون نے شرابون کا حکم پوچھا سو منع کیا انکو چار چیز سے اور حکم کیا انکو چار چیز کا
حکم کیا انکو ساتھ ایمان لانیکے اللہ پر پھر فرمایا بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے انہون نے کہا کہ اللہ اور
اسکا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا اس طرح گواہی دینا کہ کوئی لایق بندگی کے نہین سوای خدا کے وہ ایک ہی
اسکا کوئی شریک نہین اور یہ کہ محمد رسول اللہ ہے اور نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ کا دینا اور مین گمان کرتا ہون
اس مین رمضان کا روزہ اور جو غنیمت کا مال پاؤ اسکا پانچوان حصہ راہ خدا مین دو اور انکو منع کیا کدو کے
تونبے سے اور مرتبان سے اور روغنی برتن سے اور کھجور کی لکڑی کے کھدے برتن سے اور بہت وقت راوی نے
مزفت کے بدلے مقیر کہا حضرت نے فرمایا کہ ان چیزون کو یاد رکھو اور اپنے پچھلون کو پہنچاؤ ف اس حدیث کی
شرح کتاب الایمان مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یا خبر قول ہے کہ ان چیزون کو یاد رکھو اور اپنے پچھلونکو
پہنچاؤ اس واسطے کہ اسکا حکم شامل ہے ہر فرد کو سو اگر ایک کے حکم پہنچانے سے حجت قائم نہوتی تو ان کو
اس کی ترغیب نہ دیتے (فتح) **باب خبر المرأة الواحدة** ایک عورت کی خبر کا بیان حدثنا
محمد بن الولید قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن توبة العنبري قال
قال لي الشعبي أرأيت حديث الحسن عن النبي صلى الله عليه وسلم وقاعدت
ابن عمر قريبا من سنتين أو سنة ونصف فلم أسمعه روى عن النبي صلى الله
عليه وسلم غير هذا قال كان ناس من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فيهم
سعد فذهبوا يأكلون من لحم فنادتهم امرأة من بعض أزواج النبي صلى الله
عليه وسلم انه لحم ضب فامسكوا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلوا
واطعموا فإنه حلال أو قال لا بأس به شك فيه ولكنه ليس من طعامي ترجمہ
توبہ عنبری سے روایت ہے کہ شعبی نے مجھ سے کہا کہ کیا دیکھی تو نے حدیث حسن بصری کی حضرت سے اور مین ابن
عمر کے پاس بیٹھا قریب دو برس یا ڈیڑھ برس کے سو مین نے اس سے نہین سنا کہ حضرت سے روایت کی ہو اس
حدیث کے سوائے یعنی جسکو وہ اس وقت ذکر کرنا چاہتا تھا اور شاید اسکو وہ اس وقت یاد تھی یعنی حسن
بصری باوجود تابعی ہونے کے حضرت سے بہت حدیثین روایت کرتا ہے اور ابن عمر باوجود صحابی ہونے کے
کم حدیثین روایت کرتے ہین) کہا کہ حضرت کے چند صحابی تھے ان مین سعد بھی تھے سو وے گوشت کھانے
لگے تو حضرت کی بیبیون سے ایک عورت نے ان کو پکارا کہ وہ سوسمار کا گوشت ہے تو وے کھانے سے بند رہے
تو حضرت نے فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ اس واسطے کہ وہ مقرر حلال ہے یا فرمایا کہ اسکا کچھ ڈر نہین راوی کو اسمین
شک ہے لیکن وہ میرے کھانے مین سے نہین ہے یعنی مجھکو اس سے رغبت نہین ہے ف اور شاید شعبی

انکار کرتا تھا حسن پر کہ وہ مرسل حدیثیں بہت بیان کرتا ہے صرف موصول حدیثوں پر کفایت نہیں کرتا
شاید مطلب اس کا یہ ہے کہ لوگ اس سے بہت حدیثیں روایت کریں اور اس حدیث میں اصحاب نے

قبول کیا	الاعتصام	بسم اللہ الرحمن الرحیم	کتاب	ایک عورت کی خبر کو

کتاب ہے بیچ بیان اعتصام کے ف اعتصام کے معنے ہیں پنجہ مارنا اور مضبوط پکڑنا باب الاعتصام
بالکتاب والسنۃ قرآن اور حدیث کو مضبوط پکڑنا ف اور مراد ساتھ اسکے بجا لانا ہے ساتھ لیا ہے
قول کو واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کہا کرمانی نے کیہ باب نکالا گیا ہے اس آیت سے اس واسطے کہ مراد ساتھ
رسی کے اس آیت میں قرآن اور سنت ہے مراد کتاب سے قرآن ہے جس کی تلاوت عبادت ٹھیرائی گئی ہے
اور مراد سنت سے وہ چیز ہے جو آئی ہے حضرت کی اقوال اور افعال اور تقریر سے اور جسکے کرنے کا قصد
کیا اور سنت کے معنے لغت میں ہیں طریقہ اور بعضے فقہا کی اصطلاح میں وہ چیز ہے جو مستحب کے مرادف
ہو کہا ابن بطال نے نہیں بچاؤ ہے کسی کیواسطے مگر خدا کی کتاب میں اور اسکے رسول کی سنت میں
یا بیچ اجماع علما کی ان معنوں پر کہ قرآن یا حدیث میں پائی جاویں (فتح) حدثنا الحمیدی قال حدثنا
سفین عن مسعر وغیرہ عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب قال قال رجل
من الیھود لعمر یا امیر المؤمنین لو ان علینا نزلت ھذہ الایۃ الیوم اکملت
لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لاتخذنا
ذالک الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم ای یوم نزلت ھذہ الایۃ نزلت یوم
عرفۃ فی یوم جمعۃ سمع سفین مسعرا ومسعر قیسا وقیس طارقا ترجمہ طارق
سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد نے عمر فاروق سے کہا کہ اے امیر المؤمنین اگر ہم پر یہ آیت اترتی کہ آج
کے دن ہم نے کامل کر دیا تمہارا دین اور پوری کیں میں نے تم پر اپنی نعمتیں اور پسند کیا میں نے تمہارے
واسطے اسلام کو دین تو ہم اس دن کو عید ٹھیراتے تو عمر نے کہا کہ مقرر میں جانتا ہوں جس دن یہ آیت
اتری عرفہ کے دن جمعہ کے روز اتری سنا سفیان نے مسعر سے اسنے قیس سے اسنے طارق سے یعنی ان
راویوں کا سماع آپس میں ثابت ہے ف اور حاصل جواب عمر کا یہ ہے کہ ہم نے اس دن کو عید ٹھیرایا ہوا ہے
جیسا کہ تو نے ذکر کیا اور ظاہر اس آیت کا یہ ہے کہ اسکے بعد کوئی حکم نہیں اترا اور اس میں نظر ہے اور
حضرت اس آیت کے اترنے کے بعد بقدر اسی روز کے زندہ رہے اور بعضے علما نے کہا کہ مراد ساتھ کامل کرنیکے
وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ اصول ارکان کے نہ فروع کے پس نہیں ہے اس میں حجت ان لوگوں کے

واسطے جو قیاس کو منکر ہیں اور بر تقدیر تسلیم اول کو ممکن ہے ان کی حجت کا دفع کرنا ساتھ اسکے کہ استعمال کرنا
قیاس کا حوادث میں لیا گیا ہے امر قرآن سے اور اگر نہ ہوتا مگر یہی قول خدا کا وما آتاکم الرسول فخذوہ اور البتہ
وارد ہوا ہے اسماء حضرت کا ساتھ قیاس کی اور تقریر حضرت کی اوپر اسکے تو وجہ ہوتا بیچ عموم اس چیز کے کہ
وصف کی گئی ساتھ اکمال کے رجح حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن
عقیل عن ابن شہاب قال اخبرنی انس بن مالک انہ سمع عمر الغد حین بایع
المسلمون ابا بکر واستوی علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد
قبل ابی بکر فقال اما بعد فاختار اللہ لرسولہ الذی عندہ علی الذی عندکم
وہذا الکتاب الذی ہدی اللہ بہ رسولکم فخذوا بہ تہتدوا وانما ہدی اللہ
بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ انس سے روایت ہے کہ اسنے سنا عمر فاروق سے اگلے دن
حضرت کی وفات سے جبکہ بیعت کی مسلمانوں نے ابوبکر صدیق سے اور حضرت کی منبر پر سیدھے کھڑے ہوئے
اور خطبہ پڑہا ابوبکر سے پہلے سو کہا کہ ایہر بعد حمد اور صلوۃ کے سو اختیار کیا اللہ نے اپنے رسول کیواسطے جو اسکے
پاس ہے یعنی ثواب ہے اس پر جو تمہارے پاس ہے یعنی رنج اور تکلیف سے اور یہ قرآن ہے جس سے اللہ نے تمہاری
پیغمبر کو راہ دکھلائی سو اسکو پکڑو راہ پاؤگے جس سے اللہ نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی حدثنا موسی
بن اسمعیل قال حدثنا وہیب عن خالد عن عکرمۃ عن ابن عباس قال ضمنی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہ وقال اللہم علمہ الکتاب ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے
کہ حضرت نے مجکو اپنے گلے لگایا اور فرمایا الہی اسکو قرآن سکھادے حدثنا عبد اللہ بن صباح
قال حدثنا معتمر قال سمعت عوفا ان ابا المنہال حدثہ انہ سمع ابا برزۃ قال
ان اللہ تعالی یغنیکم او نعشکم بالاسلام وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ابوبرزہ سے
روایت ہے کہا کہ مقرر خدا نے بے پرواہ کیا تمکو یا فرمایا کہ قائم کیا تمکو ساتھ اسلام کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
ف یہ جو کہا کہ قائم کیا تمکو ساتھ اسلام کے یعنی راہ دکھلائی تم کو ساتھ اسکے پس قائم رہو ساتھ قرآن
اور سنت کی اور مضبوط پکڑو انکو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حدثنا اسمعیل قال حدثنی مالک عن
عبد اللہ بن دینار ان عبد اللہ بن عمر کتب الی عبد الملک بن مروان یبایعہ واقر لک
بالسمع والطاعۃ علی سنۃ اللہ وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما استطعت
ترجمہ عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے عبد الملک کو لکھا اس سے بیعت کرنیکو اور میں اقرار
کرتا ہوں تیرے واسطے ساتھ بات سننے اور فرمانبرداری کرنیکے اللہ اور اسکے رسول کی سنت پر جس میں

مجھ سے ہو سکے **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں گذری اور یہ بیعت کرنا عبداللہ بن عمر کا
عبدالملک سے بعد قتل ہونے عبداللہ بن زبیر کے تھا جو مکے میں حاکم تھے اور غرض اس سے اس جگہ
استعمال کرنا اللہ اور اسکے رسول کی سنت کا ہے تمام امروں میں رفتح **بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى**
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ حضرت کی اس حدیث کا بیان کہ میں بھیجا گیا ساتھ
جوامع کلم کے **ف** جوامع الکلم اسکو کہتے ہیں جس میں لفظ تھوڑے ہوں اور مطلب اور معانی بہت
ہوں اور مراد جوامع الکلم سے قرآن اور احادیث ہیں جنکے معانی اور مطلب کی کچھ حد نہیں **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيتُ
بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ صلعم وَأَنْتُمْ
تَلْغَثُونَهَا أَوْ تَرْغَثُونَهَا أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں
بھیجا گیا ساتھ جوامع الکلم کے اور مجکو رعب سے فتح ملی اور جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے تئیں دیکھا
کہ زمین کے خزانوں کی کنجیں میری پاس لائی گئیں سو میرے آگے رکھی گئیں کہا ابوہریرہ نے سو حضرت جاتے رہے
یعنی فوت ہوئے اور تم انکو لغث کرتے ہو یا رغث یا کوئی ایسا اور کلمہ کہا یعنی تم اسکو کھاتے ہو یا تم مال کو لیتے ہو
اور اسکو متفرق کرتے ہو یا مراد کشادہ ہونا گذران کا اور مراد وہ چیز ہے جو فتح ہوئی مسلمانوں پر دنیا سے اور
وہ شامل ہے غنیمت اور خزانوں کو **حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ**
عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أُومِنَ أَوْ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي
أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنِّي أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ ابوہریرہ سے
روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اسکو معجزے دیئے گئے اس قدر کہ آدمی
اس پر ایمان لاویں اور مجکو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے یعنی قرآن جسکو خدا نے میری طرف بھیجا سو میں
امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میری تابعدار سب پیغمبروں سے زیادہ ہونگے **ف** اور معنے حصر کے حضرت
کے اس قول میں کہ مجکو تو قرآن ہی ملا یہ ہے کہ قرآن سب معجزوں میں سے بڑا معجزہ ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے واسطے
شامل ہونے اسکے کے دعوت اور حجت پر اور اس واسطے کہ ہمیشہ رہے گا نفع اٹھانا ساتھ اسکے قیامت تک
اور جب کوئی چیز اسکے قریب نہیں چہ جائیکہ اسکے مساوی ہو تو جو اسکے سوا ہے گویا کہ نہیں واقع
ہوا ہے وہ بہ نسبت اسکے اور جوامع الکلم کی مثالیں قرآن اور حدیث میں بہت ہیں جیسا کہ قرآن میں

والحکم فی القصاص صحیح ة اور حدیثون مین اس کی مثال یہ ہے کل عمل لیس علیہ امرنا فہو رد وعلی ہذا القیاس (فتح)
باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کی سنتون کی پیروی
کرنا یعنی انکو قبول کرنا اور انکے ساتھ عمل کرنا وقول اللہ واجعلنا للمتقین اماما قال ایمۃ
نقتدی بمن قبلنا ویقتدی بنا من بعدنا وقال ابن عون ثلث احبھن لنفسی
ولاخوانی ھذہ السنۃ ان یتعلموھا ویسئلوا عنھا والقرآن ان یتفھموہ و
یسئلوا عنہ ویدعوا الناس الا من خیر ترجمہ اور خدا نے فرمایا اور کر ہمکو پرہیزگارون کا امام
کہا کہ یعنی ہم اگلون کی پیروی کرین اور ہم سے پچھلے ہماری پیروی کرین یعنی تقوی مین کہا ابن عون نے
کہ تین چیزین ہین کہ مین انکو اپنی جان کیواسطے چاہتا ہون اور اپنے بہایون کیواسطے بھی ایک تو یہ
سنت ہے کہ اسکو سیکھین اور اس سے سوال کرین دوسری قرآن کہ اسکو سمجھین اور اس سے سوال کرین اور
چھوڑین لوگون کو مگر نیکی سے یعنی انکے ساتھ نیکی کرے بدی نہ کرے ف یہ قول مجاہد کا ہے اور
طبری نے ترجیح دی ہے کہ مراد یہ ہے کہ انہون نے سوال کیا تھا کہ انکو متقیون کا امام بناوے اور یہ انہون نے
سوال نہین کیا تھا کہ متقیونکو ان کا امام بناوے یعنی یہ مراد نہین ہے کہ ہم اگلون کی پیروی کرین بلکہ
مراد یہ ہے کہ پچھلے لوگ ہماری پیروی کرین یعنی اور نہ ٹھیرا ہمکو امام گمراہی کا (فتح) حدثنی عمرو
بن عباس قال حدثنا عبد الرحمن بن مهدی حدثنا سفین عن واصل عن ابی
وائل قال جلست الی شیبۃ فی ھذا المسجد قال جلس الی عمر فی مجلسک ھذا
فقال ھممت ان لا ادع فیھا صفراء ولا بیضاء الا قسمتھا بین المسلمین قلت ما
انت بفاعل قال لم قلت لم یفعلہ صاحبک قال ھما المرءان یقتدی بھما ترجمہ
ابو وائل سے روایت ہے کہ مین شیبہ کے پاس بیٹھا اس مسجد مین اس نے کہا کہ عمر میرے پاس بیٹھا تیرے اس بیٹھنے کی
جگہ مین سو عمر نے کہا کہ مین نے قصد کیا کہ نہ چھوڑون کعبے مین سونا چاندی مگر کہ اسکو مسلمانون مین
تقسیم کرون مین نے کہا کہ تو نہین کر نیکا کہا کیون مین نے کہا کہ تیرے دونون ساتھی یعنی حضرت اور ابوبکر نے
اسکو نہین کیا اور وہ دونون ایسے مرد ہین کہ ان کی پیروی کی جاتی ہے ف مراد مسجد سے کعبے کی مسجد ہے
اور عمر فاروق نے ارادہ کیا تہا کہ اس مال کو مسلمانون کی بھلائیون مین خرچ کرے لیکن جب شیبہ نے ذکر
کیا کہ حضرت اور ابوبکر نے یہ نہین کیا تو عمر فاروق ان کا خلاف نہ کر سکے اور دونون کی پیروی اسمین
واجب جانی اور تمام اس کا یہ ہے کہ کہا جاوے کہ حضرت کی تقریر بجائے حکم کے ہے ساتھ استمرار اس چیز کی
جسکو متغیر نہ کیا (فتح) حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفین قال سالت الاعمش

فقال عن زید بن وہب سمعت حذیفۃ یقول حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الامانۃ نزلت من السماء فی جذر قلوب الرجال ونزل القرآن فقرؤا القرآن و
علموا من السنۃ ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت نے ہم سے حدیث بیان کی کہ امانت آسمان سے
اتری مردوں کے دلوں میں پھر قرآن اترا سو انہوں نے قرآن کو پڑھا اور سنت کو جانا ف اس کی شرح
فتن میں گذری حدثنا آدم بن ابی ایاس قال حدثنا شعبۃ قال اخبرنی عمرو بن
مرۃ قال سمعت مرۃ الہمدانی یقول قال عبد اللہ ان احسن الحدیث کتاب اللہ
واحسن الہدی ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتھا وان
ما توعدون لآت وما انتم بمعجزین ترجمہ عبداللہ سے روایت ہے کہ نہایت عمدہ کلام خدا کی کتاب
ہے اور نہایت عمدہ طریقہ محمد کا طریقہ ہے اور نہایت بری کام وہ ہیں جو دین میں نئے نکالے گئے اور بیشک
جو چیز وعدہ دئے جاتے ہو تم آنیوالی ہے اور نہیں تم عاجز کرنیوالے خدا کو ف اور ایک روایت میں آتا ہے
ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور مراد ساتھ محدث کے وہ چیز ہے جو نئی نکالی گئی ہو اور اسکی شرع میں کوئی
اصل نہو اور شرع میں اس کا نام بدعت کہا جاتا ہے اور جسکی شرع میں کچھ اصل ہو اسکو بدعت نہیں
کہا جاتا پس بدعت شرع کے عرف میں مذموم ہے برخلاف لغت کے اور امام شافعی نے کہا کہ بدعت
دو قسم ہے ایک محمود دوسری مذموم محمود وہ ہے جو سنت کے موافق ہو اور جو اسکے مخالف ہو وہ مذموم
ہے اور بعضے علماء نے بدعت کو پانچ قسم پر تقسیم کیا ہے سو جو چیز کہ نئی نکالی گئی اس میں سے جمع کرنا
حدیث کا پھر تفسیر قرآن کی پھر جمع کرنا مسائل فقہ کا جو محض رائے سے نکالے گئے ہیں پھر جمع کرنا علم
تصوف کا سو انکار کیا ہے پہلی قسم سے ابو موسیٰ اور عمر اور ایک گروہ نے اور رخصت دی ہے اس میں
اکثر نے اور دوسری قسم یعنی قرآن کی تفسیر کرنے سے شعبی وغیرہ بعض تابعین نے انکار کیا ہے اور تیسری
قسم یعنی تدوین مسائل فقہ سے امام احمد وغیرہ ایک قوم نے انکار کیا ہے اور اسی طرح تدوین اصول دین کی بھی
بدعت ہے یعنی نئی نکالی گئی ہے اور ابو حنیفہ اور شافعی وغیرہ سلف نے اس سے سخت انکار کیا ہے اور ان کا
کلام اہل کلام کی مذمت میں مشہور ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے کلام کیا ان چیزوں میں جس سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب چپ رہے اور ثابت ہو چکا ہے امام مالک سے کہ حضرت کے
زمانے میں اور ابو بکر اور عمر کے زمانے میں خوارج اور رافضیوں اور قدریہ کی بدعتوں سے کوئی چیز نہ تھی
اور وسیع کیا ہے متاخرین نے کلام کو اکثر ان امروں میں جس سے ائمہ تابعین اور تبع تابعین نے انکار کیا ہے
اور نہیں قناعت کی انہوں نے یہاں تک کہ ملا دیا ہے انہوں نے دین کے مسئلوں میں یونانیوں کے

ماہیت بدعت کے اقسام

کلام سے اور ٹھیرایا ہے انہون نے فلاسفہ کے کلام کو اصل کہ جو حدیثین ان کی مخالف ہون ان کی تاویل کر کے اس کی طرف پہیرتے ہین اگرچہ وہ تاویل مکروہ ہو پہر انہون نے اس پر بھی قناعت نہین کی یہانتک کہ انہون نے علم کلام کو اشرف العلوم ٹھیرایا ہے اور لائق ہے ساتہ تحصیل کے اور جو اس علم کو استعمال نہ کرے وہ انکے گمان مین عامی جاہل ہے پس نیکبخت وہ ہے جو تمسک کرے ساتھ اس چیز کے جس پر سلف تہے اور بچے متاخرین کی بدعت نکالی ہوئی سے لیکن اگر ضرورت ہو تو بقدر ضرورت سیکھ لیوے اور کتاب اور سنت کو اصلی مقصود ٹھیراوے اور یہ جو کہا کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو یہ قاعدہ شرعیہ کلیہ ہے ساتھ منطوق اپنے کے اور مفہوم لینے کے اپنے منطوق اس کا ایسا ہے جیسا کہ کہا جاوے کہ حکم ایسی چیز کا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی پس نہ ہوگی شرع سے اس واسطے کہ شرع سب ہدایت ہے پس اگر ثابت ہو کہ حکم مذکور بدعت ہے تو صحیح ہونگے دونون مقدمے اور نتیجہ صحیح نکلے گا اور مراد ساتھ قول اسکے کے ہر بدعت گمراہی ہے وہ چیز ہے جو نئی نکالی گئی ہو اور اسکے واسطے شرع سے کوئی دلیل نہ ہو نہ بطریق عام کے نہ خاص کے اور کہا ابن عبد السلام نے کہ بدعت پانچ قسم ہے پس واجب مانند مشغول ہونے کی ہے ساتھ علم نحو کے جس سے خدا اور اسکے رسول کا کلام سمجھا جاوے اس واسطے کہ نگاہ رکھنا شریعت کا واجب ہے اور نہین حاصل ہوتا ہے مگر ساتھ اسکے پس ہو گا واجب اور اسی طرح شرح غریب کی اور تدوین اصول فقہ کی اور پہنچنا طرف تمیز صحیح کی ضعیف سے اور حرام وہ بدعت ہے جو سنت کے مخالف ہو جیسے قدریہ اور مرجیہ نے تدوین کی ہے اور مندوب وہ کام ہے جو بہو حضرت کے زمانے مین نہ پایا گیا ہو جیسے نماز تراویح کیواسطے جمع ہونا اور مدرسون وغیرہ کا بنانا اور مباح مانند مصافحہ کرنے کی ہے نماز صبح سے پیچہے اور اچہا کہانا اور عمدہ کپڑا پہننا اور بعض چیز اس سے مکروہ یا خلاف اولی ہوتی ہے واللہ اعلم (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ترجمہ ابو ہریرہ اور زید سے روایت ہے کہ ہم حضرت کے پاس تہے تو حضرت نے فرمایا کہ مین تمہارے درمیان خدا کی کتاب سے حکم کرونگا اور غرض بخاری کی یہ ہے کہ سنت پر بھی کتاب اللہ بولا جاتا ہے اس واسطے کہ

وہ وحی سے ہے اور اس کی تقدیر سے واسطے دلیل اس آیت کی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوا وَمَنْ يَأْبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى ترجمہ

بدعت پانچ قسم ہے واجب مانند علم نحو اور حرام جو مخالف سنت ہو اور مندوب جیسے جمع ہونا نماز تراویح واسطے اور مباح مانند مصافحہ بعد نماز صبح اور عمدہ کھانا پہننا اور مکروہ جو خلاف اولی ہو ۱۲ فیض اللہ

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میری کل امت بہشت میں داخل ہو گی مگر جو باز رہے لوگوں نے کہا اور کون باز رہتا ہے حضرت نے فرمایا کہ جس نے میری فرمانبرداری کی وہ بہشت میں داخل ہوگا اور جسنے میری نافرمانی کی وہ باز رہا **ف** اس کا ظاہر یہ ہے کہ عموم مستمر ہے اس واسطے کہ کوئی ان میں سے نہیں باز رہتا دخول بہشت سے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ کون باز رہتا ہے سو حضرت نے انکے واسطے بیان کیا کہ اسناد باز رہنے کا دخول سے طرف ان کی مجاز ہے حضرت کی سنت سے باز رہنے سے اور وہ حضرت کی نافرمانی کرتا ہے پھر اگر باز رہنے والا کافر ہے تو وہ بہشت میں کبھی داخل نہیں ہوگا اور اگر مسلمان ہے تو مراد یہ ہے کہ نہیں داخل ہوگا وہ بہشت میں ساتھ اول داخل ہونے والوں کے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا أَوْ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هَذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوا أَوِّلُوهَا لَهُ يَفْقَهْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا الدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ جَابِرٍ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ فرشتے حضرت کے پاس آئے اور حضرت سوتے تھے سو بعضوں نے کہا کہ حضرت سوتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے اس ساتھی کی ایک مثل ہے سو اس کی مثل بیان کرو سو بعضوں نے کہا کہ وہ سوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے سو انہوں نے کہا کہ اسکی مثل اس مرد کی سی مثل ہے جسنے ایک گھر بنایا اور اس میں ضیافت کی اور بلانے والے کو بھیجا جسنے داعی کا کہنا قبول کیا وہ گھر میں داخل ہوگا اور دعوت کا کھانا کھاوے گا اور جسنے بلانے والے کا کہنا قبول نہ کیا وہ گھر میں داخل نہ ہوگا اور نہ دعوت کا کھانا کھاوے گا تو انہوں نے کہا کہ اسکے واسطے اسکی تعبیر کہو تا کہ اسکو سمجھ لیوے

سو بعضون نے کہا کہ وہ سوتا ہے اور بعضون نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے سو انہون نے کہا کہ مراد گھر سے بہشت ہے اور بلانے والے سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین سو جسنے حضرت کی فرمانبرداری کی اسنے خدا کی فرمانبرداری کی اور جسنے حضرت محمد صلعم کی نافرمانی کی اسنے خدا کی نافرمانی کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرق ہے درمیان لوگون کے یعنی مطیع اور گنہ گارون کے کہا قتیبہ نے لیث سے الخ یعنی حدیث موصول ہے موقوف نہین جیسا کہ پہلے طریق سے وہم ہوتا ہے کہ اس مین مرفوع ہونے کے ساتھ تصریح نہین کی **ف** اسپر حکم عبد کا ساتھ مولی کے پس اسکو حدیث نے لگیر ہے (فتح) **حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ اسْتَقِيمُوا فَقَدْ سُبِقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا وَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِينًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا** ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے کہا کہ اے گروہ قاریون کے استقامت کرو سو البتہ تمنے سبقت کی اور آگے بڑھ گئے آگے بڑھنا ظاہر اگر تم داہنے بائین راہ لوگے اور سیدھی راہ کو چھوڑ دوگے تو گمراہ ہو جاؤگے گمراہ ہونا دور کا **ف** مراد ساتھ قاریون کے عالم ہین قرآن اور سنت کے اور استقامت کرو یعنی استقامت کی راہ چلو اور مراد اس سے تمسک کرنا ہے ساتھ امر اسکے فعل اور ترک سے اور یہ جو کہا تم بہت آگے بڑھ گئے تو مراد ساتھ اسکے یہ ہے کہ اسنے خطاب کیا ساتھ اسکے ان لوگون کو جنہون نے اول اسلام کو پایا سو جب انہون نے قرآن اور سنت کے ساتھ تمسک کیا تو آگے بڑھ گیا وہ طرف ہر خیر کی اس واسطے کہ جو انکے بعد آئے اگر انکے برابر عمل کرین تو نہ پہنچین گے طرف اس چیز کی کہ پہنچے طرف اس کی سابق اسلام والے تو البعید ترین وہ ان سے حسًا و حکمًا اور یہ جو کہا کہ داہنے بائین طرف راہ لوگے یعنی مخالفت نہ کرو امر مذکور کی اور یہ کلام حذیفہ کا ماخوذ ہے خدا کے اس قول سے **وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ** اور جو مرفوع ہے حکمًا حذیفہ کی اس حدیث سے اشارہ ہے طرف فضل سابقین کی اولین کے مہاجرین اور انصار سے جو گذرے استقامت پر سو حضرت کے آگے شہید ہوئے یا حضرت کے بعد زندہ رہے پھر شہید ہوئے یا اپنے بچھونے پر مر گئے (فتح) **حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوا وَانْطَلَقُوا عَلَى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ**

مِنَ الْحَقِّ ترجمہ ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ میری مثل اور میری پیغمبری
اور دین کی مثل جیسے اس مرد کی شرح ایک قوم کے پاس آیا سو اسنے کہا کہ اے قوم مین بیشک لوٹنے والے لشکر
کو اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہون اور مین ننگا ڈرانے والا ہون سو جلدی بھاگو سو اسکی قوم سے کچھ لوگون نے اسکا
کہنا مانا سو وے شام ہوتے ہی بھاگے اور آرام سے چلے گئے اور بچ گئے اور کچھ لوگون نے جھوٹا جانا سو وے فجر تک
اپنے مکانون مین ٹھیرے رہے تو صبح ہوتے ہی لشکر ان پر ٹوٹ پڑا تو انکو ہلاک کیا اور ان کو جڑ سے اکھاڑا
سو یہی مثل ہے اسکی جسنے میرا کہنا مانا اور میرے دین کی پیروی کی اور مثل اس کی جسنے میرا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا
سچے دین کو ف اس حدیث کی شرح رقاق مین گذری **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ
مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ
مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ قَالَ وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ
بَيْنَ الصَّلَوٰةِ وَالزَّكٰوةِ فَإِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي كَذَا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ
إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ وَقَالَ لِي ابْنُ بُكَيْرٍ وَ
عَبْدُ اللَّهِ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عُقَيْلٍ عَنَاقًا وَهُوَ أَصَحُّ وَرَوَاهُ النَّاسُ عَنَاقًا وَعِقَالًا هٰهُنَا
لَا يَجُوزُ وَعِقَالًا فِي حَدِيثِ الشَّعْبِيِّ مُرْسَلٌ وَكَذَا قَالَ قُتَيْبَةُ عِقَالًا ترجمہ ابو ہریرہ سے
روایت ہے کہ جب حضرت کا انتقال ہوا اور حضرت کے بعد ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے اور مرتد ہوا جو مرتد ہوا عرب سے
کہا عمر نے ابوبکر سے کس طرح لڑیگا تو لوگون سے اور حالانکہ حضرت نے فرمایا کہ مجھکو لوگون سے لڑنے کا حکم ہوا
یہانتک کہ وے لا الہ الا اللہ کہین سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اسنے اپنا مال اور جان مجھ سے بچایا مگر دین کی
حق تلفی کا بدلا ہے اور ان کا حساب خدا کے ذمہ ہے سو صدیق اکبر نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ مین لڑونگا
اس سے جو نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کرے یعنی نماز کو فرض جانے اور زکوۃ کو فرض نہ جانے اس واسطے کہ
زکوۃ حق مال کا ہے قسم ہے اللہ کی اگر انہون نے مجھ سے روکی ایسی چیز یعنی بکری کا بچہ جسکو حضرت کے پاس ادا
کرتے تھے تو البتہ مین ان سے لڑونگا اسکے روکنے پر کہا عمر نے قسم ہے اللہ کی نہ تھا وہ یعنی میرا خیال کچھ
مگر یہ کہ مین نے دیکھا کہ خدا نے ابوبکر کا سینہ کھولا لڑنے کے واسطے سو مین نے پہچانا کہ وہ حق ہے اور کہا مجھسے

سورۂ اعراف

ابن بکیر نے الخ یعنی اس میں کذا کی جگہ لفظ عناق کا واقع ہوا ہے یعنی بکری کا بچہ اور یہ صحیح تر ہے عقالا کی
روایت سے اور روایت کیا ہے اسکو عناقا اور عقالا اس جگہ جائز نہیں اور عقالا شعبی کی حدیث میں مرسل ہے
اور اسی طرح کہا قتیبہ نے عقالا یعنی رسی حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ
قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسِ بْنِ
حِصْنٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ
كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ يَا ابْنَ اَخِيْ هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا
الْاَمِيْرِ فَتَسْتَاْذِنَ لِيْ عَلَيْهِ فَقَالَ سَاَسْتَاْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَاْذَنَ
لِعُيَيْنَةَ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَمَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ
فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ بِاَنْ يَّقَعَ بِهٖ فَقَالَ الْحُرُّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ وَاِنَّ هٰذَا مِنَ
الْجَاهِلِيْنَ فَوَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ
عَزَّ وَجَلَّ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن آیا یعنی مدینے میں اور اپنے بھتیجے حر بن قیس پر
اترا اور وہ ان لوگوں سے تھا جنکو عمر فاروق اپنے نزدیک کرتے تھے اور عمر کی مجلس اور شوری والے قاری یعنی
علما اور عابد لوگ تھے بڈھے ہوتے یا جوان تو عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے بھتیجا کیا اس امیر کے پاس تیرا کچھ لحاظ
ہے سو تو میرے واسطے اس سے اجازت مانگے یعنی خلوت اور تنہائی کے وقت تو اسنے کہا کہ میں تیرے واسطے
اجازت مانگونگا کہا ابن عباس نے سو اسنے عیینہ کیواسطے اجازت مانگی سو جب اندر گیا تو کہا اے خطاب کے
بیٹے تو ہمکو بہت مال نہیں دیتا اور تو ہمارے درمیان انصاف نہیں کرتا تو عمر فاروق غضبناک ہوئے یہانتک
کہ قصد کیا کہ اسکو ماریں تو حر نے کہا اے سردار مسلمانوں کے خدا نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ لازم پکڑ معاف کرنا اور
حکم کر نیک کام کا اور منہ پھیر جاہلوں سے اور مقرر یہ جاہلوں سے ہے سو قسم ہے اللہ کی نہ بڑھے اس سے عمر جبکہ اس نے
آیت کو ان پر پڑہا اور تھے عمر فاروق بہت کھڑے ہونیوالے نزدیک کتاب اللہ کے ف ایک روایت
میں ہے اے خطاب کے بیٹے اور یہ کلمہ کہا جاتا ہے جبکہ کسی مرد سے کچھ زیادتی طلب کرے کوئی بات ہو یا کام
اور مراد اس حکم سے یہاں زجر ہے اور طلب باز رہنے کی نہ زیادتی طلب کرنا اور عیینہ بڑا سخت مزاج اور بدخو
تھا اسی واسطے اسنے عمر فاروق کو ایسے ایسے سخت الفاظ سے خطاب کیا اے خطاب کے بیٹے اور یہ جو کہا کہ قسم
ہے اللہ کی عمر فاروق اس سے نہ بڑھے تو یہ ابن عباس کا کلام ہے اور اسکے معنے یہ ہیں کہ نہ عمل کیا عمر نے ساتھ

غیر اس چیز کے جس پر آیت نے دلالت کی بلکہ عمل کیا ساتھ معنے اسکے کے اسی واسطے کہا کہ وہ خدا کی کتاب کے پاس ٹھیر نیوالے تھے یعنی عمل کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اور اس سے آگے نہ بڑھتے تھے اور اس میں قوت دینا ہے اکثر علماء کے مذہب کو کہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں اور کہا طیبی نے کہ حکم کیا ہے اللہ نے اپنے پیغمبر کو ساتھ مکارم اخلاق کے سو حضرت نے حکم کیا اپنی امت کو جس طرح خدا نے آپ کو حکم کیا اور محصل اس کا امر ہے ساتھ اچھے برتاؤ کے لوگوں سے اور کوشش کرنے کے ساتھ احسان کرنے کے طرف ان کی اور صلح رکھنے کے ساتھ انکے اور چشم پوشی کرنا ان سے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالنَّاسُ قِيَامٌ وَهِىَ قَائِمَةٌ تُصَلِّىْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ قَالَتْ بِرَاْسِهَا اَىْ نَعَمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَىْءٍ لَمْ اَرَهُ اِلَّا وَقَدْ رَاَيْتُهُ فِىْ مَقَامِىْ هٰذَا حَتّٰى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَاُوْحِىَ اِلَىَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِى الْقُبُوْرِ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُسْلِمُ لَا اَدْرِىْ اَىَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ جَاءَنَا بِالْبَيِّنٰتِ فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا عَلِمْنَا اَنَّكَ مُوْقِنٌ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِىْ اَىَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِىْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ ترجمہ اسماء سے روایت ہے کہ میں عائشہ کے پاس آئی جبکہ سورج میں گہن پڑا اور لوگ کھڑے نماز پڑھتے تھے اور عائشہ بھی کھڑی نماز پڑھتی تھیں تو میں نے کہا کیا ہے لوگوں کو تو عائشہ نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی سورج میں گہن پڑا ہے اور کہا سبحان اللہ میں نے کہا کیا نشانی ہے عائشہ نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں پھر جب حضرت نماز سے پھرے تو خدا کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کوئی ایسی چیز نہیں جسکو میں نے نہ دیکھا تھا مگر کہ میں نے اسکو اس جگہ میں دیکھا یہاں تک کہ میں نے بہشت اور دوزخ کو بھی دیکھا اور مجھکو وحی ہوئی کہ مقرر تم فتنے میں ڈالے جاؤگے قریب دجال کے فتنے سے سوا ہر مومن یا مسلم میں نہیں جانتا کہ اسماء نے دونوں سے کون لفظ کہا سو کہیگا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لائے ہمارے پاس دلیلیں روشن سو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قبول کیا اور ہم ایمان لائے ساتھ اس چیز کے کہ حضرت اسکو لائے خدا کی طرف سے سو کہا جاویگا کہ سو رہ اس حال میں کہ تو نیکوکار ہے ہمنے جانا کہ تو یقین کرنیوالا ہے اور ہر منافق یا مرتاب میں نہیں جانتا کہ اسماء نے کون لفظ کہا سو کہے گا کہ میں نہیں جانتا کہ اسلام اور پیغمبر کیا چیز ہے میں نے لوگوں سے سنا ایک بات کہتے تھے سو میں نے بھی کہی

ف اس حدیث کی شرح خسوف میں گذری حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ

باب ... صفحہ ... [illegible]

أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُؤَالُهُمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ مجھ سے سوال کرنا چھوڑ دو جب تک کہ تمکو چھوڑ دوں اور نہ تبلاؤں تم سے اگلی امتوں کو توان سے سوال اور اختلاف ہی نے ہلاک کیا یعنی سوال کے سبب سے ہلاک ہوئی کہ اپنی پیغمبر کو کرتے تھے سو جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچا کرو اور جب میں کسی چیز کرنے کا حکم کروں تو اسکو کیا کرو جتنا تم سے ہو سکے ف مسلم کی روایت میں اس حدیث کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے ہم پر خطبہ پڑھا یعنی فتح مکہ کے دن سو فرمایا کہ اے لوگو مقرر خدا نے تم پر حج کو فرض کیا سو تم حج کو ادا کیا کرو تو ایک شخص نے کہا یا حضرت کیا ہر سال حج فرض ہے حضرت چپ رہے یہانتک کہ اسنے تین بار پوچھا پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم سے کبھی نہ ہو سکتا پھر یہ حدیث فرمائی یعنی بیہودہ سوال نہ کیا کرو جو تمہارے حق میں بہتر ہے میں اسکو خود بیان کر دیتا ہوں تم کو ایسی کوشش کرنا کیا ضرور ہے اور یہ آیت اتری اے ایمان والو نہ سوال کیا کرو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے بیان کی جاویں تو تم کو بری لگیں اور یہ جو کہا جب تک میں تمکو چھوڑوں یعنی جب تک کہ میں تم کو کسی چیز کرنے کا حکم نہ کروں یا اس سے منع نہ کروں اور مراد ساتھ امر کے ترک کرنا سوال کا ہے اس چیز سے کہ نہ واقع ہوئی ہو اس خوف کیواسطے کہ اسکے سبب سے اس کا واجب کرنا یا حرام کرنا اترے اور بہت سوال کرنیسے کہ اس میں سختی کرنا ہے اور خوف ہے اسکا کہ واقع ہو جاب ساتھ ایسی چیز کے کہ ثقیل ہو اور نہ ہو سکے اور واقع ہو مخالفت اور ابن فرح نے کہا کہ نہ بہت طلب کرو تفصیل ان جگہوں سے کہ ہوں مفید واسطے وجہ کی کہ ظاہر ہوئی ہو اگرچہ اسکے سوائے اور کی صلاحیت بھی اس میں ہو جیسا کہ قول حضرت کا حجو آنکار کا احتمال رکھتا ہے سو لائق ہے کہ اکتفا کیا جاوے ساتھ اس چیز کے کہ صادق آوے اس پر لفظ اور وہ ایک بلد کرنا ہے اس واسطے کہ اصل نہ ہونا زیادتی کا ہے اور اس میں بہت لفتیش نہ کرو اس واسطے کہ وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف ایسی چیز کی کہ بنی اسرائیل کے واسطے واقع ہوئی جبکہ انکو گائے ذبح کرنیکا حکم ہوا سو اگر کوئی ایک گائے ذبح کرتے تو حکم بجا لانا حاصل ہوتا لیکن انہوں نے سختی کی سو ان پر سختی کی گئی اگر مطلق کوئی گائے کسی طرح کی ذبح کرتے تو کفایت کرتی اور ساتھ اسکے ظاہر ہوگی مناسبت قول حضرت کی کہ فانما اہلک من کان قبلکم الخ ساتھ قول اسکے کے ذرونی ما ترکتکم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ نہیں ہے کوئی حکم شرع کے وارد ہونیسے پہلے اور یہ کہ اصل چیزوں میں عدم وجوب ہے پھر یہ نہی عام ہے تمام منع چیزوں میں

مگر مستثنے ہے اس سے وہ چیز جس پر مکلف مجبور کیا جاوے مانند شراب پینے کی اوپر رائے جمہور کے اور
مخالفت کی ہے اس میں ایک قوم نے سو کہا انہوں نے کہ گناہ پر مجبور ہونا اسکو مباح نہیں کرتا اور صحیح
نہونے مواخذہ کا ہے جبکہ پائی جاوے صورت اکراہ معتبر کی اور مستثنے کیا ہے اس سے بعض شافعیہ نے زنا
کی صورت کو کہ اس میں زبردستی متصور نہیں لیکن نہیں ہے کوئی مانع مجبور ہونے زنا پر اور استدلال کیا ہے
ساتھ اسکے اسنے جو کہتا ہے کہ نہیں جائز ہے دوا کرنا ساتھ حرام چیز کے مانند شراب کی اور نہ دفع کرنا
پیاس کا ساتھ اسکے اور نہ نگلنا لقمے کا جو حلق میں اٹک گیا ہو ساتھ اسکے اور اصح نزدیک شافعیہ کے جائز
ہونا تیسری چیز کا ہے یعنی لقمے کا نگلنا شراب سے جائز ہے جبکہ حلق میں اٹک گیا ہو واسطے بچانے
جان کے پس یہ مردار کے کہانے کی مانند ہے مضطر کو برخلاف دوا کرنے کے اس واسطے کہ ثابت ہوئی
اس سے نہی بطور نص کے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ شراب دوا نہیں ولیکن وہ بیماری ہے اور ابو داؤد
میں ہے کہ حرام چیز سے دوا نہ کیا کرو اور ام سلمہ سے روایت ہے کہ خدا نے میری امت کی شفا حرام چیز میں
نہیں ٹھیرائی اور اسپر پیاس سو وہ اسکے پینے سے بند نہیں ہوتی اور وہ بھی دوا کے معنے میں ہے اور تحقیق
یہ ہے کہ امر ساتھ بچنے کے نہی سے عموم پر ہے جبکہ نہ عارض ہو اسکو اذن بیچ ارتکاب منہی کے جیسے کہانا
مردار کا مضطر کو اور نہیں متصور ہے بچنا منہی سے مگر ساتھ چھوڑنے تمام منع چیزوں کے اور اگر بعضی
منع چیز سے بچے اور بعضی سے نہ بچے تو وہ حکم بجا نہ لایا برخلاف امر کے یعنی مطلق کے کہ جو لاوے کم تر
جس پر اسم صادق آوے تو ہوتا ہے وہ بجا لانے کا حکم کا اور ابن فرح نے اسکے برعکس تقریر کی ہے
اسی واسطے اختلاف ہے اس میں کہ کیا امر کرنا ساتھ کسی چیز کے نہی ہے اس کی ضد سے اور نہی شے سے
امر ہے ساتھ ضد اس کی کے اور کہا نووی نے کہ یہ حدیث جامع الکلم سے ہے اور قواعد اسلام سے داخل
ہوتی ہیں اس میں بہت احکام مانند نماز کی اس شخص کے واسطے جو اس کے کسی رکن یا شرط سے عاجز ہو اور
جو ہو سکے بحسب مقدور ادا کرے اور اسی طرح حکم ہے وضو کا اور ستر عورت کا اور یاد کرنا بعض فاتحہ کا
اور نکالنا بعض زکوۃ فطر کا اسکے واسطے جو سب پر قادر نہو کہ جتنا ہو سکے کرے اور بند رہنا کھانے
پینے سے رمضان میں اسکو جو عذر سے روزہ نہ رکھے پھر قادر نہ ہو روزے پر بیچ دن کے اور سوای اسکے
اور مسائل جن کی شرح دراز ہے اور اسکے غیر نے کہا کہ جو عاجز ہو بعضے امروں سے نہیں ساقط ہوتا ہے
اس سے مقدور اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اس پر کہ جو امر کیا جاوے ساتھ کسی چیز کے اور وہ اسکی
بعض سے عاجز ہو اور جو مقدور ہو اسکو بجا لاوے تو ساقط ہو جاتی ہے اس سے وہ چیز جس سے عاجز ہو
اور ساتھ اسکے استدلال کیا ہے مزنی نے اس پر کہ جس چیز کا ادا کرنا واجب ہے اس کی قضا واجب نہیں

اسی واسطے صحیح یہی ہے کہ قضا ساقط امر جدید کے ہے اور ظاہر یہی ہے کہ تقیید امر میں ساتھ استطاعت کی نہیں
دلالت کرتی ہے اس پر کہ منہی چیز کا زیادہ اہتمام ہے بلکہ وہ باز رہنے کی جہت سے ہے اس واسطے کہ
ہر ایک آدمی قادر ہے باز رہنے پر اگر نہ ہو باعث شہوت کا پس نہیں متصور ہے عدم استطاعت باز رہنے
سے بلکہ ہر مکلف قادر ہے اوپر ترک کے برخلاف فعل کے اس واسطے کہ عاجز ہونا اسکے کرنے سے محسوس ہے
اور اسی واسطے امر میں استطاعت کی قید لگائی اور نہی میں نہ لگائی اور کہا ابن فرج نے کہ یہ جو فرمایا کہ
بچو تو یہ اپنے اطلاق پر ہے یہانتک کہ پایا جاوے جو اسکو مباح کرے جیسے مردار کا کھانا وقت ضرورت
کے اور پینا شراب کا وقت اکراہ اور مجبور ہونیکے اور اصل اس میں جواز تلفظ یعنی جائز ہے بولنا کلمہ کفر
کا جبکہ دل میں ایمان کا اطمینان ہو جیسا کہ ناطق ہے ساتھ اسکے قرآن اور تحقیق یہ ہے کہ مکلف ان سب
چیزوں میں نہیں ہے منع کیا گیا اس حال میں اور جواب دیا ہے ماوردی نے کہ گناہ سے باز رہنا ترک ہے
اور وہ آسان ہے اور عمل طاعت کا فعل ہے اور وہ مشکل ہے پس اسی واسطے نہیں مباح ہوا ہے گناہ کرنا اگرچہ
عذر سے ہو اس واسطے کہ وہ ترک ہے اور ترک سے کوئی آدمی عاجز نہیں ہوتا اور مباح کیا چھوڑ دینا
عمل کا عذر سے اس واسطے کہ کبھی عمل سے آدمی عاجز ہو جاتا ہے اور کہا بعضوں نے کہ نہی کبھی ہوتی ہے
ساتھ مانع کے نقیض سے اور وہ حرام ہے اور کبھی نہیں ہوتی ہے ساتھ اسکے اور وہ مکروہ ہے اور ظاہر حدیث
کا دونوں کو شامل ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ مباح مامور بہ نہیں اس واسطے کہ تاکید فعل کی
تو واجب اور مندوب کی مناسب ہوتی ہے اور جو اسکو مامور بہ کہتا ہے اسنے جواب دیا ہے ساتھ اسکے کہ
مراد امر سے طلب نہیں ہے بلکہ مراد اس سے عام تر معنے میں اور وہ اذن ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ
اسکے کہ امر نہیں چاہتا ہے تکرار کو اور نہ اسکے عدم کو اور بعض نے کہا کہ تقاضا کرتا ہے اور استدلال
کیا گیا ہے ساتھ اسکے اس پر کہ تمام چیزیں مباح ہیں یعنی اصل سب چیزوں میں اباحت ہے یہانتک کہ
ثابت ہو نہی شارع کی طرف سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اس پر کہ منع ہے بہت سوال کرنا مسئلوں
سے اور سختی کرنا بیچ اسکے کہا بغوی نے کہ اگر دین کی کسی مسئلے کی حاجت پڑے تو اس کا پوچھنا جائز
ہے بلکہ مامور بہ ہے واسطے دلیل اس آیت کی فاسئلوا اہل الذکر الخ اور اگر بطور تشدید اور تکلف کے ہے تو منع ہے
اور یہی مراد ہے حدیث میں اور تائید کرتا ہے اسکی وارد ہونا زجر کا حدیث میں اغلوطات سے کہا اوزاعی نے
کہ اغلوطات سخت اور مشکل مسئلے ہیں اور اکثر سلف سے منقول ہے کہ مکروہ ہے کلام کرنا ان مسئلوں
میں جو واقع نہ ہوئی ہوں م مگر وہ اس وقت ہے جبکہ باز رکھے عالم کو اس چیز سے کہ اس سے اہم تر ہو
اور لائق ہے کہ چھانٹا جاوے اس چیز کو جسکا وقوع بہت ہو نہ جسکا وقوع نادر ہو اور اس حدیث میں اشارہ ہے

طرف اس کی کہ لائق ہی مشغول ہونا ساتھ اس امر کے جس کی فی الحال حاجت ہو اور نہ مشغول ہونا ساتھ اسکے جس کی فی الحال حاجت نہ ہو سو گویا کہ فرمایا کہ لازم پکڑو اپنے اوپر کرنا امر دین کا اور بچنا منع چیزوں سے بدلے مشغول ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی پس لائق ہی مسلمانوں کو کہ بحث کرے اس چیز سے کہ اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے آئی ہے پھر کوشش کرے اسکے سمجھنے میں اور اس کی مراد معلوم کرنے میں پھر مشغول ہووے ساتھ عمل کرنیکے اوپر اسکے پھر اگر علمیات سے ہو تو اس کی تصدیق کے ساتھ مشغول ہووے اور اسکے حق ہونیکے ساتھ اعتقاد کرے اور اگر عملیات سے ہووے تو خرچ کرے اپنی کوشش کو ساتھ عمل کرنیکے اوپر اسکے فعل سے ہو یا ترک سے اور اگر اس سے زیادہ وقت پاوے تو نہیں ڈر ہے کہ خرچ کرے اسکو مشغول ہونے میں ساتھ پہچاننے حکم اس چیز کے کہ واقع ہوگی جبکہ یہ قصد ہو کہ عمل کرے گا ساتھ اسکے اگر واقع ہوئی اور اگر جدل اور جھگڑے کا قصد ہو تو یہ منع ہے (فتح) **باب**

مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ وَقَوْلِهِ لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ جو مکروہ ہے کثرت سوال سے اور تکلف مالایعنی سے اور خدا نے فرمایا کہ نہ سوال کرو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کیجاویں تو تم کو بری لگیں **ف** مراد اس کی یہ ہے کہ استدلال کرے ساتھ اس آیت کے مدعی پر اور وہ کراہت بہت سوال کرنے کی اور یہ پھرنا ہے بخاری سے طرف ترجیح بعض اس چیز کی کہ آئی ہے اس کی تفسیر میں اور اسکے شان نزول کا اختلاف تفسیر میں گذر چکا ہے اور ترجیح دی ہے ابن منیر نے اسکو کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ بہت سوال کرنیکے اس چیز سے کہ واقع ہوئی اور آئندہ واقع ہوگی اور اسی کو چاہتی ہے کاریگری بخاری کی اور باب کی حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں اور البتہ سخت ہوا ہے انکار ایک جماعت کا اوپر اسکے ان میں سے قاضی ابو بکر بن عربی ہے سو کہا اسنے کہ اعتقاد کیا ہے غافلوں کی ایک قوم نے کہ منع ہے پوچھنا مسائل کا جب تک کہ واقع نہ ہوں اس آیت کی دلیل سے اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اس واسطے کہ آیت تصریح کرتی ہے کہ منع ہے وہ کہ واقع ہو مسئلہ اسکے جواب میں اور مسئلے حوادث کے اس طرح نہیں ہیں اور یہ قول ٹھیک ہے اس واسطے کہ ظاہر خاص ہونا اس آیت کا ساتھ زمانے نزول وحی کے اور تائید کرتی ہے اسکو حدیث سعد کی جو باب میں ہے کہ جو سوال کرے ایسی چیز سے جو حرام نہ ہو پھر اسکے سوال کے سبب سے حرام ہو جاوے اس واسطے کہ ایسی چیز کے واقع ہونے سے البتہ امن حاصل ہو چکا ہے اور سعد کی حدیث کے معنے میں اور حدیث بھی آ چکی ہے اور ایسے جو ثابت ہوا ہے حدیثوں میں کہ اصحاب نے حضرت سے اکثر اوقات میں بہت چیزوں کا سوال کیا تو احتمال ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے ہو اور احتمال ہے کہ نہی آیت میں شامل ہو

اس چیز کو کہ اس کی حاجت ہی جسکا حکم مقرر ہو چکا ہے یا ان کو اسکے پہچاننے کی حاجت ہو مانند سوال
کی کلیجا پانچ کے ساتھ ذبح کرنے سے اور سوال کی وجوب طاعت سرداروں کی سے جبکہ معروف چیز کا حکم
کریں اور جیسا سوال کرنا احوال قیامت سے اور جو اس سے پہلے ہے لڑائیوں اور فتنے فسادوں سے اور مانند ان
سوالوں کی کہ قرآن میں ہیں جیسا سوال کرنا شراب اور جوئے اور کلالہ اور حیض اور عورتوں اور شکار وغیرہ سے لیکن
جو آیت سے نکالتے ہیں کہ مکروہ ہے بہت سوال کرنا ان مسئلوں سے جو نہیں واقع ہوئے انہوں نے اسکو اسکے
لاحق کیا ہے اس واسطے کہ کثرت سوال کی جب ہے بے تکلیف اس چیز کا جو مشکل ہو تو لائق ہے کہ اس سے
پرہیز کیجاوے اور امام دارمی نے اس میں ایک باب باندھا ہے اور اس میں اصحاب اور تابعین سے بہت
آثار نقل کئے ہیں اور کہا بعضوں نے کہ بحث دو قسم ہے ایک بحث یہ ہے کہ کیا یہ مسئلہ عموم نص میں داخل ہے
یا نہیں سو یہ مطلوب ہے مکروہ نہیں بلکہ متعین ہوتا ہے بعضے مجتہدوں پر دوسری قسم یہ ہے کہ مثل
چیزوں میں فرق کرے باوجود وصف جمع کے یا دو متفرق چیزوں کو جمع کرے پس یہی قسم ہے جسکی سلف سے
مذمت وارد ہوئی ہے اور اسکے موافق ہے حدیث ابن مسعود کی کہ ہلاک ہوئے سختی کرنیوالے کہ اس میں
ضائع کرنا ہے اوقات کا بیفائدہ چیزوں میں اور مثل اس کی ہے بہت تفریع کرنا ایسے مسئلے پر کہ نہ ہو اصل اسکی
واسطے قرآن میں نہ حدیث میں نہ اجماع میں اور وہ نہایت نادر الوقوع ہو اور سخت تر اس سے سوال کرنا ہے
غیبی چیزوں سے کہ وارد ہوئی ہے شرع ساتھ ایمان لانیکے اوپر انکے باوجود ترک کیفیت انکی کے اور سوال کرنا
وقت قیامت اور روح وغیرہ سے جو نہیں پہچانا جاتا ہے مگر محض نقل سے اور ان میں سے بہت چیزوں کی
حق میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی پس واجب ہے ایمان لانا ساتھ اسکے بدون بحث کے اور جو عذر کرے بیچ
معانی قرآن کے نگہبانی کرنیوالا ہو اس چیز پر جو آئی ہے اس کی تفسیر میں حضرت سے اور اصحاب سے اور
حاصل کرے احکام سے اس چیز کو کہ مستفاد ہوتی ہے اسکے منطوق سے اور مفہوم سے اور غور کرے سنت کی
معانی میں اور جس پر وہ دلالت کرے اور لیوے جو اس سے حجت کے لائق ہے تو یہ محمود ہے اور نفع اٹھایا جاتا ہے
ساتھ اسکے اور اسی پر معمول ہے عمل شہروں کے فقہاء کا تابعین سے اور جو انکے بعد ہیں اور اس باب میں نو
حدیثیں مذکور ہیں بعضی متعلق ہیں ساتھ کثرت سوال کے اور بعضی متعلق ہیں ساتھ تکلیف ما لا یعنی
کے اور بعضی ساتھ سبب نزول آیت کے اور حدیث اول متعلق ہے ساتھ قسم دوسری کے اور اسی طرح
حدیث دوسری اور پانچویں (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا
سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ
أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ

لَکُمْ یُحَرَّمُ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْأَلَتِہٖ ترجمہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بیشک سب مسلمانوں میں بڑا گنہگار مسلمان وہ ہے کہ جس نے وہ بات پوچھی کہ حرام نہ تھی پھر اس کے پوچھنے کے سبب سے حرام ہو گئی ف مسئلہ پوچھنا دو قسم ہے ایک تو وہ کہ اس کی حاجت پڑے اور وہ بات معلوم نہیں تو دریافت کیواسطے پوچھے تو یہ درست ہے بلکہ اس کا حکم ہے کہ دریافت کرے خدا نے قرآن میں فرمایا فَاسْئَلُوْا اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ دوسرے یہ کہ ناحق بے حاجت پوچھنا اور تنگ کرنا یہ منع ہے سو اسی کو حضرت نے منع کیا کہ ناحق بے حاجت باتیں نہ پوچھا کرو شاید حلال چیز تمہارے بیفائدہ سوال سے حرام ہو جاوے اور تم گنہگار ہو لیکن جس مسئلے کی حاجت پڑے وہ اس حدیث سے مخصوص ہے ساتھ آیت مذکورہ کے پس اس کا سوال کرنا درست ہے بلکہ مامور بہ ہے اور حدیث محمول ہے تحذیر اور تہدید پر نہ یہ کہ سوال علت ہے تحریم کی پس نہیں تمسک ہے اس میں واسطے قدریہ کے کہ خدا ایک چیز دوسری چیز کے سبب سے کرتا ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو ایسا عمل کرے جو دوسرے کو ضرر کرے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اور حدیث میں ہے کہ اصل چیزوں میں اباحت ہے یعنی دراصل سب چیزیں مباح ہیں یہانتک کہ وارد ہو شرع برخلاف اسکے اور بعضوں نے کہا کہ اس کا جرم یہ ہے کہ اسکے سوال کے سبب سے مسلمانوں کو ضرر پہنچا کہ منع ہوا ان کو تصرف کرنا اس چیز میں جو اسکے سوال کرنے سے پہلے حلال تھی اور استفادہ ہوتی ہے برائی گناہ کی یعنی یہ گناہ اتنا بڑا ہے کہ جو اسکے واقع ہونے کا سبب ہو اسکو بھی یہ کہنا جائز ہے کہ یہ بہت بڑے گناہ میں واقع ہوا (فتح) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا النَّضْرِ یُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَۃً فِی الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِیْرٍ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْہَا لَیَالِیَ حَتّٰی اجْتَمَعَ اِلَیْہِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَہٗ لَیْلَۃً وَظَنُّوْا اَنَّہٗ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُہُمْ یَتَنَحْنَحُ لِیَخْرُجَ اِلَیْہِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بِکُمُ الَّذِیْ رَاَیْتُ مِنْ صَنِیْعِکُمْ حَتّٰی خَشِیْتُ اَنْ یُکْتَبَ عَلَیْکُمْ وَلَوْ کُتِبَ عَلَیْکُمْ مَا قُمْتُمْ بِہٖ فَصَلُّوْا اَیُّہَا النَّاسُ فِیْ بُیُوْتِکُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلٰوۃِ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ ترجمہ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت نے ایک سال مسجد میں چٹائی کا حجرہ بنایا یعنی رمضان کے مہینے میں سو حضرت نے اس میں چند راتیں نماز پڑھی یہانتک کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے پھر انہوں نے ایک رات حضرت کی آواز نہ پائی اور گمان کیا کہ حضرت سو گئے تو ان میں سے بعض آدمی کھنکورنے لگے تاکہ حضرت ان کی طرف نکلیں تو حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ رہا

تمہارے ساتھ جو دیکھا میں نے تمہارے عمل سے یہانتک کہ میں ڈرا کہ وہ تم پر فرض ہو جاوے سو اگر تم پر فرض ہو جاوے تو تم اسکو قائم نہ کر سکو سو اے لوگو تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اس واسطے کہ افضل نماز مرد کی اپنے گھر ہی میں ہے مگر فرض نماز یعنی فرض نماز مسجد میں افضل ہے ف اس حدیث کی شرح تہجد کی نماز میں گذری اور متعلق ہے ساتھ اس ترجمے کے اس حدیث سے وہ چیز ہے جو سمجھی جاتی ہے حضرت کے انکار سے یعنی جو انکار کیا حضرت نے انکے فعل پر کہ انہوں نے سختی کی اس چیز میں جسکی حضرت نے انکو اجازت نہیں دی تھی یعنی رات کی نماز میں مسجد کے اندر جمع ہونا (فتح) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ سَلُونِي فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَبِي فَقَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ ترجمہ ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت کئی چیزوں سے پوچھے گئے جنکو برا جانا سو جب لوگوں نے حضرت سے بہت سوال کیا تو حضرت غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ مجھ سے پوچھو تو ایک مرد نے کہا یا حضرت میرا باپ کون ہے حضرت نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے پھر اور مرد کھڑا ہوا تو اسنے کہا کہ میرا باپ کون ہے یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ تیرا باپ سالم ہے شیبہ کا غلام آزاد سو جب عمر فاروق نے حضرت کے چہرے میں غصہ دیکھا تو کہا کہ ہم اللہ کی طرف توبہ کرتے ہیں ف پوری روایت یوں ہے کہ حضرت نے ایک روز بعد نماز ظہر کے خطبہ پڑھا اور قیامت کو یاد کیا پھر فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھا چاہے سو پوچھے سو جو کچھ مجھ سے پوچھو گے بتلاؤں گا جب تک میں اپنے مکان میں ہوں یعنی منبر پر تو عمر فاروق نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر کہا کہ ہم بدل راضی ہیں خدا کی خدائی سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت کی پیغمبری سے یہانتک کہ حضرت کا غصہ فرو ہوا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہت سوال کرنا منع ہے کہا ابن عبد البر نے کہ مراد کثرت سوال سے منع ہونا کثرت سوال کا ہے حادثوں سے اور اغلوطات سے اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت کے اصحاب نظر رکھتے تھے اور حضرت کا غضب سے سخت ڈرتے تھے اس خوف سے کہ کسی ایسے امر کیواسطے ہو جو انکو عام ہو جاوے اور یہ کہ جائز ہے جو منا مرد کے پاؤں کا اور جائز ہے غصہ کرنا وعظ کی حالت میں اور گھٹنوں کے بل بیٹھنا شاگرد کا استاد کے آگے جبکہ اس سے کچھ پوچھے اور یہی حکم ہے تابع کا واسطے متبوع کے اور مشروع ہونا تعوذ کا فتنوں سے اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ قسم اول کے اور اسی طرح

چوتھی اور آٹھویں اور نویں (فتح) حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلَى الْمُغِيْرَةِ اكْتُبْ اِلَيَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَكَتَبَ اِلَيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلٍ وَقَالٍ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةِ الْمَالِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقُوْقِ الْاُمَّهَاتِ وَوَاْدِ الْبَنَاتِ وَمَنْعٍ وَّهَاتِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانُوْا يَقْتُلُوْنَ بَنَاتِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ ترجمہ وراد مغیرہ بن شعبہ کے کاتب سے روایت ہے کہ معاویہ نے مغیرہ کو لکھا کہ میری طرف لکھ جو تو نے حضرت سے سنا ہے تو مغیرہ نے اس کی طرف لکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے پیچھے یہ ذکر کرتے تھے لا الہ الا اللہ سے منک الجد تک یعنی کوئی لائق عبادت کی نہیں سوای خدا کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کو سب شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے الٰہی نہیں کوئی روکنے والا تیری دی چیز کو اور کوئی دینے والا نہیں تیری روکی چیز کو اور تیرے روبرو نصیبے والے مالدار کو اسکا مال کچھ فائدہ نہیں دیتا اور نیز اسنے اسکی طرف لکھا کہ حضرت منع کرتے تھے قیل وقال اور کثرت سوال اور مال کے ضائع کرنے سے اور منع کرتے تھے ماؤں کی نافرمانی سے اور زندہ لڑکیوں کے گاڑنے سے کہا ابو عبداللہ نے کہ کفر کے وقت اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے سو خدا نے اسکو حرام کیا ف۔ اور غرض اس حدیث کی یہاں لانے سے یہی ہے کہ حضرت منع کرتے تھے قیل وقال سے اور کثرت سوال سے اور پہلے گذر چکی ہے بحث کہ کثرت سوال سے کیا مراد ہے کیا وہ خاص ہے ساتھ مال کے یا احکام کے یا عام تر ہے اس سے اور اولیٰ حمل کرنا اسکا ہے عموم پر یعنی مال اور احکام وغیرہ سب کو شامل ہے اور سب چیز میں کثرت سوال منع ہے لیکن منع اس چیز میں ہے جس کی سائل کو حاجت نہو اور باقی شرح کتاب الرقاق میں گذری (فتح) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ ترجمہ انس سے روایت ہے کہ ہم عمر کے پاس تھے سو کہا کہ ہم منع کیے گئے تکلف اور تشدد سے ف ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے عمر فاروق سے پوچھا خدا کے اس قول سے وفاکہۃ واباً کہ اب کیا چیز ہے تو عمر فاروق نے کہا کہ ہم منع کیے گئے تعمق اور تکلف سے اور مراد اب سے وہ سبزہ ہے جو چوپائے کھاتے ہیں اور کہا ابن عباس نے کہ اب وہ چیز ہے جسکو

زمین اگاتی ہے جو چوپائے کھاتے ہیں اور آدمی نہیں کھاتے (فتح) حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزهری ح وحدثنا محمود قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزهری قال اخبرنی انس بن مالك ان النبی صلی الله علیه وسلم خرج حین زاغت الشمس فصلی الظهر فلما سلم قام علی المنبر فذكر الساعة وذكر ان بین یدیها امورا عظاما ثم قال من احب ان یسئل عن شیء فلیسئل عنه فوالله لا تسئلونی عن شیء الا اخبرتكم به مادمت فی مقامی هذا قال انس فاكثر الناس البكاء واكثر رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یقول سلونی قال انس فقام الیه رجل فقال این مدخلی یا رسول الله قال النار فقام عبد الله بن حذافة فقال من ابی یا رسول الله قال ابوك حذافة قال ثم اكثر ان یقول سلونی سلونی قال فبرك عمر علی ركبتیه فقال رضینا بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا قال فسكت رسول الله صلی الله علیه وسلم حین قال عمر ذلك ثم قال النبی صلی الله علیه وسلم اولی والذی نفسی بیده لقد عرضت علی الجنة والنار انفا فی عرض هذا الحائط وانا اصلی فلم ار كالیوم فی الخیر والشر۔ ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت باہر تشریف لائے جبکہ آفتاب ڈھلا سو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر جب سلام پھیری تو منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کو یاد کیا اور ذکر کیا کہ قیامت سے پہلے بڑی بڑی مصیبتیں ہونے والی ہیں پھر فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھا چاہے سو...... پوچھے سو قسم ہے اللہ کی نہیں پوچھو گے مجھ سے کچھ مگر میں تم کو بتلاؤں گا جب تک کہ میں اپنے مقام میں ہوں کہا انس نے سو لوگ بہت رونے لگے اور حضرت بار بار فرماتے تھے کہ مجھ سے پوچھو انس نے کہا سو ایک مرد حضرت کی طرف کھڑا ہوا تو اسنے کہا یا حضرت میری داخل ہونیکی جگہ کہاں ہے یعنی بہشت میں جاؤنگا یا دوزخ میں حضرت نے فرمایا کہ دوزخ ہے پھر عبداللہ بن حذافہ اٹھا تو اسنے کہا یا حضرت میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر بہت بار فرمایا کہ مجھ سے پوچھو مجھ سے پوچھو کہا سو عمر فاروق نے اپنے گھٹنوں کے بل ہو کر کہا کہ ہم بدل راضی ہوئے خدا کی خدائی سے اور اسلام کے دین سے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری سے کہا سو حضرت چپ ہوئے جبکہ عمر فاروق نے یہ کہا پھر حضرت نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تو ہلاک ہو وے قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ میرے سامنے کئے گئے بہشت اور دوزخ اس وقت اس دیوار کے آگے اور میں نماز پڑھتا تھا سو نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز خیر اور شر میں جیسے آج دیکھی فائدہ حدیث

متعلق ہو ساتھ قسم تیسری کے اور اسی طرح چوتھی حدیث بھی اور وہ چوتھی حدیث کے معنے میں ہو (فتح)
حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ
اَخْبَرَنِیْ مُوْسَی بْنُ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ رَجُلٌ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ مَنْ اَبِیْ قَالَ
اَبُوْكَ فُلَانٌ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ
لَكُمْ تَسُؤْكُمْ الْاٰیَة ترجمہ انس سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت میرا باپ کون ہے حضرت نے
فرمایا کہ تیرا باپ فلان ہے اور یہ آیت اتری ای ایمان والو نہ پوچھو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر
کی جاویں تو تمکو بری لگیں حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ
حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَنْ یَبْرَحَ النَّاسُ یَتَسَاءَلُوْنَ هٰذَا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ
شَیْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ ترجمہ انس سے روایت ہے کہ ہمیشہ لوگ آپس میں پوچھتے ہیں کہ یہ تو خدا نے سب
خلق کو پیدا کیا ہے سو خدا کو کسنے پیدا کیا ف ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے
دل میں خیال ڈالتا ہے کہ زمین آسمان کو کسنے بنایا تو کہتا ہے خدا نے تو شیطان پوچھتا ہے کہ خدا کو
کس نے بنایا اور ہذا اللہ مبتدا اور خبر ہے اور اسکی تقدیر یہ ہے کہ یہ مقرر اور معلوم ہے کہ خدا نے خلق کو پیدا
کیا اور وہ شئی ہے اور ہر چیز مخلوق ہے تو اسکو کسنے پیدا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب شیطان دل میں
خیال ڈالے تو اس وقت خدا کی پناہ مانگے یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور باز رہے اور ایک
روایت میں ہے کہ آمنت باللہ ورسلہ کہے اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ چند گنوار لوگ مسجد میں آئے
اور مجھ سے پوچھا کہ بھلا خدا کو کس نے پیدا کیا اور میں نے انکو پتھر مارے اور میں نے کہا کہ حضرت نے سچ
فرمایا کہ ایسے سوال کرنے والے احمق ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کہے آمنت باللہ کہ یہ صریح
ایمان ہے یعنی اس وسوسہ کو برا جاننا اور اسکو قبول نہ کرنا دلیل ہے اوپر خالص ہونے ایمان کے اس واسطے
کہ کافر اصرار کرتا ہے اس پر جو اسکے دل میں ہے محال سے اور نہیں نفرت کرتا اس سے اور یہ جو دوسری حدیث
میں کہا کہ خدا کی پناہ مانگے اور باز رہے یعنی اس خیال میں فکر کرنا چھوڑ دیوے اور خدا کی پناہ مانگے جبکہ
نہ دفع ہو اس سے وسوسہ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ علم اسکا کہ خدا نے بنایا ہے شیطان کو ہر وسوسے
بدیہی امر ہے حجت اور مناظرہ کا محتاج نہیں سو اگر اس سے کوئی خیال دل میں گذرے تو وہ شیطان کا وسوسہ
ہے اور اس کی کوئی حد نہیں سو جب کسی دلیل سے اس کا معارضہ کیا جاوے تو اور طرح سے مغالطہ
دیتا ہے سو ضائع کرتا ہے اسکے وقت کو اگر سالم رہے فتنے سے سو نہیں ہے کوئی تدبیر اسکے دفع کو بنسبت

قوت تر اس میں ہے کہ خدا کی پناہ پکڑے اعوذ باللہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ احد اللہ الصمد کہے اور ہر
انسان صاف طبیعت کی یہ پیدایشی بات ہے کہ وہ جانتا ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا خدا ہے اسکے
پہلے کوئی چیز نہیں جو اسکو بناوے اور ہزاروں دلیل عقلی سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے سو ایسا
سوال وہی کریگا جس کی اصل پیدائش میں خلل ہے اور عقل میں نقصان ہے اور یہ عجب حماقت کا
سوال ہے کہ جب اسکو خدا کہا تو پھر اسکے پیدا کرنے والے کو پوچھنا عجب نادانی ہے اگر خدا کا پیدا کرنے والا
کوئی ہوتا تو پھر وہ خدا کاہے کو باقی رہا وہ بھی مخلوق ہو گیا مثل اور مخلوقات کی اور کہا مہلب نے
قول اس کا صریح ایمان ہے یعنی نہ نکالنا امر کو بالانہایت تک اس واسطے کہ جب امر کو بالانہایت تک
نکالا جاوے تو اس وقت ضرور ہے کہ کوئی ایسا خالق ہو جسکو کسی نے پیدا نہیں کیا اس واسطے کہ عاقل
فکر کرنیوالا جانتا ہے کہ سب مخلوقات مخلوق ہیں واسطے ہونے اثر کاریگری کے جو اس میں موجود ہے
اور اثر حدث کے جو اس میں جاری ہے اور خالق کی یہ صفت نہیں ہوتی پس واجب ہے کہ ان میں سے ہر ایک
کے واسطے خالق ہو جسکو کسی نے پیدا نہیں کیا پس یہ ہے صریح ایمان نہ بحث کرنا جو شیطان کے
مکر سے ہے جو حیرت کی طرف نوبت پہنچاتی ہے کہا ابن بطال نے کہ اگر وسوسہ کرنیوالا کہے کہ کون
مانع ہے کہ خالق اپنے نفس کو آپ پیدا کرے تو اس سے کہا جاوے گا کہ یہ بعض بعض کے متناقض ہے
اس واسطے کہ تو نے خالق کو ثابت کیا ہے اور اسکے وجود کو واجب ٹھیرایا ہے پھر تو نے کہا کہ وہ اپنے
نفس کو خود آپ پیدا کرتا ہے سو تو نے واجب کیا اسکے عدم کو اور اسکے موجود اور معدوم ہونے میں
تطبیق ممکن نہیں بلکہ دونوں امر کو جمع کرنا فاسد ہے اس واسطے کہ اس میں تناقض ہے اس واسطے کہ فاعل کا
وجود مقدم ہوتا ہے اسکے فعل کے وجود پر پس محال ہے کہ اسکا نفس اسکا فعل ہو اور یہ واضح ہے اس شبہ کو
حل کرنے میں اور یہ نوبت پہنچاتا ہے طرف صریح ایمان کی اور مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ اصحاب
نے کہا یا حضرت ہم دل میں پاتے ہیں وہ وسوسہ کہ ہم میں سے کوئی بھاری جانتا ہے کہ اسکے ساتھ کلام
کرے حضرت نے فرمایا البتہ تم نے اسکو پایا ہے انہوں نے کہا ہاں حضرت نے فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے
اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت پوچھے گئے وسوسے سے فرمایا کہ یہ محض ایمان ہے کہا ابن تین نے اگر
جائز رکھا جاوے کہ خالق کیواسطے کوئی خالق ہو تو تسلسل لازم آوے پس ضرور ہے نہایت ہونے سے
طرف واجد قدیم کی اور قدیم اسکو کہتے ہیں جس سے پہلے کوئی چیز نہ ہو اور نہیں صحیح ہے معدوم ہونا
اسکا اور وہ فاعل ہے یعنی پیدا کرنے والا ہے کسی نے اسکو پیدا نہیں کیا اور وہ اللہ تعالیٰ ہے کہا
کرمانی نے ثابت ہوا ہے کہ پہچاننا اللہ کا دلیل سے فرض عین ہے یا کفایہ ہے اور راہ طرف اس کی ساتھ

سوال کرنیکے اس سے متعین ہے اس واسطے کہ وہ اس کا مقدمہ ہے لیکن جب بداہت سے معلوم ہے کہ خالق غیر
ہے مخلوق کا یا ساتھ کسب کے جو قریب ہو صدق کے تو ہوگا سوال کرنا اس سے تشدد اور سختی سو
ہوگی ذم متعلق ساتھ اس سوال کے جو بطور تشدید اور سختی کے ہو نہیں تو پہنچنا اس کی معرفت کی
طرف اور وارد کرنا شبہ کا اس سے صریح ایمان ہے اس واسطے کہ ضرور ہے قطع ہونا اس تسلسل کا طرف
ایسے خالق کی جسکو کسی نے پیدا نہیں کیا واسطے دفع تسلسل کے واسطے اور ہارون رشید کے زمانے میں
کسی نے اس سے ایسا سوال کیا کہ کیا خدا قادر ہے اس پر کہ اپنی مثل پیدا کرے سو ہارون رشید نے
اہل علم سے اس کا جواب پوچھا تو ایک نوجوان نے جلدی کی سو اسنے کہا کہ یہ سوال محال ہے اس
واسطے کہ مخلوق محدث ہے یعنی نئی پیدا کی گئی ہے آگے نہ تھی اور جو محدث ہو یا پیدا کیا گیا ہو وہ
قدیم کی مثل نہیں ہوتا پس محال ہے یہ کہ کہا جاوے کہ خدا قادر ہے اس پر کہ اپنی مثل پیدا کرے یا
کہا جاوے کہ نہیں قادر ہے جیسا کہ محال ہے کہ کہا جاوے قادر عالم میں قادر ہے اس پر کہ جاہل
عاجز ہو جاوے (فتح) **حدثنا محمد بن عبيد بن ميمون قال حدثنا عيسى بن**
يونس عن الاعمش عن ابراهيم عن علقمة عن ابن مسعود قال كنت مع النبي صلى
الله عليه وسلم في حرث بالمدينة وهو يتوكأ على عسيب فمر بنفر من اليهود
فقال بعضهم سلوه عن الروح وقال بعضهم لا تسئلوه لا يسمعكم ما تكرهون
فقاموا اليه فقالوا يا ابا القاسم حدثنا عن الروح فقام ساعة ينظر فعرفت انه يوحى
اليه فتأخرت عنه حتى صعد الوحي ثم قال ويسئلونك عن الروح قل الروح
من امر ربي ترجمہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ میں حضرت کے ساتھ تھا مدینے کی کھیتی میں تھا اور حضرت
ایک چھڑی پر تکیہ کئے تھے سو حضرت چند یہودیوں پر گذرے تو ان میں سے بعضوں نے کہا کہ اس سے روح
کی حقیقت پوچھو اور بعضوں نے کہا کہ نہ پوچھو کہ تم کو کوئی بات نہ سناوے تو ان میں سے بعضے حضرت کی
طرف کھڑے ہوئے سو انہوں نے کہا اے ابو القاسم خبر دے ہم کو روح سے کہ کیا چیز ہے سو حضرت ایک
ساعت کھڑے دیکھتے رہے سو میں نے پہچانا کہ حضرت کو وحی ہوتی ہے سو میں آپ سے پیچھے ہٹا یہاں تک
کہ وحی چڑھی پھر حضرت نے فرمایا اور تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی تو کہہ کہ روح میرے رب کے
حکم سے ہے ف اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ حضرت نے ان کو اسی وقت جواب دیا (فتح) **باب**
الاقتداء بافعال النبي صلى الله عليه وسلم حضرت کی افعال کی پیروی کرنا ف اصل
اس میں یہ قول خدا کا ہے **لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة** یعنی البتہ تمہارے واسطے حضرت کی

تابعداری مین بہتر پیروی ہے اور ایک جماعت کا مذہب یہہ ہی کہ واجب ہے واسطے داخل ہونے اسکے کے
بیچ عموم قول اللہ تعالیٰ کے وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا اور قول خدا کے فاتبعونی یحببکم اللہ
سو واجب ہی پیروی حضرت کی آپکے فعل مین جیسے کہ واجب ہی آپکے قول مین یہانتک کہ قائم ہو
کوئی دلیل ندب پر یا خصوصیت پر اور اور لوگون نے کہا کہ اس مین احتمال ہی وجوب کا اور ندب کا اور
اباحت کا پس محتاج ہے طرف قرینے کی اور کہا جمہور نے ندب کیواسطے ہی جبکہ ظاہر ہو وجہ قربت کی اور
بعضون نے کہا اگرچہ نہ ظاہر ہو اور بعضون نے تفصیل کی ہی درمیان تکرار اور عدم تکرار کے اور بعضے
لوگون نے کہا کہ اگر حضرت کا فعل کسی مجمل کا بیان ہو سو حکم اس مجمل کا ہے وہی اس کا ہے وجوب ہو یا ندب
یا اباحت پہر اگر ظاہر ہو وجہ قربت کی تو ندب کیواسطے ہی اور جس مین قربت کی وجہ ظاہر نہو تو اباحت
کے واسطے ہی اور اسپر تقریر حضرت کی اس پر جو حضرت کے سامنے کیا جاوے سو دلالت کرتا ہے جواز پر اور
یہ مسئلہ مبسوط ہی اصول فقہ مین اور متعلق ہی ساتھ اسکے تعارض حضرت کے قول و فعل کا اور متفرع ہوتا ہے
اس پر حکم خصائص کا پہر اگر قول اور فعل آپس مین معارض ہو تو اس مین علما کے تین قول ہین ایک یہ
کہ قول حضرت کا مقدم ہی آپ کے فعل پر اس واسطے کہ اسکے لئے صیغہ ہی جو معانی کو شامل ہے دوسرا قول یہ کہ
فعل مقدم ہی قول پر اس واسطے کہ اس کیطرف کوئی احتمال راہ نہین پاتا جو قول کیطرف پاتا ہے تیسرا قول
یہ ہی کہ ترجیح دی جاوے اور محل اس سب کا وہ ہی کہ نہ قائم ہو قرینہ جو دلالت کرے خصوصیت پر اور جمہور کا
مذہب اول قول ہی اور اسکے واسطے حجت یہ ہی کہ تعبیر کیا جاتا ہے ساتھ قول کے محسوس سے اور معقول سے بخلاف
فعل کے ہے پس خاص ہوگا ساتھ محسوس کے سو ہوگا قول اتم اور ساتھ اس وجہ کے کہ اتفاق ہی اس پر کہ
قول دلیل ہے برخلاف فعل کے اور اس واسطے کہ قول دلالت کرتا ہے بنفسہ برخلاف فعل کے پس محتاج ہوگا
طرف واسطے کی اور اس واسطے کہ مقدم کرنا فعل کا نوبت پہنچاتا ہے طرف ترک عمل کی ساتھ قول کے یعنی
اس مین قول کے ساتھ عمل نہین ہوتا اور اگر قول کے ساتھ عمل کیا جاوے تو ممکن ہی ساتھ اسکے عمل کرنا فعل کی
مدلول پر پس ہوگا قول راجح ان اعتبارون سے (فتح) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ
فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا
مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ وَقَالَ إِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ ترجمہ ابن عمر سے روایت
ہے کہ حضرت نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو لوگون نے بھی سونے کی انگوٹھیان بنوائین سو حضرت نے فرمایا کہ مین نے
سونے کی انگوٹھی بنوائی سو حضرت نے اسکو پھینکا اور فرمایا کہ مین اسکو کبھی نہین پہنونگا سو لوگون نے بھی اپنی

انگوٹھیوں کو پھینکا ف۔ بخاری نے حضرت ایک مثال بیان کی اس واسطے کہ وہ شامل ہے اس پر کہ اصحاب نے آپ کی پیروی کی فعل میں اور ترک میں اور ابن بطال نے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے اس پر کہ حضرت کے فعل کی پیروی واجب ہے اس واسطے کہ حضرت نے انگوٹھی اتاری اور اصحاب نے بھی انگوٹھیں اتاریں اور حضرت نے نماز میں جوتا اتارا تو اصحاب نے بھی اتارا اور حدیبیہ میں حضرت نے سر منڈایا اور قربانی ذبح کی تو اصحاب نے بھی آپ کی پیروی میں جلدی کی بعد اسکے کہ حضرت نے ان کو احرام سے حلال ہونے کا حکم دیا اور لوگوں نے اس میں تردد کیا سو اسنے دلالت کی کہ فعل ابلغ ہے قول سے لیکن اس میں وجوب پر دلالت نہیں جو اسنے دعویٰ کیا ہے بلکہ مطلق پیروی پر دلالت ہے واللہ اعلم عند اللہ (فتح)

بَابُ مَا یُکْرَہُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ وَالْغُلُوِّ فِی الدِّیْنِ وَالْبِدَعِ لِقَوْلِہٖ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ جو مکروہ ہے تشدید اور سختی کرنے سے اور تنازع اور زیادتی کرنے سے دین میں اور بدعتوں سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اے کتاب والو نہ حد سے بڑھ جاؤ دین کی بات میں اور نہ بولو اللہ پر مگر سچی بات ف۔ ابتدا آیت کی متعلق ہے ساتھ فروع دین کے اور اسی سے تعبیر کی گئی ہے ترجمہ میں ساتھ علم کے اور جو اسکے مابعد ہے وہ متعلق ہے اصول دین سے اور تعمق کے معنے ہیں تشدید کرنا کام میں یہانتک کہ اس میں حد سے بڑھ جاوے اور غلو کے معنے ہیں مبالغہ اور تشدید کرنا کام میں یہانتک کہ حد سے بڑھ جاوے اور یہی معنے تعمق کے ہیں اور تنازع کے معنے ہیں مجادلہ اور مراد جھگڑنا ہے وقت اختلاف کے حکم میں جبکہ نہ واضح ہو دلیل اور مذموم ہے جھگڑنا بعد قائم ہونے دلیل کے اور بدع جمع ہے بدعت کی اور بدعت وہ چیز ہے کہ پہلے اسکے کوئی مثال نہ ہو یعنی دین میں ایسا کوئی کام پہلے نہ ہو پس شامل ہوگی باعتبار لغت کے محمود اور مذموم کو اور خاص ہوگی شرع کے عرف میں ساتھ مذموم کے اور شرع میں بدعت اسکو کہتے ہیں جسکے پہلے کوئی مثال نہ ہو اور وہ مذموم ہے اور اگر وارد ہو بدعت محمود کام میں تو باعتبار لغوی معنے کے اور استدلال کرنا ساتھ آیت کے مبنی ہے اس پر کہ لفظ اہل کتاب کا واسطے تعمیم کے ہے تاکہ یہود اور نصاریٰ کے سوا اور لوگوں کو بھی شامل ہو یا محمول ہے اس پر کہ جو لوگ یہود اور نصاریٰ کے سوا ہیں وہ ملحق ہیں ساتھ انکے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ہِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا اِنَّکَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ فَلَمْ یَنْتَھُوْا عَنِ الْوِصَالِ قَالَ فَوَاصَلَ بِھِمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَیْنِ اَوْ لَیْلَتَیْنِ ثُمَّ رَاَوُا الْھِلَالَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

لَوْ تَأَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّرِ لَهُمْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا لگاتار کا روزہ نہ رکھا کرو اصحاب نے کہا کہ آپ لگاتار کا روزہ رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات کاٹتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھکو کھلاتا پلاتا ہے سو لوگ لگاتار کے روزے سے باز نہ آئے تو حضرت نے انکے ساتھ لگاتار کا روزہ رکھا دو دن یا دو راتیں پھر لوگوں نے عید کا چاند دیکھا سو حضرت نے فرمایا کہ اگر چاند دیر سے چڑھتا تو میں تمکو روزہ زیادہ کرتا جیسے ان پر انکار کرنے والے تھے **ف** واقع ہوا ہے انس کی حدیث میں جو گذری کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر زیادہ ہو جاتا تو میں برابر اتنے لگاتار کے روزے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے دین میں سختی کرنیوالے اپنی شدت کو اور اسی روایت کیطرف اشارہ کیا ہے بخاری نے ترجمہ میں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ واقع ہوئی ہے اسکے بعضے طریقوں میں وہ چیز جو ترجمہ کے موافق ہے یعنی تعمق کرنا (فتح) **حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ عَلَى مِنْبَرٍ مِنْ آجُرٍّ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيهِ صَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ عَيْرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهِ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهَا مَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا** ترجمہ یزید بن شریک سے روایت ہے کہ علی مرتضی نے ہم پر خطبہ پڑھا اینٹوں کے منبر پر اور وہ تلوار پہنے تھے اس میں ایک کاغذ تھا لٹکا ہوا سو علی مرتضی نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب نہیں جو پڑھی جاوے سوائے قرآن کے اور جو اس کاغذ میں ہے پھر اس کاغذ کو کھولا سو ناگہاں میں نے دیکھا کہ اس میں اونٹوں کی عمر کا بیان ہے کہ دیت میں اتنے اونٹ اتنی اتنی عمر کے لیے جاویں اور ناگہاں اس میں لکھا تھا کہ مدینہ حرام ہے عیر کے پہاڑ سے فلانے پہاڑ تک یعنی ثور کے پہاڑ تک سو جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے خدا نہ قبول کریگا اس سے قیامت کے دن نہ نفل عبادت کو نہ فرض کو اور ناگہاں اس میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کی امان ایک ہے ادنے مسلمان بھی امان میں کوشش کرے سو جو کسی مسلمان کی امان دی کو توڑے تو اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے

نہ قبول کریگا اس سے خدا قیامت کے دن نفل عبادت کو نہ فرض کو اور جو کسی قوم سے دوستی کرے بے اجازت
اپنے مالکون اور سرداروں کے تو اس پر بھی خدا کی اور فرشتون کی اور سب مسلمانون کی لعنت ہے نہ قبول
کرے گا اللہ اس سے نہ نفل عبادت کو اور نہ فرض کو **ف** یعنی جیسے مکے کے حرم مین زیادتی اور بے ادبی
درست نہین ویسے ہی مدینے کے حرم مین بھی اور اگر مسلمانون سے ادنی مسلمان کسی کافر کو پناہ دیوے
تو سب مسلمانون پر اس کی رعایت واجب ہو گئی جو اس کی امان کو توڑے اس پر لعنت ہے اور پہلے گذر
چکا ہے کہ اس کاغذ مین ان حکمون کے سوا اور احکام بھی تھے قصاص اور عفو وغیرہ سے اور غرض مراد کرنے
اس حدیث کے سے اس جگہ لعنت کرنا ہے اس پر جو مدینے مین بدعت نکالے اس واسطے کہ اگرچہ حدیث
مین مدینے کی قید ہے لیکن حکم عام ہے اس مین اور اسکے غیر مین جگہ ہو نگے دین کے متعلقات سے (فتح) **حدثنا**
عمر بن حفص قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنا مسلم عن مسروق قال
قالت عائشة صنع النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئا ترخص فیہ وتنزہ عنہ قوم
فبلغ ذالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام یتنزہون
عن الشیء اصنعہ فواللہ انی لاعلمہم باللہ واشدہم لہ خشیة **ترجمہ** عائشہ سے
روایت ہے کہ حضرت نے کوئی کام کیا اور لوگون کو اس کی اجازت دی اور بعضے لوگون نے اسکو ہلکا جانا اور
اسکے کرنے مین تامل کیا یہ خبر حضرت کو پہنچی حضرت نے خطبہ پڑہا اور خدا کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کیا حال ہے
ان لوگون کا جو آپ کو دور کھینچتے ہین اس چیز سے جو مین کرتا ہون سو قسم ہے خدا کی کہ مقرر مین ان سے زیادہ جانتا ہون
خدا کو اور مین ان کی نسبت خدا سے نہایت خوفناک ہون **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الادب مین
گذری اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی شرع مین اجازت اور رخصت ہے اسکو ہلکا جاننا یا خلاف تقوی کی
اور پرہیز گاری کے سمجھنا درست نہین اور مراد اس سے اس جگہ یہ ہے کہ خیر اور بھلائی حضرت کی پیروی مین ہے
برابر ہے کہ عزیمت ہو یا رخصت اور استعمال کرنا رخصت کا ساتھ قصد اتباع حضرت کی اس جگہ مین کہ
وارد ہوئی ہے اولی ہے استعمال کرنے عزیمت سے یعنی اولویت کے سے بلکہ اکثر اوقات استعمال کرنا عزیمت کا
اس وقت مرجوح ہوتا ہے جیسے کہ سفر مین پوری نماز پڑہنا اکثر اوقات مذموم ہوتا ہے جبکہ ہو بطور اعراض کے
سنت سے جیسے موزون پر مسح نہ کرنا اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ جس چیز سے لوگون نے آپ کو
دور کھینچا تھا وہ بوسہ لینا ہے روزے دار کے واسطے اور بعضون نے کہا کہ شاید سفر مین روزہ نہ رکھنا تھا
اور نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ دور رکھنا اپنے تئین اس چیز سے جس کی حضرت نے رخصت دی ہے
بڑا گناہ ہے اس واسطے کہ وہ اپنے تئین حضرت سے زیادہ تر پرہیزگار دیکھتا ہے اور یہ الحاد ہے مین کہتا ہون

نہین شک ہے اسکے ملحد ہونے مین جو یہ اعتقاد رکھے لیکن جن لوگون کی طرف حدیث مین اشارہ ہے ان لوگون نے
اس کی یہ علت بیان کی ہے کہ خدا نے حضرت کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے یعنی سو جب کسی چیز کی رخصت
دیوین تو نہ ہونگے غیر کے برابر جس کی مغفرت نہین ہوئی سو محتاج ہوگا جس کی مغفرت نہین ہوئی اس
طرف کہ اولویت کو لیوے تاکہ نجات پاوے سو حضرت نے انکو بتلایا کہ اگرچہ خدا نے آپ کو بخش دیا ہے لیکن
وہ باوجود اسکے بہ نسبت ان کی خدا سے نہایت ڈرنے والے ہین اور ان سے زیادہ پرہیزگار ہین سو جو کام کہ حضرت
کرین عزیمت سے ہو یا رخصت سے سو وہ اس مین نہایت خوف اور تقوی مین ہین یہ نہین کہ گناہ معاف
ہو جانے سے عمل کرنا چھوڑ دیوین اور عمل کرنیکی کچھ حاجت نہ رہے بلکہ عمل کرتے تھے تاکہ خدا کی شکر گذاری
کرین سو جب کسی چیز کی رخصت دیوین تو سوا اسکے کچھ نہین کہ واسطے اعانت کے ہے عزیمت پر تاکہ
اسکو خوش دلی سے کرے اور یہ جو فرمایا اعلمہم تو یہ اشارہ ہے طرف قوت علمیہ کی اور یہ جو کہا کہ مین زیادہ
ڈرنیوالا ہون خدا سے تو یہ اشارہ ہے طرف قوت عملی کی یعنی مین اعلم ہون ان مین ساتھ فضل کے اور ڈرنے والا ہون
ساتھ عمل کے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ
مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيِّرَانِ اَنْ يَّهْلِكَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَفْدُ بَنِيْ تَمِيْمٍ اَشَارَ اَحَدُهُمَا بِالْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ اَخِيْ بَنِيْ مُجَاشِعٍ وَاَشَارَ الْاٰخَرُ
بِغَيْرِهٖ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ اِنَّمَا اَرَدْتَ خِلَافِيْ فَقَالَ عُمَرُ مَا اَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ
اَصْوَاتُهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا
اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى قَوْلِهٖ عَظِيْمٌ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَ
عُمَرُ بَعْدُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ اَبِيْهِ يَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ اِذَا حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِحَدِيْثٍ حَدَّثَهٗ كَاَخِي السِّرَارِ لَمْ يُسْمِعْهُ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهٗ ترجمہ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ
قریب تھے کہ دو برگزیدہ نیک مرد ہلاک ہون یعنی ابوبکر اور عمر جب قوم بنی تمیم کے ایلچی حضرت کے پاس آئے تو
دونون مین سے ایک نے اقرع کی طرف اشارہ کیا کہ سرداری کے لائق یہ ہے اور دوسرے نے اسکے غیر کیطرف اشارہ
کیا تو ابوبکر صدیق نے عمر فاروق سے کہا کہ تو نے تو میرے خلاف کا ارادہ کیا ہے تو عمر نے کہا کہ مین نے تیرا
خلاف کرنا نہین چاہا سو دونون کی آواز بلند ہوئی پاس حضرت کے تو یہ آیت اتری اے ایمان والو نہ کرو
اونچی اپنی آواز پیغمبر کی آواز سے عظیم تک کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ ابن زبیر نے کہا کہ اسکے بعد عمر کا دستور
تھا کہ جب حضرت سے کوئی بات کرتے تو آہستہ کرتے جیسے کوئی کان مین بات کرتا ہے اور اپنی آواز کو
نہایت پست کرتے یہانتک کہ بعضی بات کی استفہام کی حاجت پڑتی تو پست آواز ہونیکے سبب سے

سمجھ بھی نہ آتی ف اس حدیث کی شرح تفسیر میں گذری اور مقصود اس سے قول اسکا ہے سورۂ حجرات کے اول
میں لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ اور اس جگہ سے ظاہر ہو گی مناسبت اس کی ترجمہ میں (فتح) حدثنا
اسمعيل قال حدثني مالك عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة ام المؤمنين ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في مرضه مروا ابا بكر فليصل بالناس قالت عائشة
قلت ان ابا بكر اذا قام في مقامك لم يسمع الناس من البكاء فمر عمر فليصل فقال
مروا ابا بكر فليصل للناس فقالت عائشة فقلت لحفصة قولي ان ابا بكر اذا قام في
مقامك لم يسمع الناس من البكاء فمر عمر فليصل للناس ففعلت حفصة فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم انكن لانتن صواحب يوسف مروا ابا بكر فليصل
للناس فقالت حفصة لعائشة ما كنت لاصيب منك خيرا ترجمہ عائشہ سے روایت ہے
کہ حضرت نے مرض الموت میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھاوے عائشہ نے کہا میں نے کہا یا حضرت ابو بکر
نرم دل ہے جب حضرت کے مقام میں نماز پڑھانے کو کھڑا ہو گا تو رونے لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سن سکیں گے رونے کے
سبب سے سو عمر کو فرمائیے کہ لوگوں کو نماز پڑھاوے حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھاوے عائشہ نے کہا کہ
میں نے حفصہ سے کہا کہ تو کہہ کہ جب ابوبکر آپ کے مقام میں کھڑا ہو گا تو لوگ قرآن کی آواز نہ سن سکیں گے
رونے کے سبب سے سو عمر کو فرمائیے کہ لوگوں کو نماز پڑھاوے حفصہ نے حضرت سے کہا حضرت نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے
ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کیوں خلاف نمائی کرتی ہو ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو امام بن کے نماز پڑھاوے
تو حفصہ نے عائشہ سے کہا کہ نہیں میں کہ تجھ سے نیکی پاؤں یعنی تجھ سے میں نے کبھی بھلائی نہ پائی ف اس حدیث
کی شرح امامت میں گذری اور مقصود اس سے بیان کرنا مخالفت کی مذمت کا ہے حدثنا آدم قال
حدثنا محمد بن عبد الرحمن بن ابي ذئب قال حدثنا الزهري عن سهل بن سعد الساعدي
قال جاء عويمر الى عاصم بن عدي فقال ارايت رجلا وجد مع امرأته رجلا فيقتله
اتقتلونه به سل لي يا عاصم رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأله فكره النبي صلى
الله عليه وسلم المسائل وعابها فرجع عاصم فاخبره ان النبي صلى الله عليه وسلم
كره المسائل فقال عويمر والله لآتين النبي صلى الله عليه وسلم فجاء وقد انزل الله القرآن
خلف عاصم فقال له قد انزل الله فيكم قرآنا فدعا بهما فتقدما فتلاعنا ثم قال
عويمر كذبت عليها يا رسول الله ان امسكتها ففارقها ولم يأمره النبي صلى الله عليه و
سلم بفراقها فجرت السنة في المتلاعنين وقال النبي صلى الله عليه وسلم انظروها فان

جَاءَتْ بِهِ أَحْمَرَ قَصِيرًا مِثْلَ وَحَرَةٍ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ كَذَبَ وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْأَمْرِ الْمَكْرُوهِ ترجمہ سہل سے روایت ہے کہ عویمر عاصم کے پاس آیا سو کہا بھلا تبلا تو کہ اگر کوئی اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو حرام کرتے پاوے اور اسکو قتل کر ڈالے تو کیا تم اسکو اسکے قصاص میں قتل کر دوگے اے عاصم میرے واسطے حضرت سے پوچھ اسنے حضرت سے پوچھا سو حضرت نے اس سوال کو برا جانا اور اسکو عیب کیا سو اسنے اسکو خبر دی کہ حضرت نے اس سوال کو برا جانا تو عویمر نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں خود حضرت کے پاس جاؤنگا سو وہ آیا سو خدا نے عاصم کے بعد قرآن اتارا سو حضرت نے اس سے فرمایا کہ البتہ خدا نے تیرے حق میں قرآن اتارا سو حضرت نے دونوں مرد اور عورت کو بلایا دونوں نے لعان کیا پھر عویمر نے کہا کہ یا حضرت اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا سو اسنے عورت کو جدا کیا اور حضرت نے اسکو جدا کرنیکا حکم نہ کیا سو جاری ہوئی یہ سنت دو لعان کرنیوالوں میں کہ جو لعان کریں ان کا یہی حکم ہے اور حضرت نے فرمایا کہ دیکھتے رہو اس عورت کو کہ اگر وہ جنے لڑکا سرخ رنگ پست قد بہمنی کی طرح یعنی تپلا تو میں نہیں گمان کرتا اسکو مگر اسنے اس پر جھوٹ بولا اور اگر وہ عورت جنے لڑکا سیاہ رنگ کشادہ آنکھ والا موٹی رانوں والا تو میں نہیں گمان کرتا مگر یہ کہ اسنے اس عورت پر سچ کہا سو اس عورت نے لڑکا جنا مکروہ شکل پر یعنی زانی کی شکل پر

ف بہمنی ایک کیڑا ہے سرخ رنگ تپلا اور لمبا ہوتا ہے اس حدیث کی شرح لعان میں گذری اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت نے اس سوال کو برا جانا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ النَّصْرِيُّ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ ذَلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى مَالِكٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَّا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّي مُحَدِّثُكُمْ

عن هذا الامر ان الله كان خص رسوله صلى الله عليه وسلم في هذا المال بشيء لم يعطه
احدا غيره قال الله ما افاء الله على رسوله منهم فما اوجفتم عليه الآية فكانت
هذه خالصة لرسول الله صلى الله عليه وسلم ثم والله ما احتازها دونكم
ولا استاثر بها عليكم وقد اعطاكموها وبثها فيكم حتى بقي منها هذا المال وكان
النبي صلى الله عليه وسلم ينفق على اهله نفقة سنتهم من هذا المال ثم ياخذ ما
بقي فيجعله مجعل مال الله فعمل النبي صلى الله عليه وسلم بذلك حيوته انشدكم
بالله هل تعلمون ذلك قالوا نعم ثم قال لعلي وعباس انشدكما بالله هل تعلمان
ذلك قالا نعم ثم توفى الله نبيه صلى الله عليه وسلم فقال ابو بكر انا ولي رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقبضها ابو بكر فعمل فيها بما عمل فيها رسول الله صلى
الله عليه وسلم وانتما حينئذ فاقبل على علي وعباس تزعمان ان ابا بكر فيها
كذا والله يعلم انه فيها صادق بار راشد تابع للحق ثم توفى الله ابا بكر فقلت انا
ولي رسول الله صلى الله عليه وسلم وابي بكر فقبضتها سنتين اعمل فيها بما عمل
رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر ثم جئتماني وكلمتكما على كلمة واحدة
وامركما جميع جئتني تسئلني نصيبك من ابن اخيك واتاني هذا يسئلني
نصيب امرأته من ابيها فقلت ان شئتما دفعتها اليكما على ان عليكما عهد
الله وميثاقه تعملان فيه بما عمل به رسول الله صلى الله عليه وسلم وبما عمل فيه
ابو بكر وبما عملت فيها منذ وليتها والا فلا تكلماني فيها فقلتما ادفعها الينا
بذلك فدفعتها اليكما بذلك انشدكم بالله هل دفعتها اليهما بذلك قال
الرهط نعم فاقبل على علي وعباس فقال انشدكما بالله هل دفعتها اليكما بذلك
قالا نعم قال افتلتمسان مني قضاء غير ذلك فوالذي باذنه تقوم السموات و
الارض لا اقضي فيها قضاء غير ذلك حتى تقوم الساعة فان عجزتما عنها فادفعاها
الي فانا اكفيكماها ترجمہ مالک بن اوس سے روایت ہے کہ میں چلا تا کہ عمر پر داخل ہوں تا عمر فاروق کا
دربان جس کا یرفا نام تھا آیا تو اسنے کہا کہ کیا تجھکو حاجت ہے عثمان اور عبدالرحمن اور زبیر اور سعد میں کہ
اندر آنیکی اجازت مانگتے ہیں عمر فاروق نے کہا ہاں سو وہ اندر آئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے پھر دربان نے کہا کیا
تجھکو علی اور عباس کی حاجت ہے کہ اجازت مانگتے ہیں عمر فاروق نے ان کو بھی اجازت دی کہا عباس نے

اے امیر المومنین میرے اور اس ظالم یعنی علی کے درمیان حکم کر کہ دونون نے آپس مین جھگڑا کیا ہے تو کہا جماعت یعنی عثمان نے اور اسکے ساتھیون نے کہ اے امیر المومنین ان کے درمیان حکم کر اور ایک دوسرے کو آرام دے عمر فاروق نے کہا ٹھیرو مہلت لو مین تم کو قسم دیتا ہون اس اللہ کی جسکے حکم سے آسمان اور زمین قایم ہین بھلا تم جانتے ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہین چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہین ہوتا جو ہمنے چھوڑا وہ خدا کی راہ مین صدقہ ہے مراد حضرت کی یہ تھی کہ میرا کوئی وارث نہین ہوگا جماعت نے کہا کہ البتہ حضرت نے یہ فرمایا ہے پھر عمر فاروق عباس اور علی پر متوجہ ہوئے سو کہا کہ مین تم کو خدا کی قسم دیتا ہون کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت نے یہ فرمایا ہے دونون نے کہا ہان کہا عمر نے تو مین تم سے بیان کرتا ہون قصہ اس امر کا مقرر خدا نے اپنے رسول کو خاص کیا تھا اس مال مین ساتھ اس چیز کے کہ آپ کے سوا کسی کو نہ دی خدا نے فرمایا کہ جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول پر اموال بنی نضیر سے سو تم نے نہین دوڑائے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ یعنی بدون لڑائی کے ہاتھ لگا سو یہ مال خالص حضرت کیواسطے تھا یعنی اس مین مسلمانون کا حق نہ تھا جیسا مال غنیمت مین ہوتا ہے پھر قسم ہے اللہ کی نہ جمع کیا اسکو حضرت نے سوای تمہارے اور نہ ترجیح دی کسی کو ساتھ اسکے اوپر تمہارے اور البتہ حضرت نے وہ مال تم کو دیا اور تم مین پھیلایا یہانتک کہ باقی رہا اس سے یہ مال اور حضرت اپنی گھر والون کو اس مال سے سال بھر کا خرچ دیا کرتے تھے پھر باقی کو لیتے اور بیت المال مین ڈالتے اور مسلمانون کی بہتریون مین خرچ ہوتا سو حضرت نے مرتے دم تک یہی عمل کیا مین تم کو خدا کی قسم دیتا ہون کیا تم اسکو جانتے ہو انہون نے کہا ہان پھر علی اور عباس سے کہا کہ مین تم دونون کو قسم دیتا ہون خدا کی کیا تم اسکو جانتے ہو دونون نے کہا ہان پھر خدا نے اپنے پیغمبر کی روح قبض کی تو ابوبکر نے کہا کہ مین ہون ولی حضرت کا سو قبضے مین کیا اسکو ابوبکر نے سو حضرت اس مال مین کرتے تھے وہی ابوبکر نے کیا پھر علی اور عباس پر متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم دونون اس وقت گمان کرتے تھے کہ ابوبکر اس مین ایسا ہے یعنی ہمکو ہمارا حصہ نہین دیتا اور خدا جانتا ہے کہ ابوبکر اس مین سچا نیکوکار راہ یاب حق کا تابع تھا پھر خدا نے ابوبکر کی روح قبض کی تو مین نے کہا کہ مین ہون خلیفہ حضرت کا اور ابوبکر کا سو مین نے اسکو دو سال قبضے مین کیا جو حضرت اور ابوبکر اس مال مین کرتے تھے وہی مین کرتا پھر دونون میرے پاس آئے اور تم دونون کی بات ایک تھی اور تمہارا امر اکٹھا تھا تو مجھ سے اپنا حصہ اپنے بھتیجے کی میراث سے مانگتا تھا اور یہ مجھ سے اپنی عورت کا حصہ اسکے باپ کی میراث سے مانگتا تھا سو مین نے کہا کہ اگر تم چاہو تو مین اسکو تمہارے حوالے کرتا ہون یہانتک کہ تم پر خدا کا عہد و پیمان ہے کہ تم دونون اس مین کرو جو حضرت نے اس مین کیا اور جو ابوبکر نے اس مین کیا اور

جو مین نے اس مین کیا جب سے مین اس کا متولی ہون نہین تو مجھ سے اس بارے مین کلام نہ کرو تو تم دونون نے کہا کہ اسکو ہمارے حوالے کر اس شرط پر تو مین نے تم کو دیا اسی شرط پر مین تم کو اللہ کی قسم دیتا ہون کہ کیا مین نے اسکو انکے حوالے اس شرط سے کیا تہا جماعت نے کہا ہان پہر متوجہ ہوے عمر فاروق علی اور عباس پر اور کہا کہ مین تم کو خدا کی قسم دیتا ہون کہ کیا مین نے اسکو تمہارے حوالے اس شرط سے کیا تہا دونون نے کہا ہان عمر فاروق نے کہا سو کیا تم مجھ سے اسکے سوای اور حکم طلب کرتے ہو سو قسم ہے اس کی جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہین کہ مین اس مین اس کے سوای کوئی حکم نہین کرونگا یہانتک کہ قیامت قائم ہو اور اگر تم اس سے عاجز ہوئے تو اسکو میرے حوالے کرو کہ مین اسکو تم سے کفایت کرونگا **ف** اس حدیث کی شرح فرض الخمس مین گذری اور مقصود اس سے بیان کراہت تنازع کا ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول عثمان کا اور انکے ساتہیون کا کہ اے امیر المومنین ان کے درمیان حکم کراو ایک کو دوسرے سے راحت دے اس واسطے کہ گمان یہ ہے کہ دونون نے جہگڑا نہین کیا مگر کہ ہر ایک کے واسطے سند تہی کہ حق اسکے ہاتہ مین ہے سوای دوسرے کے تو اسنے دونون کے درمیان جہگڑنے تک نوبت پہنچائی پہر جہگڑا فیصل کروانے کی طرف کہ اگر جہگڑا نہوتا تو لائق ساتہ دونون کے خلاف اسکا تہا اور یہ جو کہا استبا یعنی نسبت کیا ہر ایک نے دوسرے کو اس طرف کہ اسنے اس پر ظلم کیا اور یہ جو عباس نے کہا اس ظالم کے درمیان تو یہ مراد نہین کہ علی لوگون پر ظلم کرتے تھے اور سوای اس کے کچھ نہین کہ مراد عباس کی خاص اس قصے مین تہی اور یہ مراد نہین کہ علی نے عباس کو گالی دی اور نہ عباس نے علی کو گالی دی اس واسطے کہ عباس علی کی فضیلت کو جانتے تھے اور بعضون نے کہا کہ مراد عباس کی ظاہر لفظ کا نہین بلکہ مراد اس سے زجر ہے اور بعضون نے کہا کہ یہ کلمہ غصے کے وقت بولا جاتا ہے اور اس کی حقیقت مراد نہین ہوتی اور بعضون نے کہا کہ ظلم رکہنا چیز کا ہے اپنی غیر جگہ مین پس شامل ہوگا بڑے گناہ کو اور خصلت مباح کو جو عرف مین اسکے لائق نہو اور محمول ہے یہ ظلم اخیر معنے پر اور کہا ابن بطال نے کہ باب کی حدیثون مین وہ چیز ہے جو ترجمہ باندہا ہے ساتہ اسکے مکروہ ہونے خصومت اور تنازع کے سے واسطے اشارہ کرنیکے طرف مذمت اس شخص کی جو بدستور رہا طے کے روزے پر بعد نہی کے اور واسطے اشارہ کرنے علی کے طرف مذمت اس شخص کی جو اسکے حق مین مبالغہ اور زیادتی کرے پس دعوی کرے کہ حضرت نے اسکو خاص کیا ہے ساتہ چند امرون کے دیانت سے جیسے کہ شیعہ لوگ گمان کرتے ہین اور حضرت نے اشارہ کیا اس شخص کی مذمت کی طرف جو سختی کرے اس مین جسکی حضرت نے رخصت دی اور بنی تمیم کے قصے مین مذمت ہے جہگڑے کی جو نوبت پہنچاوے طرف خصومت کی

اور ایک نے دوسرے کو نسبت کیا کہ وہ اس کی مخالفت کا قصد کرتا ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف اسکی کہ مذموم ہے ہر وہ حالت جو پھوٹ اور دشمنی کی طرف نوبت پہنچاوے (فتح) **بَابُ اِثْمِ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا رَوَاهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** گناہ اس کا جو بدعت نکالنے والے کو جگہ دیوے روایت کیا ہے اسکو علی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** یہ حدیث علی کی پہلے گذر چکی ہے

حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا اِلٰى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ قَالَ عَاصِمٌ فَاَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ اَنَسٍ اَنَّهُ قَالَ اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا ترجمہ عاصم سے روایت ہے کہ میں نے انس سے کہا کہ کیا حضرت نے مدینے کو حرام کیا ہے اسنے کہا ہاں جو عیر اور ثور کے درمیان ہے اس کا درخت نہ کاٹا جاوے جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دیوے **ف** یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مدینے کے سوا اور جگہ کا حکم اور یہ وعید اسکے غیر کے حق میں نہیں اگرچہ جو گنہگار کو جگہ دے وہ گناہ میں اسکے ساتھ شریک ہوتا ہے لیکن خاص مدینے کو اس واسطے ذکر کیا کہ وہ حضرت کا وطن ہے اور وہیں سے سب زمین میں اسلام پھیلا سو اسکو زیادہ فضیلت ہے اسکے غیر پر (فتح) **بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّاْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ** ترجمہ جو ذکر کیا جاتا ہے ذم رائے سے اور تکلف قیاس سے

ف ذم رائے سے یعنی اپنی رائے سے فتویٰ دینا اور وہ صادق ہے اس پر جو نص کے موافق ہو اور جو اسکے مخالف نہو اور مذموم اس سے وہ ہے کہ اسکے برخلاف نص موجود ہو اور یہ جو کہا من تو اس میں اشارہ ہے کہ بعض فتوی رائے سے دینا مذموم نہیں یعنی جبکہ نہ پائی جاوے نص کتاب سے یا سنت سے یا اجماع سے اور یہ جو کہا تکلف قیاس سے یعنی جبکہ تینوں چیزوں مذکورہ سے کوئی چیز نہ پاوے اور قیاس کی حاجت پڑے تو نہ تکلف کرے اس میں بلکہ استعمال کرے اسکو اسکے اوضاع پر اور نہ تعسف کرے بیچ ثابت کرنے علت جامع کے جو ارکان قیاس سے ہے بلکہ جب علت جامع واضح نہو تو چاہیئے کہ تمسک کرے ساتھ اباحت اصلی کے یعنی اباحت اصلی کی دلیل سے اسکو مباح کہے اور داخل ہے تکلف قیاس میں جبکہ استعمال کرے اسکو اسکے اوضاع پر وقت موجود ہونے نص کے اور اسی طرح داخل ہے اس میں جبکہ پاوے نص اور اسکی مخالفت کرے اور تاویل کرے اس کی مخالفت کیواسطے تاویل بعید اور سخت مذمت ہے اسمیں اس شخص کی جو مدد کرے اپنے امام کی جسکی وہ تقلید کرتا ہے باوجود اس احتمال کے کہ اسکے امام کو اس نص پر

اطلاع نہ ہوئی ہو (فتح) وَقَوْلِ اللّٰہِ وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اور نہ پیروی کر اس چیز کی جسکا تجھکو علم نہیں ف حجت پکڑی ہے اسنے ساتھ اس آیت کے اوپر زعم تکلف کرنیکے قیاس میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اسکے امام شافعی نے واسطے رد کرنیکے اس شخص پر جو مقدم کرتا ہے قیاس کو حدیث پر ساتھ اس آیت کی فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ کہا امام شافعی نے اسکے معنے یہ ہیں کہ تابعداری کرو اس میں جو خدا اور رسول نے کہا اور وارد کی ہے اس جگہ بیہقی نے حدیث ابن مسعود کی کہ نہیں ہے کوئی سال مگر کہ جو اسکے بعد ہے وہ اس سے بدتر ہے اور میں نہیں کہتا کہ یہ سال ارزاں تر ہے دوسرے سال سے اور نہ یہ امیر بہتر ہے اور امیر سے لیکن علماء جاتے رہینگے پھر پیدا ہو گی ایک قوم جو قیاس کرینگے کاموں کو اپنی رائے سے پس خراب ہو جاوے گا اسلام (فتح) حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ تَلِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَھْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَیْحٍ وَغَیْرُہٗ عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَۃَ قَالَ حَجَّ عَلَیْنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ اَنْ اَعْطَاکُمُوْہُ انْتِزَاعًا وَلٰکِنْ یَنْتَزِعُہٗ مِنْھُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَآءِ بِعِلْمِھِمْ فَیَبْقٰی نَاسٌ جُھَّالٌ یُسْتَفْتَوْنَ فَیُفْتُوْنَ بِرَاْیِھِمْ فَیُضِلُّوْنَ وَیَضِلُّوْنَ فَحَدَّثْتُ عَآئِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ یَا ابْنَ اُخْتِیْ انْطَلِقْ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ فَاسْتَثْبِتْ لِیْ مِنْہُ الَّذِیْ حَدَّثْتَنِیْ عَنْہُ فَجِئْتُہٗ فَسَاَلْتُہٗ فَحَدَّثَنِیْ بِہٖ کَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِیْ فَاَتَیْتُ عَآئِشَۃَ فَاَخْبَرْتُھَا فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو ترجمہ عروہ سے روایت ہے کہ حج کیا ہم پر عبداللہ بن عمرو نے سو میں نے اس سے سنا کہتا تھا میں نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ مقرر خدا تعالیٰ کا علم کو کھینچ کر بعد اسکے کہ تم کو دیا لیکن علم کو کھینچ لیگا عالموں کو اٹھا کر اور باقی رہ جاوینگے جاہل لوگ تو لوگ انہیں جاہلوں سے مسئلہ پوچھیں گے تو وہ اپنی رائے پر فتوے دینگے یعنی بے علمی سے لوگوں کو مسئلے بتلاوینگے سو آپ بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرینگے سو میں نے عائشہؓ سے یہ حدیث بیان کی پھر عبداللہ بن عمروؓ نے اسکے بعد حج کیا یعنی آئندہ سال تو عائشہؓ نے کہا کہ اے بیٹے بہن میری کے عبداللہ کے پاس چل اور طلب کر اس سے میرے واسطے ثبوت اس حدیث کا کہ تو نے مجھ سے اس سے روایت کی تھی سو میں نے اس سے پوچھا سو حدیث بیان کی اسنے مجھ سے جیسے پہلے بیان کی تھی سو میں عائشہؓ کے پاس آیا سو میں نے اسکو خبر دی پس تعجب کیا میں نے تو عائشہؓ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ یاد رکھی عبداللہ بن عمروؓ نے ف عبداللہ بن عمروؓ نے پھر حج کیا یعنی کہ اس حال میں کہ حج کرنے کو جاتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ

حضرت نے فرمایا کہ خدا علم کو اس طرح نہ اٹھالیگا کہ لوگوں سے علم نکال کر کھینچ لے لیکن علم اٹھالیگا عالموں کو
قبض کرکے یہانتک کہ جب کسی عالم کو نہ چھوڑیگا تو لوگ جاہلوں کو پیر مرشد ٹھیرا دینگے پھر انہیں جاہلوں سے
لوگ مسئلہ پوچھینگے سو وے فتوے دینگے مسئلہ بتا دینگے بے علمی اور نادانی سے سو آپ بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو
بھی گمراہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ علما جاتے رہینگے جب کوئی عالم جاتا ہے تو جو اسکے ساتھ علم ہوگا
وہ بھی جاتا رہے گا یہانتک کہ باقی رہ جاوینگے بے علم لوگ اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے اس پر
کہ جائز ہے خالی ہونا زمانے کا مجتہد سے اور یہ قول جمہور کا ہے برخلاف اکثر حنابلہ کے اس واسطے کہ
حدیث صریح ہے بیچ اٹھانے علم کے ساتھ قبض کرنے علماء کے اور بیچ رئیس بنانے جاہلوں کے اور لازم ہے
اسکو حکم کرنا ساتھ جہل کے اور جب منتفی ہوا علم اور جو حکم کرے ساتھ اسکے تو لازم آیا نہ ہونا اجتہاد اور مجتہد کا
اور معارضہ کیا گیا ہے اس حدیث کا ساتھ اس حدیث کے کہ ہمیشہ رہے گا ایک گروہ میری امت سے غالب
حق پر یہانتک کہ آوے حکم اللہ کا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ وہ ظاہر ہے عدم خلو میں نہ بیچ
نفی جواز کے اور نیز دلیل اول کے واسطے ظاہر تر ہے واسطے تصریح کے ساتھ قبض کرنے علماء کے ایک
بار اور ساتھ اٹھانے اسکے کے دوسری بار برخلاف دوسری کے اور برتقدیر تعارض کے پس باقی رہیگا یہ کہ اصل
عدم مانع ہے اور ممکن ہے کہ اتاری جاویں یہ حدیثیں اس ترتیب پر کہ واقع ہے سو پہلے پہل علم اٹھایا جاویگا
ساتھ قبض علماء مجتہدین کے جو مجتہد مطلق ہیں پھر ساتھ قبض کرنے مجتہدین کے جو مقید ہیں سو جب
کوئی مجتہد نہ رہے گا تو سب لوگ تقلید میں برابر ہونگے لیکن بعض مقلد بعض وقت قریب تر ہوگا طرف
پہنچنے کی اجتہاد مقید کے درجے کو بہ نسبت بعض کی خاصکر اگر ہم تفریع کریں اوپر جواز تجزی اجتہاد کے یعنی
جب جائز رکھیں کہ اجتہاد کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا جائز ہے کہ بعض مسائل میں مجتہد ہو اور بعض خاص مسائل
میں اس کو درجہ اجتہاد حاصل ہو لیکن غلبہ جہالت کے سبب سے جاہل لوگ آپ جیسوں کو پیر مرشد ٹھیرا وینگے
اور اسی کی طرف اشارہ ہے کہ لوگ جاہلوں کو رئیس بناوینگے اور یہ نہیں منع کرتا اس شخص کے رئیس بنانے کو
جو متصف نہو ساتھ پوری جہالت کے جیساکہ نہیں منع ہے رئیس بنانا اس شخص کا جو منسوب ہو طرف
جہل کی فی الجملہ اہل اجتہاد کے زمانے میں پھر جائز ہے کہ اس صفت والا بھی کوئی آدمی نہ رہے اور نہ باقی
رہیں مگر محض مقلد پس اس وقت متصور ہوگا خالی ہونا زمانے کا مجتہد سے یہانتک کہ بعض بابوں میں بلکہ بعض
مسئلوں میں بھی لیکن باقی رہے گا جسکو علم کی طرف فی الجملہ نسبت ہوگی پھر زیادہ ہوگا غلبہ جہل کا
اور رئیس بنانا جاہلوں کا پھر جائز ہے کہ یہ بھی قبض ہوں یہانتک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہے اور یہ لائق
ہے کہ دجال کے نکلنے کے وقت ہو یا بعد موت عیسیٰ علیہ السلام کے اور اس وقت متصور ہوگا خالی ہونا

زمانے کا اس شخص سے کہ منسوب ہو طرف علم کی بالکل پھر ہوا چلیگی اور قبض کریگی ہر مسلمان کی روح کو اور اس وقت تحقیق ہو گا خالی ہونا زمین کا مسلمان سے چہ جائیکہ عالم چہ جائیکہ مجتہد اور باقی رہ جاوینگے بدتر لوگ سوا نہیں لوگون پر قائم ہوگی قیامت واللہ اعلم عند اللہ اور اس حدیث مین زجر ہے جاہل کی رئیس بنانے سے اس چیز کے واسطے کہ مرتب ہوتی ہین اس پر مفسدے اور کبھی تمسک کیا جاتا ہے ساتھ اسکے اس پر کہ نہیں جائز ہے بنانا جاہل کا حاکم اگرچہ عاقل عفیف ہو لیکن اگر عالم فاسق ہو تو اسکے بدلے جاہل پرہیزگار کو حاکم بنانا اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس کی پرہیزگاری اسکو منع کرے گی حکم کرنے سے ساتھ بے علمی کے پس باعث ہوگی اسکو سوال پر اور نیز حدیث میں ترغیب ہے اہل علم کو واسطے ایک دوسرے سے علم سیکھنے پر کہا ابن بطال نے کہ توفیق درمیان آیت اور حدیث کی بیچ مذمت عمل کرنیکے رائے پر اور درمیان اس چیز کے کہ کیا ہے اسکو سلف نے استنباط احکام سے نص آیت سے مذمت قول کی ہے بغیر علم کے پس خاص کیا گیا ہے ساتھ اسکے وہ شخص جو کلام کرے مجرد رائے سے بدون کسی اصل کے اور معنے حدیث کے ذم اس شخص کی ہے جو فتوے دیوے جہالت سے اسی واسطے انکو وصف کیا کہ وے خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگون کو بھی گمراہ کیا والا مدح کیا گیا ہے جو استنباط کرے اصل سے واسطے اس آیت کی لعلمہ الذین یستنبطونہ پس رائے جبکہ ہو مستند طرف کسی اصل کی کتاب سے یا سنت سے یا اجماع سے تو وہ محمود ہے اور جب ان مین سے کسی چیز کی طرف مستند نہو تو وہ مذموم ہے برابر ہے اور حدیث سہل بن حنیف کی اور عمر کی اگرچہ دلالت کرتی ہے اوپر مذمت رائے کے لیکن وہ مخصوص ہے ساتھ اسکے جبکہ نص کے معارض ہو سو گویا کہ فرمایا کہ تہمت کرو رائے کو جبکہ سنت کے مخالف ہو اور عیب لگاؤ اسکو اور عمر فاروق نے شریح قاضی کو لکھا کہ حکم کر ساتھ کتاب اللہ کے اور اگر کتاب اللہ مین نہو تو حکم کر ساتھ سنت رسول اللہ کے اور اگر سنت مین بھی نہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کر پس یہ عمر فاروق نے حکم کیا ہے ساتھ اجتہاد کے پس دلالت کی اسنے اس پر کہ سلف نے جس رائے کی مذمت کی ہے وہ رائے وہ ہے کہ قرآن یا حدیث کی مخالف ہو (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا وَائِلٍ هَلْ شَهِدْتَ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ ح وَحَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوْا رَاْيَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ يَوْمَ اَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَرُدَّ اَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهٗ وَمَا وَضَعْنَا سُيُوْفَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا لِاَمْرٍ يُفْظِعُنَا اِلَّا اَسْهَلْنَ بِنَا اِلٰى اَمْرٍ نَعْرِفُهٗ غَيْرَ هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ وَقَالَ اَبُوْ وَائِلٍ شَهِدْتُ صِفِّيْنَ وَبِئْسَتْ

صِفِّيْنَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اِتَّهِمُوْا اَرَاْيَكُمْ يَقُوْلُ مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ كِتَابٌ وَّلَا سُنَّةٌ وَ
لَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يُّفْتِيَ ترجمہ سہل بن حنیف سے روایت ہی کہا ای لوگو عیب لگاؤ اور تہمت کرو اپنی رائے کو
اپنے دین میں البتہ مین نے اپنے تئین دیکھا ابو جندل کے دن اور اگر مین حضرت کے حکم کو رد کر سکتا تو رد کرتا
اور نہین رکہین ہم نے اپنی تلوارین اپنے مونڈہون پر کسی امر کی طرف جو ہمکو نہایت قلق مین ڈالا
مگر کہ انہون نے ہم کو نرم زمین مین اتارا یعنی ہم کو شدت سے کشادگی حاصل ہوئی سوای اس امر کے کہ
ابو وائل نے اور مین جنگ صفین مین موجود تہا اور بری تہی لڑائی صفین کی کہا ابو عبد اللہ بخاری نے
رائے کو تہمت کرو یعنی جس مین نہ کتاب ہو نہ سنت اور نہین لائق ہی اسکو کہ فتوی دیوی ف اور مراد سہل
یہ ہی کہ جب واقع ہوتی تہی شدت مین کہ محتاج ہون اس مین طرف قتال کی مغازی مین اور ثبوت اور مفتنہ
عمری مین تو قصد کرتے تہے اپنی تلوارون کی طرف اور انکو اپنے مونڈہون پر رکہتے یعنی لڑائی مین
کوشش کرتے سو جب ایسا کرتے تو فتحیاب ہوتے اور یہی مراد ہے اترنے سے نرم زمین مین پہر مستثنے کیا
اس لڑائی کو کہ صفین مین واقع ہوئی واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس مین دیر فتحیابی مین اور شدت
معارضہ کی دونون فریق کی حجتون سے اس واسطے کہ علی اور اسکے ساتہیون کی حجت یہ تہی کہ باغیون سے
مشروع ہے یہانتک کہ حق کی طرف پہرین اور معاویہ کا لشکر باغی ہی اور معاویہ اور اسکے ساتہیوا
حجت یہ تہی کہ عثمان مظلوم مارے گئے اور انکے قاتل ہو بہو علی کے لشکر مین موجود ہین پس پڑا ہوا
یہانتک کہ سخت ہوئی لڑائی اور بہت ہوا قتال دونون جانب مین یہانتک کہ واقع ہوئی تحکیم سو
ہوا اور یہ جو کہا اپنی رائے کو عیب لگاؤ یعنی نہ عمل کرو دین کے امر مین مجرد رائے سے جسکی دین مین کوئی
نہو اور یہ علی کے قول کی مانند ہے کہ اگر دین رائے سے ہوتا تو موزے کے نیچے کیطرف اولے ہوتی بہ
کے اسکے اوپر کیطرف سے اور سہل کے اس قول کا سبب وہ ہی جو پہلے گذر چکا ہے تو بہ مرتدون کے بیا
کہ شام والون یعنی معاویہ کے لشکر نے معلوم کیا کہ عراق والے یعنی علی کا لشکر ان پر غالب ہوا چاہتے
اور اکثر اہل عراق قرآن کے حافظ تھے اور مبالغہ کرتے تہے دینداری مین اور اسی واسطے ہوگئے ان سے
جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے سو انکار کیا انہون نے علی اور اسکے تابعدارون پر منصفی کے قبول کرنے سے تو
حدیبیہ کی صلح سے سند لی کہ حضرت نے قریش سے صلح قبول کی باوجود ظاہر ہونے اس بات کی کہ حضرت
غالب ہونگے اور بعض اصحاب نے اول توقف کیا یہانتک کہ پیچھے انکو معلوم ہوگیا کہ ٹھیک بات
جو حضرت نے انکو حکم کیا اور کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہی کہ گویا کہ انہون نے عیب لگایا تہا سہل کو ساتھ
اس وقت لڑائی مین یعنی اس سے لڑائی نہین ہو سکتی اس واسطے لڑائی سے بہاگتا ہے چاہتا ہی کہ صلح

توسہل نے کہا کہ بلکہ تم اپنی رائے کو عیب لگاؤ کہ مین لڑائی مین قاصر نہین جیسا کہ مین نے حدیبیہ کے
دن لڑائی مین قصور نہ کیا وقت حاجت کے سو جیسا کہ مین نے توقف کیا صلح حدیبیہ کے دن اس سبب سے
کہ مین حضرت کے حکم کی مخالفت نہ کرون تو ویسا ہی آج توقف کرتا ہون بسبب مصلحت مسلمانون کے
اور اسی طرح عمر فاروق سے بھی روایت آئی ہے اور حاصل یہہ کہ رائے کی طرف پھرنا سوا اسکے کچھ نہین
کہ وقت نہ موجود ہونے نص کے ہے اور اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے قول شافعی کا کہ قیاس ضرورت کے
وقت ہے اور باوجود اسکے پس نہین ہے عمل کرنیوالا اپنی رائے سے اعتماد پر کہ بیشک مراد حکم پر واقع ہوا ہے
یا نہین اور روایت کی بیہقی اور ابن عبد البر نے بیچ بیان اہل علم کے حسن اور ابن سیرین اور شریح اور
شعبی اور نخعی وغیرہ ایک جماعت تابعین سے مذمت رائے کی اور جامع ہے ان سب کو یہ حدیث کہ نہین
ایماندار ہوگا کوئی یہانتک کہ اسکی ہوا تابع ہو اسکی جو مین لایا ہون اور روایت کی بیہقی نے عمر فاروق سے
کہ بچتے رہنا اہل رائے سے اس واسطے کہ وہ سنتون کے دشمن ہین تھک گئے حدیثون کے یاد کرنے سے سو انہون نے
اپنی رائے سے فتوی دیا اور یہ قول عمر کا ظاہر ہے اس مین کہ مراد ان کی مذمت اس شخص کی ہے جو فتوے
دیوے رائے سے باوجود نص حدیث کے واسطے اغفلت اسکے کے اس کی تفتیش سے پس کیون نہ ملامت کیا جا
اور اولے اس سے ساتھ ملامت کے وہ شخص ہے جو نص کو پہچانے اور عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ معارض ہے
اسکی رائے سے اور تکلف کرے واسطے رد کرنے اسکے کے ساتھ تاویل کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ترجمہ مین
ساتھ قول اسکے کے و تکلف القیاس اور کہا ابن عبد البر نے بیچ بیان علم کے بعد اسکے کہ بیان کیا بہت آثار
کو بیچ مذمت قیاس کے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس مین کہ ان اثرون مین کون رائے
کی مذمت مقصود ہے اور وہ کیا رائے ہے جس کی مذمت ان آثار مین وارد ہوئی ہے سو ایک گروہ نے کہا
کہ وہ قول ہے اعتقاد مین ساتھ مخالفت سنتون کے اس واسطے کہ انہون نے استعمال کیا ہے اپنی رائے
اور قیاس کو حدیثون کے رد کرنے مین یہانتک کہ طعن کیا ہے انہون نے مشہور حدیثون مین جو تواتر کو
پہنچ چکی ہین جیسے کہ شفاعت کی حدیث اور انکار کیا ہے انہون نے کہ نکلے کوئی دوزخ سے بعد اسکے کہ
اس مین داخل ہو اور انکار کیا ہے انہون نے حوض اور میزان اور عذاب قبر وغیرہ سے اور سوا اسکے کلام
ان کی سے صفات اور علم اور نظر مین اور کہا اکثر اہل علم نے کہ رائے مذموم کہ نہین جائز ہے نظر کرنا بیچ
اسکے اور نہ مشغول ہونا ساتھ اسکے وہ چیز ہے کہ ہو مانند اس کی اقسام بدعت سے اور امام احمد سے روایت
ہے کہ تو نہ دیکھے گا کسی کو جو رائے مین نظر کرتا ہو مگر کہ اسکے دل مین دغا ہی ہے اور کہا جمہور اہل علم نے
کہ رائے مذموم آثار مذکورہ مین وہ قول ہے احکام مین ساتھ استحسان کے اور مشغول ہونا ساتھ اغلوطات کے

اور رد کرنا فروع کا بعضون کو بعضون کیطرف بدون اسکے کہ رد کیا جاوے انکو طرف اصول سنتو نکی
اور جو مشغول ہو ساتہ بہتایت کے اس سے انکے واقع ہونے سے پہلے اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس مین غرق ہونیسے
بیکار چہوڑنا حدیثون کا اور قوت دی ہے ابن عبد البر نے اس دوسرے قول کو اور اسکے واسطے حجت پکڑی
پہر کہا کہ ہمت کے علما سے ایسا کوئی نہین کہ اسکے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے
کوئی چیز ثابت ہو پہر اسکو رد کرے مگر ساتہ دعوی نسخ کے یا معارضہ اثر کے جو اسکے سوا ہے یا اجماع
کے یا عمل کے کہ واجب ہے اسکے اصل پر جس کا وہ تابعدار ہے یا ساتہ طعن کرنیکے اسکی سند مین اور اگر کوئی
ایسا کرے بدون اس عذر کے تو اسکی عدالت ساقط ہو جاتی ہے چہ جائیکہ اسکو امام بنایا جاوے اور
خدا نے انکو اس سے پناہ مین رکہا اور سہل بن عبد اللہ تستری سے روایت ہے کہ جو علم مین کوئی نئی چیز نکالے
اس سے قیامت کے دن پوچہا جاوے گا سو اگر سنت کے موافق ہوئی تو فبہا والا فلا (فتح) **باب ما
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي
أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتَّى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ** جو حضرت
پوچہے جاتے تہے اس چیز مین جس مین آپ پر وحی نہ اتری ہوتی تو فرماتے کہ مین نہین جانتا یا نہ جواب دیتے
یہانتک کہ آپ پر وحی اترتی اور نہ کہتے رائے اور قیاس سے واسطے قول اللہ تعالی کے کہ حکم کرے لوگون مین
ساتہ اس چیز کے کہ تجہکو خدا نے دکہلایا **ف** یعنی جب حضرت پوچہے جاتے تہے اس چیز سے جس مین
آپ کو وحی نہوئی ہوتی تو ایسے وقت آپکے دو حال تہے یا کہتے کہ مین نہین جانتا اور یا چپ رہتے
یہانتک کہ حضرت کو اس کا بیان آتا وحی سے اور مراد وحی سے عام تر ہے اس سے کہ قرآن سے ہو
یا حدیث سے اور یہ جو کہا مین نہین جانتا تو بخاری نے اس کی کوئی دلیل بیان نہین کی اس واسطے کہ
دونون حدیثین معلق اور موصول دوسری شق کی مثال ہین اور جواب دیا ہے بعضے متاخرین نے ساتہ
اسکے کہ وہ بے پرواہ ہوا ہے ساتہ عدم جواز اسکے کے اور ظاہر یہ ہے کہ اسنے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے
ترجمہ مین طرف اس چیز کی جو اسکے بعضے طریقون مین وارد ہوئی ہے ولیکن نہین ثابت ہوئی اس سے
کوئی چیز اسکی شرط پر اگرچہ حجت پکڑنیکے لائق ہے اور قریب تر جو اس مین وارد ہوئی ہے حدیث
ابن مسعود کی ہے جو سورۃ ص کی تفسیر مین گذری کہ جو کچہ کوئی جانتا ہو سو کہے اور جو نہ جانتا ہو تو کہے اللہ
زیادہ تر دانا ہے لیکن یہ حدیث موقوف ہے اور سوائے اسکے کچہہ نہین کہ مراد اس سے وہ چیز ہے جو آئی ہے
حضرت سے کہ حضرت نے جواب دیا ساتہ لا اعلم اور لا ادری کے اور وارد ہوا ہے یہ جواب چند حدیثون مین
اور کہا کرمانی نے کہ رای اور قیاس کے ایک معنے ہین اور بعضون نے کہا کہ رای ہے فکر کرنا اور قیاس

الحاق ہی اور بعضون نی کہا کہ رای عام تر ہے اس سی تا کہ داخل ہو اس مین استحسان اور ظاہر یہ ہی کہ مراد بخاری کی اخیر معنے ہین او وہ دلالت کرتا ہے اس پر وہ لفظ جو وارد کیا ہے پہلے باب مین عبد اللہ بن عمرو کی حدیث سی اور کہا اوزاعی نی کہ علم وہ ہی جو حضرت کی اصحاب سے آیا اور جو ان سی نہین آیا وہ علم نہین اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ ہمیشہ رہینگے لوگ خیر سے جبکہ آوے انکو علم حضرت کی اصحاب سی اور انکے اکابر سے اور جب انکے چھوٹے لوگون سی انکو علم آوے اور ان کی خواہشین متفرق ہو گئی ہون تو ہلاک ہونگے کہا ابو عبیدہ نی کہ اسکے معنے یہ ہین کہ جو علم کہ آوے اصحاب سے اور تابعین سی وہی ہی علم موروث اور جو ان سی پچھلون نی نکالا ہے وہ مذموم ہی اور سلف فرق کرتے تھے علم اور رای مین سو سنت کو علم کہتے تھے اور جو اسکے سوا ہے اسکو رائے کہتے تھے اور حاصل یہ ہی کہ اگر رائے کیواسطے کتاب اور سنت سی سند ہو تو وہ محمود ہے اور اگر علم سے مجرد ہو تو وہ مذموم اور بری رائے ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عبد اللہ بن عمرو کی مذکور کہ اسنے ذکر کیا ہے بعد گم ہونی علم کے کہ جاہل لوگ اپنی رائے سے فتوے دینگے مسئلہ بتلا دینگے اور یہ جو کہا ساتھ قول خدا کے بما اراک اللہ داؤدی سی منقول ہی کہ جسکے ساتھ بخاری نے حجت پکڑی ہے اپنے دعوے پر نفی سے وہ حجت ہی اثبات مین یعنی بخاری نے اس سی رائے کی نفی پر حجت پکڑی ہے اور حالانکہ وہ دلالت کرتا ہے اسکے ثابت کرنی پر اس واسطے کہ مراد بما اراک اللہ سی نہین محصور ہے منصوص مین بلکہ اس مین اجازت ہی قول بالرای اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اسکے کہ بخاری کی مراد مطلق نفی نہین اور سوا اسکے کچھ نہین کہ اسکی مراد یہ ہی کہ حضرت نی ترک کیا کلام کو کئی چیزون مین اور جواب دیا رائے سے کئی چیزون مین اور ہر ایک کیواسطے باب باندھا ساتھ اس چیز کے کہ وارد کی اسمین اور اشارہ کیا طرف قول انکی کی بعد دو بابون کے باب من شبہ اصلا معلوما باصل مبین اور ذکر کی اسمین یہ حدیث شاید اسکو رک نی کہینچا ہو اور یہ حدیث کہ خدا کا قرض لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے اور ساتھ اسکے دفع ہوگا جو سمجھا ہے مہلب اور داؤدی نی یہہ نقل کیا ابن بطال نے اختلاف علماء کا اس مین کہ کیا جائز تھا حضرت کو اجتہاد کرنا اس چیز مین کہ حضرت پر وحی نہ اتری تیسری قسم اس چیز مین ہے جو قائم مقام وحی کی ہی مانند خواب وغیرہ کی اور کہا کہ نہین نص ہی واسطے مالک کی بیچ اس مسئلے کے اور قریب تر طرف صواب کی یہ ہی کہ جائز ہے لیکن حضرت سی اجتہاد مین خطا بالکل نہین ہوتی تھی اور یہ حضرت کی حق مین ہی اور اسپر بعد حضرت کی سو واقعات بہت ہوئی اقوال پھیل گئے پس سلف احتراز کرتے تھے نئی کامون سی پھر لوگ تین فرقے ہوئی سو تمسک کیا پہلے فرقے نے ساتھ امر کے اور عمل کیا ساتھ قول حضرت کی علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین سو نہ باہر نکلے اپنے فتوون مین اس سی اور جب پوچھے گئے

ایسے مسئلے سے جس پر ان کے پاس کوئی سند نہ تھی تو بند ہے جواب سے اور توقف کیا اور دوسرے فرقے نے قیاس کیا نہ واقع ہوئی چیز کو اس چیز پر جو واقع ہوئی اور کشادگی کی انہوں نے بیچ اس کے یہاں تک کہ پہلے فرقے نے ان پر انکار کیا اور تیسرے فرقے نے میانہ روی کی سو مقدم کیا انہوں نے آثار کو جبکہ انہوں نے انکو پایا اور جب انکو کوئی حدیث نہ ملی تو قیاس کیا (فتح) وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوحِ فَسَكَتَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ ترجمہ اور کہا ابن مسعودؓ نے کہ سوال کیے گئے حضرت روح سے تو چپ رہے یہاں تک کہ آیت اتری ف یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَجَاءَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَاَتَانِيْ وَقَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهٗ عَلَيَّ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ اَيْ رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ اَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ قَالَ فَمَا اَجَابَنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر میری بیمار پرسی کو آئے اور حالانکہ دونوں پیادہ پاتھے سو حضرت میرے پاس آئے اس حال میں کہ میں بیہوش ہوا تھا سو حضرتؐ نے وضو کیا اور وضو کا بچا پانی مجھ پر ڈالا سو میں ہوش میں آیا سو میں نے کہا یا حضرت میں اپنے مال میں کس طرح حکم کروں کیا کروں سو حضرتؐ نے مجھ کو کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری ف اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے بَابُ تَعْلِيْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّتَهٗ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ لَيْسَ بِرَاْيٍ وَلَا تَمْثِيْلٍ سکھلانا حضرتؐ کا اپنی امت کو مردوں اور عورتوں سے اس چیز سے جو اللہ نے حضرتؐ کو سکھلائی نہ رائے سے نہ تمثیل سے ف کہا مہلب نے مراد اسکی یہ ہے کہ جب ممکن ہو عالم کو بیان کرنا نص کا تو نہ بیان کرے نظر اور قیاس کو اور مراد ساتھ تمثیل کے قیاس ہے اور وہ ثابت کرنا مثل حکم معلوم کا ہے دوسرے حکم میں واسطے مشترک ہونے دونوں کے حکم کے علت میں اور یہ تمام تر ہے (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَاْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ فَقَالَ اجْتَمِعْنَ فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِيْ مَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَاَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ امْرَاَةٌ

تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلٰثَةً اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِثْنَيْنِ قَالَ فَاَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ ترجمہ ابو سعید سے روایت ہی کہ ایک عورت حضرت کو پاس آئی تو اسنے کہا یا حضرت مرد آپ کی حدیثون کو لیگئے سو ہمارے واسطے اپنی طرف سے کوئی دن مقرر کیجیے جس مین ہم آپ کے پاس آوین اور جو اللہ نے آپ کو سکھلایا وہ ہم کو سکھلاوین تو حضرت نے فرمایا کہ فلانے فلانے دن فلانی فلانی جگہ مین جمع ہونا سو وے اس روز جمع ہوئین سو حضرت انکے پاس تشریف لائے اور جو اللہ نے آپکو سکھلایا تھا سو انکو سکھلایا پھر فرمایا کہ تم مین ایسی کوئی عورت نہین جو آگے بھیج چکی ہو تین لڑکے یعنی تین لڑکے مر گئے ہون مگر کہ وہ اس عورت اور دوزخ کے درمیان پردہ بن جاوینگے یعنی اسکو دوزخ سے بچا دینگے پھر ایک عورت نے کہا یا حضرت اگر کسی کے دو لڑکے مر گئے ہون اسنے یہ دو بار کہا پھر حضرت نے فرمایا اور دو بھی اور دو بھی اور دو بھی یعنی دو بھی اسکو دوزخ سے بچا وینگے **ف** مرد آپ کی حدیث کو لیگئے یعنی مرد ہر وقت آپ کی خدمت مین حاضر رہتے ہین اور دین سیکھتے ہین ہمارے واسطے بھی کچھ باری مقرر کیجیے اور جو انکو سکھلایا تھا یہ ہے کہ فرمایا اے گروہ عورتون کی خیرات کرو اس واسطے کہ مین نے دوزخ مین اکثر تمہین کو دیکھا الحدیث اور کہا کرمانی نے کہ موضع ترجمہ حدیث سے قول حضرت کا ہے کہ وہ اسکے واسطے آگ سے پردہ ہو جاوینگے اسواسطے کہ یہ امر توقیفی ہی نہین معلوم ہوتا ہے مگر اللہ کی طرف سے اس مین قیاس اور رای کو دخل نہین (فتح) **بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ** باب ہے حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت سے ایک گروہ دین حق پر غالب رہیگا **ف** یہ ترجمہ لفظ حدیث مسلم کا ہے اسکے بعد یہ ہے کہ نہ ضرر کریگا انکو جو انکو ذلیل کرے یہانتک کہ خدا کا حکم آوے اور وہ اسی حال مین ہونگے اور ایک روایت مین ہے کہ وے لڑتے رہینگے دین حق پر غالب ہونگے قیامت تک اور یہ جو کہا کہ وہ اہل علم ہین تو یہ کلام بخاری کا ہے اور ترمذی نے علی بن مدینی سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ اہل حدیث ہین اور ابو سعید کی حدیث مین ہے کہ مراد آیت وکذالک جعلناکم امۃ وسطا مین یہی گروہ ہے جو اس حدیث مین مذکور ہے (فتح) **حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَاْتِيَهُمْ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ** ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت مین سے ایک گروہ دین حق پر غالب رہیگا یہانتک کہ انکو خدا کا حکم آوے اور وے غالب ہونگے یعنی اپنے مخالفون پر اور معارض ہے اسکو ظاہر مین یہ حدیث کہ نہ قائم ہوگی قیامت مگر بدتر لوگون پر اور

تطبیق دی ہے طبری نے درمیان دونون کے اس طور سے کہ یہ لوگ جن پر قیامت قائم ہوگی وہ ایک
خاص جگہ مین مثلاً مشرق کی ملک مین اور جو لوگ دین حق پر ہمیشہ غالب رہینگے وہ دوسری جگہ مین ہونگے
یعنی بیت المقدس مین کوئی انکو ذلیل نہ کرسکے گا اور مین نے پہلے ذکر کیا ہے کہ مراد ساتھ امر اللہ کے ہوا کا
چلنا ہے کہ عیسے علیہ السلام کے بعد خدا ایک ہوا بھیجے گا سو نہ چھوڑیگی وہ کسی مسلمان کو جسکے دل مین
دانہ کی برابر ایمان ہوگا مگر کہ اسکی روح قبض کریگی اور مراد ساتھ قیام ساعت کی مرنا ان کا ہے ساتھ ہوا کے اور
جو لوگ بیت المقدس مین ہونگے وہ دجال کے نکلنے کے وقت مین ہونگے نہ وقت عین قائم ہونے قیامت کی اور
یہی ہے معتمد واللہ اعلم (فتح) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيٰنَ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّيُعْطِي اللّٰهُ وَلَنْ
يَّزَالَ اَمْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مُسْتَقِيْمًا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ترجمہ
معاویہ سے روایت ہے کہ مین نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ جسکے ساتھ خدا نیکی چاہتا ہے تو اسکو دین مین بوجھ
دیتا ہے اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ مین بانٹنے والا ہون اور خدا دیتا ہے اور ہمیشہ اس امت کا امر مستقیم رہیگا
یہانتک کہ قائم ہو قیامت یا یون فرمایا یہانتک کہ خدا کا حکم آوے ف کہا کرمانی نے ذکر کیا جاتا ہے
استقامت سے جو دوسری حدیث مین مذکور ہے کہ منجملہ استقامت کی یہ ہے کہ ہو بوجھنا دین مین اس واسطے کہ
وہی ہے اصل اور ساتھ اسکے حاصل ہوگا ربط اخبارون مین جو معاویہ کی حدیث مین مذکور ہین اس واسطے کہ
نہیں ہے کوئی چارہ اتفاق سے جسکی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت کے کہ مین تو بانٹنے والا ہون اور
خدا دیتا ہے کہا نووی نے اس حدیث مین ہے کہ اجماع حجت ہے پھر کہا جائز ہے کہ ہو گروہ مذکور جماعت
متعددہ اقسام مومنون سے بعضے ان مین دلاور ہون اور بعضے لڑائی کا فن جاننے والے اور بعضے فقیہ اور
بعضے محدث اور بعضے مفسر اور بعضے نیک بات بتلانے والے اور برے کام سے روکنے والے اور بعضے زاہد اور بعضے
عابد اور نہیں لازم ہے کہ ایک شہر مین جمع ہون بلکہ جائز ہے جمع ہونا ان کا زمین کی ایک کنارے مین اور
جائز ہے جدا جدا ہونا انکا زمین کی سب کنارون مین اور جائز ہے کہ جمع ہون سب ایک شہر مین اور
جائز ہے کہ شہر کے ایک حصے مین سارے جمع ہون سوائے بعض کی اور جائز ہے خالی ہونا زمین ساری کا
بعضون سے اول پہلا اول یہانتک کہ نہ باقی رہے مگر ایک فرقہ ایک شہر مین سو جب وے گذر گئے تو
خدا کا حکم آئیگا اور نظیر اسکی یہ حدیث ہے کہ خدا ہر سو سال کی سر بھیجے گا اس شخص کو جو اسکے دین کو تازہ
کرے تو کہیے لازم نہیں کہ صرف ایک آدمی ہو بلکہ جائز ہے کہ کئی قسم مومن ہون جیسا کہ گروہ مذکور کی تفسیر مین

بیان ہوا اور نہیں لازم ہے کہ سب خصلتیں ایک شخص میں جمع ہوں (فتح) **بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا** باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے یا ٹہیراوے تمکو کئی فرقے **حَدَّثَنَا** عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْ ھُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ فَلَمَّا نَزَلَتْ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ قَالَ ھَاتَانِ اَھْوَنُ اَوْ اَیْسَرُ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت پر یہ آیت اتری کہ تو کہہ کہ وہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے تو حضرت نے فرمایا کہ میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے حضرت نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں پھر جب یہ آیت اتری یا ٹہیراوے تمکو کئی فرقے یا چکھاوے ایک کو لڑائی دوسری کی حضرت نے فرمایا کہ یہ دونوں سہل اور آسان ہیں **ف** اور وجہ مناسبت اسکی کی تاویل سے یہ ہے کہ غالب ہونا بعضی امت کا اپنے دشمن پر سوای بعض کی تقاضا کرتا ہے کہ انکے درمیان اختلاف ہو یہانتک کہ منفرد ہو ایک گروہ ان میں سے ساتھ وصف کے اس واسطے کہ غلبہ گروہ مذکور کا اگر کفار پر ہو تو ثابت ہوا مدعی اور اگر اس امت سے ایک فرقہ پر ہو تو وہ ظاہر تر ہے بیچ ثابت ہونے اختلاف کی پس ذکر کیا بعد اسکے اصل واقع ہونا اختلاف کا اور یہ کہ حضرت ارادہ کرتے تھے کہ نہ واقع ہو سو خدا نے آپ کو معلوم کروایا کہ اس کا واقع ہونا تقدیر میں لکھا گیا ہے اسکے دفع ہونیکی کوئی راہ نہیں کہا ابن بطال نے کہ خدا نے قبول کی دعا اپنے پیغمبر کی کہ آپ کی امت کو جڑھ سے نہ اکھاڑے ساتھ عذاب کے اور یہ دعا قبول نہ کی کہ انکو فرقے فرقے نہ ٹہیراوے اور ایک کی لڑائی دوسرے کو نہ چکھاوے یعنی ساتھ لڑائی اور قتل کے اسی سبب سے اگرچہ یہ بھی اللہ کا عذاب ہے لیکن ہلکا ہے جڑھ سے اکھاڑنے سے اور اس میں ایمانداروں کا کفارہ ہے (فتح) **بَابُ مَنْ شَبَّہَ اَصْلًا مَّعْلُوْمًا بِاَصْلٍ مُّبَیَّنٍ قَدْ بَیَّنَ اللّٰہُ حُکْمَھُمَا لِیُفْھِمَ السَّائِلَ** جو تشبیہ دے اصل معلوم کو ساتھ اصل مبین کے جسکا حکم اللہ نے بیان کیا ہے تاکہ سمجھ لیوے سائل **ف** اور پہلے گذر چکا ہے یہ باب لَیْسَ بِرَاْیٍ وَّلَا تَمْثِیْلٍ یعنی جو وارد ہوا ہے اس سے تمثیل سے سوای اسکے کچھ نہیں کہ وہ تشبیہ اصل کی ہے ساتھ اصل کے اور شبہ پوشیدہ تر ہے مشتبہ بہ سے اور فائدہ تشبیہ کا تقریب ہے واسطے سمجھنے سائل کے اور روایت کی نسائی نے ساتھ اس لفظ کے جو تشبیہ دے اصل معلوم کو ساتھ اصل مبہم کے جس کا حکم اللہ نے بیان کیا ہے تاکہ سمجھ لیوے سائل اور یہ واضح تر ہے مراد میں اور کہا ابن بطال نے کہ تشبیہ اور تمثیل قیاس ہے نزدیک عرب کے (فتح) **حَدَّثَنَا** اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ

اخبرنی ابن وھب عن یونس عن ابن شہاب عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن ابی ھریرۃ ان اعرابیا اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان امراتی ولدت غلاما اسود وانی انکرتہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل لک من ابل قال نعم قال فما الوانھا قال حمر قال فھل فیھا من اورق قال ان فیھا لورقا قال فانی تری ذالک جاءھا قال یا رسول اللہ عرق نزعھا قال ولعل ھذا عرق نزعہ ولم یرخص لہ فی الانتفاء منہ

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت کے پاس آیا سو اسنے کہا کہ میری عورت نے کالا لڑکا جنا یعنی اور میں گورا ہوں اور میں نے اس سے انکار کیا کہ میرا ہو تو حضرت نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں اسنے کہا ہاں حضرت نے فرمایا انکا کیا رنگ ہے اسنے کہا سرخ حضرت نے فرمایا کیا ان میں کوئی سفید اور سیاہ رنگ ملا ہوا بھی ہے اسنے کہا کہ ان میں سفید اور سیاہ رنگ ملا ہوا بھی ہے حضرت نے فرمایا سو تو دیکھتا ہے کہ یہ رنگ ان میں کہاں سے آیا اسنے کہا یا حضرت کوئی رگ ہے جسنے انکو اس رنگ کی طرف کھینچا ہے حضرت نے فرمایا اور شاید یہ بھی رگ ہے جسنے اسکو اس رنگ کی طرف کھینچا ہے اور نہ اجازت دی حضرت نے اسکو ساتھ دور ہونیکے اس سے کہ یہ لڑکا میرا نہیں **ف** اس حدیث کی شرح لعان میں گذر چکی ہے **حدثنا** مسدد قال حدثنا ابو عوانۃ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان امراۃ جاءت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان امی نذرت ان تحج فماتت قبل ان تحج افاحج عنھا قال نعم حجی عنھا ارایت لو کان علی امک دین اکنت قاضیۃ قالت نعم قال فاقضوا الذی لہ فان اللہ احق بالوفاء ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی سو مر گئی حج کرنے سے پہلے سو کیا میں اس کی طرف سے حج کر دوں تو جائز ہے حضرت نے فرمایا بھلا بتلا تو کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو تو اس کو ادا کرتی اسنے کہا ہاں حضرت نے فرمایا کہ خدا کا قرض ادا کر اس واسطے کہ خدا لائق تر ہے ساتھ پورا کرنے نذر کے **ف** اور حجت پکڑی ہے مزنی نے ساتھ ان دونوں حدیثوں کے اس پر جو قیاس سے انکار کرتا ہے اور انکار قیاس کا ثابت ہے ابن مسعود سے اصحاب میں سے اور عامر شعبی سے جو کوفہ کے فقہا میں سے ہے اور محمد بن سیرین سے جو بصرہ کے فقہا میں سے ہے اور حجت وہ چیز ہے جس پر سب کا اتفاق ہے سوا البتہ قیاس کیا ہے اصحاب نے اور جو انکے بعد میں تابعین سے اور شہروں کے فقہا سے اور کہا کرمانی نے کہ اس باب میں دلالت ہے اوپر صحیح ہونے قیاس کے اور یہ کہ وہ مذموم نہیں اور جو بخاری نے اس سے پہلے باب باندھا ہے وہ مشعر ہے ساتھ مذمت قیاس کے اور مکروہ ہونے اسکے کے اور وجہ توفیق کی یہ ہے کہ قیاس دو قسم

ایک قسم صحیح ہے اور وہ جو مشتمل ہو شرائط پر اور ایک فاسد ہے اور وہ اسکے برخلاف ہی پس قیاس مذموم وہی ہی فاسد اور اپر جو صحیح ہے اس مین کوئی مذمت نہین بلکہ وہ مامور بہ ہی اور امام شافعی نے کہا کہ جو قیاس کرے اسکے واسطے یہ شرط ہے کہ عالم ہو ساتھ احکام کے کتاب اللہ سے اور جانتا ہو اسکے ناسخ کو اور منسوخ کو اور عام کو اور خاص کو اور استدلال کرے اس پر جو تاویل کا احتمال رکھے ساتھ سنت کی اور اجماع کے اور اگر نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جو قرآن مین ہی اور اگر قرآن مین نہو تو قیاس کرے اس پر جو حدیث مین ہو اور اگر حدیث مین بھی نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جس پر سلف کا اتفاق اور لوگون کا اجماع ہو اور اس کا کوئی مخالف نہ پہچانا گیا ہو کہا شافعی نے نہین جائز ہے بات کرنا علم مین مگر ان جہتونسے اور نہین جائز ہے کسی کو کہ قیاس کرے یہانتک کہ عالم ہو ساتھ حدیثون کے اور اقوال سلف کو اور اجماع لوگون کے اور اختلاف علما کے اور زبان عرب کے اور صحیح العقل ہو تاکہ مشتبہات مین فرق کرے اور نہ جلدی کرے اور سنے اپنے مخالف سے تاکہ متنبہ ہو غفلت پر اگر ہو اور نہایت کوشش کرے اور اپنے دل سے انصاف کرے تاکہ پہچانے کہ کہان سے کہا ہے جو کہا اور اختلاف دو وجہ پر ہے جو مسئلہ منصوص ہو اس مین اختلاف جائز نہین اور جس مین تاویل کا احتمال ہو یا قیاس سے پایا جاتا ہو تو اس پر کوئی تنگی نہین اور جب قیاس کرین جنکو قیاس کرنا جائز ہے اور اختلاف کرین تو ہر ایک کو گنجائش ہے کہ اپنے مبلغ اجتہاد کے ساتھ قائل ہو اور نہین گنجائش ہی اسکو کہ غیر کی پیروی کرے اور مذہب معتدل وہ ہی جو شافعی نے کہا کہ قیاس مشروع ہے وقت ضرورت کے نہ یہ کہ وہ اصل ہی برأسہ (فتح) **باب ما جاء فی اجتہاد القضاۃ بما انزل اللہ لقولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون** جو آیا ہے بیچ اجتہاد قضاۃ کے ساتھ اس چیز کے کہ خدا نے اتاری واسطے قول اللہ تعالی کے اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ خدا نے اتاری تو وہی ہین ظالم لوگ ف اور اجتہاد القضاۃ کے معنے ہین اجتہاد کرنا حکم مین ساتھ اس چیز کے کہ خدا نے اتاری یا معنے اسکے یہ ہین اجتہاد کرنا حاکم کا حکم مین اور اجتہاد کے معنے ہین خرچ کرنا کوشش کا اور اصطلاح مین خرچ کرنا وسعت کا ہے واسطے پہنچنے کے طرف معرفت حکم شرعی کی اور پہلے اس آیت کا یہ باب باندھا ہے اجر اس کا جو حکمت سے حکم کرے اور اس مین اشارہ ہی اس طرف کہ موصوف ساتھ دونون صفتون کے نہین ہی ایک برخلاف اسکے جو قائل ہی کہ ایک آیت نصاری مین ہی اور دوسری مسلمانون مین اور پہلی یہود کے واسطے ہے اور ظاہر تر عموم ہی اور اقتصار کیا ہی بخاری نے دونون آیتون کی تلاوت پر اس واسطے کہ ممکن ہی کہ دونون مسلمانون کو شامل ہون برخلاف پہلی آیت کے کہ وہ اسکے حق مین ہی جو حلال جانے حکم کرنیکو برخلاف اس چیز کے جو خدا نے

آثار اور اپر دوسری دونون آیتین سو وہ عام ترہین اس سو (فتح) وَمَدْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الْحِكْمَةِ حِينَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا وَلَا يَتَكَلَّفُ مِنْ قِبَلِهِ وَمُشَاوَرَةِ الْخُلَفَاءِ وَسُؤَالِهِمْ أَهْلَ الْعِلْمِ ترجمہ اور حضرت نے حکمت والے کی مدح کی جب اپنی حکمت سے حکم کرے اور اسکو سکھلاوے اور نہ تکلف کرے اپنی طرف سے اور مشورہ کرنا خلیفون کا اور سوال کرنا ان کا اہل علم سے حَدَّثَنِي شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا ترجمہ عبد اللہ سے روایت ہے کہ نہین لایق ہے حسد کرنا مگر دو چیزون مین ایک وہ مرد جسکو خدا نے مال دیا ہے سو اس کو قدرت دی اسکے بجا خرچ کرنے پر اور دوسرا وہ مرد جسکو خدا نے حکمت دی سو وہ اسکے ساتھ حکم کرتا ہے اور اسکو سکھلاتا ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ هِيَ الَّتِي يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقِي جَنِينًا فَقَالَ أَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ مَا هُوَ قُلْتُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى تَجِيئَنِي بِالْمَخْرَجِ فِيمَا قُلْتَ فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَجِئْتُ بِهِ فَشَهِدَ مَعِي أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ ترجمہ مغیرہ سے روایت ہے کہ سوال کیا عمر نے عورت کے املاص سے اور وہ عورت وہ ہے کہ اسکے پیٹ کو مارا جاوے تو وہ کچا بچہ ڈالے یعنی کوئی اسکے پیٹ مین کچھ مارے اور اسکے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے سو کہا کہ تم مین کون ایسا ہے جسنے حضرت سے اس مین کوئی بات سنی ہو مین نے کہا مین نے سنی ہے کہا وہ کیا ہے مین نے کہا مین نے حضرت سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اس مین بردہ لازم ہے غلام ہو یا لونڈی تو عمر فاروق نے کہا کہ نہ جدا ہو یہان سے یہانتک کہ تو گواہ لاوے اس مین جو تو نے کہا سو مین نکلا تو مین نے محمد بن مسلمہ کو پایا تو مین اسکو لایا سو اسنے میرے ساتھ گواہی دی کہ اسنے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ لازم ہے اس مین ایک بردہ غلام ہو یا لونڈی متابعت کی ہے ہشام کی ابی زناد نے اپنے باپ سے عروہ سے مغیرہ سے ف کہا ابن بطال نے کہ نہین جایز ہے قاضی کو حکم کرنا مگر بعد طلب کرنے حکم حادثہ کے کتاب یا سنت سے اور اگر اسکو نہ پاوے تو اجماع کی طرف رجوع لاوے اور اگر اسکو بھی نہ پاوے تو نظر کرے کہ کیا صحیح ہے

حمل کرنا بعض احکام مقررہ پر واسطے علت کے کہ دونوں کے درمیان جامع ہو سو اگر یہ پاوے تو لازم ہے اسکو قیاس کرنا مگر یہ کہ عارض ہو اسکو اور علت سو لازم ہے اسکو ترجیح اور اگر علت کو نہ پاوے تو استدلال کرے شواہد اصول سے اور غلبے اشتباہ سے اور اگر اسکے واسطے کوئی چیز اس سے متوجہ نہو تو رجوع کرے طرف حکم عقل کی اور یہ قول ابو بکر باقلانی کا ہے پھر اشارہ کیا طرف انکار کرنے کی اخیر کلام پر ساتھ قول اللہ کے ما فرطنا فی الکتاب من شیء اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ نصوص نے حوادث کو احاطہ نہیں کیا سو ہم نے پہچانا کہ البتہ خدا نے بیان کیا ہے حوادث کی حکم کو بغیر طریق نص کے اور یہ قیاس ہے اور تائید کرتا ہے اسکی قول اللہ تعالیٰ کا لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم اس واسطے کہ استنباط استخراج ہے اور وہ قیاس سے ہوتا ہے اس واسطے کہ نص ظاہر ہے پھر رد کیا قیاس کے منکروں پر اور الزام دیا انکو ساتھ تناقض کے اس واسطے کہ انکے اصل سے ہے کہ جب نص نہ پائی جاوے تو اجماع کی طرف رجوع لاوے سو لازم ہے ان کو کہ لاویں اجماع اس پر کہ قیاس پر عمل کرنا جائز نہیں اور ان کو اس کی طرف کوئی راہ نہیں سو ظاہر ہوا کہ قیاس سے تو اس وقت انکار کیا جاتا ہے جب کہ نص یا اجماع موجود ہو نہ اس وقت جبکہ نہ نص موجود ہو اور نہ اجماع اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ فتم

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لتتبعن سنن من کان قبلکم ترجمہ حضرت کا قول کہ البتہ تم چلو گے اگلے لوگوں کی چالوں پر ف لفظ ترجمہ کا مطابق ہے دوسری حدیث کو حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابن ابی ذئب عن المقبری عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی تاخذ امتی باخذ القرون قبلہا شبرا بشبر وذراعا بذراع فقیل یا رسول اللہ کفارس والروم قال ومن الناس الا اولئک ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ میری امت چلے گی اگلی امتوں کی چال پر بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر تو کسی نے کہا یا حضرت فارسیوں اور رومیوں کی طرح یعنی فارسیوں اور رومیوں کی چال پہ چلیں گے حضرت نے فرمایا اور کون لوگ ہیں سوا انکے یعنی یہی لوگ مراد ہیں انہیں کی چال پہ چلیں گے ف یعنی اس واسطے کہ اس وقت زمین کے سب بادشاہوں میں یہی بہت بڑے بادشاہ تھے اور انہیں کی رعیت زیادہ تھی اور انہیں کے شہر وسیع تھے اور قرون جمع قرن کی اور قرن آدمیوں کی ایک امت کا نام ہے حدثنا محمد بن عبد العزیز قال حدثنا ابو عمر الصنعانی من الیمن عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ

ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ تم چلوگے اگلوں کی چالوں پر بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یہانتک کہ اگر وے سوسمار کی سوراخ مین گھسے ہونگے تو تم بھی اُن کی پیروی کروگے ہمنے کہا یا حضرت کیا یہود اور نصارٰی کی چال پر چلین گے حضرت نے فرمایا کہ اگر یہی نہین تو پھر کون یعنی یہود اور نصارٰے ہی مراد ہین انہین کی چال پر چلوگے **ف** بالشت اور ہاتھ اور طریق اور سوراخ مین گھسنا تمثیل ہی یعنی ان کی پیروی کرینگے ہر چیز مین جس سے شرع نے منع کیا ہی کہا ابن بطال نے کہ حضرت نے خبر دی کہ میری امت بدعات اور محدثات کی پیروی کرے گی اور ہوا و ہوس نفسانی کے پیچھے چلے گی جیسے کہ اگلی امتوں نے بدعات اور شرک کی پیروی کی اور البتہ حضرت نے اور بہت حدیثوں مین ڈرایا ہے کہ بدتر لوگ پیچھے رہجاوینگے اور قیامت نہ قائم ہوگی مگر بدتر لوگوں پر اور دین تو فقط خاص لوگوں کے پاس رہ جاوے گا اور دوسری حدیث پہلی حدیث کی معارض نہین اس واسطے کہ جب حضرت مبعوث ہوئے تو اس وقت ملک کی بادشاہی صرف فارسیون اور رومیون مین منحصر تھی اور انکے سوای جو اور لوگ تھے وہ سب ان کے ماتحت تھے یا بہ نسبت ان کی کچھ چیز نہ تھے اور احتمال ہی کہ ہو اختلاف جواب کا باعتبار مقام کے سو جس جگہ کہ فارس اور روم کہا وہان کوئی ایسا قرینہ تھا جو متعلق تھا ساتھ حکم کرنیکے درمیان لوگوں کے اور سیاست رعیت کے اور جس جگہ یہود نصارٰی کہا وہان کوئی ایسا قرینہ تھا جو متعلق تھا ساتھ امور دین کے اسکے اصول اور فروع کے میں کہتا ہون اور جس سے حضرت نے ڈرایا تھا اور جیسا فرمایا تھا ویسا ہی واقع ہوا کہ اس امت کی عوام خلقت مین شرک اور بدعت نہایت رائج ہوگئے قبر پرستی اور پیر پرستی اور بد اعتقادی علے العموم ظاہر ہوئی یہود اور نصارٰے کے قدم بقدم ہوگئی بلکہ تعزیہ دارون اور پیر پرستون نے ایسے بدعات نکالے ہین کہ یہود اور نصارٰے کو بھی نہین سوجھے (فتح)

بَابُ اِثْمِ مَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ اَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً

گناہ اس شخص کا جو گمراہی کی طرف لوگوں کو بلاوے یا بری راہ نکالے **ف** ترجمہ باب کے مطابق دو حدیثین وارد ہوئی ہین لیکن اس کی شرط پر نہین ہین سو کفایت کی اسنے ساتھ اس چیز کے جو دونوں کے معنے ادا کرے اور وہ آیت اور حدیث ہی اور اپر یہ جو کہا جو گمراہی کی طرف بلاوے تو یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہی ابوہریرہ سے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو خلق کو نیک کام کی طرف بلاوے گا تو اس کو ثواب ملے گا برابر انکے ثواب کے جو نیک کام مین اس کی

تابع ہونگے اور بتانیوالے کا ثواب کرنیوالونکے ثواب کو نہ گھٹاویگا یعنی دونون کو پورا ثواب ملیگا یہ نہوگا کہ کچھہ بتلانیوالے کو ملے اور کچہہ کرنے والون کو اور جو گمراہی کی طرف لوگون کو بلاویگا تو اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا اسکی پیروی کرنے والون پر ہوگا گمراہ کرنیوالے کا گناہ کرنے والون کے گناہ کو نہین گھٹاویگا یعنی دونون کو برابر پورا گناہ ہوگا اور یہ جو کہا یا بری راہ نکالے تو اسکو بہی مسلم نے روایت کیا ہے جریر سے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو اسلام مین اچہی راہ نکالے اسکو اسکا ثواب ملیگا اور جو اسکے بعد اس پر عمل کرینگے ان کا ثواب بہی اسکو ملیگا بدون اس بات کے کہ ان کا ثواب کچھہ گھٹے یعنی دونون کو جدا جدا پورا پورا ثواب ملیگا اور جو اسلام مین بری راہ نکالیگا تو اسکو اسکا گناہ ہوگا اور جو اسکے بعد اس بری راہ پر چلینگے ان کا گناہ بھی اسی کی گردن پر ہوگا بدون اس بات کے کہ کچھہ انکے گناہون سے گھٹے یعنی سبکو جدا جدا پورا گناہ ہوگا (فتح) لِقَوْلِ اللّٰهِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے اور انکے گناہون سے جنکو گمراہ کرتے ہین بے علمی سے **ف** کہا مجاہد نے کہ قیامت کے دن اپنے گناہون کو بھی اُٹھاوینگے اور جن لوگون نے ان کا کہنا مانا انکے گناہون کو بہی اٹھاوینگے اور ان کا کہنا ماننے والون کے گناہون سے کچھہ کم نہین ہوگا

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْهَا وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ مِنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ سَنَّ الْقَتْلَ اَوَّلًا ترجمہ عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی ایسی جان نہین جو ظلم سے قتل ہوئی مگر کہ آدم کے پہلے بیٹے یعنی قابیل پر اسکے خون کا حصہ پڑتا ہے یعنی وہ بہی گناہ مین شریک ہوتا ہے اسواسطے کہ اسی نے اول اول خون کرنیکی راہ نکالی **ف** یعنی خونریزی کی رسم اول اسی سے نکلی اس حدیث کی شرح قصاص مین گذری کہا مہلب نے یہ باب وراس سے پہلا باب بیچ معنے تحذیر کے ہے گمراہی سے اور بچنے کے بدعات سے اور نہی کی مومنون کے راہ کی مخالفت کرنیسے اور وجہ تحذیر کی یہ ہے کہ جو بدعت نکالتا ہے وہ اس کو آسان جانتا ہے کہ اول اول ہلکی معلوم ہوتی ہے اور نہین معلوم کرتا جو مرتب ہوتا ہے اسپر مفسدے سے اور وہ یہ ہے کہ جو اسکے بعد اس بدعت پر چلینگے انکا گناہ بہی اسی کی گردن پر پڑیگا اگرچہ اسنے خود اس پر عمل نہ کیا ہو بلکہ اس واسطے کہ وہ بدعت دراصل پہلے پہل اسی نے نکالی (فتح) **تمت**

بقلم عاجز رقیم محمد عبد الصمد عفی عنہ	تم الجزء التاسع والعشرون من کتاب فیض الباری سنہ ١٣١٨	تصحیح مولوی صاحب مولوی محمد حسین

فہرست ابواب کتاب فیض الباری ترجمہ وشرح اردو صحیح بخاری پارہ انتیسواں (۲۹)

ابواب	صفحہ
کتاب الفتن	۲
باب تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے واتقوا فتنۃ الخ یعنے بچو فتنے سے	۳
باب بیان قول حضرت صلعم کے کہ تم دیکھو گے میرے بعد وہ کام جو برے معلوم ہونگے	۴
باب فرمانا حضرت صلعم کا میری امت کی ہلاکی قریش کے لونڈوں کے ہاتھ سے ہوگی جو بیوقوف ہونگے	۸
باب فرمانا حضرت صلعم کا کہ خرابی ہے عرب کی اس بلا سے جو نزدیک ہے	۹
باب بیان ظاہر ہونے فتنوں کے	۱۱
باب نہیں آویگا کوئی زمانہ مگر کہ اسکے بعد بدتر ہوگا	۱۵
باب فرمانا حضرت صلعم کا جو ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم سے نہ ہوگا	۱۷
باب فرمانا حضرت صلعم کا تم میرے بعد کافر نہ ہونا کہ بعض بعضوں کی گردنیں مارین	۱۹
باب فتنہ فساد ہوگا جس میں بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے	۲۲
باب جب ملیں دو مسلمان ساتھ تلواروں اپنی کے	۲۳
باب کس طرح ہے حکم [illegible] اجماع کے	

ابواب	صفحہ
حالت اختلاف میں	۲۵
باب جو برا جانتا ہو کہ بہت کرے فتنے اور ظالموں کی جماعت کو بڑھاوے	۲۹
باب جب ہجا دے کو یعنے ناقص العقل اور نا فہم لوگوں میں	،،
باب جنگل میں رہنا وقت فتنے کے	۳۰
باب فتنہ مشرق یعنے پورب کیطرف سے ہوگا	۳۴
باب بیان اس فتنے کا کہ دریا کیطرح موج مارے گا	۳۶
باب خالی ترجمہ سے ہی یہ باب	۴۱
باب جب اتارے اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب	۴۵
باب قول حضرت حسن بن علی کے حق میں کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اسکے سبب سے مسلمانوں کے دو گروہ میں صلح ہوگی	۴۶
باب جب کسی قوم کے پاس کچھ کہے پھر نکلے تو اسکے برخلاف کہے یعنے یہ دغابازی اور عہد شکنی ہے	۵۰
باب قائم نہوگی قیامت یہانتک کہ رشک کیے جاویں اہل قبو یعنے لوگ زندگی سے تنگ آکر [illegible] قبر والے [illegible] ہوتے	۵۵
باب بدلنا زمانے کا یہانتک کہ بت پرستی ہوگی	۵۶

ابواب	صفحہ
باب نکلنا آگ کا حجاز کی زمین سے	۵۸
باب	۶۰
باب نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا	۶۵
ذکر دجال کا	۶۵
باب داخل نہ ہوسکے گا دجال مدینہ منورہ میں	۷۱
باب بیان یاجوج ماجوج کا جو اولاد یافث سے ہیں	۷۶
کتاب الاحکام	۸۰
باب فرمانبرداری کرنا اللہ کی اور اسکے رسول کی اور حاکموں کی	،،
باب امیر اور سردار قریش سے ہونگے	۸۳
باب اجر اسکا جو حکم کرے ساتھ حکمت کے واسطے دلیل اس قول اللہ تعالیٰ کے ومن لم یحکم بما انزل الخ	۸۶
باب امام کی بات کا سننا اور اسکی اطاعت کرنا جب تک کہ گناہ نہ ہو	۸۹
باب جو خدا سے سرداری نہ مانگے خدا اسکی مدد کرتا ہے	۹۱
باب جو سرداری مانگ کر لیوے تو اس پہ سونپی جاتی ہے	۹۲
باب جو کوئی [illegible] حرص کرے سرداری کی	،،
[illegible]	

ابواب	صفحہ
وہ انکی خیر خواہی نہ کرے	۹۴
جو لوگون کو مشقت مین ڈالیگا خدا اسکو مشقت مین ڈالیگا	۹۵
حکم کرنا اور فتوی دینا راہ مین	۹۶
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی دربان نہ تہا	۹۷
حاکم حکم قتل کا دیوے جسپر قتل واجب ہو سواے اجازت حاکم اعلے کے	۹۸
کیا حکم کرے حاکم یا فتوی دیوے غصے کی حالت مین	۱۰۰
جو دیکہتا ہے قاضی کہ حکم کرے لوگون کے معاملہ مین اپنے علم سے جبکہ نہ ڈرے بدگمانی اور تہمت سے	۱۰۲
گواہی مہری خط پر جائز ہے یا نہ	۱۰۵
کب لائق ہوتا ہے مرد قاضی بننے کے اور حکم کرنے کے	۱۰۸
روزی حاکم کی اور جو اسپر عامل ہون	۱۱۱
جو حکم اور لعان کرے مسجد مین	۱۱۴
جو حکم کرے مسجد مین اور حد ماری جاوے خارج مسجد کے	۱۱۶
نصیحت کرنا امام کا مدعی اور مدعا علیہ کو	۱۱۷
سبب کراہت جنازہ در مسجد بر جنازہ	〃
گواہی جبکہ ہو نزدیک حاکم کے الخ	〃
اگر حاکم کا جبکہ بہیجے دو مردان	

ابواب	صفحہ
کو کہ آپس مین موافقت کرین مخالفت نہ کرین کہ باعث فتنہ ہو	۱۲۱
قبول کرنا حاکم کا دعوت کو	۱۲۲
عاملون کے ہدیون اور تحفون کا بیان	۱۲۳
آزاد غلامون کو قاضی اور عامل بنانا	۱۲۴
چودہری بنانا ایک گروہ کا	۱۲۵
تعریف کرنا بادشاہ کے منہ پر کچہ اور پیچہے کچہ مکروہ ہے	۱۲۶
حکم کرنا غیر حاضر پر کہ یک طرفہ ڈگری جائز ہے یا نہ	۱۲۷
جو حاکم کہ ایک کا حق دوسرے کو دیدیوے تو وہ اسکو نہ لیوے اسلیئے کہ حکم حاکم کا حرام کو حلال نہین کرتا اور نہ حلال کو حرام کرتا ہے	۱۲۹
حکم کرنا کوئیں کے بارے مین اور مثل اسکے	۱۳۱
حکم کرنا تہوڑی اور بہت مال مین برابر	۱۳۲
بیچنا امام کا مال اور زمین لوگون کا	۱۳۳
جو نہ پرواہ کرے واسطے طعن اس شخص کے کہ نہ جانے امیرون مین	۱۳۴
ہمیشہ جہگڑنے والا لڑاکا	〃
حاکم اگر حکم کرے ظلم سے یا خلاف اہل علم کے تو وہ حکم مردود ہے	۱۳۵
امام سکہلا دے خود اگر	۱۳۶
کاتب امین اور عاقل ہو	۱۳۸

ابواب	صفحہ
لکہنا حاکم کا اپنے عاملون کو اور قاضی کا امینون کو	۱۳۹
کیا جائز ہے حاکم کو کہ بہیجے تنہا آدمی کو موقع پر دیکہنے واسطے	۱۴۱
جائز ہے ترجمہ کرنا کلام غیر کا حاکمون کے واسطے یا بالعکس اور کیا جائز ہے ایک ترجمان	۱۴۳
حساب کرنا امام کا اپنے عاملون سے	۱۴۴
امام کا خاص رفیق اور مشورہ والا جسکو عرب دخیل کہتے ہین جو اسکے تنہائی کے مکان مین داخل ہو	۱۴۵
کس طرح بیعت کرے امام لوگون سے	۱۴۶
جو دو بار بیعت کیا جاوے	۱۵۱
گنوارون اور جنگلیون کی بیعت کا بیان اسلام اور جہاد پر	〃
چہوٹے لڑکے کا بیعت کرنا	۱۵۲
جو بیعت کرکے بیعت کو پہیرنا چاہے	〃
جو کسی مرد سے صرف دنیا کے واسطے بیعت کرے	۱۵۳
عورتون کی بیعت کا بیان	۱۵۴
جو بیعت توڑے	۱۵۵
خلیفہ مقرر کرنا بعد مرنے کے یا معین کرنا جماعت کا تاکہ اختیار کرین اپنے مین سے کسیکو	۱۵۶

ابواب	صفحہ
نکالنا جھگڑنے والون اور تنگ	١٦١
کرنے والون کا گھرون سے بعد	
معرفت کے	١٦٢
کیا امام کو جائز ہے کہ منع کرے	
مجرم کو کلام وغیرہ سے	″
کتاب التمنی	١٦٢
باب ہے بیچ بیان تمنا اور آرزو	
کرنے کے	١٦٣
بیان تمنا اور آرزو شہادت مین	″
آرزو کرنی خیر کی	١٦٤
قول حضرت کا کہ اگر مین اپنا حال	
آگے سے جانتا جو پیچھے جانا	١٦٥
قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	
کاشکے ایسا ہوتا اور ایسا ہوتا	١٦٦
قرآن اور علم کی آرزو کرنا	″
جو مکروہ ہے آرزو کرنا	١٦٧
یہ کہنا کہ اگر خدا کی رحمت نہوتی	
تو ہم راہ نہ پاتے دین کی	١٦٨
جو جائز ہے لو سے یعنے کلمہ لو سے	١٧٠
مکروہ ہے آرزو کرنا دشمن سے	
ملنے کی [illegible] ملاقات کرنا	١٦٩
کتاب اخبار الآحاد	١٧٥

ابواب	صفحہ
بیچ بیان ان حدیثون کے جو	
خبر واحد مین	١٧٥
جو چیز آئی ہے قبول کرنے خبر واحد سے	″
بھیجنا آنحضرت کا زبیر کو تنہا کہ کفار	
کے لشکر کی خبر لاوے	١٨٤
ترجمہ لا تدخلوا بیوت النبی	
بے اجازت پیغمبر ص کے گھرون	
مین نہ جاؤ	١٨٥
آنحضرت کا امیرون کو اور ایلچیون کو	
متواتر بھیجتے تھے ایک کے بعد ایک	١٨٦
وصیت کرنا حضرت صلے اللہ علیہ	
وسلم کا ایلچیون کو	١٨٧
خبر ایک عورت کی	١٨٨
کتاب الاعتصام	١٨٩
بیچ مارنا کتاب اور سنت کو یعنے	″
عمل کرنا ان پر	
فرمانا آنحضرت کا بعثت بجوامع	
الکلم یعنے بھیجا گیا مین جامع کلمون سے	١٩١
پیروی کرنی آنحضرت کی سنتون پر	١٩٢
جو کچھ مکروہ ہے کثرت سوال سے	٢٠٣
پیروی کرنی حضرت کے افعال کی	٢١١
مکروہ ہے تعمق اور تنازع اور	
غلو دین مین بدعتون سے	٢١٣

ابواب	صفحہ
گناہ اسکا جو بدعتی نکالنے والے	
کو جگہ دیوے	٢٢٢
مذمت رائے اور تکلف قیاس کا بیان	″
قول اللہ تعالی کا ولا تقف ما	″
لیس لک بہ علم پ ١٥ رکوع ٤ اور	
نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہین تجھ کو	٢٢٣
پیغمبر صاحب اس سائل کو لا ادری فرما	
دیتے جسکے سوال کے بارے مین وحی نہ آئی ہوتی	٢٢٨
تعلیم آنحضرت کی اپنی امت کے مردو	
عورتون کو جو اللہ نے انکو سکھایا رائے	
اور تمثیل سے یعنی اپنی رائے نہ تہی	٢٣٠
میری امت کا ایک گروہ جو حق پر ہوگا	
ہمیشہ غالب رہیگا وہ اہل علم ہین	٢٣١
قول اللہ کا او یلبسکم شیعا ترجمہ	
یا بھڑا دے تم کو گروہ گروہ۔	٢٣٢
من شبہ اصلا معلوما الخ یعنے جو تشبیہ دے	
اصل معلوم کو مسئلہ مبین سے تاکہ سمجھے جسکا حکم اللہ نے بیان کیا	٢٣٣
اجتہاد قضا کے بیان مین اتارے ہوئے قول	
اللہ تعالی کے موافق حکم بما انزل	
اللہ فاولئک ہم الظالمون	٢٣٥
فرمانا آنحضرت کا البتہ تم چلوگے انکا طریق	٢٣٦
گناہ اسکا جو بلاوے بری کامون کے	
طرف اور بری رسم نکالے	٢٣٨

یہ کتاب کامل تین جلدون مین اور صحاح ستہ عربی اور با ترجمہ اردو اور کتب دینیہ ہر قسم لاہور محلہ سادھوان کوٹھی فقیر اللہ تاجر کتب مین موجود ہین *

ب ت م

اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری رحمہ اللہ

تصنیف لطیف ازافاضل زمن مولانا ابوالحسن مدظلہ نسخہ اصح کتاب بالسناد و اعراب الملقب بخیر الجاری و تسہیل القاری مسمی بہ

پ ۳

فیض الباری

ترجمہ و شرح اردو

صحیح البخاری

۱۳۱۸

بحسن اہتمام مالک ہذا بندہ خادم اہل اللہ فقیر اللہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ رزقہم اللہ تعالی ایمانا کاملا باہتمام محمد تو

در مطبع محمدی واقع لاہور محمود فقیر اللہ طبع

پ ۳۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب مَا ذَکَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلٰی اتِّفَاقِ اَھْلِ الْعِلْمِ جو ذکر کیا حضرتؐ نے اور رغبت دلائی اوپر اتفاق کرنے اہل علم کے وَمَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ الْحَرَمَانِ مَکَّۃُ وَالْمَدِیْنَۃُ وَمَا کَانَ بِھَا مِنْ مَشَاھِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْمُھَاجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَمُصَلَّی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ اور جس پر اجماع کیا ہے مکے اور مدینے والون نے اور جو ہے مدینے میں حضرتؐ اور مہاجرین اور انصار کے حاضر ہونے کی جگہ سے اور جو ہے وہان حضرتؐ کی جا نماز اور منبر اور قبر سے **ف** کہا کرمانی نے کہ اجماع وہ اتفاق ہے اہل حل اور عقد کا یعنے مجتہدین کا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے کسی امر پر دینی امرون میں سے اور صرف مکے اور مدینے کے مجتہدون کا اتفاق جمہور کے نزدیک اجماع نہیں جب تک کہ اور سب شہرون کے مجتہدین اُنکے ساتھ شامل نہ ہون اور کہا مالکؒ نے کہ مدینے والون کا اجماع حجت ہے اور عبارت بخاری کی مشعر ہے ساتھ اسکے کہ مکے اور مدینے والون کا اجماع حجت ہے میں کہتا ہون شاید مراد بخاری کی ترجیح ہے نہ دعوے اجماع کا اور جب مالک اور اسکے پیرو صرف اہل مدینہ کے اجماع کو حجت جانتے ہین تو جب اہل مکہ اُنکے ساتھ موافق ہون تو پھر وے اسکے ساتھ بطریق اولے قائل ہونگے اور البتہ نقل کیا ہے ابن تین نے سحنون سے اعتبار اجماع اہل مکہ کا ساتھ اہل مدینہ کے یہانتک کہ اگر سب اتفاق

کریں اور ابن عباسؓ کسی چیز میں انکے مخالف ہوں تو وہ اجماع نہیں گنا جاتا اور یہ مبنی ہے اسپر
کہ ندرت مخالف کی اثر کرتی ہے بیچ ثابت ہونے اجماع کے یعنے اجماع ثابت نہیں ہوتا جبکہ کوئی
مخالف ہو (فتح) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ
ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ السَّلَمِیِّ اَنَّ اَعْرَابِیًّا بَایَعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاِسْلَامِ
فَاَصَابَ الْاَعْرَابِیَّ وَعْکٌ بِالْمَدِیْنَةِ فَجَآءَ الْاَعْرَابِیُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ فَاَبٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَہٗ فَقَالَ
اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ فَاَبٰی ثُمَّ جَآءَہٗ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ فَاَبٰی فَخَرَجَ الْاَعْرَابِیُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَدِیْنَةُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَہَا وَتَنْصَعُ طِیْبُہَا ترجمہ جابرؓ سے روایت
ہے کہ ایک گنوار نے حضرتؐ سے اسلام کی بیعت کی تو اس گنوار کو مدینے میں تپ چڑھی سو وہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرتؐ میری بیعت توڑ دو حضرتؐ نے نہ مانا پھر حضرتؐ
پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت توڑ دو حضرتؐ نے نہ مانا پھر حضرتؐ پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت توڑ
دو حضرتؐ نے نہ مانا تو وہ مرتد ہو کر نکل گیا یعنے مدینے سے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ مدینہ تو جیسے بھٹی
ہے لوہار کی نکالتا ہے میل کچیل کو اور نکھارتا ہے ستھرے کو **فائدہ** اس حدیث کی شرح آخر حج
میں گذر چکی ہے کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ اس حدیث میں دلالت ہے اسپر کہ مدینہ افضل ہے
سب شہروں سے بسبب اس چیز کے کہ خاص کیا ہے اسکو اللہ تعالے نے ساتھ اسکے کہ وہ
میل کچیل کو نکال ڈالتا ہے اور مرتب کیا ہے اس پر اس بات کو کہ اجماع اہل مدینہ کا حجت ہے
اور تعقب کیا گیا ہے اسکا ساتھ قول ابن عبد البر کے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت
مدینے کے لیکن یہ وصف اسکے واسطے سب زمانوں میں عام نہیں ہے بلکہ وہ حضرتؐ کے زمانے
کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ نہیں نکلتا تھا مدینے سے واسطے صبر نہ کرنے کے حضرتؐ
کے ساتھ رہنے سے مگر وہ شخص جس میں خیر نہ ہو اور کہا عیاض نے مانند اسکے اور تائید کی
اسکی ساتھ حدیث ابوہریرہؓ کے جو روایت کی مسلم نے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ نکال
ڈالے گا مدینہ بد لوگوں کو جیسے نکالتی ہے بھٹی میل چاندی کا کہا اور آگ سوائے اس کے
کچھ نہیں کہ نکالتی ہے میل اور ردی کو اور البتہ نکلی مدینے سے بعد حضرتؐ کے ایک جماعت
خیار اصحاب سے اور مدینے کے سوا اور جگہ کو وطن ٹھیرایا اور مدینے سے باہر فوت ہوئے مانند
ابن مسعودؓ اور ابو موسیٰؓ اور علیؓ اور ابوذرؓ اور عمارؓ اور حذیفہؓ اور عبادہؓ بن صامت وغیرہم کے

سو دلالت کی اس سے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے حضرتؐ کے ساتھ قید مذکور کے پھر واقع ہوگا
تمام اخراج ردی کا بیچ محاصرہ زمانہ دجال کے جبکہ وہ مدینے کا محاصرہ کریگا جیسا کہ مفصل بیان
اسکا فتن میں گذر چکا ہے سو نہ باقی رہے گا کوئی منافق مگر کہ اسکی طرف نکلے گا پس یہ دن
ہے خلاص ہونے کا (فتح) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ
حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ
عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا كَانَ آخِرُ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَقَالَ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِمِنًى لَوْ شَهِدْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقُولُ لَوْ مَاتَ
أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَبَايَعْنَا فُلَانًا قَالَ عُمَرُ لَأَقُومَنَّ الْعَشِيَّةَ فَأُحَذِّرُ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ
يُرِيدُونَ أَنْ يَغْصِبُوهُمْ قُلْتُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ يَغْلِبُونَ عَلٰى
مَجْلِسِكَ فَأَخَافُ أَنْ لَا يُنْزِلُوهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَيُطِيرُ بِهَا كُلُّ مُطِيرٍ فَأَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ
الْمَدِينَةَ دَارَ الْهِجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَيَحْفَظُوا مَقَالَتَكَ وَيُنْزِلُوهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَقَالَ وَاللهِ
لَأَقُومَنَّ بِهِ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَقَالَ
إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيمَا
أَنْزَلَ آيَةُ الرَّجْمِ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں عبدالرحمن بن عوف کو پڑھاتا تھا سو جب
ہوا وہ حج جو حضرت عمرؓ نے آخر کیا تو عبدالرحمنؓ عمرؓ کے پاس سے پھرا اور مجھ سے ملا سو عبدالرحمان
نے مجھ سے منا میں کہا کاش تو امیر المومنین عمرؓ پاس حاضر ہوتا انکے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا
کہ فلانا کہتا ہے کہ اگر امیر المومنین مر گیا تو البتہ ہم فلانے کے ہاتھ پر بیعت کرینگے تو عمر فاروق
نے کہا کہ البتہ میں دوپہر کے بعد کھڑا ہونگا یعنے خطبہ پڑھوں گا سو ڈراؤں گا ان لوگوں کو جو ارادہ
کرتے ہیں کہ ان سے خلافت غصب کریں یعنے امر خلافت پر کود پڑتے ہیں بدون عہد اور
مشورے کے جیسے کہ واقع ہوئی بیعت ابوبکر صدیق کی بدون صلاح اور مشورے کے میں نے کہا
کہ ایسا مت کرنا اس واسطے کہ موسم حج کا جمع کرتا ہے جاہل اور کمینے لوگوں کو تیری مجلس پر غالب
ہونگے یعنے ہجوم کرکے تیرے پاس جمع جا ہونگے سو میں ڈرتا ہوں کہ نہ اتاریں تیری بات کو اس
کی جگہ پر یعنے اسکی مراد کو نہ سمجھیں سو اڑاوے اسکو ہر اڑانے والا یعنے بدون تامل اور ضبط
کے سو توقف کر یہانتک کہ تو مدینے میں آوے جو ہجرت اور سنت کا گھر ہے سو حضرتؐ کے اصحاب

مہاجرین اور انصار مین سے تجھے اور تیری بات کو یاد رکھین اور سلوک اسکی وجہ پر آثار مین سو کہا عمر فاروق رض
نے قسم ہے اللہ کی کھڑا ہونگا مین ساتھ اسکے اول مقام مین کہ کھڑا ہونگا مدینے مین کہا ابن عباس رض
نے سو ہم مدینے مین آئے سو عمر فاروق رض نے کہا کہ بیشک خدا نے محمد کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا سو رجم کی آیت قرآن
مین تھی **ف** یہ حدیث پوری پہلے گذر چکی ہے اور البتہ داخل کیا ہے بہت لوگون نے جو
اہل مدینہ کے اجماع کو حجت جانتے ہین اس مسئلے کو بیچ مسئلے اجماع صحابہ کے اور یہ اس جگہہ
ہے جس جگہہ کہتا ہے اس واسطے کہ وے قرآن کے اترنے اور نزول وحی کے وقت موجود تھے اور جو اسکی
مشابہ ہے اور یہ دونون مسئلے مختلف ہین اور یہ قول کہ اجماع صحاب کا حجت ہے قوی تر ہے اس
قول سے کہ اجماع اہل مدینہ کا حجت ہے اور راجح یہ ہے کہ اہل مدینہ جو صحابہ کے بعد ہین جب کسی چیز پر اتفاق
کرین تو اسکے ساتھ قائل ہونا قوی تر ہے قائل ہونے سے ساتھ غیر اسکے کے مگر یہ کہ نص مرفوع
کے مخالف ہو اور جو خاص ہے ساتھ اس باب کے قائل ہونا ہے ساتھ حجت ہونے قول اہل مدینہ کی
جبکہ اتفاق کرین اور اوپر ثبوت فضل مدینہ کا اور اہل اسکے کا اور غالب جو ذکر کیا گیا ہے اس
باب مین سو نہین ہے قوی استدلال بین اس مطلوب پر (فتح) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ
مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فَقَالَ بَخٍ بَخٍ أَبُو هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِي الْكَتَّانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَخِرُّ
فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيَّ فَيَجِيءُ الْجَائِي
فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِي وَيُرَى أَنِّي مَجْنُونٌ وَمَا بِي مِنْ جُنُونٍ مَا بِي إِلَّا الْجُوعُ **ترجمہ**
محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ابو ہریرہ رض پاس بیٹھے تھے اور ان پر دو کپڑے تھے السی
کے گیری سے رنگے ہوئے سو رینٹھ ڈالا اور کہا تعجب ہے ابو ہریرہ رض السی کے کپڑے میں رینٹھ ڈالتا
ہے البتہ میں نے اپنے تئین دیکھا اور حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کے حجرے کے درمیان گر پڑتا تھا بیہوش ہو کر سو آنے والا آتا اور اپنا پاؤن میری گردن پر
رکھتا اور اس کو گمان ہوتا کہ مین دیوانہ ہون اور حالانکہ مجھ کو کچھ جنون نہ ہوتا تھا مجھکو مگر بھوک
ف اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اسکا ہے
کہ بیچ حضرت کے منبر اور عائشہ رض کے حجرے کے درمیان بیہوش ہو کر گر پڑتا تھا اور وہی ہے مکان
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ وجہ داخل ہونے اسکے
کی ترجمہ مین اشارہ ہے طرف اسکی کہ جب صبر کیا ابو ہریرہ رض نے شدت پر جسکی طرف اشارہ کیا ہے سبب

ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے طلب علم کے تو بدلہ دیا گیا ساتھ اس چیز کے تنہا ہوا ساتھ
اسکے کثرت محفوظ اور منقول سے احکام وغیرہ سے اور یہہ ساتھ برکت صبر کرنے اسکے کے مدینہ پر
(فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ
ابْنَ عَبَّاسٍ أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَنْزِلَتِي مِنْهُ
مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ فَأَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ
وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ إِلَى آذَانِهِنَّ
وَحُلُوقِهِنَّ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ روایت ہے عبدالرحمن
سے کہ کسی نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید مین حاضر ہوا ہے
اس نے کہا ہان اور اگر حضرتؐ کے نزدیک میرا رتبہ نہ ہوتا تو مین اس مین حاضر نہ ہوتا بسبب کم عمر ہونے
کے سو تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اُس علم کے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے
سو آپنے عید کی نماز پڑہی پہر خطبہ پڑہا اور نہ ذکر کیا اذان کو اور نہ تکبیر کو پہر حکم کیا ساتھ صدقہ
کرنے کے سو عورتین اپنے کان اور حلق کی طرف ہاتھ لیجانے لگین پہر حکم کیا بلالؓ کو سو وہ عورتون
پاس آئے پہر حضرتؐ کی طرف پہرے ف اس حدیث کی شرح عید کی نماز مین گذر چکی ہے اور غرض
اس سے اس جگہہ ذکر عیدگاہ کا ہے جس جگہہ کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس علم پاس تشریف
لائے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے اور گھر مذکور بنایا گیا تہا بعد عہد حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے اور سوا اسکے کچھ نہین کہ معروف تہا ساتھ اسکے واسطے مشہور ہونے اسکے کی
کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ شاہد ترجمہ کا قول ابن عباسؓ کا ہے کہ اگر میرا رتبہ نہ ہوتا تو مین عید
مین حاضر نہ ہوتا اس واسطے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ اہل مدینہ کے بڑون اور چھوٹون اور عورتون اور
خادمون نے ضبط کیا ہے علم کو ساتھ معاینہ کے عمل کی جگہون مین شارع علیہ السلام سے جو
اسکی طرف سے بیان کرنے والے ہین اور ان کے سوا اور لوگون کو یہ رتبہ حاصل نہین ہے اور
تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ قول ابن عباس کا مِنَ الصِّغَرِ مَا شَهِدْتُهُ اشارہ ہے اس سے
طرف اسکی کہ کم ہونا عمر کا جگہہ گمان عدم وصول کی ہے طرف اس مقام کے کہ جس مین ابن عباسؓ
حضرتؐ پاس حاضر ہوا یہانتک کہ آپ کا کلام سُنا اور تمام جو بیان کیا اس قصے مین لیکن چونکہ وہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تہے اور اُن کی خالہ حضرتؐ کی بی بی تہین تو اس سبب
سے رتبہ مذکور مین پہونچے اور اگر یہ نہ ہوتا تو نہ پہونچتے اور لے جاتی ہے اس سے نفی تعمیم کی جسکا

سلف نے دعوی کیا ہے اور بتقدیر تسلیم کے پس وہ خاص ہے ساتھ اسکے جو وہان موجود تھا اور وہ اصحاب مین سے شریک ہوگا انکو اُس مین جو اُنکے بعد ہے ساتھ مجرد ہونے اسکے کے اہل مدینہ سے (فتح) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيْ قُبَاءَ مَاشِيًا وَرَاكِبًا ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد قبا مین جایا کرتے تھے پیادہ اور سوار ف اس حدیث کی شرح نماز مین گذر چکی ہی کہا ابن بطال نے کہ مراد اس حدیث سے حضرتؐ کو دیکھنا ہے پیادہ اور سوار بیچ قصد کرنے آپ کے طرف مسجد قبا کی اور شہد ہے حضرتؐ کے مشاہد سے اور نہین یہ غیر مدینے مین (فتح) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَدْفِنِّيْ مَعَ صَوَاحِبِيْ وَلَا تَدْفِنِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اُزَكّٰى وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلٰى عَائِشَةَ ائْذَنِيْ لِيْ اَنْ اُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ فَقَالَتْ اِيْ وَاللّٰهِ قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَرْسَلَ اِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا اُوْثِرُهُمْ بِاَحَدٍ اَبَدًا ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہی کہ انہون نے عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا کہ مجھکو میری مصاحبون یعنے حضرتؐ کی بیبیون کے ساتھ دفنانا اور مجھ کو حضرتؐ کے ساتھ گھر مین نہ دفنانا اسواسطے کہ مین برا جانتی ہون کہ پاک اور بے عیب ٹھیرائی جاؤن اور ہشام سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ عمر فاروقؓ نے عائشہؓ کو کہلا بھیجا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ مین اپنے دونو ساتھی کے ساتھ دفنایا جاؤن تو عائشہؓ نے کہا ہان قسم ہے اللہ کی اور اصحاب مین سے جبکوئی عائشہ کو کہلا بھیجتا تھا تو کہتی تھین قسم ہے اللہ کی نہین اختیار کرونگی مین ساتھ اُن کے کسی کو کبھی ف یہ جو عائشہ نے کہا کہ مین برا جانتی ہون کہ پاک ٹھیرائی جاؤن یعنے کوئی میری تعریف کرے جو مجھ مین نہین بلکہ ساتھ مجرد ہونے میرے کے مدفون نزدیک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوائے باقی بیبیون کے سو گمان کرے کہ مین خاص کی گئی ہون ساتھ اسکے سوائے اُنکے واسطے اس چیز کے کہ مجھ مین ہے اور ان مین نہین اور یہہ نہایت تواضع ہے عائشہؓ سے اور روایت کی ترمذی نے عبداللہ بن سلام کی حدیث سی کہ لکھی ہوئی ہے توریت مین صفت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ عیسے علیہ السلام اُنکے ساتھ دفن ہونگے اور اسکے بعض راویون نے کہا کہ حجرے مین ایک قبر کی جگہہ باقی ہے اور طبرانی کی روایت مین ہے کہ دفن ہونگے عیسے علیہ السلام ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمرؓ کے پس ہوگی چوتھی قبر کہا ابن بطال نے مہلب سے سوائے اسکی

کچھ نہیں کہ بُرا جانا عائشہؓ نے یہ کہ دفن ہو ساتھ انکے اس خوف سے کہ گمان کرے کوئی کہ عائشہ افضل ہین سب اصحاب سے بعد حضرت صلعم کے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے اور البتہ حجت پکڑی ہے ابوبکر ابہری مالکی نے ساتھ اسکے کہ مدینہ افضل ہے مکہ سے اس واسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینے کی مٹی سے پیدا ہوئے اور وہ افضل ہین سب آدمیون سے تو مدینے کی مٹی بھی سب مٹیون سے افضل ہوگی اور یہ جو کہا کہ مدینہ کی مٹی افضل ہے تو اس مین کوئی نزاع نہین اور نزاع تو اس مین ہے کہ کیا اس سے لازم آتا ہے کہ مدینہ مکے سے افضل ہو اس واسطے کہ مجاور شے کا اگر ثابت ہون اسکے واسطے تمام فضائل اسکے تو ہوگا یہ مجاور مانند اسکی سو اس سے لازم آویگا کہ جو مدینہ کے قرب وجوار کی زمین ہے افضل ہو اور حالانکہ نہین ہے اس طرح اتفاقاً اسی طرح جواب دیا ہے بعض متقدمین نے اور اس مین نظر ہے حَدَّثَنَا اَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو بَكْرِ بْنِ اَبِي اُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَنَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ زَادَ اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ وَبُعْدُ الْعَوَالِي اَرْبَعَةُ اَمْيَالٍ اَوْ ثَلَاثَةٌ ترجمہ انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت کا دستور تھا کہ عصر کی نماز پڑھتے سو ہم ان گاؤن مین آتے جو مدینے کی اونچان مین ہین اور حالانکہ آفتاب بلند ہوتا زیادہ کیا ہے لیث نے یونس سے اور عوالی مدینے سے چار میل یا تین میل دور ہین ف شاید یہ شک ہے ابن سے اس واسطے کہ وہ اسکے نزدیک ابی صالح ہے اور یہ بنا پر اسکی عادت کے ہے کہ وارد کرتا ہے اسکو شواہد اور متمات مین اور نہین حجت پکڑتا ہے ساتھ اسکے اصول مین (فتح) اس حدیث مین ذکر ہے صحابہ کے مشاہد کا حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ وَقَدْ زِيْدَ فِيْهِ سَمِعَ الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْجُعَيْدَ ترجمہ سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین صاع بقدر ایک مد اور تہائی کے تھا تمھارے آج کے مد سے اور البتہ زیادہ کیا گیا اس مین عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین سنا ہے قاسم نے جعید سے ف اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ اندازہ صاع کی اس قبیل سے ہے کہ اجماع کیا ہے اسپر اہل مکہ اور مدینہ نے بعد زمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور بدستور رہا اور جب بنو امیہ نے اس مین زیادتی کی تو نہ چھوڑا لوگون نے اعتبار صاع نبوی کا اس چیز مین کہ وارد ہوئی ہے اس مین

تقدیر ساتھ صاع کے صدقۂ فطر وغیرہ سے بلکہ بدستور رہے اور اعتبار کرنے اسکے بیچ لیئے اکرم
استعمال کیا انہون نے صاع زائد کو اس چیز مین کہ تحقیق واقع ہوئی ہے اس مین تقدیر ساتھ صاع
کے جیسے کہ تنبیہ کی ہے اسپر مالک نے اور رجوع کیا طرف اسکی ابو یوسف نے بیچ قصے مشہور کے (فتح)
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ
ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ
لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِيْ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے
فرمایا الٰہی برکت دے مدینے کے لوگون کو انکے ماپ مین اور برکت دے انکو انکے صاع مین اور مدمین
مراد حضرتؐ کی اہل مدینہ ہین ف کہا ابن بطال نے مطلب ہے کہ حضرتؐ نے جو مدینہ والون کیواسطے
دعا کی انکے صاع اور مد مین تو اس دعا نے خاص کیا ہے ان کو برکت سے جس نے بے بس کیا اہل دنیا
کو طرف قصد کرنے انکے کی اس معیار مین کہ دعا کی گئی ہے واسطے اسکے ساتھ برکت کے تاکہ
ٹھیراوین اسکو طریقہ کہ پیروی کرین اسکی اپنی معاش مین اور جو فرض کیا ہے اللہ نے اوپر ان کے
(فتح) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ
عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْيَهُوْدَ جَاؤُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَاَةٍ زَنَيَا
فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِنْ حَيْثُ تُوْضَعُ الْجَنَائِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے
کہ یہودی لوگ ایک مرد اور عورت کو حضرتؐ پاس لائے کہ دونون نے زنا کیا تھا سو حکم کیا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے انکے سنگسار کرنے کا سو دونو سنگسار کیے گئے قریب اس جگہہ کے کہ جنازے
رکھے جاتے ہین پاس مسجد کے ف اس حدیث کی شرح محاربین مین گذر چکی ہے حَدَّثَنَا
اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ
وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا تَابَعَهُ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُحُدٍ ترجمہ
انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ کو احد کا پہاڑ نظر آیا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہمسے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے
محبت رکھتے ہین الٰہی سو ابراہیم نے مکے کو حرام کیا اور البتہ مین حرام کرتا ہون جو مدینہ کی دونو
طرف پتھر ملی زمین کے درمیان ہے ف یعنے جیسے مکے مین شکار کرنا اور درخت کاٹنا درست نہیں
ایسے ہی مدینے مین بھی اور یہ حدیث کی شرح کتاب الحج مین گذر چکی ہے (فتح) اتباعت کی ہے اسکی سہل نے
حضرتؐ سے احد مین حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ

عَنْ سَھْلٍ اَنَّہٗ کَانَ بَیْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ مِمَّا یَلِی الْقِبْلَۃَ وَبَیْنَ الْمِنْبَرِ مَمَرُّ الشَّاۃِ ترجمہ سہل سے
روایت ہے کہ مسجد کے قبلے کی دیوار اور منبر کے درمیان بقدر گذرنے بکری کے جگہہ تہی **ف**
اس حدیث کی شرح نماز مین گذر چکی ہے **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ
مَھْدِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ
وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغون مین سے **ف** اس حدیث
کی شرح فضل مدینہ مین گذر چکی ہے اور بعضی روایت مین حجرہ ہے اور بعضی مین قبر سب کا مطلب
ایک ہے کہ عائشہؓ کے حجرے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رہتے تھے اور وہین دفن ہوئے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر اور منبر کے درمیان چند گز کا فرق ہے یعنے اسقدر مکان بہشت مین اٹھہ
جاوے گا اور وہان کی عبادت اور دعا نہایت مقبول ہے اسکی برکت سے بہشت ملے گی (فتح)
حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَیْرِیَۃُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَابَقَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْخَیْلِ فَاُرْسِلَتِ الَّتِیْ اُضْمِرَتْ مِنْھَا وَاَمَدُھَا الْحَفْیَاءُ اِلٰی ثَنِیَّۃِ
الْوَدَاعِ وَالَّتِیْ لَمْ تُضْمَرْ اَمَدُھَا ثَنِیَّۃُ الْوَدَاعِ اِلٰی مَسْجِدِ بَنِیْ زُرَیْقٍ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ کَانَ
فِیْمَنْ سَابَقَ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسابقت کی درمیان
گھوڑون کے سو چھوڑے گئے وہ گھوڑے کہ اضمار کیے گئے تھے ان مین سے اور انکی حد حفیا سے
ثنیۃ الوداع تک تھی اور جو گھوڑے کہ نہین اضمار کیے گئے تھے انکی حد ثنیۃ الوداع سے مسجد
بنی زریق تک تھی اور البتہ عبد اللہ بھی گھڑ دوڑ کرنے والون مین تھے **ف** کہا ابن بطال نے
مہلب نے کہ سہل کی حدیث مین بیچ مقدار اس چیز کے کہ دیوار اور منبر کے درمیان ہے سنت ہے
پیروی کی گئی منبر کی جگہہ مین تاکہ داخل ہو اس کی طرف اس جگہہ سے اور جو مسافت کہ حفیا اور ثنیہ
کے درمیان ہے گھڑ دوڑ کے واسطے سنت ہے پیروی کی گئی کہ جو گھوڑے کہ اضمار کیے گئے ہون
اُن کی مسابقت کے واسطے اس قدر میدان ہو (فتح) **حَدَّثَنَا** اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عِیْسٰی
وَابْنُ اِدْرِیْسَ وَابْنُ اَبِیْ غَنِیَّۃَ عَنْ اَبِیْ حَیَّانَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ عَلٰی
مِنْبَرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ سنا مین نے عمرؓ سے سنا حضرتؐ کے
منبر پر **ف** اسی طرح اقتصار کیا ہے حدیث پر اس قدر پر اسواسطے کہ اس جگہہ صرف اسی

کی حاجت ہے اور وہ ذکر منبر کا ہے اور یہ حدیث اشربہ میں گذر چکی ہے اور اس میں ہے کہ اوپر احرام
کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیز سے تھی (فتح) حَدَّثَنَا اَبُوْ الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ
الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَطِيْبًا عَلٰى مِنْبَرِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں نے عثمان کو سنا حضرت
کے منبر پر خطبہ پڑھتے تھے ف کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ ان دونوں حدیثوں میں سنت ہے
پیروی کی گئی ساتھ اسکے کہ خلیفہ خطبہ پڑھے منبر پر مہم امروں میں ان کو پوشیدہ ذکر کرے تاکہ
پہونچے وعظ لوگوں کی کانوں میں جبکہ اونچا بلند ہو اور اس میں اشارہ ہے طرف اسکی کہ منبر
نبوی اس زمانے تک باقی رہا اسمیں کمی بیشی نہ ہوئی اور اسکے سوائے اور روایت میں آیا
ہے کہ وہ اسکے بعد بھی اور زمانہ باقی رہا (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى
قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ اَنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ
قَدْ كَانَ يُوْضَعُ لِيْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْمِرْكَنُ فَنَشْرَعُ فِيْهِ جَمِيْعًا
ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ البتہ میرے اور حضرتؐ کے واسطے یہ لگن رکھا جاتا تھا سو ہم اس میں نہانا
شروع کرتے اکٹھے یعنے اس میں سے پانی لیتے بدون کسی برتن کے ف اس حدیث کی شرح
کتاب الطہارۃ میں گذر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں سنت ہے پیروی کی گئی واسطے
بیان مقدار اس چیز کے کہ کفایت کرتی ہے میاں بیوی کو پانی سے جبکہ دونوں نہاویں (فتح)
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ اَنَسٍ حَالَفَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْاَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ فِيْ دَارِيَ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَنَتَ شَهْرًا
يَدْعُوْا عَلٰى اَحْيَاءٍ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ ترجمہ انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے انصار اور مہاجرین کی
درمیان برادری کروائی میرے اس گھر میں جو مدینے میں ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
ایک مہینہ قنوت پڑھی بد دعا کرتے تھے بنی سلیم کی کئی قوموں پر ف اختصار کیا ہے اصل
حدیث کو دو حدیثوں سے پہلی حدیث کی شرح ادب میں گذر چکی ہے اور فرق درمیان حلف اور
آخاکے اور دوسری حدیث کی شرح کتاب وتر میں گذر چکی ہے اور اس میں بیان ہے وقت کا اور
سبب کا جس میں قنوت پڑھی (فتح) برادری کروائی یعنے انصار اور مہاجرین کو آپس میں
بھائی بنایا کہ ایک دوسرے کو بھائی جانیں حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ
قَالَ حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ

إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَسْقِيكَ فِي قَدَحٍ شَرِبَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّي فِي مَسْجِدٍ صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَأَسْقَانِي سَوِيقًا وَأَطْعَمَنِي تَمْرًا وَصَلَّيْتُ فِي مَسْجِدِهِ ترجمہ ابو بردہ سے روایت ہے کہ مین مدینے مین آیا اور عبداللہ بن سلام مجھ سے ملے سو کہا کہ میرے ساتھ میرے گھر مین چل سو مین تجھ کو پانی پلاؤن اس پیالے مین جس مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور تو نماز پڑھے اس مسجد مین جس مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی سو مین انکے ساتھ چلا تو انہون نے مجھ کو ستو پلائے اور مجھ کو کھجور کھلائی اور مین نے اُن کی مسجد مین نماز پڑھی **ف** واقع ہوا ہے نزدیک عبدالرزاق کے بیان آنے ابو بردہ کے کا مدینے مین سو روایت کی ہے اس نے ابو بردہؓ سے کہ میرے باپ نے مجھ کو عبداللہ بن سلام پاس بھیجا تا کہ مین اس سے علم سیکھون سو اس نے مجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے مین نے اسکو خبر دی تو اس نے مجھ کو مرحبا کہا اور اس روایت کے اخیر مین اتنا زیادہ ہے کہ جسکو کوئی قرض دے پھر قرضخواہ تقاضا کرے جبکہ وعدہ کا وقت آوے اور مدیون اسکو ہدیہ دے تو یہ منجملہ بیاج کے ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي وَهُوَ بِالْعَقِيقِ أَنْ صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ وَقَالَ هَارُونُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ ترجمہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے اور حالانکہ حضرتؐ عقیق مین تھے کہ نماز پڑھ اس مبارک نالی مین اور کہہ عمرہ اور حج اور کہا ہارون نے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی نے کہ کہہ عمرہ داخل ہوا حج مین **ف** اس حدیث کی شرح حج مین گذر چکی ہے نوین سال حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حج کو چلے جب اس نالے مین پہونچے جسکا عقیق نام ہے تب یہ حدیث فرمائی یعنے حج اور عمرہ ساتھ ہی ایک احرام سے ادا کرو اسکو قران کہتے ہین اور تمتع یہ کہ عمرہ کرکے احرام اُتار ڈالے پھر حج کے موسم مین دوسرا احرام باندھ کے حج ادا کرے جیسے مفصل بیان اسکا حج مین گذر چکا ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْنًا لِأَهْلِ نَجْدٍ وَالْجُحْفَةَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَذَا الْحُلَيْفَةِ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ سَمِعْتُ هَذَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَذُكِرَ الْعِرَاقُ فَقَالَ لَمْ تَكُنْ عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والون کے واسطے احرام باندھنے کی جگہہ قرن مقرر کی اور شام والون کے واسطے جحفہ مقرر کیا اور مدینے والون کے واسطے ذا الحلیفہ مقرر کیا کہا کہ مین نے اسکو حضرت سے سنا اور مجہ کو خبر پہونچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یمن والون کے واسطے احرام باندہنے کی جگہہ یلیلم ہے اور ذکر کیا گیا عراق سو کہا کہ اُس وقت عراق نہ تہا ف یعنے اس وقت تک عراق مسلمانون کے ہاتہہ مین نہ تہا اس واسطے کہ اس وقت عراق کے سب شہر ایران کی بادشاہ کے قبضے مین تہے سو گویا کہ کہا کہ عراق کے لوگ اسوقت مسلمان نہ تہے تا کہ انکے واسطے احرام باندہنے کی جگہہ مقرر کی جاتی اور وارد ہوتا ہے اس جواب پر ذکر اہل شام کا سو شاید مراد ابن عمرؓ کی نفی دو نو عراق کی ہے اور وہ کوفہ اور بصرہ ہین اور ہر ایک دونون مین سے ہو گیا مصر جامع بعد فتح کرنے مسلمانون کے ایران کے شہرون کو رفتح حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ ترجمہ عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین نظر آیا اور حالانکہ آپ اپنی تعریس کی جگہہ مین تہے یعنے جس جگہہ مین اخیر رات کو سوی تہے سو آپ سے کہا گیا کہ مقرر آپ مبارک میدان مین ہین ف کہا ابن بطال نے مہلب کہ غرض بخاری کی اس باب سے اور اسکی حدیثون سے فضیلت دینا ہے مدینے کو اس چیز سے کہ خاص کیا ہے اسکو اللہ نے ساتہہ اسکے دین کی نشانیون سے اور یہ کہ وہ گھر ہے وحی کا اور جگہہ اُترنے فرشتون کی ساتہہ ہدایت اور رحمت کے اور بزرگی دی ہے اسکو اللہ تعالی نے ساتہہ رہنے رسول اپنے کے بیچ اسکے اور ٹہیرائی اس مین قبر حضرتؐ کی اور منبر آپ کا اور انکے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغون مین سے اور فضل مدینے کا ثابت ہے نہین محتاج ہے طرف قائم کرنے دلیل خاص کے اور پہلے گذر چکی ہین حدیثین بیچ فضیلت مدینہ کے آخر حج مین جن مین شفا ہے اور سوا اسکے کچہ نہین کہ مراد اس جگہہ مقدم ہونا ہے مدینے والون کا علم مین اپنے غیر پر سو اگر ہو مراد ساتہہ اسکے مقدم کرنا انکا بعض زمانون مین اور وہ حضرتؐ کا زمانہ ہے جسوقت حضرت اس مین مقیم تہے اور وہ زمانہ کہ حضرتؐ کے بعد ہی

پہلے اس سے کہ متفرق ہوں اصحاب شہروں میں سو نہیں ہے کوئی شک بیچ مقدم کرنے دروازہ
زمانوں کے اسکے غیر پر اور یہی مستفاد ہوتا ہے باب کی حدیثوں سے اور غیر اُن کے سے اور
اگر ہو مراد بدستور رہنا اسکا واسطے تمام ساکنوں اسکے کے ہر زمانے میں تو وہ محل نزاع کا ہے
اور نہیں ہے کوئی راہ طرف تعمیم اس قول کے اس واسطے کہ ائمہ مجتہدین کے زمانے کے
بعد پچھلے زمانوں میں مدینے میں کوئی ایسا نہیں ہوا جو علم اور فضل میں اور شہروں کے
لوگوں سے فائق ہو چہ جائیکہ مدینے کے تمام لوگ اوروں پر مقدم ہوں بلکہ رہے مدینے میں
اہل بدعت سے وہ لوگ جن کے بدعیت اور خبیث باطن ہونے میں کچھ شک نہیں ہے
واللہ اعلم (فتح) **بَابٌ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ** باب ہے خدا تعالے کے
اس قول کے بیان میں کہ تیرا کچھ اختیار نہیں **ف** ذکر کی بخاری نے اس میں حدیث ابن عمر
کی بیچ سبب نزول اسکے کے اور البتہ پہلے گذر چکا ہے بیان اسکا تفسیر آل عمران میں
اور پہلے گذر چکی ہے کچھ شرح اسکی اور نام اُن لوگوں کا جن پر بد دعا کی تھی اس واسطے
کہ دے ایمان شاید تاکہ بد دین ہیں سکو اور بچیں لعنت سے اور لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ کے معنی
یہ ہیں کہ نہیں لازم ہے تجھ پر انکو ہدایت کرنا لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور احتمال
ہے کہ ہو مراد اسکی اشارہ کرنا طرف اس مسئلہ کی جس میں اختلاف مشہور ہے اصول فقہ میں اور
وہ یہ ہے کہ کیا حضرت کو جائز تھا کہ احکام میں اجتہاد کریں یا نہیں اور اسکا بیان بسط سے
پہلے گذر چکا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا
مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ
صَلٰوةِ الْفَجْرِ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ
ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ
اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے سنا کہتے تھے فجر کی نماز میں رکوع سے سر اٹھا کر کہا الٰہی اے رب ہمارے تیرے واسطے
حمد ہے اخیر میں پھر کہا الٰہی لعنت کر فلانے کو اور فلانے کو سو خدا تعالے نے یہ آیت اتاری کہ
تیرا کچھ اختیار نہیں یا خدا اُن کی توبہ قبول کرے یا اُنکو عذاب کرے سو بیشک وہ ظالم ہیں ۔
ف یہ جو کہا کہ اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو یہ جملہ حالیہ ہے یعنے فرمایا یہ وقت سر اٹھانے
کے رکوع سے اور قال دوسرا احتمال ہے کہ ساتھ معنے قائلاً کے ہو اور احتمال ہے کہ زائد ہو اور

اور تایید کرتا ہے اسکی یہ کہ واقع ہوا ہے ابن حبان کی روایت مین ساتھ اس لفظ کے کہ اس نے حضرتؐ سے سنا جب نماز فجر کی دوسری رکعت مین رکوع سے سر اٹھایا تو کہا اللھم الخ اور اس سے لیا جاتا ہے کہ محل قنوت کا وقت اٹھانے سر کے ہے رکوع سے نہ رکوع سے پہلے اور قول حضرتؐ کا اللھم ربنا و لک الحمد معین کرنے والا ہے واسطے سر اٹھانے کے رکوع سے اس واسطے کہ یہ ذکر اعتدال کا ہے یعنے سیدھا ہونے کا رکوع سے اور قول اسکا فی الاخیرہ یعنے دوسری رکعت مین صبح کی نماز کی جیسے کہ واقع ہوئی ہے ساتھ اسکے تصریح ابن حبان کی روایت مین اور گمان کیا ہے کرمانی نے کہ قول اسکا فی الاخرۃ متعلق ہے ساتھ حمد کے اور وہ بقیہ ذکر کا ہے جو حضرتؐ نے اعتدال کی حالت مین فرمایا اور نہین ہے جسطرح کہ گمان کیا اس نے (فتح)، **بَابُ** قَوْلِهٖ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا وَقَوْلِهٖ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ الاٰیۃ باب ہے خدا کے اس قول کے بیان مین کہ آدمی بڑا جھگڑالو ہے اور خدا تعالے نے فرمایا کہ نہ جھگڑو اہل کتاب سے مگر ساتھ اس طریق کے کہ وہ بہتر ہے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ ابْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهٗ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُصَلُّوْنَ قَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَنْفُسَنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَاِذَا شَاءَ اَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهٗ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيْهِ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعَهٗ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مَا اَتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ وَيُقَالُ الطَّارِقُ النَّجْمُ وَالثَّاقِبُ الْمُضِيْءُ يُقَالُ اَثْقِبْ نَارَكَ لِلْمُوْقِدِ **ترجمہ** علی مرتضےؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ رات کو انکے اور اپنی بیٹی فاطمہؓ پاس تشریف لائے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نماز نہین پڑھتے کہا علیؓ نے سو مین نے کہا یا حضرت ہماری جان خدا کے قابو مین ہے سو جب خدا ہمکو اٹھانا چاہتا ہے تو ہم اُٹھتے ہین سو حضرتؐ پھرے جبکہ علی مرتضےؓ نے آپ سے یہ کہا اور اسکو کچھ جواب نہ دیا پھر مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حالانکہ آپ پیٹھ دیے اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور کہتے تھے اور آدمی بڑا جھگڑالو ہے کہا ابو عبداللہ بخاری نے کہ جو رات کو تیرے پاس آوے وہ طارق ہے اور کہا جاتا ہے

کو طارق ستارہ ہی اور ثاقب کے معنے ہین چمکنے والا اور کہا جاتا ہے واسطے آگ جلانے والے کو کہ اپنی آگ کو روشن کرف اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھہ رکن اول کے ترجمہ سے اور کہا کرمانی نے کہ چیزنا تین قسم ہے قبیح اور حسن اور احسن سو جو فرائض کے واسطے ہو وہ احسن ہے اور جو مستحبات کی واسطے ہو وہ حسن ہے اور جو اسکے سوا اور چیز کے واسطے ہو وہ قبیح ہے اور یا وہ تابع ہے واسطے طریق کے سوا اسکے اعتبار سے کوئی قسم ہے اور یہ ظاہر ہے اور لازم آتا ہے اول پر کہ مباح مین قبیح ہو اور فوت ہوا ہے اس سے تقسیم کرنا قبیح کا طرف اقبح کے اور وہ وہ ہے جو حرام مین ہو اور اس حدیث کی شرح دعوات مین گذر چکی ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ترک کیا علی مرتضےٰ نے فعل اولی کو اگرچہ تھی وہ چیز کہ حجت پکڑی ساتھہ اسکے علیؓ نے باوجہ اور اسی واسطے حضرتؐ نے آیت پڑہی اور نہ لازم کیا انکو باوجود اسکے قیام طرف نماز کی اور اگر علی مرتضےٰؓ حکم بجا لاتے اور نماز کے واسطے کہڑے ہوتے تو اولی ہوتا اور لیا جاتا ہے اس سے اشارہ طرف مراتب جدال کے سو اگر ہو اس چیز مین کہ نہین کوئی چارہ اسکے واسطے اس سے تو متعین ہوتی ہے مدد کرنی حق کے ساتھہ حق کے سو اگر امور اُس چیز سے تجاوز کرے تو ہوتا ہے منسوب طرف تقصیر کی اور اگر مباح مین ہو تو کفایت کی جاوے اس مین ساتھہ مجرد امر کے اور اشارہ کرنے کے طرف ترک اولے کی اور اس حدیث مین ہے کہ آدمی پیدا ہوا ہے اور بہت لڑنے کے اپنی جان سے ساتھہ قول کے اور فعل کے اور یہ کہ لائق ہے اُسکے واسطے کہ اپنے نفس سے مجاہدہ کرے تاکہ نصیحت کو قبول کرے اگرچہ غیر واجب مین ہو اور یہ کہ نہ دفع کرے مگر ساتھہ طریق معتدل کے بغیر افراط اور تفریط کے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب سے کہ نہین لائق تہا علی کو کہ نامے حسبکی طرف حضرتؐ نے انکو بلایا یعنے تہجد کی نماز کی طرف ملکہ لازم تہا علی پر پکڑنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کو سو نہین حجت ہے واسطے کسی کے بیچ ترک کرنے امور کے اور یہ اسکو کہان سے معلوم ہوا کہ علی مرتضے رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بجا نہ لاے اس واسطے کہ نہین ہے قصے مین تصریح ساتھہ اسکے اور سوائے اُسکے کچہ نہین کہ جواب دیا حضرت علی مرتضےٰؓ نے ساتھہ اس چیز کے کہ مذکور ہے واسطے عذر بیان کرنے کے ترک قیام سے ساتھہ غلبہ نیند کے اور نہین منع ہے کہ علی مرتضےٰؓ نے اس جواب کے بعد نماز پڑہ لی ہو اس واسطے کہ نہین ہے حدیث مین جو اس کی نفی کرے کہا کرمانی نے کہ ترغیب دی انکو حضرتؐ نے باعتبار کسب اور قدرت کا سبب کے اور جواب دیا علیؓ نے باعتبار قضا اور قدر کے اور مارا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتہہ اپنی ران پر واسطے تعجب کرنے کے علی مرتضےٰؓ کی

سرعت جواب سے اور احتمال ہے کہ ہو تسلیم واسطے اس چیز کے کہ حضرت نے فرمائی اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث میں کئی فائدے ہیں مشروع ہونا تذکیر کا ہے واسطے غافل کے خاصکر جو قرابتی اور مصاحب ہو اس واسطے کہ غفلت آدمی کی پیدائشی چیز ہے سو لائق ہے آدمی کے واسطے یہ کہ خبر گیری کرے اپنے نفس کی اور جس سے محبت رکھتا ہو ساتھ تذکیر خیر کے اور مدد کرنے کے اوپر اسکے اور یہ کہ جو اعتراض کہ از حکمت کے ساتھ ہو اسکا جواب از قدرت کے ساتھ مناسب نہیں اور یہ کہ جائز ہے عالم کے واسطے کہ جب کلام کرے ساتھ مقتضے حکمت کے امر غیر واجب میں کہ کفایت کرے اس شخص سے جس نے کلام کیا اس سے بیچ محبت پکڑنے امر کے ساتھ قدرت کے یعنے اسکو جائز ہے کہ اس پر سکوت کرے لیا جاتا ہے پہلا مسئلہ حضرت کے ہاتھ مارنے سے اپنی ران پر اور دوسرا حضرت کے نہ انکار کرنے سے یعنے حضرت نے اس سے صریح انکار نہ کیا اور حضرت نے علی مرتضے کے روبرو یہ آیت نہ پڑہی وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا اس واسطے کہ حضرت جانتے تھے کہ علی مرتضے نہیں جاہل ہیں اس بات کے سے کہ جواب ساتھ قدرت کے نہیں ہے حکمت سے بلکہ احتمال ہے کہ ان کے واسطے کوئی عذر ہو جو ان کو نماز سے مانع ہو سو علی مرتضے شرمائے اسکے ظاہر کرنے سے سو انہوں نے ارادہ کیا کہ دفع کریں شرمندگی کو اپنی جان سے اور اپنے گھر والوں سے سو حجت پکڑی انہوں نے ساتھ قدرت کے اور تائید کرتا ہے اسکی پہرنا حضرت کا ان سے جلدی اور احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو علی نے ساتھ اسکے کہ کہا استدعا کرنا جواب کا کہ اس سے فائدہ زیادہ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بات چیت کرنا آدمی کا اپنے نفس سے اس چیز میں کہ اس کے غیر سے متعلق ہو اور جائز ہے مارنا ہاتھ کا بعضے اعضا کو وقت تعجب اور افسوس کے اور مستفاد ہوتا ہے قصے سے کہ شان عبودیت سے ہے یہ کہ نہ طلب کیا جاوے اس کے واسطے ساتھ مقتضے شرع کے کوئی عذر مگر اعتراف ساتھ تقصیر کے اور شروع کرنا استغفار میں اور اس میں فضیلت ظاہرہ ہے واسطے علی کے ان کی بہت تواضع کی جہت سے اس واسطے کہ علی مرتضے نے یہ حدیث روایت کی باوجودیکہ واجب کرتی ہے وہ نہایت عتاب کو لئے کہا اس شخص کے جو ان کی قدر کو نہیں پہچانتا سو نہ التفات کیا واسطے اسکے بلکہ بیان کیا اسکو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے فوائد دینیہ سے (فتح) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِیُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ أُرِيدُ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ جس حالت مین کہ ہم مسجد مین تھے کہ حضرت باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ چلو یہودیون کی طرف سو ہم آپکے ساتھ نکلے یہانتک کہ ہم مدرسے مین آئے سو حضرت کھڑے ہوئے سو انکو پکارا سو فرمایا کہ اے گروہ یہود کے اسلام لاؤ تاکہ تم دین و دنیا مین سلامت رہو تو انہون نے کہا اے ابو القاسم البتہ تو نے خدا کا حکم پہونچایا تو حضرت نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ تم اسلام قبول کرو تاکہ دین و دنیا میں سلامت رہو تو انہون نے کہا کہ اے ابو القاسم البتہ تو نے خدا کا حکم پہونچایا تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ مین یہی چاہتا ہون پھر حضرت نے یہ تیسری بار فرمایا سو فرمایا کہ جان لو کہ تمہاری زمین اللہ اور اسکے رسول کی ہے اور مین چاہتا ہون کہ تمکو اس زمین سے یعنے وطن سے نکالدون سو جو شخص کہ تم مین سے اپنا کچھ مال پاوے تو چاہیے کہ اسکو بیچ ڈالے اور نہین تو جان لو کہ زمین تو اللہ اور اسکے رسول کی ہے ف یہ جو کہا ذلک ارید یعنے مین چاہتا ہون کہ تم اقرار کرو کہ بیشک خدا کا حکم پہونچایا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف خدا کا حکم پہونچا دینے کا حکم تھا کہا مہلب نے بعد اسکے کہ تقریر کی کہ یہ حدیث متعلق ہے ساتھ رکن دوسرے کے ترجمہ سے وجہ اسکی یہ ہے کہ حضرت نے یہودیون کو خدا کا حکم پہونچایا اور ان کو اسلام کی طرف بلایا کہ اسکے ساتھ بچے مارین تو انہون نے کہا کہ آپنے خدا کا حکم پہونچایا اور نہ اعتقاد کیا واسطے فرمان برداری آپ کی کے سو مبالغہ کیا حضرت نے انکی تبلیغ مین اور تکرار کیا اسکو اور یہ مجادلہ ہے ساتھ طریقہ بہتر کے اور یہ ... مین موافق ہے مجاہد کے قول کو کہ یہ آیت اسکے حق مین اتری جو ان مین سے ایمان نہین لایا تھا اور اسکے ساتھ عہد و پیمان تھا اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ منسوخ ہے تلوار کی آیت سے انتہی اور روایت کی طبری نے ساتھ سند صحیح کے مجاہد سے کہ اگر وے بد کہین تو تم نیک کہو مگر جو ان مین سے ظالم ہین کہ ان سے بدلہ لو اور ایک روایت مین ہے مگر جو ظالم ہوا ... اور روایت کی ساتھ سند حسن کے سعید بن جبیر سے کہ مراد اس سے اہل

حرب ہین جن سے عہد و پیمان نہین کہ لڑے ساتھہ ننگے تلوار سے اور روایت کی زید بن اسلم سے کہ
مراد وہ لوگ ہین جو ایمان لائے اہل کتاب ہین سے منع کیا اُنکے جھگڑنے سے اس چیز ہین کہ بیان
کرتے ہین انکو کتاب سے یعنے توریت اور انجیل سے شاید کہ حق ہو اور تجہہ کو معلوم نہ ہو اور نہین
لائق ہے کہ تو جھگڑے مگر اس سے جو باقی دین پر رہے اور روایت کی قتادہ سے کہ وہ منسوخ ہے
ساتھہ آیت برارت کے کہ لڑائی کی جاوے اُن سے یہانتک کہ گواہی دین اسکی کہ نہین کوئی لائق
عبادت کے سوای خدا کے اور بیشک محمد خدا کے رسول ہین یا جزیہ ادا کرین اور ترجیح دی ہے
طبری نے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو جزیہ دینے سے باز رہے اور رد کیا
ہے اس نے اسپر جو دعوی کرتا ہے نسخ کا اس واسطے کہ نہین ثابت ہوتا ہے وہ مگر دلیل سے
اور حاصل اسکی ترجیح کا یہ ہے کہ حکم کیا ہے خدا نے ساتھہ جھگڑنے کے اہل کتاب سے ساتھہ
بیان اور حجت کے ساتھہ طریق انصاف کے اس سے جو معاند ہو ان سے سو مفہوم آیت کا جواز
مجادلہ اسکا ہے ساتھہ غیر اس طریق کے کہ بہتر ہے اور وہ مجادلہ ہے ساتھہ تلوار کے واللہ اعلم
(فتح) **باب** قولہ وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس وما امر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلزوم الجماعۃ وھم اھل العلم اور اصطلاح کیا ہم نے تم کو
امت معتدل تاکہ ہو تم گواہ لوگون پر اور جو حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتھہ لزوم جماعت
کے **ف** اسپر آیت سو نہین واقع ہوئی تصریح ساتھہ اس چیز کے کہ واقع ہوئی تشبیہ ساتھہ اسکی
اور راجح یہ ہے کہ وہ ہدایت ہے جو مدلول علیہ ہے ساتھہ قول اللہ تعالے کے یہدی من یشاء
یعنے مثل جعل قریب کے کہ خاص کیا تمنے تم کو اس مین ساتھہ ہدایت کے جیسے کہ تقاضا کرتا
ہے اسکو سیاق آیت کا اور واقع ہوئی ہے ساتھہ اسکے تصریح تراوی کی حدیث مین جو سورہ بقرہ
کی تفسیر مین گذر چکی ہے اور وسط کے معنے مین عدل اور حاصل آیت کا احسان کرنا ہے ساتھہ
ہدایت اور عدالت کے اور اسپر جو کہا کہ جو حکم کیا حضرت نے ساتھہ لزوم جماعت کے سو مطابق
ہونا اسکا باب کی حدیث سے پوشیدہ ہے اور شاید وہ صفت مذکورہ کے جہت سے ہے اور وہ عدل
ہے جب کہ وہ شامل تھی سب کو واسطے ظاہر خطاب کے تو اشارہ کیا طرف اسکی کہ وہ ...... عام
سے ہے کہ مراد ساتھہ اسکے خاص ہے اس واسطے کہ اہل جہل عدول نہین اور اسیطرح اہل
بدعت بھی سو پہچانا گیا کہ مراد ساتھہ وصف مذکور کے اہل سنت اور جماعت ہین اور وہی اہل
علم شرعی ہین اور جو انکے سوا ہے اگرچہ منسوب ہے طرف علم کے سو وہ نسبت اسکی صوری ہے

نہ حقیقی اور وارد ہوا ہے حکم ساتھ لزوم جماعت کے چند حدیثوں میں ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جو ترمذی نے حارث کی حدیث سے روایت کی ہے سو ذکر کی حدیث طویل اور اس میں ہے اور میں تم کو حکم کرتا ہوں پانچ چیز کا کہ حکم کیا ہے خدا نے مجھ کو ساتھ ان کے سننا اور کہا ماننا اور جہاد اور ہجرت کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا اس واسطے کہ جو جدا ہوا جماعت سے بقدر ایک بالشت کی تو اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اتارا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خطبے میں ہے جو انہوں نے جابیہ میں پڑھا تھا کہ لازم جانو اپنے اوپر جماعت کو اور بچو جدائی سے اس واسطے کہ ایک کے ساتھ شیطان ہے اور وہ دو سے بہت دور ہے اور اس میں ہے کہ جو بہشت کا درمیان چاہے تو لازم پکڑے جماعت کو کہا ابن بطال نے کہ مراد باب سے رغبت دلانا ہے اوپر اعتصام کے ساتھ جماعت کے واسطے قول خدا کے "تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو" اور شرط قبول شہادت کی عدالت ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے انکے واسطے یہ صفت ساتھ قول خدا کے وسطا اور وسط کے معنے ہیں عدل اور مراد ساتھ جماعت کے اہل حل اور عقد ہیں ہر زمانے سے کہا کرمانی نے کہ حکم کیا ساتھ لازم پکڑنے جماعت کے تو اسکا مقتضا یہ ہے کہ لازم ہے مکلف پر متابعت اس چیز کی کہ اجماع کیا ہے اس پر مجتہدوں نے اور وہی ہیں مراد ساتھ قول اسکے کے وہم اہل العلم اور جس آیت کے ساتھ بخاری نے ترجمہ باندھا ہے حجت پکڑی ہے ساتھ اسکے اہل اصول نے واسطے ہونے اجماع کے حجت اس واسطے کہ وہ عدول ہیں ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے جعلناکم امۃ وسطا یعنی عدولا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ معصوم ہیں خطا سے اس چیز میں جس پر انہوں نے اجماع کیا قول سے یا فعل سے (فتح) **حَدَّثَنِیْ** اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُجَآءُ بِنُوْحٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیُقَالُ لَهٗ هَلْ بَلَّغْتَ فَیَقُوْلُ نَعَمْ یَا رَبِّ فَیُسْئَلُ اُمَّتُهٗ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَیَقُوْلُوْنَ مَا جَآءَنَا مِنْ نَّذِیْرٍ فَیُقَالُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَیَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُجَآءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا قَالَ عَدْلًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا ترجمہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لایا جاوے گا نوح قیامت کے دن سو اس سے

کہا جاویگا کہ کیا تو نے اپنی امت کو خدا کا پیغام پہونچایا تھا یعنے عذاب سے ڈرایا تھا تو نوح کہیگا
کہ ہان میننے پیغام پہونچا دیا تھا اے میرے رب پھر اسکی امت سے پوچھا جاویگا کہ کیا نوح نے تمکو
پیغام پہونچا دیا تھا تو اسکی امت کے لوگ کہینگے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانیوالا نہین آیا
تو اللہ تعالے نوح ع سے فرماویگا کہ تیرے دعوی کا کون گواہ ہے تو نوح ع کہیگا کہ محمد (صلے
اللہ علیہ وسلم) اور اسکی امت میرے گواہ ہین سو حضرت ص نے فرمایا کہ پھر تمکو اے مسلمانون لایا جاوے
گا سو تم گواہی دوگے کہ مقرر نوح نے اپنی امت کو پیغام پہونچا دیا تھا پھر حضرت ص نے یہ آیت پڑھی
اور اسی طرح کیا ہمنے تمکو امت معتدل کہا وسط سے مراد عادل ہین تا کہ تم لوگون پر گواہ ہو اور
رسول تم پر گواہ ہو اور جعفر بن عون سے ہے الخ **ف** اس حدیث کی شرح تفسیر مین گذر چکی ہے
اور اس مین ہے کہ شہادت نہین خاص ہے ساتھ قوم نوح ع کے بلکہ عام ہے سب امتون کو **باب**
إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلَافَ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ
فَحُكْمُهُ مَرْدُودٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ
جب اجتہاد کرے عامل یا حاکم سو چوک جاوے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدون علم کے تو اسکا حکم مردود ہے
واسطے دلیل قول حضرت ص کے کہ جو کوئی وہ کام کرے جسپر ہمارا حکم نہین تو وہ کام مردود ہے یعنے
جس دین کے کام مین حضرت ص کا حکم نہو وہ مردود ہے مسلمانون کو اس سے بچنا چاہیے **ف** اور
یہ ترجمہ پہلے بھی گذر چکا ہے کتاب الاحکام مین اور وہان یہ ترجمہ معقود ہے واسطے مخالفت
اجماع کے اور یہان واسطے مخالفت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور یہ جو کہا سو چوک گیا یعنے
اس نے جان بوجھ کر مخالفت نہ کی بلکہ چوک سے پیغمبر کی مخالفت کی اور حدیث من عمل عملا الخ کی
شرح کتاب الصلح مین گذر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ مراد اسکی یہ ہے کہ جو حکم کرے ساتھ غیر
سنت کے جہالت سے یا غلطی سے تو واجب ہے اسپر رجوع کرنا طرف حکم سنت کے اور ترک
کرنا اس چیز کا کہ اسکے مخالف ہو واسطے بجالانے حکم اللہ کے کہ خدا نے پیغمبر کی فرمان برداری
کو واجب کیا ہے اور یہی نفس اعتصام کا ہے ساتھ سنت کے اور قول اسکا ترجمہ مین اخطا کے
متعلق ہے ساتھ قول اسکے کے اجتہد اور تمام ہوتا ہے کلام اس جگہ مین اور یہ جو کہا کہ خلاف
الرسول یعنے سو کہا خلاف رسول کے اور حذف ہونا قال کا کلام مین بہت ہے **رفتح** حَدَّثَنَا
إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ
سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَخَا بَنِیْ عَدِیِّ الْاَنْصَارِیَّ وَاسْتَعْمَلَہٗ عَلٰی خَیْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِیْبٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکُلُّ تَمْرِ خَیْبَرَ ھٰکَذَا قَالَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَنَشْتَرِی الصَّاعَ بِالصَّاعَیْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلُوْا وَلٰکِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ اَوْ بِیْعُوْا ھٰذَا وَاشْتَرُوْا بِثَمَنِہٖ مِنْ ھٰذَا وَکَذٰلِکَ الْمِیْزَانُ ترجمہ ابو سعید خدری اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے بنی عدی انصاری کے بھائی کو زکوٰۃ کا مال تحصیل کرنے کے واسطے خیبر پر عامل کر کے بھیجا سو وہ عمدہ کھجور لایا تو حضرتؐ نے فرمایا کیا خیبر کی تمام کھجوریں اسی طرح عمدہ ہوتی ہیں اس نے کہا کہ نہیں قسم ہے اسکی یا حضرت البتہ ہم صاع ناقص کھجور دیکر ایک صاع عمدہ کھجور خریدتے ہیں تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو و لیکن برابر لیا کرو یا اس ناقص کھجور کو بیچڈالا کرو اور اسکے مول کے ساتھ عمدہ کھجور سے خریدا کرو یعنے ایک جنس میں زیادہ لینا درست نہیں اور اسی طرح تول میں بھی زیادہ لینا دینا درست نہیں **ف** اور مطابقت حدیث کی ترجمہ کے واسطے اس جہت سے ہے کہ اصحابی نے اجتہاد کیا اس میں جو کیا تو حضرتؐ نے اسکو رد کیا اور منع کیا اسکو اس چیز سے کہ کی اور معذور رکھا اسکو اسکے اجتہاد کے سبب سے (فتح) **باب** اَجْرِ الْحَاکِمِ اِذَا اجْتَھَدَ فَاَصَابَ اَوْ اَخْطَاَ اجر حاکم کا جب کہ اجتہاد کرے پھر ٹھیک بات پاجاوے یا چوک جاوے **ف** یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ نہیں لازم آتا رد کرنے اسکے حکم یا فتوے کے سے جب کہ اجتہاد کرے اور چوک جاوے یہ کہ گناہگار ہووے بلکہ جب مقدور پھر کوشش کرے تو اس کو ثواب ملتا ہے سو اگر ٹھیک بات پاجاوے تو اسکو دوسرا ثواب ہے لیکن اگر حکم کرے یا فتوی دے بدون علم کے تو گنہگار ہوتا ہے کما تقدم کہا ابن منذر نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے حاکم کو وقت چوک جانے کے جبکہ ہو عالم ساتھ اجتہاد کے پھر اجتہاد کرے اور جب اجتہاد کا عالم نہ ہو تو اس کو ثواب نہیں ملتا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ قاضی تین قسم ہیں اور اس میں ہے اور ایک قاضی وہ ہے جو حکم کرے ساتھ ناحق کے سو وہ آگ میں ہے اور ایک قاضی وہ ہے جو حکم کرے بے علمی سے سو وہ بھی آگ میں ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو اصحاب سنن نے بریدہؓ سے ساتھ الفاظ مختلف کے اور تائید کرتی ہے باب کی حدیث کو وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے سلیمان علیہ السلام کے قصے میں بیچ حکم کرنے اُن کے کے کہنے والوں میں اور کہا خطابی نے معالم السنن میں کہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ثواب

دیا جاتا ہے مجتہد کو جبکہ ہو جامع واسطے آلہ اجتہاد کے سو وہی ہے جو معذور ہے چوک سے برخلاف اسکے
جو تکلف کرے اجتہاد مین یعنے جو اپنے تئین مجتہد ٹھیراوے اور اجتہاد کے لائق نہ ہو سو اس پر خوف
ہے پہر سوا اسکے واسطے کچہ نہین کہ ثواب دیا جاتا ہے اجتہاد پر عالم کو اس واسطے کہ اجتہاد
اسکا بیچ طلب حق کے عبادت ہے یہ اس وقت ہے جب کہ ٹہیک بات پا جاوے اور لیکن جب چوک جاوے
تو اسکو چوک پر ثواب نہین ملتا بلکہ دور ہوتا ہے اس سے گناہ فقط اور شاید کہ خطابی کی رائے یہ ہے کہ
یہ جو حضرت نے فرمایا کہ اسکو ایک ثواب ملتا ہے تو یہ مجاز ہے وضع اثم سے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ قَيْسٍ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ
سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ
وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ قَالَ فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ
ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ ترجمہ
عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب حاکم اور
قاضی کسی مقدمے مین حکم کرنے کا ارادہ کرے سو مقدور پہر اس بات کی تحقیق مین محنت اور کوشش
کرے پہر ٹہیک بات پا جاوے تو اسکے واسطے دو ثواب ہین یعنے ایک محنت کا دوسرا ٹہیک بات
پا جانے کا جب حکم کا ارادہ کرے اور مقدور پہر کوشش کرے پہر اس مین چوک جاوے یعنے حق
بات اسکو معلوم نہ ہووے تو اسکو ایک ثواب ہے یعنے صرف محنت کرنے کا الخ **ف** یعنے جب حاکم
اور قاضی مقدمہ فیصل کرنے مین خوب کوشش اور غور کرے اور قرآن اور حدیث سے اس کا حکم نکالے
تو اسکو دو ثواب ہین اور اگر چوک ہو تو ایک ثواب ہے کوشش کے بعد چوک پر پکڑ نہین۔ کہا قرطبی
نے اسی طرح واقع ہوا ہے حدیث مین حکم کرنا اجتہاد سے پہلے اور حالانکہ امر بالعکس ہے اس واسطے
کہ اجتہاد مقدم ہے حکم سے اسلیے کہ نہین جائز ہے حکم کرنا اجتہاد سے پہلے اتفاقا لیکن تقدیر
یہ ہے کہ جب حکم کرنے کا ارادہ کرے تو اس وقت اجتہاد کرے اور احتمال ہے کہ ف تفسیر کے
واسطے ہو یعنے فاجتہد مین نہ تعقیب کے واسطے اور قول اسکا فاصاب یعنے موافق ہوا اللہ تعالیٰ کے
حکم کو جو نفس الامر مین ہے اور قول اسکا ثم اخطا یعنے اس نے گمان کیا کہ حق ایک جہت مین ہے اور
حالانکہ نفس الامر مین اسکے برخلاف تہا اور البتہ پہلے گذر چکا ہے اشارہ طرف وقوع خطا کے
بیچ اجتہاد کے ام سلمہ کی حدیث مین کہ البتہ تم جہگڑا لاتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگون مین

کوئی آدمی خوش تقریر ہوتا ہے اپنی دلیل سے بہ نسبت دوسرے کے اور کہا ابوبکر بن عربی نے کہ تعلق پکڑا ہے ساتھ اس حدیث کے جو کہتا ہے کہ حق ایک جہت میں ہے واسطے تصریح کرنے کے ساتھ اسکو کہ ایک غیر معین مخطی ہے یعنے حدیث میں تصریح کی ہے ساتھ اسکے کہ دونوں میں سے ایک مخطی ہے لیکن معین نہیں کیا کہ فلانا مخطی ہے اور اس مسئلہ میں بڑا اختلاف ہے اور کہا مازری نے کہ تمسک کیا ہے ساتھ اسکے ہر ایک نے دونوں گروہ میں سے جو قائل ہے کہ حق بیچ دو طرف کے ہے اور جو قائل ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے لیکن پہلا مسئلہ سو اس واسطے کہ اگر مجتہد مصیب ہوتا تو کوئی دونوں میں سے چوک کی طرف منسوب نہ کیا جاتا واسطے محال ہونے دو نقیضوں کے ایک حالت میں اور اسپر مصوبہ جو کہتے ہیں کہ ہر چند مجتہد مصیب ہے سو حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے واسطے ثواب ٹھیرایا ہے سو اگر مصیب ہوتا تو نہ ثواب دیا جاتا اور یہ جو اس پر خطا کا اطلاق کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا ہے اس سے ساتھ اسکے کہ یہ محمول ہے اسپر جو غافل ہو النص سے یا اجتہاد کیا اس چیز میں کہ نہیں جائز ہے اجتہاد کرنا بیچ اسکے قطعیات سے اس میں جو اجماع کے مخالف ہو سو اگر ایسا اتفاق پڑے اور اس میں چوک جاوے تو منسوخ کیا جاوے حکم اسکا اور فتوی اسکا اگرچہ اجتہاد کیا ہو بالاجماع اور وہی ہے جسپر صحیح ہے اطلاق خطا کا اور اسپر جو اجتہاد کرے ایسے مقدمے میں جس میں نہ نص ہو اور نہ اجماع تو نہیں اطلاق کیا جاتا ہے اُس پر خطا کا اور دراز کیا ہے مازری نے اس تقریر کو اور ختم کیا ہے اپنی کلام کو ساتھ اسکے کہ جو قائل ہے کہ حق بیچ دو طرف کے دائر ہے یہ قول اکثر اہل تحقیق کا ہے فقہا اور متکلمین سے اور وہ مروی ہے چاروں امام سے اگرچہ اس میں اختلاف حکایت کیا گیا ہے میں کہتا ہوں اور معروف شافعی سے قول اول ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ حکم مذکور لائق ہے کہ خاص ہو ساتھ حاکم کے جو حکم کرنے والا ہو درمیان مدعی اور مدعا علیہ کے اس واسطے کہ اس جگہ حق نفس الامر میں معین ہے جھگڑا کرتے ہیں اس میں مدعی اور مدعا علیہ سو جب دونوں میں سے ایک کے واسطے اسکے ساتھ حکم کرے تو باطل ہو جاتا ہے حق دوسرے کا قطعا اور دونوں میں سے ایک تو ضرور جھوٹا ہے اور حاکم کو اس پر اطلاع نہیں ہوتی سو اس صورت میں اختلاف نہیں کہ مصیب اس میں ایک ہی ہے اس واسطے کہ حق ایک طرف میں ہے اور لائق ہے کہ خاص ہو خلاف ساتھ اسکے کہ مصیب احد ہے یا ہر مجتہد مصیب ہے ساتھ ان مسائل کے کہ نکالا جاتا ہے حق ان میں سے بطریق دلالت کے اور کہا ابن عربی نے کہ میرے نزدیک اس حدیث میں فائدہ زائدہ ہے

اور وہ یہ ہے کہ ثواب عمل قاصر کا عامل پر ایک ہے اور عمل متعدی کا ثواب دونا ہے اس واسطے کہ اجر دیا جاتا ہے اسکو فی نفسہ اور منجر ہوتا ہے اسکے واسطے جو متعلق ہوا اسکے غیر سے اسکی جانب سے اور جب قضا کرے ساتھ حق کے اور حقدار کو اسکا حق دے تو ثابت ہوتا ہے اسکے واسطے اجر اسکے اجتہاد کا اور جاری ہوتا ہے اسکے واسطے مثل اجر مستحق حق کے سو اگر ایک دو زمین سے زیادہ خوش تقریر ہو بہ نسبت دوسرے آدمی کے سو قاضی اسکے واسطے حکم کرے اور نفس الامر میں حق اسکے غیر کے واسطے ہو تو اسکو فقط اجتہاد کا اجر ملتا ہے میں کہتا ہوں اور تمام اسکا یہ ہے کہ کہا جاوے کہ اگر حاکم اپنے اجتہاد سے حق غیر مستحق کو دے تو اسپر اسکو مواخذہ نہیں ہوتا اس واسطے کہ حاکم نے جان بوجھکر غیر کا حق اسکو نہیں دیا یعنے بلکہ چوک کی بلکہ گناہ محکوم لہ کا قاصر ہے اوپر اسکے اور نہیں ہے پوشیدہ کہ محل اسکا یہ ہے کہ مقدور بھر اجتہاد میں کوشش کرے اور حالانکہ وہ اسکے اہل سے ہو والا حق ہوتا ہے اسکو گناہ اگر اسکے اہل سے نہ ہو (فتح) اور یہ جو کہا کہ بیان کی یعنے یہ حدیث ابو بکر بن محمد سے اسنے ابوہریرہؓ سے یعنے مثل حدیث عمرو بن عاص کی اور قائل حدثنی کا یزید بن عبداللہ ہے جو اس حدیث کا راوی ہے اور یہ جو کہا عن ابی سلمۃ عن النبی تو مراد اس سے یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر نے مخالفت کی ہے اپنے باپ کی بیچ روایت کرنے اسکے کے ابو سلمہ سے اور مرسل کیا ہے حدیث کو جسکو اسنے موصول کیا ہے **باب** الحجۃ علی من قال ان احکام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت ظاھرۃ وما کان یغیب بعضھم عن مشاھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامور الاسلام حجت قائم کرنا اس پر جسنے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام ظاہر تھے اور جو غائب ہوتے تھے بعضے حضرت کے مشاہد سے اور امور اسلام سے **ف** ظاہر تھے یعنے لوگوں کے واسطے نہیں چھپے رہتے تھے مگر نادر پر اور یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس بیان کے کہ بہت اکابر اصحاب نہ حاضر ہوتے تھے نزدیک بعض اس چیز کے کہ اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے یا کرتے اعمال تکلیف سے سو بدستور رہتے اس چیز پر کہ انکو اس پر اطلاع ہوتی یا منسوخ پر واسطے نہ خبر پانے کے اسکے ناسخ پر اور یا اوپر برائت اصلی کے اور جب یہ مقرر ہوا تو قائم ہوئی حجت اس شخص پر جو مقدم کرتا ہے بڑے صحابی کے عمل کو خاصکر جب کہ والی ہوا ہو حکم کا اوپر روایت غیر اسکے کے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ اسکے کہ اگر نہ ہوتا نزدیک اس بڑے صحابی کے جو قوی تر ہے اس روایت سے تو البتہ نہ مخالفت کرتا اسکی اور رد کرتا ہے اسکو یہ کہ اس اعتماد میں ترک کرنا محقق کا ہے واسطے گمانی چیز کے اور کہا ابن بطال نے کہ ارادہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اسکے رد کرنے کا رافضیوں اور خارجیوں پر

جو گمان کرتے ہین کہ حضرتؐ کے احکام اور سنتین آپ سے بطور تواتر کے منقول ہین اور یہ کہ نہین جائز
ہے عمل کرنا ساتھ اس حکم کے جو تواتر کے ساتھ منقول نہو یعنے خبر واحد کے ساتھ عمل کرنا جائز نہین
کہا اور قول انکا مردود ہے ساتھ اس چیز کے کہ صحیح ہو چکی ہے کہ اصحاب ایک دوسرے سے احکام سیکھتے
تھے اور رجوع کیا بعض نے طرف اس چیز کے کہ اس کے غیر نے روایت کی اور منعقد ہوا اجماع اوپر
واجب ہونے عمل کے ساتھ خبر واحد کے معنے کہا اور باب باندہا ہے بیہقی نے مدخل مین باب دلیل
ہے اسپر کہ کبہی پوشیدہ رہتی ہے اس پر جو صحبت مین متقدم ہو وسیع علم والا ہو وہ چیز کہ جانتا ہے
اسکو غیر اسکا پہر ذکر کی حدیث ابو بکر صدیقؓ کی جدہ کے حق مین جو انکو پہلے معلوم نہ تہی پہر معلوم
ہوئی اور حدیث عمر فاروقؓ کی اجازت مانگنے مین اور وہ مذکور ہے اس باب مین اور حدیث ابن مسعودؓ
کی اس مرد کے حق مین جس نے ایک عورت سے نکاح کیا تہا پہر اسکو طلاق دیکر چاہا کہ اسکی مان سے
نکاح کرے سو کہا کہ کچہ ڈر نہین اور انہون نے چاندی کے ٹکڑون کو ثابت چاندی سے کم و بیش
لینا دینا جائز کیا پہر دونون امر سے رجوع کیا جبکہ اور اصحاب سے سنا کہ یہ منع ہے اور اور چیزین بہی
اسکے اور ذکر کی اس مین حدیث براءؓ کی کہ سب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث کو نہین سنتے
تھے ہمکو دنیا کے کاروبار اور شغل تھے ولیکن لوگ جہوٹ نہین بولتے تھے سو جو اس وقت موجود
ہوتا وہ بیان کرتا اور بتلا دیتا اس شخص کو جو حاضر نہ ہوتا اور اسکی سند ضعیف ہے اور اسی طرح
حدیث انسؓ کی کہ جو حدیثین کہ ہم تم سے بیان کرتے ہین وہ سب ہم نے حضرتؐ سے نہین سنین
ولیکن ہمارے بعض نے بعض سے جہوٹ نہین بولا پہر بیان کین وہ حدیثین جو اصحاب نے اصحاب سے
روایت کی ہین جو بخاری اور مسلم مین واقع ہوئی ہین اور کہا کہ اس مین دلالت ہے اوپر اتفاق
انکے کے روایت مین اور اس مین ظاہر تر حجت اور واضح تر دلالت ہے اوپر ثابت کرنے خبر
واحد کے اور یہ کہ بعضی سنت بعض سے پوشیدہ رہتی تھی اور یہ کہ جو حاضر ہوتا تہا وہ غائب کو
پہونچا دیتا تہا اور یہ کہ غائب اس سے اسکو قبول کر لیتا تہا اور اسپر اعتماد اور عمل کرتا تہا مین
کہتا ہون اور خبر واحد اصطلاح مین خلاف متواتر کے ہے برابر ہے کہ ایک شخص کی روایت
سے ہو یا زیادہ کی روایت سے اور وہی مراد ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا ہے اس مین اختلاف
اور نہین وارد ہوتا اسپر جو اسکے ساتھ عمل کرے جو واقع ہوا ہے باب کی حدیث مین کہ عمر
فاروقؓ نے ابو موسیٰؓ سے اجازت مانگنے کی حدیث پر گواہ طلب کیا اس واسطے کہ نہین خارج
ہوئی وہ ساتھ شہادت ابو سعیدؓ کے اسکے واسطے خبر واحد ہونے سے اور عمر فاروقؓ نے تو اکو بہی

سے صرف احتیاط کے واسطے گواہ طلب کیا تھا جیسا کہ اس کا بیان واضح طور سے پہلے گذر چکا ہے نہیں
تو قبول کی عمر فاروق نے حدیث عبدالرحمٰن بن عوف کی بیچ لینے جزیہ کے مجوس سے اور حدیث اسکی
وبا مین اور حدیث عمرو بن حزم کی انگلیون کی دیت کے برابر ہونے مین اور حدیث ضحاک کی بیچ وارث ہونے
عورت کے اپنے خاوند کے دیت سے اور سوائے اسکے اور گذر چکا ہے علم مین عمر کی حدیث سے کہ وہ
اور ایک انصاری باری باری سے حضرتؐ پاس جایا کرتے تھے ایک دن یہ جاتے اور ایک دن وہ
جاتا اور دونون مین سے ہر ایک دوسرے کو خبر دیتا اس کی جب سے وہ غائب ہوتا اور تھی غرض
ان کی ساتھ اسکے حاصل کرنا اس چیز کا جو قائم ہو ساتھ حال انکے کے اور حال عیال اپنے کے
تاکہ بے پرواہ ہو محتاج ہونے سے واسطے غیر کے اور تاکہ قوی ہون اس چیز پر کہ وہ اسکے درپے
تھے جہاد سے اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے اس پر جسکو مشافہۃً ممکن ہو یہ کہ اس پر اعتماد کرے
اور نہ کفایت کرے ساتھ واسطہ کے یعنے بلکہ جائز ہے کفایت کرنا ساتھ واسطہ کے واسطے ثابت
ہونے اسکے کے اصحاب کے فعل سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین بدون نکیر کے اور ایسے
حدیث ابو ہریرہؓ کی جو باب کی دوسری حدیث ہے سو اس مین بیان ہے سبب کا بیچ پوشیدہ رہنے
بعضے سنتون کے بعض کبار اصحاب پر اور قول اسکا کہ مشغول رکھتا تھا مہاجرین کو عقد خرید و فروخت
کا بازار مین اور یہ موافق ہے عمر کے قول کو جو پہلے گذرا کہ غافل کیا مجھ کو سودے نے بازار مین
اور یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ اصحاب تجارت کیا کرتے تھے (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا
يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ اَبُوْ مُوْسٰى عَلٰى
عُمَرَ فَكَاَنَّهٗ وَجَدَهٗ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ اَلَمْ اَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ اِئْذَنُوْا
لَهٗ فَدُعِيَ لَهٗ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ اِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا قَالَ فَأْتِنِيْ عَلٰى
هٰذَا بِبَيِّنَةٍ اَوْ لَاَفْعَلَنَّ بِكَ فَانْطَلَقَ اِلٰى مَجْلِسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ اِلَّا اَصْغَرُنَا
فَقَامَ اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ قَدْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هٰذَا مِنْ اَمْرِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْهَانِيْ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ ترجمہ عبید بن عمیرؓ سے روایت ہے کہ ابو موسےؓ
نے عمر فاروقؓ سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو شاید ابو موسےؓ نے انکو مشغول پایا تو ابو موسےؓ پلٹے
تو عمر فاروقؓ نے کہا کہ کیا مینے ابو موسےؓ کی آواز نہین سنی اسکو اجازت دو سو ابو موسےؓ انکے
واسطے بلائے گئے سو عمر فاروقؓ نے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس فعل پر جو تو نے کیا ابو موسےؓ
نے کہا کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ اسکے عمر فاروقؓ نے کہا کہ میرے پاس اس پر گواہ لا یا مین تجھ کو

تکلیف دونگا سو ابو موسی انصاریون کی ایک مجلس کیطرف چلے یعنے اور ان سے کہا کہ میری گواہی دو تو انہون نے کہا کہ نہ گواہی دیگا مگر جو ہم سب مین زیادہ تر چہوٹا ہے سو ابو سعید خدریؓ کہڑے ہوئے سو انہون نے کہا یعنے حضرت عمر فاروقؓ پاس گواہی دی کہ البتہ ہم حکم کیے جاتے تہے ساتہہ اسکے تو عمر فاروقؓ نے کہا کہ پوشیدہ رہا مجہ سے یہ حکم حضرت ؐ کے امر سے مشغول کر رکہا مجہ کو بازار کی خرید وفروخت نے حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنَ الْأَعْرَجِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ الْمَوْعِدُ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا أَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَنْ يَبْسُطْ رِدَاءَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي ثُمَّ يَقْبِضْهُ فَلَمْ يَنْسَ شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہا کہ تم گمان کرتے ہو کہ ابو ہریرہؓ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثین روایت کرتا ہے یعنے شاید حضرت کی طرف سے جہوٹی حدیثین بیان کرتا ہے اور اللہ کی طرف ہے جگہہ پہرنے کی یعنے قیامت مین ظاہر ہوگا کہ تم اس انکار مین حق پر ہو یا مین سچ کہتا ہون اسکا سبب یہ ہے کہ مین محتاج مرد تہا ہر دم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر رہتا تہا اپنے پیٹ بہرنے کے واسطے اور مہاجرین بازار مین خرید و فروخت مین مشغول رہتے تہے اور انصاری لوگ اپنے مال کی خبر گیری مین مشغول رہتے تہے سو مین ایکدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تہا تو حضرت ؐ نے فرمایا کہ جو اپنا کپڑا پہیلائے رہے گا جب تک کہ مین اپنی بات کو تمام کر چکون پہر اپنے کپڑے کو اپنی طرف سمیٹ لیوے تو نہ بہولے گا کچہ چیز جو مجہ سے سنی یعنے وہ میری سنی حدیث کو کبہی نہ بہولے گا سو مین نے اپنی اوپر کی چادر پہیلائی سو قسم ہے اسکی جسنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کرکے بہیجا کہ مین کبہی کچہ چیز نہین بہولا جس کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا **ف** ایک روایت مین ہے کہ لوگ کہتے ہین کہ کیا سبب ہے کہ مہاجر اور انصار ابو ہریرہؓ کے برابر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیثین روایت نہین کرتے اور یہ جو کہا کہ اپنے پیٹ بہرنے کے واسطے یعنے بسبب پیٹ بہرنے کے یعنے سبب اصلی جو تقاضا کرتا ہے واسطے بہت روایت کرنے ابو ہریرہ کے حدیث کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت حضرت ؐ کے ساتہہ رہنا ہے تاکہ یاد رہین جو کہا وہ اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضہ کے پاس کچہ چیز نہ

تھی جس میں تجارت کریں اور نہ زمین تھی کہ اس میں کھیتی کریں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی وقت جدا نہ
ہوتے تھے کہ مبادا وقت ان سے فوت ہو سو حاصل ہوتا تھا اس ملازمت میں اقوال کے سننے اور افعال کے
روایت کرنے سے جو نہ حاصل ہوتا تھا ان کے غیر کے واسطے جو ہر وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
نہ رہتا تھا اور مدد کی ان کے ہمیشہ یاد رکھنے پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نے اور ایک روایت میں ہے
کہ میرے بھائی انصاری اپنے کھیتی کے کام میں مشغول رہتے تھے (فتح) **بَابُ** مَنْ رَأَى تَرْكَ
النَّكِيْرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جو دیکھتا ہے
ترک کرنا انکار کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حجت نہ حضرت کے غیر سے **ف** البتہ اتفاق ہے اس پر
کہ مقرر رکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس چیز کو کہ آپ کے روبرو کی جاوے یا کہی جاوے اور خبر پاویں
آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدون انکار کے دلالت کرنے والا ہے اوپر جواز کے اس واسطے کہ عصمت
دور کرتی ہے حضرت سے جو محتمل ہو اسکے غیر کے حق میں اس چیز سے کہ مرتب ہوتی ہے انکار پر سو نہیں
برقرار رکھتے باطل پر اور اسی واسطے کہا نہ غیر رسول سے اس واسطے کہ غیر حضرت کا سکوت نہیں
دلالت کرتا ہے جواز پر اور اشارہ کیا ہے ابن تین نے طرف اس کی کہ ترجمہ متعلق ہے ساتھ اجماع سکوتی
کے اور لوگ مختلف ہیں سو ایک گروہ نے کہا کہ نہیں منسوب کیا جاتا طرف ساکت کے کوئی قول اس واسطے
کہ بیچ مہلت نظر کے ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ اگر مجتہد کوئی بات کہے اور پھیل جاوے اور اس پر اطلاع
پانے کے بعد کوئی اسکی مخالف نہ ہو تو وہ حجت ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں ہوتا ہے حجت یہاں تک کہ
متعدد ہو قبیل ساتھ اس کے اور محل خلاف کا وہ ہے کہ نہ مخالف ہو اس قول کو نص قرآن کی یا سنت
کی اور اگر وہ قول نص کے مخالف ہو تو جمہور کا یہ قول ہے کہ نص مقدم ہے اور حجت پکڑی ہے جس نے
مطلق منع کیا ہے کہ صحابہ نے بہت اجتہادی مسائل میں اختلاف کیا ہے سو ان میں سے بعض اپنے
غیر پر انکار کرتا تھا جب کہ قول اسکے نزدیک ضعیف ہوتا اور ہوتی نزدیک اسکے وہ چیز جو اس سے قوی
نہ ہو نص کتاب یا سنت سے اور بعض ان میں سے چپ رہتا تھا سو اسکا چپ رہنا جواز کی دلیل نہ ہوگا
اس واسطے کہ جائز ہے کہ اسکے واسطے حکم ظاہر نہ ہوا ہو سو اس نے سکوت کیا واسطے جائز رکھنے اس
بات کے کہ یہ قول صواب ہو اگرچہ اس کے واسطے اس کی وجہ ظاہر نہ ہوئی ہو (فتح) **حَدَّثَنَا** حَمَّادُ
ابْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ أَنَّ ابْنَ الصَّائِدِ الدَّجَّالُ
قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ولم ینکرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ
کو دیکھا خدا کی قسم کھاتا تھا کہ ابن صیاد دجال موعود ہے میں نے کہا کہ تو اللہ کی قسم کھاتا ہے کہا
کہ میں نے حضرت عمر فاروق کو سنا کہ قسم کھاتے تھے اس پر نزدیک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سو
نہ انکار کیا اس سے حضرت نے ف شاید جابر نے جب عمر فاروق کو حضرت کے پاس قسم کھاتے
سنا اور حضرت نے اس پر انکار نہیں کیا تو سمجھی اس سے مطابقت ولیکن باقی رہی یہ بات کہ شرط
عمل کرنے کی ساتھ تقریر کے یہ ہے کہ نہ معارض ہو اسکو تصریح ساتھ خلاف اسکے کے سو جس نے
حضرت کے سامنے کچھ کہا یا کیا اور حضرت نے اسکو برقرار رکھا تو دلالت کی اس نے جواز پر پھر
اگر حضرت نے اسکے برخلاف کہا یا کیا تو دلالت کرے گا اوپر منسوخ ہونے اس تقریر کے
مگر یہ کہ ثابت ہو دلیل خصوصیت کی کہا ابن بطال نے بعد اسکے کہ مقرر رکھا جابر کی دلیل کو سو اگر
کہا جاوے کہ پہلے گذر چکا ہے یعنے جنائز میں کہ عمر فاروق نے حضرت سے کہا ابن صیاد کی
قصے میں کہ مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن ماروں تو حضرت نے فرمایا کہ اگر حقیقت میں یہی دجال
ہے تو تو اس کو نہ مار سکے گا سو یہ صریح ہے کہ حضرت نے اسکے امر میں تردد کیا یعنے پس نہ دلالت
کرے گا چپ رہنا حضرت کا اسکے انکار سے وقت حلف عمر کے اس پر کہ وہی دجال اکبر ہے
اور جواب اسکے دو ہیں ایک یہ کہ تردد حضرت کو تھا پہلے اس سے کہ خدا تعالے آپ کو معلوم کرادے
ساتھ اسکے کہ وہی ہے دجال پھر جب خدا نے حضرت کو معلوم کروایا کہ دجال وہی ہے تو نہ انکار
کیا حضرت نے عمر فاروق کی حلف پر دوسرا یہ کہ عرب کی عادت ہے کہ کلام کو شک کی جگہ نکالتے
ہیں اگرچہ خبر میں شک نہ ہو پھر ذکر کیا جو وارد ہوا ہے غیر جابر سے جو دلالت کرتا ہے کہ ابن صیاد
وہی ہے دجال مانند اس حدیث کی جو عبدالرزاق نے سند صحیح کے ساتھ ابن عمر سے روایت
کی ہے کہ میں ابن صیاد سے ملا اور اس کے ساتھ ایک یہودی مرد تھا اس کی آنکھ پھول گئی
اور وہ خارج تھی جیسے اونٹ کی آنکھ سو جب میں نے اس کو دیکھا تو میں نے کہا میں تجھ کو خدا
کی قسم دیتا ہوں اے ابن صیاد کہ تیری آنکھ کب پھولی تھی ابن صیاد نے کہا کہ میں نہیں جانتا
کب پھولی تھی میں نے کہا تو جھوٹا ہے تو نہیں جانتا اور حالانکہ وہ تیرے سر میں ہے پھر اس نے
اس پر مسح کیا اور تین بار آواز کی جیسے گدھا آواز کرتا ہے سو گمان کیا یہودی نے کہ میں نے اپنا ہاتھ
اسکے سینہ میں مارا اور میں نے اس سے کہا کہ دور ہو تیری قدر اس سے نہ بڑھے گی پھر میں نے اسکو
حفصہؓ سے ذکر کیا تو حفصہؓ نے کہا کہ بچ اس مرد سے پس سوائے اسکے کچھ نہیں کہ حدیث چاہتا ہے

کہ دجال نکلے گا نزدیک غصے کے کہ غضبناک ہوگا پھر کہا ابن بطال نے جس کا حاصل نہ تسلیم کرنا ہے جزم کو ساتھ اسکے کہ وہی ہے دجال پس عود کریگا سوال اول جواب حلف عمرؓ کی سے پھر جابرؓ کی ہے اس پر کہ وہی ہے دجال معہود لیکن یہہ قصہ حفصہ اور ابن عمر کے دلیل ہے کہ مراد ان دونوں کی دجال اکبر ہے اور البتہ روایت کی ابوداؤد نے ساتھ سند صحیح کے موسی بن عقبہ سے کہ ابن عمرؓ کہتے تھے قسم ہے اللہ کی مین نہین شک کرتا کہ مسیح دجال وہ ابن صیاد ہے اور واقع ہوا ہے ابن صیاد کے واسطے ساتھ ابوسعیدؓ خدری کے اور قصہ جو متعلق ہے ساتھ امر دجال کے سو روایت کی مسلم نے ابوسعید سے کہ ابن صیاد مکے تک میرے ساتھ رہا سو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا ایذا پائی مین نے لوگون سے وہ گمان کرتے ہین کہ مین دجال ہون کیا تو نے حضرتؐ سے نہین سُنا فرماتے تھے کہ دجال کے اولاد نہ ہوگی مین نے کہا کیون نہین اس نے کہا سو میرے اولاد ہے کیا تو نے حضرتؐ سے نہین سنا فرماتے تھے کہ دجال نہ مدینے مین داخل ہوگا نہ مکہ مین مین نے کہا کیون نہین کہا سو مین مدینے مین پیدا ہوا اور یہ مین مکے کا ارادہ کرتا ہون اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ ابن صیاد نے کہا کہ مقرر مین دجال کو پہچانتا ہون اور پہچانتا ہون اسکے پیدا ہونے کی جگہہ کو اور اب وہ کہان ہے ابوسعیدؓ نے کہا سو مین نے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو باقی دن کہا بیہقی نے کہ نہین یہہ حدیث جابرؓ کے زیادہ حضرتؐ کے سکوت سے عمر فاروق کی حلف پر سو احتمال ہے کہ حضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم اسکے امر مین متوقف ہون پھر حضرتؐ کو خدا کی طرف سے معلوم ہوا ہو کہ دجال ابن صیاد کا غیر ہے یعنے دجال اور ہے اور ابن صیاد اور ہے بنا بر اسکے کہ تمیم داری کا قصہ اسکو تقاضا کرتا ہے اور ساتھ اسی کے تمسک کیا ہے جس نے جزم کیا ہے کہ دجال ابن صیاد کے سوائے ہے اور طریقہ اس کا صحیح ہے اور جو صفت کہ ابن صیاد مین تھی وہ موافق پڑگئی دجال کی صفت کو مین کہتا ہون اور تمیم داری کے قصے کو روایت کیا ہے مسلم نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے اور اس مین ہے کہ تمیم نے دجال کو سمندر کے ایک جزیرے مین لوہے کے زنجیرون مین بندھا ہوا دیکھا سو اس نے ان سے حضرتؐ کی خبر پوچھی کہ کیا حضرت محمد صاحب (صلے اللہ علیہ وسلم) پیغمبر ہو کے بھیجے گئے ہین یا نہین اور یہ کہ اس نے کہا کہ ان کے حق مین بہتر ہے کہ اس پیغمبر کی پیروی کرین اور اس مین یہ بھی ہے کہ اس نے کہا کہ مین تمکو خبر دیتا ہون کہ مین مسیح دجال ہون اور عنقریب مجھ کو نکلنے کی اجازت ہوا چاہتی ہے سو مین نکلکر زمین مین سیر کرونگا سو کوئی گاؤن نہ چھوڑون گا مگر کہ اس مین اترون گا سوائے مکے اور مدینے کے

اور بیہقی کے ایک طریق مین ہے کہ وہ بڑا بوڑہا ہے کہا بیہقی نے اس حدیث مین ہے کہ دجال اکبر جو اخیر زمانے مین نکلے گا وہ ابن صیاد کے سوا ہے اور ابن صیاد ایک دجال تہا ان دجالون مین سے جن کی حضرت ص نے خبر دی کہ قیامت سے پہلے جہوٹے لوگ ہون گے سو تم ان سے بچیو اور ان مین سے اکثر نکل چکے ہین اور جو لوگ جزم کرتے ہین کہ ابن صیاد وہی دجال ہے شاید انکو تمیم داری کا قصہ نہین پہونچا نہین تو ان کے درمیان تطبیق نہایت بعید ہے کہا نووی نے اور کہا علما نے کہ قصہ ابن صیاد کا مشکل ہے اور اسکا حال مشتبہ ہے لیکن نہین شک ہے اس مین کہ وہ ایک دجال ہے دجالون مین سے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ص کو اس کے حال مین کچہ وحی نہین ہوئی اور سوائے اسکے کچہ نہین کہ وحی ہوئی حضرت ص کو ساتہ صفات دجال کے اور ابن صیاد مین قرائن محتملہ تہے اسی واسطے حضرت ص نے اسکے حال مین کسی چیز کے ساتہ یقین نہین کیا بلکہ عمر فاروق سے فرمایا کہ تیرے واسطے اسکے قتل کرنے مین کچہ بہتری نہین الحدیث اور یہ جو ابن صیاد نے حجت پکڑی کہ مین مسلمان ہون تو نہین ہے اس مین دلالت اسکے دعوی پر کہ وہ دجال اکبر نہین اس واسطے کہ حضرت ص نے تو خبر دی ہے اس کی صفات سے وقت نکلنے اسکے کے اخیر زمانے مین اور اسپر اسلام لانا اور حج کرنا اسکا سو نہین تصریح ہے اس مین کہ وہ دجال نہین احتمال ہے کہ ہو خاتمہ اس کا ساتہ بدی کے یعنے جو صفات کہ حضرت ص نے دجال کے بیان فرمائے ہین وہ اس مین اس وقت پائے جاوینگے جب کہ وہ اخیر زمانے مین نکلے گا اگرچہ اس سے پہلے مسلمان ہو اور نماز روزہ وغیرہ کرتا ہو پس ابن صیاد کا مسلمان ہونا اور حج کرنا اسکے دجال ہونیکا منافی نہین اسلیے کہ جائز ہے کہ حال مین مسلمان ہو اور اخیر زمانے مین مرتد ہو کے نکلے اور روایت کی ہے ابو نعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان مین جو دلالت کرتی ہے کہ ابن صیاد وہی ہے دجال اکبر جو اخیر زمانے مین نکلے گا اور البتہ روایت کی ہے ابو داؤد نے جابر سے ساتہ سند صحیح کے کہ ہمنے جنگ حرہ کے دن ابن صیاد کو گم کیا معلوم نہین کہان گیا اور حسان بن عبد الرحمن نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ہمارا لشکر اصبہان مین اترا تہا سو مین ایک دن یہود یون کے لشکر کے پاس گیا وہ خوشی کرتے تہے اور دف بجاتے تہے سو مین نے اپنے ایک یار سے پوچہا جو ان مین سے تہا اس نے کہا کہ ہمارا بادشاہ جسکے ساتہ ہم عرب کی فتح چاہتے تہے داخل ہوا سو صبح کو مینے دیکہا تو نا گہان وہ ابن صیاد تہا اور قریب تر تطبیق درمیان حدیث تمیم داری کے اور ہونے ابن صیاد کے دجال یہ ہے کہ دجال بعینہ تو وہی ہے جسکو تمیم نے لوہے کے زنجیرون مین بندہا ہوا دیکہا جزیرے مین اور ابن صیاد شیطان ہے کہ ظاہر ہوا تہا بیچ صورت دجال کے اس مدت مین یہانتک کہ متوجہ ہوا طرف اصبہان کے سو پوشیدہ ہوا ساتہ ساتہی اپنے کے یہانتک کہ آوے

مدت کا قصد کیا ہے اللہ تعالیٰ کی نکلنا اُس کا بیچ اسکے اور واسطے شدت التباس امر کے بیچ اس کے بخاری ترجیح کی راہ چلا ہے سو فقط اُس نے جابر کی حدیث روایت کی جو ابن صیاد کے قصے میں ہے عمر سے اور نہیں روایت کی اس نے روایت فاطمہ بنت قیس کی جو تمیم کے قصے میں ہے اور وہم کیا ہے بعضوں نے کہ تمیم داری کی حدیث غریب فرد ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو ساتھ فاطمہ بنت قیس کے ابوہریرہؓ اور عائشہؓ اور جابرؓ نے اور جابر کی حدیث کو تو ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے ایک دن منبر پر فرمایا کہ جس حالت میں کہ چند آدمی دریا میں سوار تھے کہ اُن کا کھانا تمام ہوا تو ان کو ایک جزیرہ نظر آیا سو نکلے حال دریافت کرنے کو تو ان سے جساسہ ملا سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ جابر نے گواہی دی کہ دجال ابن صیاد ہے میں نے کہا کہ وہ مرگیا تھا اس نے کہا کہ اگرچہ مرگیا ہو میں نے کہا وہ مسلمان ہوگیا تھا کہا اگرچہ مسلمان ہوگیا تھا میں نے کہا کہ وہ مدینے میں داخل ہوا تھا کہا اگرچہ مدینے میں داخل ہوا۔ اور جابرؓ کی کلام میں اشارہ ہے طرف اسکی کہ اُس کا امر مشتبہ ہے اور جائز ہے کہ جو حال میں اس سے ظاہر ہوا نہ منافی ہو اس چیز کو کہ متوقع ہے اس سے بعد نکلنے اسکے کے اخیر زمانے میں اور البتہ روایت کی احمد نے ابوذر کی حدیث سے کہ اگر میں دس بار قسم کھاؤں کہ ابن صیاد دجال ہے تو یہ بہتر ہے مجھ کو اس سے کہ ایک بار قسم کھاؤں کہ وہ دجال نہیں اور اسکی سند صحیح ہے واللہ اعلم اور حدیث میں جائز ہونا قسم کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو گمان پر اور اسکی صورت اتفاقی یہ ہے کہ جو یاد دی اپنے باپ کے خط نے جس کو پہچانتا ہو کہ اسکے واسطے کسی شخص کے پاس مال ہے اور غالب ہو اسکے گمان پر صدق اسکا یہ کہ جائز ہے اسکے واسطے جبکہ مطالبہ کرے اور متوجہ ہو اس پر قسم یہ کہ قسم کھاوے کہ وہ مستحق ہے قبض کرنے اسکے کا اس سے (رفتح) **باب** الاحکام التی تعرف بالدلائل وکیف معنی الدلالۃ وتفسیرھا جو احکام کہ پہچانے جاتے ہیں دلائل سے اور کس طرح ہیں معنے دلالت کے اور تفسیر اس کی **ف** اور دلیل وہ چیز ہے جو راہ دکھلاوے طرف مطلوب کی اور لازم آوے اس کے علم سے علم ساتھ وجود مدلول کے اور مراد ساتھ دلالت کے شرع کے عرف میں ارشاد ہے طرف اس کی کہ حکم شے خاص کا جس میں کوئی خاص نص وارد نہ ہوئی ہو داخل ہے تحت حکم دلیل دوسری کے بطریق عموم کے سو یہ ہیں معنے دلالت کے اور اما تفسیر اس کی سو مراد ساتھ اسکے بیان کرنا اس کا ہے اور وہ تعلیم کرنا ہے مامور کو کیفیت اسکی کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اسکے اور اسکی طرف اشارہ ہے باب کی دوسری حدیث میں اور مستفاد ہوتا ہے ترجمہ سے بیان رائے محمود کا اور وہ چیز وہ ہے کہ لی جاتی اس چیز سے کہ ثابت ہو حضرتؐ کے اقوال سے اور افعال سے بطریق نص کے اور بطریق اشارے کے

سو مندرج ہوگا اس میں استنباطاً اور خارج ہوگا جمود اور ظاہر محض کے (فتح) وَقَدْ اَخْبَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْرَ الْخَیْلِ وَغَیْرِہَا ثُمَّ سُئِلَ عَنِ الْحُمُرِ فَدَلَّہُمْ عَلٰی قَوْلِہٖ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ اور البتہ خبر دی حضرت نے ساتھ حکم گھوڑوں وغیرہ کے پھر پوچھے گئے گدھوں کے حکم سے سو دلالت کی ان کو اوپر قول خدا کے سو جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ اس کو دیکھ لیگا **ف** یہ باب کی اول حدیث کی طرف اشارہ ہے اور اس کی مراد یہ ہے کہ قول خدا فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ آخر سورہ تک عام ہے عامل میں اور اس کے عمل میں اور یہ کہ حضرت نے بیان کیا پالنا گھوڑوں کا اور احوال ان کے پالنے والے کا اور سوال کیے گئے گدھوں کے حکم سے تو اشارہ کیا طرف اس کی کہ حکم گدھوں کا اور حکم گھوڑوں وغیرہ کا داخل ہے عموم میں جو مستفاد ہے آیت سے (فتح) وَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا اٰکُلُہٗ وَلَا اُحَرِّمُہٗ وَاُکِلَ عَلٰی مَائِدَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِاَنَّہٗ لَیْسَ بِحَرَامٍ ترجمہ اور سوال کیے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوسمار کے کھانے سے سو فرمایا کہ میں اسکو کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں اور حضرت کے دستر خوان پر سوسمار کھائی گئی سو استدلال کیا ابن عباسؓ نے ساتھ اس کے کہ وہ حرام نہیں **ف** یہ باب کی تیسری حدیث کی طرف اشارہ ہے اور مراد اسکی بیان کرنا ہے حکم حضرت کی تقریر کا اور یہ کہ وہ جواز کا فائدہ دیتا ہے یہاں تک کہ پایا جاوے قرینہ جو اسکو غیر کی طرف پھیرے (فتح) **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَیْلُ لِثَلٰثَۃٍ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰی رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِیْ لَہٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَہَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاَطَالَ فِیْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَۃٍ فَمَا اَصَابَتْ فِیْ طِیَلِہَا ذٰلِکَ فِی الْمَرْجِ وَالرَّوْضَۃِ کَانَ لَہٗ حَسَنَاتٍ وَلَوْ اَنَّہَا قَطَعَتْ طِیَلَہَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَیْنِ کَانَتْ اٰثَارُہَا وَاَرْوَاثُہَا حَسَنَاتٍ لَّہٗ وَلَوْ اَنَّہَا مَرَّتْ بِنَہَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْہُ وَلَمْ یُرِدْ اَنْ یَّسْقِیَ بِہٖ کَانَ ذٰلِکَ حَسَنَاتٍ لَّہٗ وَہِیَ لِذٰلِکَ الرَّجُلِ اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَہَا تَغَنِّیًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ یَنْسَ حَقَّ اللّٰہِ فِیْ رِقَابِہَا وَلَا ظُہُوْرِہَا فَہِیَ لَہٗ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَہَا فَخْرًا وَّرِیَاءً فَہِیَ عَلٰی ذٰلِکَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیَّ فِیْہَا اِلَّا ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ الْفَاذَّۃَ الْجَامِعَۃَ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے واسطے ہیں ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے واسطے پردہ ہیں اور تیسرے پر وبال ہیں سو جس کو ثواب ہے سو وہ مرد ہے جس نے گھوڑوں کو خدا کی راہ میں یعنے جہاد

کے واسطے باندہ رکہا پہر اُن کو لنبی رسی مین باندہا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن مین سو وے اپنی رسی کے اندر چراگاہ یا چمن مین جہانتک کہ پہونچے اور جتنی گہاس کہ چرے تو اس مرد کے واسطے اتنی نیکیان ہون گی اور اگر گہوڑون کی رسی ٹوٹ گئی پہر وے ایک بار یا دو بار زقند مار گئے تو اس مرد کیواسطے اُن کے ٹاپون کی مٹی اور ان کی لید نیکیان ہون گی اور اگر وے کسی دریا پر گذرے سو اس مین سے پانی پیا اگرچہ مالک نے اُن کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو بہی اس کے واسطے نیکیان ہون گی تو ایسے گہوڑے اس مرد کے واسطے ثواب کا سبب ہین۔ اور جس مرد نے کہ گہوڑون کو باندہا اس نیت سے کہ ان کی سوداگری سے فائدہ اٹہاوے اور بیگانی سواری مانگنے سے بچے پہر وہ خدا کا حق جو گہوڑون کی گردنون اور پیٹہون مین ہے نہ بہولا یعنے ان کی زکوٰۃ ادا کی اور عاجزون کو ان کی سواری سے نہ روکا تو ایسے گہوڑے اس مرد کے واسطے پردہ ہین یعنے باعزت رہا ذلت سے بچا اور جس مرد نے کہ گہوڑون کو باندہا اترانے اور دکہلانے کے لیے اور اہل اسلام کی دشمنی اور عداوت کے واسطے یعنے کفر کی کمک کو تو ایسے گہوڑے اس مرد پر وبال ہین اور پوچہے گئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم گدہون کے حکم سے سو فرمایا کہ نہین اتاری گئی مجہ پر انکے حق مین مگر یہ آیت جو تنہا اور جامع ہے سو جس نے ذرہ بہر بہلائی کی وہ اسکو دیکہ لے گا اور جس نے ذرہ بہر بدی کی وہ بہی اس کو دیکہ لے گا **ف** یعنے گہوڑے پالنا تین طرح ہین عمدہ قسم تو یہ ہے کہ جہاد کے واسطے پالے کہ اسکا ثواب بیشمار ہے دوسری قسم یہ کہ اپنی سواری اور سوداگری کے واسطے پالے تو اس مین دنیا کا فائدہ ہے دین کا نقصان نہین تیسری قسم یہ کہ کافرون کی مدد کے واسطے پالے اور نمود کے واسطے تو یہ سراسر وبال اور عذاب ہے اور محلی نے مہذب سے کہ اس حدیث مین حجت ہے بیچ ثابت کرنے قیاس کے وفیہ نظر۔ تقدم فی کتاب الجہاد عند شرحہ (فتح) **حَدَّثَنَا** يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورِ ابْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ح** وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنُ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ تَأْخُذِينَ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِينَ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِينَ قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِينَ بِهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِي يُرِيدُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا **ترجمہ** عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت سے حیض کا

حکم پوچھا کہ اس کے بعد کس طرح غسل کرے حضرتؐ نے فرمایا کہ لے ٹکڑا کپڑے کا مشک آلودہ پھر اس سے وضو کر یعنے لہو کی جگہہ کو تلاش کرکے وہاں خوشبو لگا تا کہ لہو کی بدبو دفع ہو پھر غسل کر اس نے کہا یا حضرتؐ میں اس سے کس طرح وضو کروں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ وضو کر اس نے کہا میں اس سے کس طرح وضو کروں حضرتؐ نے فرمایا اس کے ساتھ وضو کر عائشہؓ نے کہا سو میں حضرتؐ کی مراد پہچان گئی سو میں نے اس کو اپنی طرف کھینچا پھر میں نے اس کو غسل حیض کا طریق سکھلایا **فائدہ** کہا ابن بطال نے کہ عورت سائلہ حضرتؐ کی غرض کو نہ سمجھی اس واسطے کہ وہ پہچانتی تھی کہ کپڑے کے ٹکڑے مشک آلودہ سے لہو کی جگہوں کو تلاش کرنے کا نام وضو رکھا جاتا ہے جب کہ جوڑا گیا ہو ساتھ ذکر لہو کے اور گندگی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا اس کو یہ اس واسطے کہ اس کے ذکر کرنے سے شرم آتی ہے سو عائشہؓ نے حضرتؐ کی غرض سمجھی سو بیان کی اس عورت کے واسطے وہ چیز جو اس پر پوشیدہ رہی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ مجمل موقوف ہے اوپر بیان اسکے کے قرائن سے اور مختلف ہیں افہام لوگوں کے اس کے سمجھنے میں اور اصول والوں نے مجمل کی یہ تعریف کی ہے کہ مجمل وہ ہے جس کی دلالت واضح نہ ہو اور واقع ہوتا ہے اجمال لفظ مفرد میں مانند قرء کی کہ وہ طہر اور حیض کا احتمال رکھتا ہے اور واقع ہوتا ہے اجمال مرکب میں بھی مانند قول اللہ تعالے کے بیدہ عقدۃ النکاح کہ وہ احتمال رکھتا ہے خاوند کا اور ولی کا اور مانند اس کے نہ ہے حدیث باب کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے بیان اسکا واسطے سائلہ کے ساتھ اس چیز کے کہ عائشہ نے اس کو اس سے سمجھا اور برقرار رکھی گئیں اوپر اسکے واللہ اعلم (فتح) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهِ فَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهِ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حفید حارث کی بیٹی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گھی اور پنیر اور گوہیں تحفہ بھیجا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو منگوایا تو حضرتؐ کے دستر خوان پر کھائی گئیں اور حضرتؐ نے ان کو چھوڑا جیسے اس سے کراہت کرنے والے ہیں اور اگر حرام ہوتیں تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتیں اور نہ ان کے کھانے کا حکم کرتے **فائدہ** اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گذر چکی ہے حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ أَبِيْ

رباب عن جابر بن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اکل ثوما او بصلا فلیعتزلنا او لیعتزل مسجدنا ولیقعد فی بیتہ وانہ اتی ببدر قال ابن وہب یعنی طبقا فیہ خضرات من بقول فوجد لہا ریحا فسال عنہا فاخبر بما فیہا من البقول فقال قربوہا الی بعض اصحابہ کان معہ فلما راٰہ کرہ اکلہا وقال کل فانی اناجی من لا تناجی۔ قال ابن عفیر عن ابن وہب بقدر فیہ خضرات ولم یذکر اللیث وابو صفوان عن یونس قصۃ القدر فلا ادری ہو من قول الزہری او فی الحدیث **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو لہسن اور پیاز کہاوے تو چاہیے کہ ہم سے یا فرمایا کہ ہماری مسجد سے الگ رہے اور چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور یہ کہ حضرتؐ پاس ایک طشت لایا گیا جس میں ساگ کی سبزی تھی تو حضرتؐ نے ان کی وسطی بو پائی اور ان سے پوچھا سو خبر دی گئی ساتھ اسکے جو اس میں تہا ساگوں سے سو فرمایا کہ قریب کرو طرف بعض اصحاب کی جو آپ کے ساتھ تہا یعنے ابو ایوب سو جب اُس نے دیکھا کہ حضرتؐ نے اس سے نہیں کہایا تو اس کے کہانے کو مکروہ جانا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ کہا اس واسطے کہ میں سرگوشی کرتا ہوں جس سے تو سرگوشی نہیں کرتا اور روایت کی ابن عفیر نے ابن وہب سے ہانڈی اس میں سبزی تھی اور نہیں ذکر کیا لیث اور ابو صفوان نے یونس سے قصہ ہانڈی کا سو میں نہیں جانتا کہ وہ زہری کے قول سے ہے یا حدیث میں **فائدہ** یہ جو کہا فلما راٰہ الخ تو اس میں حذف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ جب اس نے حضرتؐ کو دیکھا کہ اس کے کہانے سے باز رہے اور حکم کیا ساتھ قریب کرنے اس کے کے طرف اس کی تو اس نے اس کے کہانے کو مکروہ جانا اور شاید کہ ابو ایوب نے استدلال کیا تہا ساتھ عموم قول اللہ تعالی کے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور مشروع ہونے متابعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کے آپکے سب افعال میں سو جب حضرتؐ ان سبزیوں کے کہانے سے باز رہے تو اس نے حضرتؐ کی پیروی کی تو حضرتؐ نے اس کے واسطے وجہ تخصیص کی بیان کی سو فرمایا کہ میں کانا پہوسی کرتا ہوں جس سے تو کانا پہوسی نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میرے ساتھی کو ایذا ہو۔ اور ایک روایت میں فرمایا کہ میں خدا کے فرشتوں سے شرماتا ہوں اور حرام نہیں کہا ابن بطال نے یہ جو فرمایا کہ اسکو بعض اصحاب کے نزدیک کرو تو یہ نص ہے اوپر جواز کہانے اس کے کے اور اسی طرح یہ قول حضرتؐ کا کہ میں کانا پہوسی کرتا ہوں الخ میں کہتا ہوں اور تکملہ اس کا وہ ہے جو میں نے ذکر کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فرشتوں کو آدمیوں پر فضیلت ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرتؐ جب سے کانا پہوسی کرتے تہے مراد اس سے

وہ ہے جو حضرت ﷺ پر وحی اتارتا تھا اور وہ اکثر اوقات میں جبرئیل تھے اور اگر کوئی دلیل دلالت کرے کہ جبرئیل افضل ہے ابوایوب جیسے صحابی سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ افضل اس شخص سے جو ابوایوب سے افضل ہو خاص کر جبکہ پیغمبر ہو اور اگر بعض افراد کو بعض پر فضیلت دی جاوے تو نہیں لازم آتی اس سے تفضیل تمام جنس کی تمام جنس پر (فتح) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَعَمِّيْ قَالَا حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ اَنَّ اَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ امْرَاَةً اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَاَمَرَهَا بِاَمْرٍ فَقَالَتْ اَرَاَيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَّمْ اَجِدْكَ قَالَ اِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَا بَكْرٍ - قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ زَادَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ كَاَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ ترجمہ جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ پاس آئی تو اس نے حضرت ﷺ سے کسی چیز میں بات کی سو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ حکم کیا تو اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو یا حضرت اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو کس پاس آؤں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پاوے تو ابوبکر صدیق پاس آنا۔ کہا ابوعبداللہ بخاری نے کہ زیادہ کیا ہے ہمارے واسطے حمیدی نے ابراہیم سے کہ گویا کہ اس عورت کی مراد موت ہے **ف** کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا حضرت ﷺ نے ساتھ ظاہر قول عورت کے کہ اگر میں نہ پاؤں اس پر کہ اس کی مراد موت ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ ابوبکر پاس آوے اور یہ بات اس کے حال سے سمجھی گئی اگرچہ اس نے اس کو زبان سے نہ بولا میں کہتا ہوں اور اسی کی طرف واقع ہوا ہے اشارہ اس طریق میں جو مذکور ہے اس جگہ جس میں ہے کہ گویا کہ مراد اس کی موت تھی لیکن یہ جو اس نے کہا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو یہ عام تر ہے نفی میں زندگی کی حالت اور موت کی حالت سے اور حضرت ﷺ نے جو اس کو فرمایا کہ ابوبکر پاس آنا تو یہ مطابق ہے واسطے اس عموم کے اور یہ جو بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق خلیفہ ہیں تو یہ صحیح ہے لیکن بطریق اشارت کے نہ تصریح کے اور عمر فاروق نے جو جزم کیا کہ حضرت ﷺ نے خلیفہ نہیں کیا تو یہ اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مراد عمر فاروق کی یہ ہے کہ اس میں کوئی نص صریح وارد نہیں ہوئی کہا کرمانی نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر خلافت ابوبکر صدیق کے اور مناسبت پہلی حدیث کی یہ ہے کہ ابوایوب نے استدلال کیا اس پر کہ لہسن کا کھانا مکروہ ہے ساتھ باز رہنے حضرت ﷺ کے اس کے کھانے سے عموم پیروی کی جہت سے اور یہ باب حکم اس چیز کا ہے کہ پہچانی جاوے استدلال سے نہ جو پہچانی جاوے نص سے (فتح) **بَابُ** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْاَلُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ

عَنْ شَیْءٍ نہ پوچھو اہل کتاب سے کچھ چیز **ف** یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کی احمد اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابرؓ کی حدیث سے کہ عمر فاروقؓ نے ایک کتاب بعض اہل کتاب سے پائی تو اس کو حضرتؐ پاس لائے اور اس کو حضرتؐ پر پڑھا تو حضرتؐ غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ مین تمہارے پاس سفید اور صاف دین لایا ہون نہ پوچھو ان سے کچھ چیز سو وے خبر دین تم کو ساتھ حق کے اور تم اس کو جھٹلاؤ یا خبر دین تم کو ساتھ باطل کے اور تم اسکو سچا جانو یعنے دونون صورتون مین تمہارا نقصان ہے قسم ہے اللہ کی اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی سے کچھ چارہ نہ ہوتا اور اس کے راوی ثقہ ہین مگر مجالد مین ضعف ہے اور استعمال کیا ہے اس کو ترجمہ مین واسطے وارد ہونے اس چیز کے کہ شاہد ہے اس کی صحت کی واسطے صحیح حدیث سے اور روایت کی عبدالرزاق نے حدیث سے کہ کہا عبداللہؓ نے کہ نہ سوال کرو اہل کتاب سے کہ وہ تم کو راہ نہ بتلاوینگے اور حالانکہ دے خود گمراہ ہوئے کہ تم حق کو جھٹلاؤ یا جھوٹ کو سچ جانو کہا ابن بطال نے مہلب نے کہ یہ نہی سوائے اسکے کچھ نہین کہ بیچ سوال کرنے ان کے کے ہے اس چیز سے کہ اس مین نص نہین اس واسطے کہ ہماری شرع مکتفی ہے سو جب نہ پاوے کوئی نص تو نظر اور استدلال مین بے پرواہی ہے ان کے سوال سے اور نہین داخل ہے نہی مین پوچھنا ان سے ان خبرون سے جو ہماری شرع کو سچا کرتی ہین اور پہلی امتون کی خبرون سے اور پس یہ جو خدا نے فرمایا فَاسْئَلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِکَ تو مراد ان سے وہ لوگ ہین جو ان مین سے ایمان لائے اور منع سوال کرنا ان سے ہے جو ایمان نہین لائے ان مین سے اور احتمال ہے کہ ہو امر خاص ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ توحید کے اور حضرتؐ کی پیغمبری کے اور جو اس کے مشابہ ہے اور نہی اس چیز سے جو سوائے اس کے ہے (فتح) وَقَالَ اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ مُعٰوِیَةَ یُحَدِّثُ رَهْطًا مِّنْ قُرَیْشٍ بِالْمَدِیْنَةِ وَذَکَرَ کَعْبَ الْاَحْبَارِ فَقَالَ اِنْ کَانَ مِنْ اَصْدَقِ هٰؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِیْنَ الَّذِیْنَ یُحَدِّثُوْنَ عَنْ اَهْلِ الْکِتَابِ وَاِنْ کُنَّا مَعَ ذٰلِکَ لَنَبْلُوْ عَلَیْهِ الْکَذِبَ حمید سے روایت ہے کہ اس نے معاویہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا قریش کی ایک جماعت سے مدینے مین اور ذکر کیا کعب احبار کو سو کہا کہ البتہ وہ زیادہ تر سچا تھا ان محدثین مین جو اہل کتاب سے حدیثین بیان کرتے ہین یعنے جو توریت اور انجیل مین ہے اور البتہ ہم باوجود اس کے اس پر جھوٹ کا امتحان کرتے تھے **ف** معاویہ حدیث بیان کرتا تھا مدینے مین یعنے جب کہ اس نے اپنی خلافت مین حج کیا اور یہ جو کہا اہل کتاب سے یعنے اگلی قدیمی کتابون سے سو شامل ہوگا توریت اور انجیل کو اور صحیفون کو اور یہ جو کہا کہ ہم اس پر جھوٹ کا امتحان کرتے ہین

یعنے اس کی بعضی خبر واقع کے خلاف واقع ہوتی تھی اور کہا ابن حبان نے کتاب الثقات مین کہ مراد معاویہ
کی یہ ہے کہ کبھی وہ چوک جاتا تھا اس چیز مین کہ ہم کو خبر دیتا اور اس کی یہ مراد نہین کہ وہ جھوٹا تھا اور بعضون
نے کہا کہ ضمیر لنبلو علیہ کتاب کی طرف راجع ہے نہ کعب کی اور سوائے اس کے کچھ نہین کہ واقع ہوتا ہے ان
کی کتاب مین جھوٹ اسواسطے کہ انہون نے اس کو بدل ڈالا اور اس مین تحریف کی اور کہا عیاض نے
کہ صحیح ہے عود کرنا ضمیر کا طرف کتاب کی اور صحیح ہے عود اس کا طرف کعب کی اور اسکی حدیث پر جو بیان
کرتا تھا اگرچہ نہ قصد کرتا تھا جھوٹ کا اور نہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا اس واسطے کہ نہین شرط ہے کذب
کی بیچ مین قصد کرنا بلکہ وہ خبر دینا ہے شے سے برخلاف اس چیز کے کہ اس پر ہے اور نہین ہے
اس مین کعب کی جرح ساتھ کذب کے اور مراد ساتھ محدثین کے وہ لوگ ہین جو اہل کتاب مین سے کعب
کے برابر تھے اور اسلام لائے تھے اور اہل کتاب سے حدیث بیان کرتے تھے اور شاید کہ وہ کعب کے برابر
تھے لیکن کعب کو ان سے زیادہ تر بصیرت تھی اور زیادہ تر پہچاننے والا تھا اس چیز کو کہ بیان کرتا اور
کعب احبار یہودیون کے ایک بڑے عالم تھے حضرت عمر فاروق کی خلافت مین مسلمان ہو گئے تھے اور
بعضون نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مسلمان ہوئے تھے اور پہلی بات زیادہ مشہور
ہے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَكِ
عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰىةَ
بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا
اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا الْاٰيَة ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے
کہ حضرتؐ کے وقت مین یہود توریت کو عبرانی زبان مین پڑھتے تھے اور مسلمانون کے واسطے عربی مین
اس کا ترجمہ کرتے تھے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ کتاب والون کو یعنے یہود اور نصاری کو نہ سچا جانو نہ ان کو
جھٹلاؤ اور کہو کہ ہم ایمان لائے ساتھ خدا کے اور اس کے جو ہم پر اترا یعنے قرآن اور جو اگلے پیغمبرون
پر اترا **ف** مراد ساتھ اہل کتاب کے یہود ہین لیکن حکم عام ہے سو شامل ہوگا نصاری کو بھی اور یہ
حدیث نہین معارض ہے ترجمہ کی حدیث کو اس واسطے کہ وہ نہی ہے سوال کرنے سے اور یہ نہی ہے
تصدیق اور تکذیب سے سو محمول ہے ثانی اسپر جب کہ اہل کتاب مسلمانون کو خبر دین بغیر پوچھنے کے
اور نہی تصدیق تکذیب کی توجیہ سورہ بقرہ کی تفسیر مین گذر چکی ہے (فتح) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ
اِسْمٰعِيْلَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
قَالَ كَيْفَ تَسْئَلُوْنَ اَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَیْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِیْ اُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ اَحْدَثُ تَقْرَءُوْنَهٗ

مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَغَيَّرُوْهُ وَكَتَبُوْا بِاَيْدِيْهِمُ الْكِتَابَ وَقَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اَلَا يَنْهٰكُمْ مَا جَآءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْئَلَتِهِمْ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْئَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ اُنْزِلَ عَلَيْكُمْ **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا کہ تم کیون پوچھتے ہو اہل کتاب سے کچھ چیز اور تمہاری کتاب یعنے قرآن جو تمہارے پیغمبر پر اترا تازہ تر ہے کہ ہاتھون کی استعمال اور سالون کی کثرت سے اس مین شبہ نے کچھ راہ نہین پائی پڑھتے ہو تم اس کو خالص اس مین کچھ چیز خدا کی کلام کے سوا نہین ملی اور البتہ خدا نے تم سے بیان کر دیا کہ یہود اور نصاری نے خدا کی کتاب کو بدل ڈالا اور متغیر کر دیا اور اپنے ہاتھ سے انہون نے کتاب لکھی اور کہا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تا کہ لیوین اس کے بدلے مول تھوڑا کیا نہین منع کرتا تم کو ان کے سوال سے جو آیا تمہارے پاس علم سے قسم ہے اللہ کی ہم نے ان مین سے کسی مرد کو نہین دیکھا کہ سوال کرے تم کو اس چیز سے جو تم پر اتری ؎

ف ایک روایت مین ہے اور تمہارے پاس کتاب ہے جو تازہ اور نئی ہے سب کتابون سے باعتبار اترنے کے اللہ کی طرف سے اور یہ روایت تفسیر کرتی ہے احدث کی اور اس حدیث کی شرح شہادات مین گذر چکی ہے

باب نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيْمِ اِلَّا مَا يُعْرَفُ اِبَاحَتُهٗ وَكَذٰلِكَ اَمْرُهٗ نَحْوُ قَوْلِهٖ حِيْنَ اَحَلُّوْا اَصِيْبُوْا مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ اَحَلَّهُنَّ لَهُمْ باب منع کرنا حضرتؐ کا تحریم سے ہے مگر جو پہچانی جاوے اباحت اس کی اور اسی طرح امر حضرتؐ کا مانند قول حضرتؐ کے کی جب کہ اصحاب نے عمرہ کر کے احرام اوتار ڈالا کہ عورتون سے صحبت کرو کہا جابرؓ نے اور حضرتؐ نے ان پر صحبت کرنا واجب نہ کیا و لیکن عورتون کو ان کے واسطے حلال کیا

ف منع کرنا حضرتؐ کا تحریم سے یعنے نہی جو صادر ہے حضرتؐ سے محمول ہے تحریم پر اور وہ حقیقت ہے بیچ اس کے یعنے نہی کے حقیقی معنے تحریم ہین مگر جس کا مباح ہونا پہچانا جاوے یعنے سیاق کی دلالت سے یا حال کے قرینے سے یا اس پر دلیل کے قائم ہونے سے اور اسی طرح امر حضرتؐ کا یعنے حرام ہے مخالفت اس کی واسطے واجب ہونے پیروی حضرتؐ کے جب تک کہ نہ قائم ہو دلیل اوپر ارادے ندب کے یا غیر اس کے مانند قول حضرتؐ کے کی یعنے حجۃ الوداع مین جب کہ ان کو حکم کیا سو انہون نے فسخ کیا حج کو طرف عمرے کی اور عمرہ کر کے حلال ہوئے اور مراد ساتھ امر کے صیغہ افعل کا ہے اور نہی لا تفعل اور اختلاف ہے صحابی کے قول مین کہ حضرتؐ نے ہم کو اس طرح حکم کیا یا اس سے منع کیا سو راجح نزدیک اکثر سلف کے یہ ہے کہ اس مین کچھ فرق نہین یہ بیچ امر اور نہی مین داخل ہے اور تقسیم کیا ہے بعض اصولیون نے امر کے صیغے کو سترہ قسم پر اور نقل کیا ہے قاضی ابوبکر بن طیب نے مالک اور شافعی سے کہ امر ان کے نزدیک

ایجاب پر یعنے وجوب کے واسطے ہے اور نہی تحریم کے واسطے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اُس کے خلاف پر اور کہا
ابن بطال نے کہ یہ قول جمہور کا ہے اور کہا بہت شافعیہ وغیرہم نے کہ امر وجوب کے واسطے ہے اور نہی
کراہت کے واسطے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل وجوب کی امر میں اور دلیل تحریم کی نہی میں اور بہت لوگوں
نے اس میں توقف کیا ہے اور سبب توقف کا یہ ہے کہ وارد ہوتا ہے صیغہ امر کا واسطے وجوب کے اور استحباب
کے اور اباحت کے اور ارشاد وغیرہ کے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ جو کرے مامور بہ کو وہ مستحق ہوتا ہے تعریف
کا اور جو اسکو نہ کرے مستحق ہوتا ہے وہ ذم کا اور اسی طرح بالعکس نہی میں اور قول خدا کا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ
يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شامل ہے امر اور نہی کو اور جو اس میں وعید ہے وہ دلالت
کرتی ہے اُس کی تحریم پر فعل میں اور ترک میں اور یہ جو فرمایا کہ جماع کرو عورتوں سے تو یہ اجازت ہے ان کے
واسطے عورتوں سے صحبت کرنے میں واسطے اشارہ کے طرف مبالغہ کرنے کی حلال کرنے میں اس واسطے
کہ جماع فاسد کرتا ہے حج کو سوائے اور محرمات احرام کے (فتح) وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ
وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا اور کہا ام عطیہؓ نے کہ ہمکو منع ہوا جنازے کے ساتھ جانا اور ہم کو واجب نہ ہوا **ف**
اور فرق اس حدیث میں اور جابر کی حدیث میں یہ ہے کہ جابر کی حدیث میں مباح کرنا ہے بعد حرام ہونے
کے پس نہ دلالت کرے گی وجوب پر واسطے قرینہ مذکور کے لیکن مراد جابرؓ کی تاکید کرنا ہے بیچ اسکے
اور ام عطیہؓ کی حدیث میں نہی ہے بعد مباح کرنے کے سو ارادہ کیا ام عطیہؓ نے کہ بیان کریں ان کے
واسطے یہ کہ نہیں تصریح کی حضرتؐ نے ان کے واسطے ساتھ تحریم کے اور صحابی اعرف ہے ساتھ مراد حضرتؐ
کے اپنے غیر سے (فتح) **حَدَّثَنَا** الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ **ح** وَقَالَ
مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فِي أُنَاسٍ مَعَهُ
قَالَ أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ عُمْرَةٌ قَالَ عَطَاءٌ
قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحِلَّ وَقَالَ أَحِلُّوا وَأَصِيبُوا مِنَ النِّسَاءِ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ وَلَمْ
يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّا نَقُولُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ
نَحِلَّ إِلَى نِسَائِنَا فَنَأْتِي عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيرُنَا الْمَذْيَ قَالَ وَيَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ هَكَذَا وَحَرَّكَهَا
فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي أَتْقَاكُمْ لِلَّهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِي
لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّونَ فَحِلُّوا فَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَ
أَطَعْنَا **ترجمہ** جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے اصحاب نے نرے حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرہ

نہ تھا کہا عطا نے جابرؓ نے کہا سو حضرت ذیحجہ کی چوتھی صبح کو مکے مین تشریف لائے سو جب ہم مکے مین
آئے تو حضرتؐ نے حکم کیا کہ ہم عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالین اور فرمایا کہ احرام اتار ڈالو اور عورتون
سے صحبت کرو کہا جابرؓ نے اور حضرتؐ نے اُس کو اصحاب پر واجب نہ کیا و لیکن عورتون کو ان کے واسطے
حلال کیا سو حضرتؐ کو خبر پہونچی کہ ہم کہتے ہین کہ جب ہماری اور عرفہ کے دن کے درمیان صرف پانچ
دن رہتے تھے تو حضرتؐ نے ہم کو حکم کیا کہ ہم احرام اتار کر اپنی عورتون سے صحبت کرین سو ہم عرفات
مین آوین ہمارے ناڑون سے مذی ٹپکتی ہو کہا اور اشارہ کیا جابر نے اپنے ہاتھ سے اس طرح
اور اس کو ہلایا یعنے ہاتھ کو ہلا کر ذکر کی صورت بتائی سو حضرتؐ خطبے پڑہنے کو کھڑے ہوئے سو فرمایا
کہ البتہ تم نے جان لیا کہ مین تم سے زیادہ تر پرہیزگار ہون خدا کا اور تم مین زیادہ تر سچا اور نیک ہون
اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ مین عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا جیسا تم نے احرام اتار
سو احرام اتار ڈالو سو اگر مجھ کو اپنا حال پہلے سے معلوم ہوتا جو پیچھے معلوم ہوا تو مین قربانی کو اپنے
ساتھ نہ لاتا یعنے مین قربانی ساتھ لانے کے سبب سے ناچار ہو گیا ہون اگر یہ حال جانتا تو مکے مین قربانی
خریدتا سو ہمنے احرام اتارا اور ہم نے سُنا اور فرمان برداری کی **ف** یہ جو کہا کہ ہم کو حضرتؐ نے
واجب کر کے حکم نہ کیا یعنے عورتون کے جماع مین اس واسطے کہ امر مذکور تو صرف اباحت کے واسطے
تھا اسی واسطے جابرؓ نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتون کو ان کے واسطے حلال کیا اور
پہلے گذر چکا ہے کہ اصحاب نے کہا کہ کون حلال ہونا فرمایا کہ بالکل حلال ہونا اور یہ جو کہا کہ پانچ راتین
یعنے ان مین سے پہلی رات یکشنبہ کی اور اخیر رات پنجشنبے کی اس واسطے کہ متوجہ ہونا ان
کا مکے سے چارشنبے کی رات کو تھا اور پنجشنبے کی رات کو منا مین رہے اور پنجشنبے کے دن
عرفات مین داخل ہوئے اور یہ جو کہا کہ جابرؓ نے اس کو ہلایا تو کہا کرمانی نے کہ یہ اشارہ ہے طرف
کیفیت ٹپکنے کی کے اور احتمال ہے کہ ہو اشارہ طرف محل ٹپکنے کی (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُوْ مَعْمَرٍ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتَّخِذَهَا
النَّاسُ سُنَّةً **ترجمہ** عبداللہ مزنیؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑھا کرو مغرب
کی نماز سے پہلے اور تیسری بار مین فرمایا کہ جو چاہے واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ لوگ اسکو
سنت ٹھیراوین **ف** اس حدیث کی شرح اذان مین گذر چکی ہے اور جگہہ ترجمہ کی اس کے
اخیر مین کہ اسکے واسطے جو چاہے اس واسطے کہ اس مین اشارہ ہے طرف اس کی کہ امر وجوب

کے واسطے ہے اسی واسطے اس کے پیچھے وہ چیز لائے جو دلالت کرتی ہے اختیار دینے پر فعل اور ترک
میں سو ہوگا یہ صارف واسطے حمل کرنے کے وجوب پر اور یہ جو کہا کہ اس کو سنت ٹھیراویں یعنے طریق
لازم جسکا ترک کرنا جائز نہو یا سنت راتبہ کہ اس کا ترک کرنا مکروہ ہو اور نہیں مراد ہے جو وجوب کے
مقابل ہو (فتح) **باب** كَرَاهِيَةِ الاِخْتِلَافِ باب ہے بیچ مکروہ ہونے اختلاف کے **ف** اور
بعضوں کے واسطے خلاف ہے یعنے احکام شرعیہ میں یا عام تر اس سے **حدثنا** اسحاق
قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَلَّامِ بْنِ اَبِي مُطِيعٍ عَنْ اَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ
ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ
فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَلَّامًا **ترجمہ** جندب سے روایت
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھا کرو قرآن کو جب تک تمہارے دل زبان سے موافقت
کریں اور جب تمہارے دل اور زبان میں اختلاف پڑے تو اس سے اٹھ کھڑے ہو کہا ابو عبداللہ
بخاری نے کہ عبد الرحمن نے سلام سے سنا ہے **حدثنا** اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ
حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدَبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ
عَنْ هَارُوْنَ الْاَعْوَرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ عَنْ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ
اس کا وہی ہے جو اوپر گذرا **حدثنا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ
الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ هَلُمَّ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ
قَالَ عُمَرُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ فَحَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ
وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ
عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ
الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ
الْكِتَابَ مِنَ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت کا وقت آیا یعنے قریب الموت ہوئے کہا اور گھر میں بہت مرد تھے
جن میں عمر فاروق بھی تھے تو حضرت صلے نے فرمایا کہ آؤ میں تم کو نوشتہ لکھدوں تا کہ تم اس تحریر کے

بعد کبھی نہ بھٹکو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درد غالب ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے سو ہم کو خدا کی کتاب کافی ہے اور گھر والوں میں اختلاف پڑا اور جھگڑنے لگے سو ان میں سے بعضے کہتے تھے کہ قریب لاؤ حضرت تم کو نوشتہ لکھ دیں کہ اس کے بعد تم کبھی نہ بھٹکو اور ان میں سے بعضا کہتا تھا جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی کتاب ہم کو کافی ہے سو جب انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بہت شور غل اور اختلاف کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ کہا عبید اللہ نے سو ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مصیبت ہے کل مصیبت وہ چیز کہ مانع ہوئی حضرت کو کہ ان کے واسطے یہ نوشتہ لکھیں ان کے اختلاف اور شور غل کے سبب سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن اور حدیث میں اختلاف کرنا مکروہ ہے اور اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گذر چکی ہے **باب** قول اللہ

اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ باب ہے خدا تعالیٰ کے فرمایا کہ ان کا کام مشورہ سے ہے درمیان ان کے اور فرمایا کہ مشورہ کر ان سے کام میں **ف** اس آیت پہلی سو روایت کی بخاری نے ادب مفرد میں حسن بصری سے کہ نہیں مشورہ کیا کسی قوم نے کبھی مگر کہ خدا نے ان کو ہدایت کی واسطے بہتر چیز کے اور دوسری آیت کی تفسیر میں بھی حسن سے روایت ہے کہ حضرت کو ان کے مشورہ کی کچھ حاجت نہ تھی و لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ پچھلے لوگ اس میں آپ کی پیروی کریں اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی اپنے اصحاب سے مشورہ کرتا ہو زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مسور کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دو مجھ کو ان لوگوں میں اور اس میں جواب ہے ابوبکر اور عمر کا اور عمل کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اس چیز کے جو دونوں نے صلاح دی اور یہ صلح حدیبیہ کی حدیث طویل میں ہے (فتح) وَاِنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبَيُّنِ لِقَوْلِهٖ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور یہ کہ مشورہ کرنا عزم اور بیان کرنے سے پہلے ہے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے سو جب تو قصد کرے تو اللہ پر توکل کر **ف** اور وجہ دلالت کی وہ ہے جو عکرمہ کی قرات میں وارد ہوئی ہے **ت** کے پیش سے یعنے جب میں تجھ کو اس کی طرف ہدایت کروں تو اس سے نہ پھر سو گویا کہ مشورہ تو مشروع ہے وقت عدم عزم کے اور یہ واضح ہے اور البتہ اختلاف ہے بیچ متعلق مشورہ کے سو بعضوں نے کہا کہ ہر چیز میں ہے جس میں نص نہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ فقط دنیا کے کام میں اور کبھی بعض احکام میں بھی مشورہ کرتے تھے اور نقل کیا ہے سہیلی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ مشورہ خاص ہے ساتھ ابوبکر اور عمر کے اور شاورهم في الامر میں بعض امر مراد ہے اور بہت شافعیہ نے مشورہ کو خصائص سے شمار کیا ہے اور اختلاف ہے اس کے وجوب

مین سو نقل کیا ہے بیہقی نے استحباب نفس سے اور یہی ہے راجح (فتح) فَإِذَا عَزَمَ الرَّسُولُ لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ التَّقَدُّمُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ اور جب قصد کرین رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو نہین جائز ہے کسی آدمی کو آگے بڑہنا اللہ اور اس کے رسول سے **ف** یعنے جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مشورے کے بعد کسی کام کے کرنے کا قصد کرین اس کام مین کہ واقع ہوا اسپر مشورہ اور اُس مین شروع کرین تو اس کے بعد کسی کو جائز نہین ہوتا کہ صلاح دین حضرتؐ کو برخلاف اسکے واسطے وارد ہونے نہی کے خدا اور اسکے رسول کے آگے بڑہنے سے سورہ حجرات کی آیت مین اور ظاہر ہوا تطبیق دینے سے درمیان آیت مشورے کے اور درمیان آیت حجرات کے خاص کر نا عموم اسکے کا ساتھ مشورے کے سو جائز ہے آگے بڑہنا لیکن اذن حضرتؐ کے سے جس جگہہ مشورہ طلب کرین اور مشورے کے سواے اور کسی صورت مین آگے بڑہنا جائز نہین سو مباح کیا ان کے واسطے جواب مشورہ طلب کرنے کا اور زجر کی ان کو ابتداء کرنے سے ساتھ مشورے وغیرہ کے اور داخل ہوتا ہے اس مین اعتراض کرنا اس پر جو دیکھین بطریق اولی اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب حضرتؐ کا امر ثابت ہو تو نہین جائز ہوتا کسی کو یہ کہ اسکی مخالفت کرے اور نہ حیلہ کرے اس کی مخالفت مین بلکہ ٹھیرائی اس کو اصل کہ رد کرے طرف اسکی اس چیز کو جو اس کے مخالف ہو نہ بالعکس جیسا کہ بعض مقلدین کرتے ہین اور غافل ہین خدا کے اس قول سے فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهٖ الآیہ وَشَاوَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهٗ يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْمُقَامِ وَالْخُرُوجِ فَرَأَوْا لَهُ الْخُرُوجَ فَلَمَّا لَبِسَ لَأْمَتَهٗ وَعَزَمَ قَالُوا أَقِمْ فَلَمْ يَمِلْ إِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ وَقَالَ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ يَلْبَسُ لَأْمَتَهٗ فَيَضَعُهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ اور مشورہ کیا حضرت صؐ نے اپنے اصحاب سے جنگ احد کے دن مقام مین اور نکلنے مین تو انہون نے حضرت صؐ کو نکلنے کی راے دی پہر جب حضرت صؐ نے اپنی زرہ پہنی اور عزم کیا تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت مدینے مین ٹھیریے سو نہ التفات کیا طرف اس کی بعد عزم کے اور کہا کہ نہین لائق کسی پیغمبر کو جو اپنی زرہ پہنے کہ پہر اسکو کہولے یہانتک کہ خدا فیصلہ کرے **ف** اور اسکا بیان یون ہے کہ جب مشرک لوگ جنگ احد کے دن حضرتؐ پر چڑہ آئے تو حضرتؐ نے مناسب جانا کہ مدینے مین رہین اور ان سے مدینے مین لڑین تو بعضے لوگون نے جو جنگ بدر مین موجود نہ تہے حضرتؐ سے کہا یا حضرت صؐ ہمارے ساتھ ان کی طرف نکلیے کہ ہم ان سے احد مین لڑین اور ہم امیدوار ہین کہ فضیلت پاوین جو جنگ بدر والون نے پائی سو ہمیشہ رہے یہ کہتے حضرتؐ سے یہانتک کہ حضرت صؐ نے زرہ پہنی پہر جب حضرت زرہ پہن چکے تو وے اصحاب پشیمان ہوئے اور پچتائے اور عرض کیا کہ یا حضرتؐ مدینے مین قیام کریے آپ ہی کی راے

ٹھیک ہے تو حضرت ؐ نے فرمایا کسی پیغمبر کو لائق نہیں کہ ہتیار پہنکر اتار ڈالے یہانتک کہ خدا اسکے اور اسکے دشمن کے درمیان فیصلہ کرے اور ہتیار پہننے سے پہلے ان کے واسطے ذکر کیا تھا کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ مین مضبوط زرہ مین ہون سو مین نے اس کی تعبیر مدینے سے کی اور یہ سند حسن ہے (فتح) وَشَاوَرَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ فِيمَا رَمَى بِهِ أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ مِنْهُمَا حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ فَجَلَدَ الرَّامِينَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى تَنَازُعِهِمْ وَلَكِنْ حَكَمَ بِمَا أَمَرَهُ اللَّهُ اور مشورہ کیا حضرت ؐ نے علی اور اسامہ سے اس مین کہ عیب کیا اہل افک نے عائشہ ؓ کو سو دونون سے سنا یہانتک کہ قرآن اترا سو کوڑے مارے حضرت ؐ نے عیب کرنے والون کو اور نہ التفات کیا ان کے تنازع کی طرف ولیکن حکم کیا جو اللہ نے آپ کو حکم کیا **ف** دونون سے سُنا یعنے دونون کی کلام کو سُنا اور نہ عمل کیا ساتھ تمام اس کلام کے یہانتک کہ وحی اتری ایپر علی مرتضیٰ ؓ نے تو حضرت ؐ کو اشارہ کیا کہ عائشہ کو چھوڑ دین سو کہا کہ اس کے سوائے اور عورتین بہت ہین اور حضرت علی کا عذر پہلے گذر چکا ہے اور ایپر اسامہ سو اس نے کہا کہ مین نے عائشہ کو نہین جانا مگر نیک سو نہ عمل کیا حضرت ؐ نے ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا طرف اس کی علی ؓ نے جدا ہونے سے اور عمل کیا ساتھ قول اسکے کے اور لونڈی سے پوچھیے سو حضرت ؐ نے اس سے پوچھا اور عمل کیا ساتھ قول اسامہ کے نہ چھوڑنے مین لیکن عائشہ ؓ کو اجازت دی کہ اپنے ماں باپ کے گھر مین جاوین اور مراد تنازع سے مختلف ہونا دونو کے قول کا ہے وقت پوچھنے اور مشورہ طلب کرنے کے ان سے اور جن کو حد ماری گئی وہ مسطح اور حسان بن ثابت اور حمنہ ہین اور قصہ افک کی شرح سورہ نور کی تفسیر مین گذر چکی ہے۔ وَكَانَتِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَشِيرُونَ الْأُمَنَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوا بِأَسْهَلِهَا فَإِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ أَوِ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ إِلَى غَيْرِهِ اقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور تھے امام بعد حضرت ؐ کے مشورہ لیتے امین اہل علم سے مباح کامون مین تا کہ سہل اور آسان کام کو لین پھر جب ظاہر ہو کتاب اور سنت تو نہ بڑہتے اس سے اسکے غیر کی طرف واسطے پیروی کرنے کے ساتھ حضرت ؐ کے **ف** یعنے جب کہ نہ ہوا ان مین نص ساتھ حکم معین کے اور ہون اصل اباحت پر سو مراد اس کی وہ چیز ہے جو احتمال رکھے فعل اور ترک کا احتمال واحد اور ایپر جس مین وجہ حکم کی پہچانی جاوے تو نہین اور قید کرنا ساتھ امینون کے تو وہ صفت موضح ہے اس واسطے کہ جو امین نہ ہو اس سے مشورہ نہین طلب کیا جاتا اور اسکے قول کی طرف التفات نہین کیا جاتا اور یہ جو کہا کرتا آسان حکم کو لین سو واسطے عموم امر کے

ہے ساتھ لینے سہل اور آسان حکم کے اور واسطے نہی کے تشدید سے جو مسلمان کو مشقت مین ڈالے کہا شافعی
نے کہ سوائے اسکے کچھ نہین کہ حکم کیا جاتا ہے حاکم ساتھ مشورے کے اس واسطے کہ مشورہ دینے والا خبردار
کرتا ہے اس کو اس چیز پر جس سے وہ غافل ہو اور دلالت کرتا ہے اس کو اس چیز پر کہ نہ یاد ہو اسکو دلیل سے
اس واسطے تا کہ تقلید کرے مشورہ دینے والے کی اس چیز مین جو کہتا ہے اس واسطے کہ نہین ٹھیرایا ہے
خدا نے یہ منصب واسطے کسی کے بعد رسول کے اور البتہ وارد ہوئین بہت خبرین اماموں کے مشورہ
طلب کرنے سے بعد حضرت ؐ کے ان مین سے ہے مشورہ ابو بکر صدیق ؓ کا بیچ لڑنے مرتدون کے اور البتہ
روایت کی ہے بیہقی نے کہ صدیق اکبر ؓ کا دستور تھا کہ جب قرآن اور حدیث مین حکم نہ پاتے تو علماء سے
مشورہ کرتے اور حضرت عمر فاروق ؓ بھی اسی طرح کرتے تھے اور مشورہ کیا عثمان نے اصحاب سے بیچ جمع
کرنے لوگون کے ایک قرآن پر (فتح) وَرَاى اَبُوْبَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَنَعَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ
وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا
قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ
وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَابَعَهٗ بَعْدُ عُمَرُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ
اَبُوْبَكْرٍ اِلٰى مَشُوْرَةٍ اِذْ كَانَ عِنْدَهٗ حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا بَيْنَ
الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَاَرَادُوْا تَبْدِيْلَ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهٖ وَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ
دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ **ترجمہ** اور مناسب دیکھا ابو بکر صدیق ؓ نے لڑنا زکوۃ کے منع کرنے والون سے تو عمر
فاروق ؓ نے کہا کہ تو کس طرح لڑے گا لوگون سے اور حالانکہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا لوگون
سے لڑنے کا یہانتک کہ وے لا الہ الا اللہ کہین سو جب انہون نے لا الہ الا اللہ کہا یعنے کلمہ توحید پڑہا
تو انہون نے اپنا جان مال مجھ سے بچا یا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور ان کا حساب خدا کے ذمے
ہے تو ابو بکر ؓ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ مین لڑون گا اس شخص سے جو فرق کرے درمیان اس چیز
کے کہ حضرت ؐ نے جمع کی پھر اسکے بعد عمر فاروق ؓ نے ان کی پیروی کی سو نہ التفات کیا ابو بکر صدیق ؓ
نے طرف مشورہ کی جب کہ ان کے پاس پیغمبر کا حکم تھا ان لوگون کے حق مین جنہون نے نماز اور زکوۃ
کے درمیان فرق کیا یعنے نماز کو فرض کہا اور زکوۃ کو فرض نہ کہا اور دین اور اسکے احکام کے بدل
ڈالنے کا ارادہ کیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا دین بدل ڈالے یعنے مرتد ہو جاوے
تو اس کو مار ڈالو **ف** یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے وَكَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَشُوْرَةِ عُمَرَ كُهُوْلًا كَانُوْا
اَوْ شُبَّانًا وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ **ترجمہ** عمر فاروق ؓ کے مشورے والے قاری لوگ تھے

ٹہے ہوں یا جوان اور تھے عمر فاروق بہت ٹہیرنے والے نزدیک کتاب اللہ کے **ف** یہ حدیث پوری پہلے گذر
چکی ہے **حدثنا** الاویسی عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا ابراھیم عن صالح عن ابن شہاب قال
حدثنی عروۃ بن الزبیر وابن المسیب وعلقمۃ بن وقاص وعبید اللہ بن عبد اللہ عن عائشۃ حین
قال لھا اھل الافک ما قالوا قالت ودعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب واسامۃ
ابن زید حین استلبث الوحی یسئلھما وھو یستشیرھما فی فراق اھلہ فاما اسامۃ فاشار بالذی
یعلم من براءۃ اھلہ واما علی فقال لن یضیق اللہ علیک والنساء سواھا کثیر وسل الجاریۃ
تصدقک فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بریرۃ فقال ھل رأیت من شیء یریبک قالت ما رأیت
امرا اکثر من انھا جاریۃ حدیثۃ السن تنام عن عجین اھلھا فتأتی الداجن فتاکلہ فقام علی المنبر
فقال یا معشر المسلمین من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی فواللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا
وذکر براءۃ عائشۃ **ترجمہ** حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ کہا بہتان باندہنے والوں
نے ان کے حق میں کہا جو کہا عائشہؓ نے کہا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور اسامہ کو بلایا جب کہ وحی بند
ہوئی ان سے پوچہنے کو اور حالانکہ دونوں سے مشورہ پوچہتے تھے اپنے اہل یعنے عائشہ رضہ کے چہوڑ دینے
میں سو لیکن اسامہ سو اشارہ کیا اُس نے ساتہ اسکے جو عائشہ رضہ کی پاک دامنی سے جانتا تہا اور لیکن علی مرتضی
سو انہوں نے کہا کہ خدا نے آپ پر کچہ تنگی نہیں کی اور اس کے سوا اور بہت عورتیں موجود ہیں اور بریرہ
لونڈی سے پوچہیے وہ آپ کو سچ سچ بتلا دیگی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلایا اور فرمایا اے
بریرہ کیا تو نے کبہی ایسی بات عائشہ سے دیکہی ہے جس سے تجہ کو اس کی پاک دامنی میں کبہی شک نہیں دیکہا
ہاں اتنی بات البتہ ہے کہ عائشہ رضہ کم عمر لڑکی ہے اپنے گہر والوں کے خمیر سے سو جاتی ہے سو بکری آکر
اس کو کہا جاتی ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کہڑے ہوئے سو فرمایا کہ اے گروہ مسلمانوں کے کون
ایسا ہے جو میرا عذر دریافت کرکے بدلا لیوے اس مرد سے جس کی ایذا میرے اہل بیت یعنے میرے گہر
والی بی بی کو پہونچی سو خدا کی قسم نہیں جانا میں نے اپنی بی بی کو مگر نیک اور ذکر کی پاک دامنی عائشہ کی *
ف یہ حدیث پوری کتاب المغازی میں گذر چکی ہے۔ اور یہاں اس جگہہ حاجت کو فقط ذکر کیا اور
وہ مشورہ پوچہنا ہے علی اور اسامہ سے اور اخیر میں اشارہ کیا کہ اس نے خود اسکو مختصر بیان کیا ہے
(شرح) **وقال** ابو اسامۃ عن ھشام **ح** وحدثنی محمد بن حرب قال حدثنا یحیی بن ابی زکریا
الغسانی عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب الناس
فحمد اللہ واثنی علیہ وقال ما تشیرون علی فی قوم یسبون اھلی ما علمت علیھم من سوء

قطعۃ عن عروۃ قال لما اخبرت عائشۃ بالامر قالت یا رسول اللہ اتاذن لی ان انطلق الی اھلی فاذن لھا فارسل معھا الغلام وقال رجل من الانصار سبحانک ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ھذا بھتان عظیم ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو خدا کی حمد اور ثنا کی اور فرمایا کہ تم مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہو ان لوگون مین جنہون نے میرے گھر والون کو برا کہا نہین جانی مینے ان پر کبھی کچھ بدی اور عروہ سے روایت ہے کہ جب عائشہؓ کو اس حال سے خبر ہوئی تو کہا یا حضرتؐ کیا مجھ کو اجازت ہے کہ مین اپنے ماں باپ کے گھر جاؤن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور ان کے ساتھ غلام بھیجا۔ اور ایک انصاری مرد نے کہا الٰہی تو پاک ہے ہمکو لائق نہیں کہ ایسی بات بولین الٰہی تو پاک ہے یہ بڑا طوفان ہے **ف** یہ جو فرمایا کہ تم مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہو تو اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے مشورہ طلب کیا اس چیز مین کہ کرین ساتھ ان لوگون کے جنہون نے حضرت عائشہؓ کو تہمت دی سو اشارہ کیا طرف آپ کی سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موافق ہین اس چیز مین جو کہین اور کرین اور جو حکم ہو بجا لاوین سو صحابہ کے درمیان جھگڑا واقع ہوا پھر جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری عائشہؓ کی پاکدامنی مین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حد قذف قائم کی اس پر جس نے قذف کی اور یہ جو کہا علیہم یعنے اہل پر اور جمع باعتبار اہل کے ہے اور قصہ صرف عائشہؓ کے واسطے تھا لیکن چونکہ عائشہ رضہ کے سبب سے ان کے باپ کی سب لازم آتی ہے اور وہ اہل مین معدود ہین تو صحیح ہوا لانا لفظ جمع کا (فتح)

کتاب التوحید والرد علی الجھمیۃ وغیرھم

کتاب ہے بیچ بیان توحید کے اور رد کرنے کے جہمیہ وغیرہم پر **ف** اور بعضی روایتون مین توحید کی لفظ اخیر مین واقع ہوئی ہے اور ظاہر اس کا اعتراض کیا گیا ہے اس واسطے کہ جہمیہ وغیرہ اہل بدعت نے توحید کو رد نہین کیا اور سوائے اس کے کچھ نہین کہ اختلاف کیا ہے انہون نے اس کی تفسیر مین اور دلائل باب کے ظاہر ہین اور مراد اس کے قول وغیرہم سے قدریہ اور خوارج ہین اور ان کا بیان کتاب الفتن مین گذر چکا ہے اور اسی طرح رافضیون کا بیان کتاب الاحکام مین ہو چکا ہے اور یہ چارون فرقے بدعتیون کے سرگروہ ہین اور البتہ نام رکھا ہے اپنا معتزلون نے اہل عدل اور توحید اور مراد ان کی ساتھ توحید کے وہ چیز ہے جو اعتقاد کیا ہے انہون نے خدا کی صفتون کی نفی کرنے سے اس واسطے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ صفات باری کا ثابت کرنا مستلزم ہے تشبیہ کو اور جو خدا کے ساتھ خلق کو مشابہ کہے وہ مشرک ہے اور رد کرنا

نفی ہین جہمیہ کے موافق ہین اور ایپر اہل سنت سو تفسیر کیا ہے انہون نے توحید کو ساتھ نفی کرنے تشبیہ اور تعطیل
کے اسی واسطے کہا جنید نے کہ توحید اکیلا کرنا قدیم کا ہے محدث سے اور کہا ابو القاسم تمیمی نے بیچ کتاب
الحجۃ کے کہ توحید مصدر ہے وحّد یوحّد کی اور وحدت اللہ کے معنے یہ ہین کہ اعتقاد کیا بیننے خدا کو ایک اکیلا تنہا
اپنی ذات مین اور صفات مین نہین کوئی نظیر اسکی اور نہ شبیہ اور بعضون نے کہا کہ وحدتہ کے معنے یہ ہین کہ
مین نے اس کو ایک جانا اور بعضون نے کہا کہ بیننے اس سے کیفیت اور کمیت کو سلب کیا سو وہ اکیلا
ہے اپنی ذات مین اور صفات مین نہین ہے کوئی مشابہ اس کی ہیئت مین اور ملک مین اور تدبیر مین نہین
کوئی شریک اس کا اور نہین کوئی رب سوائے اسکے اور نہین کوئی خالق سوائے اس کے اور کہا ابن بطال
نے کہ مغل گیر ہے ترجمہ اس کو کہ اللہ جسم نہین اس واسطے کہ جسم مرکب ہے کئی چیزون مؤلفہ سے اور یہ رد کرنا
ہے جہمیہ وغیرہ پر ان کے زعم مین کہ وہ جسم ہے اور شاید مراد اس کی یہ تہی کہ کہے مشبہ اور ایپر جہمیہ سو نہین
اختلاف کیا ہے کسی نے ان مین سے جنہون نے ان کے مقالات مین تصنیف کی کہ وہ صفات کی نفی کرتے
ہین یہانتک کہ منسوب ہین طرف تعطیل کی اور ثابت ہوا ابو حنیفہ سے کہا کہ مبالغہ کیا ہے جہم نے بیچ نفی
تشبیہ کے یہانتک کہ کہا کہ خدا کچھ چیز نہین اور کہا کرمانی نے کہ جہمیہ ایک فرقہ ہے مبتدعون مین سے منسوب
ہے طرف جہم بن صفوان کی جو پیشوا ہے اس گروہ کا جو قائل ہین کہ بندے کو بالکل کچھ قدرت نہین اور
وہ جبریہ ہین اور قتل ہوا تہا وہ ہشام بن عبد الملک کے زمانے مین اور جہمیہ کا مذہب صرف جبر کا ہی نہین
بلکہ وے صفات باری کا بہی انکار کرتے ہین یہانتک کہ انہون نے کہا کہ قرآن خدا کا کلام نہین اور یہ کہ
وہ مخلوق ہے اور کہا استاذ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بغدادی نے کہ جہمیہ جہم بن صفوان کی پیروی کرنے
والے ہین جو قائل ہے ساتھ اجبار اور اضطرار کے طرف اعمال کی اور کہا کہ نہین ہے فعل کسی کے واسطے
سوائے اللہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہین کہ منسوب کیا جاتا ہے فعل طرف بندی کی بطور مجاز کے بدون اسکے
کہ فاعل ہو یا کچھ اس سے ہو سکے اور گمان کیا ہے اس نے کہ علم اللہ کا حادث ہے اور بازر ہا ہے اس سے کہ خدا
تعالی کو وصف کرے ساتھ اسکے کہ وہ شے ہے یا زندہ ہے یا عالم ہے یا مرید ارادہ کرنے والا ہے اور کہا
کہ مین نہین وصف کرتا خدا کو ساتھ اس صفت کے کہ جائز ہے اطلاق اس کا اسکے غیر پر اور مین اسکی صفت
کرتا ہون ساتھ اسکے کہ وہ خالق ہے اور زندہ کرنے والا ہے اور مارنیوالا ہے اور موحد ہے ساتھ فتح مہملہ
کے اس واسطے کہ یہ اوصاف خاص ہین ساتھ اسکے اور گمان کیا ہے اس نے کہ خدا کا کلام حادث ہے
اور ابو معاذ بلخی سے روایت ہے کہ جہم دراصل کوفے کا رہنے والا تہا اور فصیح تہا اور اسکو علم نہ تہا اور نہ اس کو
اہل علم سے صحبت تہی سو کسی نے اس سے کہا کہ خدا کو بیان کر سو گہر مین داخل ہوا پہر چند ایام کے بعد نکلا سو

کہا کہ خدا یہ ہوا ہے ساتھ ہر چیز کے اور ہر چیز میں ہے اور نہیں خالی ہے اس سے کوئی چیز اور روایت کی بخاری
نے عبد العزیز بن ابی سلمہ کے طریق سے کہا کہ کلام جہم کا صفت ہے بدون سننے کے اور عمارت ہے
بدون بنیاد کے اور کسی نے اس کو کبھی اہل علم میں نہیں شمار کیا اور سوال کیا گیا اس مرد سے جو دخول سے
پہلے طلاق دے کہا جہم نے کہ اس کی عورت عدت بیٹھے اور وارد کیا ہے بہت آثار کو سلف سے جہم کی
تکفیر میں اور ذکر کیا ہے طبری نے کہ قتل ہونا جہم کا اٹھائیسویں سال میں تھا اور یحیی بن معروف کی روایت
ہے کہ میں نے سلم بن احوز کو دیکھا کہ اس نے جہم کی گردن کاٹی سو جہم کا منہ سیاہ ہو گیا اور کہا ابن حزم
نے کتاب الملل والنحل میں کہ جو فرقے کہ اسلام کے ساتھ قائل ہیں وہ پانچ ہیں اہل سنت پھر معتزلہ اور ان میں
سے ہیں قدریہ پھر مرجیہ اور ان میں سے ہیں جہمیہ اور کرامیہ پھر رافضیہ اور ان میں سے شیعہ پھر خوارج اور ان
میں سے ہیں ازارقہ اور اباضیہ پھر وہ بہت فرقے ہوئے ہیں سو اکثر اہل سنت کا اختلاف فروع میں ہے اور
اعتقاد میں نہایت تھوڑا ہے اور ایسا ہی جو باقی ہیں سو ان کی مقالات میں وہ چیز ہے جو اہل سنت کے
مخالف ہے بعید اور قریب سو قریب تر فرقہ مرجیہ کا وہ شخص ہے جس نے کہا کہ ایمان فقط تصدیق قلبی اور زبانی
کا نام ہے اور عبادت ایمان سے نہیں اور بعید تر فرقہ جہمیہ ہیں جو قائل ہیں کہ ایمان عقد دل کا ہے فقط اگرچہ
ظاہر کرے کفر کو اپنی زبان سے اور عبادت کرے بت کی بغیر تقیہ کے اور کرامیہ قائل ہیں کہ ایمان فقط زبانی
اقرار کا نام ہے اگرچہ دل میں کافر ہو اور عمدہ کلام مرجیہ کا ایمان اور کفر میں ہے سو جو قائل ہے کہ عبادت
ایمان میں سے ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور نہیں کافر ہوتا مسلمان گناہ کرنے سے اور نہیں قائل
ہے کہ وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا تو وہ مرجی نہیں اگرچہ باقی باتوں میں انکے موافق ہو۔ اور عمدہ کلام معتزلہ
کا وعد اور وعید اور قدر میں ہے سو جو قائل ہے کہ قرآن مخلوق نہیں اور ثابت کرتا ہے تقدیر کو اور خدا
کے دیدار کو قیامت میں اور ثابت کرتا ہے اس کی صفات کو جو قرآن اور حدیث میں وارد ہیں اور کبیرہ گناہ
کرنے والا اسکے ساتھ ایمان سے خارج نہیں ہوتا تو وہ معتزلی نہیں اگرچہ اور باتوں میں انکے موافق
ہو اور جہمیہ اور معتزلوں نے تعطیل میں مبالغہ کیا ہے اور رافضیوں نے تشبیہ میں یہاں تک کہ انہوں نے
خدا کو خلق کے ساتھ تشبیہ دی ہے اللہ تعالی پاک بلند ہے ان کے قول سے بہت بلند ہونا اور کہا جہمیہ نے کہ آدمی
کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور کہا قدریہ نے کہ آدمی اپنے فعل کا آپ خالق ہے (فتح) **باب** مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللهِ تَبَارَكَتْ أَسْمَاؤُهُ وَتَعَالَى جَلَّ جَدُّهُ جو آیا ہے بیچ بلانے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی امت کو اللہ کی توحید کی طرف بابرکت ہیں نام اسکے اور بلند ہے عظمت
اسکی **ف** مراد ساتھ توحید اللہ تعالی کے گواہی دینی ہے اسکی کہ وہ خدا ایک ہے اور یہی ہے وہ توحید جس کا

فائدہ

تاہم بعضے غالی صوفیوں نے توحید عامہ رکہا ہے اور دونون گروہ نے توحید کی تفسیر مین نئی بات نکالی ہے ایک تفسیر معتزلہ کی ہے کما تقدم دوسری توحید غالی صوفیوں کی ہے اس واسطے کہ جب ان کے بڑون نے کلام کیا بیچ مسئلے محو اور فنا کے اور ان کی مراد اس سے مبالغہ کرنا تہا رضا اور تسلیم مین اور امر کی تفویض مین تو مبالغہ کیا بعضون نے یہانتک کہ مرجیہ کے مشابہ ہوئے بیچ نفی کرنے نسبت فعل کے طرف بندے کے اور اس نے نوبت پہونچائی طرف اسکی کہ بعضوں نے گناہگارون کو معذور ٹہیرایا پہر بعضے غالی یہان تک بڑہے کہ انہون نے کافرون کو بہی معذور ٹہیرایا پہر بعضے غالی یہانتک حد سے بڑہ گئے کہ انہون نے گمان کیا کہ توحید کے معنے اعتقاد کرنا وحدۃ الوجود کا ہے یعنے خالق اور مخلوق کا وجود ایک ہے اور سب خدا ہی خدا ہے اس کے سوا اور کوئی چیز عالم مین نہین خالق ہو یا مخلوق اور بڑا ہوا یہ معاملہ یہانتک کہ بہت اہل علم بد ظن ہوئے صوفیوں کے اکابر سے اور خدا کی پناہ ان کو ان سے اور پہلے شیخ طائفہ جنید کی کلام کو پہلے بیان کیا ہے اور وہ نہایت خوب اور مختصر ہے (فتح) حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ نَحْوَ اَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ اِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلٰى اَنْ يُّوَحِّدُوا اللّٰهَ فَاِذَا عَرَفُوْا ذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَاِذَا صَلَّوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكٰوةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فَقِيْرِهِمْ فَاِذَا اَقَرُّوْا بِذٰلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ اَمْوَالِ النَّاسِ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن کا حاکم کرکے بہیجا تو فرمایا کہ البتہ تو اس قوم پاس آویگا جو کتاب والے ہین یعنے یہود سو چاہیے کہ تو ان کو پہلے بہل بلاوی اس طرف کہ خدا کو ایک جانین یعنے گواہی دین اسکی کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہین سو جب اس کو پہچان لین تو ان کو خبردار کر اس سے کہ خدا نے ان پر ہر ایک دن رات مین پانچ نمازین فرض کی ہین سو جب وے نماز پڑہنا قبول کرین تو ان کو خبردار کر اس سے کہ خدا نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے ان کے مال مین کہ ان کے مالدار سے لی جاوے اور ان کے محتاج کو پہیر کر دی جاوے سو جب وہ اس کا اقرار کرین تو ان سے زکوۃ لینا اور بچنا لوگون کے عمدہ مال سے یعنے زکوۃ مین جانور چن چن کر عمدہ قسم نہ لینا ف اور ایک

روایت میں ہے کہ پہلے پہل ان کو خدا کی عبادت کیطرف بلانا اور جب خدا کو پہچانیں الخ اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ
اسکے جو قائل ہے اسکا کہ اول واجب خدا کی معرفت ہی یعنے خدا کو پہچاننا یہ قول امام الحرمین کا ہے اور استدلال
کیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے لانا کسی چیز مامور کا بقصد بجا لانے کے اور نہ باز رہنا کسی منع
کی ہوئی چیز سے مگر بعد پہچاننے آمر اور ناہی یعنے حکم کرنے والے اور منع کرنے والے کے اور اعتراض کیا گیا ہے
اس پر ساتھ اس کے کہ نہیں حاصل ہوتی ہے معرفت مگر ساتھ نظر اور استدلال کے اور وہ مقدمہ ہے واجب
کا سو ہوگا واجب سو اول واجب استدلال کرنا ہوگا اور یہی مذہب ہے ایک گروہ کا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ
اسکے کہ نظر میں کئی اجزا ہوتے ہیں کہ بعضے بعض پر مرتب ہوتے ہیں سو ہوگی اول واجب ایک جز نظر کی اور
میں نے کتاب الایمان میں ذکر کیا ہے جس نے منہ پھیرا ہے اصل اس مسئلہ سے اور تمسک کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ
کے فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا اور ساتھ حدیث کے کُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ
عَلَى الْفِطْرَةِ اس واسطے کہ ظاہر آیت اور حدیث کا یہ ہے کہ معرفت حاصل ہے ساتھ اصل فطرت کے اور اس سے
خارج ہونا عارض ہوتا ہے شخص پر واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو اسکے ماں باپ اسکو یہودی کرتے
ہیں اور نصرانی کرتے ہیں اور ابو جعفر سمنانی اسکے ساتھ قائل ہوا ہے اور وہ رئیس ہے اشاعرہ کا اور
کہا اس نے کہ یہ مسئلہ معتزلوں کا ہے اشعری کی کتابوں میں باقی رہا اور تفریع کی اسپر کہ واجب ہے ہر ایک پر معرفت
اللہ کی ساتھ دلیلوں کے جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور نہیں کفایت کرتی ہے اس میں تقلید یعنے دوسرے
آدمی سے سنکر اس کی تقلید سے خدا کے وجود کو ثابت کرنا اور اسکو وحدہ لا شریک جاننا کافی نہیں اور
مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ خود دلیلوں سے خدا کے وجود کو ثابت نہ کرے اور بعضوں نے کہا کہ دلائل
میں نظر کرنا حرام ہے اور بعضوں نے کہا کہ موقوف ہے صحیح ہونا ایمان ہر ایک کا اوپر پہچاننے دلیلوں کے
علم کلام سے یہ قول منسوب ہے طرف ابی اسحاق اسفرائینی کی اور کہا غزالی نے کہ زیادتی کی ہے ایک گروہ نے
سو انہوں نے کافر ٹھیرایا ہے عام مسلمانوں کو اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ جو نہ پہچانے عقائد شرعیہ کو ساتھ
اولہ کے جن کو انہوں نے تحریر کیا تو وہ کافر ہے سو انہوں نے خدا کی فراخ رحمت کو تنگ کیا ہے اور
ٹھیرایا ہے انہوں نے بہشت کو خاص ساتھ نہایت تھوڑے گروہ کے متکلمین سے اور ذکر کیا ہے مانند اس
کی ابو المظفر سمعانی نے اور طول کیا ہے اس نے رد میں اس کے قائل پر اور نقل کیا ہے اکثر ائمہ فتوی
سے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ تکلیف دی جاوے عوام کو واسطے اعتقاد کرنے اصول کے
سمیت ان کے دلیلوں کے اس واسطے کہ اس میں وہ مشقت ہے جو شدید ہے مشقت سے بیچ سیکھنے فروع
فقہیہ کے اور کہا قرطبی نے مفہم میں بیچ شرح حدیث ابغض الرجال الی اللہ الالد الخصم کے یہ شخص وہ ہے

جو قصد کرتا ہے ساتھ جھگڑنے کے دفع کرنا حق کے کا اور رد کرنا اس کا ساتھ وجوہ فاسدہ کے اور شبہ و وہم پیدا
کرنے والے کے اور اشد اس سے جھگڑنا بیچ دین کے اصل میں جیسا کہ واقع ہوتا ہے اکثر متکلمین کے واسطے جو منہ
پھیرنے والے ہیں ان راہوں سے جن کی طرف کتاب اور سنت نے راہ دکھلائی ہے اور رجوع کرنیوالے
ہیں طرف طرق مبتدعہ کی اور قوانین جدلیہ کی اور امور صناعیہ کی کہ مدار اکثر ان کے کی اوپر آراء سوفسطائی
کے ہے یا مناقضات لفظی کے کہ پیدا ہوتا ہے اس کے سبب سے اس میں شروع کرنے والے پر شبہ کہ اکثر اوقات
عاجز ہوتا ہے اسکے حل کرنے سے اور پیدا ہوتے ہیں شکوک کہ جا بجا رہتا ہے ساتھ ان کے ایمان اور
ان میں خوب جواب دینے والا وہ ہے جو بہت جھگڑنے والا ہو سو بہت جاننے والے شبہ کے فساد کو نہیں
قوی ہوتے اسکے حل کرنے پر اور بعضے اس سے خلاصی پانے والے نہیں پاتے ہیں ان کے علم کی حقیقت
کو پھر انہوں نے ارتکاب کیا ہے کئی قسم محال کا کہ نہیں راضی ہوتے اس سے بیوقوف اور لڑکے جب کہ
انہوں نے بحث کی تحیز جواہر اور الوان اور احوال سے سو شروع کیا انہوں نے اس چیز میں کہ مانع ہے
اس سے سلف صالح کیفیت تعلق صفات اللہ کے سے اور گننے ان کے سے اور متحد ہونے ان کے سے
اپنے نفس میں اور کیا وہ ذات عین ہیں یا غیر اور کلام میں کہ کیا وہ متحد ہے یا منقسم اور کیا وہ منقسم ہے
ساتھ وصف کے یا نوع کے اور کس طرح تعلق پکڑا ہے ازل میں ساتھ مامور کے باوجود ہونے اس
کے حادث پھر جب مامور معدوم ہو جاوے تو کیا باقی رہتا ہے تعلق اور کیا امر زید کے واسطے ساتھ نماز کے
مثلا وہ نفس امر ہے واسطے عمرو کے اور ساتھ زکوۃ وغیرہ کے جو انہوں نے نیا نکالا ہے جس کے ساتھ شارع
نے حکم نہیں کیا اور چپ ہے اس سے صحابہ اور جو ان کے راہ چلا بلکہ منع کیا انہوں نے بحث کرنے سے
بیچ اس کے واسطے جاننے ان کے کے کہ یہ بحث ہے اس چیز کی کیفیت سے جس کی کیفیت عقل سے
معلوم نہیں ہوتی اس واسطے کہ عقل کی ایک حد ہے کہ وہاں کھڑی ہو جاتی ہے اس سے آگے نہیں
بڑھ سکتی اور نہیں فرق ہے درمیان بحث کے ذات کی کیفیت سے اور صفات کی کیفیت سے اور جو
توقف کرے اس میں تو چاہیے کہ جانے کہ جب وہ محروم ہے اپنے نفس کی کیفیت سے موجود ہونے
اسکے کے اور کیفیت ادراک اس چیز کے سے جس کو ادراک کرتا ہے تو وہ اس کے سوائے اور چیز کے
ادراک سے بطریق اولی عاجز ہوگا اور عالم کے علم کی غایت یہ ہے کہ یقین کرے کہ ان مصنوعی چیزوں
یعنے مخلوق کا کوئی خالق ہے پاک ہے مثل سے پاک ہے نظیر سے متصف ہے ساتھ صفات کمال کے پھر
جب ثابت ہوا اس سے نقل ساتھ کسی چیز کے اسکی اوصاف اور اسماء سے تو اسکو ہم قبول کریں گے اور اس کا
اعتقاد کریں گے اور چپ ہیں گے اس سے جو سوائے اسکے ہے جیسا کہ وہ طریق ہے سلف کا اور جو

اسکے سواے ہے اسکا صاحب زلل سے نہین بچتا اور قطع کیا ہے بعضے اماموں نے کہ نہین بحث کی صحابہ
نے جوہر مین اور نہ عرض مین اور جو اسکے متعلق ہے متکلمین کی بحثون سے سو جس نے ان کے طریق سے منہ پھیرا
وہ گمراہ ہوا اور علم کلام نے بہت لوگون کو شک مین ڈالا ہے اور بعضون کو الحاد کی طرف پہونچایا اور بعضے
عبادت سے رہ گئے اور اسکا سبب یہ ہے کہ انہون نے شارع علیہ السلام کے نصوص سے منہ پھیرا اور امور
کے حقائق کو اسکے غیر سے طلب کیا اور نہین ہے عقل کی قوت مین وہ چیز جو پاوے اسکو جو نصوص شارع مین
ہے حکم سے کہ اختیار کیا ہے اسکو شارع نے اور متکلمین کے بہت اماموں نے اپنے طریق سے رجوع کیا یہانتک
تک کہ امام الحرمین سے آیا ہے کہ مین بڑے سمندر مین سوار ہوا اور غوطہ مارا بیچ ہر چیز مین جس سے اہل علم نے
منع کیا بیچ طلب کرنے حق کے واسطے بھاگنے کے تقلید سے اور اب مین نے رجوع کیا اور اعتقاد کیا
ساتھ مذہب سلف کے اور کہا بعضون نے کہ جو نہ پہچانے اللہ کو ساتھ ان طریقون کے کہ مرتب کیا
ہے انہون نے اسکو تو نہین صحیح ہے ایمان اس کا اور قائل اسکا کافر ہے اس واسطے کہ داخل ہوتے ہین
اسکی کلام کے عموم مین سلف صالح اصحاب اور تابعین سے اور اسکا فساد دین سے معلوم ہے ساتھ بداہت
کے اور بعضون نے کہا کہ جو قائل ہے کہ طریق سلف کا اسلم ہے اور طریق خلف کا احکم ہے تو یہ قول اس کا
مستقیم نہین اس واسطے کہ اس نے گمان کیا ہے کہ طریقہ سلف کا مجرد ایمان لانا ہے ساتھ الفاظ قرآن
کے اور حدیث کے بغیر سمجھنے کے اس مین اور طریقہ خلف کا نکالنا معانی کا ہے نصوص سے جو مصروف
ہین اپنے حقائق سے ساتھ انواع مجاز کے سو جمع کیا ہے اس قائل نے درمیان جہل کے طریقہ سلف کا اور
دعوی کے بیچ طریقے خلف کے اور نہین امر جس طرح گمان کیا اس نے بلکہ سلف بیچ نہایت معرفت کے تھے
ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ اللہ تعالے کے اور بیچ نہایت تعظیم اسکی کے اور جھکنے کے واسطے امر
اس کے کے اور ماننے کے واسطے مراد اسکی کے اور جو خلف کے طریقے پر چلے اسکو اعتماد نہین کہ جو اس نے
تاویل کی وہی مراد ہے اور نہین ممکن ہے اسکو قطع کرنا ساتھ صحت تاویل اپنی کے اور بعضون نے
کہا کہ جو قائل ہے کہ مذہب خلف کا احکم ہے تو یہ نسبت رد کرنے کی ہے اس شخص پر جو نہین ثابت کرتا بیچ نہی
کو سو جو چاہے کہ اسکو حق کی طرف بلاوے وہ محتاج ہے طرف اسکی کہ اسپر دلائل کو قائم کرے یہانتک کہ
مسلمان ہو یا ہلاک ہو برخلاف ایمان دار کے کہ اسکو اصل ایمان لانے مین اس کی حاجت نہین اور
نہین سبب اول کا مگر نہ ٹھیرانا اصل کا عدم ایمان پس لازم آتا ہے وجوب کرنا استدلال کا جو پہنچانے
والا ہے طرف معرفت کے نہین تو طریق سلف کا سہل ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے جس نے استدلال
کو واجب کیا ہے ساتھ اتفاق کرنے علماء کے اوپر مذمت تقلید کے اور ذکر کیا آیتون اور حدیثون کو

جو تقلید کی مذمت مین وارد ہین تو اس کا جواب یہ ہے کہ تقلید مذموم یعنے بری تقلید پکڑنا ہے غیر کے قول کا بدون حجت کے اور نہین ہے اس قبیل سے حکم رسول کا اس واسطے کہ اللہ نے رسول کی تابعداری کو واجب کیا ہر ہر چیز مین کہ فرماوین اور نہین عمل کرنا اس چیز مین کہ حکم کیا ساتھ اسکے رسول نے یا منع کیا اس سے داخل تحت تقلید مذموم کے یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ماننا تقلید مذموم مین بالاتفاق داخل نہین اور بعضون نے کہا کہ تقلید کے معنے ہین ماننا غیر کے قول کو بدون حجت کے اور جس پر قائم ہو حجت ساتھ ثبوت نبوت کے یہانتک کہ اس کو اس کا یقین حاصل ہو گیا سو وہ جس چیز کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنیگا وہ چیز اسکے نزدیک قطعی سچ ہوگی سو جب اس نے اسکے ساتھ اعتقاد کیا تو وہ مقلد نہ ہوگا اس واسطے کہ اس نے غیر کے قول کو بدون حجت کے نہین لیا یعنے بلکہ قائم ہوئی اسپر حجت ساتھ ثبوت نبوت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور یہ سند ہے سب سلف کی سچ لینے کے ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہوئی نزدیک ان کے آیات قرآن اور احادیث رسول سے اس چیز مین کہ متعلق ہے ساتھ اس باب کے سو وے محکم کے ساتھ ایمان لائے اور متشابہ کو خدا کی سپرد کیا اور بعضون نے کہا کہ مطلوب ہر ایک سے تصدیق جزمی ہے کہ نہ شک رہے باوجود اسکے ساتھ وجود اللہ کے اور ایمان کے ساتھ پیغمبرون اسکے کے اور ساتھ اس چیز کے کہ وے لائے جس طرح کہ حاصل ہو اور جس طریق سے کہ اسکی طرف پہونچا جاوے اگرچہ تقلید محض سے ہو جب کہ سلامت ہو پہسلنے سے کہا قرطبی نے کہ اسی پر ہین امام فتوے دینے والے اور جو ان سے پہلے ہین سلف سے اور حجت پکڑی ہے بعضون نے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گذر چکی ہے اصل فطرت سے اور ساتھ اس چیز کے کہ متواتر ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہر اصحاب سے کہ انہون نے حکم کیا ساتھ اسلام ان لوگون کے جو مسلمان ہوئے جاہل گنوارون سے ان لوگون مین سے جو بت پرست تہے سو قبول کیا انہون نے ان سے شہادتین کے اقرار کو اور التزام احکام اسلام کو بغیر لازم کرنے کے ساتھ سیکہنے ادلہ کے اگرچہ بہت ان مین سے اسلام لائے تہے واسطے وجود کسی دلیل کے لیکن بہت ان مین سے اسلام لائے تہے طوعًا بدون تقدم استدلال کے بلکہ ساتھ مجرد اس بات کے کہ تہے نزدیک ان کے اخبار اہل کتاب سے کہ عنقریب ایک پیغمبر پیدا ہوگا اور مخالفون پر غالب ہوگا سو جب ان کے واسطے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین علامتین ظاہر ہوئین تو انہون نے اسلام کی طرف جلدی کی اور ہر بات مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی نماز اور زکوۃ وغیرہ سے اور کہا ابو المظفر بن سمعانی نے کہ عقل نہین واجب کرتی کسی چیز کو اور نہ حرام کرتی ہے کسی چیز کو اور نہین حصہ ہے اسکو کسی چیز مین اس سے اور اگر نہ وارد ہو شرع ساتھ حکم کے تو نہ ہوگا سبب ہو کسی پر کچھ چیز واسطے دلیل قول اللہ تعالے کے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا

یعنے ہم نہین عذاب کرنے والے کسی کو یہانتک کہ ہم پیغمبر بھیجین اور واسطے دلیل اس آیت لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ یعنے تاکہ نہ ہو واسطے لوگون کے حجت اسپر بعد پیغمبرون کے اور سوائے اسکے آیتون سے سو جو گمان کرے کہ پیغمبرون کی دعوت تو صرف فروعات کے بیان کرنے کے واسطے تھی تو اسکو لازم آتا ہے کہ کہے کہ اللہ کیطرف بلانے والے صرف عقل ہی ہے پیغمبر کی حاجت نہین اور لازم آتا ہے اسکو کہ کہے کہ پیغمبر کا ہونا اور نہ ہونا بہ نسبت دعوت الی اللہ کے برابر ہے اور کافی ہے یہ گمراہی اور ہم نہین انکار کرتے اس سے کہ عقل راہ دکھلاتی ہے طرف توحید کی لیکن ہم کو اس سے انکار ہے کہ عقل کسی چیز کے وجب کرنے مین مستقل ہو بدون پیغمبر کے یہانتک کہ نہ صحیح ہو اسلام مگر اسکے طریق سے باوجود قطع نظر کے سمعی دلائل سے یعنے قرآن اور حدیث سے اس واسطے کہ یہ خلاف ہے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہین اسپر قرآن کی آیتین اور احادیث صحیحہ جو متواتر ہین اگرچہ معنے کے طریق سے ہو اور اگر ہوتا جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہین تو البتہ باطل ہو جاتین وہ دلائل جو سمعی ہین جن مین عقل کو مجال نہین سب یا اکثر بلکہ واجب ہے ایمان ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہو سمعی دلائل سے سو اگر ان کو ہم سمجھ لین تو خدا کی توفیق سے ہے نہین تو کفایت کرینگے ہم ساتھ اعتقاد حقیقت اسکی کے موافق مراد خدا کے اور ابن عباسؓ کی حدیث مین اور یہی فائدے ہین جب کافر کلمہ شہادت کے ساتھ اقرار کرے تو اسپر اسلام کا حکم جاری کیا جاوے یعنے اسکو مسلمان کہا جاوے اگرچہ اسوقت کسی حکم اسلام کو بجا نہ لایا ہو اس واسطے کہ اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ ایمان لانے کو لازم ہے تصدیق کرنا ساتھ اس چیز کے کہ دونون سے ثابت ہو اور اس کا التزام کرنا سو حاصل ہوتا ہے ساتھ اسکے واسطے جو دونون شہادتین کی تصدیق کرے اور جو بعضے بدعتیون سے بعضی چیز کا انکار واقع ہوا ہے تو یہ نہین قادح ہے بیچ صحیح ہونے حکم ظاہری کے اس واسطے کہ اگر انکار تاویل کے ساتھ ہو تو ظاہر ہے اور اگر عناد سے ہو تو اسلام کے صحیح ہونے مین قادح ہے سو جاری ہونگے اس پر احکام مرتد وغیرہ کے اور اس حدیث مین قبول کرنا خبر واحد کا ہے اور واجب ہونا عمل کا ساتھ اسکے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ معاذ کی خبر کو قرینہ حاوی ہے کہ وہ نزول وحی کے زمانے مین ہے سو نہ برابر ہوگی ساتھ اور اخبار احاد کے اور اس مین ہے کہ جب کافر اسلام کی کسی رکن کو سچ جانے اور اسکے ساتھ اعتقاد کرے جیسے نماز کو مثلا تو وہ اسکے ساتھ مسلمان ہو جاتا ہے اور مبالغہ کیا ہے جس نے کہا کہ جس چیز کے انکار سے مسلمان کافر ہو جاوے اسکے اعتقاد کرنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے اور پہلا قول راجح تر ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اسکی جمہور نے اور یہ حکم اعتقاد مین ہے اور اسپر فعل مین جیسے اگر نماز پڑھی تو نہین حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسلام اسکے کے اور وہ اولے ہے ساتھ منع کے

اس واسطے کہ فعل میں عموم نہیں پس داخل ہوتا ہے اس میں احتمال عبث اور استہزار کا اور اس سے ثابت ہوا کہ واجب ہے لینا زکوٰۃ کا اس شخص سے جس پر واجب ہو اور جو اس سے باز رہے اس سے قہر اور جبر کے ساتھ زکوٰۃ لینا اگرچہ اس سے منکر نہ ہو اور اگر باوجود باز رہنے کے زکوٰۃ دینے سے شوکت والا ہو تو اس کی ساتھ لڑائی کی جاوے زکوٰۃ کی نہ دینے پر اور نہیں تو اگر اس کی تعزیر ممکن ہو تو اسکو تعزیر دی جاوے جو اس کے لائق ہو اور البتہ وارد ہوئی ہے تعزیر بالمال میں حدیث بہز بن حکیم کی مرفوع کہ جو زکوٰۃ نہ دے تو ہم اس کو اس سے جبراً لینگے اور آدھا مال اسکا تاوان ہے اسپر خدا کے تاوان سے الحدیث روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا ہے اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور جس نے اسکو صحیح کہا ہے اور اسپر عمل نہیں کیا تو اس نے یہ جواب دیا ہے کہ جس حکم پر وہ دلالت کرتی ہے وہ منسوخ ہے اول یہ حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا تھا اور کہا نووی نے کہ یہ جواب ضعیف ہے اس واسطے کہ تعزیر بالمال کا ابتدا میں ہونا معروف نہیں ہے تاکہ دعوی نسخ کا تمام ہو اور اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے نسخ مگر ساتھ اسکی شرط سے جیسے معرفت تاریخ کی اور اسکی تاریخ معلوم نہیں اور اعتماد کیا ہے نووی نے بہز کے ضعیف ہونے پر یعنے یہ حدیث بہز کی ضعیف ہے اور یہ جواب اسکا خوب نہیں اس واسطے کہ وہ جمہور کے نزدیک ثقہ ہے مگر شافعی کے نزدیک ثقہ نہیں سو جو شافعی کا مقلد ہو اسکو یہ کافی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ اتفاق کیا ہے سب شہروں کے علما نے اوپر ترک کرنے عمل کے ساتھ اسکے سوا اس نے دلالت کی اسپر کہ اسکا کوئی معارض ہے جو اس سے راجح ہے اور جو اس کے ساتھ قائل ہے وہ نہایت قلیل ہے اور نیز باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ جو زکوٰۃ کو قبض کرے وہ امام ہے یا جو اسکے قائم مقام ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے بعد اسکے اسپر کہ جائز ہے باطنی مال والوں کے واسطے ساتھ اخراج کی یعنے جس کے پاس چاندی سونا ہو وہ خود زکوٰۃ ادا کرے جسکو چاہے دے امام کی طرف پہنچانا واجب نہیں اور قلیل ہے جو قائل ہے کہ واجب ہے دفع کرنا زکوٰۃ کا طرف امام کی اور یہ ایک روایت ہے مالک سے اور قدیم قول میں شافعی سے (فتح) **حدثنا** محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن ابي حصين والاشعث بن سليم سمعا الاسود بن هلال عن معاذ بن جبل قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يا معاذ اتدري ما حق الله على العباد قال الله ورسوله اعلم قال ان يعبدوه ولا يشركوا به شيئا اتدري ما حقهم عليه قال الله ورسوله اعلم قال ان لا يعذبهم **ترجمہ** معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ کیا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے خدا کا بندوں پر معاذ نے کہا کہ اللہ اور اسکا رسول زیادہ تر دانا ہے

فرمایا یہ کہ اس کی بندگی کریں اور اسکے ساتھہ کسی کو شریک نہ ٹھیراوین پھر فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا ہے حق بندون کا خدا پر کہا کہ اللہ اور اسکا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا یہ کہ ان کو عذاب نہ کرے **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق مین گذر چکی ہے اور دخل ہونا اسکا اس باب مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ہے کہ اسکے ساتھہ کسی چیز کو شریک نہ ٹھیراوین کہ یہی مراد ہے ساتھہ توحید کے کہا ابن تین نے کہ مراد قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سے حق العباد علے اللہ وہ حق ہے جو معلوم ہوا ہے شرع کی جہت سے نہ عقل کے واجب کرنے سے سو ماننا وجوب کی ہے بیچ تحقق واقع ہونے اسکے کے یا وہ بطور مشاکلت کے ہے (فتح) **حدثنا** اسمٰعیل قال حدثنا مالک عن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعۃ عن ابیہ عن ابی سعید الخدری ان رجلا سمع رجلا یقرأ قل ھو اللہ احد یرددھا فلما اصبح جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ وکان الرجل یتقالھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ انھا لتعدل ثلث القراٰن زاد اسمٰعیل بن جعفر عن مالک عن عبد الرحمن عن ابیہ عن ابی سعید الخدری قال اخبرنی اخی قتادۃ بن النعمان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ** ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کو سنا کہ سورہ قل ہو اللہ احد پڑہتا ہے اسکو پھر پھر پڑہتا ہے سو جب اس نے صبح کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا اور گویا کہ وہ اس کو کم گمان کرتا تھا یعنے صرف اسکا ہی چھوٹی سورہ کو پڑہنا سوائے اور قرآن کے کم جانتا تھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اسکی جسکے قابو مین میری جان ہے کہ مقرر وہ سورہ یعنے قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے زیادہ کیا ہے اسمعیل نے الخ یعنے اس سند مین ابو سعید اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان قتادہ کا واسطہ ہے **ف** اس حدیث کی شرح فضائل قرآن مین گذر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہہ اس واسطے کہ اس مین تصریح کی ہے ساتھہ اسکے کہ خدا ایک اکیلا ہے جیسا کہ اسکے بعد کی حدیث مین ہے (فتح) **حدثنا** محمد قال حدثنا احمد بن صالح قال حدثنا ابن وھب قال حدثنا عمرو عن ابن ابی ھلال ان ابا الرجال محمد بن عبد الرحمن حدثہ عن امہ عمرۃ بنت عبد الرحمن وکانت فی حجر عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث رجلا علی سریۃ وکان یقرأ لاصحابہ فی صلوتھم فیختم بقل ھو اللہ احد فلما رجعوا ذکروا ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال سلوہ لای شیء یصنع ذلک فسألوہ فقال لانھا صفۃ الرحمن وانا احب ان اقرأ بھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبروہ ان اللہ یحبہ **ترجمہ** حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو

ایک چہوٹے لشکر پر سردار کر کے بہیجا سو وہ اپنے ساتہیون کے واسطے ان کی نماز مین قرآن پڑہتا تہا پہر قرارت کو سورہ قل ہو اللہ احد الخ کے ساتہ ختم کرتا تہا یعنے ان کی امامت کرتا تہا اور ہر رکعت مین دو دو سورتون کو جوڑ کر پڑہتا تہا سو جب وہ سفر سے پہرے تو انہون نے یہ حال حضرت صلے اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے پوچہو کہ وہ یہ کام کس واسطے کرتا ہے لوگون نے اس سے پوچہا تو اس نے کہا اس واسطے کہ وہ خدا کی صفت ہے اور مین چاہتا ہون کہ اسکو پڑہون تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو خبر کر دو کہ خدا اس سے محبت رکہتا ہے **فائدہ** اس حدیث کی شرح نماز مین گذر چکی ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ وہ اول سوائے اسکے کوئی اور سورہ پڑہتا تہا پہر اس کو پڑہتا تہا اور اسی طرح ہر رکعت مین کرتا تہا اور یہی ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ اپنی اخیر قرارت کو اسکے ساتہ ختم کرتا تہا سو خاص ہوگا یہ ساتہ اخیر رکعت کے اور پہلی توجیہ پر سو لیا جاتا ہے اس سے کہ جائز ہے جمع کرنا دو سورتون کا ایک رکعت مین اور یہ جو کہا کہ وہ خدا کی صفت ہے تو کہا ابن تین نے کہ یہ اس نے اس واسطے کہا کہ اس مین خدا کے نام اور اسکی صفتین ہین اور اسکی نام مشتق ہین اسکی صفتون سے اور کہا اس کے غیر نے کہ احتمال ہے کہ کہا ہو اسکو اس نے کسی سند سے کہ اس کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو ساتہ نص کے یا استنباط کے اور البتہ روایت کی بیہقی نے کہ ساتہ سند حسن کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ یہود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو انہون نے کہا کہ ہمارے واسطے اپنے رب کی تعریف کر جس کی تو بندگی کرتا ہے سو خدا تعالے نے سورہ اخلاص اتاری سو فرمایا کہ یہ تعریف ہے میرے رب کی اور روایت کیا ہے اسکو ابن خزیمہ نے اور صحیح کہا ہے حاکم نے اور اس مین زیادہ ہے کہ کوئی چیز پیدا نہین ہوئی مگر کہ مر جاوے گی اور نہین کوئی چیز جو مر جاوے مگر کہ وارث کی جاتی ہے یعنے اسکا کوئی وارث ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی نہ مرتا ہے اور نہ کوئی اسکا وارث ہوتا ہے اور نہین کوئی اسکے برابر اور نہ مشابہ اور نہین مثل اسکی کوئی چیز اور باب کی حدیث مین حجت ہے اسکے واسطے جو ثابت رکہتا ہے کہ اللہ کے واسطے صفت ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور اکیلا اور تنہا ہوا ہے ابن حزم سو کہا اس نے کہ یہ لفظ ہے کہ اصطلاح باندہی ہے اسپر اہل کلام نے معتزلہ سے اور نہین ثابت ہوئی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور نہ کسی آپ کے صحابی سے اور اگر باب کی حدیث سے اعتراض کرین تو وہ ضعیف ہے اور بر تقدیر صحت اسکی کے سو قل ہو اللہ احد صفت ہے رحمٰن کی جیسا کہ اس حدیث مین آیا ہے اور نہ زیادہ کیا جاوے گا اس پر برخلاف اس صفت کے کہ اسکو بولتے ہین اس واسطے کہ وہ عرب کی لغت مین نہین بولی جاتی مگر جوہر یا عرض پر اور یہ حدیث بالاتفاق صحیح ہے

اور نہین التفات کیا جاتا طرف قول ابن حزم کی اسکے ضعیف کہنے مین اور اس کا کلام اخیر ہی مردود ہے اس واسطے کہ سب کا اتفاق ہے اسپر کہ اللہ تعالے کے واسطے اسماء حسنی ثابت ہین خدا نے فرمایا وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا یعنے خدا ہی کے واسطے ہین سب نام نیک سو پکارو اس کو ساتھ ان کے اور کہا خدا تعالے نے بعد اسکے کہ ذکر کیا چند ناموں کو سورہ حشر کے اخیر مین لہ الاسماء الحسنی اور جو نام خدا کے کہ اس مین مذکور ہین وہ عرب کی بولی مین صفات ہین سو اسکے ناموں کے ثابت کرنے مین اسکی صفتون کا ثابت کرنا ہے اس واسطے کہ جب ثابت ہوا کہ وہ حی ہے مثلاً تو البتہ وصف کیا گیا ساتھ اس صفت کی جو زائد ہے ذات سے اور وہ صفت زندگی کی ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو البتہ واجب ہوتا اقتصار کرنا اس چیز پر کہ خبر دی ذات کے وجود سے اور دوسری آیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ وصف کرنا اسکا ساتھ صفت کمال کے مشروع ہے اور البتہ تقسیم کیا ہے بیہقی نے اور اہل سنت کی ایک جماعت نے خدا کے تمام ناموں کو جو قرآن اور صحیح حدیثون مین مذکور ہین دو قسم پر ایک قسم دونون سے صفتین ذات کی ہین اور وہ صفتین وہ ہین کہ مستحق ہے ان کا ازل مین اور دوسری قسم اسکے فعل کی صفتین ہین اور وہ وہ ہین کہ مستحق ہے انکا ابد مین نہ ازل مین اور نہین جائز ہے وصف کرنا اس کو مگر ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر کتاب اور سنت صحیحہ ثابتہ یا اجماع کیا گیا ہے اوپر اسکے پھر بعضے صفتین ان مین سے وہ ہین کہ قرین ہے ساتھ انکو دلالت عقل کی مانند حیاۃ اور قدرت اور علم اور ارادے اور سمع اور بصر اور کلام کی اسکی ذات کی صفتون سے اور مانند خلق اور رزق اور زندہ کرنے اور مارنے اور عفو اور عقوبت کی فعل کی صفتون سے اور بعضے ان مین سے وہ ہین جو ثابت ہوئے ہین ساتھ نص کتاب اور سنت کے مانند ہاتھ اور منہ اور آنکھ کی ذات کی صفتون سے اور مانند استواء اور نزول اور آنے کی یا اسکے فعل کی صفتون سے سو جائز ہے ثابت کرنا ان صفتون کا اسکے واسطے اس واسطے کہ ثابت ہوئی ہے خبر ساتھ انکے ایسی وجہ سے کہ دور کرے اس سے تشبیہ کو سو جو اسکی ذات کی صفتین ہین وہ ہمیشہ ازل مین اسکی ذات مین موجود ہین اور ابد مین بھی اسکی ذات مین موجود رہین گی اور اسکے فعل کی صفتین اس سے ثابت ہین اور نہین محتاج ہے خدا پاک فعل مین طرف مباشرت کی کہ ہاتھون سے کرنا پڑے سوای اسکے کچھ نہین کہ امر اسکا جب کہ کسی چیز کا ارادہ کرے یہ ہے کہ کہتا ہے اسکو ہو جا سو ہو جاتا ہے اور کہا قرطبی نے کہ شامل ہے قل ہو اللہ دو اسمون پر جو بغل گیر ہین تمام اوصاف کمال کو اور وہ احد اور صمد ہے اس واسطے کہ وہ دونون دلالت کرتی ہین اوپر تنہا ہونے ذات مقدس کے جو موصوف ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اس واسطے کہ واحد مین اصل عدد کا اثبات ہے اور ماسوائے کی نفی نہین اور احد ثابت کرتا ہے

اپنے مدلول کو اور تعرض کرتا ہے واسطے نفی ماسواے کے اور استعمال کرتے ہین اسکو نفی مین پس احد خدا کے ناموں مین مشعر ہے ساتھ وجود اسکے کے جو خاص ہے اور جس مین اسکا کوئی شریک نہین اور یہ صمد سو وہ بعمل گیر ہے تمام اوصاف کمال کو اس واسطے کہ اسکی معنے مین وہ شخص کہ انتہا کو پہونچی ہے بادشاہی اس کی اس طرح سے کہ سب حاجتون مین اسکی طرف رجوع کیا جاوے اور نہین تمام ہوتا ہے یہ حقیقۃً مگر اللہ کے واسطے اور یہ جو کہا اس واسطے کہ وہ رحمٰن کی صفت ہے تو احتمال ہے کہ اسکی مراد یہ ہو کہ اس مین ذکر ہے رحمٰن کی صفت کا اور احتمال ہے کہ اسکی مراد اور کچھ ہو لیکن نہین خاص ہے یہ ساتھ اس سورت کے لیکن تخصیص اسکی ساتھ اسکے شاید اس وجہ سے ہے کہ اس مین خدا کی صفتون کے سواے اور کچھ نہین سو خاص کی گئی وہ ساتھ اسکے سواے غیر اسکے کے اور یہ جو کہا کہ اسکو خبر دو کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے تو کہا ابن دقیق العید نے احتمال ہے کہ ہو محبت کہنا اسکا اس سورہ سبب محبت رکھنے خدا کے کا اس سے اور احتمال ہے کہ ہو اس چیز کے واسطے جس پر اسکا کلام دلالت کرتا ہے اس واسطے کہ محبت اسکی واسطے ذکر صفات رب کے دلالت کرتی ہے اوپر صحیح اسکے اعتقاد کے اور کہا مازری وغیرہ نے کہ محبت اللہ کے بندون سے ارادہ کرنا اسکا ہے انکے ثواب دینے کا اور بعضون نے کہا کہ وہ نفس ثواب ہے اور کہا ابن تین نے کہ مخلوق کی اللہ سے محبت رکھنی کے یہ معنے ہین کہ وے ارادہ کرتے ہین کہ خدا ان کو نفع دے اور کہا قرطبی نے مفہم مین خدا کا بندے سے محبت رکھنا قریب کرنا ہے اسکو اپنی طرف اور اسکا اکرام کرنا ہے اور نہین ہے میل اور نہ غرض جیسے کہ بندے کی طرف سے ہے اور نہین محبت بندے کی رب سے نفس ارادہ بلکہ وہ ایک چیز زائد ہے اس پر .... اور جب صحیح ہوا فرق تو اللہ سبحانہ وتعالی محبوب ہے اپنے محبون کا بابر حقیقت محبت کے اور کہا بیہقی نے کہ محبت اور بغض ہمارے بعضے اصحاب کے نزدیک صفات فعل سے ہے سو اسکی محبت کے معنے یہ ہین کہ اکرام کرتا ہے جو اس سے محبت رکھے اور معنے اسکے بغض کے یہ ہین کہ اسکی اہانت کرتا ہے (فتح)

باب قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی کہہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو جس کو پکاروگے بہتر ہوگا سو اسی کے ہین سب نام نیک یعنے یہ سب نام خدا ہی کے ہین جو کہہ کر پکارو بہتر ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعٰوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ وَاَبِیْ ظَبْیَانَ عَنْ جَرِیْرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ **ترجمہ** جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ رحم کرے گا اللہ اسپر جو لوگون پہ رحم نہین کرتا **ف** یعنے ظالم پر جو لوگون کو ناحق ستاوے خواہ زبان سے ہو یا ہاتھ سے خدا کی رحمت

نہ ہوگی اور اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گذر چکی ہے حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زید عن عاصم الاحول عن ابی عثمان النهدی عن اسامة بن زید قال کنا عند النبی صلی الله علیه وسلم اذ جاءه رسول احدى بناته یدعوه الی ابنها فی الموت فقال ارجع فاخبرها ان لله ما اخذ وله ما اعطی وکل شیء عنده باجل مسمی فمرها فلتصبر ولتحتسب فاعادت الرسول انها اقسمت لتاتینها فقام النبی صلی الله علیه وسلم وقام معه سعد بن عبادة ومعاذ بن جبل فدفع الصبی الیه ونفسه تقعقع کانها فی شن ففاضت عیناه فقال له سعد یا رسول الله قال هذه رحمة جعلها الله فی قلوب عباده وانما یرحم الله من عباده الرحماء ترجمہ اسامہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ ناگہان آپ کی ایک بیٹی کا ایلچی آپ پاس آیا آپکے بلانے کو اسکے بیٹے کی طرف جو موت میں تھا یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی نے آپ کو کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا مرتا ہے آپ تشریف لاویں سو فرمایا کہ پھر جا اور اس کو خبر دے کہ مقرر خدا ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اسکے نزدیک مدت مقرر ہے سو اسکو حکم کر تا کہ صبر کرے اور ثواب چاہے تو اس نے پھر ایلچی کو بھیجا کہ وہ قسم دیتی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُس پاس ضرور تشریف لاویں سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل بھی آپکے ساتھ کھڑے ہوئے سو لڑکا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور اسکی جان حرکت کرتی تھی اور بے قرار تھی جیسے وہ مشک میں ہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت یہ کیا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے خدا تعالے نے اسکو اپنے بندوں کے دل میں ڈالا ہے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ خدا رحم کرتا ہے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر **ف** کہا ابن بطال نے کہ غرض اسکی اس باب میں ثابت کرنا رحمت کا ہے اور وہ ذات کی صفتوں سے ہے سو رحمن وصف ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس سے اپنی ذات کو موصوف کیا ہے اور وہ نعل گیر ہے رحمت کے معنے کو جیسے کہ نعل گیر ہے وصف اسکی ساتھ اس کے کہ وہ عالم ہے علم کے معنے کو اور نہواسے اسکے اور مراد ساتھ رحمت اسکی کے ارادہ فائدہ پہونچانے کا ہے اسکو کہ اسکے علم میں پہلے لکھا گیا ہے کہ وہ اسکو فائدہ پہونچاوے گا اور اس کے سب نام رجوع کرتے ہیں ایک ذات کی طرف اگرچہ دلالت کرتا ہے ہر ایک ان میں سے ایک صفت پر اس کی صفتوں سے کہ خاص ہے اسم ساتھ دلالت کرنے کے اوپر اسکے اور ایسے ہی جو رحمت کہ خدا نے بندوں کے دل میں ڈالی ہے تو وہ فعل کی صفتوں سے ہے بیان کیا اسکو ساتھ اسکے کہ خدا نے

اسکو اپنے بندون کے دل مین پیدا کیا ہے اور وہ رقت اور نرمی کرنی ہے مرحوم پر اور خدا تعالی تو سبحانہ
اس سے پاک ہے سو تاویل کی جاوے گی ساتھ اسکے جو اسکے لائق ہے اور کہا ابن تین نے کہ رحمن اور
رحیم مشتق ہین رحمت سے اور بعضون نے کہا کہ وہ رجوع کرتے ہین طرف معنے ارادی کی سو اسکی رحمت
ارادہ کرنا اس کا ہے کہ رحمت دی جسپر رحم کرے اور بعضون نے کہا کہ دونون اسم رجوع کرتے ہین
طرف ترک عقاب اس شخص کی جو سزا کا مستحق ہو کہا خطابی نے کہ رحمن ماخوذ ہے رحمت سے مبنی ہے
مبالغہ پر اور اسکے معنی ہین صاحب بڑی رحمت کا کہ نہین ہے کوئی نظیر اسکی بیچ اسکے پس رحمن
صاحب رحمت شاملہ کا ہے واسطے خلق کے اور رحیم فعیل ہے ساتھ معنے فاعل کے اور وہ خاص ہے
ساتھ ایماندارون کے خدا نے فرمایا وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ رحمن اور رحیم دونون اسم رقیق ہین ایک دوسرے سے زیادہ تر نرم ہے اور اسیطرح سے مقاتل
سے اور زیادہ کیا ہے کہ رحمن ساتھ معنے مترحم کے ہے اور رحیم ساتھ معنے رجوع کرنے والے کے
ہے کہا خطابی نے کہ اسکے کوئی معنے نہین کہ رقت خدا کی کسی صفت مین داخل ہو اور شاید کہ مراد
ساتھ اسکے لطف اور مہربانی ہے اور اسکے معنے مین غموض یعنے چشم پوشی نہ پتلا دبلا ہونا جو
جسمون کی صفتون سے ہے۔ مین کہتا ہون اور یہ حدیث ابن عباس ؓ کی ثابت نہین اور شاید رقیق
کے بدلے رفیق ہے ساتھ فا کے اور قوت دی ہے اسکو بیہقی نے ساتھ حدیث عائشہ کے جو مسلم نے
روایت کی ہے اور مقرر خدا تعالی نرمی کا پیدا کرنے والا ہے اور نرمی کو بہت پسند رکھتا ہے اور
جو نرمی پر عطا کرتا ہے وہ سختی پر نہین دیتا پھر کہا کہ رحمن خاص ہے تسمیہ مین عام ہے فعل مین اور
رحیم عام ہے تسمیہ مین خاص ہے فعل مین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اسپر کہ
جو قسم کھاوے ساتھ کسی نام کے خدا کے نامون مین سے مانند رحمن اور رحیم کے تو اسکی قسم منعقد
ہو جاتی ہے وقد تقدم فی موضعہ اور اسپر کہ کافر جب اقرار کرے ساتھ وحدانیت کے رحمن کے مثلاً تو
حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسلام اسکے کے اور البتہ خاص کیا ہے اس سے حلیمی نے اس نام کو جس کے
ساتھ اشتراک واقع ہو جیسا کہ طبعی علم والا کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا الْمُحْيِي الْمُمِيتُ تو نہین ہوتا ہے ساتھ
اسکے مسلمان یہانتک کہ تصریح کرے ساتھ ایسے نام کے جس مین تاویل نہ ہو سکے اور اگر کہے جو
منسوب ہے طرف تجسیم کی یہودیون مین سے لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِي فِي السَّمَاءِ تو نہین ہوتا ہے ساتھ اس کے
مسلمان مگر یہ کہ عام لوگون مین سے ہو تجسیم کے معنے کو نہ بوجھتا ہو سو کفایت کی جاوے گی اس سے
ساتھ اسکے جیسا کہ لونڈی کے قصے مین ہے جس سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو مسلمان

ہے اسنے کہا ہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کہان ہے اسنے کہا کہ آسمان مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو آزاد کر دے کہ وہ مسلمان ہے اور یہ صحیح مسلم مین ہے اور یہ کہ جو کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا الرَّحْمٰن حکم کیا جاوے ساتھ اسلام اسکے کے مگر یہ کہ پہچانا جاوے کہ وہ عناد سے کہتا ہے یا خدا کے سوا اور چیز کو رحمن کہتا ہے کہا حلیمی نے اور اگر یہودی کہے لا الہ الا اللہ تو نہین ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان یہانتک کہ اقرار کرے ساتھ اسکے کہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اور اگر کہے بت پرست لا الہ الا اللہ اور وہ گمان کرتا ہو کہ بت اسکو خدا کی طرف قریب کرتا ہے تو نہین ہوتا ہے وہ مسلمان یہانتک کہ بیزار ہو بت پوجنے سے **تنبیہ** ظاہر ہوتا ہے بخاری کے تصرف سے کتاب التوحید مین کہ وہ بیان کرتا ہے حدیثون کو جو وارد ہوئی ہین صفات مقدسہ مین سو داخل کرتا ہے ان مین سے ہر حدیث ایک باب مین پہر تایید کرتا ہے اسکی قرآن کی آیت سے واسطے اشارہ کرنے کی اس طرف کہ وہ اخبار احاد سے نکلکر حد تواتر مین داخل ہو گئی ہین بطریق تنزل اور تسلیم کے کہ اخبار احاد سے اعتقادیات مین حجت پکڑنا جائز نہین اور یہ کہ جس نے اس سے انکار کیا اس نے قرآن اور سنت دونون کی مخالفت کی اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد علی الجہمیہ کے سلام بن ابی مطیع سے اور وہ بخاری کا استاذ الاستاذ ہے کہ اس نے بدعتیون کو ذکر کیا سو کہا خرابی ان کو کس چیز سے انکار کرتے ہین ان حدیثون سے سو قسم ہے اللہ کی نہین ہے حدیث مین کوئی چیز مگر کہ قرآن مین ہے مثل اسکی یعنے سمع بصر نفس ہاتھ کلام استواء وغیرہ کا ذکر قرآن مین موجود ہے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے اس ترجمے مین ساتھ اس آیت کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے بیچ سبب نزول اسکے کے روایت کی ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے کہ مشرکون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا پکارتے ہین یا اللہ یا رحمن تو انہوان نے کہا کہ محمد صلعم کو ایک خدا کے پکارنے کا حکم کرتا تہا اور حالانکہ خود دو خدا کو پکارتا ہے سو یہ آیت اتری (فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰہِ اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنِ خدا تعالے نے فرمایا کہ مقرر مین ہی ہون بہت روزی دینے والا زور آور مضبوط **ف** بعضی روایتون مین ان اللہ الخ ہے موافق مشہور قرارت کے اور ثابت ہو چکی ہے ابن مسعودؓ سے قرارت موافق روایت باب کے کہا اہل تفسیر نے بیچ موصوف ہونے اسکے کے ساتھ قوت کے معنے یہ ہین کہ وہ قادر ہے بڑی قدرت والا ہر چیز پر **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَحَدٌ اَصْبَرُ عَلٰی اَذًی سَمِعَہٗ مِنَ اللّٰہِ یَدْعُوْنَ لَہُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْہِمْ وَیَرْزُقُہُمْ **ترجمہ** ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایذا سنکے خدا سے زیادہ تر کوئی صبر کرنے والا اور غصے کے روکنے والا نہین اسکے واسطے اولاد ٹہیراتے ہین تسپر بہی اُن کافرون کو آرام مین رکھتا ہے اور روزی دیتا ہے۔

ف اسحدیث کی شرح ادب مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہان یہ قول ہے کہ ان کو روزی دیتا ہے کہا ابن بطال نے کہ یہ باب بغل گیر ہے خدا کی دو صفتون کو ایک صفت ذات کی ہے دوسری صفت فعل کی سو برزق دینا فعل ہے اللہ تعالے کے فعل سے سو وہ اسکے فعل کی صفتون سے ہے اس واسطے کہ رازق چاہتا ہے کہ کوئی مرزوق ہو اور خدا سبحانہ وتعالی تھا اور کوئی مرزوق نہ تہا اور جو چیز کہ پہلے نہ تہی پہر پیدا ہوئی تو وہ محدث ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی موصوف ہے ساتھ اُسکے کہ وہ رزاق ہے اور موصوف کیا اپنی ذات کو ساتھ اسکے خلق کے پیدا کرنے سے پہلے ان معنون سے کہ وہ روزی دیگا جب کہ پیدا کریگا مرزوق چیزون کو اور قوت ذات کی صفتون مین سے ہے اور قوت ساتھ معنے قدرت کے ہے اور خدا سبحانہ وتعالے ازل سے قوت اور قدرت والا ہے اسکی قدرت ازل سے موجود اور اسکی ذات کے ساتھ قائم ہے واجب کرتی ہے اسکے واسطے حکم قدرت والون کا اور متین کے معنے ہین قوی اور لغت بیچ اسکے معنے ہین ثابت اور صحیح اور کہا بیہقی نے کہ قوی پوری قدرت والے کو کہتے ہین جسکی طرف کسی حال مین عجز منسوب نہ کیا جاوے اور رجوع کرتے ہین اسکے معنے طرف قدرت کی اور قادر وہ ہے جسکے واسطے قدرت شامل ہو اور قدرت اسکی ایک صفت ہے جو اسکی ذات کے ساتھ قائم ہے اور مقتدر کہتے ہین پوری قدرت والے کو جس پر کوئی چیز منع نہ ہو اور اس حدیث مین رد ہے اسپر جو قائل ہے ساتھ اسکے کہ وہ قادر ہے بنفسہ نہ ساتھ قدرت کے اس واسطے کہ قوت ساتھ معنے قدرت کو ہے اور خدا تعالے نے فرمایا ذُو الْقُوَّۃِ اور گمان کیا ہے معتزلہ نے کہ مراد ساتھ قول اسکے ذُو الْقُوَّۃِ شدید القوت ہے اور معنے اسکے موصوف ہونے مین ساتھ قوت کے یہ ہین کہ وہ بڑی قدرت والا ہے سو جاری ہوا اپنے طریقے پر کہ قدرت صفت نفسی ہے برخلاف قول اہل سنت کے کہ وہ صفت قائم ہے ساتھ اسکے متعلق ہے ساتھ ہر مقدور کے اور اسکے غیر نے کہا کہ قدرت کا قدیم ہونا اور افاضہ رزق کا حادث ہونا دونون آپس مین مخالف نہین اسواسطے کہ حادث وہ تعلق ہے اور ہونا خدا کا رازق مخلوق کا بعد وجود مخلوق کے نہین مستلزم ہے تغیر کو بیچ اسکے اس واسطے کہ تغیر تعلق مین ہے اس واسطے کہ اسکی قدرت نہ تہی متعلق ساتھ دینے رزق کے یعنے ازل مین بلکہ ساتھ ہونے اسکے کے کہ واقع ہوگی آیندہ مین پہر جب واقع ہوا دینا رزق کا تو تعلق پکڑا قدرت نے ساتھ اسکے بدون اسکے کہ وہ صفت نفس الامر مین متغیر ہوا اسی واسطے پیدا ہوا اختلاف کہ کیا قدرت ذات کی صفتون سے

ہے یا فعل کی صفتوں سے سو جس نے نظر کی طرف اسکی کہ اسکو قدرت ہے اوپر پیدا کرنے رزق کے تو اس نے
کہا کہ وہ صفت ذات کی قدیم ہے اور جس نے تعلق قدرت کی طرف نظر کی اس نے کہا کہ وہ صفت فعل کی
ہے اور نہیں ہے کوئی استحالہ بیچ اسکے صفات فعلیہ اور اضافیہ ہیں برخلاف صفات ذاتی کے اور
حدیث میں اَصْبَرُ اسم تفضیل ہے صبر سے اور خدا کے نیک ناموں میں سے ہے صبور اور اسکے معنے ہیں
وہ شخص جو نہ جلدی کرے نافرمانوں کی سزا میں اور وہ قریب ہے حلیم کے معنے سے اور حلیم ابلغ ہے سلامتی
میں عقوبت سے اور مراد ساتھ ایذا کے ایذا اسکی پیغمبروں کی ہے اور نیک بندوں کی اس واسطے کہ مخلوق
کی ایذا کا خدا کے ساتھ متعلق ہونا محال ہے اس واسطے کہ وہ نقصان کی صفت ہے اور خدا تعالی پاک
ہے ہر نقصان سے اور نہیں تاخیر کرتا سزا کو جبرًا بلکہ تفضل اور احسان سے اور رسولوں کو جھٹلانا بیچ
نفی کرنے ان کے کے عورت اور اولاد کو اللہ سے ایذا دینا ہے انکو سو منسوب کی گئی یہ ایذا طرف اللہ
کی واسطے مبالغہ کے بیچ انکار کرنے کے اوپر انکے اور بڑا جاننے انکے قول کے کہا ابن منیر نے وجہ مطابقت
آیت کی واسطے حدیث کے شامل ہونا اسکا ہے اوپر صفت رزق اور قوت کے جو دلالت کرنے والی ہے
قدرت پر ایپر رزق سو واضح ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وہ ان کو روزی دیتا ہے اور
ایپر قوت سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ہے اصبر اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے
طرف قدرت کی ان کے ساتھ احسان کرنے پر باوجود بدی کرنے ان کے کے برخلاف طبع آدمی کے
کہ وہ نہیں قادر ہے احسان کرنے پر ساتھ بدی کرنے والے کے مگر جہت تکلف کرنے اسکے سے
شرعًا اور سبب اسکا یہ ہے کہ خوف فوت کا باعث ہوتا ہے اس کو جلدی بدلہ لینے پر اور اللہ سبحانہ
وتعالی قادر ہے اسپر کہ بدلہ لے حال میں اور مآل میں نہیں عاجز کرتی ہے اسکو کوئی چیز اور نہ اس سے
فوت ہوتی ہے (فتح) **باب** قَوْلِ اللهِ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا وَاِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ
عِلْمُ السَّاعَةِ وَاَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ وَاِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيٰى الظَّاهِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا باب ہے
خدا تعالے کے اس قول کے بیان میں کہ خدا جانتا ہے غیب کو اور نہیں واقف کرتا اپنے غیب پر کسی کو
اور خدا ہی کے نزدیک ہے علم قیامت کا اور اتارا اسکو اپنے علم سے اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی عورت
اور نہیں جنتی مگر اسکے علم سے اور اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا کہا ابو عبداللہ بخاری نے
کہا یحیی نے کہ ظاہر ہے ہر چیز پر علم سے اور باطن ہر چیز پر علم سے **ف** پہلی دو آیتوں کا بیان
تو پہلے ہو چکا ہے اور ایپر تیسری آیت سو ظاہر دلیلوں سے ہے بیچ ثابت کرنے علم کے واسطے اللہ

تعالی کے اور تحریف کرتے ہے اسکی معتزلی نے اپنے مذہب کی نصرت واسطے سو کہا کہ اتارا اسکو ملتبس اپنے علم خاص سے اور وہ تالیف کرنا اسکا ہے اوپر نظم اور اسلوب کے کہ عاجز ہے اس سے ہر بلیغ اور تعقیب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ نظم عبارات کی نہین ہے وہ نفس علم قدیم کا بلکہ وہ دلالت کرنے والی ہے اوپر اسکے اور نہین ہے کوئی ضرورت طرف حمل کرنے کی غیر حقیقت پر جو اخبار ہے اللہ کے علم حقیقی سے اور وہ خدا کی صفت ذاتی ہے اور نیز معتزلی نے کہا کہ اتارا اسکو اپنے علم سے اور وہ عالم ہے سو تاویل کی اوس نے علم کے ساتھ عالم کے واسطے بھاگنے کے اثبات علم سے اسکے واسطے یعنے وہ بھاگا ہے اس سے کہ خدا کے واسطے علم ثابت نہ کرے باوجودیکہ آیت اسکی ساتھ تصریح کرتی ہے اور خدا تعالے نے فرمایا کہ نہین گھیر سکتی اسکے علم مین سے کچھ مگر جو وہ چاہے اور پہلے گذر چکا ہے موسی علیہ السلام اور خضر کے قصے مین کہ نہین علم میرا اور تیرا خدا کے علم کی نسبت اور اوپر چوتھی آیت سو وہ پہلی آیت کی مثل ہے بیچ ثابت کرنے علم کے اور صریح تر ہے اور اوپر پانچوین آیت سو کہا طبری نے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ خدا کے سوا کوئی نہین جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سو بنا بر اسکے اسکی تقدیر یہ ہے کہ اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا کہا ابن بطال نے کہ ان آیتون مین ثابت کرنا ہے خدا کے علم کا اور وہ خدا کی ذات کی صفتون سے ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ وہ عالم ہے بغیر علم کے پھر جب ثابت ہوا کہ اسکا علم قدیم ہے تو واجب ہوا تعلق اسکا ساتھ ہر معلوم کے حقیقۃ ان آیتون کی دلالت سے اور ساتھ اس تقریر کے رد کیا جاوے گا اوپر ان کے قدرت اور قوت اور حیات وغیرہا مین اور اس کے غیر نے کہا کہ ثابت ہوا کہ خدا ارادہ کرنے والا ہے ساتھ دلیل تخصیص ممکنات کے ساتھ وجود اس چیز کے جو موجود ہے ممکنات سے بدلے اسکے عدم کی اور ساتھ عدم کرنے معدوم کے عوض اسکے وجود کے پھر ہوگا فعل اسکا اسکے واسطے ساتھ اس صفت کے کہ صحیح ہو اس سے تخصیص اور تقدیم اور تاخیر یا نہ اور برشق ثانی اگر ہو فاعل انکے واسطے نہ ساتھ صفت مذکور کے تو لازم آویگا صادر ہونا ممکنات کا خدا سے یکبارگی بغیر تقدیم اور تاخیر اور تطویر کے اور البتہ لازم آوے گا قدیم ہونا ممکنات کا اس واسطے کہ تخلف کرنا مقتضے کا اپنے مقتضا ذاتی سے محال ہے سو اس سے لازم آویگا کہ ممکن واجب ہو اور حادث قدیم ہو اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ وہ فاعل ہے اس صفت سے کہ صحیح ہے ساتھ اسکے تقدیم اور تاخیر پس یہ برہان ہے معقول کی اور اوپر برہان منقول کی سو قرآن کی بہت آیتین ہین جیسے یہ قول خدا کا اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ پھر فاعل مصنوعات کا خالق با اختیار ہوتا ہے متصف ساتھ علم اور قدرت کے اس واسطے کہ ارادہ اور وہ اختیار ہے مشروط ہے ساتھ علم بالمراد

کے اور وجود مشروط کا بدون شرط کے محال ہے اور اس واسطے کہ جو کسی چیز کا مختار ہو اگر وہ اس پر قادر نہ
ہو تو دشوار ہوتا ہے اسپر صادر ہونا اس کی مراد کا اور جب معلوم ہوا مشاہدہ سے صادر ہونا مصنوعات
کا فاعل مختار سے بدون دشواری کے تو قطعاً معلوم ہو گیا کہ وہ قادر ہے اسکے پیدا کرنے پر و سیاتی
مزید الکلام فی باب المشیۃ اور کہا ابو اسحاق اسفرائنی نے کہ معنے علیم کے یہ ہین کہ وہ جانتا ہے معلومات
کو اور معنے خبیر کے یہ ہین کہ وہ جانتا ہے جو ہوا پہلے اس سے کہ ہو اور معنے شہید کے یہ ہین کہ وہ جانتا ہر
غائب کو جیسا کہ جانتا ہے حاضر کو اور معنے محصی کے یہ ہین کہ نہین باز رکہتی اسکو کثرت علم سے اور بیان
کیا ہے بیہقی نے ابن عباس سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالے کے یعلم السر واخفی کہا جاتا ہے جو چہپاوے
بندہ اپنے دل مین اور جو پوشیدہ ہے اس سے جسکو آیندہ کرے گا اور یہ جو کہا ظاہر ہے ہر چیز پر ساتہ
علم کے تو بعضون نے کہا کہ معنے ظاہر باطن کے یہ ہین کہ سب چیزون کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے
اور بعضون نے کہا کہ ظاہر ہے دلائل سے اور باطن ہے اپنی ذات سے اور بعضون نے کہا کہ ظاہر ہے
ساتہ عقل کے باطن ہے ساتہ حس کے اور بعضون نے کہا کہ ظاہر کے معنے یہ ہین کہ عالی ہے ہر چیز
پر اور باطن وہ ہے جو ہر چیز کے باطن کو جانے اور شامل ہے قول اسکا کل شیٔ اس چیز کے علم کو جو
ہوئی اور جو ہو گی بطور اجمال اور تفصیل کے اس واسطے کہ خالق سب مخلوقات کا با اختیار متصف ہے
ساتہ علم کے یعنے سب مخلوقات کو جانتا ہے اور انپر قدرت رکہتا ہے اسپر علم کا ہونا سو اس واسطے ہے کہ ایجاد
مشروط ہے ساتہ علم کے اور نہین پایا جاتا ہے مشروط بدون شرط کے اور اسپر ان پر قادر ہونا سو اس
واسطے کہ مختار شے کا اگر اسپر قادر نہ ہو تو البتہ دشوار ہوتی ہے مراد اسکی اور البتہ پائی گئی مخلوقات
بدون تعذر کے سو دلالت کی اس نے کہ وہ قادر ہے ان کے پیدا کرنے پر اور جب یہ مقرر ہو چکا تو نہ خاص
کیا جاوے گا علم اسکا بیچ تعلق ہونے اس کے کے ساتہ ایک معلوم کے سوائے دوسرے معلوم کے واسطے
واجب ہونے قدم اسکے کے جو منافی ہے واسطے قبول تخصیص کے پس ثابت ہوا کہ وہ جانتا ہے کلیات
کو اس واسطے کہ وہ معلومات ہین اور جزئیات کو بہی اس واسطے کہ وہ بہی معلومات ہین اور اس واسطے
کہ وہ ارادہ کرنے والا ہے واسطے پیدا کرنے جزئیات کے اور ارادہ کرنا کسی چیز معین کا بطور اثبات
کے ہو یا نفی کے مشروط ہے ساتہ علم کے ساتہ اس مراد جزئی کے سو جانتا ہے مرئی چیزون کو جو نظر
آتی ہین دیکہنے والون کو اور دیکہتے ان کے کو انکے واسطے ساتہ وجہ خاص کے اور اسیطرح تمام سنی
گئی اور پائی گئی چیزون کو واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہے بداہت سے کہ اسکے واسطے کمال کا ہونا واجب
ہے اور ضد ان صفتون کی نقص ہے اور نقص خدا پر محال ہے سبحانہ وتعالے اور اس قدر کافی ہے

دلائل عقلیہ سے اور گمراہ ہوا جس نے گمان کیا فلاسفہ سے کہ اللہ سبحانہ وتعالی جانتا ہے جزئیات کو ساتھ وجہ
کلی کے نہ بطور جزئی کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ امور فاسدہ کے ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ پہنچاتا
ہے محال کو اور وہ متغیر ہونا علم کا ہے اس واسطے کہ جزئیات زمانی ہیں متغیر ہوتی ہیں ساتھ متغیر ہونے
زمانے اور احوال کے اور علم تابع ہے معلومات کی ثبات میں اور تغیر میں پس لازم آوے گا متغیر ہونا
اسکے علم کا اور علم اسکی ذات کے ساتھ قائم ہے سو ہوگی ذات اسکی محل واسطے حوادث کے اور یہ محال
ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ تغیر سوائے اسکے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے احوال اضافیہ میں اور اسکی
مثال مثل ایک مرد کے جو ستون کے داہنے طرف کھڑا ہوا پھر اسکی بائیں طرف کھڑا ہوا پھر اس کے
آگے کھڑا ہوا پھر اسکے پیچھے سو مرد ہی ہے جو متغیر ہوتا ہے اور وہ ستون بحال خود قائم ہے سو اللہ
سبحانہ وتعالے جانتا ہے جس حال پر ہم کل تھے اور جسپر اب ہیں اور جس پر آیندہ دن کو ہونگے اور نہیں
ہے یہ خبر اس کے علم کی متغیر ہونے سے بلکہ تغیر جاری ہے ہمارے احوال پر اور خدا عالم ہی ہر حال
ہر ایک دستور پر اور ایسے ہی دلائل سو قرآن عظیم پر ہے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی ہم نے مثل قول
اللہ تعالے کے أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا اور کہا لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي
الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ وقال تعالی إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ
مِنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثٰى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ وقوله تعالی وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ
لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ
الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُبِينٍ اور اسی نکتہ کے لیے وارد کی ہے بخاری نے حدیث ابن
عمر کی بیچ کنجیوں غیب کے پھر ذکر کی حدیث عائشہ کی مختصر اور قول اسکا اس میں کہ جو تجھ سے بیان کرے کہ محمد
غیب کو جانتا ہے تو وہ جھوٹا ہے اور حالانکہ فرمایا کہ نہیں جانتا غیب کی بات کو مگر اللہ اور ایک روایت میں
اتنا زیادہ ہے کہ جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں جو کل ہوگا تو اس نے
جھوٹ کہا پھر عائشہؓ نے یہ آیت پڑھی وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا یعنے نہیں جانتا کوئی جی کہ
کل کو کیا کماوے گا اور ذکر کرنا اس آیت کا مناسب تر ہے اس باب میں اس واسطے کہ وہ ابن عمرؓ کی حدیث
کے موافق ہے لیکن بخاری نے اپنی عادت کے موافق اختیار کیا ہے اشارے کو صریح عبارت پر اور مغازی ابن
اسحاق میں واقع ہوا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہوئی تو زید بن لصیت نے کہا کہ گمان کرتا ہے
محمد کہ وہ پیغمبر ہے اور تم کو آسمان کی خبر دیتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے تو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد ایسا ایسا کہتا ہے اور قسم ہے خدا کی میں نہیں جانتا مگر جو اللہ مجھکو معلوم

کروائی اور البتہ خدا نے مجھ کو اسکا پتہ بتلایا کہ وہ پہاڑ کے فلانے درے میں ہے سو اصحاب گئے اور اسکو لائے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں غیب کو نہیں جانتا مگر جو اللہ مجھ کو بتلاوے اور یہ مطابق ہے خدا کے اس قول کے فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ الآیۃ یعنے نہیں اطلاع دیتا اپنے غیب پر کسی کو مگر جس کو چاہے رسول سے اور اختلاف ہے کہ اس میں غیب سے کیا مراد ہے سو بعضوں نے کہا کہ وہ اپنے عموم پر ہے یعنے ہر چھپی چیز اور بعضوں نے کہا کہ وہ چیز ہے جو خاص وحی کے ساتھ متعلق ہے اور بعضوں نے کہا کہ جو علم قیامت کے ساتھ متعلق ہے اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ قیامت کا علم خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہا زمخشری نے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر باطل کرنے کرامت کے اس واسطے کہ خدا نے غیب پر اطلاع دینا پیغمبروں کے ساتھ خاص کیا ہے جو برگزیدے ہوں اور کہا ابن منیر نے کہ دعوے زمخشری کا عام ہے اور اسکی دلیل خاص ہے سو دعوی اسکا منع کرنا سب کرامتوں کا ہے اور دلیل احتمال رکھتی ہے کہ کہا جاوے کہ نہیں ہے اس میں مگر نفی اطلاع کی غیب پر برخلاف تمام کرامتوں کے اور اس کا تمام یہ ہے کہ کہا جاوے کہ مراد ساتھ اطلاع دینے کے غیب پر علم ہے اس چیز کا جو آیندہ واقع ہوگی پہلے اس سے کہ واقع ہو اسکی تفصیل پر سو نہ داخل ہوگا اس میں جو ظاہر ہوتا ہے ان کے واسطے غیبی چیزوں سے اور جو واقع ہوتا ہے ان کے واسطے خارق عادت سے جیسے پانی پر چلنا اور بعید مسافت کو تھوڑی مدت میں قطع کرنا اور مانند اسکی اور جزم کیا ہے استاد ابو اسحاق نے کہ ولیوں کی کرامت پیغمبر کے معجزے کے مشابہ نہیں ہوتی اور ابن فورک نے کہا کہ پیغمبروں کو حکم ہے معجزوں کے ظاہر کرنے کا اور ولی پر واجب ہے کہ کرامت کو چھپاوے کسی کے آگے ظاہر نہ کرے اور پیغمبر کو معجزے کا یقین ہوتا ہے اور قطع برخلاف ولی کے کہ وہ نہیں بے نڈر استدراج سے اور اس آیت میں رد ہے نجومیوں پر اور ہر شخص پر جو دعوی کرتا ہے کہ وہ مطلع ہوتا ہے اس چیز پر جو آیندہ واقع ہوگی زندہ ہونے سے یا مرنے سے یا سوا انکے اس واسطے کہ وہ جھوٹا جانتے والا ہے قرآن کو اور وہ بعید تر ہیں ارتضا سے باوجودیکہ پیغمبری کی صفت بھی ان میں نہیں ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيْضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنجیاں غیب کی پانچ ہیں انکو کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ کیا کم کرتے ہیں پیٹ سوائے خدا کے کوئی نہیں

جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آویگا سوائے خدا کے اور کوئی بھی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے خدا کے۔

ف اختلاف ہے کہ کم وبیش ہونے سے کیا مراد ہے سو بعضوں نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے پیدائش سے اور جو زیادہ ہوتا ہے اس میں اور بعضوں نے کہا جو کم ہوتا ہے نو مہینوں سے حمل میں اور جو زیادہ ہوتا ہے نفاس میں ساٹھ روز تک اور بعضوں نے کہا جو کم ہوتا ہے ساتھ ظاہر ہونے حیض کے حمل میں ساتھ ناقص ہونے بچے کے اور جو زیادہ ہوتا ہے نو مہینوں سے بقدر اس کے کہ اسکو حیض ہوا اور بعضوں نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے حمل میں ساتھ بند ہونے حیض کے اور جو زیادہ ہوتا ہے ساتھ خون نفاس کے بعد وضع کے اور بعضوں نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے اولاد سے پہلے اور جو زیادہ ہوتا ہے پیچھے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ استعارہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کے واسطے کنجیوں کو واسطے پیروی کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ ناطق ہے ساتھ اس کے قرآن کریم وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ اور تاکہ قریب ہو سمجھنا اس کا سامع پر اس واسطے کہ نہیں شمار کر سکتا ہے غیب کے امروں کو مگر جو ان کو جانتا ہو اور قریب تر چیز جس سے غیب پر اطلاع ہوتی ہے دروازے ہیں اور کنجی آسان تر چیز ہے دروازہ کھولنے کے واسطے اور جب کہ آسان تر چیز کی جگہ پہچانی نہیں جاتی تو جو اس سے اوپر ہو وہ لائق تر ہے کہ نہ پہچانی جاوے اور مراد ساتھ نفی علم کے حقیقی غیب سے ہے یعنے حقیقی غیب کو کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کے اس واسطے کہ بعضے غیب چیز کے واسطے اسباب ہیں کہ استدلال کیا جاتا ہے ان سے اوپر اسکے لیکن یہ غیب حقیقی نہیں سو چونکہ تمام چیز جو وجود میں ہے اس کے علم میں محصور ہے تو تشبیہ دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ساتھ اس چیز کے جو خزانے میں ہو پھر کنجی کو اسکے واسطے استعارہ کیا اور وہ مثل اسکی ہے کہ خدا نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی چیز مگر کہ ہمارے نزدیک اسکا خزانہ ہے اور یہ جو کہا کہ پانچ کنجیاں ہیں تو پانچ کے ٹھہرانے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ تمام عالم ان پانچ چیزوں میں بند ہے سو یہ جو کہا کہ جو پیٹ کم کرتے ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو زیادہ ہوتی ہے جان میں اور جو کم ہوتی ہے اور خاص کیا رحم کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ اکثر لوگ اسکو عادت سے پہچانتے ہیں اور باوجود اسکی نفی کے کہ کوئی اسکی حقیقت کو نہیں پہچانتا تو جو اس کے سوائے ہے وہ بطریق اولی معلوم نہ ہوگا اور یہ جو کہا کہ کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آوے گا تو یہ اشارہ ہے طرف امور عالم علوی کی اور خاص کیا مینہ کو باوجودیکہ اسکے واسطے اسباب ہیں کہ کبھی استدلال کیا جاتا ہے ساتھ جاری ہونے عادت کے اوپر واقع ہونے اسکے کے

لیکن وہ بغیر تحقیق کے ہے اور یہ جو کہا کہ کوئی جی نہیں جانتا کہ کس مین مریگا تو اس مین اشارہ ہے طرف امور عالم سفلی کی باوجودیکہ اکثر لوگون کی عادت یہ ہے کہ اپنے شہر مین مرتے ہین لیکن یہ حقیقۃً نہین بلکہ اگر اپنے شہر مین مرے تو بھی نہین جانتا کہ کس جگہہ مین دفن ہوگا اگرچہ وہان اسکے بڑون کا کوئی مقبرہ ہو بلکہ اگرچہ اس نے اپنے واسطے کوئی قبر تیار کر رکھی ہو اور یہ جو فرمایا کہ کوئی نہین جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے خدا کے تو اس مین اشارہ ہے طرف انواع زمانے کی اور جو اس مین ہے حوادث سے اور تعبیر کی لفظ کل سے اس واسطے کہ کل کا دن سب دنون مین قریب تر ہے اور جب نہین جانتا کوئی کہ کل کیا ہوگا باوجود قریب ہونے اسکے کے اور باوجود ممکن ہونے امارت اور علامت کے تو جو زمانہ کہ اسکے بعد ہے اسکا حال بطریق اولی معلوم نہ ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ کوئی نہین جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے خدا کے تو اس مین اشارہ ہے طرف علوم آخرت کی اس واسطے کہ قیامت کا دن اول ہے آخرت کا اور جب قریب ترچیز کے علم کی نفی کی تو جو اسکے بعد ہے وہ بطریق اولی معلوم نہ ہوگا سو جمع کیا اس آیت نے غیب کی سب قسمون کو اور دور کیا تمام فاسد دعوون کو اور البتہ بیان کیا ہے خدا نے دوسری آیت مین کہ نہین مطلع کرتا خدا تعالے اپنے غیب پر کسیکو مگر جس پیغمبر سے راضی ہوا کہ اطلاع کسی چیز پر ان امرون سے نہین ہوتی ہے مگر اللہ کی توفیق سے (فتح) **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُولُ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُولُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ** ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو البتہ اس نے جھوٹ کہا اور حالانکہ خدا فرماتا ہے کہ نہین پا سکتی ہین اسکو آنکھین اور جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہین تو وہ جھوٹا ہے اور حالانکہ خدا فرماتا ہے کہ کوئی نہین جانتا غیب کو سوائے خدا کے **بَابُ قَوْلِ اللهِ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ** باب ہے خدا نے فرمایا کہ خدا اسلام اور مومن ہے **ف** کہا ابن بطال نے کہ غرض اسکی اس باب سے ثابت کرنا نامون کا ہے خدا کے نامون سے پھر ذکر کیا بعد اسکے جو وارد ہوا ہے ان کے معنون مین اور اس مین نظر ہے ہمنے مانا لیکن وظیفہ شارح کا یہ ہے کہ بیان کرے وجہ تخصیص ان تین نامون کی ساتھ ذکر کے سوائے غیر ان کے کے اور مفرد کرنا ان کا ترجمہ مین اور ممکن ہے کہ ارادہ کیا ہو ساتھ اس قدر کے سب تینون آیتون کو جو سورہ حشر کے اخیر مین مذکور ہین اس واسطے کہ وہ ختم ہوئی ہین ساتھ قول اسکے کے کہ **لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى** اور سورہ اعراف مین فرمایا **وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا** سو گویا کہ بخاری نے بعد ثابت کرنے حقیقت قدرت اور قوت

اور علم کے اشارہ کیا اس طرف کہ صفات سمعیہ نہین محصور ہین عدد معین مین ساتھ دلیل آیت مذکور کے یا مراد اس کی اشارہ کرنا ہے طرف ان اسمون کی کہ نام رکھا جاتا ہے ساتھ انکے اللہ تعالی اور باوجود اس کے ان ناموں کا اطلاق مخلوق پر آتا ہے سو ثابت ہو چکا ہے قرآن اور حدیث مین کہ سلام خدا کے نامون مین سے ہے اور باوجود اسکے اطلاق کیا گیا ہے اس تحیہ پر جو مسلمانون کے درمیان جاری ہے یعنے السلام علیکم اور مومن خدا کو بھی کہا جاتا ہے اور ایمان دار کو بھی مومن کہا جاتا ہے اور یہ دونون نام اس آیت مین اکٹھے واقع ہوئے ہین سو مناسب ہوا کہ دونون کو ایک باب مین ذکر کرے اور کہا اہل علم نے کہ سلام کے معنے خدا کے حق مین وہ ہے جو سلامت رکھے مسلمانون کو اپنے عذاب سے اور مومن کی بھی یہی معنے ہین اور بعضون نے کہا کہ سلام کے معنے ہین جو سلامت ہو ہر نقص سے اور پاک ہو ہر آفت اور عیب سے پس یہہ صفت سلبی ہے اور بعضون نے کہا کہ سلام کرنے والا اپنے بندون کو پس یہہ صفت کلامی ہے اور بعضون نے کہا وہ جو سلامت رکھے خلق کو اپنے ظلم سے اور بعضون نے کہا کہ اسی کی طرف سے ہے سلامتی اسکے بندون کے واسطے سو وہ صفت فعلی ہے اور بعضون نے کہا مومن وہ ہے جو اپنے تئین تصدیق کرے اور اپنے دوستون کو سچا کرے اور اسکی تصدیق جاننا اس کا ہے کہ وہ سچا ہے اور وے سچے ہین اور بعضون نے کہا کہ پیدا کرنے والا امن کا یا بخشنے والا امن کا اور بعضون نے کہا کہ پیدا کرنے والا اطمینان کا دل مین اور ایک روایت مین مھیمن کا لفظ زیادہ ہے اور اسکے معنے ہین جو نہ کم کرے مطیع کو اسکی ثواب سے کچھ اگرچہ بہت ہو اور نہ زیادہ کرے نافرمان کو عذاب اس پر جس کا وہ مستحق ہو (فتح) **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيْقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ **ترجمہ** عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم کہتے تھے خدا کو سلام یعنے التحیات مین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر اللہ ہی ہے سلام یعنے اس طرح نہ کہا کرو بلکہ یون کہا کرو کہ زبان کی سب عبادتین اور بدن کی سب عبادتین اور مال کی سب عبادتین صرف خدا ہی کے واسطے ہین سلام تجہ کو اے پیغمبر اور خدا کی رحمت اور برکت سلام ہے ہم پر اور خدا کے سب ایک بندون پر مین گواہی دیتا ہون کہ خدا کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد بندہ ہے خدا کا

بَاب قَوْلِ اللهِ مَلِكِ النَّاسِ فِيهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باب ہے خدا کے اس قول کے بیان میں کہ خدا بادشاہ ہے آدمیوں کا اس باب میں داخل ہے حدیث ابن عمرؓ کی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے **ف** اور اس حدیث کی شرح نماز میں گذر چکی ہے **ف** کہا بیہقی نے کہ ملک اور مالک وہ خاص ملک ہے اور اسکے معنے ہیں اللہ تعالی کے حق میں جو قادر ہو پیدا کرنے پر اور وہ صفت ہے کہ وہ اسکا مستحق ہے اپنی ذات کے واسطے اور کہا راغب نے کہ ملک وہ متصف ہے ساتھ امر اور نہی کے اور یہ خاص کیا گیا ہے ساتھ بولنے والوں کے اسی واسطے کہا ملک الناس یعنے مالک ہے آدمیوں کا اور نہیں کہا مالک چیزوں کا اور یہ جو کہا مالک یوم الدین تو اسکی تقدیر یہ ہے بادشاہ ہے قیامت کے دن میں اس واسطے کہ دوسری جگہہ فرمایا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ اور احتمال ہے کہ خاص کیا ہو آدمیوں کو ساتھ ذکر کے ملک الناس میں اس واسطے کہ مخلوقات میں سے بعضی چیزیں بڑھنے والی ہیں اور بعضی جماد یعنے بے جان ہیں اور بڑھنے والی چیزوں بعضے چپ رہنے والی ہیں اور بعضی بولنے والی ہیں۔ اور بولنے والی چیزوں میں بعضی چیزیں کلام کرنے والی ہیں اور بعضی نہیں سو عمدہ سب میں وہ چیزیں ہیں جو کلام کرنے والی ہیں یعنے آدمی اور جن اور فرشتے اور جو چیز کہ ان کے سوا ہے جائز ہے داخل ہونا اسکا ان کے قبضے اور تصرف میں اور جب آیت میں مراد وہ چیزیں ہیں جو کلام کرنے والی ہیں تو جسکے وہ مالک ہیں وہ بھی اسی کے ملک میں ہے جو ان کا مالک ہے تو ہوگا یہ حکم میں اس چیز کے جیسے کہا بادشاہ ہے ہر چیز کا باوجود تنبیہ کرنے کے ساتھ ذکر اشرف کے (فتح) اور مراد ساتھ حدیث ابن عمرؓ کے وہ ہے جو آئندہ آوے گی بیچ باب لما خلقت بیدی حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللهُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ۔ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَاِسْحَاقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ **ترجمہ** ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا قبضے میں کرے زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لیگا آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں پھر فرمائیگا کہ میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ اور کہا شعیب اور زبیدی اور ابن مسافر اور اسحاق نے زہری سے ابی سلمہ سے یعنے اختلاف ہے ابن شہاب زہری پر اسکی شیخ نے سو کہا یونس نے کہ وہ سعید ہے اور باقی لوگوں نے کہا کہ وہ ابو سلمہ ہے **ف** کہا ابن بطال نے قول اللہ تعالے کا ملک الناس داخل ہے بیچ معنے التحیات للہ کے یعنے ملک اللہ کا ہے اور گویا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ کہیں التحیات

صدقہ یعنے مارے بندہ ہے گویا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ کہیں التحیات للہ واسطے بجالانے حکم اپنے
رب کے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اور خدا نے جو اپنی ذات کو وصف کیا ساتھ ملک الناس کے تو اس میں دو
وجہ سے احتمال ہے ایک یہ کہ ہو ساتھ معنے قدرت کے سو ہوگی صفت ذات کی اور یہ کہ ہو ساتھ معنے قہر کے اور
پھیرنے کے اس سے جو ارادہ کرتے ہیں پس ہوگی صفت فعل کی اور حدیث میں ثابت کرنا ہے داہنے ہاتھ کا صفت
اللہ تعالی کی واسطے اسکی ذات کی صفتوں سے اور نہیں مراد ہے اس سے جارحہ برخلاف جہمیہ کے اھ اور اس
نے ترجمہ اور حدیث کے درمیان توفیق نہیں دی اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے
طرف اسکی جواب کے استاد نعیم بن حماد نے کہا کہ کہا جاتا ہے جہمیہ سے کہ خبر دو ہم کو قول اللہ تعالی کے سے
بعد فنا ہونے خلقت کے کہ خدا فرماویگا کہ آج کس کی بادشاہی ہے سو کوئی اسکو جواب نہ دیگا پھر خود ہی اس کا جواب
دیگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اور یہ بعد قطع ہونے اور موقوف ہونے اسکی خلق کی کلام کی ہے انکی موت کے سبب
سے سو کیا یہ مخلوق ہے اھ اور اشارہ کیا ہے ساتھ اسکے طرف رد کی اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ اللہ پیدا
کرتا ہے کلام کو پس سناتا ہے جس کو چاہتا ہے ساتھ اس کے کہ جس وقت میں خدا فرماوے گا آج کس کی
بادشاہی ہے اس وقت کوئی مخلوق زندہ نہ ہوگی سوا اپنے تئیں آپ جواب دے گا سو فرماوے گا لِلّٰهِ
الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنے کہے گا کہ آج بادشاہی اللہ ہی کی ہے جو ایک ہے اور بہت قاہر پس ثابت ہوا کہ وہ امر
کی ساتھ کلام کرتا ہے اور اسکا کلام کرنا اس کی ذات کی صفت سے ہے سو وہ غیر مخلوق ہے۔ اور ہشام
ابن عبید رازی نے کہا کہ نہیں شک کرتا کوئی کہ بیشک یہ کلام اللہ کا ہے اور نہیں وحی کرے گا طرف
کسی کی اسواسطے کہ اس وقت کوئی روح باقی نہ رہے گی مگر کہ اسنے موت چکھی ہوگی اور اللہ ہی ہے کہنے
والا اس بات کا اور وہی ہے جواب دینے والا اپنے تئیں (فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ باب ہے بیچ بیان قول خدا کے اور وہ غالب
ہے حکمت والا تیرا رب پاک ہے عزت والا اور اللہ کے واسطے ہے عزت اور اسکے پیغمبر کی **ف** یہ پہلی
آیت سو بہت سورتوں میں واقع ہوئی ہے اور اسپر دوسری آیت سو اس میں منسوب کیا ہے عزت کو
طرف ربوبیت کی اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مراد ساتھ اسکے اس جگہ قہر اور غلبہ ہے اور احتمال
ہے کہ اضافت اختصاص کے واسطے ہو گویا کہ کہا گیا کہ ذو العزت یعنے عزت والا اور یہ کہ وہ ذات کی صفت
ہے اور احتمال ہے کہ عزت سے مراد اس جگہ وہ عزت ہو جو کائن ہے درمیان خلق کے اور حالانکہ وہ مخلوق
ہے سو ہوگی صفت فعل کی بنا بر اسکے رب ساتھ معنے خالق کے ہے اور تعریف عزت میں جنس کے واسطے
ہے سو جب عزت سب اللہ کے واسطے ہوئی تو نہیں صحیح ہے کہ ہو کوئی عزت دیا گیا مگر ساتھ اسکے اور

نہیں ہے عزت کسی کے واسطے مگر کہ وہی اسکا مالک ہے اور اسپر تیسری آیت سو پہچانا جاتا ہے حکم اسکا دوسری سے اور وہ ساتھ معنے غلبے کے ہے اس واسطے کہ وہ اسکے جواب میں آئی ہے جس نے دعوی کیا تھا کہ وہی ہے عزت والا اور جو اسکا مخالف ہے وہ ذلیل تر ہے سو رد کیا اسپر ساتھ اسکے کہ عزت تو اللہ اور اسکے رسول کے واسطے ہے اور مسلمانوں کے واسطے (فتح) وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ اور جو قسم کھاتا ہے اللہ کی عزت اور اسکی صفتوں سے **ف** کہا ابن بطال نے کہ عزیز بغل گیر ہے عزت کو اور عزت احتمال ہے کہ ہو صفت ذات کی ساتھ معنے قدرت اور عظمت کے اور احتمال ہے کہ ہو صفت فعل کی ساتھ معنے قہر کے اپنی مخلوق پر یعنے اپنی مخلوق پر غالب ہے اور اسی واسطے صحیح ہے اضافت نام اسکے کی طرف اسکی اور ظاہر ہوگا فرق درمیان اسکے جو قسم کھاوے ساتھ عزت اللہ کے جو اسکی ذات کی صفت ہے اور جو قسم کھاوے ساتھ عزت اسکی کے جو اسکے فعل کی صفت ہے ساتھ اسکے کہ پہلے قسم میں حانث ہو جاتا ہے اور دوسری میں حانث نہیں ہوتا بلکہ اسکے ساتھ قسم کھانا منع ہے جیسا کہ منع کیا گیا ہے قسم کھانا ساتھ حق آسمان کے اور حق زید کے میں کہتا ہوں کہ اگر مطلق عزت کی قسم کھاوے تو وہ منصرف ہوتی ہے طرف صفت ذات کی اور منعقد ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ ارادہ کرے خلاف اسکے کا ساتھ دلیل احادیث باب کے اور کہا راغب نے کہ عزیز وہ ہے جو قہر کرے اور نہ قہر کیا گیا اس واسطے کہ جو عزت کہ اللہ کے واسطے ہے وہی ہے دائم اور باقی اور وہی ہے عزت حقیقی جو ممدوح ہے اور کبھی استعارہ کی جاتی ہے حمیت اور انفت کے واسطے سو موصوف کیا جاتا ہے ساتھ اسکے کافر اور فاسق اور وہ صفت مذموم ہے اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالی کا اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ اور اسپر قول اللہ کا مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا تو اس کے معنے یہ ہیں کہ جو ارادہ کرے کہ با عزت ہو تو چاہیے کہ کماوے عزت کو اللہ سے اس واسطے کہ عزت اللہ ہی کے واسطے ہے اور نہیں حاصل ہوتی ہے مگر خدا کی فرمان برداری سے اور اسی واسطے ثابت کیا ہے اسکو اپنے رسول کے واسطے اور مسلمانوں کے واسطے اور کبھی وارد ہوتی ہے عزت ساتھ معنے صعوبت کے جیسا کہ اس آیت میں ہے عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ اور ساتھ معنے غلبے کے اور کہا بیہقی نے کہ عزت ساتھ معنے قوت کے ہے سو راجع ہے طرف معنے قدرت کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری کی ساتھ باب کے ثابت کرنا عزت کا ہے واسطے اللہ کے تاکہ رد کرے اسپر جو کہتا ہے کہ وہ عزیز ہے بدون عزت کے یہ قول معتزلہ کا ہے (فتح) وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ جَهَنَّمُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ اور کہا انس نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کہے گی بس بس قسم ہے تیری عزت کی **ف** یہ حدیث پوری ہم اپنی شرح کے تفسیر سورہ ق میں گذر چکی ہے اور مراد اس سے

یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نقل کیا دوزخ سے کہ وہ خدا کی عزت کی قسم کھاوے گی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا پس حاصل ہوگی مراد برابر ہے کہ حقیقۃً وہی ناطق ہو یا جو اس پر موکل ہیں وہ ناطق ہوں (فتح) وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ اٰخِرُ اَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ اور کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک مرد باقی رہے گا جو سب دوزخیوں میں سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا سو وہ کہے گا کہ اے میرے رب میرا منہ آگ کی طرف سے پھیر دے قسم ہے تیری عزت کی کہ میں تجھ سے اسکے سوائے اور کچھ نہیں مانگتا ابو سعید نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا فرماوے گا کہ تیرے واسطے ہے جو تو نے مانگا اور دس گنا اور بھی **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گذر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول اسکا ہے کہ اس نے کہا قسم ہے تیری عزت کی وَقَالَ اَيُّوْبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ اور کہا ایوب نے اور مجھ کو تیری عزت کی قسم ہے کہ تیری برکت اور عنایت کی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں **ف** اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گذر چکی ہے اور وجہ دلالت کی ایمان والنذور میں گذری اور واقع ہوا ہے حاکم کی روایت میں کہ جب خدا نے ایوب علیہ السلام کو صحت دی تو اسپر سونے کی ٹڈیوں کا مینہ برسا **حَدَّثَنَا** اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہتے تھے میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی نہیں لائق بندگی کے مگر تو جو کبھی نہیں مرے گا اور جن اور آدمی مرجاویں گے **ف** عائد موصول کے واسطے محذوف ہے پس حاصل ہوگا احتیاط اور یہ جو کہا کہ جن اور آدمی مرجاویں گے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ فرشتے نہیں مریں گے اور نہیں ہے حجت بیچ اسکے اس واسطے کہ وہ مفہوم لقب کا ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں اور نیز معارض ہے اسکو جو قوی تر ہے اس سے وہ قول اللہ تعالے کا ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ **حَدَّثَنَا** ابْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلْقٰى فِي النَّارِ **وَقَالَ** لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ **ح** وَعَنْ مُعْتَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ لَا یَزَالُ یُلْقٰی فِیْھَا وَھِیَ تَقُوْلُ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ حَتّٰی یَضَعَ فِیْھَا رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَدَمَہٗ فَیَنْزَوِیْ بَعْضُھَا اِلٰی بَعْضٍ ثُمَّ تَقُوْلُ قَدْ قَدْ بِعِزَّتِکَ وَکَرَمِکَ وَلَا یَزَالُ الْجَنَّۃُ تَفْضُلُ حَتّٰی یُنْشِئَ اللّٰہُ لَھَا خَلْقًا فَیُسْکِنُھُمْ فَضْلَ الْجَنَّۃِ **ترجمہ** انس سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ دوزخ میں کافروں کو ڈالا کریں گے اور کہا کرے گی کیا کچھ اور بھی ہے یہانتک کہ خدا تعالے اپنا قدم (بے مثل) اس میں رکھے گا تو وہ آپس میں سمٹ جاوے گی پھر کہے گی بس بس مجھ کو تیری عزت اور کرم کی قسم ہے اور ہمیشہ رہے گی بہشت باقی یعنے اس میں بہت جگہہ باقی رہے گی یہانتک کہ خدا اسکے واسطے اور مخلوق پیدا کرے گا سو جگہہ دیگا ان کو باقی بہشت میں **ف** اس حدیث کی شرح سورہ ق کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے حلف کرنا ساتھ کرم اللہ کے جیسا کہ جائز ہے حلف کرنا ساتھ عزت اللہ کے **باب** قول اللہ عز وجل وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ باب ہے خدا کے اس قول کے بیان میں کہ وہی ہے جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ساتھ حق کے **ف** شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس ترجمے کے طرف اس چیز کی جو اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوئی ہے کہ معنے قول اسکے کے بالحق یعنے ساتھ کلمہ حق کے اور وہ قول اسکا ہے کن اور واقع ہوا ہے باب کی حدیث کے اول میں قولہ الحق سو شاید یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ مراد ساتھ قول کے کلمہ ہے اور وہ کن ہے واللہ اعلم۔ اور کہا ابن تین نے کہ اسکے معنے ہیں بسبب حق کے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ حق کے اس جگہہ ضد ہزل کی ہے اور مراد ساتھ حق کے اسماء حسنیٰ میں موجود ثابت ہی جو نہ زائل ہو نہ متغیر ہو اور جو اعتقاد کہ نفس الامر کے مطابق ہو اسکو بھی حق کہتے ہیں اور فعل پر بھی حق بولا جاتا ہے جو واقع کے مطابق ہو اور اطلاق کیا جاتا ہے اوپر واجب اور لازم اور ثابت اور جائز کے اور نقل کیا ہے بیہقی نے حلیمی سے کہ حق وہ ہے کہ نہ جائز ہو انکار اسکا اور لازم ہو اثبات اسکا اور اعتراف ساتھ اسکے اور وجود باری کا لائق تر ہے جس کے ساتھ اعتراف کرنا واجب ہے اور نہیں جائز ہے انکار اسکا اس واسطے کہ صحیح دلیلیں روشن کہ خدا کے وجود پر دلالت کرتی ہیں کسی پر نہیں دلالت کرتیں حَدَّثَنَا قَبِیْصَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْا مِنَ اللَّیْلِ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْھِنَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قَوْلُکَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَاءُکَ حَقٌّ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَاَخَّرْتُ وَاَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰھِیْ لَا اِلٰہَ لِیْ غَیْرُکَ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رات

کو یہ دعا پڑھتے تھے الٰہی تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی ہے آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا اور جو ان کے درمیان ہے تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی ہے آسمانوں اور زمین کا روشن کرنے والا تیرا قول سچ ہے اور تیرا وعدہ سچ مچ ہے اور تیرا ملنا سچ مچ ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے الٰہی میں تیرا تابعدار ہوا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر یعنے بھروسا کیا اور تیری طرف یعنے رجوع کی اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہوں سو بخش دے جو میں نے آگے کیا اور پیچھے کیا اور جس کو یعنے چھپایا اور جو ظاہر کیا تو ہی ہے میرا اللہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے تیرے **ف** کہا ابن بطال نے یہ جو کہا کہ آسمانوں اور زمین کا یعنے پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور قول اسکا بالحق یعنے پیدا کیا انکو ساتھ حق کے یعنے بے فائدہ **حدثنا** ثابت بن محمد قال حدثنا سفین بھذا وقال انت الحق وقولک الحق **ترجمہ** یعنے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ ساقط ہوا ہے قبیصہ کی روایت سے قول اسکا انت الحق اس واسطے کہ اسکو اول میں ہے قولک الحق اور ثابت ہوا ہے قول اسکا انت الحق ثابت بن محمد کی روایت میں (فتح) **باب** قولہ وکان اللہ سمیعا بصیرا خدا نے فرمایا کہ خدا سننے والا دیکھنے والا ہے **ف** کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری کی اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو قائل ہے کہ معنے سمیع بصیر کے علیم ہیں اور لازم آتا ہے اسپر یہ کہ برابر کرے اس کو ساتھ اندھے کے جو جانتا ہے کہ آسمان سبز ہے اور حالانکہ اسکو آسمان نظر نہیں آتا اور ساتھ بہرے کے جو جانتا ہے کہ آدمیوں میں آواز ہیں اور اُن کو نہیں سنتا اور نہیں کوئی شک ہے کہ جو سننے اور دیکھے وہ زیادہ تر داخل ہونے والا ہے صفت کمال میں اس شخص سے جس میں صرف ایک وصف دونوں میں سے پائی جاوے پس صحیح ہوا کہ قول اسکا سمیعا بصیرا فائدہ دیتا ہے قدر زائد کا اوپر علیم ہونے اسکے کے اور قول اس کا سمیعا بصیرا انقل گیر ہے اسکو کہ وہ سنتا ہے کان سے اور دیکھتا ہے آنکھ سے جیسا کہ نقل گیر ہے ہونا اسکا علیما اسکو کہ وہ عالم ہے علم سے اور نہیں ہے کوئی فرق درمیان ثابت کرنے کے کہ وہ سمیع بصیر ہے اور درمیان اسکے کہ وہ سمیع بصر یعنے کان آنکھ والا ہے اور یہ قول ہے سب اہل سنت کا اور حجت پکڑی ہے معتزلی نے ساتھ اسکے کہ سننا پیدا ہوتا ہے پہونچنے ہوا کے سے جو مسموع ہے طرف پٹھے کی جو بچھا ہوا ہے بیچ جڑہ سوراخ کان کے اور اللہ پاک ہے جارحہ سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ یہ عادت ہے کہ جاری کی ہے اللہ نے اسکے حق میں جو زندہ ہو سو پیدا کرتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ وقت پہونچنے ہوا کے طرف محل مذکور کی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سنتا ہے مسموعات کو بدون وسائط کی اور اسی طرح دیکھتا ہے چیزوں کو بدون روبرو ہونے کے اور خارج ہونے شعاع کے پس ذات باری

کی باوجود ہونے اسکے کے زندہ موجود نہین مشابہ ہے مخلوق کے ذات کو پس اسیطرح اسکی ذات کی صفتیں
بہی صفات کے مشابہ نہین وسیاتی مزید ذالک اور کہا بیہقی نے اسمار اور صفات مین کہ سمیع وہ ہے جس کے
واسطے سمع ہو کہ پاوے ساتہہ اسکے سموعات کو اور بصیر وہ ہے کہ اسکے واسطے بصر ہو کہ پاوے ساتہہ اسکے
مرئیات کو اور ہر ایک دونون مین سے خدا کے حق مین صفت قائم ہے ساتہہ ذات اسکی کے اور باب کی
آیت اور حدیثون سے ثابت ہوتا ہے رد اس شخص پر جس نے گمان کیا کہ وہ سمیع بصیر ہے ساتہہ معنے
علیم کے پہر روایت کی حدیث ابوہریرہ کی جو روایت کی ابوداؤد نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ
آیت پڑہی اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا اور اپنی دو انگلیون کو آنکہہ اور کان پر رکہا کہا بیہقی اُنکے کہ مراد
ساتہہ اسکے اشارہ کرنا ہے طرف تحقیق اثبات سمع اور بصر کی واسطے اللہ کے ساتہہ بیان کرنے محل انکو
کے آدمی سے کہ خدا کے واسطے سمع اور بصر ہے یہ کہ مراد ساتہہ اسکے علم ہے اس واسطے کہ اگر اس طرح
ہوتا تو اشارہ کرتے طرف دل کی اس واسطے کہ وہ محل ہے علم کا اور نہین ہے مراد ساتہہ اسکے جارحہ اس
واسطے کہ خدا تعالے پاک ہے مخلوق کی مشابہت سی پہر ذکر کیا ابوہریرہؓ کی حدیث کے واسطے شاہد
عقبہ کی حدیث سی کہ سینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر فرماتے تہے کہ مقرر ہمارا خدا سمیع اور
بصیر ہے اور اشارہ کیا اپنی دونون آنکہہ کی طرف اور دجال کی حدیث مین ہے کہ بیشک خدا کانا نہیں
اور اشارہ کیا اپنے ہاتہہ سے اپنی آنکہہ کی طرف اور صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ خدا تعالے
تمہاری صورت کی طرف نہین دیکہتا ولیکن تمہارے دل کی طرف دیکہتا ہے (فتح) وَقَالَ الْاَعْمَشُ عَنْ
تَمِیْمٍ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَسِعَ سَمْعُہُ الْاَصْوَاتَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِہَا ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے کہا کہ سب
تعریف اللہ کو کہ اوراک کیا ہے اسکی سمع نے آوازون کو سو خدا نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت
اُتاری البتہ اللہ نے سن لی ہے بات اس عورت کی جو اپنے خاوند کے واسطے تجہ سے جہگڑتی ہے **ف**
کہا ابن تین نے کہ معنے وسع کے ہین ادراک کیا اس واسطے کہ جو چیز کہ کشادگی کی ساتہہ موصوف کی جاوے
وہ تنگی کے ساتہہ بہی موصوف ہوتی ہے اور یہ اجسام کی صفات سے ہے پس واجب ہے پہیرنا اسکے قول
کا ظاہر سے اور حدیث مین تصریح ہے ساتہہ اسکے کہ خدا کے واسطے سمع ہے اور ابی عبیدہ بن معن سے
روایت ہے کہ مین نہین سنتا کلام خولہ کا اور بعض کلام اسکا مجہ سے پوشیدہ رہتا تہا اور وہ اپنے
خاوند کی شکایت کرتی تہی اور کہتی تہی کہ اس نے میری جوانی کہالی اور مین نے اسکے واسطے اولاد جنی
یہانتک کہ جب مین بڈہی ہوئی تو اس نے مجہ سے ظہار کیا یعنے مجہ کو مان کہا یعنے اس نے شکوہ کیا کہ

گھر ویران ہوتا ہے اولاد پریشان ہوتی ہے سو ہمیشہ رہی وہ شکوہ کرتی یہاں تک کہ جبرئیل یہ آیتین لائے قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ الآیۃ اور صحیح تر روایت ہی کہ وارد ہوئی ہے اس قصے مین (فتح) حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَکُنَّا اِذَا عَلَوْنَا کَبَّرْنَا فَقَالَ ارْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا قَرِیْبًا ثُمَّ اَتٰی عَلَیَّ وَاَنَا اَقُوْلُ فِیْ نَفْسِیْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ قَیْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَاِنَّہَا کَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ اَوْ قَالَ اَلَا اَدُلُّکَ بِہٖ **ترجمہ** ابو موسے رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر مین تھے سو جب ہم کسی اونچی جگہہ پر چڑھتے تھے تو پکار پکار کے اللہ اکبر کہتے تھے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو نرمی کرو اپنی جانون پر اس واسطے کہ تم بہرے اور غائب کو نہین پکارتے تم تو سنتے نزدیک والے کو پکارتے ہو اور مین اپنے جی مین کہتا ہون لاحول ولاقوۃ الا باللہ سو فرمایا کہ اے عبد اللہ بن قیس (یہ ابو موسی کا نام ہے) کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہ وہ ایک خزانہ ہے بہشت کے خزانون سے یا فرمایا کیا نہ بتلاؤن مین تجھ کو یعنے ساتھ باقی حدیث کے **ف** کہا کرمانی نے کہ اگر روایت یون آتی کہ تم بہرے اور اندھے کو نہین پکارتے ہو تو ظاہر ہوتی مناسبت مین لیکن چونکہ غائب اندھے کی مانند ہے نہ دیکھنے مین تو اسکے لازم کی نفی کی تاکہ ہو ابلغ اور شامل تر اور زیادہ کیا قریب کو اس واسطے کہ بعید اگرچہ ان لوگون مین سے ہے جو سنتے دیکھتے ہین لیکن وہ دور ہونے کے سبب سے دیکھ سن نہین سکتا ہے کبھی اور نہین ہے مراد قریب ہونا مسافت کا اس واسطے کہ خدا تعالی پاک ہے حلول سے یعنے مخلوق کے اندر داخل ہونے سے کما لایخفے اور مناسبت غائب کی ظاہر ہے بہ سبب نہی کرنے کے آواز کے بلند کرنے سے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث مین نفی آفت کی ہے جو مانع ہے سمع سے اور نفی آفت کی ہے جو مانع ہے دیکھنے سے اور ثابت کرنا اسکا کہ وہ سمیع بصیر قریب ہے مستلزم ہے اسکو کہ ان صفتون کی ضد اسپر صحیح نہ ہو (فتح)

حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَہْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنْ یَزِیْدَ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِہٖ فِیْ صَلٰوتِیْ قَالَ قُلِ اللّٰہُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مِنْ عِنْدِکَ مَغْفِرَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا حضرت مجھکو وہ دعا سکھلایے جسکے ساتھ مین نماز مین دعا کیا کرون یعنے التحیات کے اخیر مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہہ اللہم سے اخیر تک یعنے الٰہی

میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا سوائے تیرے سو تو بخش دے مجھ کو اپنے پاس کی مغفرت سے البتہ تو ہی ہے بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان **ف** اس حدیث کی شرح دعوات میں گذر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے اس طرف کہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ دعا کرنا ابوبکر صدیق کا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سکھلایا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ اسکی دعا کو سننے والا ہے اور اسکو اس پر بدلا دینے والا ہے اور کہا بعضوں نے کہ حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترجمہ کے مطابق نہیں اس واسطے کہ نہیں ہے اس میں ذکر سننے دیکھنے کا لیکن ذکر کیا دونوں کے لازم کو اس جہت سے کہ فائدہ دعا کا قبول کرنا دعا کا ہے سو اگر خدا کی سمع چھپی بات سے متعلق نہ ہوتی جیسے کہ کھلی بات سے متعلق ہے تو البتہ نہ حاصل ہوتا فائدہ دعا کا یا مقید کیا جاتا اسکو ساتھ اسکے جو پکار کر دعا مانگے (فتح) **حدثنا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ نَادَانِيْ قَالَ اِنَّ اللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ **ترجمہ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جبریل نے پکارا کہا کہ بیشک خدا نے تیری قوم کی بات سنی اور جو انہوں نے تجھ کو جواب دیا **ف** اس حدیث کی شرح بدء الخلق میں گذر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ البتہ خدا نے تیری قوم کی بات سنی اور جو انہوں نے تجھ کو جواب دیا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ رد کیا انہوں نے اس چیز کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسکی طرف بلایا یا توحید سے یعنی اسکو قبول نہ کیا اور کہا کرمانی نے کہ مقصود ان حدیثوں سے ثابت کرنا صفت سمع اور بصر کا ہے اور یہ دونوں صفت اسکی قدیمی ہیں اسکی ذات کی صفتوں سے اور وقت پیدا ہونے مسموع اور دیکھی گئی چیز کے واقع ہوتا ہے تعلق اور معتزلوں نے کہا کہ خدا سمیع ہے سنتا ہے ہر مسموع کو اور بصیر ہے دیکھتا ہے ہر مبصر کو سو انہوں نے دعوی کیا ہے کہ یہ دونوں صفت حادث ہیں اور ظاہر آیتوں اور حدیثوں کا ان پر رد کرتا ہے (فتح) **باب** قَوْلِهٖ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ خدا نے فرمایا کہ وہ خدا قادر ہے **ف** کہا ابن بطال نے کہ قدرت ذات کی صفت ہے اور پہلے گذر چکا ہے بیان اسکا **حدثنا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الْمَوَالِيْ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَسَنِ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ السَّلَمِيُّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ اَصْحَابَهُ الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ

بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْاَمْرَ ثُمَّ تُسَمِّيْهِ بِعَيْنِهٖ خَيْرًا لِّيْ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ قَالَ اَوْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ **ترجمہ** جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو استخارہ سکھلاتے تھے ہر کام مین جیسے انکو قرآن کی سورہ سکھلاتے تھے فرماتے تھے کہ جب کوئی کسی کام کا قصد کرے تو دو رکعت نفل نماز پڑھے سوائے فرض کے پھر یہ دعا پڑھے اللہم سے آخر تک یعنے الٰہی مین تجھ سے خیریت مانگتا ہون تیرے علم کے وسیلے سے اور تجھ سے قدرت مانگتا ہون تیری قدرت کے وسیلے سے اور سوال کرتا ہون تیرے بڑے فضل سے سو مقرر تو قادر ہے مجھ کو قدرت نہین اور تو جانتا ہے اور مین نہین جانتا اور تو سب چھپی چیزون کا دانا ہے الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام پھر خاص اسکا نام لے جو ہو بہتر ہے میرے واسطے میری دنیا اور عاقبت مین یا یون فرمایا کہ میرے دین اور دنیا مین اور انجام کار مین تو اسکو میرے واسطے مقدر کر اور اسکو میرے واسطے آسان کر دے پھر مجھ کو اس مین برکت دے الٰہی اور اگر تو جانتا ہو کہ یہ کام میرے حق مین بد ہے میرے دین اور دنیا مین اور انجام کار مین یا یون فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت مین تو اس کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو اس سے ہٹا دے اور مقرر کر دے میرے واسطے بہتر کام کو جہان کہین کہ ہو پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے **ف** اور یہ جو کہا کہ مین تجھ سے قدرت مانگتا ہون یعنے مین تجھ سے طلب کرتا ہون کہ تو مجھ کو قدرت دے مطلوب پر اور یہ جو کہا کہ مجھ کو اس سے راضی کر یعنے سو مین نہ پچھتاؤن اسکے طلب کرنے پر اور نہ اسکے واقع ہونے پر اس واسطے کہ مین اسکے انجام کار کو نہین جانتا اگرچہ اب مین اسکے طلب کرنے کے وقت اس سے راضی ہون اور ظاہر اسکا یہ ہے کہ دعا ذکر نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہے اور احتمال ہے کہ ہو ترتیب اس مین بہ نسبت اذکار نماز کے اور اسکی دعاؤن کے سو کہے بعد فراغ کے سلام سے **باب** مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ باب ہے بیچ بیان مقلب القلوب کے یعنے دلون کا پھیرنے والا اور خدا نے فرمایا اور ہم پھیرتے ہین انکے دل اور آنکھ کو **ف** کہا راغب نے کہ قلب کرنا چیز کا تغیر کرنا اسکا ہے ایک حال سے طرف دوسرے حال کی اور بدلنا خدا کا دلون اور آنکھون کو پھیرنا انکا ہے ایک رائے سے طرف دوسری رائے کی اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعراض دل کی مانند ارادے وغیرہ کے ساتھ پیدا کرنے خدا کے ہین اور وہ صفات فعلیہ سے ہین اور مرجع ان کا قدرت کی طرف ہے +

حدثنا سعید بن سلیمان عن ابن المبارک عن موسی بن عقبۃ عن سالم عن عبد اللہ قال اکثر ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحلف لا ومقلب القلوب ترجمہ عبد اللہ سے روایت ہے کہ اکثر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم قسم کہایا کرتے تھے قسم ہے دلوں کے پھیرنے والے کی ف اس حدیث کی شرح کتاب الایمان والنذور میں گذر چکی ہے اور اسیطرح آیت ان دونوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعراض دل کے ارادی وغیرہ سے واقع ہوتا ہے خدا کے پیدا کرنے سے اور اس میں حجت ہے اسکے واسطے جو کہتا ہے کہ جائز ہے نام رکہنا اللہ تعالی کا ساتھ اس نام کے کہ ثابت ہو خبر میں اگرچہ نہ متواتر ہو اور معنے نقلب افئدتہم کے یہ ہین کہ ہم ان کو پھیرتے ہین جدہر چاہتے ہین اور کہا معتزلی نے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ ہم ان پر مہر کرتے ہین سو نہین ایمان لاتے اور طبع ان کے نزدیک ترک ہے سو معنے یہ ہین کہ ہم ان کو چھوڑتے ہین اور جو انہون نے اپنے واسطے اختیار کیا اور نہین ہین یہ معنے تقلیب کے لغت عرب مین اور اس واسطے کہ خدا تعالے مدح کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ وہ اس صفت کے ساتھ اکیلا ہے اور نہین ہے کوئی شریک اسکا بیچ اسکے پس نہین صحیح ہوگی تفسیر طبع کی ساتھ ترک کے اور طبع اہل سنت کے نزدیک پیدا کرنا کفر کا ہے کافر کے دل مین اور بدستور رہنا اسکا اوپر اسکے یہانتک کہ مرجاوے سو معنے حدیث کے یہ ہین کہ اللہ تصرف کرتا ہے بندون کے دل مین جس طرح چاہتا ہے نہین منع ہے اسپر کوئی چیز اس سے اور نہین فوت ہوتا ہے اس سے ارادہ اور یہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے مقلب القلوب میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھہ تو اس مین اشارہ ہے اس طرف کہ یہ سب بندون کو شامل ہے یہانتک کہ پیغمبرون کو بہی اور دفع کیا اس وہم کو کہ پیغمبر لوگ اس سے مخصوص ہین اور خاص کیا اپنے نفس پاک کو واسطے اعلان کرنے کے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نفس پاک خدا کی طرف پناہ پکڑنے کا محتاج ہے تو حضرت کا غیر بطریق اولے محتاج ہوگا (فتح) **باب** ان للہ مائۃ اسم الا واحدا خدا کے ننانوے نام مین ایک کم سو قال ابن عباس ذو الجلال العظمۃ البر اللطیف اور کہا ابن عباس نے کہ ذو الجلال کے معنے بزرگ عظمت والا یعنے جلال کے معنے عظمت کے ہین اور بر کے معنے ہین لطیف بار یک بین حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان للہ تسعۃ وتسعین اسما مائۃ الا واحدا من احصاہا دخل الجنۃ احصیناہ حفظناہ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالے کے ننانوے نام ہین ایک کم سو جو ان کو یاد کر لیوے یا اعتقاد سے شمار کر رکہے یا انکے معنے بوجھے اور اسپر عمل کرے وہ بہشت مین داخل ہوگا احصینا کے معنے ہین ہمنے ان کو یاد کر رکہا ف کہا اصیلی

نے کہ احصا کے معنے ہیں ان پر عمل کرنا نہ شمار کرنا اور یاد کرنا ان کا اس واسطے کہ واقع ہوتا ہے یہ کبھی کافر اور منافق کے واسطے کہا ابن بطال نے کہ احصا واقع ہوتا ہے ساتھ قول کے اور واقع ہوتا ہے ساتھ عمل کے سو جو عمل کے ساتھ ہے سو وہ یہ ہے کہ اللہ کے بعضے نام وہ ہیں کہ خاص ہوتا ہے ساتھ ان کے اور وہ مانند احد اور متعال اور قدیر کے ہے اور جو ان کی مانند ہے پس واجب ہے اقرار ساتھ ان کے اور جھکنا نزدیک ان کے اور اس کے بعضے نام وہ ہیں کہ مستحب ہے پیروی کرنی ان کے معانی میں مانند رحیم اور کریم اور عفو کے اور جو مانند انکے ہے پس مستحب ہے بندے کے واسطے کہ ان کے معنوں سے آراستہ ہوتا کہ ادا کرے حق عمل کرنے کا ساتھ انکے اور ساتھ اسکے حاصل ہوگا احصا عملی اور لیکن احصا قولی سو حاصل ہوتا ہے ان کے جمع کرنے اور یاد کرنے سے اور سوال کرنے سے ساتھ ان کے اگرچہ شریک ہوا یا نہ دار کو غیر اسکا عدد اور حفظ میں اس واسطے کہ ممتاز ہوتا ہے اس سے ایمان دار ساتھ ایمان کے اور عمل کرنے کے ساتھ اسکے اور کہا ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد علی الجہمیہ کے جو ذکر کیا نعیم بن حماد نے کہ جہمیہ نے کہا کہ خدا کے نام مخلوق ہیں اس واسطے کہ اسم غیر مسمے کا ہے اور دعوی کیا ہے انہوں نے کہ خدا تھا اور ان ناموں کا وجود نہ تھا پھر ان کو پیدا کیا پھر ان کے ساتھ نام رکھا گیا تو ہم ان کو کہتے ہیں کہ خدا نے فرمایا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور کہا ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ سو خدا نے خبر دی کہ وہ معبود ہے اور اسکی کلام نے دلالت کیا اسکے اسم پر ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کی ساتھ اسکے اپنے نفس پر سو جو گمان کرے کہ خدا کا نام مخلوق ہے تو اس نے گمان کیا کہ مقرر اللہ نے حکم کیا اپنے پیغمبر کو یہ کہ تسبیح کہے مخلوق چیز کو **باب** السُّؤَالِ بِاَسْمَاءِ اللّٰہِ وَالْاِسْتِعَاذَۃِ بِھَا سوال کرنا خدا کے ناموں سے اور پناہ مانگنی ساتھ انکے **ف** کہا ابن بطال نے کہ مقصود ساتھ اس ترجمہ کے صحیح کرنا قول کا ہے ساتھ اسکے کہ اسم وہی ہے مسمی اسی واسطے صحیح ہے پناہ مانگنا ساتھ اسم کے جیسے کہ صحیح ہے پناہ مانگنا ساتھ ذات کے اور لیکن شبہ قدریہ کا کہ وارد کیا ہے اس کو انہوں نے اوپر متعدد ہونے ناموں کے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اسم بولا جاتا ہے اور مراد اس سے مسمے ہوتا ہے اور بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ اسکے تسمیہ ہوتا ہے اور یہی مراد ہے ساتھ حدیث اسماء کے اور ذکر کیں باب میں نو حدیثیں سب کی سب بیچ برکت طلب کرنے کے ہیں ساتھ نام اللہ کے اور سوال کرنے کے ساتھ اسکے اور پناہ مانگنے کے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمْ فِرَاشَہٗ فَلْیَنْفُضْہُ بِصَنِفَۃِ ثَوْبِہٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْیَقُلْ بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُہٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لَھَا وَاِنْ اَرْسَلْتَھَا فَاحْفَظْھَا بِمَا تَحْفَظُ بِہٖ عِبَادَکَ

الصّالحین تابعہ یحیی وبشر بن المفضل عن عبید اللہ عن سعید عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وزاد زھیر وابو ضمرۃ واسمعیل بن زکریا عن عبید اللہ عن سعید عن ابیہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورواہ ابن عجلان عن سعید عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بستر پر آوے تو چاہیے کہ اسکو اپنے کپڑے کے کنارے سے جھاڑے تین بار اور چاہیے کہ کہے اے میرے رب میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو رکھا اور تیری ہی مدد سے اسکو اٹھاؤں گا سو اگر تو میرے نفس کو بند رکھے یعنی مار ڈالے تو اس کو بخشدے اور اگر تو اس کو چھوڑے تو اس کو نگہہ رکھہ ساتھہ اس چیز کے کہ تو اپنے نیک بندوں کو نگاہ رکھتا ہے متابعت کی اسکی یحیی نے الخ یعنے مراد ساتھہ وارد کرنے ان تعلیقات کی بیان کرنا اختلاف کا ہے سعید مقبری پر کہ کیا روایت کی ہے اس نے یہ حدیث ابوہریرہؓ سے بلا واسطہ یا بواسطہ اپنے باپ کے **ف** کہا ابن بطال نے کہ منسوب کیا وضع کو طرف اسم کی اور رفع کو طرف ذات کی سو دلالت کی اس نے اسپر کہ مراد ساتھہ اسم کے ذات ہے اور ساتھہ ذات کے مدد طلب کی جاتی ہے پہلو رکھنے اور اٹھانے میں نہ لفظ سے (فتح) **حدثنا** مسلم قال حدثنا شعبۃ عن عبد الملک عن ربعی عن حذیفۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اوی الی فراشہ قال اللھم باسمک اموت واحیی واذا اصبح قال الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور **ترجمہ** حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر آتے تو فرماتے کہ الہی میں تیرے نام سے جیتا ہوں اور تیرے نام پر مروں گا اور جب صبح کو جاگتے تو یہ فرماتے شکر ہے خدا کو جس نے ہمکو جلایا بعد ہمارے مرنے کے اور اسی کی طرف ہے جی کر اٹھنا یعنے قیامت میں **ف** نشور کے معنے میں زندہ ہونا بعد موت کے اور اس حدیث کی شرح دعوات میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ الہی تیرے نام سے جیتا ہوں اور تیرے نام سے مروں گا **حدثنا** سعد بن حفص قال حدثنا شیبان عن منصور عن ربعی بن حراش عن خرشۃ بن الحر عن ابی ذر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اخذ مضجعہ من اللیل قال باسمک نموت ونحیی فاذا استیقظ قال الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور **ترجمہ** ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات کو سونے کے واسطے لیٹتے تو کہتے میں تیرے نام سے مرتا ہوں یعنے سوتا ہوں اور جاگتا ہوں پھر جب جاگتے تو کہتے شکر ہے خدا کو جس نے ہمکو جلایا بعد ہمارے مرنے کے اور اسی کی طرف ہے جی اٹھنا **ف** نیند کو موت اس واسطے فرمایا کہ جیسے موت سے

عقل اور حواس نہیں رہتی ویسے ہی نیند میں بھی نہیں رہتی پھر اسکے بعد قیامت کا جی اٹھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واسطے ذکر کیا کہ جاگنا قیامت کی زندگی کی مثال ہے یعنے جیسے نیند کے بعد جاگتے ہیں اسی طرح موت کے بعد قیامت میں زندہ ہوں گے **حدثنا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ سے رزقتنا تک یعنی شروع اللہ کے نام سے الٰہی بچا رکھ ہمکو شیطان سے اور بچا شیطان سے ہماری اولاد کو سو البتہ اگر میاں بیوی کے درمیان اس صحبت میں کوئی لڑکا قسمت میں ہوگا تو اسکو شیطان ہرگز ضرر نہ پہونچا سکے گا **ف** اس حدیث کی شرح نکاح میں گذر چکی ہے **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أُرْسِلُ كِلَابِيَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَأَمْسَكْنَ فَكُلْ وَإِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْ **ترجمہ** عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مینے کہا کہ میں اپنے کتے سکھائے ہوئے شکار پر چھوڑتا ہوں تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنے سکھائے ہوئے شکاری کتے کو شکار پر چھوڑے اور خدا کا نام لیوے سو وہ شکار کو پکڑ رکھیں تو کھا اور جب تو بے پر کے تیر کو مارے پھر وہ تیر شکار کو چیر پھاڑ ڈالے تو کھا **ف** اس حدیث کی شرح ذبائح میں گذر چکی ہے **حدثنا** يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ هُنَا أَقْوَامًا حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ يَأْتُونَنَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِي يَذْكُرُونَ عَلَيْهَا اسْمَ اللّٰهِ أَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوا أَنْتُمُ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ وَأُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ **ترجمہ** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت البتہ یہاں چند قومیں ہیں کہ انکے کفر کا زمانہ قریب ہے یعنے تازہ مسلمان ہوئے ہیں ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ ذبح کے وقت اسپر خدا کا نام لیتے ہیں یا نہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خدا کا نام لے لیا کرو اور کھا یا کرو **ف** یعنے اہل اسلام پر نیک گمان کیا چاہیے وے لوگ ذبح کیوقت

خدا کے نام کو ترک نہ کرتے ہوں گے تم اپنا شبہ رفع کرنے کے واسطے خدا کا نام لے لیا کرو اور یہ مطلب نہیں کہ اگرچہ انہوں نے ذبح کے وقت خدا کا نام نہ لیا ہو تو بھی تمہارے بسم اللہ کہنے سے پاک ہو جاویگا اس واسطے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اور یہ حدیث ذبائح میں بھی گزر چکی ہے حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی دو مینڈوں سے بسم اللہ اور اللہ اکبر کہتے تھے ف اس حدیث کی شرح قربانی میں گذر چکی ہے حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ ترجمہ جندب بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ وہ قربانی کے دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس حاضر تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اول نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ جو نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو چاہیے کہ اسکے بدلے اور ذبح کرے اور جس نے نماز سے پہلے قربانی ذبح نہ کی ہو تو چاہیے کہ ذبح کرے خدا کے نام سے ف اس حدیث کی شرح بھی قربانیوں میں گزر چکی ہے حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ ترجمہ ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم نہ کھایا کرو اپنے باپوں کی اور جو قسم کھایا چاہے تو چاہیے کہ اللہ کی قسم کھاوے ف اس حدیث کی شرح ایمان والنذور میں گذر چکی ہے کہا نعیم بن حماد نے جہمیہ کے رد میں کہ دلالت کی ان حدیثوں نے جو وارد ہیں بیچ پناہ مانگنے کے اللہ کے ناموں سے اور اسکے کلمات سے اور بیچ سوال کرنے کے ساتھ انکی مثل احادیث باب کے اور حدیث عائشہ اور ابو سعید کی کہ اللہ کے نام سے میں تجھ پر منتر پڑھتا ہوں اور باب میں عبادہ وغیرہ سے ہے نزدیک نسائی وغیرہ کے اس پر کہ قرآن مخلوق نہیں ہے اس واسطے کہ اگر قرآن مخلوق ہوتا تو نہ پناہ مانگی جاتی ساتھ اسکی اس واسطے کہ نہیں پناہ مانگی جاتی ساتھ مخلوق کے خدا نے فرمایا کہ پناہ مانگ اللہ کی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو پناہ مانگے تو خدا کی پناہ مانگ اور کہا امام احمد نے کتاب السنہ میں کہا جہمیہ نے کہ جو کہے کہ خدا ہمیشہ موصوف ہے اپنے ناموں اور اپنی صفتوں سے وہ نصاریٰ کے قول کے ساتھ قائل ہے کہ انہوں نے خدا کے ساتھ اوروں کو ملایا ہے اور جواب یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ بے شک خدا ایک ہے اپنے

اسمون اور صفتون سے سو ہم نہین موصوف کرتے مگر ایک کو اسکی صفتون سے خدا نے فرمایا ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا سو موصوف کیا اس کو خدا نے ساتھ ایک ہونے کے باوجودیکہ اسکے واسطے زبان تھی اور دو آنکھین اور دو کان تھے اور سمع اور بصر اور نہین خارج ہوا باوجود اس کے ایک ہونے سے اور واسطے اللہ کے ہے مثل بلند (فتح) **باب** مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوتِ وَأَسَامِي اللهِ جو ذکر کیا جاتا ہے بیچ ذات اور نعوت اور اللہ کے نامون کے **ف** یعنے جو ذکر کیا جاتا ہے اللہ کی ذات اور اسکی صفتون مین نہ ان کا خدا پر اطلاق کرنا جائز ہے جیسے کہ اسکے اسمون کا اطلاق کرنا اس پر جائز ہے یا نہین اس واسطے کہ کوئی نص اس مین وارد نہین ہوئی اسپر ذات سو کہا عیاض نے کہ ذات شے کی نفس اسکا ہے اور حقیقت اسکی اور استعمال کیا ہے اہل کلام نے ذات کو ساتھ الف لام کے اور غلط کیا ہے اسکو اکثر نحویون نے اور استعمال کرنا بخاری کا اسکو دلالت کرتا ہے اسپر کہ مراد ساتھ اسکے نفس شے کا ہے اور پر طریقے متکلمین کے اللہ تعالے کے حق مین سو فرق کیا ہے بخاری نے درمیان نعوت اور ذات کے اور کہا ابن برہان نے کہ اطلاق کرنا متکلمین کا ذات کو اللہ کے حق مین ان کی بے علمی سے ہے اس واسطے کہ ذات مؤنث ہے ذو کی اور نہین صحیح ہے الحاق کرنا تا تانیث کا ساتھ خدا کے اسی واسطے منع ہے کہ خدا کو علامہ کہا جاوے اگرچہ وہ سب عالمون سے عالم تر ہے اور یہ جو انہون نے کہا صفات ذاتیہ تو یہ بھی ان کی بے علمی کے سبب سے ہے اس واسطے کہ نسبت طرف ذات کی ذوی ہے اور نعت کے معنے ہین وصف اور نعوت اسکی جمع ہے اور کہا ابن بطال نے کہ خدا کے نام تین قسم ہین ایک قسم اسکی ذات کی طرف راجع ہے جو اسکی ساتھ قائم ہے مانند حی کے اور تیسری قسم اسکی فعل کی طرف راجع ہے مانند خالق کے کہ پیدا کرنا اسکا فعل ہے اور انکے ثابت کرنے کا طریق سمع ہے یعنے وہ نقل سے ثابت ہوتی ہین نہ عقل سے اور صفات ذات اور صفات فعل کے درمیان فرق یہ ہے کہ ذات کی صفتین اسکے ساتھ قائم ہین اور فعل کی صفتین اسکے واسطے ثابت ہین ساتھ قدرت کے اور وجود مفعول کے اسکے ارادے سے بزرگ اور بلند ہے +

وَقَالَ خُبَيْبٌ وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ فَذَكَرَ الذَّاتَ بِاسْمِهِ یعنے کہا خبیب نے اور یہ خدا کی ذات میں ہے سو ذکر کیا ذات کو ساتھ اسم اسکے کے **ف** یعنے ذکر کیا ذات کو اس حال مین کہ متلبس ہے ساتھ اسم اللہ کے یا ذکر کیا حقیقت اللہ کو ساتھ لفظ ذات کے کہا یہ کرمانی نے مین کہتا ہون اور ظاہر یہ کہ اسکی مراد یہ ہے کہ اس نے ذات کو اللہ کے اسم کی طرف مضاف کیا ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو سنا سو اس پر انکار نہ کیا سو ہوگا جائز کہا کرمانی نے کہ یہ جو کہا ذات الالہ تو نہین ہے اس مین دلالت ترجمہ پر اس واسطے کہ نہین ہے مراد اس کی ساتھ ذات کے حقیقت جو بخاری کی مراد ہے اور اسکی مراد تو یہ ہے کہ یہ خدا کی

فرمانبرداری مین ہے یا اسکی راہ مین اور کبھی جواب دیا جاتا ہے ساتھ اسکے کہ غرض اسکی جواز اطلاق ذات کا ہے فی الجملہ اور یہ اعتراض قوی تر ہی جواب سے پس جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد ساتھ اسکے جواز اطلاق لفظ ذات کا ہے نہ ساتھ ان معنون کے کہ نکالا ہے ان کو متکلمین نے لیکن نہین ہے وہ مردود اور جب پہچانا گیا کہ مراد ساتھ اسکے نفس ہے واسطے ثابت ہونے نفس کے کتاب مجید مین تو اسی نکتہ کے واسطے امام بخاری نے اسکے بعد نفس کا باب باندھا ہے اور آوے گا باب الوجہ مین کہ وارد ہوا ہے وہ ساتھ معنے رضا کے کہا ابن دقیق العید نے عقیدے ہین کہ توصفات مشکلہ مین کہہ وہ حق ہین اور سچ صحیح ہین بنا بر ان معنون کے کہ خدا کی مراد ہین اور جو ان مین تاویل کرے تو ہم دیکھین گے اگر اسکی تاویل عرب کی زبان کے مقتضے کے موافق ہوگی تو ہم اسپر انکار نہین کرینگے اور اگر اسکی تاویل بعید ہوگی تو ہم اس مین توقف کرین گے اور رجوع کرین گے ہم طرف تصدیق کی باوجود منزہ جاننے اسکے کے یعنے ہم اسپر ایمان لاوین گے باوجود پاک جاننے اس کے کے اور جس کے معنے ظاہر ہون مفہوم ہون عرب کے خطاب سے تو ہم اسکو اسپر محمول کرین گے واسطے قول اسکے کے عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ اس واسطے کہ مراد ساتھ اسکے عرب کی استعمال مین حق اللہ کا ہے سو نہ توقف کیا جاویگا بیچ حمل کرنے اسکے کے اوپر اسکے اور اسی طرح ہے قول اسکا کہ آدمی کا دل خدا تعالے کے دو انگلیون کے درمیان ہے کہ مراد ساتھ اسکے یہ ہے کہ آدمی کا دل خدا کی قدرت کے تصرف مین ہے اور جس مین اسکو واقع کرے اور اسیطرح ہے قول خدا تعالے کا فَاَتَی اللّٰہُ بُنْیَانَھُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ کہ اسکے معنے ہین کہ خدا نے انکی بنیاد کو خراب کیا اور قیاس کر باقی کو اوپر اسکے اور یہ تفصیل خوب ہے کم لوگ اسپر خبردار ہوتے ہین اور اسکے غیر نے کہا کہ اتفاق کیا ہے محققین نے اسپر کہ اللہ کی حقیقت مخالف ہے تمام حقیقتون کو اور بعض اہل کلام کا یہ مذہب ہے کہ خدا کی ذات سب ذاتون کے مساوی ہے اور سوا اسکے کچھ نہین کہ جدا اور ممتاز ہوتی ہے ان سے ساتھ ان صفتون کے جو خاص ہین ساتھ اسکے مانند وجب الوجود اور قدرت تامہ اور علم تام کے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ جو چیزین کہ تمام حقیقت مین باہم مساوی ہون واجب ہے کہ صحیح ہو ہر ایک پر ان سے جو صحیح ہو دوسرے پر سو لازم آوے گا دعوی مساوات سے محال اور ساتھ اسکے کہ اصل اس چیز کا کہ ذکر کی انہون نے قیاس غائب کا ہے حاضر پر اور یہ ہے اصل خبط اور صواب بند رہنا اور چپ رہنا ہے ایسے بحثون سے اور سب کو خدا کی تفویض اور اسپر ذکر نا کہ اسکے معنون کو وہی جانتا ہے ہم ایمان لائے ساتھ ہر اس چیز کے کہ واجب کیا اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین یا اپنے پیغمبر کی زبان پر ثابت کرنا اسکا اسکے واسطے یا پاک جاننا خدا کا اس سے بطور اجمال کے (فتح)، حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ

قَالَ اَخْبَرَنِی عَمْرُو بْنُ اَبِی سُفْیَانَ بْنِ اَسِیْدِ بْنِ جَارِیَۃَ الثَّقَفِیُّ حَلِیْفٌ لِبَنِیْ زُهْرَۃَ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَۃَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَۃً مِّنْهُمْ خُبَیْبٌ الْاَنْصَارِیُّ فَاَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عِیَاضٍ اَنَّ ابْنَۃَ الْحَارِثِ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهُمْ حِیْنَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسٰی یَسْتَحِدُّ بِهَا فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِیَقْتُلُوْهُ قَالَ خُبَیْبٌ **شعر** مَا اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا + عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِیْ + وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاْ + یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٍ + فَقَتَلَهٗ ابْنُ الْحَارِثِ فَاَخْبَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ خَبَرَهُمْ یَوْمَ اُصِیْبُوْا

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیون کو بھیجا ایک ان مین سے خبیب انصاری تھے سو خبر دی مجھ کو عبید اللہ بن عیاض نے کہ حارث کی بیٹی نے اسکو خبر دی کہ جب کفار مکہ اسکے مارنے کے واسطے جمع ہوئے تو اس نے زیر ناف کے بال لینے کے واسطے مجھ سے استرہ لیا سو جب اسکو حرم مکے سے لے نکلے تاکہ اس کو قتل کرین تو کہا خبیب نے یہ شعر۔ مجھ کو کچھ پرواہ نہین جبکہ مین اسلام کی حالت مین مارا جاؤن جس پہلو پر ہو اللہ کے واسطے ہے مارا جانا میرا۔ اور یہ خدا کی راہ مین ہے اور اگر خدا چاہے تو برکت دیگا ٹکڑے ٹکڑے ہوئے عضو کے جوڑون پر سو قتل کیا اسکو حارث کے بیٹے نے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو انکی خبر دی جس دن وے شہید ہوئے **بَابُ** قَوْلِ اللّٰهِ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَقَوْلِهٖ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالے کے اور ڈراتا ہے تم کو اللہ تعالے اپنے نفس سے اور خدا کی قول مین کہ تو جانتا ہے جو میرے نفس مین ہے اور مین نہین جانتا جو تیرے نفس مین ہے **ف** کہا غیب نے کہ نفس سے مراد اسکی ذات ہے اور یہ اگرچہ مغایرت کو چاہتا ہے اس واسطے کہ وہ مضاف اور مضاف الیہ ہے لیکن نہین ہے کوئی چیز باعتبار معنے کے سوائے ایک خدا کے جو پاک اور بلند ہے دو ہونے سے ہر وجہ سے اور قرآن اور حدیثون مین نفس کا اطلاق خدا پر بہت آیا ہے اور یہ جو کہا تو جانتا ہے جو میرے نفس مین ہے الخ یعنے تو جانتا ہے جو مین اپنے جی مین چھپاتا ہون اور مین نہین جانتا جو تو مجھ سے چھپاتا ہے اور بعضون نے کہا کہ اسکے معنے یہ مین کہ مین تیری ذات کو نہین جانتا یا مین تیرے غیب کو نہین جانتا یا مین نہین جانتا تیرے ارادے اور تیرے معلوم کو (فتح) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِیَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَیْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ **ترجمہ** عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا سے زیادہ تر کوئی شخص

غیرت کرنے والا نہین اور اسی واسطے اس نے بیحیائی کے کام حرام کیے اور خدا سے زیادہ تر کوئی نہین جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو **ف** کہا ابن بطال نے کہ ان آیتون اور حدیثون مین ثابت کرنا نفس کا ہے واسطے اللہ کے اور نفس کے کئی معنے ہین اور مراد ساتھ نفس اللہ کے اسکی ذات ہے اور نہین ہے کوئی امر زیادہ اوپر اسکے پس واجب ہے کہ وہی ہو اور یہ جو کہا کہ خدا سے زیادہ تر کوئی غیرت والا نہین تو اس کے معنے کسوف مین گذر چکے ہین اور بعض نے کہا کہ غیرت اللہ کی بُرا جاننا بیحیائی کے کام کا ہے یعنے نہ راضی ہونا اسکا ساتھ اسکے نہ تقدیر اور بعضون نے کہا کہ غضب لازم ہے غیرت کو اور لازم غضب کا ارادہ پہونچانے عقوبت کا ہے اور اس حدیث کے اس طریق مین اگرچہ نفس نہین واقع ہوا لیکن اسکے دوسرے طریق مین نفس آچکا ہے وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ سو بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اسکے بعض طریق مین نفس کی لفظ آچکی ہے اور کہا کرمانی نے کہ اس حدیث مین نفس واقع نہین ہوا اور یہ کرمانی کی غفلت ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِیْ كِتَابِهٖ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهٗ عَلَى الْعَرْشِ اِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا نے خلق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب مین لکھ رکھا اور حالانکہ وہ لکھتا ہے اپنے نفس پر اور وہ مکتوب رکھا گیا ہے اس کے پاس عرش پر کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غضب سے **ف** یعنے غضے سے خدا کی رحمت زیادہ ہے اسی واسطے کافرون اور گنہگارون کو جلدی نہین پکڑتا اور عذاب مین شتابی نہین کرتا کہا ابن بطال نے کہ عند لغت مین مکان کے واسطے ہے اور اللہ پاک ہے حلول سے جگہون مین اس واسطے کہ حلول عرض ہے کہ فنا ہوتا ہے اور وہ حادث ہے اور حادث نہین لائق ہے ساتھ اللہ کے بنا بر اسکے پس معنے اسکے یہ ہین کہ اسکے علم مین پہلے گذر چکا ہے کہ جو اسکی فرمان برداری کرے اسکو ثواب دیگا اور جو گناہ کرے اس کو عذاب کرے گا اور کہا ابن تین نے کہ معنے عند کے اس حدیث مین جاننا ہے ساتھ اسکے کہ وہ مکتوب رکھا گیا ہے عرش پر اور اسپر لکھنا خدا کا سو اس واسطے نہین کہ تا اسکو بھول نہ جاوے کہ وہ اس سے پاک ہے نہین پوشیدہ ہے اس سے کوئی چیز اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ لکھا ہے اسکو بسبب فرشتون کے جو موکل ہین ساتھ مکلفون کے (فتح) **حَدَّثَنَا** عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ

فِي مَلَاٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَاٍ خَيْرٍ مِنْهُ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِي يَمْشِي اَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ مین اپنے بندے کے گمان کے پاس ہون جیسا کہ گمان میرے ساتھہ رکھے اور مین اسکے ساتھہ ہوتا ہون جس وقت کہ مجھ کو یاد کرتا ہے سو اگر مجھکو اپنے جی مین یاد کرے تو مین اسکو اپنے جی مین یاد کرتا ہون اور اگر مجھ کو جماعت مین یاد کرے تو مین اسکو یاد کرتا ہون اس جماعت مین جو ان سے بہتر ہے اور اگر مجھ سے نزدیکی چاہے ایک بالشت بھر تو مین اسکا قرب ہاتھ بھر چاہونگا اور اگر میرا قرب ہاتھہ بھر چاہے تو مین اس سے دو ہاتھہ کے برابر قرب چاہونگا اور جو میرے پاس قدم قدم چلتا آویگا تو مین اسکی طرف دوڑتا آؤنگا **ف** مین اپنے بندے کے گمان پاس ہون یعنے قادر ہون اس پر کہ معاملہ کرون ساتھہ اسکے جو اس نے گمان کیا کہ مین معاملہ کرنے والا ہون ساتھہ اسکے اور کہا کرمانی نے کہ سیاق مین اشارہ ہے اس طرف کہ امید کی جانب کو خوف کی جانب پر ترجیح ہے اس واسطے کہ عاقل جب اسکو سنے تو نہین عدول کرتا طرف گمان ایقاع وعید کے اور وہ خوف کی جانب ہے اور یہ حدیث اہل تحقیق کے نزدیک مقید ہے ساتھہ اسکے جو مرنے کے قریب ہو اور تائید کرتی ہے اسکی یہ حدیث کہ نہ مرے کوئی تم مین سے مگر اس حال مین کہ خدا کے ساتھہ نیک گمان رکھتا ہو اور اسپر اس سے پہلے سو اول مین کئی قول ہین تیسرا اعتدال ہے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد ساتھہ ظن کے اس جگہہ علم ہے اور کہا قرطبی نے کہ مراد گمان قبول کرنے کا ہے وقت دعا کے اور گمان کرے قبول ہونے کا وقت توبہ کے اور گمان کرے بخشش کا وقت استغفار کے اور گمان کرے بدلے کا وقت فعل عبادت کے اسکی شرطون سے واسطے تمسک کرنے کے اسکے سچے وعدے سے اور تائید کرتی ہے حدیث دوسری کہ تم اللہ سے دعا کرو اور حالانکہ تم یقین کرنے والے ہو ساتھ قبول ہونے کے اور اسی واسطے لائق ہے آدمی کو یہ کہ کوشش کرے بیچ قائم ہونے کے اس چیز پر کہ وہ اسپر ہے یقین کرنے والا ہو ساتھہ اسکے کہ اللہ اسکو قبول کرے گا اور اسکو بخشے گا اس واسطے کہ اس نے اسکا وعدہ کیا ہے اور وہ وعدہ خلاف نہین کرتا سو اگر اعتقاد کرے یا گمان کرے کہ اللہ اسکو قبول نہین کرے گا تو یہ نا امید ہونا ہے خدا کی رحمت سے اور یہ کبیرے گناہون مین سے ہے اور جو اسپر مر جاوے سپرد کیا جاتا ہے طرف اس چیز کی جو اسکا گمان ہو اور اسپر گمان مغفرت کا باوجود اصرار کے گناہون پر تو یہ محض جہل اور مغرور ہونا ہے اور وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف مذہب مرجیہ کے اور یہ جو کہا کہ مین اسکے ساتھہ ہون یعنے اپنے علم سے اور یہ معیت خاص ہے اس معیت سے جو خدا کی اس قول مین ہے مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ اور کہا ابن

ابی حمزہ نے کہا اسکے معنے یہ ہین کہ مین اسکے ساتھہ ہون ہوافق او سکے کہ قصد کیا میرے ذکر کرنے سے پہر کہا
احتمال ہے کہ یہ ذکر فقط زبان سے ہو یا فقط دل سے یا دونون سے یا ساتھہ بجالانے حکم کے اور باز رہنے
کے منع چیز سے اور ذکر دو قسم ہے ایک مقطوع ہے اسکے صاحب کے واسطے ساتھہ اس چیز کے کہ شامل ہے
اسکو یہ خبر اور دوسرا خطرہ پہ ہے اور یہ جو کہا کہ اگر مجہ کو اپنے جی مین ذکر کرے تو مین بہی اسکو اپنے جی مین
ذکر کرتا ہون یعنے اگر ذکر کرے مجہ کو ساتھہ تنزیہ اور پاکی بولنے کے پوشیدہ تو مین یاد کرتا ہون اسکو
ساتھہ رحمت اور ثواب کے پوشیدہ اور یا اسکے معنے ہین کہ یاد کرو مجہ کو ساتھہ تعظیم کے یاد کرون گا
مین تم کو ساتھہ انعام کے اور خدا نے فرمایا وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ یعنے خدا کا ذکر اکبر ہے سب عبادتون
سے کہا اہل علم نے کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ذکر خفی یعنے پوشیدہ ذکر کرنا افضل ہے پکار کر ذکر
کرنے سے اور اسکی تقدیر یہ ہے کہ اگر یاد کرے مجہ کو اپنے جی مین تو یاد کرتا ہون مین اسکو ساتھہ ثواب
کے کہ مین کسیکو اسپر اطلاع نہین کرتا اور اگر مجہ کو پکار کر یاد کرے تو مین یاد کرتا ہون اسکو ساتھہ
ثواب کے کہ اطلاع کرتا ہون اسپر بلند رتبے والے جماعت کو اور کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث نص ہے
اس مین کہ فرشتے افضل ہین آدمیون سے اور یہ مذہب جمہور اہل علم کا ہے اور اس پر شاہد ہین قرآن
سے مثل اِلَّا اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ اور خالد افضل ہے فانی سے سو فرشتے افضل
ہین آدمیون سے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھہ اسکے کہ معروف جمہور اہل سنت سے یہ ہے کہ نیک آدمی
افضل ہین باقی جنسون سے اور جو فرشتون کو آدمیون سے افضل کہتے ہین وہ فلاسفہ اور معتزلہ ہین
اور کم لوگ اہل سنت سے بعضے صوفی اور بعضے اہل ظاہر سے سو کہا انہون نے کہ حقیقت فرشتے کی
افضل ہے آدمی کی حقیقت سے اسواسطے کہ فرشتے نوری ہین لطیف ہین باوجود فراخ ہونے علم
اور قوت کے اور یہ نہین مستلزم ہے کہ ہر فرد کو ہر فرد پر فضیلت ہو جائز ہے کہ بعضے آدمیون مین وہ
چیز ہو جو اس مین ہے اور زیادتی اور بعض نے خاص کیا ہے خلاف کو ساتھہ نیک بندون کے اور
فرشتون کے اور بعضون نے خاص کیا ہے اسکو ساتھہ پیغمبرون کے پہر بعضون نے ان مین سے
تفضیل دی ہے فرشتون کو غیر پیغمبرون پر اور بعضون نے ان کو پیغمبرون پر فضیلت دی ہے
سوائے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور جو پیغمبرون کو فرشتون سے افضل کہتے ہین ان کی دلائل
مین سے یہ آیتین ہین کہ خدا نے فرشتون کو حکم کیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرین واسطے تعظیم
کے بیان تک کہ شیطان نے کہا ھٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ اور خدا نے فرمایا کہ اسکے واسطے جسکو مین نے
اپنے ہاتھہ سے پیدا کیا کہ اس مین اشارہ ہے طرف عنایت کی اور نہین ثابت ہوا فرشتون کیواسطے

اور خدا نے فرمایا کہ خدا نے چن لیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی آل کو اور عمران کی آل کو جہان والوں پر اور اسکے سوائے اور بہت دلیلین ہین اور دوسرون کی دلیل باب کی حدیث ہے اور اس مین تصریح ہے ساتھ اسکے کہ مین اسکو یاد کرتا ہون اس جماعت مین جو ان سے بہتر ہین اور جواب دیا ہے بعض اہل سنت نے کہ حدیث مذکور نہین ہے نص اور نہ صریح مراد مین اسواسطے کہ احتمال ہے کہ مراد جماعت بہتر سے پیغمبر اور شہید لوگ ہون اس واسطے کہ وے اپنے رب کے نزدیک زندہ ہین پس نہین بند ہے یہ فرشتون مین اور ایک جواب اور ہے اور یہ قوی تر ہے پہلے سے کہ خیریت تو حاصل ہوئی ہے ساتھ ذاکر اور جماعت دونون کے اکٹھی سو جس جانب ہیز کہ رب العزت ہے وہ بہتر ہے اس جانب سے جس مین وہ نہین بدون شک کے پس خیریت حاصل ہوئی ہے بہ نسبت مجموع کے اور مجموع کے اور معتزلہ کی دلیل یہ ہے کہ فرشتون کو ذکر مین مقدم کیا ہے اس آیت مین مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ اور اسکے سوای اور آیتون مین بھی اور جواب یہ ہے کہ مجرد تقدیم ذکر مین نہین مستلزم ہے تفضیل کو بلکہ اسکے واسطے اور اسباب ہین مانند مقدم کرنے کے زمانے مین بیچ مثل قول خدا کے مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ سو مقدم کیا خدا نے نوح کو ابراہیم پر واسطے مقدم ہونے زمانہ نوح کے باوجودیکہ ابراہیم افضل ہین اور ایک دلیل معتزلہ کی یہ آیت ہے لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ یعنے نہین عار کرتا مسیح یہ کہ ہو بندہ اللہ کا اور نہ فرشتے مقرب یعنے بیان کی گئی ہے یہ آیت واسطے رد کرنے کے نصاری پر واسطے غلو ان کے کے مسیح مین سو ان کو کہا گیا کہ نہین عار کرتا ہے مسیح عبودیت سے اور نہ وہ جو اعلے قدر ہین اس سے یعنے فرشتے اور جواب اسکا یہ ہے کہ نہین تمام ہے دلالت اس کی مطلوب پر مگر جب کہ تسلیم کیا جاوے کہ آیت فقط نصاری کے رد کے واسطے بیان کی گئی ہے اور جو اسکا مدعی ہے وہ محتاج ہے اس طرف کہ ثابت کرے کہ نصاری اس بات کا اعتقاد کرتے ہین کہ فرشتون کو مسیح پر فضیلت ہے اور حالانکہ وے اسکے معتقد نہین بلکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ عیسے خدا ہے پس صحیح ہوگا استدلال اور باین وجہ کہ جن صفتون کے واسطے مسیح کو پوجتے ہین یعنے دنیا کا ترک کرنا اور غیب کی چیزون پر اطلاع پانا اور مردون کا جلانا خدا کے حکم سے وہ صفتین فرشتون مین بھی موجود ہین سو اگر یہ صفات موجب عبادت ہین تو فرشتون کی عبادت کے واسطے بطریق اولی موجب ہونگے اور وے باوجود اسکے خدا کی عبادت سے عار نہین کرتے سو اس ترقی سے فضیلت کا ثابت ہونا لازم نہین آتا اور باین وجہ کہ آیت کا سیاق مبالغہ کے واسطے ہے نہ واسطے ترقی کے یعنے نہین کہا خدا نے یہ اس واسطے کہ فرشتون کا مقام بلند ہے عیسے کے مقام سے بلکہ واسطے رد کرنے کے ان لوگون پر جو دعوی کرتے ہین کہ فرشتے خدا ہین سو رد کیا ان پر جیسا رد کیا نصاری پر جو دعوی کرتے

ہیں تثلیث کا یعنے نہیں مستحق ہے کہ تکبیر کرے خدا پر جو اسکے ساتھ موصوف ہو جسکو تم اے نصاری خدا ٹہراتے
ہو واسطے اعتقاد کرنے تمہاری کے اس میں کمال کو اور نہ فرشتے کہ تمہارے سوئے اور لوگوں نے ان کو خدا ٹہرایا
ہے واسطے اعتقاد کرنے ان کے ان میں کمال کو (فتح) **باب** قَوْلِہٖ تَعَالٰی کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالی کے کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اسکی ذات **حَدَّثَنَا** قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ
قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰی
اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَقَالَ اَوْ
مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا فَقَالَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَیْسَرُ **ترجمہ** جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ خدا قادر
ہے اسپر کہ بھیجے تم پر عذاب کو تمہارے اوپر سے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پناہ مانگتا ہوں تیری
ذات کی پھر کہا یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیری ذات کی پناہ مانگتا
ہوں خدا نے کہا یا ٹہراوے تمکو کئی فرقے کرکے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آسان تر ہے **ف**
اس حدیث کی شرح سورۂ انعام کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مراد اس کے قول اسکا ہے کہ میں تیرے منہ کی
پناہ مانگتا ہوں کہا ابن بطال نے کہ اس آیت اور حدیث میں دلالت ہے اسپر کہ اللہ کے واسطے منہ ہے
اور وہ اسکی ذات کی صفت سے ہے اور نہیں ہے جارحہ اور نہ مخلوق کے مونہوں کی طرح جن کو ہم
دیکھتے ہیں جیسا ہم کہتے ہیں کہ وہ عالم ہے اور ہم نہیں کہتے کہ وہ ان عالموں کی طرح ہے جن کو ہم
دیکھتے ہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ دلالت کی آیت نے کہ مراد ساتھ ترجمہ کے ذات مقدس ہے اور اگر
ہوتی صفت اسکی فعل کی صفتوں سے تو البتہ شامل ہوتا اسکو ہلاک ہونا جیسا کہ اسکے سوائے اور صفتوں
کو شامل ہے اور یہ محال ہے اور کہا راغب نے کہ اصل وجہ جارحہ معروف ہے اور اکثر اوقات بولا گیا ہے وجہ
ذات پر مانند قول اللہ تعالی کے وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَکُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ
اِلَّا وَجْهَهٗ اور بعضوں نے کہا کہ لفظ وجہ صلہ ہے اور معنے اس کے یہ ہیں کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی
ہے مگر خدا اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ وجہ کے قصد ہے یعنے باقی رہے گی وہ چیز جس سے خدا کی
رضامندی مقصود ہو اور کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ وجہ کے آیت اور حدیث میں ذات ہے یا وجود یا
لفظ زائد ہے یا منہ ہے نہ مخلوق کے منہ کی طرح اس واسطے کہ اسکو عضو معروف پر حمل کرنا محال ہے
پس متعین ہے تاویل یا تفویض (فتح) **باب** قَوْلِہٖ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ تُغَذّٰی وَقَوْلِہٖ تَجْرِیْ
بِاَعْیُنِنَا باب ہے خدا کے اس قول کے بیان میں اور تاکہ تو پرورش کیا جاوے میری آنکھ پر اور اس

قول ہیں کہ جاری ہو ہمارے سامنے یعنے ہماری علم سے **حدثنا** موسی بن اسمٰعیل قال حدثنا جویریۃ
عن نافع عن عبد اللہ قال ذکر الدجال عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ لا یخفی
علیکم ان اللہ لیس باعور واشار بیدہ الی عینہ وان المسیح الدجال اعور عین الیمنی کان
عینہ عنبۃ طافیۃ **ترجمہ** عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس دجال کا ذکر
ہوا سو فرمایا کہ مقرر خدا پر کوئی چیز چھپی نہیں ہے بیشک خدا کانا نہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ
کی طرف اشارہ کیا اور بیشک مسیح دجال داہنی آنکھ کا کانا ہے اسکی کانی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور **حدثنا**
حفص بن عمر قال حدثنا شعبۃ قال اخبرنا قتادۃ سمعت انس بن مالک عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال ما بعث اللہ من نبی الا انذر قومہ الاعور الکذاب انہ اعور وان ربکم
لیس باعور مکتوب بین عینیہ کافر **ترجمہ** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ خدا نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر کہ اس نے اپنی امت کو ڈرایا ہے کانے بڑے جھوٹے
سے یعنی دجال سے (خبردار ہو) کہ مقرر دجال کانا ہوگا اور بیشک تمہارا رب کانا نہیں اسکی دونوں آنکھ
کے درمیان لکھا ہوا ہے کافر **ف** ان دونو حدیثوں کی شرح فتن میں گذر چکی ہے اور مراد ان سے
یہ قول ہے کہ بیشک خدا کانا نہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا کہا راغب نے کہ عین
جارحہ ہے اور جو کسی چیز پر محافظ ہو اس کو کہا جاتا ہے کہ اسکے واسطے آنکھ ہے اور اسی قبیل سے ہے
قول اسکا جو کہتا ہے کہ فلانا میری آنکھ میں ہے یعنے میں اسکو نگاہ رکھتا ہوں اور اسی قبیل سے
ہے یہ قول خدا کا واصنع الفلک باعیننا یعنے ہم تجھ کو دیکھتے ہیں اور نگہہ رکھتے ہیں اور مثل اسکی
ہے تجری باعیننا اور یہ جو کہا ولتصنع علی عینی یعنے میری نگہبانی سے اور عین کے اور معنے
بھی آتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے ان لوگوں نے جو خدا تعالے
سبحانہ کے واسطے جسم ثابت کرتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ جو کہا کہ اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی
طرف اشارہ کیا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ خدا کی آنکھ باقی آنکھوں کی طرح ہے اور تعقب
کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ خدا کے واسطے جسم کا ہونا محال ہے اس واسطے کہ جسم حادث ہے اور خدا
قدیم ہے سو دلالت کی اسنے کہ مراد نفی نقص کی ہے اس سے کہا بیہقی نے کہ بعض نے کہا کہ آنکھ صفت
ذات کی ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد آنکھ سے دیکھنا ہے بنا بر اسکے پس معنے ولتصنع علی عینی کے
یہ ہیں کہ ہمارے سامنے اور روبرو اور پہلا مذہب سلف کا ہے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے تو اس
میں اشارہ ہے طرف رد کی اسپر جو کہتا ہے کہ اسکے معنے ہیں قدرت اور کہا ابن منیر نے کہ وجہ استدلال

کی اور ثابت کرنے آنکھ کے واسطے اللہ کے دجال کی حدیث سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ بیشک خدا کانا نہیں اس جہت سے ہے کہ عرف میں کانا اسکو کہا جاتا ہے جس کی آنکھ نہ ہو اور کانے کی ضد آنکھ کا ثابت ہونا ہے سو جب دور کیا گیا یہ نقص تو لازم آیا ثابت ہونا کمال کا ساتھ ضد اپنی کے اور وہ آنکھ کا ہونا ہے اور یہ بطور تمثیل کے ہے اور قریب کرنے کے واسطے فہم کے نہ ساتھ معنے ثابت کرنے جارحہ کے اور اہل کلام کے واسطے ان صفتوں یعنے ہاتھ آنکھ منہ میں تین قول ہیں ایک یہ کہ وہ صفات ذات کی ہیں ثابت کیا ہے اسکو سمع نے اور نہیں راہ پاتی ہے اسکی طرف عقل دوسرا یہ کہ آنکھ سے مراد صفت دیکھنے کی ہے اور ہاتھ سے صفت قدرت کی ہے اور منہ سے مراد صفت وجود کی ہے تیسرا قول جاری کرنا اور گزارنا انکا ہے یعنے ایمان لانا ساتھ ان کے جس طرح کہ وارد ہوئیں اور [illegible] کے معنے کو خدا کی طرف سپرد کرنا یعنے ان کے معنے کو خدا ہی جانتا ہے اور کہا شیخ شہاب الدین سہروردی نے کہ خبر دی اللہ تعالے نے اپنی کتاب پاک میں اور ثابت ہوا ہے اسکے رسول سے استوا اور نزول اور نفس اور ہاتھ اور آنکھ سو نہ تصرف کیا جاوے ان میں ساتھ تشبیہ کے اور نہ تعطیل کے یعنے ان میں کسی قسم سے تاویل نہ کی جاوے بلکہ تفویض کی جاوے اس واسطے کہ اگر خدا اور اس کا رسول خبر نہ دیتا تو نہیں جرات تھی عقل کو کہ اسکے گرد پھرے اور کہا طیبی نے کہ یہی ہے مذہب معتمد اور یہی قول ہے سلف صالح یعنے اصحاب اور تابعین کا اور بعضوں نے کہا کہ اتفاق ہے اصحاب کا اور تابعین کا کہ واجب ہے ایمان لانا ساتھ انکے اس وجہ پر کہ ارادہ کیا ہے اللہ تعالے نے ان سے اور واجب ہے دور رکھنا اسکا مخلوق کی مشابہت سے ساتھ دلیل قول اللہ تعالے کے لیس کمثلہ شیء یعنے کہا جاوے کہ ہم ایمان لائے ساتھ ان صفات کے اس وجہ پر کہ خدا کی مراد ہے اور مخلوق میں سے کوئی چیز اسکی مثل نہیں اور اس حدیث کے ایک معنے میرے دل میں گذرے ہیں کہ ان میں ثابت کرنا تنزیہ کا ہے اور جڑھ سے اکھاڑنا مادہ تشبیہ کا اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنکھ کی طرف اشارہ کرنا بہ نسبت آنکھ دجال کے ہے کہ وہ اسکی طرح ثابت تھی پھر عارض ہوا اسپر کانا ہونا واسطے زیادتی جھوٹ اسکے کے خدائی کے دعوی میں اور وہ یہ ہے کہ اسکی آنکھ اس ہری آنکھ کیطرح ثابت تھی پھر اسکی وہ ہی آنکھ جاتی رہی اور وہ کانا ہو گیا اور اس کانے ہونے کے نقص کو اپنے نفس سے دور نہ کر سکا فتح

باب قول اللہ ھو الخالق الباری المصور۔ باب ہے بیچ بیان قول خدا تعالے کے اللہ ہے پیدا کرنے والا [illegible] والا ف خالق کے معنے ہیں پیدا کرنے والا [illegible] تفاوت سے اور تنافر سے

جو خلل انداز ہین نظام مین اور مصور پیدا کرنے والا ہے مخلوق کی صورتون کا اور ترتیب دینے والا ہے انکو موافق مقتضے حکمت کے پس اللہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا یعنے اسکا موجد ہے اصل سے اور بدون اصل کے اور اسکا باری ہے موافق مقتضے حکمت کے بغیر تفاوت اور اختلال کے اور صورت بنانے والا ہے اسکا اس صورت مین کہ مرتب ہون اسپر خواص اسکے اور تمام ہو ساتھ انکے کمال اسکا اور یہ تینون اسکے فعل کی صفت ہین لیکن اگر خالق سے مراد مقدر ہو تو ذات کی صفت ہوگی اسواسطے کہ مرجع تقدیر کا طرف ارادے کی ہے بنا بر اسکے پس تقدیر واقع ہوگی اول پھر پیدا کرنا اور بروجہ مقدر کے پھر واقع ہوگی تصویر ساتھ برابر کرنے کے تیسرے درجے مین اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اسکے چیزون کے مادے ہون اس واسطے کہ اس نے پیدا کیا پانی اور مٹی اور آگ اور ہوا کو نہ کسی چیز سے پھر ان سے مختلف جسمون کو پیدا کیا پھر طیار کیا چیزون کو اپنی مراد پر مشابہت اور مخالفت سے اور صورت وہ ہے جس کے ساتھ چیز اپنے غیر سے جدا ہو جیسے صورت آدمی اور گھوڑے کی (فتح) حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَیْرِیْزٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ فِیْ غَزْوَةِ بَنِی الْمُصْطَلِقِ اَنَّهُمْ اَصَابُوْا سَبَایَا فَاَرَادُوْا اَنْ یَّسْتَمْتِعُوْا بِهِنَّ وَلَا یَحْمِلْنَ فَسَاَلُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا عَلَیْکُمْ اَلَّا تَفْعَلُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ کَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قَزَعَةَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِیْدٍ فَقَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ نَفْسٌ مَّخْلُوْقَةٌ اِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا

ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے جنگ بنی مصطلق کے بیان مین کہ انہون نے قیدی یعنے لونڈی غلام بندی مین پکڑے سو لوگون نے چاہا کہ لونڈیون سے صحبت کرین اور نہ حاملہ ہون تو انہون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عزل یعنے انزال کے وقت عورت کی شرمگاہ سے ذکر نکال کے باہر انزال کرنے کا حکم پوچھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمپر کچھ مضائقہ نہین اس مین کیا کرو اس واسطے کہ مقرر خدا نے البتہ لکھ رکھا ہے یعنے لوح محفوظ مین جس کو وہ قیامت تک پیدا کرنے والے ہین اور دوسری روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین کوئی جان پیدا کیئے مقدر کی گئی مگر کہ اللہ اسکا پیدا کرنے والا ہے **ف** کہا ابن بطال نے کہ خالق سے اس باب مین مبدع پیدا کرنے والا ہے مخلوق کی ذاتون کو اور یہ وہ معنے ہین جن مین کوئی خدا کا شریک نہین اور ازل سے خدا نے اپنا نام خالق رکھا ہے ان معنون سے کہ وہ آیندہ پیدا کرے گا اس واسطے کہ خلق کا قدیم ہونا محال ہے اور حدیث مین جو ہے الا وہی مخلوقۃ تو اسکے معنے یہ ہین جسکا پیدا ہونا مقدر کیا گیا ہو

یا خدا کے نزدیک اسکا پیدا ہونا معلوم ہے ضرور ہے ظاہر کرنا اُسکا طرف وجود کی واللہ اعلم بالصواب **باب**
قَوْلِ اللّٰهِ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ خدا نے فرمایا ابلیس سے کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا سجدہ کرنے سے اُسکے واسطے
جو میں نے اپنے دونوں ہاتھ سے پیدا کیا یعنے آدم کے واسطے **ف** کہا ابن بطال نے اس آیت میں ثابت
کرنا ہے دونوں ہاتھ کا۔ اللہ کے واسطے اور وہ دونوں اسکی ذات کی صفتوں سے ہیں اور نہیں ہیں جارحہ
برخلاف فرقہ مشبہ کے مشبہہ سے اور جہمیہ کے معطلہ سے اور جو گمان کرے کہ مراد ساتھ دونوں ہاتھ کے قدرت
ہے تو اسکے رد میں کافی ہے یہ کہ ان کا اجماع ہے اسپر کہ خدا کے قدرت ایک ہے ان لوگوں کے قول میں جو
اسکے وجود کو ثابت کرتے ہیں اور نہیں قدرت اسکے واسطے نفی کرنے والوں کے قول میں اس واسطے کہ
وے کہتے ہیں کہ وہ قادر ہے بلذاتہ اور آیت مذکورہ دلالت کرتی ہے کہ مراد دونوں ہاتھ سے قدرت
نہیں اس واسطے کہ اس میں ہے جو میں نے اپنے دونوں ہاتھ سے پیدا کیا اور اس میں اشارہ ہے طرف
ان بعضوں کی کہ واجب کرتے ہیں سجدہ کو سو اگر ہاتھ ساتھ معنے قدرت کے ہوتا تو آدم اور شیطان کے
درمیان کچھ فرق نہ ہوتا واسطے شریک ہونے دونوں کے اس چیز میں کہ پیدا کیا گیا ہر ایک دونوں میں
سے ساتھ اسکے اور وہ خدا کی قدرت ہے اور البتہ شیطان یوں کہتا کہ آدم کو مجھ پر کیا فضیلت ہے
اور حالانکہ تو نے مجھ کو اپنی قدرت سے پیدا کیا جیسے کہ تو نے آدم کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور جب
اس نے کہا کہ تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا تو اس نے دلالت کی اوپر خاص ہونے
آدم علیہ السلام کے ساتھ اسکے کہ خدا نے اسکو اپنے دونوں ہاتھ سے پیدا کیا اور نہیں جائز ہے
کہ مراد دو ہاتھ سے دو نعمتیں ہوں اس واسطے کہ پیدا کرنا مخلوق کا ساتھ مخلوق کے محال ہے اور
اگر ان کو خدا کی ذات کی صفت ٹھیرایا جاوے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جارحہ ہوں کہا ابن تین نے
کہ یہ جو فرمایا کہ اسکے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے تو یہ رد کرتا ہے تاویل ہاتھ کو ساتھ قدرت کے اور کہا
ابن فورک نے بعضوں نے کہا کہ مراد اس سے ذات ہے اور نہیں ہے یہ مستقیم مِمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا
میں برخلاف قول اسکے کے لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اس واسطے کہ وہ بیان کی ہے واسطے رد کے شیطان
پر سو اگر حمل کیا جاوے ذات پر تو نہ صحیح ہوگا رد (فتح) حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ
فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اٰدَمُ
اَمَا تَرَى النَّاسَ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ اشْفَعْ لَنَا
اِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكَ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ

ولكن ائتوا نوحا فانه اول رسول الله بعثه الله الى اهل الارض فياتون نوحا فيقول لست هناكم و
يذكر خطيئته التي اصاب ولكن ائتوا ابراهيم خليل الرحمن فياتون ابراهيم فيقول لست هناكم ويذكر لست
لهم خطاياه التي اصابها ولكن ائتوا موسى عبدا اتاه الله التوراة وكلمه تكليما فياتون موسى فيقول
لست هناكم ويذكر لهم خطيئته التي اصابه ولكن ائتوا عيسى عبد الله ورسوله وكلمته وروحه
فياتون عيسى فيقول لست هناكم ولكن ائتوا محمدا عبدا غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تاخر
فياتوني فانطلق فاستاذن على ربي ويؤذن لي عليه فاذا رايت ربي وقعت له ساجدا فيدعني
ما شاء الله ان يدعني ثم يقال ارفع محمد وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع فاحمد ربي بمحامد
علمنيها ربي ثم اشفع فيحد لي حدا فادخلهم الجنة ثم ارجع فاذا رايت ربي وقعت له ساجدا
فيدعني ما شاء الله ان يدعني ثم يقال ارفع محمد وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع فاحمد
ربي بمحامد علمنيها ربي ثم اشفع فيحد لي حدا فادخلهم الجنة ثم ارجع فاذا رايت ربي وقعت
له ساجدا فيدعني ما شاء الله ان يدعني ثم يقال ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع وسل
تعطه فاحمد ربي بمحامد علمنيها ربي ثم اشفع فيحد لي حدا فادخلهم الجنة ثم ارجع
فاقول يا رب ما بقي في النار الا من حبسه القران ووجب عليه الخلود قال النبي صلى الله
عليه وسلم يخرج من النار من قال لا اله الا الله وكان في قلبه من الخير ما يزن شعيرة ثم يخرج
من النار من قال لا اله الا الله وكان في قلبه من الخير ما يزن برة ثم يخرج من النار من قال لا اله
الا الله وكان في قلبه من الخير ما يزن ذرة **ترجمہ** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع کیے جاوینگے مسلمان قیامت کے دن اسکے واسطے یعنی قیامت کے واسطے یا جو اسکے
بعد ذکر کیا جاتا ہے یعنی سو غمناک ہونگے حشر کی مصیبت سے تو کہینگے کہ اگر ہم سفارش کرواوین اپنے
رب کے پاس تاکہ ہم اس مکان سے راحت پاوین تو خوب بات ہے سو آدم کے پاس آوینگے سو یون کہینگے
کہ اے آدم کیا تو لوگون کو نہین دیکھتا کس حال مین ہین خدا نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنے
فرشتون سے تجھ کو سجدہ کروایا اور تجھ کو ہر چیز کے نام سکھلائے ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تاکہ
ہمکو راحت دیوے اس مکان کی تکلیف سے تو آدم کہے گا کہ مین اس مقام کے لائق نہین سو یاد کرے گا
اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی ولیکن تم نوح کے پاس جاؤ کہ وہ پہلا رسول ہے کہ خدا نے اسکو پیغمبر کر کے زمین والون
کی طرف بھیجا سو وے لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آوینگے تو وہ بھی کہے گا کہ مین اس مقام کے لائق نہین اور
یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی ولیکن تم جاؤ ابراہیم پاس جو خدا کا دوست ہے سو وے لوگ ابراہیم

علیہ السلام کے پاس آوین گے تو ابراہیم بہی کہین گے کہ مین اس مقام کے لائق نہین اور یاد کرے گا اُن کے
واسطے اپنی خطاؤن کو جو اس سے ہوئین ولیکن تم جاؤ موسیٰ کے پاس جو خدا کا بندہ ہے جسکو خدا نے توریت دی
اور جس سے بلا واسطہ کلام کیا سو وے لوگ موسے پاس آوین گے تو موسی بہی کہین گے کہ مین اس مقام کے لائق
نہین اور یاد کریگا ان کے واسطے اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی ولیکن تم جاؤ عیسے کے پاس جو اللہ کا بندہ
اور اسکا رسول ہے اور اسکی کلام سے پیدا ہوا یعنے صرف لفظ کن سے پیدا ہوا کوئی اسکا باپ نہین اور
اسکی روح ہے سو وے لوگ عیسی علیہ السلام پاس آوین گے تو وہ بہی کہین گے کہ مین اس مقام کے لائق نہین
ولیکن تم جاؤ محمد پاس جو خدا کا خاص بندہ ہے اسکی اگلی پچہلی بہول چوک سب معاف ہوگئی سو وے سب
لوگ میرے پاس آوین گے سو مین چلون گا اور اپنے رب سے اجازت مانگون گا تو مجہ کو اجازت ملے گی سو جب
مین اپنے رب کو دیکہون گا تو سجدے مین گر پڑون گا سو خدا تعالی مجہکو سجدے مین رہنے دے گا جتنا کہ
چاہے گا پہر حکم ہوگا کہ اے محمد سر اٹہائے کہہ سنا جاویگا مانگ تجہ کو دیا جاویگا سفارش کر تیری سفارش
قبول ہوگی سو مین تعریف کرون گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجہ کو سکہلاوے گا پہر مین سفارش
کرونگا تو میرے واسطے ایک انداز اور مقدار ٹہیرائی جاویگی یعنے اتنے لوگون کی مغفرت ہوئی تو مین اتنے
لوگون کو بہشت مین داخل کرونگا پہر مین پلٹ جاؤن گا سو جب مین اپنے رب کو دیکہون گا تو اس کے
آگے سجدہ مین گر پڑون گا سو خدا تعالی مجہ کو سجدے مین رہنے دیگا جتنا کہ چاہے گا پہر حکم ہوگا کہ ای
محمد سر اٹہائے اور کہہ سنا جاویگا اور مانگ تجہ کو دیا جاویگا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی
سو مین تعریف کرونگا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجہ کو سکہلاوے گا پہر مین سفارش کرون گا
تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جاوے گی تو مین اتنے لوگون کو بہشت مین داخل کرون گا پہر مین پلٹ جاؤنگا
سو جب مین اپنے رب کو دیکہون گا تو سجدے مین گر پڑون گا تو خدا مجہ کو سجدے مین رہنے دیگا جتنا کہ چاہے گا
پہر مجہ کو حکم ہوگا کہ اے محمد سر اٹہائے اور کہہ سنا جاویگا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی اور
مانگ تجہ کو دیا جاویگا سو مین اپنے رب کی وہ تعریف کرون گا کہ میرا رب مجہ کو سکہلاوے گا پہر مین سفارش
کرونگا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جاوے گی سو مین اتنے لوگون کو بہشت مین داخل کرونگا پہر مین
پلٹ جاؤن گا سو مین کہون گا اے میرے رب اب تو دوزخ مین کوئی باقی نہین رہا مگر وہی شخص جس کو
قرآن نے بند کیا یعنے جسکی مغفرت کا قرآن مین حکم نہین اور واجب ہے اسپر دوزخ مین ہمیشہ رہنا یعنے
مشرکین اور کافر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکالا جاوے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے
دل مین ایک جو کے برابر نیکی ہو پہر نکالا جاوے گا دوزخ سے جسنے لا الہ الا اللہ کہا اور اسکے دل مین ایک

گیہوں کے برابر نیکی ہو پھر نکالا جاوے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اسکے دل میں ایک ذرہ کے برابر نیکی ہو **ف** اس حدیث کی شرح رقاق میں گذری اور غرض اس سے قول اہل سوقت کا ہے آدم کے واسطے کہ خدا نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْاٰى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَقَالَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْاُخْرٰى الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کا ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اسکو کم نہیں کرتا اسکا ہاتھ شب و روز بہانے والا ہے یعنے ہر دم فیض کا ریلا جاری ہے اور فرمایا بھلا دیکھو تو کہ جو کہ خدا نے خرچ کیا جب سے آسمان اور زمین کو پیدا کیا سو اتنے خرچ نے تو اسکے ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور حالانکہ یہ فیض اس وقت سے جاری ہے کہ خدا کا عرش پانی پر تھا یعنے ازل سے اور خدا کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے کسی کو جھکاتا ہے اور کسی کو اٹھاتا ہے **ف** اور مناسبت ذکر عرش کی اس جگہ یہ ہے کہ جب زمین آسمان کا پیدا کرنا ذکر کیا تو اس سے سامع کو خواہش ہوئی اسکی کہ اس سے پہلے کیا تھا سو ذکر کیا زمین آسمان کے ذکر کرنے سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا اور یہ جو فرمایا کہ اسکے ہاتھ میں ہے میزان کہا خطابی نے کہ یہ مثال ہے اور مراد قسمت ہے درمیان خلق کے اور بعضوں نے کہا کہ میزان کے معنے یہ ہیں کہ اس نے انداز مقرر کیا ہے ہر چیز کا اور اسکا وقت مقرر کیا ہے اور اسکی حد معین کی ہے سو نہیں ہے کوئی مالک نفع اور ضرر کا مگر اس سے اور ساتھ اسکے اور کہا طیبی نے کہ جائز ہے کہ ہو ملاے و لا تغیضہا وسحا خبرین مترادف ید اللہ کے واسطے کہ وہ مبتدا ہے اور جائز ہے کہ تینوں اوصاف ہوں ملاے کے واسطے اور جائز ہے کہ ارایتم از سر نو کلام ہو اس میں معنے ترقی کے ہیں گویا کہ جب کہا گیا کہ بھرے تو اس سے وہم ہوا کہ اسکا نقصان جائز ہے سو دور کیا اس وہم کو اپنے اس قول سے کہ اسکو کچھ چیز کم نہیں کرتی اور کبھی چیز پر ہوتی ہے اور جاری نہیں ہوتی سو کہا گیا سحا واسطے اشارہ کرنے کے طرف فیض کی اور اسکے ساتھ ذکر کیا دن رات کو تا کہ دلالت کرے ہمیشگی پر پھر ذکر کیا کہ یہ بصیرت والے پر پوشیدہ نہیں اور جملہ اس کلام کا دلالت کرتا ہے اوپر زیادتی غنا کے اور کمال سعت کے اور نہایت جود کے اور کشادہ عطا کے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَطْوِي السَّمٰوٰتِ بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ سَمِعْتُ سَالِمًا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَرَوَاهُ سَعِيدٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ ترجمہ
ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا قبض کرے گا زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لیگا
آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ مین پہر کہے گا کہ مین ہون بادشاہ یعنے کہان ہین زمین کے بادشاہ کہان ہین ظلم
کرنے والے کہان ہین تکبر اور کہا عمر نے سنا مینے سالم سے اس نے کہا سنا مین نے ابن عمرؓ سے اس نے حضرت
سے ساتھ اسکے اور روایت کیا ہے اسکو سعید نے مالک سے اور کہا ابو الیمان نے خبر دی ہم کو شعیب نے زہری
سے کہا خبر دی مجھ کو ابو سلمہ نے کہ کہا ابو ہریرہؓ نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ثابت ہوا ہے نزدیک
مسلم کے ابن عمرؓ کی روایت سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصاف کرنے والے قیامت کے دن نور کے
منبرون پر ہونگے خدا کی داہنی طرف اور خدا کے دونون ہاتھ داہنے ہین کہا بیہقی نے کہ آیا ہے بعضی روایتون
مین اطلاق لفظ شمال کا خدا کے ہاتھ پر بطور مقابلے کے جو معروف ہے ہمارے حق مین اور اکثر روایتون مین
واقع ہوا ہے پرہیز کرنا اطلاق کرنے اسکے سے اللہ پر یہانتک کہ کہا کہ خدا کے دونو ہاتھ داہنے ہین تاکہ نہ
وہم کیا جاوے نقص کا اسکی صفت مین پاک اور بلند ہے اسواسطے کہ بایان ہاتھ ہمارے حق مین ضعیف
تر ہے داہنے سے اور بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ صفت ید کی جارحہ نہین اور جس جگہہ کتاب اور سنت
مین اسکا ذکر آیا ہے تو مراد تعلق اسکا ہے ساتھ کائن کے جو مذکور ہے ساتھ اسکے مانند لپیٹنے اور پکڑنے
اور قبض کرنے اور کشادہ کرنے اور قبول اور انفاق وغیرہ کی جیسے کہ تعلق صفت کا ہے ساتھ مقتضاء
اپنے کے بغیر چہونے کے اور نہین ہے اس مین تشبیہ کسی حال مین اور ان لوگون نے اسکی تاویل کی
ہے ساتھ اسکے جو اسکے لائق ہے (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ
حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ يَهُودِيًّا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ عَلَى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِينَ عَلَى اِصْبَعٍ
وَالْجِبَالَ عَلَى اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلَى اِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ اَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ
وَزَادَ فِيهِ فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَضَحِكَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا لَهُ ترجمہ عبد اللہؓ سے روایت ہی کہ ایک یہودی حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم پاس آیا تو اس نے کہا اے محمد مقرر خدا روک رکہے گا آسمانون کو ایک انگلی پر اور زمینون کو ایک انگلی
پر اور پہاڑون کو ایک انگلی پر اور درختون کو ایک انگلی پر اور سب خلق کو ایک انگلی پر پہر فرماویگا کہ مین ہون

بادشاہ سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہنسے یہانتک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے یعنے جو ہنسنے کے وقت ظاہر ہوتے ہین پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی اور انہون نے خدا کی قدر نہین جانی جیسا حق جاننے اسکے کا ہے کہا یحیی نے یعنے اس روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہنسے تعجب سے اور اسکی تصدیق کے واسطے **ف** کہا ابن بطال نے کہ مراد انگلیون سے اس حدیث مین جارحہ نہین بلکہ وہ محمول ہے اسپر کہ وہ صفت ہے اللہ کی ذات کی صفتون سے بغیر کیفیت اور تحدید کے اور ابن فورک سے روایت ہے جائز ہے کہ انگلی ایک مخلوق ہو کہ خدا اسکو پیدا کرے گا سو اٹھاوے گا خدا اسپر جو اٹھائی ہے انگلی اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اُس کے قدرت ہو کہا ابن بطال نے اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ اُس نے ذکر کیا مخلوقات کو اور خبر دی خدا کی قدرت سے تمام پر سو تبسم فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی تصدیق کے واسطے اور تعجب کرنے کے اس سے کہ وہ اسکو خدا کی قدرت مین بھاری جانتا ہے اور یہ کہ یہ خدا کی قدرت کے آگے کچھ بڑی بات نہین اسی واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ یعنے نہین قدر کی خدا کی قدرت مین اس چیز پر کہ پیدا کرتا ہے اس حد پر کہ پہونچتا ہے طرف اسکی وہم اور احاطہ کرتا ہے اسکو حصر اسواسطے کہ خدا قادر ہے کہ روک رکھے اپنی مخلوقات کو بغیر کسی چیز کے جیسے کہ آج ہی خدا نے فرمایا کہ خدا تعالے روکے ہے آسمانون اور زمین کو یہ کہ اپنی جگہہ سے دور ہون اور اٹھایا آسمان کو بدون ستون کے اور کہا خطابی نے کہ نہین واقع ہوا ہے ذکر انگلی کا قرآن اور نہ حدیث قطعی مین جس کا ثبوت قطعی ہو اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ ہاتھ نہین جارحہ یعنے کاسب تا کہ وہم کیا جاوے اسکے ثبوت سے ثبوت انگلیون کا بلکہ وہ توقیفی ہے کہ اطلاق کیا ہے اسکو شارع نے سو نہ اسکی کیفیت بیان کی جاوے اور نہ تشبیہ دی جاوے اور شاید کہ انگلی کا ذکر یہودیون نے اس مین ملا دیا ہے اسواسطے کہ یہود مشبہ ہین اور اس چیز مین کہ دعوی کرتے ہین توریت سے الفاظ ہین کہ داخل ہوتے ہین تشبیہ کے باب مین اور نہین داخل ہین مسلمانون کے مذہب مین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسکے قول سے ہنسنا احتمال ہے کہ رضامندی کے واسطے ہو اور احتمال ہے کہ انکار کے واسطے ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق کے واسطے ہنسے تو یہ اسکا گمان ہے اور کہا قرطبی نے مفہم مین کہ یہ جو کہا کہ خدا روک رکھیگا آسمانون کو آخر حدیث تک تو یہ سب قول یہودی کا ہے اور وہ اعتقاد کرتے ہین کہ خدا کا جسم ہے اور یہ کہ خدا ایک شخص ہے ہاتھ پاؤن وغیرہ والا جیسا کہ غالیون کا مشبہ سے اعتقاد ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا سوای اسکے کچھ نہین کہ یہودی کی بے علمی سے تھا اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اسوقت یہ آیت پڑہی وما قدروا اللہ حق قدرہ یعنے نہین پہچانا انہون نے خدا کو جیسا کہ اسکے پہچاننے کا حق ہے اور جس نے اس مین تصدیق کی لفظ زیادہ کی ہے سو وہ کچہ چیز نہین کہ وہ راوی کے قول سے ہے اور وہ باطل ہے اس واسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم محال کی تصدیق نہین کرتے اور یہ اوصاف خدا کے حق مین محال ہین اسواسطے کہ اگر خدا کے ہاتہ پاؤن ہوتے تو ہماری طرح ہوتا اور محتاج اور حادث ہوتا وغیرہ جو ہمارے حق مین واجب ہے اسکے حق مین واجب ہوتا اور اگر اس طرح ہوتا تو اسکا خدا ہونا محال ہوتا اور اگر ایسے اوصاف والا خدا ہو سکتا تو دجال بہی خدا ہو سکتا اور یہ محال ہے پہر اگر ہم مان لین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی تصدیق کی تو تصدیق اسکی معنے مین نہ ہوگی بلکہ لفظ مین جسکو نقل کیا اس نے اپنی کتاب سے اپنے پیغمبر سے اور ہم یقین کرتے ہین کہ اسکا ظاہر مراد نہین اور جس کی طرف اس نے اخیر میل کی ہے یہ اولی ہے اس چیز سے کہ پہلے بیان کی اس واسطے کہ اس مین طعن ہے معتمد راویون پر اور رد کرنا ہے صحیح حدیثون کا اور اگر ہوتا امر برخلاف اس چیز کے کہ سمجہی راوی نے تو البتہ لازم آتی اس سے تقریر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی باطل پر اور ساکت ہونا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار سے اور خدا کی پناہ اس سے اور سخت انکار کیا ہے ابن خزیمہ نے اس شخص پر جو دعوی کرتا ہے کہ حضرت کا ہنسنا بطور انکار کے تہا (فتح) **حَدَّثَنَا** عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۔ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب مین سے ایک مرد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا تو اس نے کہا اے ابا القاسم (یہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کی کنیت مبارک ہے) بیشک خدا پاک روک رکہے گا آسمانون کو ایک انگلی پر اور زمینون کو ایک انگلی پر اور درخت اور گارے کو ایک انگلی پر اور سب مخلوقات کو ایک انگلی پر فرماوے گا کہ مین ہون بادشاہ مین ہون بادشاہ سو مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا ہنسے یہانتک کہ آپکے دانت (مبارک) ظاہر ہوئے پہر آپنے یہ آیت پڑہی اور نہین جانا انہون نے قدر خدا کی جیسا کہ اسکے جاننے کا حق ہے **بَابُ** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ باب ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بیان مین کہ خدا تعالے سے زیادہ غیرت کرنے والا کوئی شخص نہین **حَدَّثَنَا** مُوسَى

ابن اسمٰعیل قال حدثنا ابو عوانۃ قال حدثنا عبد الملک عن وراد کاتب المغیرۃ عن المغیرۃ قال قال ابن عبادۃ لو رأیت رجلا مع امرأتی لضربتہ بالسیف غیر مصفح فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اتعجبون من غیرۃ سعد واللہ لانا اغیر منہ واللہ اغیر منی ومن اجل غیرۃ اللہ حرم اللہ الفواحش ما ظہر منہا وما بطن ولا احد احب الیہ العذر من اللہ ومن اجل ذلک بعث المنذرین والمبشرین ولا احد احب الیہ المدحۃ من اللہ ومن اجل ذلک وعد اللہ الجنۃ وقال عبید اللہ بن عمرو عن عبد الملک لا شخص اغیر من اللہ **ترجمہ** مغیرہ سے روایت ہے کہ کہا سعد بن عبادہ نے کہ اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے مار ڈالوں نہ مارنے والا اسکی چوڑائی سے یعنے بلکہ اسکی تیزی سے تو یہ خبر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو سعد کی غیرت سے قسم ہے اللہ کی البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت کرنیوالا ہوں اور خدا مجھ سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہے اور اللہ کی غیرت کے سبب سے خدا نے بیحیائی کے سب کام حرام کیے جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ اور خدا سے زیادہ کوئی نہیں جسکو عذر بہت پسند آتا ہو اور اسی سبب سے خدا نے پیغمبروں کو بھیجا جو ڈرانے والے اور بشارت دینے والے ہیں اور خدا سے زیادہ کوئی نہیں جسکو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو اور اسی سبب سے خدا نے بہشت کا وعدہ کیا ہے اور کہا عبید اللہ نے یعنے اس نے لا احد کے بدلے لا شخص کہا ہے **ف** کہا ابن دقیق العید نے کہ جو لوگ اللہ کو پاک جانتے ہیں یا ساکت ہیں تاویل سے یا تاویل کرنے والے ہیں اور تاویل کرنے والے کہتے ہیں کہ مراد ساتھ غیرت کے منع کرنا ہے چیز سے اور حمایت اور یہ غیرت کو لازم ہے سو یہ اطلاق بطور مجاز کے ہے مانند ملازمہ وغیرہ کے جو عرب کی زبان میں شائع ہے اور کہا عیاض نے کہ معنے یہ ہیں کہ بھیجا خدا نے رسولوں کو واسطے اعذار اور انذار خلق کے پہلے پکڑنے ان کے کے ساتھ عقوبت کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے تاکہ آدمیوں کو واسطے پیغمبروں کے بعد کوئی حجت نہیں اور یہ جو کہا کہ خدا نے بہشت کا وعدہ کیا ہے یعنے اسکے واسطے جس نے اسکی فرمانبرداری کی کہا ابن بطال نے کہ مراد مدح سے مدح اسکے بندوں کی ہے ساتھ فرمانبرداری اسکی کے اور پاک کرنے اسکے کے اس چیز سے کہ اسکے لائق نہیں اور ثنا کرنے کے اوپر اسکے ساتھ نعمتوں اسکی کے تاکہ انکو اسکا بدلہ دے اور کہا قرطبی نے کہ ذکر کرنا مدح کا ساتھ غیرت کے اور عذر کے واسطے تنبیہ کرنے سعد کے ہے اسپر کہ وہ اپنی غیرت کے ساتھ عمل نہ کرے اور نہ جلدی کرے بلکہ آہستگی اور نرمی کرے اور تحقیق کرے یہاں تک کہ حاصل ہو اوپر وجہ صواب کے سو پہونچے کمال مدح اور ثنا اور ثواب کو واسطے اختیار کرنے اسکے کے حق کو اور قمع کرنے اپنے نفس کے اور غلبہ اسکے کے وقت جوش مارنے اس کے

کے اور یہ مانند اس حدیث کے ہے کہ بڑا پہلوان وہ ہے کہ جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے اور کہا
عیاض نے کہ یہ جو کہا خدا نے بہشت کا وعدہ کیا ہے تو اسکے معنے یہ ہین کہ جب خدا نے اسکا وعدہ کیا اور اس
مین رغبت دلائی تو بہت ہوا سوال اسکے واسطے اور طلب طرف اسکی اور ثنا اوپر اسکے اور نہین حجت
پکڑی جاتی ساتھ اسکے اسپر کہ جائز ہے آدمی کو اپنی تعریف کا حاصل کرنا اس واسطے کہ وہ منع ہے لیکن
اگر دل مین اسکی محبت رکھے تو منع نہین جبکہ اس سے کوئی چارہ نہ ہو سو اللہ تعالے مستحق ہے کمال مدح کے
واسطے اور آدمی کو نقص لازم ہے اور اگر وہ کسی جہت سے مدح کا مستحق ہو لیکن مدح اسکے دل کو فاسد کر
دیتی ہے اور اسکو اپنے جی مین بڑا بنا دیتی ہے یہانتک کہ اپنے غیر کو حقیر جانتا ہے اور اسی واسطے آیا ہے
کہ تعریف کرنے والون کے منہ مین مٹی ڈالو اور یہ حدیث صحیح ہے کہا ابن بطال نے اجماع ہے امت کا
اسپر کہ نہین جائز ہے کہ وصف کیا جاوے اللہ کو ساتھ شخص کے اس واسطے کہ نہین وارد ہوئی ہے توقیف
ساتھ اسکے اور البتہ منع کیا ہے اس سے مجسمہ نے باوجودیکہ وے قائل ہین کہ خدا جسم ہے نہ مانند جسمون
کے کہا اور حدیث کے الفاظ مین اختلاف ہے سو ابن مسعود کی حدیث کے الفاظ مین تو صرف لا احد کی
لفظ واقع ہوئی ہے اس مین کچھ اختلاف نہین پس ظاہر ہوا کہ شخص کی لفظ ایک جگہہ مین آئی ہے سو
شاید راویون کے تصرف سے ہے علاوہ ازین یہ استثنے کے باب سے ہے جو غیر جنس سے ہو مانند قول اللہ
تعالے کے وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ اور حالانکہ ظن علم کی قسم سے نہین اور
یہی ہے معتمد اور کہا ابن فورک نے کہ سوائے اسکے کچھ نہین کہ منع ہے اطلاق شخص کا خدا پر کئی امرون
کے واسطے اول یہ کہ نہین ثابت ہوئی یہ لفظ سمع کے طریق سے دوم یہ کہ اجماع ہے اسکے منع ہونے پر
سوم یہ کہ اسکے معنے مین جسم مؤلف مرکب اور معنے غیرت کے زجر اور تحریم ہین پس معنے یہ ہین کہ
سعد بڑا زجر کرنے والا ہے تحریم سے اور مین اس سے زیادہ زجر کرنے والا ہون اور خدا تعالی مجھ سے
زیادہ تر زجر کرنے والا ہے اور طعن کیا ہے خطابی نے سند مین ساتھ متفرد ہونے عبید اللہ کے ساتھ
اس لفظ کے اور حالانکہ اس طرح نہین اور اسکی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے صحیح مسلم وغیرہ کتابون
کی طرف رجوع نہین کیا جن مین یہ لفظ واقع ہوا ہے بغیر روایت عبید اللہ کی سے اور یہ رد کرنا ہے
صحیح روایتون کا اور طعن کرنا حدیث کے امامون مین جو ضابط ہین باوجود ممکن ہونے تاویل اس روایت
کے جو انہون نے روایت کی اسی واسطے کرمانی نے کہا کہ نہین ہے کوئی حاجت ثقہ راویون کو خطا کا
ٹھیرانے کی بلکہ حکم اسکا حکم باقی متشابہات کا ہے یا تفویض یا تاویل اور کہا قرطبی نے کہ اصل وضع شخص
کی جسم آدمی کے واسطے ہے اور یہ معنے خدا کے حق مین محال ہین پس واجب ہے تاویل اسکی سو بعضون

.... نے کہا اسکے معنے ہیں کہ نہیں کوئی بلند اور بعضوں نے کہا کہ نہیں کوئی شے اور یہ تاویل خوب تر ہے پہلے سے اور واضح تر اس سے لا موجود یا لا احد ہے اور یہ تاویل نہایت خوب تر ہے اور حالانکہ ثابت ہو چکی ہے یہ لفظ دوسری روایت میں اور شاید کہ لفظ شخص کا بولا گیا ہے واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ ثابت کرنے ایمان اس شخص کے کہ دشوار ہے اسکے سمجھنے پر وہ موجود کہ نہ مشابہ ہو کسی چیز کو موجودات سے تاکہ نہ نوبت پہنچاوے بطرف نفی اور تعطیل کی (فتح) **تنبیہ** نہیں تصریح کی بخاری نے ساتھ اطلاق کرنے لفظ شخص کے اللہ پر بلکہ وارد کیا ہے اس کو بطور احتمال کے اور البتہ جزم کیا ہے آیندہ باب میں ساتھ نام رکھنے اسکے کے شے واسطے ظاہر ہونے اسکے کے اس چیز میں کہ ذکر کیا اس کو دو آیتوں سے (فتح) **باب** اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً قُلِ اللّٰہُ فَسَمَّی اللّٰہُ تَعَالٰی نَفْسَہٗ شَیْئًا کہ کون چیز بڑی ہے گواہی میں کہہ اللہ سو خدا نے اپنا نام شے رکھا **ف** اور توجیہ ترجمہ کی یہ ہے کہ جب اَیُّ کی لفظ استفہام کے واسطے ہو تو ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ نام رکھا گیا ہو ساتھ نام اس چیز کے کہ مضاف ہو طرف اسکی بنا بر اسکے پس صحیح ہوگا کہ اللہ کا نام شے رکھا جاوے اور ہوگا کلمہ جلالت کا یعنی اللہ خبر مبتدا محذوف کی یعنی یہ شے وہ اللہ ہے اور جائز ہے کہ مبتدا ہو اسکی خبر محذوف ہو یعنی اللہ اکبر شہادۃ وَسَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْقُرْاٰنَ شَیْئًا وَھُوَ صِفَۃٌ مِّنْ صِفَاتِ اللّٰہِ یعنے اور نام رکھا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا شے اور حالانکہ وہ صفت ہے اللہ کی صفتوں سے **ف** یعنی سہل کی حدیث میں اَمَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ وَقَالَ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ اور کہا کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اسکی ذات **ف** استدلال کرنا ساتھ اس آیت کے مبنی ہے اسپر کہ استثنار اس میں متصل ہے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ مستثنے مستثنے منہ میں داخل ہو اور یہی ہے راجح اور اسپر کہ لفظ شے کی اللہ پر بولی جاتی ہے اور یہی راجح ہے اور مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور توجیہ اسکی یہ ہے کہ تعبیر کی گئی ہے جملے سے ساتھ مشہور تر جز کے اور احتمال ہے کہ مراد وجہ سے وہ چیز کہ خدا کے واسطے عمل کی جاوے اور بعضوں نے کہا کہ استثنار منقطع ہے یعنے لیکن اللہ وہ نہیں ہلاک ہوگا اور شے مساوی ہے موجود کی عرف میں اور لغت میں اور اسپر قول ان کا لیس بشے تو یہ بطور مبالغہ کے ہے ذم میں اسی واسطے موصوف کیا ہے اسکو ساتھ صفت معدوم کے اور کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں اور اثروں میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ اطلاق کرنا شے کا خدا پر جائز نہیں اور رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے کہ معدوم شے ہے اور اتفاق ہے سب عقلا کا کہ لفظ شے کا تقاضا کرتا ہے موجود کے ثابت کرنے کو اور لفظ لا شے کا تقاضا کرتا ہے موجود کی نفی کو مگر یہ قول الکا لیس بشے ذم میں کہ یہ

بطور مجاز کے ہے رفتم ۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ اَمَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَۃُ کَذَا وَسُوْرَۃُ کَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاھَا **ترجمہ** سہل سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد سے فرمایا کہ کیا تجھ کو قرآن سے کچھ چیز یاد ہے اسنے کہا ہان فلانی فلانی سورت کہ اس نے ان کا نام لیا **باب** قَوْلِہٖ وَکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَاۗءِ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اور اسکا عرش پانی پر تہا اور وہ رب ہے بڑے عرش کا **ف** بخاری نے دو آیتوں کے دو ٹکڑون کو ذکر کیا ہے اور باریک بینی کی ہے اس نے دوسری آیت کے ذکر کرنے مین بعد پہلی کے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو وہم کرتا ہے قول اسکے سے جو حدیث مین ہے کہ اللہ تہا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تہی اور اسکا عرش پانی پر تہا کہ عرش ازل سے اللہ تعالے کے ساتھ ہے اور یہ مذہب باطل ہے اور اسیطرح جس نے گمان کیا ہے فلاسفہ سے کہ عرش ہی ہے خالق یعنے پیدا کرنے والا اور صانع اور ابن عباس سے روایت ہے کہ خدا تعالی عرش پر تہا پہلے اس سے کہ کچھ چیز پیدا کرے سو پہلے پہل قلم کو پیدا کیا اور یہ اولیت محمول ہے اوپر پیدا کرنے آسمانون اور زمین کے اور جو ان کے بیچ مین ہے سو بخاری اسکے بعد خدا کا یہ قول لایا رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ تو اشارہ کیا اس طرف کہ عرش مربوب ہے اور جو مربوب ہو وہ مخلوق ہے اور ختم کیا باب کو ساتھ اس حدیث کے جس مین ہے سو ناگہان مینے دیکھا کہ موسے عرش کا پایہ پکڑے ہین اس واسطے کہ اس مین ثابت کرنا ہے عرش کے پایون کا اور اس مین دلالت ہے اسپر کہ عرش جسم مرکب ہے اسکے واسطے ابعاض اور اجزا ہین اور جسم مولف محدث اور مخلوق ہے اور کہا بیہقی نے کہ اتفاق ہے اہل تفسیر کا اسپر کہ عرش تخت ہے اور جسم ہے خدا نے اسکو پیدا کیا ہے اور فرشتون کو حکم کیا اسکے اٹہانے کا اور اسکی تعظیم کرنے کا ساتھ طواف کرنے کے گرد اسکے جیسا کہ خدا نے زمین مین خانہ کعبہ بنایا ہے اور آدمیون کو حکم کیا کہ اسکا طواف کرین اور نماز مین اسکی طرف منہ کرین اور آیتوں مین جنکو ذکر کیا اور حدیثون اور آثار مین دلالت ہے اوپر صحیح ہونے ان کے مذہب کے رفتم ۲ وَقَالَ مُجَاھِدٌ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ اور کہا مجاہد نے استوی علی العرش کے معنے مین بلند ہوا عرش پر **ف** کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے استوا مذکور مین اس جگہ کہ استوی کے کیا معنے ہین سو کہا معتزلہ نے کہ اسکے معنے ہین استیلا ساتھ قہر اور غلبے کے اور کہا جسمیہ نے کہ اسکے معنے ہین استقرار یعنے قرار پکڑا عرش پر اور کہا بعض اہل سنت نے کہ اس کے معنے ہین ارتفع اور کہا بعضون نے علا اور کہا بعضون نے کہ اسکے معنے ہین ملک اور قدرت اور بعضون نے کہا معنے استوی کے ہین فارغ ہوا اور تمام کیا یعنے تمام کیا خلق کو اور بعضون نے کہا

کہ علیٰ ساتھ معنے الیٰ کے ہے یعنی انتہا ہوا طرف عرش کے یعنے اس چیز میں متعلق ہے ساتھ عرش کے اس واسطے کہ پیدا کیا خلق کو آگے پیچھے کہا ابن بطال نے اوپر قول معتزلہ کا سو باطل ہے اس واسطے کہ خدا ازل سے ہے قاہر غالب اور قول اسکا ثم استوی تقاضا کرتا ہے کہ شروع ہوئی یہ وصف بعد اس کے کہ نہ تھی اور انکی تاویل سے لازم آتا ہے کہ وہ اس میں غلبہ کیا گیا تھا یعنے کوئی اور اسپر غالب تھا پھر قہر کے ساتھ غالب ہوا اسپر جو اس پر غالب تھا اور یہ منتفی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اور اوپر مجسمہ کا قول سو وہ بھی فاسد ہے اس واسطے کہ استقرار جسم کے صفتوں سے ہے اور لازم آتا ہے اس سے حلول اور تناہی اور یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے اور لائق ہے ساتھ مخلوقات کے واسطے دلیل قول اللہ تعالےٰ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ اور اوپر تفسیر استوے کے ساتھ علا کے سو وہ صحیح ہے اور وہی ہے مذہب حق اور قول اہل سنت کا اس واسطے کہ خدا نے اپنی صفت کی ہے ساتھ بلند ہونے کے سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اور یہ صفت ہے اسکی ذات کی صفتوں سے اور روایت کی ابو القاسم لالکائی نے ام سلمہ سے کہا کہ استوی نہیں ہے مجہول اور اسکی کیفیت عقل میں نہیں آتی اور اسکے ساتھ اقرار کرنا ایمان ہے اور اس سے انکار کرنا کفر ہے اور ربیعہ بن عبدالرحمن سے کہ وہ پوچھا گیا کس طرح ہے اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ تو اس نے کہا کہ استوا معلوم ہے اور کیفیت معلوم نہیں اور خدا پر ہے پیغمبر کا بھیجنا اور پیغمبر پر ہے پہنچا دینا اور لازم ہے ہم پر مان لینا اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند جید کے اوزاعی سے کہ ہم کہتے تھے اور حالانکہ تابعین بہت تھے کہ بیشک اللہ عرش پر ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اسکے سنت اسکی صفات سے اور روایت کی ثعلبی نے اوزاعی سے کہ وہ پوچھے گئے خدا کے اس قول سے ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ سو اس نے کہا کہ وہ اسیطرح ہے جس طرح کہ اس نے اپنے تئیں موصوف کیا یعنے اس میں تاویل نہ کی جاوے اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند جید کے عبداللہ بن وہب سے کہ ہم مالک کے پاس تھے تو ایک مرد اندر آیا سو اس نے کہا اے ابا عبداللہ الرحمن علی العرش استوے کہ کس طرح ہے استوا سو مالک نے اپنا سر نیچے ڈالا سو اسکو پسینہ آیا پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ الرحمن علی العرش استوے یعنے خدا اسی طرح ہے جسطرح کہ اس نے اپنے تئیں وصف کیا اور نہ کہا جاوے کیف اور کیف اس سے مرفوع ہے یعنے اسکی کیفیت معلوم نہیں اور میں معلوم کرتا ہوں کہ تو بدعتی ہے اور اسیطرح نقل کیا ہے اس نے ام سلمہ سے لیکن اس میں ہے کہ اقرار اسکو ساتھ واجب ہے اور سوال کرنا اس سے بدعت ہے اور روایت کی بیہقی نے کہ سفیان ثوری اور شعبہ اور حماد بن زید اور حماد بن سلمہ اور شریک اور ابو عوانہ نہ خدا کو محدود کرتے تھے اور نہ اسکو کسی چیز کے

ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور روایت کرتے تھے ان حدیثوں کو یعنے جس طرح کہ وارد ہوئیں اور نہ کہتے تھے کس
طرح کہا ابوداؤد نے اور یہی ہے قول ہمارا کہا بیہقی نے اور اسی پر گذر چکے ہیں ہمارے بڑے اور باسند بیان
کیا ہے لالکائی نے محمد بن حسن شیبانی سے کہا کہ اتفاق کیا ہے سب فقہاء نے مشرق سے مغرب تک
اسپر کہ ایمان لانا ساتھ قرآن کے اور ان حدیثوں کے کہ روایت کیا ہے ان کو ثقات نے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے بیچ صفت رب کے واجب ہے بغیر تشبیہ اور تفسیر کے اور جو تفسیر کرے کسی چیز کو اس سے اور قائل
ہو ساتھ قول جہم کے تو وہ نکلا اس چیز سے جس پر حضرت اور آپ کے اصحاب تھے اور الگ ہوا جماعت سے
اس واسطے کہ اس نے وصف کیا رب کو ساتھ صفت لاشئے کے اور روایت کی اس نے ولید بن مسلم
کے طریق سے کہ سوال کیا میں نے اوزاعی اور ثوری اور مالک اور لیث کو ان حدیثوں سے جن میں خدا
کی صفت ہے تو انہوں نے کہا کہ ان کو بدستور رہنے دو جسطرح کہ وارد ہوئیں بغیر کیف کے اور روایت
کی ابن ابی حاتم نے شافعی سے کہ اللہ کے واسطے نام اور صفات ہیں اور جو مخالفت کرے بعد ثبوت
حجت کے تو اس نے کفر کیا اور اسپر قائم ہونے حجت سے پہلے تو وہ معذور ہے ساتھ جہل کے اس واسطے
کہ اسکا علم نہیں پایا جاتا عقل سے اور نہ دیکھنے سے اور نہ فکر سے سو ہم ان صفتوں کو خدا کیواسطے
ثابت کرتے ہیں اور اس سے تشبیہ کی نفی کرتے ہیں یعنے خدا کسی چیز کی مانند نہیں ہے جس طرح کہ خدا
نے اپنی ذات سے آپ نفی کی سو فرمایا لیس کمثلہ شئی اور باسند بیان کیا ہے بیہقی نے ابوبکر ضبعی کے
طریق سے کہا کہ مذہب اہل سنت کا بیچ الرحمٰن علے العرش استوی کے بلا کیف ہے اور آثار سلف
سے اس میں بہت ہیں اور کہا ترمذی نے جامع میں کہ البتہ ثابت ہو چکی ہیں یہ روایتیں سو ہم انکے
ساتھ ایمان لاتے ہیں اور نہیں کرتے ہم وہم اور نہ کہا جاوے کیف اسی طرح آیا ہے مالک اور ابن عیینہ
اور ابن مبارک سے کہ انہوں نے ان حدیثوں کو اپنے ظاہر پر گذارا اور یہی قول ہے اہل علم کا اہل سنت
وجماعت سے اور اسپر جہمیہ سو انہوں نے اس سے انکار کیا ہے سو انہوں نے کہا کہ یہ تشبیہ ہے اور
کہا اسحاق بن راہویہ نے کہ تشبیہ تو اسوقت ہوتی ہے جبکہ کہا جاوے کہ ہاتھ مانند ہاتھ کے ہے اور
کان مانند کان کی اور کہا ابن عبد البر نے کہ اہل سنت کا اجماع ہے اوپر اقرار کرنے کے ساتھ ان
صفتوں کے جو وارد ہوئی ہیں کتاب اور سنت میں اور انہوں نے اس میں سے کسی چیز کی کیفیت
بیان نہیں کی اور اسپر جہمیہ اور معتزلہ اور خوارج سو انہوں نے کہا کہ جو اقرار کرے ساتھ ان کے
وہ مشبہ ہے اور جو لوگ کہ ان کے ساتھ اقرار کرتے ہیں انہوں نے انکا نام معطلہ رکھا ہے اور کہا
امام الحرمین نے رسالہ نظامیہ میں کہ علماء کو ان صفتوں کے ظواہر میں اختلاف ہے سو بعضوں نے

ان کی تاویل کی ہے اور مذہب ائمہ سلف کا تاویل سے باز رہنا ہے اور جاری کرنا انکا ظاہر پر اور سپرد کرنا
انکے معنوں کو طرف خدا کی اور ہم پیروی کرتے ہین سلف امت کے عقیدے کی واسطے دلیل قاطع کے
کہ اجماع امت کا حجت ہی اور اگر ان ظاہر حدیثون کی تاویل ضروری ہوتی تو فروع شریعت سے زیادہ اس کا
اہتمام کرتے اور جب گذر چکا عصر اصحاب اور تابعین کا اور انہون نے ان حدیثون مین تاویل نہ کی سو یہی
طریقے کی پیروی کی جاوے گی اور پہلے گذر چکا ہے اہل عصر ثالث یعنے تبع تابعین سے اور وہ فقہا ہین
شہرون کے مانند ثوری اور مالک اور اوزاعی کے اور جو ان کے ہم زمان ہین اور اسیطرح جن لوگون
نے ان سے علم سیکھا سو کس طرح نہ اعتماد کیا جاوے ساتھ اس چیز کے جس پر قرون ثلثہ کے علما
کا اتفاق ہے اور حالانکہ وے بہتر ہین سب زمانون کے لوگون سے ساتھ گواہی صاحب شریعت
کے (فتح) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمَجِيْدُ الْكَرِيْمُ وَالْوَدُوْدُ الْحَبِيْبُ یعنے کہا ابن عباسؓ نے کہ مجید کے
معنے ہین کریم اور ودود کے معنے ہین حبیب یعنے اس آیت مین ذو العرش المجید وہو الغفور الودود
ف اور مجد کے معنے ہین فراخی کرم اور جلالت مین اور وصف کیا قرآن کو ساتھ مجید کے اس
واسطے کہ وہ بغل گیر ہے مکارم دنیاوی اور اخروی کو کہا ابن منیر نے کہ بخاری نے جو چیز کہ اس باب
مین ذکر کی ہے وہ سب شامل ہے اوپر ذکر عرش کے مگر اثر ابن عباسؓ کا کہ اس نے تنبیہ کی ہے ساتھ
اسکے ایک لطیفہ پر وہ یہ کہ مجید آیت مین اوپر کسر نہین ہے صفت عرش کے تا کہ خیال کیا جاوے
کہ وہ قدیم ہے بلکہ وہ صفت اللہ کی ہے ساتھ دلیل قرات رفع کے اور بخاری نے اسکے بعد جو حمید
مجید ذکر کیا ہے تو یہ بھی اسکی تائید کرتا ہے کہ وہ بخاری کے نزدیک صفت اللہ کی ہے (فتح) يُقَالُ
حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ كَاَنَّهٗ فَعِيْلٌ مِنْ مَاجِدٍ وَمَحْمُوْدٌ مِنْ حَمِدَ کہا جاتا ہے خدا کے اس قول کی تفسیر مین
حمید مجید کہ انکے معنے ہین محمود ماجد یعنے تو ہے سب خوبیون سے سراہا گیا بڑائی والا پس حمید ساتھ
معنے مفعول کے ہے اور مجید ساتھ معنے فاعل کے اور مجید فعیل ہے ماجد سے اور حمید ساتھ معنے
محمود کے ہے حمد سے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ
عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهٗ
قَوْمٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ
مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا اَهْلَ الْيَمَنِ اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا
جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَلِنَسْاَلَكَ عَنْ اَوَّلِ هٰذَا الْاَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ
يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ

کُلِّ شَیْءٍ ثُمَّ اَتَانِیْ رَجُلٌ فَقَالَ یَا عِمْرَانُ اَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُهَا فَاِذَا السَّرَابُ یَنْقَطِعُ دُوْنَهَا وَاَیْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ اَقُمْ ترجمہ عمران بن حصین سے روایت ہو کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا کہ ناگہان بنی تمیم کی ایک قوم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو اے بنی تمیم تو انہون نے کہا کہ آپنے ہم کو بشارت دی سو کچھ مال بہی دو پہر یمن کے کچھ لوگ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو اے یمن والو جبکہ بنی تمیم نے اسکو قبول نہین کیا انہون نے کہا کہ البتہ ہمنے بشارت قبول کی اور ہم آپ پاس حاضر ہوئے تاکہ دین کو پوچہین اور آپسے پوچہین کہ اس عالم سے پہلے کیا تہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا ہی تہا اور اسکی سوائے کوئی چیز نہ تہی اور اسکا عرش پانی پر تہا پہر آسمانون اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ مین ہر چیز کو لکہا پہر میرے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ اے عمران اپنی اونٹنی کو پالے کہ وہ چلی گئی سو مین چلا اس کی تلاش کو تو ناگہان سراب یعنے خیالی پانی اس سے ورے منقطع ہوتا ہے یعنے دور نظر آتی اور قسم ہے اللہ کی البتہ مین نے چاہا کہ وہ جاتی رہتی اور مین کہڑا نہ ہوتا یعنے حضرت کے پاس سے **ف** اور مراد بشارت سے یہ ہے کہ جو مسلمان ہوا اس نے نجات پائی دوزخ مین ہمیشہ رہنے سے پہر اسکو عمل کے موافق بدلا ملیگا مگر یہ کہ خدا اس سے معاف کرے کہا کرمانی نے کہ بشارت دی انکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کرے بہشت مین داخل ہونے کو اس واسطے کہ تعریف کی انکے واسطے اصول عقاید کی جو مبدء اور معاد اور جو ان کے درمیان ہے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ تعریف اس جگہ واقع ہوئی تہی اہل یمن کے واسطے نہ بنی تمیم کے واسطے اور یہ جو کہا کہ آپنے ہم کو بشارت دی تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وے مسلمان تہے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ انہون نے دنیا کا مال چاہا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کی بے علمی سے غصے ہوئے کہ انہون نے معلق کیا اپنی امیدون کو ساتھ دنیا فانی کے اور مقدم کیا اس کو دین کی پوچہ پر کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اسکے ثواب آخرت باقی کا اور کہا کرمانی نے کہ قول انکا بشرتنا دلالت کرتا ہے اسپر کہ انہون نے کچھ بشارت کو قبول کیا لیکن اسکے ساتھ دنیا کا مال بہی طلب کیا اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ نفی کی ان سے قبول مطلوب کی نہ مطلق قبول کی اور غضبناک ہوئے اس واسطے کہ انہون نے کلمہ توحید اور مبدا اور معاد کے حقیقت اور ان کی واجب کرنے والی چیزون سے سوال نہ کیا اور ایک روایت مین ہے کہ خدا ہر چیز سے پہلے تہا اور اسکے معنے یہ ہین کہ خدا تہا اور اسکے ساتھ کچھ چیز نہ تہی اور یہ صریح تر ہے رد مین اس شخص پر جو ثابت کرتا ہے حوادث کو کہ نہین ہے کوئی اول واسطے ان کے اور مراد پہلے کان سے ازلیت اور قدم ہے اور دوسرے کان سے حدوث بعد عدم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر

کہ جہان دنیا حادث ہے یعنے پہلے نہ تھا پھر پیدا ہوا اس واسطے کہ قول اسکا اور خدا تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی ظاہر ہے اس میں اس واسطے کہ ہر چیز جو اللہ کے سوا ہے موجود ہوئے بعد اسکے کہ موجود نہ تھے اور یہ جو کہا کہ تیری اونٹنی جاتی رہی تو ایک طریق میں اس روایت کی اول میں ہے کہ میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا یعنے مسجد میں اور میں نے اپنی اونٹنی دروازے پر باندہی یعنے اسکا زانو رسی سے باندہا اور جو کہا کاش البتہ میں نے دوست رکہا کہ اونٹنی جاتی رہتی تو یہ افسوس اوپر مجبور جانے اور نہ کہڑے ہونے اسکے کے ہے نہ ایک پر اس واسطے کہ اسکا جانا تو اسکے چہوٹ جانے سے معلوم ہو چکا تہا اور مراد بالکل جاتے رہنا اسکا ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ يَمِيْنَ اللّٰہِ مَلْاٰى لَا يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مَا فِيْ يَمِيْنِهِ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْاُخْرٰى الْفَيْضُ اَوِ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کا داہنا ہاتھ بہرا ہے خرچ کرنا اسکو کم نہیں کرتا ہاتھ اسکا شب و روز اونڈیلنے والا ہے یعنے ہر وقت فیض اسکا جاری ہے بہلا دیکہو تو کہ جو کہ خدا نے خرچ کیا جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسنے خرچ نے تو اس کے داہنے ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور خدا کا عرش پانی پر تہا اور خدا کی دوسرے ہاتھ میں فیض ہے یا فرمایا روک ہے کسی کو اٹہاتا ہے کسی کو جہکاتا ہے **ف** اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور مراد پانی سے سمندر کا پانی نہیں بلکہ وہ پانی ہے جو عرش کے تلے ہے اور احتمال ہے کہ اسکے اٹہانیوالوں کے پاؤں دریا میں ہوں جیسا کہ بعض آثار میں آیا ہے روایت کی بیہقی نے سدی کے طریق سے اس آیت کی تفسیر میں وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کہا کہ جس پتہر پر کہ ساتوں زمین ہے اور وہ نہایت خلق کی ہے اسکے کناروں پر چار فرشتے ہیں ہر ایک کے واسطے ان میں چار منہ ہیں ایک منہ آدمی کا دوسرا شیر کا تیسرا بیل کا چوتہا نسر کا سو وہ اسپر کہڑے ہیں انہوں نے زمینوں اور آسمانوں کو گہیرا ہوا ہے انکے سر کرسی کے تلے ہیں اور کرسی عرش کے تلے ہے اور ابوذر کی حدیث طویل میں ہے کہ نہیں سات آسمان ساتھ کرسی کے مگر مانند حلقے کی کہ بیابان میں ہو اور نہیں کرسی ساتھ عرش کے مگر مثل حلقے کی کہ بیابان میں ہو (فتح) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَشْكُوْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰہَ وَاَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا لَكَتَمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ قَالَ وَكَانَتْ تَفْخَرُ

عَلٰی اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ زَوَّجَکُنَّ اَھَالِیْکُنَّ وَزَوَّجَنِیَ اللّٰہُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ
وَعَنْ ثَابِتٍ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ وَتَخْشَی النَّاسَ نَزَلَتْ فِیْ شَاْنِ زَیْنَبَ وَزَیْدِ بْنِ حَارِثَۃَ
ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ نے آکر شکایت کی یعنے اپنی عورت کی تو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمانا شروع کیا کہ اللہ سے ڈر اور رہنے اپنی عورت کو اپنے پاس رہنے دے اور اگر حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے یعنے وَتُخْفِیْ مَا فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ کہا
اور زینب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور بی بیون پر فخر کرتی تہین کہتی تہین کہ تمہارا نکاح تمہارے
گہروالون نے کردیا اور نکاح کردیا میرا خدا نے سات آسمان کے اوپر سے اور ثابت سے روایت ہے کہ
آیت وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس زینب اور زید کی شان مین اتری **ف** زینب حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی پہوپہی کی بیٹی تہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکا نکاح زید سے کردیا لیکن
دونو مین موافقت نہ ہوی الغرض لڑائی ہوئی تو زید نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر شکایت کی اور
کہا کہ مین اسکو چہوڑ دیتا ہون تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے پاس رہنے دے اپنی بی بی
کو اور ڈر اللہ سے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دل مین آیا اگر زید نے زینب کو چہوڑ دیا تو مین اس سے نکاح
کرون گا پس یہ آیت اتری اور ایک روایت مین ہے کہ زینب نے کہا کہ میرا حق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پر سب بی بیون سے زیادہ ہے نکاح کردیا میرا خدا نے آپ اپنے عرش کے اوپر سے اور جبریل وکیل
تہے اور مین آپ کی پہوپہی کی بیٹی ہون آپکی عورتون مین سے کوئی بی بی مجہ سے زیادہ تر قریب نہین
(فتح) **حَدَّثَنَا** خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا عِیْسَی بْنُ طَھْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ
نَزَلَتْ اٰیَۃُ الْحِجَابِ فِیْ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَاَطْعَمَ عَلَیْھَا یَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَّلَحْمًا وَّکَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰی نِسَاءِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ تَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ اَنْکَحَنِیْ فِی السَّمَاءِ ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہا کہ اتری آیت حجاب کی زینب کے حق مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسدن لوگون کو ان کے ولیمے
مین روٹی اور گوشت کہلایا اور زینب فخر کرتی تہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور بی بیون پر اور کہتی تہین
کہ نکاح کردیا میرا خدا نے آسمان مین **ف** قول اسکا آسمان مین اسکا ظاہر مراد نہین اس واسطے کہ اللہ منزہ
ہے حلول کرنے سے مکان مین لیکن چونکہ بلندی کی جہت اشرف ہے اپنے غیر سے تو منسوب کیا اسکو اسکی طرف
واسطے اشارہ کرنے کی طرف بلند ہونے ذات اور صفات کے اور یہی جواب ہے ان لفظون مین جو فوقیت
مین وارد ہوئی ہین کہا راغب نے کہ فوق استعمال کیا جاتا ہے مکان مین اور زمان مین اور جسم مین اور عدد مین
اور مرتبے مین اور قہر مین اول کی مثال یہ ہے قُلْ ھُوَ الْقَادِرُ عَلٰی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ

دوسری کی مثال یہ ہے اذ جاءوکم من فوقکم تیسری کی مثال یہ ہے فان کن نساء فوق اثنتین چوتھے کی مثال یہ ہے بعوضۃ فما فوقہا چھوٹے اور بڑے ہونے مین وعلی ہذا القیاس حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ لما قضی الخلق کتب عندہ فوق عرشہ ان رحمتی سبقت غضبی ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا نے خلق کو پیدا کیا تو عرش پر اپنے پاس لکھہ کہا کہ سبقت کر گئی رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے سے ف کہا خطابی نے کہ مراد ساتھ کتاب کے قضا ہے جو مقدر کی یعنے مقدر کیا اسکو جیسے فرمایا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اور یہ جو کہا کہ عرش کے اوپر تو اسکے معنے یہ ہونگے کہ اسکا علم خدا کے نزدیک ہے سو نہ اسکو نہ بھولتا ہے نہ بدلتا ہے جیسے خدا نے فرمایا فی کتاب لا یضل ربی ولا ینسی اور یا کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے جس مین ذکر ہے اقسام خلق کا اور انکے کاموں کا اور ان کی اجل کا اور ان کی روزی کا اور انکی حالات کا تو ہونگے معنے اسکے قول کے سو وہ اسکے پاس عرش پر ہے یعنے ذکر اسکا اور علم اسکا اور یہ سب جائز ہے تخریج میں اسپر کہ عرش خلق مخلوق ہے اسکو فرشتے اٹھاتے ہیں سو نہیں ہے محال یہ کہ ہاتھ لگاوین عرش کو جبکہ اسکو اٹھاوین اگرچہ ہو حامل عرش کا اور حامل اسکے حاملوں کا اللہ اور نہیں ہے قول ہمارا کہ اللہ عرش پر ہے یعنے اسکے ساتھ چھوا ہوا ہے یا قرار پکڑا ہے اس میں یا جگہہ پکڑنے والا کسی جہت مین اسکی جہات سے بلکہ وہ خبر ہے کہ آئی ہے توقیف ساتھ اسکے اور نفی کی ہمنے اس سے کیفیت کی اس واسطے کہ اسکی مثل کوئی چیز نہیں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ یہ جو کہا کہ وہ کتاب اسکے پاس عرش پر ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ حکمت نے چاہا کہ ہو عرش حامل واسطے اس چیز کے کہ چاہی اللہ نے اثر حکمت اللہ اور اسکی قدرت کی سے اور پوشیدہ غیب اسکی سے تاکہ مجرد ہووے وہ اللہ ساتھ اسکے طریق علم اور احاطہ کے سے سو ہوگی یہ بڑی دلیل اوپر اکیلے ہونے اسکے کے ساتھ علم غیب کے اور کبھی ہوتی ہے یہ تفسیر واسطے قول اسکے کے الرحمن علی العرش استوی یعنے جسکو چاہا اپنی قدرت سے اور وہ کتاب اسکی ہے جسکو عرش پر رکھا (فتح) حدثنا ابراہیم بن المنذر قال حدثنا محمد بن فلیح قال حدثنی ابی عن ہلال عن عطاء بن یسار عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ قال من آمن باللہ ورسولہ واقام الصلوۃ وصام رمضان فان حقا علی اللہ ان یدخلہ الجنۃ ہاجر فی سبیل اللہ او جلس فی ارضہ التی ولد فیہا قالوا یا رسول اللہ افلا ننبئ الناس بذلک قال ان فی الجنۃ مائۃ درجۃ اعدہا اللہ للمجاہدین فی سبیلہ کل درجتین ما بینہما کما بین

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْاَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَی الْجَنَّةِ وَفَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سچے دل سے خدا کو اور اسکے پیغمبر کو مانا اور نماز کو ٹھیک ادا کیا اور رمضان کا روزہ رکھا تو وعدے کی راہ سے ضرور ہو گیا خدا پر اسکا بہشت میں لیجانا خواہ اسنے اپنا وطن خدا کی راہ میں جہاد کے واسطے چھوڑا ہو یا اسی زمین میں ٹھیرا رہا جس میں پیدا ہوا اصحاب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم لوگوں کو اسکی خوشخبری سنا دیں کہ بہشت جہاد اور ہجرت پر موقوف نہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں سو بلند درجے ہیں کہ خدا نے نمازیوں کے واسطے مقرر کیے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں سو جب خدا سے مانگو تو فردوس مانگا کرو کہ فردوس سب بہشتوں کے درمیان میں ہے اور سب سے اونچی ہے اور اسکے اوپر خدا کا عرش ہے اور اسی سے بہشت کی سب نہریں نکلی ہیں **ف** یعنے ہر چند بہشت جہاد پر موقوف نہیں اصل نجات کے واسطے ایمان اور نماز روزہ کفایت کرتا ہے لیکن تم ہمت کو پست نہ کرو کہ صرف نجات پر قناعت کرو بلکہ ہمت بلند رکھو جہاد کرو تا کہ فردوس پاؤ جسکے آگے سب بہشتیں پست ہیں اور اس حدیث کی شرح جہاد میں گذر چکی اور یہ جو کہا خدا پر حق ہے تو یہ مانند اس آیت کی ہے کَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اور اسکے یہ معنے نہیں کہ یہ خدا پر لازم ہے اس واسطے کہ نہ کوئی اسکے واسطے حکم کرنے والا ہے نہ منع کرنے والا جو واجب کرے اسپر وہ چیز کہ لازم ہو اسکو مطالبہ ساتھ اسکے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ اسکے معنی ہیں پورا کرنا اس چیز کا کہ وعدہ کیا ہے اس نے ساتھ اسکے ثواب سے اور خدا وعدہ خلاف نہیں کرتا اور یہ جو کہا کہ بہشت میں سو درجے ہیں تو اس میں زیادتی کی نفی نہیں یعنے اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سو سے زیادہ نہیں اور تایید کرتی ہے اسکی حدیث ابو سعید کی جو ترمذی نے روایت کی ہے کہ قرآن والے سے کہا جاویگا کہ پڑھ قرآن کو کھول کھول کر صاف جیسے تو دنیا میں پڑھا کرتا تھا اسواسطے کہ تیری جگہ اخیر آیت کے پاس ہوگی جو تو پڑھے گا اور قرآن کی آیتوں کا عدد چھ ہزار اور دو سو سے زیادہ ہے اور اس حدیث میں یہ بیان نہیں ہوا کہ زمین آسمان کے درمیان کتنا فرق ہے سو ترمذی کی روایت میں ہے کہ سو برس کی راہ ہے اور طبرانی میں ہے کہ پانسو برس کی راہ ہے اور ابن خزیمہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پہلے آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان بھی پانچ سو برس کی راہ ہے اور ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچسو برس کی راہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ موٹائی ہر آسمان کی پانچ سو برس کی راہ ہے اور ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان بھی پانچ سو برس کی راہ ہے اور کرسی اور

پانی کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے اور عرش پانی سے اوپر ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ شانہ عرش کے
اوپر ہے اور نہیں پوشیدہ اس پر کوئی چیز تمہارے عملوں میں سے اور ابو داؤد وغیرہ میں ہے کہ ساتوین
آسمان کے اوپر دریا ہے جو پانچسو برس کی راہ چوڑا ہے پھر اس سے اوپر آٹھ اوعال ہیں کہ انکے کھر اور
گھٹنوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اس سے اوپر عرش ہے اسکی موٹائی پانچ سو برس کی راہ
ہے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے اوپر ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ زمین سے آسمان تک اکہتر
یا بہتر سال کی راہ ہے سو دونوں عدد کے اختلاف میں تطبیق یہ ہے کہ پانچ سو برس کی روایت محمول
ہے آہستہ چلنے والے پر جیسا پیادے کا چلنا اور اکہتر برس کی روایت محمول ہے جلدی چلنے والے
پر جیسا دوڑ نیوالا اور اگر ستر کی روایت پر زیادتی کے ساتھ تحدید نہ ہوتی تو ہم ستر برس کی روایت
کو مبالغہ پر محمول کرتے (فتح) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ
إِبْرَاهِيمَ هُوَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَالِسٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا فِي السُّجُودِ وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا
ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا ثُمَّ قَرَأَ ذَٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ ترجمہ
ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم بیٹھے تھے سو جب سورج غروب ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ یہ آفتاب
کہاں جاتا ہے یعنے بعد غروب ہونے کے سو میں نے کہا خدا اور اسکا رسول زیادہ تر دانا ہے
حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جاتا ہے اجازت مانگتا ہے سجدے کی تو اسکو سجدہ
کرنے کی اجازت دی جاتی ہے اور گویا کہ اسکو کہا گیا کہ تو پلٹ جا جدہر سے آیا ہے تو نکلے گا پچھم
کی طرف سے پھر پڑھی یہ آیت یہ اسکی قرارگاہ ہے عبداللہ کی قرارت میں ف یعنے اور مشہور قرارت
یہ ہے لمستقر لہا ف اس حدیث کی شرح بدء الخلق میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے ثابت کرنا اس
بات کا ہے کہ عرش مخلوق ہے اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اسکے واسطے اوپر اور نیچا ہے اور یہ
دونو مخلوق کی صفتوں میں سے ہیں اور مغرب سے سورج چڑھنے کا بیان کتاب الرقاق میں گذر چکا
ہے کہا ابن بطال نے کہ یہ جو کہا کہ سورج اجازت مانگتا ہے تو اسکے معنے یہ ہیں کہ خدا اس میں زندگی
پیدا کرتا ہے پس پیدا کرتا ہے کلام کرنے کو نزدیک اسکے اسواسطے کہ خدا قادر ہے اوپر زندہ کرنے جماد اور مردوں
کے اور بعضوں نے کہا احتمال ہے کہ اجازت مانگنے کی نسبت سورج کی طرف مجازی ہو اور مراد اس سے

وہ فرشتے ہوں جو اسکے ساتھ موکل ہیں (فتح) حدثنا موسیٰ عن ابراھیم قال حدثنا ابن شہاب عن عبید
ابن السباق ان زید بن ثابت حدثہ ح وقال اللیث حدثنی عبد الرحمن بن خالد عن ابن شہاب
عن ابن السباق ان زید بن ثابت حدثہ قال ارسل الی ابو بکر فتتبعت القران حتی وجدت
اخر سورۃ التوبۃ مع ابی خزیمۃ الانصاری لم اجدھا مع احد غیرہ لقد جاءکم رسول من انفسکم
حتی خاتمۃ براءۃ ترجمہ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہلا بھیجا کہ میں
قرآن کو جمع کروں سو میں نے قرآن کو تلاش کیا یعنی لوگوں سے یہانتک کہ میں نے سورہ توبہ کی اخیر آیت ابو خزیمہ
کے پاس پائی کہ میں نے اسکو اسکے سوا کسی کے پاس نہ پایا وہ آیت یہ ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم سورہ
براءۃ کے اخیر تک ف اس آیت کا اخیر یہ ہے وھو رب العرش العظیم یعنی وہ رب ہے بڑے عرش کا اور
یہی مراد ہے اس جگہ اس حدیث سے سو غرض کہ اس میں ثابت کیا ہے کہ عرش کے واسطے رب ہے پس
وہ مربوب ہے اور ہر مربوب مخلوق ہے اور اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گذر چکی ہے (فتح) حدثنا
یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن یونس بھذا وقال مع ابی خزیمۃ الانصاری ترجمہ حدیث بیان
کی ہم سے یحیی بن بکیر نے کہا حدیث سنائی ہمیں لیث نے یونس سے اسی اسناد کے ساتھ اور کہا ابو خزیمہ انصاری کے ساتھ
حدثنا معلی بن اسد قال حدثنا وھیب عن سعید عن قتادۃ عن ابی العالیۃ عن ابن عباس
قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول عند الکرب لا الہ الا اللہ العلیم الحلیم لا الہ الا ھو
رب العرش العظیم لا الہ الا ھو رب السموات ورب الارض ورب العرش الکریم ترجمہ
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال سختی کے وقت کہتے تھے
کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے خدا کے جو جاننے والا اور حلم والا ہے کوئی لائق بندگی کے نہیں
سوائے خدا کے وہ رب ہے بڑے عرش کا نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے خدا کے وہ رب ہے آسمانوں
اور زمین کا اور رب ہے عرش کریم کا ف اس حدیث کی شرح دعوات میں گذر چکی ہے حدثنا محمد
ابن یوسف قال حدثنا سفین عن عمرو بن یحیی عن ابیہ عن ابی سعید الخدری عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال الناس یصعقون یوم القیمۃ فاذا انا بموسی اخذ بقائمۃ من قوائم
العرش وقال الماجشون عن عبد اللہ بن الفضل عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال فاکون اول من بعث فاذا موسی اخذ بالعرش ترجمہ ابو سعید سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہو جاوینگے سو ناگہاں میں
دیکھوں گا اس حال میں کہ موسیٰ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ پکڑے ہیں اور دوسری روایت میں ابو ہریرہ

سے ہے کہ پہلے پہل میں ہوش میں آؤں گا سو ناگہاں دیکھوں گا کہ موسی علیہ السلام عرش کو پکڑے ہیں **ف**
اس حدیث کی شرح احادیث الانبیا میں گذر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اسکا عرش سرخ یاقوت سے ہے

باب قَوْلِ اللّٰہِ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ اِلَیْہِ وَقَوْلِہٖ اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ خدا نے فرمایا کہ
چڑھتے ہیں فرشتے اور روح طرف اسکی اور فرمایا کہ اسی کی طرف چڑھتے ہیں کلمے پاک وَقَالَ اَبُوْ جَمْرَۃَ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ بَلَغَ اَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِاَخِیْہِ اعْلَمْ لِیْ عِلْمَ ھٰذَا الرَّجُلِ
الَّذِیْ یَزْعُمُ اَنَّہٗ یَاْتِیْہِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَآءِ یعنے کہا ابو جمرہ نے ابن عباسؓ سے کہ ابوذر کو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی پیغمبری کی خبر پہونچی تو اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ معلوم کر آمیرے واسطے علم اس مرد کا جو
گمان کرتا ہے کہ اُس پاس آسمان سے خبر آتی ہے وَقَالَ مُجَاھِدٌ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُ الْکَلِمَ الطَّیِّبَ
یُقَالُ ذِی الْمَعَارِجِ الْمَلٰٓئِکَۃُ تَعْرُجُ اِلَی اللّٰہِ یعنے اور کہا مجاہد نے کہ عمل صالح بلند کرتے ہیں نیک باتوں
کو کہا جاتا ہے ذی المعارج یعنے فرشتے اللہ کی طرف چڑھتے ہیں **ف** ایہ آیت پہلی سو اشارہ کیا ہے
طرف اس چیز کی کہ آئی ہے اسکی تفسیر میں اخیر کلام میں یعنے فرشتے اُسکی طرف چڑھتے ہیں الی ذی المعارج
اللہ کی لغت ہے وصف کیا ہے اللہ نے ساتھ اسکے اپنے نفس کو اس واسطے کہ فرشتے اسکی طرف
چڑھتے ہیں اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس سے اسکی تفسیر میں کہ پاک کلموں سے مراد ذکر اللہ کا ہے
اور نیک عمل سے مراد فرضوں کا ادا کرنا ہے سو جو اللہ کو یاد کرے اور اسکے فرضوں کو ادا کرے تو اس
کا کلام رد کیا جاتا ہے اور ایہ دوسری آیت سو اشارہ کیا طرف تفسیر مجاہد کی اسکے واسطے پہلے
اثر میں اور کہا فرائی نے کہ یہ جو کہا کہ نیک عمل بلند کرتا ہے نیک بات کو یعنے قبول ہوتی ہے نیک بات
جب کہ ہو ساتھ اس کے نیک عمل اور ایہ تعلیق ابو جمرہ کی سو یہ حدیث پوری پہلے گذر چکی ہے اور غرض
اس سے قول ابوذرؓ کا ہے اپنے بھائی کے واسطے کہ میرے واسطے معلوم کر آ علم اس مرد کا جو گمان کرتا ہے
کہ اُس پاس آسمان سے خبر آتی ہے کہا بیہقی نے کہ مراد نیک بات کے چڑھنے سے قبول ہونا اسکا ہے
اور چڑھنا فرشتوں کا اپنی جگہوں کی طرف ہے آسمانوں میں اور یہ جو کہا طرف اللہ کی تو یہ محمول ہے
تفویض پر یعنے اسکے معنے کو خدا ہی جانتا ہے ہم اسکے ساتھ ایمان لائے جیسا کہ سلف سے گذر
چکا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری کی اس باب میں رد کرنا ہے جہمیہ مجسمہ پر کہ وہ ان ظواہر
سے تعلق پکڑتے ہیں اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ خدا جسم نہیں پس نہ محتاج ہوگا طرف مکان کی کہ اس
میں قرار پکڑے اس واسطے کہ خدا موجود تھا اور مکان کوئی نہ تھا اور اضافت معارج کی اسکی طرف
اضافت تشریف ہے اور یہ جو کہا کہ اسکی طرف چڑھتے ہیں تو اسکے معنے ہیں بلند ہونا اسکا باوجود

پاک ہونے اسکے مکان سے (فتح) حدثنا اسمٰعیل قال حدثنی مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یتعاقبون فیکم ملائکۃ باللیل وملائکۃ بالنھار ویجتمعون فی صلوۃ العصر وصلوۃ الفجر ثم یعرج الذین باتوا فیکم فیسألھم ربھم وھو اعلم بکم کیف ترکتم عبادی فیقولون ترکناھم وھم یصلون واتیناھم وھم یصلون **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین آگے پیچھے آیا جایا کرتے ہین فرشتے ہر ایک رات اور دن مین اور جمع ہوتے ہین عصر کی نماز اور فجر کی نماز مین پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہین وے فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے سو خدا ان سے پوچھتا ہے اور حالانکہ وہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کہ کس حال مین تمنے میرے بندون کو چھوڑا تو فرشتے کہتے ہین کہ ہم انکو چھوڑ آئے نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ہمنے ان کو نماز پڑھتے **ف** اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہین جو رات کو تمہارے درمیان رہے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر احادیث باب کے اس نے جو گمان کرتا ہے کہ خدا سبحانہ وتعالی بلندی کی جہت مین ہے اور ہمنے بیان کر دیا ہے پہلے باب مین کہ خدا کے حق مین بلند ہونے کے کیا معنے ہین (فتح) وقال خالد بن مخلد حدثنا سلیمان قال حدثنی عبد اللہ بن دینار عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یصعد الی اللہ الا الطیب فان اللہ یتقبلھا بیمینہ ثم یربیھا لصاحبہ کما یربی احدکم فلوہ حتی تکون مثل الجبل ورواہ ورقاء عن عبد اللہ بن دینار عن سعید بن یسار عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یصعد الی اللہ الا الطیب **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صدقہ دے گا کھجور کے برابر حلال کمائی سے اور نہین چڑھتا اسکی طرف سوائے حلال کے یعنے نہین قبول کرتا سوای حلال کے سو مقرر خدا اسکو قبول فرماتا ہے اپنے داہنے ہاتھ سے پھر اسکو پالتا ہے دینے والے کے واسطے جیسے کوئی تم مین سے اپنے بچھیرے کو پالتا ہے یہانتک کہ اس چیز کو بڑھاتا ہے کہ وہ پہاڑ کی برابر ہو جاتی ہے اور روایت کیا ہے اسکو ورقا نے الخ یعنے ورقا کی روایت سلیمان کی روایت کے موافق ہے مگر ان کے شیخ کے شیخ مین **ف** کہ [illegible] اس حدیث مین آیا ہے تو اس کے معنے [illegible]

کہ وہ محل نقص کا ہے ضعف میں بلکہ وارد ہوا ہے کہ اسکے دونو ہاتھ داہنے ہیں اور نہیں ہے مراد اس سے جارحہ بلکہ وہ توقیف ہے سو ہم اس کو مطلق چھوڑتے ہیں جس طرح وارد ہوا اور اسکی کیفیت بیان نہیں کرتے اور یہ مذہب ہے اہل سنت اور جماعت کا (فتح) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْاَعْلٰی بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِی الْعَالِیَۃِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْ بِھِنَّ عِنْدَ الْکَرْبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رنج اور کمال سختی کے وقت ان کلموں سے دعا کرتے کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے خدا کے جو بڑائی والا صاحب حلم ہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے خدا کے جو بڑے عرش کا مالک ہے نہیں کوئی لائق پوجنے کے سوائے خدا کے جو آسمانوں ...... کا رب ہے اور عزت والے عرش کا رب ہے حَدَّثَنَا قَبِیْصَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نُعْمٍ اَوْ اَبِیْ نُعْمٍ شَکَّ قَبِیْصَۃُ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ بُعِثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذُھَیْبَۃٍ فَقَسَمَھَا بَیْنَ اَرْبَعَۃٍ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ سونا بھیجا گیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نُعْمٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ بَعَثَ عَلِیٌّ وَھُوَ بِالْیَمَنِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذُھَیْبَۃٍ فِیْ تُرْبَتِھَا فَقَسَمَھَا بَیْنَ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِیِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِیْ مُجَاشِعٍ وَبَیْنَ عُیَیْنَۃَ بْنِ حِصْنِ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِیِّ وَبَیْنَ عَلْقَمَۃَ بْنِ عُلَاثَۃَ الْعَامِرِیِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِیْ کِلَابٍ وَبَیْنَ زَیْدِ الْخَیْلِ الطَّائِیِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِیْ نَبْھَانَ فَتَغَضَّبَتْ قُرَیْشٌ وَالْاَنْصَارُ فَقَالُوْا یُعْطِیْہِ صَنَادِیْدَ اَھْلِ نَجْدٍ وَیَدَعُنَا قَالَ اِنَّمَا اَتَاَلَّفُھُمْ فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ نَاتِئُ الْجَبِیْنِ کَثُّ اللِّحْیَۃِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰہَ فَقَالَ فَمَنْ یُّطِیْعُ اللّٰہَ اِذَا عَصَیْتُہٗ فَیَاْمَنُنِیْ عَلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِیْ فَسَاَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ قَتْلَہُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُرَاہُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ فَمَنَعَہٗ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ ھٰذَا قَوْمًا یَّقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّھْمِ مِنَ الرَّمِیَّۃِ یَقْتُلُوْنَ اَھْلَ الْاِسْلَامِ وَیَدَعُوْنَ اَھْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَکْتُھُمْ لَاَقْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ عَادٍ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ علی مرتضے رضی اللہ عنہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یمن سے کچھ کچا سونا مٹی ملا ہوا بھیجا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا ایک اقرع بن حابس دوسرے عیینہ

متیسرا علقمہ جو تہا زید خیل تو مہاجرین اور انصار ناراض ہوئے سو انہوں نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اہل
نجد کے رئیسوں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ
نہیں کہ میں ان سے لگاوٹ کرتا ہوں پس سامنے آیا ایک مرد گہری آنکھوں والا اونچی پیشانی والا گہنی
داڑہی والا اونچے رخساروں والا سر منڈا سو اس نے کہا اے محمد اللہ سے ڈرو تو حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کہ کون اللہ کی فرمان برداری کرے گا جبکہ میں اسکی نافرمانی کرونگا سو خدا مجہ کو زمین
والوں پر امین جانتا ہے اور تم مجہ کو امین نہیں جانتے تو قوم میں سے ایک مرد نے اسکی قتل کی اجازت
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مانگی میں گمان کرتا ہوں اسکو خالد تہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو
قتل کرنے سے منع کیا پہر جب وہ پیٹہہ پہیر کر چلا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر اسکی اصل
اور نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ قرآن کو پڑہیں گے کہ انکے گلوں سے نیچے نہ اترے گا یعنے دل پر
قرآن کی تاثیر نہ ہوگی زبان سے پڑہیں گے اسپر عمل نہ کریں گے وے لوگ نکل جاویں گے دین اسلام
سے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانے سے مسلمانوں کو قتل کریں گے بت پرستوں کو چھوڑیں گے اگر
میں نے ان کو پایا تو البتہ انکو قتل کرونگا قوم عاد کا سا قتل کرنا **ف** اس حدیث کی شرح کتاب
الفتن میں گذر چکی ہے اور اس حدیث کی ایک طریق میں آیا ہے کیا تم مجہ کو امین نہیں جانتے اور حالانکہ میں
امین ہوں اسکا جو آسمان میں ہے اور ساتھ اسکے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت اسکی ترجمہ سے اور باب
کی حدیث میں اگرچہ اسکا ذکر نہیں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اسکے بعض
طریق میں لفظ ترجمہ کے موافق ہے اور بخاری کی عادت ہے کہ باب میں وہ حدیث داخل کرتا ہے جسکے
کے بعض طریقوں میں وہ لفظ ہو جو باب کے موافق ہو اسکی طرف اشارہ کرتا ہے اور مراد اسکی رغبت
دلانا ہے بہت یاد داشت رکہنے کے (فتح) **حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ
الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ أُرَاهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
قَوْلِهِ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ** **ترجمہ** ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پوچہا اس آیت کے معنے سے اور سورج چلتا ہے اپنی قرارگاہ تک
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرارگاہ اسکی عرش کے تلے ہے **ف** کہا ابن منیر نے اس باب
کی سب حدیثیں ترجمہ کے مطابق ہیں مگر حدیث ابن عباس کی کہ نہیں ہے اس میں مگر رب العرش
اور مطابقت اسکی اور اسمروا نا تر ہے اس جہت سے ہے کہ اس نے تنبیہ کی اوپر باطل ہونے قول اس
شخص کے جو ثابت کرتا ہے خدا تعالے کے واسطے جہت کو خدا کے اس قول کی دلیل سے ذی المعارج سو

اس نے سمجھا کہ علو فوقی منسوب ہے طرف اللہ تعالے کی سو بخاری نے بیان کیا کہ جس جہت پر صادق آتا ہے
کہ وہ عرش ہے ہر ایک ان تینوں میں سے مخلوق مربوب ہے اور ہر مخلوق محدث ہے اور خدا اس سے پہلے تھا
پھر یہ مکانات پیدا ہوئے اور قدیم ہونا خدا کا محال جانتا ہے وصف کرنے اسکے کو ساتھ جگہہ پکڑنے
کے بیچ اسکے (فتح)، **باب** قولِ اللّٰہِ وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ اور بہت منہ اس
دن تر و تازہ ہونگے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے **ف** شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ
روایت کی طبری اور ترمذی وغیرہ نے ابن عمرؓ سے کہ ادنیٰ بہشتی وہ ہوگا جو اپنے ملک کی طرف ہزار برس
دیکھا کرے گا اور افضل بہشتیوں میں وہ ہوگا جسکو ہر روز دو بار اللہ تبارک و تعالی کا دیدار ہوگا پھر
یہ آیت پڑھی کہا سفیدی اور صفائی سے یعنے ناضرہ سے مراد یہ ہے کہ سفید اور صاف ہونگے
اور روایت کی طبری نے اسرائیل سے اور اسکا لفظ یہ ہے کہ ادنے بہشتی وہ ہوگا جو دیکھے گا اپنے
باغوں کو اور اپنی بی بیوں کو اور اپنے خادموں کو اور نعمتوں کو اور تختوں کو ہزار برس کی راہ
اور بڑا افضل بہشتی خدا کے نزدیک وہ ہوگا جسکو صبح و شام خدا پاک کا دیدار ہوگا اور روایت کی
عبد بن حمید نے عکرمہ سے کہ دیکھو خدا نے اپنے بندے کو کیا نور دیا ہے اسکی آنکھ میں خدا کے دیدار
کرنے سے اور اگر تمام خلقت کا نور بندے کی آنکھوں میں ڈالا جاوے پھر سورج کے آگے سے ایک
پردہ اٹھایا جاوے اور حالانکہ سورج کے آگے ستر پردے ہیں تو اسکو نہ دیکھ سکے اور سورج کا نور
کرسی کے نور کی ستر جزو سے ایک جزو ہے اور نور کرسی کا عرش کے نور کی ستر جزو سے ایک جزو ہے اور عرش
کا نور پردہ جلال کے نور کی ستر جزو سے ایک جزو ہے اور ثابت ہو چکا ہے آیت اور صحیح حدیثوں سے کہ قیامت
میں مسلمانوں کو خدا کا دیدار ہوگا اور مبالغہ کیا ہے ابن عبد البر نے بیچ رد کرنے اس چیز کے کہ آئی
ہے مجاہد سے کہ مراد آیت میں ثواب کو دیکھنا ہے نہ خدا کو اور تمسک کیا ہے ساتھ اسکے بعض معتزلہ
نے اور نیز تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ
یَرَاکَ کہ اس میں اشارہ ہے طرف نفی رؤیت کی اور جواب یہ ہے کہ منفی اس میں دنیا میں خدا کو دیکھنا
ہے اس واسطے کہ عبادت خاص ہے ساتھ دنیا کے سو اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس میں اشارہ ہے
اس طرف کہ آخرت میں خدا کا دیدار جائز ہے تو بعید نہیں اور گمان کیا ہے ایک جماعت نے متکلمین
میں سے کہ حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ کافر لوگ قیامت میں خدا کو دیکھیں گے عام ہونے لقا اور
خطاب کے سبب سے اور بعض نے حجت پکڑی ہے اس پر ساتھ حدیث ابو سعیدؓ کے اس واسطے
کہ اس میں آیا ہے کہ کافر دوزخ میں گر پڑیں گے اور باقی رہینگے مسلمان اور ان میں منافق بھی ہونگے

جو وہ آسمان سے اور کسی جہت پر صادق آتا ہے ۱۲

پہر ہر آدمی کو اسکی روشنی دی جاویگی پہر منافقون کی روشنی بجہ جاویگی اور جواب دیا ہے انہون نے
خدا کے قول سے انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون کہ یہ بعد دخول بہشت کے ہے اور یہ حجبت پکڑنا ان کا مردود
ہے اس واسطے کہ اس آیت کے بعد یہ ہے ثم انہم لصالوا الجحیم یعنے پہر دے دوزخ مین داخل ہونگے
سو اس نے دلالت کی اسپر کہ حجاب اس سے پہلے واقع ہوا ہے اور جواب دیا ہے بعضون نے ساتہہ اس کے کہ
حجب واقع ہوا ہے وقت بجہ جانے نور کے اور یہ جو آیا ہے کہ خدا ظہور کریگا مسلمانون کے واسطے
اور جو ان مین مخلوط ہونگے منافقون سے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ سب کو خدا کا دیدار ہوا اس
واسطے کہ خدا ان کو جانتا ہے سو انعام کرے گا مسلمانون پر ساتہہ دیدار کے سوائے منافقون کے
جیسا کہ منع کرے گا ان کو سجدہ کرنے سے اور علم اللہ کے نزدیک ہی اور ثابت ہوتا ہے دیدار خدا
کا آخرت مین نظر کے طریق سے کہ جو چیز کہ موجود ہے اُس کا دیکہنا ممکن ہے اور یہ بطور تنزل کے
ہے والا خالق کی صفتین مخلوق کی صفتون کے مشابہ نہین اور دلائل سماعی ثابت کرنے والی ہین
خدا کے دیدار کو آخرت مین مسلمانون کے واسطے سوائے اور لوگون کے یعنے قیامت مین خدا
کا دیدار فقط مسلمانون کو ہوگا انکے سوای اور لوگون کو نہین ہوگا لیکن دنیا مین خدا کا دیدار
کسیکو نہین ہوگا لیکن اختلاف ہی ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین کہ آپنے خدا کو دنیا مین
دیکہا ہے یا نہین اور علمانے دنیا اور آخرت مین فرق یہ بیان کیا ہے کہ اہل دنیا کی آنکہین فانی اور ان
کی آنکہین آخرت مین باقی ہین اور یہ فرق کہرا ہے لیکن نہین منع کرتا اسکی تخصیص کو ساتہہ اسکے کہ
ثابت ہوا ہے واقع ہونا اسکا اسکے واسطے اور جمہور معتزلہ نے خدا کے دیدار سے قیامت مین انکار
کیا ہے اس سند سے کہ شرط مرئی کی یہ ہے کہ ہو جہت مین اور اللہ پاک ہے جہت سے اور اتفاق ہے
ان کا اسپر کہ وہ بندون کو دیکہتا ہے بدون جہت کے اور جو خدا کا دیدار ثابت کہتے ہین انکو اختلاف
ہے کہ دیدار کے کیا معنے ہین سو بعضون نے کہا کہ حاصل ہوتا ہے دیکہنے والے کے واسطے علم ساتہہ
اللہ کے آنکہہ کے دیکہنے سے جیسا کہ اور مرئیات مین ہے اور وہ موافق قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی
باب کی حدیثون مین جیسے تم چاند کو دیکہتے ہو لیکن وہ پاک ہے جہت اور کیفیت سے اور یہ امر زائد ہے
علم پر اور کہا بعضون نے کہ مراد ساتہہ دیدار کے علم ہے اور بعضون نے کہا کہ دیدار خدا کا ایک قسم
ہے کشف کی لیکن وہ اتم اور واضح تر ہے علم سے اور یہ قریب تر ہی طرف صواب کی پہلے معنے سے اس
واسطے کہ نہین اختصاص ہے اس وقت واسطے بعض کے سوائے بعض کے اس واسطے کہ نہین متفاوت
ہوتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ مذہب اہل سنت اور جمہور امت کا یہ ہے کہ آخرت مین خدا کا دیدار

جائز ہے اور منع کیا ہے خارج اور معتزلہ اور بعض مرجیہ نے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اسکے کہ دیدار واجب کرتا ہے اسکو کہ مرئی محدث ہو اور حال ہو مکان میں اور جو تمسک کیا ہے انہوں نے فاسد ہے واسطے قائم ہونے دلیل کے کہ اللہ تعالے موجود ہے اور رویت اپنے تعلق میں ساتھ مرئی کے بجائے علم کے ہے بیچ تعلق پکڑنے اسکے کے ساتھ معلوم کے حدوث کو واجب نہیں کرتا تو اسی طرح مرئی کا حال ہے کہا اور تعلق پکڑا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالے کے لاتدرکہ الابصار اور ساتھ قول اسکے کے موسے علیہ السلام کے واسطے لن ترانی اور جواب اول سے یہ ہے کہ نہیں پاتی ہیں اسکو آنکھیں دنیا میں تاکہ وونوں دلیلوں میں تطبیق ہو اور ساتھ اسکے کہ نفی ادراک کی نہیں مستلزم ہے رویت کی نفی کو اس واسطے کہ ممکن ہے دیکھنا چیز کا بغیر احاطہ کرنے کے ساتھ حقیقت اسکی کے اور دوسری آیت میں بھی مراد نفی سے دنیا ہے اور اس واسطے کہ نفی شے کی اسکے محال ہونے کو تقاضا نہیں کرتی باوجود اس چیز کے کہ آئی ہے احادیث ثابتہ سے موافق آیت کے اور البتہ قبول کیا ہے انکو مسلمانوں نے اصحاب اور تابعین کے زمانے سے یہانتک کہ خدا کے دیدار کا منکر پیدا ہوا اور اس نے سلف کی مخالفت کی (فتح) **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهُشَيْمٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَلَّا تُغْلَبُوا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلٰوةٍ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَافْعَلُوا **ترجمہ** جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چودھویں رات . . . .
کے چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ بیشک تم قیامت کے دن دیکھو گے اپنے رب کو جیسا اس چاند کو دیکھتے ہو ہجوم نہ کیے جاؤ گے اسکے دیکھنے میں یعنے خلقت کے ہجوم سے اسکے دیدار میں کچھ حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے چاند کے دیکھنے میں ہجوم خلل نہیں ڈالتا سو اگر تم سے ہو سکے کہ غافل نہ ہو نماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو **حَدَّثَنَا** يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ الْيَرْبُوعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا **ترجمہ** جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تم دیکھو گے اپنے رب کو ظاہر اپنی دونوں آنکھوں سے **حَدَّثَنَا** عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا
لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ ترجمہ جریر سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کو ہمپر نکلے سو
فرمایا کہ بیشک تم قیامت میں دیکھوگے اپنے رب کو جیسا اس چاند کو دیکھتے ہو ہجوم نہ کیے جاؤگے اسکے
دیکھنے میں **حدثنا** عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ
عَطَاءِ بْنِ یَزِیْدَ اللَّیْثِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ تُضَارُّوْنَ فِی الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
قَالَ فَھَلْ تُضَارُّوْنَ فِی الشَّمْسِ لَیْسَ دُوْنَھَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاِنَّکُمْ تَرَوْنَہٗ
کَذٰلِکَ یَجْمَعُ اللّٰہُ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیَقُوْلُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ شَیْئًا فَلْیَتَّبِعْہُ فَیَتَّبِعُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ
الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَیَتَّبِعُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَیَتَّبِعُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ الطَّوَاغِیْتَ الطَّوَاغِیْتَ
وَتَبْقٰی ھٰذِہِ الْاُمَّةُ فِیْھَا شَافِعُوْھَا اَوْ مُنَافِقُوْھَا شَکَّ اِبْرَاھِیْمُ فَیَاْتِیْھِمُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فَیَقُوْلُ
اَنَا رَبُّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مَکَانُنَا حَتّٰی یَاْتِیَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاہُ فَیَاْتِیْھِمُ اللّٰہُ فِیْ
صُوْرَتِہِ الَّتِیْ یَعْرِفُوْنَ فَیَقُوْلُ اَنَا رَبُّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا فَیَتَّبِعُوْنَہٗ وَیُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَیْنَ
ظَھْرَیْ جَھَنَّمَ فَاَکُوْنُ اَنَا وَاُمَّتِیْ اَوَّلَ مَنْ یُّجِیْزُ وَلَا یَتَکَلَّمُ یَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَی الرُّسُلِ
یَوْمَئِذٍ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِیْ جَھَنَّمَ کَلَالِیْبُ مِثْلُ شَوْکِ السَّعْدَانِ ھَلْ رَاَیْتُمُ السَّعْدَانَ
قَالُوْا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِثْلُ شَوْکِ السَّعْدَانِ غَیْرَ اَنَّہٗ لَا یَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِھَا اِلَّا اللّٰہُ تَخْطَفُ
النَّاسَ بِاَعْمَالِھِمْ فَمِنْھُمُ الْمُؤْمِنُ بَقِیَ بِعَمَلِہٖ اَوِ الْمُوْبَقُ بِعَمَلِہٖ وَمِنْھُمُ الْمُخَرْدَلُ اَوِ الْمُجَازٰی اَوْ
نَحْوُہٗ ثُمَّ یَتَجَلّٰی حَتّٰی اِذَا فَرَغَ اللّٰہُ مِنَ الْقَضَاءِ بَیْنَ الْعِبَادِ وَاَرَادَ اَنْ یُّخْرِجَ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَھْلِ
النَّارِ اَمَرَ الْمَلٰئِکَةَ اَنْ یُّخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ کَانَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا مِمَّنْ اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّرْحَمَہٗ مِمَّنْ
شَھِدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَیَعْرِفُوْنَھُمْ فِی النَّارِ بِاَثَرِ السُّجُوْدِ تَاْکُلُ النَّارُ ابْنَ اٰدَمَ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ
اللّٰہُ عَلَی النَّارِ اَنْ تَاْکُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ فَیَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتُحِشُوْا فَیُصَبُّ عَلَیْھِمْ مَاءُ الْحَیٰوةِ
فَیَنْبُتُوْنَ تَحْتَہٗ کَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ ثُمَّ یَفْرُغُ اللّٰہُ مِنَ الْقَضَاءِ بَیْنَ الْعِبَادِ وَیَبْقٰی
رَجُلٌ مِّنْھُمْ مُقْبِلٌ بِوَجْھِہٖ عَلَی النَّارِ ھُوَ اٰخِرُ اَھْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَیَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اصْرِفْ
وَجْھِیْ عَنِ النَّارِ فَاِنَّہٗ قَدْ قَشَبَنِیْ رِیْحُھَا وَاَحْرَقَنِیْ ذَکَاؤُھَا فَیَدْعُو اللّٰہَ بِمَا شَاءَ اَنْ یَّدْعُوَہٗ ثُمَّ یَقُوْلُ
اللّٰہُ ھَلْ عَسَیْتَ اِنْ اُعْطِیْتَ ذٰلِکَ اَنْ تَسْاَلَنِیْ غَیْرَہٗ فَیَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِکَ لَا اَسْاَلُکَ غَیْرَہٗ وَیُعْطِیْ
رَبَّہٗ مِنْ عُھُوْدٍ وَّمَوَاثِیْقَ مَا شَاءَ اللّٰہُ فَیَصْرِفُ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ فَاِذَا اَقْبَلَ عَلَی الْجَنَّةِ وَرَاٰھَا

سَكَتَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ قَدِّمْنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللهُ لَهُ أَلَسْتَ قَدْ
أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ أَلَّا تَسْأَلَنِي غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ أَبَدًا وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ
فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ يَدْعُو اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَقُولَ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ
فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي مَا شَاءَ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ
فَإِذَا قَامَ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ الْحَبْرَةِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ
اللهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللهُ أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ
وَمَوَاثِيقَكَ أَلَّا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطِيتَ وَيْلَكَ ...... يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ
لَا أَكُونَنَّ أَشْقَى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللهَ حَتَّى يَضْحَكَ اللهُ مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ اللهُ مِنْهُ قَالَ
لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللهُ لَهُ تَمَنَّهْ فَسَأَلَ رَبَّهُ وَتَمَنَّى لَهُ حَتَّى إِنَّ اللهَ لَيُذَكِّرُهُ وَ
يَقُولُ كَذَا وَكَذَا حَتَّى انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ عَطَاءُ بْنُ
يَزِيدَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ
أَنَّ اللهَ قَالَ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ
أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ
مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَلِكَ الرَّجُلُ
آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا حضرتؐ کیا
ہم اپنے رب کو قیامت میں دیکھیں گے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو شک پڑتا ہے چودہویں
رات کے چاند دیکھنے میں صحابہ نے کہا کہ نہیں یا حضرتؐ فرمایا بھلا تمکو تردد اور اختلاف اور ہجوم ہوتا ہے
سورج دیکھنے میں جس وقت کہ اسکے آگے بدلی نہ ہو اور آسمان صاف ہو اصحاب نے کہا نہیں یا حضرت
فرمایا سو مقرر تم خدا کو بھی اسیطرح دیکھو گے خدا تعالے قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا تو فرماویگا
کہ جو کسی چیز کی بندگی کرتا ہو تو چاہیے کہ اسکا ساتھ دیوے یعنے اپنے معبود کے ساتھ دوزخ میں جاوے
سو جو شخص کہ آفتاب کو پوجتا ہوگا وہ آفتاب کے ساتھ جاویگا اور جو چاند کو پوجتا ہوگا وہ چاند کے ساتھ
جاویگا اور جو بتوں اور دیو بھوت کو پوجتا ہوگا وہ انکے ساتھ جاوے گا اور یہ امت محمدی باقی رہ
جاویگی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے . . . . یا یوں فرمایا کہ اس میں شفاعت کرنے
والے بھی ہونگے شک کیا ہے ابراہیم راوی نے کہ دونوں لفظ سے کون فرمایا پھر خدا تعالے مسلمانوں
پر ظاہر ہوگا سو فرماوے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہینگے کہ ہم اس مکان میں منتظر ہیں یہانتک کہ

ہمارا رب ہمپر ظاہر ہو سو جب کہ ظاہر ہوگا ہم اپنے رب کو پہچان لینگے پہر حقتعالی اس صفت مین ظاہر ہوگا
جو ان کے اعتقاد کے موافق ہے سو فرماویگا کہ مین تمہارا رب ہون تو مسلمان کہین گے ہان تو ہمارا
رب ہے تو وے اسکے ساتھ ہونگے اور دوزخ کے پشت پر پلصراط رکہا جاویگا تو مین اور میری امت سب
سے پہلے عبور کرین گے اور پیغمبرون کے سوائے اس دن کوئی نہ بول سکے گا اور پیغمبرون کا قول اسدن
یہ ہوگا الٰہی پناہ پناہ اور دوزخ مین آنکڑے ہین جیسے سعدان کے کانٹے سعدان ایک درخت کا
نام ہے اسکے کانٹے سرکج ہوتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمنے سعدان کے کانٹے
دیکہے ہین اصحاب نے کہا ہان یا حضرت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کے آنکڑے بہی
سعدان کے کانٹون کی طرح ہین مگر یہ کہ خدا کے سوا کوئی نہین جانتا کہ کتنے کتنے بڑے ہین وے
لوگون کو دوزخ کے اندر پل صراط سے کہینچ لیوین گے ان کے بد اعمال کے سبب سو ان مین سے
بعضا آدمی ایما ندار ہوگا اپنے عمل کے سبب سے باقی رہے گا یعنے بچ رہے گا یا بعضا آدمی اپنے عمل
سے ہلاک ہو جاویگا یہ شک ہے راوی کو اور بعضا آدمی کہو سوا یا بدلا دیا گیا یا مانند اسکے پہر خدا پاک ظاہر
ہوگا یہانتک کہ جب خدا تعالے بندون کے فیصلے سے فراغت پاوے گا اور چاہے گا . . . . .
کہ نکالے دوزخ والون مین سے اپنی رحمت سے جسکو کہ چاہے تو فرشتون کو حکم کرے گا کہ دوزخ سے
اسکو نکالین جس نے خدا کے ساتھ کچہ شرک نہ کیا ہو جسپر خدا نے رحمت کا ارادہ کیا ہو جو گواہی دیتا ہو اس
کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہین سوا خدا کے تو فرشتے ان کو دوزخ مین پہچان لیوین گے ان کی سجدے
کے نشان سے آگ آدمی کو جلا ڈالی گی مگر سجدے کے نشان کو خدا نے دوزخ پر سجدے کے مکان کا جلانا
حرام کیا ہے سو وے دوزخ سے نکالے جاوین گے جلے بہنے ہوئے پہر اُن پر آب حیات چہڑکا جاویگا
تو اسکے نیچے وے جم اٹھین گے جیسے کہ سیلاب کے کوڑے مین خود رو دانہ جم اٹھتا ہے پہر حقتعالی
بندون کا فیصلہ کر چکے گا اور ایک مرد باقی رہجاوے گا اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا اور وہ دوزخیون
مین سے سب سے پیچہے بہشت مین داخل ہوگا تو وہ کہے گا اے میرے رب تو میرا منہ دوزخ کی طرف سے
پہیر دے کہ اسکی بدبو نے مجہ کو تنگ کر دیا اور اسکی لپٹ نے مجہکو جلا ڈالا سو وہ خدا سے دعا کیا کریگا
جہانتک کہ خدا اسکا دعا کرنا چاہے گا پہر حقتعالی فرماوے گا کہ اگر مین یہ تیرا سوال پورا کرون تو اس
کے بعد تو کچہ اور بہی سوال کرے گا تو وہ شخص کہے گا کہ مین اسکے سوا کچہ نہ مانگون گا تیری عزت کی قسم
ہے سو نہ مانگنے مین اپنے رب سے قول و اقرار کریگا جس طرح کہ خدا چاہے گا پہر خدا اسکے منہ کو دوزخ
کی طرف سے پہیر دیگا پہر جب وہ بہشت کی طرف منہ کرے گا اور اسکو دیکہے گا تو چپ رہے گا جتنا

خدا چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب مجھ کو آگے بڑھا دے بہشت کے دروازے تک تو خدا تعالی اس سے فرماوے گا
کہ کیا تو قول و قرار نہیں کر چکا ہے کہ پہلے سوال کے سوا جو میں نے تجھ کو دیا کبھی کچھ نہ مانگے گا تیرا برا ہووے
آدمی تو کیا ہی دغا باز ہے پھر کہے گا اے میرے رب خدا سے دعا مانگے گا یہانتک کہ خدا فرماوے گا کہ اگر
میں تیرا یہ مطلب پورا کر دوں تو اسکے سوا اور بھی کچھ مانگے گا تو وہ کہے گا کہ تیری عزت کی قسم ہے کہ میں
تجھ سے اسکے سوا کچھ نہ مانگوں گا تو اپنے رب سے نہ مانگنے میں قول و قرار کریگا جس طرح کہ خدا چاہے گا
تو خدا اسکو بہشت کے دروازے تک آگے بڑھا دے گا سو جب وہ بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوگا تو
تمام بہشت اسپر ظاہر ہو جاوے گی سو اسکو نظر آوے گا جو کچھ اس میں ہے نعمت اور خوشی سے سو چپ
رہے گا جتنا کہ خدا چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب اب مجھ کو بہشت میں داخل کر تو حق تعالے اس سے
فرماوے گا کہ تو قول و قرار نہیں کر چکا ہے کہ اب تو نہ مانگے گا سوا اسکے جو میں نے تجھ کو دیا تیرا برا
ہو اے آدمی تو کیا ہی دغا باز ہے تو وہ کہے گا اے میرے رب میں تیری خلق میں بدبخت بے نصیب
نہیں ہونے کا سو ہمیشہ دعا کرے گا یہانتک کہ خدا اس سے راضی ہو جاویگا سو جب کہ خدا راضی ہوگا
تو فرماوے گا کہ جا بہشت میں سو جب وہ بہشت میں جاوے گا تو حق تعالے اس سے فرماویگا کہ کسی چیز
کی آرزو کر تو وہ مانگے گا اپنے رب سے اور تمنا ظاہر کرے گا یہانتک اسپر کرم ہوگا کہ حق تعالے اسکو
یاد دلاوے گا تو فرماوے گا کہ فلانی چیز اور فلانی چیز مانگ یہانتک کہ جب اس کی سب ہوس اور
خواہشیں ہو چکیں گی تو حقتعالے فرماوے گا کہ یہ تیرے سوال پورے ہوئے اور اسکے ساتھ اتنا اور
بھی کہا عطا نے اور ابو سعید خدری ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے نہ رد کرتے تھے ان پر انکی
حدیث سے کچھ چیز یہانتک کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اتنا
اور بھی تو ابو سعید خدری نے کہا کہ اسکے ساتھ دس گنا اور بھی اے ابو ہریرہ یعنے دونا نہیں بلکہ
دس گنا ہے کہا ابو ہریرہ نے کہ نہیں یاد رکھا میں نے مگر قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ اس کے
ساتھ اتنا اور بھی کہا ابو سعید خدری نے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ مقرر میں نے یاد رکھا ہے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے قول آپکا کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اسکے ساتھ دس گنا اور بھی کہا ابو ہریرہ نے
سو یہ مرد سب بہشتیوں میں سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب
الرقاق میں گذری اور تضامون کے معنے ہیں کہ نہ جمع ہوگے تم اسکے دیدار کے واسطے ایک جہت
میں اور نہ ہجوم ہوگا بعضا تمہارا ساتھ بعض کے اور ساتھ تخفیف کے ضیم سے ہے یعنے نہ ظلم ہوگا
تمہپر اسکے دیدار میں کہ بعضوں کو دیدار ہو اور بعضوں کو نہ ہو اور یہ خدا کی مدد سے جہت سے اور

تشبیہ ساتھ دیکھنے چاند کے واسطے دیکھنے کے ہے سوائے تشبیہ مرئی کے کہ خدا تعالیٰ اس سے بلند ہے (فتح)

حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن خالد بن یزید عن سعید بن ابی هلال عن زید عن عطاء
بن یسار عن ابی سعید الخدری قال قلنا یا رسول الله هل نری ربنا یوم القیامة قال هل تضارون
فی رؤیة الشمس اذا کانت صحوا قلنا لا قال فانکم لا تضارون فی رؤیة ربکم یومئذ الا کما تضارون
فی رؤیتها ثم قال ینادی مناد لیذهب کل قوم الی ما کانوا یعبدون فیذهب اصحاب الصلیب
مع صلیبهم واصحاب الاوثان مع اوثانهم واصحاب کل آلهة مع آلهتهم حتی یبقی من کان
یعبد الله من بر او فاجر وغبرات من اهل الکتاب ثم یؤتی بجهنم تعرض کانها سراب
فیقال للیهود ما کنتم تعبدون قالوا کنا نعبد عزیر ابن الله فیقال کذبتم لم یکن لله
صاحبة ولا ولد فما تریدون قالوا نرید ان تسقینا فیقال اشربوا فیتساقطون فی جهنم ثم
یقال للنصاری ما کنتم تعبدون فیقولون کنا نعبد المسیح ابن الله فیقال کذبتم لم یکن
لله صاحبة ولا ولد فما تریدون فیقولون نرید ان تسقینا فیقال اشربوا فیتساقطون
حتی یبقی من کان یعبد الله من بر او فاجر فیقال لهم ما یحبسکم وقد ذهب الناس
فیقولون فارقناهم ونحن احوج منا الیه الیوم وانا سمعنا منادیا ینادی لیلحق کل قوم
بما کانوا یعبدون وانما ننتظر ربنا قال فیاتیهم الجبار فی صورة غیر صورته التی
راوه فیها اول مرة فیقول انا ربکم فیقولون انت ربنا ولا یکلمه الا الانبیاء فیقول هل
بینکم وبینه آیة تعرفونها فیقولون الساق فیکشف عن ساقه فیسجد له کل مؤمن ویبقی
من کان یسجد لله ریاء وسمعة فیذهب کیما یسجد فیعود ظهره طبقا واحدا ثم یؤتی
بالجسر فیجعل بین ظهری جهنم قلنا یا رسول الله وما الجسر قال مدحضة مزلة علیه خطاطیف
وکلالیب وحسکة مفلطحة لها شوکة عقیفة تکون بنجد یقال لها السعدان یمر المؤمن
علیها کالطرف وکالبرق وکالریح وکاجاوید الخیل والرکاب فناج مسلم وناج مخدوش
ومکدوس فی نار جهنم حتی یمر آخرهم یسحب سحبا فما انتم باشد لی مناشدة فی الحق قد
تبین لکم من المؤمن یومئذ للجبار واذا راوا انهم قد نجوا فی اخوانهم یقولون ربنا
اخواننا کانوا یصلون معنا ویصومون معنا ویعملون معنا فیقول الله اذهبوا فمن وجدتم
فی قلبه مثقال دینار من ایمان فاخرجوه ویحرم الله صورهم علی النار وبعضهم قد غاب
فی النار الی قدمه والی انصاف ساقیه فیخرجون من عرفوا ثم یعودون فیقول اذهبوا فمن

وجدتم في قلبه مثقال نصف دينار فاخرجوه فيخرجون من عرفوا ثم يعودون فيقول اذهبوا
فمن وجدتم في قلبه مثقال ذرة من ايمان فاخرجوه فيخرجون من عرفوا وقال ابو سعيد
فان لم تصدقوني فاقرؤا ان الله لا يظلم مثقال ذرة وان تك حسنة يضاعفها فيشفع
النبيون والملائكة والمؤمنون فيقول الجبار بقيت شفاعتي فيقبض قبضة من النار فيخرج
قد امتحشوا فيلقون في نهر بافواه الجنة يقال له الحيوة فينبتون في حافتيه كما تنبت
الحبة في حميل السيل قد رأيتموها الى جانب الصخرة والى جانب الشجرة فما كان الى الشمس
منها كان اخضر وما كان منها الى الظل كان ابيض فيخرجون كانهم اللؤلؤ فيجعل في
رقابهم الخواتيم فيدخلون الجنة فيقول اهل الجنة هؤلاء عتقاء الرحمن ادخلهم الجنة
بغير عمل عملوه ولا خير قدموه فيقال لهم لكم ما رأيتم ومثله معه **ترجمہ** ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمنے کہا یا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیا ہم کو قیامت مین خدا کا دیدار ہوگا
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو شک ہوتا ہے سورج دیکھنے مین جبکہ روشن ہو اور آسمان
صاف ہو ہمنے کہا نہین فرمایا سو مقرر تم کو اسدن خدا کے دیکھنے مین کچھ ہجوم اور اختلاف نہ ہوگا
مگر جیسا تمکو سورج کے دیکھنے مین شک اور ہجوم ہوتا ہے پھر فرمایا کہ کوئی پکارنے والا یعنے فرشتہ پکاریگا
کہ چاہیے کہ ہر قوم اپنے معبود کی طرف جاوے تو سولی والے یعنے نصاریٰ اپنی سولی کے ساتھ جاوینگے
اور بت پرست لوگ اپنے بتون کے ساتھ جاوینگے اور اسی طرح ہر معبود والے اپنے معبود کے
ساتھ جاوینگے یہانتک کہ باقی رہجاوینگے خدا پرست لوگ نیک اور گنہگار اور باقی ماندہ اہل کتاب
سے پھر دوزخ کو لایا جاوے گا نمود ہوگی جیسے خیالی پانی ہے سو یہودیون سے کہا جاوے گا کہ تم کس
کو پوجتے تھے وہ کہین گے عزیر کو پوجتے تھے جو خدا کا بیٹا ہے تو ان سے کہا جاویگا کہ تم جھوٹے
ہو نہ خدا کی جورو ہے نہ اولاد سو اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہین گے کہ ہم چاہتے ہین کہ تو ہمکو پانی پلادے
تو کہا جاوے گا کہ پیو سو وے دوزخ مین گر پڑین گے پھر نصاریٰ سے کہا جاوے گا کہ تم کس کو پوجتے
تھے وہ کہین گے کہ ہم مسیح کو پوجتے تھے جو خدا کا بیٹا ہے تو کہا جاویگا کہ تم جھوٹے ہو نہ خدا کی جورو
ہے نہ اولاد سو تم کیا چاہتے ہو وہ کہین گے کہ ہم چاہتے ہین کہ تو ہمکو پانی پلادے تو کہا جاوے گا
کہ پیو تو وہ بھی دوزخ مین گر پڑین گے یہانتک کہ باقی رہ جاوے گا جو خدا پرست ہوگا نیک اور
گنہگار سے تو ان سے کہا جاوے گا کس چیز نے تمکو ٹھہلایا ہے جانے سے حالانکہ سب لوگ چلے
گئے تو وے کہین گے کہ جدا ہوئے ہم ان سے دنیا مین اور حالانکہ ہم بنسبت آج کے اس کی طرف

زیادہ تر محتاج تھے معاش وغیرہ مین یعنے باوجود زیادہ حاجت کے ہم ان سے دنیا مین الگ رہے تو آج
ہم ان کے ساتھ کیون جاوین باوجودیکہ آج ہمکو انکی حاجت نہین ہے اور ہم نے سُنا پکارنے والے
کو کہ پکارتا ہے کہ چاہیے کہ ملے ہر قوم اپنے معبود سے اور ہم اپنے رب کے منتظر ہین سو حق تعالے مسلمانون
پر ظاہر ہوگا غیر اس صورت مین جس مین انہون نے اول بار خدا کو دیکھا سو فرماوے گا کہ مین تمہارا رب
ہون سو وے کہین گے کہ تو ہمارا رب ہے اور نہ کلام کرینگے اس سے مگر پیغمبر لوگ سو خدا فرماویگا کہ کیا
تمہارے اور اسکے درمیان کوئی نشانی ہے جسکو تم پہچانتے ہو سو مسلمان کہین گے کہ وہ نشانی
پنڈلی ہے سو خدا اپنی پنڈلی کہولے گا تو اسکو ہر ایماندار سجدہ کرے گا اور باقی رہجاوے گا جو سجدہ
کرتا ہو اللہ کو دکہلانے اور سنانے کے واسطے سو وہ سجدہ کرنے لگے گا تو اسکی پیٹھ کی ہڈی پلٹ کر ایک
طبق ہوجاویگی یعنے اس کی پیٹھ کی ہڈی سیخ کی طرح سیدہی اور سخت ہوجاویگی سجدہ کے واسطے نہ
جہک سکے گا پہر پلصراط کو لایا جاوے گا اور دوزخ کی پشت پر رکہا جاویگا ہم نے کہا یا حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم اور کیا ہے پلصراط فرمایا جگہ گرنے کی اور جگہ پہسلنے کی اسپر آنکڑے ہین یعنے سیخین
کج سر والی اور کانٹے چوڑے مثل خسک کی اور خسک ایک درخت کا نام ہے کہ اسکے کانٹے سر کج ہوتے
ہین نجد مین ہوتا ہے اسکو سعدان کہا جاتا ہے سو گذرے گا اسپر ایماندار آنکہہ کے جہپکنے کی طرح
اور بجلی کی طرح اور تیز قدم گہوڑون اور اونٹون کی طرح سو بعضا نجات پانے والا سلامت ہوگا اور
بعضا نجات پانے والا مجروح اور زخمی ہوگا اور بعضا بعض پر سوار کیا گیا دوزخ کی آگ مین یہانتک
کہ گذرے گا انکا پچہلا کہینچا جاوے گا کہینچا سو نہین تم سخت تر میرے واسطے مطالبہ کرنے مین بیچ
حق کے کہ ثابت ہوا اور ظاہر ہوچکا ہو واسطے تمہارے مسلمانون سے اسدن بیچ طلب اور سوال کرنے
اور جہگڑنے کے خدائے تعالے سے یعنے جو حق تمہارا کہ مجہ پر ظاہر ہو تم اس مین کس طرح اسکو مطالبہ
مین کوشش اور مبالغہ کرتے ہو مومن لوگ اپنے بہائیون کے دوزخ سے نکالنے کے لیے خدا تعالے
کی جناب مین اس سے بہی زیادہ مطالبہ اور کوشش کرنے مین مبالغہ کرینگے اور سفارش کرکے ان کو
بخشواوین گے سو جب وے دیکہین گے کہ انہون نے نجات پائی اپنے بہائیون مین تو کہین گے اے ہمارے
رب ہمارے بہائی ہمارے ساتہ نماز پڑہتے تہے اور ہمارے ساتہہ روزہ رکہتے تہے اور ہمارے ساتہہ
عمل کرتے تہے تو خدا فرماویگا کہ جاؤ سو جسکے دل مین دینار کے برابر ایمان پاؤ اسکو دوزخ سے نکالو
اور خدا حرام کرے گا ان کی صورتون کو آگ پر اور بعضا آدمی اپنے دونون قدم تک آگ مین ڈوبا ہوگا
اور بعضا آدہی پنڈلی تک سو وے نکالین گے جسکو پہچانینگے پہر خدا سے عرض کرین گے تو خدا فرماویگا

کہ جاؤ سو جسکے دل مین آدہی دینار کے برابر ایمان پاؤ اسکو آگ سے نکالو سو وے نکالین گے جسکو پہچانین گے پہر خدا سے عرض کرین گے تو خدا فرماوے گا کہ جاؤ سو جسکے دل مین ذرہ کے برابر ایمان پاؤ اسکو دوزخ سے نکالو سو وے نکالین گے جسکو پہچانین گے اور کہا ابو سعید نے کہ اگر تم مجہ کو سچا نہ جانو تو قرآن کی یہہ آیت پڑہو کہ مقرر اللہ نہین ظلم کرتا ذرہ بہر اور اگر نیکی ہوگی تو اسکو دونا کرے گا پہر شفاعت کرین گے پیغمبر لوگ اور فرشتے اور ایماندار تو خدا فرماوے گا کہ میری شفاعت باقی رہی سو خدا تعالی جل وعلا دوزخ مین سے ایک مٹہی بہرے گا اور نکالے گا بہت قومون کو کہ جلے بہنے ہونگے سو ڈالے جاوین گے آب حیات کی نہر مین جو بہشت کے اول شروع مین ہے سو وے جم اٹہین گے اسکے دونون کنارون پر جیسے کہ سیلاب کے کوڑے مین دانہ جم اٹہتا ہے البتہ تم نے اسکو دیکہا ہے پتہر کی جانب مین اور درخت کی جانب مین سو اس مین سے جس پر سورج کی دہوپ پڑتی ہو وہ سبز ہوتا ہے اور جو سایے مین ہو وہ سفید ہوتا ہے سو وے نکلین گے جیسے موتی سو انکی گردن مین مہر کی جاوے گی اور بہشت مین داخل ہون گے سو بہشتی کہین گے کہ یہ لوگ خدا کے آزاد کیے ہوئے ہین خدا نے ان کو بہشت مین داخل کیا بدون عمل کیے اور بدون نیکی کیے کہ آگے کی سو ان سے کہا جاوے گا کہ تمہارے واسطے ہے جو تم نے دیکہا اور اسکے ساتہ اتنا اور بہی **فائدہ** یہ جو کہا کہ خدا ان پر اس صورت مین ظاہر ہوگا تو استدلال کیا ہے ساتہ اسکے مجسمہ نے سو انہون نے اللہ کے واسطے صورت ثابت کی ہے اور نہین ہے انکے واسطے حجت بیچ اسکے اسلیے کہ احتمال ہے کہ صورت ساتہ معنے علامت کے ہو کہ دلیل ٹہیرایا ہے اسکو ان کے واسطے اپنی معرفت پر اور بعضون نے کہا کہ مراد ساتہ صورت کے صفت ہے اور بعضون نے کہا کہ مراد اس صورت اعتقاد کی ہے اور یہ جو کہا کہ جب ہم خدا کو دیکہین گے تو پہچان لین گے تو کہا ابن بطال نے کہ اللہ تعالی ان کی طرف فرشتہ بہیجے گا تا کہ انکا امتحان کرے کیا اعتقاد ہے ان کا خدا کی صفات مین جسکی مثل کوئی چیز نہین سو جب وہ کہے گا کہ مین تمہارا رب ہون تو رد کرینگے اسپر قول اسکے کو اسواسطے کہ اس مین مخلوق کی صفت دیکہین گے اور جب ہمارا رب آویگا تو ہم اسکو پہچان لین گے یعنے جب ظاہر ہوگا ہمارے واسطے اس بادشاہی مین کہ اسکے غیر کے واسطے نہین اور عظمت کے کہ نہین مشابہ ہے کسی چیز کو اسکی مخلوقات سے تو اسوقت کہین گے تو ہے ہمارا رب اور یہ جو کہا کہ وہ کہین گے وہ نشانی پنڈلی ہے تو یہ احتمال ہے کہ معلوم کروایا ہو ان کو خدا نے پیغمبرون کی زبان پر کہ خدا نے انکے واسطے نشانی ٹہیرائی ہے پنڈلی کہ اسکو ظاہر کرے گا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد کشف ساق سے شدت امر کا کہولنا ہے یعنے اپنی قدرت ظاہر کرے گا جس سے

شدت اور سختی ظاہر ہوگی اور کہا مہلب نے کہ کھولنا پنڈلی کا مسلمانوں کے واسطے رحمت ہے اور کافروں کے واسطے سختی ہے اور یہ جو کہا کہ اسکی پیٹھ پلٹ کر ایک طبق ہوجاوے گی تو تمسک کیا ہے بعض اشاعرہ نے کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے اور کہا فقہانے کہ تکلیف مالا یطاق جائز نہیں اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا اور جواب دیا ہے انہوں نے سجدہ سے ساتھ اسکے کہ وہ تبکیت کیواسطے اسکی طرف بلائے جاوینگے تاکہ انکا نفاق ظاہر ہو اور ذلیل ہوں اور کہا ابن فورک نے کہ مراد کشف ساق سے وہ مسلمانوں کے واسطے تازہ مہربانی ہوگی اور نئے نئے فوائد حاصل ہونگے اور نیز ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مراد ساق سے قیامت کا دن ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد کشف ساق سے دور ہونا غم اور ہول کا ہے جس نے انکو متغیر کیا یہانتک کہ اپنی شرمگاہ سے غافل ہوئے اور یہ جو کہا باقیماندہ اہل کتاب تو مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو اللہ کو ایک جانتے تھے اسکے ساتھ شرک نہ کرتے تھے (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ خدا فرماویگا کہ میری شفاعت باقی رہی سو نکالیگا آگ سے اسکو جس نے کبھی نیکی نہیں کی اور تمسک کیا ہے ساتھ اسکے بعضوں نے کہ جائز ہے نکالنا کافروں کا آگ سے اور یہ مردود کیا گیا ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ یہ زیادتی ضعیف ہے اس واسطے کہ یہ متصل نہیں دوم یہ کہ نفی الخیر کی کی گئی ہے جو دونوں شہادت کے اقرار پر زیادہ ہو جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اسپر باقی حدیثیں اور وجہ اول غلط ہے اس واسطے کہ یہ روایت متصل ہے (فتح) **وَقَالَ** حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُهِمُّوا بِذٰلِكَ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيحُنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَأَسْكَنَكَ جَنَّتَهُ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ قَالَ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ سُؤَالَهُ رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلٰكِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوا مُوسٰى عَبْدًا آتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا قَالَ فَيَأْتُونَ مُوسٰى فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ ائْتُوا عِيسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُولَهُ وَرُوحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ فَيَأْتُونَ عِيسٰى فَيَقُولُ لَسْتُ

هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ فَيَأْتُوْنِيْ فَأَسْتَاذِنُ
عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهٗ وَقَعْتُ لَهٗ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ
فَيَقُوْلُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ
وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأَخْرُجُ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهٗ اَيْضًا
يَقُوْلُ فَأَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ فَأَسْتَاذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ
فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ يَقُوْلُ ارْفَعْ
مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ
يُعَلِّمُنِيْهِ قَالَ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأَخْرُجُ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ
فَأَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَأَسْتَاذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ
دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ
يَقُوْلُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ
بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ قَالَ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأَخْرُجُ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ
قَتَادَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ فَأَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰى مَا يَبْقٰى
فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَسٰٓى اَنْ
يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قَالَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِيْ وُعِدَهٗ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روکے جاوین گے مسلمان قیامت
کے دن یہانتک کہ غمناک ہونگے اس خبر کی مصیبت سے سو کہین گے کہ اگر ہم سفارش کروا وین اپنے رب
پاس سو ہم کو اس مکان سے راحت دے تو خوب بات ہے تو حضرت آدمؑ کے پاس آوین گے سو کہین گے
کہ تم آدم ہو سب آدمیون کے باپ خدا نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تجھ کو اپنے بہشت مین جگہ دی
اور اپنے فرشتون سے تم کو سجدہ کروایا اور تم کو ہر چیز کا نام سکھلایا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب پاس
تاکہ ہمکو اس مکان کی تکلیف سے رحمت دے تو آدم کہینگے کہ مین اس مقام کے لائق نہین فرمایا سو
یاد کرینگے اپنی اس خطا کو جو ان سے ہوئی درخت کے پھل کہانے سے اور حالانکہ اس سے منع کیے گئے تھے
لیکن تم جاؤ نوح پاس کہ وہ پہلا رسول ہے کہ خدا نے اسکو زمین والون کی طرف بھیجا سو وے لوگ نوح
علیہ السلام پاس آوین گے تو وہ بھی کہے گا کہ مین اس مقام کے لائق نہین اور یاد کرینگے اپنی اس
خطا کو جو ان سے ہوئی سوال کرنے کو اپنے رب سے بدون علم کے و لیکن تم جاؤ ابراہیمؑ پاس جو خدا کا

دوست ہے فرمایا سو وے لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آوینگے تو وہ کہینگے کہ مین اس مقام کے لائق نہین اور یاد کریگا ان تین باتون کو جو جھوٹ بولین ولیکن تم جاؤ موسے کے پاس جو خدا کا بندہ ہے خدا نے اس کو توریت دی اور اس سے بلا واسطہ کلام کیا اور اسکو سرگوشی کے واسطے قریب کیا فرمایا سو وے لوگ موسی علیہ السلام پاس آوینگے تو وہ کہینگے کہ مین اس مقام کے لائق نہین اور یاد کرینگے اپنی اس خطا کو جو اُن سے ہوئی قتل کرنے اُنکے سے ایک جان کو ولیکن تم جاؤ عیسے پاس جو خدا کا بندہ ہے اور اس کا رسول ہے اور اسکی روح ہے اور اسکا کلمہ ہے فرمایا سو وے لوگ عیسے علیہ السلام پاس آوینگے تو وہ کہینگے کہ مین اس مقام کے لائق نہین ولیکن تم جاؤ محمد پاس جو خدا کا بندہ ہے خدا نے اسکی اگلی پچھلی بھول چوک معاف کردی فرمایا سو وے لوگ میرے پاس آوینگے تو مین اپنے رب سے اجازت مانگون گا اس کے گھر مین سو مجھ کو اسکی اجازت ملے گی سو جب مین اسکو دیکھون گا تو سجدے مین گر پڑونگا سو خدا مجھ کو سجدے مین رہنے دیگا جتنا کہ چاہے گا پھر خدا فرماویگا اے محمد اپنا سر اٹھالے کہہ سنا جاویگا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی اور مانگ دیا جاویگا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو مین اپنا سر اٹھاؤن گا سو مین تعریف کرون گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلاوے گا پھر مین شفاعت کرونگا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جاوے گی یعنے اتنے لوگون کی مغفرت ہوئی تو مین وہان سے نکلکر اُنہین بہشت مین داخل کرونگا کہا قتادہ نے اور نیز مینے اس سے سنا کہتا تھا سو مین نکلون گا سو مین انکو دوزخ سے نکال کر بہشت مین داخل کرون گا پھر مین پلٹ جاؤنگا اور اپنے رب سے اجازت مانگون گا اسکے گھر مین تو مجھ کو اجازت ملے گی سو جب مین اسکو دیکھون گا تو سجدے مین گر پڑونگا تو خدا مجھ کو سجدے مین رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر فرماوے گا اے محمد اپنا سر اٹھالے اور کہہ سنا جاویگا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی اور مانگ دیا جاویگا تو مین اپنا سر اٹھاؤنگا سو مین اپنے رب کی وہ تعریف کرونگا کہ میرا خدا مجھ کو سکھلاویگا پھر شفاعت کرونگا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جاوے گی سو مین نکلون گا اور انکو بہشت مین داخل کرون گا کہا قتادہ نے اور مینے اس سے سنا کہتا تھا سو مین نکلون گا اور انکو دوزخ سے نکال کر بہشت مین داخل کرون گا پھر مین پلٹ جاؤنگا تیسری بار سو مین اپنے رب سے اجازت مانگون گا اسکے گھر مین سو مجھ کو اسکی اجازت ملے گی سو جب مین اسکو دیکھون گا تو سجدے مین گر پڑونگا سو خدا مجھ کو سجدے مین رہنے دیگا جتنا کہ چاہے گا پھر فرماویگا کہ اے محمد اپنا سر اٹھالے اور کہہ سنا جاویگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہوگی اور مانگ دیا جاویگا گا تو مین اپنا سر اٹھاؤنگا سو مین اپنے رب کی وہ تعریف کرونگا کہ میرا خدا مجھ کو سکھلاوے گا پھر مین

شفاعت کرونگا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جاوے گی سو مین نکلونگا اور انکو بہشت مین داخل کرونگا کہا قتادہ نے اور مین نے اس سے سنا کہتا تہا سو مین نکلونگا اور انکو دوزخ سے نکال کر بہشت مین داخل کرونگا یہانتک کہ نہ باقی رہے گا دوزخ مین مگر وہی شخص جسکو قرآن نے بند کیا یعنی واجب ہوا اسپر ہمیشہ رہنا دوزخ مین پہر یہ آیت پڑہی کہ عنقریب کہڑا کرے گا تجہ کو تیرا رب تعریف کی مقام مین اور یہی ہے مقام محمود جس کا تمہارے پیغمبر سے وعدہ کیا گیا **ف** اس حدیث کی شرح پوری کتاب الرقاق مین گذر چکی ہے اور اس حدیث مین یہ جو کہا کہ اسکے گہر مین تو اس سے مکان کا وہم پیدا ہوتا ہے اور خدا پاک ہے مکان سے اور اسکے معنے تو فقط یہ ہین کہ اپنے اس گہر مین جسکو اس نے اپنے دوستون کے واسطے بنایا ہے اور وہ بہشت ہے دار السلام (فتح) **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ وَقَالَ لَهُمُ اصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَاِنِّي عَلَى الْحَوْضِ **ترجمہ** انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا بہیجا سو انکو ایک خیمے مین جمع کیا سو فرمایا کہ صبر کرتے رہو یہانتک کہ خدا اور اسکے رسول کو ملو سو مقرر مین حوض کوثر پر ہونگا یعنے قیامت کو **ف** ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میرے بعد تم پاؤگے اپنے سواے اورون کو مقدم یعنے تمہارے سوا اور لوگون کی حکومت ہوگی اور اسکے اخیر مین ہے کہ اصحاب نے کہا کیون نہین یا حضرت ہم راضی ہوئے اور اس حدیث کی شرح غزوہ حنین مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہان یہ قول ہے یہانتک کہ تم خدا اور اسکے رسول سے ملو اور مراد اللہ کے ملنے سے موت ہے اور دن قیامت کا (فتح) **حَدَّثَنَا** ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ وَاَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ قَيَّامُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقَيُّومُ الْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَاَ عُمَرُ الْقَيَّامُ وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کی نماز کے واسطے اٹھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے کہ الٰہی اے ہماری
رب تجھی کو حمد ہے تو ہی آسمانون اور زمین کا تھامنے والا اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے آسمانون اور زمین اور
انکے درمیان والون کا رب اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے آسمانون اور زمین اور ان کے درمیان والون
کی روشنی اور رونق تو سچ مچ ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تیرا ملنا حق ہے اور بہشت
حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے الٰہی مین تیرا تابعدار ہوا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور
تجھ پر مین نے بھروسا کیا اور تیری طرف مین نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہون اور تیری ہی طرف
جھگڑا رجوع کرتا ہون کہ تو فیصل کرے سو بخشدے مجھ کو جو کہ مینے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو مینے
چھپایا اور جو ظاہر کیا اور اس گناہ کو بخش جسکو تو مجھ سے زیادہ تر واقف ہے کوئی لائق عبادت کی نہین
سوا تیرے اور طاؤس نے قیم کے بدلے قیام کہا ہے اور کہا مجاہد نے کہ قیوم کے معنے ہین قائم ہر چیز
پر یعنے کارساز ہر چیز کا اپنی خلق سے تدبیر کرتا ہے اسکی جو چاہتا ہے اور پڑھا ہے عمر نے قیام اور قیوم
اور قیام دونون مدح ہین یعنے اس واسطے کہ وہ مبالغہ کے صیغے ہین **ف** اس حدیث کی شرح تہجد مین
گذر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ تیرا ملنا حق ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهُ **ترجمہ**
عدی بن حاتم سے روایت ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگون مین سے ایسا کوئی نہین مگر کہ خدا اس سے
قیامت مین کلام کرے گا اس طرح پر کہ اسکے اور خدا کے درمیان کوئی دو بھاشیا نہ ہوگا اور نہ کوئی حجاب
ہوگا **ف** کہا ابن بطال نے کہ معنے حجاب اٹھانے کے یہ ہین کہ دور کی جاوے گی آفت مسلمانون
کی آنکھون سے جو ان کو دیکھنے سے مانع ہے سو وے اسکو دیکھین گے واسطے اٹھانے حجاب کے ان سے
اور اسیطرف اشارہ ہے خدا کے اس قول مین کفار کے حق مین كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ
لَمَحْجُوبُونَ اور کہا حافظ صلاح الدین نے کہ مراد ساتھ حجاب کے نفی اس چیز کی ہے جو دیکھنے سے
مانع ہو جیسے کہ نفی کی عدم اجابت دعا مظلوم کی پھر استعارہ کیا واسطے رد کے سو ہوگی نفی اسکی
دلیل اوپر ثبوت اجابت کے اور تعبیر ساتھ نفی حجاب کے ابلغ ہے تعبیر کرنے سے ساتھ عدم قبول کے
اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ حجاب کے استعارہ ہو محسوس کا واسطے معقول کے اس واسطے کہ حجاب حسی
ہے اور منع عقلی اور البتہ وارد ہوا ہے ذکر حجاب کا چند حدیثون مین اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ دور ہے اس
چیز سے جو اسکے واسطے حجاب ہو اس واسطے کہ حجاب تو مقدر محسوس چیز کو احاطہ کرتا ہے لیکن مراد

ساتھ حجاب یا سکے کے منع کرتا ہے خلق کی آنکھوں کو ساتھ اُس چیز کے کہ چاہے جب چاہے جسطرح چاہے اور
جب چاہے گا تو یہ حجاب ان سے اٹھاویگا اور تایید کرتا ہے اسکی جو دوسری حدیث مین ہے کہ آدمیون اور خدا
کے دیدار کے درمیان کوئی چیز نہ ہوگی سواے چادر کبریائی کے جو خدا کی وجہ پر ہے اس واسطے کہ اس کا
ظاہر قطعا مراد نہیں پس وہ استعارہ ہے جزما اور کبھی بعضی حدیثون مین حجاب حسی مراد ہوتا ہے لیکن وہ بہ
نسبت مخلوق کے ہے اور علم الله کے نزدیک ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ
ابْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا
وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ **ترجمہ** ابو موسےٰ
سے روایت ہے کہ حضرت صلے الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بہشتین چاندی کی ہین انکے برتن اور جو چیز ان مین ہے
سب چاندی کی ہے اور دو بہشتین سونے کی ہین انکے برتن اور جو چیز ان مین ہے سب سونے کی ہے
اور مسلمانون کے درمیان اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان یعنے مسلمانون کو اپنے رب کے دیکھنے
سے کوئی چیز مانع نہ ہوگی سواے جلال کی چادر کے کہ اسکی ذات پاک پر ہے عدن کے بہشت مین **ف**
ایک روایت مین ہے کہ سونے کی دو بہشتین مقربین کے واسطے ہین اور چاندی کی بہشتین اصحاب
یمین کے واسطے ہین کہا طبری نے کہ اختلاف ہے خدا کے اس قول مین ومن دونہما جنتان سو بعضون
نے کہا کہ اسکے معنے ہین درجے ہین اور بعضون نے کہا اسکے معنے ہین فضیلت مین اور یہ جو کہا
جنتان تو یہ تفسیر ہے خدا کے قول مذکور کی اور یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنے ہما جنتان اور یہ جو کہا
اسکے برتن الخ تو یہ مبتدا ہے اور من فضۃ اسکی خبر ہے اور یہ جو کہا کہ انکے اور خدا کے دیکھنے کے درمیان
جلال کی چادر ہوگی تو کہا کرمانی نے کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے سو بعضی اسکو تفویض کرتے ہین اور بعضی
اسکی تاویل کرتے ہین کہ مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور چادر ایک صفت ہے ذات کی صفتون سے جو
لازم ہے اور پاک کرنیوالی ہے اسکو اس چیز سے کہ مشابہ ہو مخلوق کو پھر اشکال کیا ہے اس نے جس کا
حاصل یہ ہے کہ چادر جلال کی مانع ہے رویت سے سو گویا کہ کلام مین حذف ہے بعد قول اسکے کے
الا رداء الکبریاء سو وہ احسان کرے گا انپر ساتھ اٹھانے اس چادر کے سو حاصل ہوگی ان کے واسطے
نظر طرف اسکی سو گویا کہ مراد یہ ہے کہ جب مسلمان بہشت مین اپنا ٹھکانا پکڑین گے اگر ان کو ذی الجلال
کی ہیبت نہ ہو تو انکے درمیان اور خدا کے دیکھنے کے درمیان کوئی چیز مانع نہ ہو پھر جب خدا انکا اکرام
چاہے گا تو ان پر فضل کریگا ساتھ اسکے کہ انکو اپنے دیکھنے کی قوت دے گا یعنے صہیب کی حدیث

مین کہ مراد ساتھ چادر کے حجاب ہے کہ اس مین ہے پھر خدا اُن کے واسطے حجاب کھولیگا بعد داخل ہونے کے بہشت مین سوا انکو کوئی چیز ایسی محبوب تر نہین ملی شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف تاویل اسکی کی اور کہا قرطبی نے کہ ردا استعارہ ہے عظمت سو اور نہین مراد ہے کپڑا محسوس اور معنے حدیث باب کے یہ ہین کہ خدا کی عزت اور بے پرواہی کا مقتضا یہ ہے کہ اسکو کوئی نہ دیکھے لیکن رحمت اسکی مسلمانون کے واسطے تقاضا کرتی ہے کہ ان کو اپنی ذات دکھلاوے واسطے کامل کرنے نعمت کے سو جب دور ہوگا مانع تو کرے گا ان سے خلاف مقتضے کبریائی کے سو گویا کہ اٹھایا ان سے حجاب جو انکو مانع تھا اور یہ جو کہا کہ عدن کے بہشت مین تو کہا ابن بطال نے کہ نہین تعلق ہے مجسمہ کے واسطے بیچ ثابت کرنے مکان کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ محال ہے یہ کہ ہو اللہ سبحانہ جسم یا جگہہ پکڑنے والا کسی مکان مین سو ہوگی تاویل چادر کی آفت جو موجود ہے انکی آنکھون کے واسطے جو مانع ہے انکو خدا کے دیکھنے سے اور اس کا دور کرنا فعل ہے اسکے افعال سے کرے گا اسکو اس جگہہ مین کہ وے خدا کو دیکھین گے سو نہ دیکھینگے اسکو جب تک یہ مانع موجود ہوگا سو جب دیکھنے کا فعل کرے گا تو یہ مانع دور ہو جاوے گا اور نام رکھا اسکا چادر کہ وہ منہ مین بجائے چادر کے ہے جو حاجب ہوتی ہے منہ کو اسکے دیکھنے سے سو اسکو بطور مجاز کے چادر کہا اور قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عدن کے بہشت مین راجع ہے طرف قوم کے یعنے اور وہ بہشت مین ہون گے خدا کی طرف راجع نہین اس واسطے کہ خدا کو مکان حاوی نہین ہو سکتے (فتح) **حَدَّثَنَا** الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ وَجَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينٍ كَاذِبَةٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ الآية ترجمہ عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چھین لیگا مال کسی مسلمان کا جھوٹی قسم کھا کر ملے گا وہ قیامت مین اللہ سے اور خدا اسپر نہایت غضبناک ہوگا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بات کا ٹھکانا قرآن شریف سے پڑھکر بتلایا یعنے جو لوگ اللہ کو درمیان دیکر اور جھوٹی قسمین کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہین ان لوگون کو آخرت مین کچھ حصہ نہین اور خدا ان سے بات نہ کرے گا اور رحمت سے اُن کی طرف نہ دیکھے گا **ف** اور غرض اس آیت سے اس جگہہ یہ قول خدا کا ہے کہ خدا ان کی طرف نہ دیکھے گا اور لی جاتی ہے اس سے تفسیر قول اسکے کی ملیگا اللہ سے اور خدا اسپر غضبناک ہوگا

اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ غضب سبب ہے واسطے منع کلام اور دیکھنے کے اور رضامندی سبب ہے ان کے وجود کا
(فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَتِهٖ لَقَدْ
اُعْطِيَ بِهَا اَكْثَرَ مِمَّا اُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ
امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ الْيَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ
ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے خدا تعالیٰ
قیامت میں نہ بولے گا اور نہ ان کو دیکھے گا (اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا) ایک تو وہ مرد جس نے
قسم کھائی اپنے اسباب پر البتہ دیا گیا بدلے اس کے اکثر اس چیز سے کہ دیا گیا یعنے مجھ کو اتنا مول ملتا تھا میں
نے نہیں دیا اور حالانکہ وہ جھوٹا ہو دوسرا وہ مرد جس نے عصر کے بعد ایک چیز پر جھوٹی قسم کھائی تاکہ کسی مسلمان
کا مال اس کے ساتھ لے تیسرا وہ مرد جس نے حاجت سے زیادہ پانی مسافر سے روکا سو خدا کہے گا کہ آج میں تجھ
سے اپنا فضل روکوں گا جیسے تو نے منع کیا تھا زیادہ پانی سے جو تیرے دونوں ہاتھ نے نہیں کمایا تھا۔
ف اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں گذر چکی ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا
اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَ
شَعْبَانَ اَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ
قَالَ اَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ
سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاَحْسِبُهٗ
قَالَ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ
رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا
لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ فَكَانَ
مُحَمَّدٌ اِذَا ذَكَرَهٗ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ
ترجمہ ابوبکرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر آگیا
ہو گیا جیسا اس دن تھا جب کہ خدا نے آسمان اور زمین بنائے تھے برس بارہ مہینے کا ہے ان میں
سے چار مہینے حرام ہیں یعنے ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں سو

ذوالقعدہ اور ذیحجہ اور محرم ہین اور چوتہا مضر کا رجب جو جمادی الاخری اور شعبان کے بیچ مین ہے یہ کون مہینا ہو
ہمنے کہا کہ خدا اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چپ رہے یہانتک کہ ہم نے گمان
کیا کہ اس کے نام کے سوا اسکا کوئی اور نام رکھین گے فرمایا کیا نہین ہے ذیحجہ ہم نے کہا کیون نہین یہ
فرمایا یہ کون شہر ہے ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چپ رہے
یہانتک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے سوائے اسکا کوئی اور نام رکھین گے فرمایا کیا نہین ہے مکہ ہم نے
کہا کیون نہین فرمایا سو یہ کون دن ہے ہم نے کہا کہ خدا اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم چپ رہے یہانتک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے اسکا کوئی اور نام رکھین گے
فرمایا کیا نہین ہے یہ قربانی کا دن ہمنے کہا کیون نہین فرمایا سو تحقیق تمہارے خون اور تمہارے مال کہا
محمد نے اور مین گمان کرتا ہون کہا اور تمہاری آبروئین تم پر حرام ہین جیسے اس تمہارے دن کو حرمت
ہے اس تمہارے مہینے مین اس تمہاری بستی مین اور تم اپنے رب سے ملوگے سو تم سے تمہارے عمل پوچھے گا
خبردار ہو سو میرے بعد پہر کر گمراہ نہ ہو جاؤ کہ تم مین سے بعضا بعض کی گردن مارے خبردار رہو اور جو لوگ اس
وقت حاضر ہین وے غائب لوگون کو یہ حکم پہونچا دین سو شاید کہ بعضا پہونچایا گیا زیادہ تر یاد رکھنے والا
ہو بعضے سننے والے سے سو محمد راوی جب اس کو ذکر کرتا تہا تو کہتا تہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
سچ فرمایا پہر فرمایا خبردار ہو مین نے پیغام پہونچا دیا مینے پیغام پہونچا دیا **ف** اس حدیث کی شرح گذر چکی
ہے اور مراد اس سے یہان یہ قول ہے کہ تم اپنے رب کو ملوگے (فتح) **باب** مَاجَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ إِنَّ
رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ جو آیا ہے خدا تعالے کے اس قول مین کہ خدا کی رحمت قریب ہے مسلمانون سے
ف کہا ابن بطال نے کہ رحمت تقسیم کی گئی ہے طرف صفت ذات کی اور طرف صفت فعل کی یعنی
رحمت دو قسم ہے ایک صفت ذات کی ہے اور ایک صفت فعل کی اور احتمال ہے کہ مراد یہان صفت
ذات کی ہو سو ہون گے معنے اس کے ارادہ فرمانبردارون کے ثواب دینے کا اور احتمال ہے کہ صفت فعل
کی ہو تو اس کے معنے یہ ہون گے کہ فضل اللہ کا ساتھ ہانکنے ابر کے اور اتارنے مینہ کے قریب ہے نیکوکارون
سے سو یہ بھی ان کے واسطے رحمت ہوگی اس واسطے کہ مینہ بھی اسکی قدرت اور اس کے ارادے سے ہے
اور کہا بیہقی نے کتاب الاسماء مین کہ جو اسم کہ خدا کے واسطے تدبیر ثابت کرتے مین سوائے غیر اس کے کے ان
مین سے ہے رحمن اور رحیم اور کہا خطابی نے کہ معنے رحمن کے ہین صاحب رحمت شامل کا جو وسیع ہے
تمام خلق کو ان کی روزی ہین اور ان کے اسباب معاش اور مصالح مین اور رحیم خاص ہے ساتھ ایمان
داروں کے خدا تعالے نے فرمایا وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا **حدثنا** موسی بن اسمعیل قال حدثنا

عبدالواحد عن عاصم عن ابی عثمان عن اسامة بن زید قال کان ابن لبعض بنات النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یقضی فارسلت الیہ ان یاتیہا فارسل ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل الی اجل مسمی
فلتصبر ولتحتسب فارسلت الیہ فاقسمت علیہ فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقمت معہ
ومعاذ بن جبل وابی بن کعب وعبادۃ بن الصامت فلما دخلنا ناولوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الصبی ونفسہ تقلقل فی صدرہ حسبتہ قال کانہا شنۃ فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال سعد بن عبادۃ اتبکی فقال انما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء **ترجمہ** اسامہ بن زید سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی کا بیٹا مرتا تھا تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا تو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہلا بھیجا کہ مقرر خدا ہی کا مال تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر
چیز کی اس کے نزدیک ایک مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو قسم دیکر کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لاویں سو حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور میں اور
معاذ بن جبل اور ابی اور عبادہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو جب ہم داخل ہوئے تو لوگوں
نے لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور اس کی جان حرکت کرتی تھی اور بیقرار تھی اس کے سینے میں میں
اس کو گمان کرتا ہوں کہ کہا جیسے مشک سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے یعنے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری
ہوئے سو فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خدا رحم کرتا ہے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر
ف اور غرض اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ خدا رحم کرتا ہے اس واسطے کہ اس میں ثابت کرنا صفت
رحمت کا ہے خدا کے واسطے اور یہی مقصود ہے ترجمہ سے **حدثنی** عبید اللہ بن سعد بن ابراہیم
قال حدثنا یعقوب قال حدثنا ابی عن صالح بن کیسان عن الاعرج عن ابی ہریرۃ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال اختصمت الجنة والنار الی ربہما فقالت الجنة یا رب ما لہا لا یدخلہا
الا ضعفاء الناس وسقطہم وقالت النار فقال للجنة انت رحمتی وقال للنار انت عذابی اصیب
بک من اشاء ولکل واحدۃ منکما ملؤہا قال فاما الجنة فان اللہ لا یظلم من خلقہ احدا وانہ
ینشیٔ للنار من یشاء فیلقون فیہا فتقول ہل من مزید ثلثا حتی یضع قدمہ فیہا فتمتلیٔ
ویرد بعضہا الی بعض وتقول قط قط قط **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ اور بہشت نے اپنے رب کے پاس جھگڑا کیا تو بہشت نے کہا اے میرے رب
کیا حال ہے اس کا یعنے میرا کہ غریب اور مسکین اور عاجز لوگوں کے سوائے مجھ میں کوئی داخل نہ ہوگا
اور دوزخ نے کہا یعنے مجھ میں گردن کش اور مغرور لوگ داخل ہوں گے تو حق تعالی نے بہشت سے فرمایا کہ تو

میری رحمت ہے اور آگ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے تجھ سے عذاب کرون گا جس کو چاہون گا اور تم دونون مین سے ہر ایک کے واسطے بھرنی ہے فرمایا سو ایپر بہشت سو مقرر خدا نہ ظلم کرے گا اپنی خلق سے کسی کو اور مقرر وہ پیدا کرے گا دوزخ کے واسطے جس کو چاہے گا سو وہ اس مین ڈالے جاوین گے تو دوزخ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے پھر اور ڈالے جاوین گے اس مین تو کہے گی کچھ اور بھی ہے پھر اور ڈالے جاوین گے اس مین تو کہے گی کچھ اور بھی ہے تین بار یہ کہے گی یہانتک کہ خدا اس مین اپنا قدم رکھے گا سو بھر جاوے گی اور آپس مین سمٹ جاوے گی اور کہے گی بس بس بس **ف** اس روایت مین دوزخ کا قول مذکور نہین لیکن دوسری روایت مین ہے کہ مجھ مین مغرور لوگ داخل ہون گے اور مشہور اس جگہ مین یہ ہے کہ خدا بہشت کے واسطے اور خلق کو پیدا کرے گا اور دوزخ مین اپنا قدم رکھے گا اور اس کے سوائے کسی حدیث مین نہین ہے کہ خدا دوزخ کے واسطے اور مخلوق پیدا کرے گا اور مراد قدم سے کیا ہے اسکا بیان سورہ ق کی تفسیر مین گذر چکا ہے اور مہلب نے کہا کہ اس زیادتی مین حجت ہے اہل سنت کے واسطے ان کے قول مین کہ خدا کے واسطے جائز ہے یہ کہ عذاب کرے جس کو نہ تکلیف دی ہو دنیا مین ساتھ عبادت کے اس واسطے کہ ہر چیز اس کی ملک ہے سو اگر ان کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہین اور اہل سنت نے تو سوا اس کے کچھ نہین کہ اس مین تمسک کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالے لا یسئل عما یفعل ویفعل ما یشاء اور سوا اس کے اور یہ انکے نزدیک جائز ہے اور وقوع مین نظر ہے اور نہین ہے حدیث مین حجت واسطے اختلاف ہونے کے اس کے لفظ مین اور اس واسطے کہ وہ قابل تاویل کے ہے اور جزم کیا ہے ابن قیم نے کہ یہ غلط ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ مقلوب ہے اور کہا بلقینی نے کہ حمل کرنا اسکا پتھرون پر قریب تر ہے اس سے کہ ان کو جاندار چیز پر حمل کیا جاوے کہ اس کو عذاب ہو بدون گناہ کے اور ممکن ہے کہ جاندار ہون لیکن انکو عذاب نہ ہو اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ پیدا کرنے کے ابتدا داخل کرنے کفار کا ہو آگ مین اور یہ جو ذکر بہشت کے ساتھ فرمایا کہ خدا کسی پر ظلم نہین کرے گا تو اس کے معنے یہ ہین کہ وہ عذاب کرے گا جسکو چاہے گا اور وہ ظالم نہین جیسا کہ فرمایا کہ مین عذاب کرون گا تجھ سے جس کو چاہونگا اور احتمال ہے کہ بہشت اور دوزخ کے جھگڑے کی طرف راجع ہو اس واسطے کہ جو خدا نے ہر ایک کے واسطے دونون مین سے ٹھیرایا ہے وہ عین عدل اور حکمت ہے اور بسبب مستحق ہونے ہر ایک کے ہے ان مین سے بدون اس کے کہ کسی پر ظلم کرے اور بعضون نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف اس آیت کی إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا سو تعبیر کی نہ ضائع کرنے اجر کی سے ساتھ نہ ظلم کرنے کے اور مراد یہ ہے کہ داخل ہوگا نیک آدمی بہشت مین جو وعدہ کیے گئے ہین پر

اُس کی رحمت ہو اور خدا نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے اور فرمایا کہ خدا کی رحمت قریب ہے نیکوکاروں سے
اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اور علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اس حدیث
میں دلالت ہے اوپر کشادہ ہونے بہشت اور دوزخ کے ساتھ اس طور کے کہ سمائیگی سب خلق کو آدم سے قیامت
تک اور اس کو زیادتی کی حاجت رہے گی (فتح) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ
عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیُصِیْبَنَّ اَقْوَامًا سَفْعٌ مِّنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ اَصَابُوْهَا عُقُوْبَةً
ثُمَّ یُدْخِلُهُمُ اللّٰہُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ فَیُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِیُّوْنَ قَالَ هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا
اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ البتہ چند لوگوں کو دوزخ کے جلانے کا اثر لگ جاویگا یعنے ان کے بدن میں کچھ سیاہ داغ
رہینگے گناہوں کے سبب سے جو انہوں نے کیے یہ عذاب ہوگا بدکاری کا بدلہ پھر خدا تعالیٰ اُن کو بہشت
میں داخل کرے گا اپنی مزید رحمت سے سو ان کا لقب جہنمی ہوگا اور کہا ہمام نے یعنے جو عنعنہ کہ ہشام کے
طریق میں ہے وہ محمول ہے سماع پر **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گذر چکی **بَابُ** قَوْلِ
اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا باب ہے خدا کے اس قول کے بیان میں کہ خدا روکتا ہے
آسمانوں اور زمین کو یہ کہ زائل ہوں اپنی جگہہ سے **حَدَّثَنَا** مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ
عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ
اِنَّ اللّٰہَ یَضَعُ السَّمٰوٰتِ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْاَرْضَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالْاَنْهَارَ عَلٰی اِصْبَعٍ
وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰی اِصْبَعٍ ثُمَّ یَقُوْلُ بِیَدِهٖ اَنَا الْمَلِکُ فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ
مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِهٖ ترجمہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کا ایک عالم حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم پاس آیا تو اس نے کہا کہ اے محمد خدا رکھے گا آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمین کو ایک
انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں اور نہروں کو ایک انگلی پر اور سب مخلوق کو ایک انگلی
پر پھر کہے گا اپنے ہاتھ سے کہ میں بادشاہ ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے پھر فرمایا کہ انہوں نے خدا کی
قدر نہیں جانی جیسا کہ اس کے جاننے کا حق ہے **ف** اور اس حدیث کے دوسرے طریق میں یہ لفظ ہیں اِنَّ
اللّٰہَ یُمْسِکُ یعنے اللہ روکے گا اور یہی مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور بخاری نے اپنی عادت کے موافق
اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریق میں وہ چیز ہے جو ترجمہ کے مطابق ہے (فتح) **بَابُ** مَا جَاءَ فِی
تَخْلِیْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَغَیْرِهَا مِنَ الْخَلَائِقِ وَهُوَ فِعْلُ الرَّبِّ وَاَمْرُهٗ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهٖ وَفِعْلِهٖ
وَاَمْرِهٖ وَکَلَامِهٖ هُوَ الْخَالِقُ الْمُکَوِّنُ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ وَمَا کَانَ بِفِعْلِهٖ وَاَمْرِهٖ وَتَخْلِیْقِهٖ وَتَکْوِیْنِهٖ فَهُوَ مَفْعُوْلٌ

مخلوق مکون **ترجمہ** جو آیا ہے بیچ پیدا کرنے آسمانوں اور زمین کے وغیرہ مخلوقات اور وہ فعل ہے رب کا اور حکم اسکا پس رب اپنی صفتوں سے اور اپنے فعل اور امر سے اور اپنی کلام سے وہ خالق اور تصویر کھینچنے والا ہے اور نہیں ہے مخلوق اور جو چیز کہ پیدا ہوا اسکے فعل سے اور امر یعنے کلمہ کن سے اور اس کے پیدا کرنے اور بنانے سے تو وہ مفعول مخلوق ہے یعنے پیدا کی گئی بنائی گئی **ف** اور مراد ساتھ امر کے اس جگہ کن ہے اور امر کا اطلاق کئی معنوں پر آتا ہے ایک صیغہ افعل پر اور ایک صفت اور شان پر اور مراد اس جگہ پہلے معنے ہیں اور مراد ساتھ امر کے اس جگہ ماموربہ ہے اور بیان کیا ہے بخاری نے اپنی مراد کو اپنی کتاب خلق افعال العباد میں سو کہا اس نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے فاعل اور فعل اور مفعول میں سو کہا قدریہ نے کہ سب فعل بندوں کی طرف سے ہیں اور کہا جبریہ نے کہ بندوں کے سب فعل خدا کی طرف سے ہیں اور کہا جہمیہ نے کہ فعل اور مفعول ایک ہے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ کن مخلوق ہے اور کہا سلف نے کہ پیدا کرنا خدا کا فعل ہے اور ہمارے فعل مخلوق ہیں سو فعل اللہ کا اللہ کی صفت ہے اور مفعول وہ چیز ہے جو اس کے سوا ہے مخلوقات سے اور مسئلہ تکوین کا مشہور ہے متکلمین میں اور اصل یہ ہے کہ انہوں نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ صفت فعل کی قدیم ہے یا حادث سو ایک جماعت سلف نے کہا کہ وہ قدیم ہے ان میں سے ہیں ابو حنیفہ اور اور لوگوں نے کہا کہ حادث ہے یہ اشعری کا قول ہے تا کہ نہ لازم آوے ہونا مخلوق کا قدیم اور جواب دیا ہے اول قول والوں نے کہ پیدا کرنے کی صفت ازل میں پائی گئی اور اسوقت کوئی چیز مخلوق نہ تھی یعنے پس مخلوق کا قدیم ہونا لازم نہیں آتا اور تصرف بخاری کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اس میں پہلے قول والوں کے موافق ہے یعنے جو قائل ہیں کہ صفت فعل کی قدیم ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے وہ سلامت رہتا ہے واقع ہونے سے حوادث کے مسئلے میں جنکا کوئی اول نہیں اور کہا ابن بطال نے کہ غرض اسکی یہ ہے کہ آسمان اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے سب مخلوق ہے واسطے قائم ہونے دلائل حدوث کے اوپر ان کے اور واسطے قائم ہونے دلیل کے کہ خدا کے سوا کوئی خالق نہیں (فتح) **حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ** قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ صَلَّى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ

فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰی لِلنَّاسِ الصُّبْحَ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مین نے میمونہ کے گھر مین ایک رات کاٹی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے تا کہ مین دیکھون کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز رات کو کس طرح تھی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والون کے ساتھ ایک گھڑی بات چیت کی پھر لیٹے سو جب رات کی پچھلی تہائی یا کچھ رات باقی رہی تو اُٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف نظر کی اور یہ آیت پڑہی کہ آسمانون اور زمین کے پیدا کرنے مین اولی الالباب تک پھر کھڑے ہوئے سو وضو کیا اور مسواک کی پھر گیارہ رکعتین پڑہین پھر بلال نے صبح کی نماز کی بانگ دی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین یعنے فجر کی سنتین پڑہین پھر باہر تشریف لائے اور لوگون کو صبح کی نماز پڑہائی

باب قَوْلِہٖ وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ البتہ سبقت کی ہمارے کلمے نے اپنے پیغمبرون کے واسطے **حدثنا** اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَی اللّٰہُ الْخَلْقَ کَتَبَ عِنْدَہٗ فَوْقَ عَرْشِہٖ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا نے خلق کو پیدا کیا تو اپنے عرش پر اپنے پاس لکھہ رکھا کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی ہے غصے سے **ف** اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف ترجیح اس قول کے کہ رحمت ذات کی صفتون سے ہے اس واسطے کہ کلمہ ذات کی صفتون سے ہے اور غفلت کی اس نے جس نے کہا کہ دلالت کرتا ہے وصف کرنا رحمت کا ساتھ سبقت کرنے کے اس پر کہ وہ صفت فعل کی ہے اور پہلے گذر چکا ہے اسی حدیث کی شرح مین کہ مراد رحمت سے ثواب کے پہونچانے کا ارادہ ہے اور مراد غضب سے ارادہ عذاب پہونچانے کا ہے پس سبقت اس وقت درمیان متعلق ارادے کے ہے پس نہین ہے کوئی اشکال (فتح) **حدثنا** اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ زَیْدَ ابْنَ وَھْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِکُمْ یُجْمَعُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَۃً مِثْلَہٗ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِثْلَہٗ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ اِلَیْہِ الْمَلَکَ فَیُؤْذَنُ بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ فَیَکْتُبُ رِزْقَہٗ وَعَمَلَہٗ وَاَجَلَہٗ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْہِ الرُّوْحُ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ لَا یَکُوْنُ بَیْنَھَا وَبَیْنَہٗ اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ اِلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ عَمَلَ اَھْلِ النَّارِ فَیَدْخُلُ النَّارَ وَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ عَمَلَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَدْخُلُھَا ترجمہ

روایت ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور وہ سچے ہیں تصدیق کیے گئے کہ مقرر ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ مین چالیس دن یا چالیس رات جمع رہتا ہے پہر چالیس دن لہو کی پھٹکی ہو جاتا ہے پہر چالیس دن گوشت کی بوٹی ہو جاتا ہے پہر خدا اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے اور چار باتون کا اسکو حکم ہوتا ہے سو اسکی روزی لکھتا ہے یعنے محتاج ہوگا یا مالدار اور اسکے عمل لکھتا ہے کہ کیا کیا کرے گا اور اس کی عمر لکھتا ہے کہ کتنا زندہ رہیگا اور یہہ لکھتا ہے کہ نیک بخت بہشتی ہوگا یا بدبخت دوزخی پہر اس مین روح پھونکتا ہے اور البتہ تم لوگون مین سے کوئی بہشتیون کے کام کیا کرتا ہے یہانتک کہ اس مین اور بہشت مین ہاتھ بہر کا فرق رہ جاتا ہے یعنے بہت قریب ہو جاتا ہے پہر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ دوزخیون کے کام کرنے لگتا ہے پہر دوزخ مین جاتا ہے اور مقرر تم لوگون سے کوئی عمر بہر دوزخیون کے کام کیا کرتا ہے یہانتک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان سوائے ایک ہاتھ بہر کے کچہ فرق نہین رہتا پہر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ بہشتیون کے کام کرنے لگتا ہے پہر بہشت مین جاتا ہے **ف** اس حدیث کی شرح کتاب القدر مین گذر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہہ یہ قول ہے کہ تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے اور نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ اس حدیث مین رد ہے اس پر جو قائل ہے ساتھ اسکے کہ اللہ ازل سے متکلم ہے اپنی تمام کلام سے اس واسطے کہ اس حدیث مین ہے کہ ان باتون کا حکم خدا کی طرف سے پیدا کرنے کے وقت ہوتا ہے اور رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ اگر خدا چاہے تو اہل طاعت کو عذاب کرے اس واسطے کہ نہین ہے حکیم کی صفت سے کہ اپنے علم کو بدلے اور البتہ وہ ازل مین معلوم کر چکا ہے جس کو عذاب کرے گا اور جس کو رحم کرے گا اور یہہ دونون قول اہل سنت کے ہین اور جواب پہلے سے یہ کہ حکم کرنے والا تو فقط فرشتہ ہے اور محمول ہے اسپر کہ اس نے ان باتون کو لوح محفوظ سے لیا اور دوسرے سے یہ کہ مراد یہ ہے کہ اگر ازل مین یہ مقدر ہو تو البتہ واقع ہوگا پس نہین لازم آتا جو اس نے کہا (فتح) **حدثنا خلاد** بن یحیی قال حدثنا عمر بن ذر قال سمعت ابی یحدث عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا جبریل ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا فنزلت وما نتنزل الا بامر ربک له ما بین ایدینا وما خلفنا وما بین ذلک وما کان ربک نسیا قال ھذا کان الجواب لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل کیا چیز منع کرتی ہے تجہ کو کہ تو ہم سے ملاقات کیا کرے زیادہ اس سے کہ تو ہم سے ملاقات کیا کرتا ہے تو یہ آیت اتری کہ ہم نہین اترتے مگر اپنے رب کے حکم سے اسی کے واسطے ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو پیچھے ہے اور نہین ہے تیرا رب بھولنے والا کہا کہ یہ جواب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تہا **ف**

اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور امر سے مراد اذن ہے یعنے نہیں اترتے ہم مگر خدا کے اذن سے یا باتداء امر
وحی کے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ہم نہیں اترتے مگر خدا کے اذن سے حدثنا یحیی قال حدثنا
وکیع عن الاعمش عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ بن مسعود قال کنت امشی مع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فی حرث بالمدینۃ وھو متوکئ علی عسیب فمر بقوم من الیھود فقال بعضھم لبعض
سلوہ عن الروح وقال بعضھم لا تسئلوہ فسألوہ عن الروح فقام متوکئا علی العسیب وانا خلفہ
فظننت انہ یوحی الیہ فقال ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم
الا قلیلا فقال بعضھم لبعض قد قلنا لکم لا تسئلوہ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا تھا مدینے کی ایک کھیتی میں اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
ایک چھڑی پر تکیہ کیے تھے سو یہود کی ایک قوم پر گذرے تو ان میں سے بعضوں نے بعض سے کہا کہ اس سے
روح کی حقیقت پوچھو اور بعضوں نے کہا نہ پوچھو تو انہوں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روح کی حقیقت
پوچھی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چھڑی پر تکیہ کر کے کھڑے ہوئے اور میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
پیچھے تھا تو میں نے گمان کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوتی ہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا وہ تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی کہہ روح امر کا حکم ہے اور نہیں دیا گیا تم کو مگر تھوڑا علم تو بعضوں
نے بعضوں سے کہا کہ البتہ ہم نے تم سے کہا تھا کہ اس سے نہ پوچھو ف اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ کہہ روح
میرے رب کا حکم ہے حدثنا اسمعیل قال حدثنی مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تکفل اللہ لمن جاھد فی سبیلہ لا یخرجہ الا الجھاد فی
سبیلہ وتصدیق کلماتہ بان یدخلہ الجنۃ او یرجعہ الی مسکنہ الذی خرج منہ مع ما نال
من اجر او غنیمۃ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضامن
ہوگیا ہے خدا اسکا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر راہ خدا میں جہاد کی
نیت نے اور آیات اور احادیث کی تصدیق نے خدا اس بات کا ضامن ہوا ہے کہ یا اس کو بہشت میں داخل
کرے یا اس کو اس کے وطن میں ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ پھر لاوے گا ف یعنے خالص نیت والے
غازی کا خدا ضامن ہے اگر شہید ہوگیا تو بہشت میں گیا اور اگر زندہ رہا تو ثواب یا مال غنیمت کا لیکر اپنے
گھر میں آیا دونوں صورتوں میں اس کا بھلا ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت کا ہے کہ اس کی آیات اور
حدیثوں کی تصدیق نے حدثنا محمد بن کثیر قال اخبرنا سفیان عن الاعمش عن ابی وائل
عن ابی موسی قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الرجل یقاتل حمیۃ ویقاتل

لِلْمَغْنَمِ وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَأَيُّ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ **ترجمہ** ابو موسے رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا سو اس نے کہا کہ مرد برادری کی پیچ کے واسطے لڑتا ہے اور بہادری کے واسطے لڑتا ہے اور دکھلانے کے واسطے لڑتا ہے سو ان میں سے خدا کی راہ کا غازی کون ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس واسطے لڑے کہ خدا کا بول بالا ہووے سو راہ خدا کا غازی ہے **ف** اس حدیث کی شرح جہاد میں گذر چکی ہے اور مراد اس جگہ خدا کے کلمے سے کلمہ توحید کا ہے یعنے کلمہ توحید اللہ کا اور یہی مراد ہے ساتھ قول اللہ تعالے کے قُلْ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ کلمہ کے قبضہ اور مراد اس جگہ حکم اس کا اور شرع اسکی ہے (فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى إِنَّمَا أَمْرُنَا لِشَيْءٍ خدا نے فرمایا کہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ قول ہمارا واسطے کسی چیز کے جب کہ ہم اس کا ارادہ کریں یہ ہے کہ ہم اس کو کہتے ہیں ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے **ف** کہا ابن ابی حاتم نے اس کتاب میں جو جہمیہ کے رد میں ہے کہ احمد بن حنبل نے کہا کہ دلالت کرتی ہے حدیث عبادہ کی کہ پہلے پہل اللہ نے قلم کو پیدا کیا سو کہا لکھ الحدیث اور سوا اس کے کچھ نہیں کہ بولا قلم ساتھ کلام اسکے کے واسطے قول اس کے کے إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ کہا سو کلام اللہ کا سابق ہے اسکی اول خلق پر یعنے قلم پر سو اس کا کلام مخلوق نہیں اور ابو یعلی سے روایت ہے کہ خدا تعالے نے اپنی سب مخلوق کو اپنے قول کن سے پیدا کیا سو اگر کن مخلوق ہوتا تو لازم آتا پیدا کرنا مخلوق کا مخلوق سے اور حالانکہ اس طرح نہیں (فتح) حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ ظَاهِرِينَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت سے لوگوں پر غالب رہیں گے یہاں تک کہ ان کو خدا کا حکم آوے **ف** اور غرض اس حدیث سے اور جو اس کے بعد ہے یہ ہے یہاں تک کہ ان کو خدا کا حکم آوے اور اس حدیث کی شرح اعتصام میں گذر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ مراد امر اللہ سے اس حدیث میں قیامت ہے اور صواب حکم اللہ کا ہے ساتھ قائم ہونے قیامت کے سو رجوع کرے گا طرف حکم اور قضا اس کی کے (فتح) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ سَمِعْتُ

مُعَاذٌ يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هٰذَا مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ يَزْعُمُ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ
ترجمہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ ہمیشہ میری امت سے ایک گروہ قائم رہے گا ساتھ حکم اللہ کے نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کو جھٹلا دے اور نہ جو ان کا مخالف ہو یہاں تک کہ خدا کا امر آوے اور وہ اسی پر ہوں گے تو مالک نے کہا کہ میں نے معاذ سے سُنا کہتا تھا کہ وہ شام کے ملک میں ہیں تو کہا معاویہؓ نے یہ مالک گمان کرتا ہے کہ اس نے معاذ سے سُنا کہ وہ شام کے ملک میں ہیں ف اور اس میں روایت مالک کی ہے معاذ سے روایت کیا ہے اس کو اس سے معاویہ نے حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِيْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَوْ سَاَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا اَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ اَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب پر کھڑے ہوئے اس کے ساتھیوں میں سو فرمایا کہ اگر تو مجھ سے اس چھڑی کا ٹکڑا مانگے تو اتنا بھی تجھ کو نہ دونگا اور خدا کے حکم کو جو تیرے حق میں ٹھیر چکا ہے تو اس سے آگے ہرگز نہ بڑھ سکے گا یعنی خدا تجھ کو ہلاک کرے گا اور دونوں جہان میں فضیحت کرے گا اور اگر تو اسلام سے پھرا تو البتہ خدا تیری کونچیں کاٹے گا ف اس حدیث کی شرح مغازی میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے اور تو اللہ کے امر سے جو تیرے حق میں ٹھیر چکا ہے ہرگز آگے نہ بڑھ سکو گا یعنے جو مقدر کیا ہے تیرے حق میں بدبختی یا نیک بختی سے (فتح) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ حَرْثٍ اَوْ خَرِبِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّاُ عَلٰى عَسِيْبٍ مَعَهٗ فَمَرَرْنَا عَلٰى نَفَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْاَلُوْهُ اَنْ يَّجِيْءَ فِيْهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهٗ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْاَلَنَّهٗ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوْحُ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَقَالَ يَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتُوْا مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا قَالَ الْاَعْمَشُ هٰكَذَا فِيْ قِرَاءَتِنَا ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جس حالت میں کہ میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جاتا تھا مدینے کی بعضی کھیتی یا ویران زمین میں اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی چھڑی پر تکیہ کرتے تھے جو آپ کے ساتھ تھی سو ہم چند یہودیوں پر گذرے تو ان میں سے بعضوں نے بعضوں سے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو اور بعضوں نے کہا کہ نہ پوچھو مبادا اس میں وہ چیز لاوے جو تم کو ناگوار معلوم ہو تو بعضوں نے کہا کہ البتہ

ہم اس سے پوچھیں گے تو ان میں سے ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے کہا ای ابو القاسم روح کیا چیز ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے چپ رہے سو میں نے معلوم کیا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے سو کہا یعنے یہ آیت پڑھی اور تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت [illegible] کہہ روح میرے رب کا حکم ہے اور نہیں دیے گئے تم مگر تھوڑا [illegible] بعض نے استدلال کیا ہے ساتھ اس [illegible] کے کہ [illegible] الآیۃ ف یہ جو کہا کہ روح میرے رب کا حکم ہے [illegible] کیا ہے ساتھ اس کے جنہوں نے گمان کیا کہ روح قدیم ہے اس گمان سے کہ مراد ساتھ امر کے اس جگہ [illegible] امر ہے جو خدا کے اس قول میں ہے الا لہ الخلق والامر اور یہ فاسد ہے اس واسطے کہ امر قرآن پاک میں کئی معنوں کے واسطے وارد ہوا ہے ظاہر ہوتی ہے مراد ہر ایک کی سیاق کلام سے اور ان شاء اللہ آیندہ آوے گا کہ مراد ساتھ امر کے اس آیت میں طلب ہے جو ایک قسم ہے کلام کی . . . .

اور ایسا ابن مسعود کی اس حدیث میں جو امر وارد ہوا ہے تو مراد اس سے مامور ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے خلق اور مراد اس سے مخلوق ہوتی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے حدیث کے بعضے طریقوں میں سو سدی کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالی کے قل الروح من امر ربی کہ وہ خلق ہے خدا کی مخلوق سے نہیں شی کوئی چیز اللہ کے امر سے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا مراد ہے اس روح سے جس کی انہوں نے حقیقت پوچھی تھی کیا وہ روح ہے جس کے ساتھ زندگی قائم ہوتی ہے یعنے آدمی کی جان یا وہ روح مراد ہے جو مذکور ہے خدا پاک کے اس قول میں یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا سو بعضوں نے کہا کہ مراد آدمی کی جان ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد وہ روح ہے جو خدا کے قول مذکور میں ہے اور قرآن میں روح کا اطلاق وحی پر بھی آیا ہے اور نہیں واقع ہوا قرآن میں کہ آدمی کی جان کا نام روح رکھا گیا ہو بلکہ قرآن مجید میں اس کا نام نفس رکھا گیا ہے اور دلالت کرتا ہے روح کے مخلوق ہونے پر عموم قول اللہ تعالی کا اللہ خالق کل شیء وہو رب کل شیء اور ارواح مربوب ہیں یعنے پروردہ پرورش یافتہ ہیں اور ہر چیز پروردہ رب العالمین کی مخلوق ہے اور خدا نے زکریا سے فرمایا وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئا اور یہ خطاب بدن اور روح دونوں کے واسطے ہے اور خدا نے فرمایا ولقد خلقناکم برابر ہے کہ ہم قائل ہوں ساتھ اس کے کہ قول خدا کا خلقناکم روح اور بدن دونوں کو شامل ہے یا فقط روح کو اور صحیح حدیثوں میں ہے یہ حدیث ہے کان اللہ ولم یکن شیء غیرہ اور اتفاق ہے اس پر کہ فرشتے مخلوق ہیں اور وہ روح ہیں اور کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی رد کرنا ہے معتزلوں پر ان کے گمان میں کہ امر اللہ کا مخلوق ہے سو ظاہر ہوا کہ امر وہ . . . .

قول اللہ تعالی کا ہے واسطے شے کے کن سو وہ ہوجاتی ہے اس کے امر سے اور یہ کہ امر اسکا اور قول اسکا ساتھ
ایک معنے کے ہے اور یہ کہ وہ کہتا ہے کن حقیقۃً اور یہ کہ امر خلق کا غیر ہے (فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰهِ قُلْ
لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَقَوْلِهٖ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ
يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ باب ہے اس آیت کی
تفسیر مین کہہ اگر ہو دریا سیاہی میرے رب کی باتون کے لکہنے کے واسطے تو البتہ خرچ ہوجاوے دریا پہلے
اس سے کہ تمام ہون میرے رب کی باتین اگرچہ لاوین ہم مانند اس کی دریا بطور مدد کے اور قول خدا کے کہ اگر
زمین کے سب درخت قلم ہوجاوین اور دریا کے ساتھ سات دریا سیاہی ہوجاوین تو خدا کی باتین تمام
نہ ہون بیشک خدا غالب ہے حکمت والا **ف** آئی ہے بیچ سبب نزول اسکے کے وہ چیز جو روایت کی
ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے بیچ قصے سوال یہود کے روح سے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہین دیے گئے
تم مگر تہوڑا علم تو انہون نے کہا کہ کس طرح ہوسکتی ہے یہ بات اور حالانکہ ہم کو توریت ملی ہے تو اس وقت
یہ آیت اتری اور بعضون نے کہا کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اس واسطے کہ اگر مخلوق
ہوتا تو البتہ تمام ہوجاتا مانند تمام ہونے مخلوقات کی (فتح) قَوْلُهٗ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ اِلٰى قَوْلِهٖ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ سَخَّرَ ذَلَّلَ اور خدا تعالی نے
فرمایا کہ بیشک تمہارا رب وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانون اور زمین کو چھ دن مین پھر بلند ہوا عرش پر
اس قول تک بابرکت ہے اللہ رب جہانون کا اور سخر کے معنے ہین فرمانبردار کیا **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ**
ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ مِنْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهٖ وَتَصْدِيْقُ
كَلِمَاتِهٖ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهٗ اِلٰى مَسْكَنِهٖ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا ضامن ہوگیا اسکا جس نے اس کی راہ
مین جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گہر سے مگر راہ خدا مین جہاد کی نیت نے اور اس کے کلمات کی تصدیق
نے خدا اس بات کا ضامن ہوگیا ہے کہ یا اسکو بہشت مین داخل کریگا یا اس کو اسکے وطن مین ثواب
یا مال غنیمت کے ساتھ پہر لاوے گا **ف** اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اس کے کلمات کی تصدیق
نے اور احتمال ہے کہ مراد کلمات سے وہ حکم ہون جو وارد ہوئے ہین ساتھ جہاد کے اور جو وعدہ کیا
گیا ہے اس پر ثواب کا اور احتمال ہے کہ مراد اس سے کلمہ شہادت کے الفاظ ہون اور یہ کہ تصدیق
ان کی ثابت کرتی ہے اسکے نفس مین اس کی عداوت کو جو اسکو جہٹلاوے اور حرص کو اس کے

قتل پر اور غرض آیت سے قول اسکا ہے الا لہ الخلق والامر (فتح) **باب** فِي الْمَشِيْئَةِ وَالْاِرَادَةِ باب ہے بیچ مشیت اور ارادے کے **ف** مشیئت اکثر کے نزدیک مانند ارادے کے ہے برابر اور بعضوں نے کہا کہ مشیت پیدا کرنا چیز کا ہے اور پہونچنا اس کا سو اللہ کی طرف سے پیدا کرنا اور آدمیوں کی طرف سے پہنچنا اور عرف میں ارادے کی جگہہ مستعمل ہوتی ہے (فتح) وَقَوْلِ اللّٰهِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ اور خدا نے فرمایا اور تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے اور نہیں چاہو گے تم مگر جب کہ چاہے اللہ اور نہ کہہ کسی چیز کے واسطے کہ میں اس کو کروں گا کل مگر یہ کہ چاہے اللہ **ف** کہا شافعی نے کہ مشیئت اللہ کا ارادہ ہے اور خدا نے اپنی مخلوق کو بتلا دیا ہے کہ مشیئت اسی کے واسطے ہے سوائے ان کے سو نہیں ہے واسطے خلق کے کوئی مشیئت مگر یہ کہ خدا چاہے پھر چالیس سے زیادہ آیتیں بیان کیں جن میں مشیئت کا ذکر آیا ہے سوائے ان آیتوں کے جو ترجمہ میں ہیں اور یہ جو خدا نے سورہ انعام میں کفار کے قول کی حکایت کی سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اَشْرَكْنَا وَلَا اٰبَاؤُنَا تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے معتزلہ نے اور کہا کہ اس میں رد ہے اہل سنت پر اور جواب یہ ہے کہ اہل سنت نے تمسک کیا ہے ساتھ اصل کے کہ قائم ہوئے ہیں اس پر دلیلیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی خالق ہے ہر مخلوق کا اور محال ہے کہ مخلوق کسی چیز کو پیدا کرے اور ارادہ شرط ہے پیدا کرنے میں اور محال ہے وجود مشروط کا بدون شرط کے سو جب عناد کیا مشرکوں نے معقول کو اور جھٹلایا منقول کو جس کو پیغمبر لائے تو تمسک کیا انہوں نے ساتھ مشیئت کے اور تقدیر سابق کے اور یہ حجت ان کی مردود ہے اس واسطے کہ نہیں باطل ہوتی ہے شریعت تقدیر سے اور جاری ہونا احکام کا بندوں پر ان کے کسب کے سبب سے ہے جس کی تقدیر میں گناہ لکھا گیا ہے تو یہ علامت ہوگی اس پر کہ اس کی تقدیر میں عذاب لکھا گیا ہے مگر یہ کہ خدا چاہے گا تو اس کو بخش دے گا غیر مشرکوں میں سے اور جس کی تقدیر میں طاعت لکھی گئی تو یہ علامت ہے اس کی کہ اس کے حق میں ثواب لکھا گیا ہے اور حرف مسئلے کا یہ ہے کہ معتزلہ نے قیاس کیا ہے خالق کو مخلوق پر اس واسطے کہ اگر مخلوق اپنی فرماں بردار کو عذاب کرے تو وہ ظالم شمار کیا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ حقیقت میں اس کا مالک نہیں اور اگر خالق اپنے فرماں بردار کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں شمار کیا جاتا اس واسطے وہ سب کا مالک ہے اور اسی کا ملک ہے سب اختیار کرتا ہے جو چاہتا ہے اور نہیں پوچھا جاتا اس چیز سے جو کرتا ہے اور کہا ابن عبد البر نے کہ اتفاق ہے سب لوگوں کا اس پر کہ ہر کام میں انشاء اللہ کہا جاوے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ سب کام خدا کی مشیئت اور چاہنے پر موقوف ہیں اور بندوں کے سب کام خدا کی مشیئت

کے ساتھ متعلق ہین اور معتزلون اور اہل سنت کے درمیان نزاع یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ارادہ علم کے تابع ہے اور ان کے نزدیک امر کی تابع ہے اور دلالت کرتا ہے واسطے اہل سنت کے قول خدا کا یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ لَّا یَجْعَلَ لَھُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَۃِ کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری کی ثابت کرنا مشیئت اور ارادے کا ہے اور دونون کے ایک معنے ہین اور اس کا ارادہ صفت ہے اسکی ذات کی صفتون سے اور گمان کیا ہے معتزلہ نے کہ وہ اس کے فعل کی صفت ہے اور یہ قول ان کا فاسد ہے اس واسطے کہ اگر ارادہ اس کا محدث یعنے پیچھے پیدا ہو تو نہین خالی ہے اس سے کہ پیدا کرے اس کو اپنے نفس مین یا غیر کے نفس مین یا دونون مین سے کسی چیز مین نہ پیدا کرے اور دوسری اور تیسری شق محال ہے اس واسطے کہ نہین وہ محل واسطے حوادث کے اور دوسری شق بھی باطل ہے اس واسطے کہ لازم آتا ہے کہ ہو غیر ارادہ کرنے والا واسطے حوادث کے اور باطل ہو خدا کا صاحب ارادہ ہونا اس واسطے کہ مرید وہ ہے جس سے ارادہ صادر ہوا اور وہ غیر ہے جیسا کہ باطل ہے کہ ہو عالم جب کہ پیدا کرے علم کو اپنے غیر مین اور حقیقت مرید کی یہ ہے کہ ہو ارادہ اس سے بدون غیر اسکے کے اور چوتھی شق بھی باطل ہے اس واسطے کہ مستلزم ہے کہ حوادث بنفسہا قائم ہون اور جب یہ قسمین فاسد ہوئین تو صحیح ہوا کہ وہ مرید ہے یعنے ارادہ کرنے والا ہے ساتھ ارادہ قدیمی کے کہ وہ صفت قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور ہو گا تعلق اسکا ساتھ اس چیز کے کہ صحیح ہے ہونا اسکا مراد اور یہ مسئلہ مبنی ہے اس پر کہ خدا تعالے خالق ہے بندون کے کام کا اور یہ کہ وے نہین کرتے مگر جو وہ چاہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالے کا وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ اور اس کے سوائے اور بھی بہت آیتین ہین جو اس پر دلالت کرتی ہین اور خدا نے فرمایا و لو شاء اللہ ما اقتتلوا پھر اس کی تاکید کی اپنے اس قول سے ولیکن خدا کرتا ہے جو چاہتا ہے سو دلالت کی اس نے کہ خدا نے انکی لڑائی کو کیا جو ان سے واقع ہوئی اس واسطے کہ وہ اس کے واسطے ارادہ کرنے والا ہے اور جب کہ وہی ہے فاعل ان کی لڑائی کا تو وہی ارادہ کرنے والا ہے ان کی مشیئت کا اور فاعل پس ثابت ہوا ان آیتون سے کہ بندون کا کسب سوائے اسکے کچھ نہین کہ اللہ کی مشیئت اور اس کے ارادے سے ہے اور اگر اس کے وقوع کا ارادہ نہ کرے تو نہین واقع ہوتا اور معتزلہ کہتے ہین کہ مصلحت کی رعایت خدا پر واجب ہے اور جواب یہ ہے کہ ظاہر اس آیت کا کہ تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے یہ ہے کہ وہ دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے برابر ہے کہ وہ بادشاہی کے لائق ہو یا نہ ہو دیتا ہے بادشاہی کافر کو مانند نمرود اور فرعون وغیرہ کی اور دیتا ہے بادشاہی ایماندار کو مانند یوسف اور سلیمان علیہما السلام کے (نحو) اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْهِ نَزَلَتْ فِیْ

اَبِیْ طَالِبٍ ترجمہ تو نہیں ہدایت کرتا جس کو چاہے ولیکن خدا ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے **ف** اس کی شرح تفسیر میں گذر چکی ہے اور مراد ساتھ مہتدین کے وہ لوگ ہیں جو خاص کیے گئے ہیں ساتھ اسکے ازل میں اور کہا سعید نے کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں اتری یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ یعنے ارادہ کرتا ہے اللہ تمہاری آسانی کا اور نہیں ارادہ کرتا تمہاری تنگی کا **ف** تمسک کیا ہے ساتھ اس آیت کے معتزلوں نے اپنے قول کے واسطے سو انہوں نے کہا کہ خدا گناہ کا ارادہ نہیں کرتا جو بندوں سے واقع ہوتے ہیں اور جواب یہ ہے کہ معنے ارادے آسانی کا اختیار دینا ہے درمیان روزے کے سفر میں اور ساتھ بیماری کے اور درمیان افطار کے اس کی شرط سے اور ارادہ تنگی کا جو منفی ہے لازم کرنا ہے روزے کا سفر میں تمام حالات میں پس یہ الزام ہے جو نہیں واقع ہوتا اس واسطے کہ وہ اس کو نہیں چاہتا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی حکمت بیچ تاخیر کرنے اس کے کے حدیث مذکور سے اور فصل کرنے کے درمیان آیتوں مشیئت اور ارادے کے اور ارادے کا ذکر قرآن میں بہت جگہ آیا ہے اور اتفاق ہے اہل سنت کا اس پر کہ نہیں واقع ہوتا مگر جو ارادہ کرے اللہ سبحانہ وتعالی اور یہ کہ وہ ارادہ کرنے والا ہے واسطے تمام مخلوقات کے اگرچہ نہیں ہے امر ساتھ ان کے اور کہا معتزلوں نے کہ خدا تعالی بدی کا ارادہ نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر اس کا ارادہ کرتا تو اس کو طلب کرتا اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ امر نفس ارادے کا ہے اور اہل سنت کو انہوں نے الزام دیا ہے ساتھ اسکے کہ قائل ہوں کہ بے حیائی کے کام اللہ کے ارادے سے ہیں اور حالانکہ لائق ہے کہ خدا اس سے پاک ہو اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اسکے کہ خدا قادر ہے ہر چیز پر تاکہ اس کو عذاب کرے اور واسطے ثابت ہونے اس بات کے کہ اس نے پیدا کیا ہے دوزخ کو اور پیدا کیا ہے اس کے واسطے دوزخیوں کو اور پیدا کیا بہشت کو اور پیدا کیا اس کے واسطے بہشتیوں کو اور الزام دیا ہے اہل سنت نے معتزلہ کو ساتھ اسکے کہ انہوں نے ٹھیرایا ہے یہ کہ واقع ہوتی ہے اسکے ملک میں وہ چیز جو ارادہ نہیں کرتا (فتح) اور بخاری نے اس باب میں سترہ حدیثوں کو بیان کیا ہے سب میں ذکر مشیئت کا ہے اور سب متفرق جگہوں میں گذر چکے ہیں حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَوْتُمُ اللّٰہَ فَاعْزِمُوْا فِی الدُّعَاءِ وَلَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِیْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا مُسْتَکْرِہَ لَہٗ **ترجمہ** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم خدا سے دعا کرو تو پکا قصد کر کے دعا مانگا کرو اور نہ کہا کرے کوئی تم میں کا الہی اگر تو چاہے تو مجھ کو دے اس واسطے کہ خدا پر کوئی جبر کرنے والا نہیں جو دعا کے قبول ہونے کے **ف** یعنے دعا کے مانگنے میں تردد نہ کیا کرو اور بعضوں نے کہا کہ عزم کے معنے میں جزم کرنا ساتھ

اس کے بغیر ضعف کے طلب میں اور بعضوں نے کہا کہ وہ نیک گمان ہے ساتھ اللہ کے قبول کرنے میں اور حکمت
اس میں یہ ہے کہ تعلیق میں صورت استغنا کی ہے مطلوب سے اور مطلوب منہ سے (فتح) حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ
قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَبْدُ الْحَمِیْدِ عَنْ سُلَیْمَانَ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَتِیْقٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ اَنَّ حُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ اَخْبَرَہٗ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ
اَبِیْ طَالِبٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَرَقَہٗ وَفَاطِمَۃَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً فَقَالَ لَھُمْ اَلَا تُصَلُّوْنَ قَالَ عَلِیٌّ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِیَدِ اللّٰہِ فَاِذَا
شَاءَ اَنْ یَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قُلْتُ لَہٗ ذٰلِکَ وَلَمْ یَرْجِعْ
اِلَیَّ شَیْئًا ثُمَّ سَمِعْتُہٗ وَھُوَ مُدْبِرٌ یَضْرِبُ فَخِذَہٗ وَیَقُوْلُ وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا۔ ترجمہ
علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک رات اُن کے اور اپنی بیٹی فاطمہؓ کے پاس
گئے یعنے اُن کے گھر میں تشریف لے گئے تو اُن سے فرمایا کیا تم تہجد کی نماز نہیں پڑھتے علی مرتضیٰؓ نے
کہا میں نے کہا یا حضرتؐ ہماری جان خدا کے ہاتھ میں ہے سو جب ہم کو اٹھانا چاہتا ہے تو اٹھتے ہیں تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پھرے جب میں نے آپ سے یہ کہا اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ پیٹھ دینے والے تھے اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ آدمی
بڑا جھگڑالو ہے ہر چیز سے **ف** اس حدیث کی شرح تہجد کی نماز میں گذر چکی ہے اور جگہ دلالت کی اس سے
یہ قول علیؓ کا ہے کہ ہماری جان خدا کے ہاتھ میں ہے جب چاہتا ہے ہمکو اٹھاتا ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے اُس کو اس پر برقرار رکھا (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا
ھِلَالُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ
الْمُؤْمِنِ کَمَثَلِ خَامَۃِ الزَّرْعِ یَفِیْءُ وَرَقُہٗ مِنْ حَیْثُ اَتَتْھَا الرِّیْحُ تُکَفِّئُھَا فَاِذَا سَکَنَتْ اعْتَدَلَتْ وَ
کَذٰلِکَ الْمُؤْمِنُ یُکَفَّاُ بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْکَافِرِ کَمَثَلِ الْاَرْزَۃِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَۃً حَتّٰی یَقْصِمَھَا اللّٰہُ
اِذَا شَاءَ۔ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثال مثل
سبز کھیتی کے ہے اس کا پتہ ہلتا ہے جس طرح سے اُسکو ہوا آتی ہے اسکو جھکاتی ہے اور جب ہوا بند ہوتی ہے
تو سیدھا ہو جاتا ہے اور اسی طرح ایماندار جھکایا اور ہلایا جاتا ہے بلا اور مصیبت سے اور کافر کی مثال مانند
صنوبر کے ہے کہ سخت اور سیدھا رہتا ہے ہوا سے نہیں جھکتا یہانتک کہ خدا اسکو جڑھ سے اکھاڑے جب کہ
چاہے **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گذر چکی ہے اور مراد اس سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا
اخیر قول ہے کہ خدا اس کو جڑھ سے اکھاڑے جب چاہے یعنے اس وقت میں جو اسکے ارادے میں پہلے گذر چکا

ہے کہ اسکو اکہاڑے (فتح) حدثنا الحکم بن نافع قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال اخبرنی سالم بن عبد اللہ ان عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو قائم علی المنبر انما بقاؤکم فیما سلف قبلکم من الامم کما بین صلوۃ العصر الی غروب الشمس اعطی اھل التورٰۃ التورٰۃ فعملوا بھا حتی انتصف النھار ثم عجزوا فاعطوا قیراطا قیراطا ثم اعطی اھل الانجیل الانجیل فعملوا بھا حتی صلوۃ العصر ثم عجزوا فاعطوا قیراطا قیراطا ثم اعطیتم القراٰن فعملتم بہ حتی غروب الشمس فاعطیتم قیراطین قیراطین قال اھل التورٰۃ ربنا ھؤلاء اقل عملا واکثر اجرا قال ھل ظلمتکم من اجرکم من شیء قالوا لا قال فذلک فضلی اوتیہ من اشاء ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے اور حالانکہ آپ منبر پر کہڑے تھے کہ سوا اس کے کچھ نہین کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانون اگلی امتون کی عمر اور مدت کے مقابلے مین ایسی ہی جیسے عصر کی نماز سے شام تک یعنے اگلی استون کی زندگی زیادہ تہی اور تمہاری زندگی بہ نسبت ان کے کم ہے توریت والون کو توریت دی گئی سو انہون نے اسکے ساتھ عمل کیا آدہے دن تک پہر عاجز ہوئے سو انکو ایک ایک قیراط مزدوری دی گئی پہر انجیل والون کو انجیل دی گئی سو انہون نے اس پر عمل کیا عصر کی نماز تک پہر عاجز ہوئے سو ان کو ایک ایک قیراط مزدوری دی گئی پہر تم اے مسلمان قرآن دیے گئے سو تم نے اس کے ساتھ عمل کیا سورج ڈوبنے تک سو تم دو دو قیراط دیے گئے تو توریت والے کہیں گے کہ اے ہمارے رب ان کا عمل کم ہے اور مزدوری زیادہ خدا نے فرمایا کہ کیا مینے تم پر کچھ ظلم کیا تمہاری مزدوری سے کچھ کم دیا کہین گے کہ جو ٹھیر چکا تہا اس سے کم نہین ملا خدا پاک فرماوے گا سو یہ یعنے دونی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہون اسکو دون ف اس حدیث کی شرح نماز مین گذر چکی اور غرض اس سے یہان یہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہون اس کو دون اور قول اس کا ذلک اشارہ ہے طرف تمام ثواب کے نہ طرف اس قدر کے کہ عمل کے مقابل ہے جیسا گمان ہے معتزلون کا (فتح) حدثنا عبد اللہ بن محمد المسندی قال حدثنا ھشام اخبرنا معمر عن الزھری عن ابی ادریس عن عبادۃ بن الصامت قال بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رھط قال ابایعکم علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببھتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصونی فی معروف فمن وفی منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب من ذلک شیئا فاخذ بہ فی الدنیا فھو لہ کفارۃ وطھور ومن سترہ اللہ فذلک الی اللہ ان شاء

عَدْلُہٗ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَہٗ ترجمہ عبادہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ایک جماعت میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے بیعت کرتا ہوں اس پر کہ خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھیراؤ اور نہ چوری کرو اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو اور نہ باندہ لاؤ بہتان اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے یعنے ناحق اپنی عقل سے بناکر اور میری بے فرمانی نہ کرو نیک کام میں سو جس نے تم میں سے اپنا عہد پورا کیا تو اس کا اجر خدا کے ذمہ ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہونچا اور اسکے بدلے دنیا میں پکڑا گیا یعنے دنیا میں اس پر حد قائم ہوئی تو وہ اس کے واسطے کفارہ اور گناہوں سے پاک کرنے والا ہے اور جس کا خدا نے دنیا میں پردہ ڈہانکا تو وہ خدا کے اختیار میں ہے اگر چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور اگر چاہیگا تو اس کو بخشدے گا **ف** اور مراد اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ اگر چاہے گا تو اس کو عذاب کریگا اور اگر چاہے گا تو بخشدیگا (فتح) حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ سُلَيْمَانَ كَانَ لَهٗ سِتُّوْنَ امْرَاَةً فَقَالَ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى نِسَائِيْ فَلَتَحْمِلَنَّ كُلُّ امْرَاَةٍ وَلَتَلِدَنَّ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَطَافَ عَلٰى نِسَائِهٖ فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ وَلَدَتْ شِقَّ غُلَامٍ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ سُلَيْمَانُ اسْتَثْنٰى لَحَمَلَتْ كُلُّ امْرَاَةٍ مِنْهُنَّ فَوَلَدَتْ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان پیغمبر علیہ السلام کی ساٹھ عورتیں تہیں سو اس نے کہا کہ میں آج کی رات اپنی عورتوں پر گہوموں گا یعنے سب سے صحبت کروں گا سو ہر عورت حاملہ ہوگی اور ایک ایک سوار کو جنے گی جو راہ خدا میں جہاد کرے گا سو اس نے اپنی سب عورتوں سے صحبت کی سو ان میں سے کوئی نہ جنی مگر ایک عورت آدہا لڑکا جنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حضرت سلیمان انشاء اللہ کہتا تو ان میں سے ہر عورت حاملہ ہوتی اور ایک ایک سوار جنتی جو راہ خدا میں جہاد کرتا اور غرض اس سے یہ قول ہے اگر سلیمان انشاء اللہ کہتا حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهٗ فَقَالَ لَا بَاْسَ عَلَيْكَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ قَالَ الْاَعْرَابِيُّ طَهُوْرٌ بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذًا ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک گنوار کی بیمار پرسی کو گئے سو فرمایا کہ تجہ پر کچہ حرج نہیں یہ تپ گناہوں سے پاک کرنے والی ہے اگر خدا نے چاہا یعنی بیماری سے مسلمان کے گناہ دور ہوجاتے ہیں کچہ حرج کی بات نہیں کہا گنوار نے کہ یہ گناہوں سے پاک کرنے والی نہیں بلکہ وہ تپ ہے جو جوش مارتی بڑے بوڑہے پر جس کو قبروں میں پہونچاتی ہے حضرت نے

فرمایا کہ اگر یہی تیرا عقیدہ ہے تو اب اسی طرح ہوگا **ف** اس حدیث کی شرح طب مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اسکا ہے پاک کرنے والی ہے اگر خدا نے چاہا **حَدَّثَنَا** ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ حِينَ نَامُوا عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ وَرَدَّهَا حِينَ شَاءَ فَقَضَوْا حَوَائِجَهُمْ وَتَوَضَّؤُا إِلَى أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَضَّتْ فَقَامَ فَصَلَّى **ترجمہ** ابو قتادہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے جبکہ صبح کی نماز سے سو گئے کہ مقرر خدا نے بند کر رکھا تمہاری جانوں کو جب چاہا اور چھوڑ دیا جب چاہا سو انہون نے اپنی حاجتون سے فراغت کی اور وضو کیا (یا امر ہے اصحاب کو) یہانتک کہ سورج نکلا اور سفید ہوا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوٹھکر نماز پڑہی **ف** یہ حدیث نماز مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے اور چھوڑ دیا جب چاہا **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالْأَعْرَجِ **ح** وَحَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعٰلَمِينَ فِي قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسٰى عَلَى الْعٰلَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ الْيَهُودِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی مین لڑائی ہوئی مسلمان نے کہا قسم ہے اسکی جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری جہان سے چن لیا ایک قسم مین جو اس نے کھائی یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم سب جہان سے بہتر ہین اور کہا یہودی نے قسم ہے اس کی جس نے موسی علیہ السلام کو ساری جہان سے چن لیا یعنے موسے علیہ السلام سب سے بہتر ہین تو مسلمان نے یہودی کو اس وقت ہاتھ اوٹھا کر طمانچہ مارا تو یہودی فریاد لیکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس گیا اور آپ کو اپنے اور مسلمان کے واقعہ سے خبر دی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو موسے سے بہتر نہ کہو سو البتہ لوگ صور کی آواز سے قیامت مین بیہوش ہو جاوینگے تو اول مین ہوش مین آؤن گا تو ناگہان مین موسے کو اس طرح پر دیکھونگا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہین سو مین نہین جانتا کہ کیا وہ بھی بیہوش ہونے والون مین تھے سو مجھ سے پہلے ہوش مین آئے یا اُن لوگون مین تھے جن کو خدا نے مستثنی کیا **ف** مستثنے کیا یا اشارہ

ہے طرف اس آیت کی فصعق من فی السموات والارض الا من شاء اللہ حدثنا اسحاق بن ابی عیسی قال
اخبرنا یزید بن ھارون قال اخبرنا شعبۃ عن قتادۃ عن انس بن مالک قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ یاتیھا الدجال فیجد الملئکۃ یحرسونھا فلا یقربھا الدجال
ولا الطاعون ان شاء اللہ ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال مدینے
مین آوے گا تو فرشتون کو پاوے گا کہ اسکی چوکیداری کرتے ہین سو اس کے نزدیک آوے گا اور انشاء اللہ
وہان وبا بھی نہ آوے گی ف اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ انشاء اللہ وہان وبا بھی نہ آوے گی
حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال حدثنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمن
ان ابا ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ فارید ان شاء اللہ ان
اختبی دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کی ایک خاص دعا ہے اور مین ارادہ کرتا ہون کہ اگر خدانے چاہا تو مین اپنی
دعا چھپا رکھون گا اپنی امت کی شفاعت کیواسطے قیامت کے دن حدثنا یسرۃ بن صفوان بن جمیل
اللخمی قال حدثنا ابراھیم بن سعد عن الزھری عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ قال
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم رایتنی علی قلیب فنزعت ما شاء اللہ ان
انزع ثم اخذھا ابن ابی قحافۃ فنزع ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ
ثم اخذھا عمر فاستحالت غربا فلم ار عبقریا من الناس یفری فریہ حتی ضرب الناس
حولہ بعطن ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت
مین کہ مین سوتا تھا کہ مینے اپنے تئین ایک کوئین پر دیکھا سو مین نے اس سے پانی کھینچا جتنا خدانے چاہا پھر
اسکو ابن ابی قحافہ یعنے صدیق اکبر نے لیا سو اس نے ایک یا دو ڈول نکالے اور اسکے کھینچنے مین کچھ سستی
تھی اور خدا اسکو بخشدیگا پھر ڈول کو عمر نے لیا پھر وہ ڈول چرس ہو گیا سو مینے آدمیون سے ایسا بڑا زوراور
کسی کو نہین دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہانتک اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگون نے اپنے اونٹون
کو پانی سے آسودہ کرکے ان کی نشست گاہ پر بٹھلایا ف اس حدیث کی شرح مناقب عمر مین گذر چکی ہے
اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ مینے پانی کھینچا جتنا خدانے چاہا حدثنا محمد بن العلاء قال
حدثنا ابو اسامۃ عن برید عن ابی بردۃ عن ابی موسی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا
اتاہ السائل وربما قال جاءہ السائل او صاحب الحاجۃ قال اشفعوا فلتوجروا ویقضی اللہ
علی لسان رسولہ ما شاء ترجمہ ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا

کہ جب کوئی سائل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آتا اور اکثر اوقات راوی نے یون کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس
کوئی سائل یا حاجت مند آتا تو فرماتے سفارش کرو اجر پاؤ گے اور حکم کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہتا ہے
ف اس حدیث کی شرح ادب مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حکم کرتا ہے اللہ تعالی پیغمبر
کی زبان پر ساتھ وحی کے یا الہام کے جو مقدر کیا اپنے علم مین کہ وہ وقوع ہوگا (فتح) **حدثنا** يحيى قال
حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن همام سمع ابا هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يقل
احدكم اللهم اغفر لي ان شئت ارحمني ان شئت ارزقني ان شئت وليعزم مسئلته انه
يفعل ما يشاء لا مكره له **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین کوئی نہ کہے کہ الہی مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے الہی مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے اور
پکی نیت کرکے دعا مانگے یعنے دعا مین مطلب حاصل ہونے کا یقین رکھے اس واسطے کہ وہ کرتا ہے جو چاہتا
ہے اور اسپر کوئی جبر کرنے والا نہین **ف** اور غرض اس سے یہ قول اسکا ہے الہی مجھ کو بخش دے اگر تو
چاہے (فتح) **حدثنا** عبد الله بن محمد قال حدثنا ابو حفص عمرو قال حدثنا الاوزاعي
حدثني ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود عن ابن عباس انه تمارى هو
والحر بن قيس بن حصن الفزاري في صاحب موسى اهو خضر فمر بهما ابي بن كعب الانصاري
فدعاه ابن عباس فقال اني تماريت انا وصاحبي هذا في صاحب موسى الذي سأل السبيل
الى لقيه هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر شانه قال نعم اني سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يذكر شانه يقول بينا موسى في ملأ من بني اسرائيل اذ جاءه
رجل فقال هل تعلم احدا اعلم منك قال موسى لا فاوحي الى موسى بلى عبدنا خضر فسأل موسى
السبيل الى لقيه فجعل الله له الحوت اية وقيل له اذا فقدت الحوت فارجع فانك ستلقاه
فكان موسى يتبع اثر الحوت في البحر فقال فتى موسى لموسى ارايت اذ اوينا الى الصخرة فاني
نسيت الحوت وما انسانيه الا الشيطان ان اذكره قال موسى ذلك ما كنا نبغ فارتدا على
اثارهما قصصا فوجدا خضرا فكان من شانهما ما قص الله **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ
اور حر بن قیس موسے علیہ السلام کے ساتھی مین جھگڑے کیا وہ خضر ہے تو ابی بن کعب دونون پر گذرے
تو ابن عباس نے اس کو بلایا اور کہا کہ مین نے اور میرے اس ساتھی نے موسے علیہ السلام کے ساتھی مین
جھگڑا کیا جس کے ملنے کے واسطے موسے نے راہ پوچھی تھی کیا تو نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا
ہے اس کا حال ذکر کرتے ہوں ابی بن کعب نے کہا ہاں مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا اس کا

حال ذکر کرتے تھے فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے
کہ ناگہاں آپکے پاس ایک مرد آیا تو اس نے کہا کہ کیا تو کسی کو جانتا ہے جو تجھ سے زیادہ تر عالم ہو موسیٰ نے
کہا نہیں سو خدا تعالے نے موسی علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ کیون نہیں ہمارا بندہ خضر ہے تو موسیٰ نے
اُس کے ملنے کی واسطے راہ پوچھی سو خدا نے اس کے واسطے مچھلی نشانی ٹھیرائی اور اس سے کہا گیا کہ
جب تو مچھلی کو گم کرے تو پھر آئیو سو مقرر تو اس سے ملے گا سو موسیٰ مچھلی کی قدم کی پیروی کرتے تھے
دریا میں تو موسےٰ کے خادم نے ان سے کہا بھلا یہ تو بتلایے کہ جب ہم پتھر پاس تھے تو مین بھول گیا
آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے تو موسےٰ نے کہا کہ یہی
تو ہم چاہتے تھے پھر اُلٹے قدموں پر پلٹے سو دونوں نے خضر کو پایا سو تھا دونوں کے حال سے جو خدا نے
بیان کیا اپنی کتاب میں **ف** اس حدیث کی شرح علم مین گذر چکی ہے اور مراد اس سے قول اسکا ہے
بیچ اسکے موسے کے قول کی حکایت سے کہ تو مجھ کو اگر خدا نے چاہا تو صبر کرنے والا پاوے گا اور اس مین
اشارہ ہے طرف اسکی کہ اس قول مین غالبا حصول مطلب کی امید ہوتی ہے اور کبھی مطلوب حاصل نہیں
بھی ہوتا جب کہ خدا کی تقدیر مین اسکا وقوع نہیں ہوتا (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُوْ الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ
عَنِ الزُّهْرِیِّ **ح** وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَنْزِلُ غَدًا اِنْ
شَاءَ اللّٰهُ بِخَیْفِ بَنِیْ کِنَانَةَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْکُفْرِ یُرِیْدُ الْمُحَصَّبَ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اتریں گے کل اگر خدا نے چاہا بنی کنانہ کے ٹیلے پر
جہان کفار قریش وغیرہ نے آپس میں قسم کھائی تھی کفر پر یعنے اس مکان میں جس کا نام محصب ہے *
ف اس حدیث کی شرح حج مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ہم کل اُتریں گے اگر خدا نے
چاہا **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَاصَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ الطَّائِفِ فَلَمْ یَفْتَحْهَا فَقَالَ اِنَّا قَافِلُوْنَ
اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ نَقْفُلُ وَلَمْ نَفْتَحْ قَالَ فَاغْدُوْا عَلَی الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَاَصَابَتْهُمْ جِرَاحَاتٌ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَکَاَنَّ ذٰلِکَ اَعْجَبَهُمْ فَتَبَسَّمَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
طائف والون کا محاصرہ کیا اور اسکو فتح نہ کیا سو فرمایا کہ ہم پلٹنے والے ہیں انشاء اللہ تو مسلمانوں نے
کہا کہ ہم پلٹ جائیں گے اور حالانکہ طائف فتح نہیں ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کو لڑائی

پہنچی تو ان کو خرم پہونچی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر ہم کل کو پلٹنے والے ہین اگر خدا نے چاہا تو گویا کہ یہ بات لوگون کو خوش لگی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہنسے **ف** اور اس حدیث کی شرح مغازی مین گذر چکی ہے اور غرض اس کے لانے سے یہان یہ قول ہے کہ ہم کل پلٹنے والے ہین اگر خدا نے چاہا **باب** قَوْلِہٖ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ عِنْدَہٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِہِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ وَلَمْ یَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّکُمْ وَقَالَ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ **ترجمہ** باب ہے اس آیت کے بیان مین اور نہین فائدہ دیتی سفارش نزدیک اُس کے مگر جسکو اجازت دے یہانتک کہ جب دور کی جاتی ہے گھبراہٹ اُن کے دل سے تو پوچھتے ہین تمہارے رب نے کیا کہا کہتے ہین کہ حق کہا اور وہ بہت بڑا بلند ہے اور نہین کہا کہ کیا پیدا کیا تمہارے رب نے یعنی بدلے اس قول کے کہ تمہارے رب نے کیا کہا اور خدا نے فرمایا کہ کون ہے کہ اُس کے پاس سفارش کرے ..... مگر اس کی اجازت سے **ف** کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے اس پر کہ قول اللہ کا قدیم ہے اس کی ذات کے واسطے قائم ہے ساتھ صفتوں اُس کی کے ازل سے موجود ہے ساتھ اس کے اور اس کا کلام نہین مشابہ ہے مخلوق کی کلام کو برخلاف معتزلون کے کہ انہون نے کہا کہ خدا کا کلام نہین اور وہ کلام نہین کرتا اور کہا بعض معتزلے نے کہ مراد اس سے فعل اور تکوین ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ کلام نہین ہوتا ہے مگر اعضا اور زبان سے اور خدا تعالے اس سے پاک ہے سو رد کیا ان پر بخاری نے ساتھ حدیث باب کے اور آیت کے اور اس مین ہے کہ جب اُن سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو اپنے اوپر والون سے کہتے ہین کہ تمہارے رب نے کیا کہا سو اس نے دلالت کی اس پر کہ اونہون نے کچھ کلام سنا جس کے معنے ان کی سمجھ مین نہ آئے بسبب گھبراہٹ کے سو اونہون نے کہا کہ کیا کہا اور نہین کہا فرشتون نے کہ کیا پیدا کیا اور اسی طرح اوپر والے فرشتون نے بھی ان کو جواب دیا ساتھ اس کے کہ خدا نے حق کہا اور حق ایک صفت ہے ذات کی کہ نہین جائز ہے اس پر غیر اسکا اس واسطے کہ نہین اسکی کلام پر باطل سو اگر کوئی چیز مخلوق ہوتی یا فعل ہوتا تو البتہ فرشتے کہتے پیدا کیا ہے خلق کو آدمی کو یا اسکے غیر کو سو جب وصف کیا انہون نے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کلام تو نہین جائز ہے کہ ہو قول ساتھ معنی تکوین کے اور یہ اول جگہ ہے جس مین بخاری نے کلام کی مسئلے مین کلام کیا ہے اور اس مسئلے کا دامن دراز ہے اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ بیہقی نے کہا کہ قرآن کلام اللہ کا ہے اور کلام اللہ ایک صفت ہے اس کی ذات کی صفتون سے اور اسکی ذاتی صفتون سے کوئی چیز مخلوق نہین اور نہ کوئی چیز محدث ہے اور نہ حادث خدا نے کہا سوائے اسکے کچھ نہین کہ قول ہمارا کسی چیز کے واسطے جب کہ ہم اسکا ارادہ کرتے ہین

نوبہ کہ کہتے ہیں اس کو ہوجا سو ہوجاتی ہے سو اگر قرآن مخلوق ہوتا تو مخلوق ہوتا ساتھ کن کے اور محال ہے کہ ہو قول
اللہ کا واسطے کسی چیز کے قول اس واسطے کہ وہ واجب کرتا ہے دوسرے قول اور تیسرے قول کو پس لازم آوے گا
تسلسل اور وہ فاسد ہے اور خدا تعالے نے فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ خدا نے قرآن کو
سکھلایا اور آدمی کو بنایا سو خاص کیا خدا نے قرآن کو ساتھ تعلیم کے اس واسطے کہ وہ اس کا کلام ہے اور
اس کی صفت ہے اور خاص کیا آدمی کو ساتھ پیدا کرنے کے اس واسطے کہ وہ اس کی مخلوق ہے اور اگر
یہ نہ ہوتا تو البتہ یوں کہا جاتا خَلَقَ الْقُرْاٰنَ وَالْاِنْسَانَ یعنے پیدا کیا قرآن کو اور آدمی کو اور خدا نے فرمایا کَلَّمَ
اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا اور نہیں جائز ہے کہ ہو کلام متکلم کا قائم ساتھ غیر اس کے ہے اور خدا نے فرمایا وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ
اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا الآیۃ سو اگر نہ پایا جاتا کلام خدا مگر مخلوق بیچ چیز مخلوق کے تو نہ ہوتے واسطے
اشتراط وجوہ کے جو مذکور ہیں آیت میں کوئی معنے واسطے برابر ہونے تمام خلق کے بیچ سننے کلام کے
غیر اللہ سے سو باطل ہوا قول جہمیہ کا کہ وہ مخلوق ہے غیر اللہ میں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ خدا نے درخت
میں کلام پیدا کیا تھا جب سے موسےٰ نے کلام کیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ جو اللہ کا کلام کسی فرشتے
یا پیغمبر سے سنے وہ افضل ہو موسےٰ سے کلام کے سننے میں اور لازم آتا ہے کہ یہ کلام خدا کا جو موسےٰ نے
درخت سے سنا اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ اس درخت کا کلام ہو اور البتہ خدا نے مشرکوں
پر انکار کیا ان کے اس قول میں اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ اور کہا ابن حزم نے ملل میں کہ اہل اسلام کا
اجماع ہے اس پر کہ خدا نے موسےٰ سے کلام کیا اور اس پر کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اسی طرح توریت انجیل
وغیرہ صحیفے اور کہا معتزلہ نے کہ اللہ کا کلام صفت فعل کی ہے مخلوق ہے اور خدا نے درخت میں کلام
پیدا کیا جس نے موسے سے کلام کیا اور امام احمد نے کہا کہ قائم ہوئے ہیں دلائل قاطعہ اس پر کہ نہیں مشابہ
ہے خدا کو کوئی چیز کسی وجہ سے سو جب کلام ہمارا مخلوق ہے تو واجب ہے کہ خدا کا کلام مخلوق نہ ہو اور بعضوں
نے کہا کہ یہ اصوات اور حروف قرآن کے قدیمی ہیں اس کی ذات کو لازم ہیں اور آگے پیچھے نہیں بلکہ وہ
قائم ہیں ساتھ ذات اس کی کے اس حال میں کہ مقترن ہیں اور آگے پیچھے ہونا سوائے اس کے کچھ
نہیں کہ وہ مخلوق کے حق میں ہے برخلاف خالق کے اور بعضوں نے کہا کہ اصوات اور حروف قرآن
کے پڑھنے والوں سے مسموع ہیں اور ذکر کیا ہے فخر رازی نے مطالب عالیہ میں کہ جو قائل ہے اس کا
کہ خدا تعالے متکلم ہے ساتھ کلام کے کہ قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور مشیت اس کی کے اور
اس کے اختیار کے تو یہ قول صحیح تر ہے باعتبار عقل کے اور نقل کے اور منقول جمہور سلف سے یہ ہے کہ اس
اس میں بحث نہ کی جاوے اور نہ تعمق صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ قرآن کلام اللہ کا ہے اور وہ مخلوق نہیں

اور جو اس کے سوائے ہے اس سے چپ ہے اور یہ جو کہا کہ کون ہے کہ شفاعت کرے نزدیک اس کے مگر
اس کے اذن سے تو مین گمان کرتا ہون کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اسکے اس طرف کہ ضمیر ہم کی خدا کے
قول قلوبہم مین فرشتون کی طرف راجع ہے اور یہ کہ فاعل شفاعت کا بیچ قول خدا کے ولا تنفع الشفاعۃ
وہ فرشتے ہین ساتھ دلیل قول خدا کے بعد وصف فرشتون کے وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى وَهُمْ
مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ إِذَا تَكَلَّمَ اللهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمٰوٰتِ
شَيْئًا فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ عَرَفُوا أَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا
الْحَقَّ اور کہا مسروق نے ابن مسعودؓ سے کہ جب خدا تعالی وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو آسمان والے
کچھ چیز سنتے ہین یعنے اسکے معنے نہین سمجھتے سو جب انکے دل مین سے ڈر دور ہوتا ہے اور آواز
تھم جاتی ہے تو پہچان لیتے ہین کہ وہ حق ہے اور پکارتے ہین کہ تمہارے رب نے کیا کہا کہتے ہین کہ
حق کہا **ف** اور ایک روایت مین ہے کہ جب اللہ تعالے وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو آسمان والے
آواز سنتے ہین جیسے کہ آواز زنجیر کی پتھر پر آتی ہے سو فرشتے بیہوش ہو جاتے ہین سو ہمیشہ بیہوش
رہتے ہین یہانتک کہ جبریل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہین تو ان کے دل سے ڈر دور ہو جاتا ہے
تو کہتے ہین تمہارے رب نے کیا کہا جبریل کہتے ہین کہ حق کہا سو پکارتے ہین کہ حق حق **ف** یعنی
زنجیر کو پتھر پر مارا جاوے تو اس سے سخت آواز نکلتی ہے اسی طرح خدا کی کلام کی آواز ہوتی ہے جب کہ
آسمانون مین کچھ حکم کرتا ہے (فتح) وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَحْشُرُ اللهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ
مَنْ قَرُبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الدَّيَّانُ **ترجمہ** جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مین نے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جمع کرے گا اللہ لوگون کو قیامت کے دن سو پکارے گا ان کو
ایسی آواز سے کہ سنے گا اسکو دور والا جیسے سنے گا اسکو پاس والا کہ مین ہون بادشاہ مین ہون بدلا
دینے والا **ف** حمل کیا ہے اس کو بعضون نے اوپر مجاز حذف کے یعنے علم کرتا ہے اس کو جو پکاری
اور یہ بعید ہے نزدیک اس کے جو خدا کے واسطے آواز کو ثابت کرتا ہے اس واسطے کہ یہ جو کہا کہ دور والا
اسکو سنتا ہے تو اس مین اشارہ ہے طرف اسکی کہ وہ مخلوقات سے نہین اس واسطے کہ مخلوقات مین ایسا
کسی کا کلام نہین جو دور اور نزدیک سے برابر سنا جاوے اور اس واسطے کہ فرشتے جب اس کو سنین گے
تو بیہوش ہو جاوین گے اور بندے آپس مین ایک دوسرے کی کلام سننے سے بیہوش نہین ہوتے بنا بر اس کے
سو اسکی آواز صفت ہے اسکی ذات کی صفتون سے نہین مشابہ ہے آواز اسکی مخلوقات کی آواز کو

اس واسطے کہ اس کی صفتوں میں کوئی چیز مخلوقات کی صفتوں سے مشابہ نہیں اور کہا بیہقی نے کہ کلام وہ چیز ہے کہ ہوسے ساتھ اسکے متکلم اور وہ مستقر ہے اس کے نفس میں جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ میں نے اپنے دل میں ایک کلام تیار کیا سو اس کا نام کلام رکھا کلام کرنے سے پہلے سو اگر متکلم صاحب مخارج ہو تو سنا جاتا ہے کلام اس کا حروف اور اصوات سے اور اگر متکلم صاحب مخارج نہ ہو تو وہ اس کے برخلاف ہے اور خدا تعالی صاحب مخارج نہیں تو اس کا کلام حروف اور اصوات سے نہ ہوگا اور جب سامع اسکو سمجھے گا تو اسکو حروف اور اصوات سے پڑھے گا اور جو اسکی نفی کرتا ہے وہ قیاس کرتا ہے اس کو اوپر آواز مخلوقات کے کہ وہ صاحب مخارج ہیں اور جواب یہ ہے کہ آواز کبھی ہوتی ہے بدون مخارج کے ہمنے مانا لیکن یہ قیاس ممنوع ہے اور خالق کی صفت کا مخلوق کی صفت پر قیاس نہیں ہو سکتا اور جب ثابت ہوئی آواز ان صحیح حدیثوں سے تو واجب ہوا ایمان لانا ساتھ اسکے پھر یا تفویض ہے یا تاویل اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور دیان کے معنے ہیں حساب کرنے والا بدلہ دینے والا جو نہیں ضائع کرتا عمل کسی عمل کرنے والے کا اور کہا کرمانی نے کہ اسکے معنے ہیں کہ نہیں کوئی بادشاہ مگر میں اور نہیں کوئی جزا دینے والا مگر میں اور اس میں اشارہ ہے طرف صفت علم کی اور حیات اور ارادہ اور قدرت وغیرہ صفات کی جنپر اہل سنت کا اتفاق ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الَّذِي قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ قَالَ عَلِيٌّ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهٰذَا قَالَ عَلِيٌّ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ عَلِيٌّ قُلْتُ لِسُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُرِّغَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا آسمان میں کسی امر کا حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے پر مارنے میں جھکنے والے اسکو قول کے واسطے جیسے وہ آواز زنجیر کی ہے پتھر پر کہا علی نے اور اس کے غیر نے کہ پہونچتا ہے یہ قول طرف فرشتوں کی پھر جب دور ہوتا ہے ڈر ان کے دل سے تو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا کہتے ہیں کہ حق کہا اور وہ بہت بڑا بلند ہے کہا علی نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے الخ یعنے ابن عیینہ کبھی سند کو معنعن

بیان کرتا تھا اور کبھی ساتھ تحدیث اور سماع کی تو علی نے اس سے زیادہ تحقیق کی واسطے پوچھا اس نے کہا ہاں میں نے
سفیان سے کہا کہ ایک آدمی نے عمرو سے روایت کی اس نے عکرمہ سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع
کہ اس نے پڑھا ہے فرغ یعنے ساتھ راء مہملہ اور غین معجمہ کے سفیان نے کہا کہ اسی طرح پڑھا ہے عمرو نے سو میں
نہیں جانتا کہ اس نے اس کو عکرمہ سے سنا ہے یا اس کو اپنی طرف سے پڑھا اس واسطے کہ وہ اسکی قرارت ہے
کہا سفیان نے اور یہی ہے قرارت ہماری **ف** فرشتے اپنے پر مارتے ہیں یعنے خدا کے ڈر سے کانپتے ہیں
اور بیہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں **ف** اور ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ آواز ایسی ہوتی ہے جیسے
آواز زنجیر کی پتھر پر سو نہیں اترتا کسی آسمان پر مگر کہ آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہیں پھر جب ان کے
دل سے ڈر دور ہوتا ہے آخر آیت تک پھر کہتا ہے کہ اس سال اس طرح ہوگا تو اس کو سن لیتے ہیں اور
ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ جب جبرئیل وحی کے ساتھ اترتا ہے تو آسمان والے گھبرا جاتے ہیں اس کے
اترنے سے اور سنتے ہیں آواز وحی کی جیسے بہت سخت آواز ہوتی ہے لوہے کی پتھر پر تو کہتے ہیں اے
جبرئیل تجھ کو کیا حکم ہوا الحدیث اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جنوں کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر ان کا ٹھکانا تھا آسمان
کا حکم سننے کے واسطے سو جب وحی اتری تھی تو فرشتے آواز سنتے تھے جیسے لوہے کی آواز کہ پتھر پر ڈالا
جاوے سو جب فرشتے اس کو سنتے تھے تو سجدے میں گر پڑتے تھے پس نہ سر اٹھاتے تھے یہاں تک کہ حکم
اترتا پھر جب حکم اترتا تو کہتے تمہارے رب نے کیا کہا سو اگر اس چیز کا حکم ہوتا جو آسمان میں ہوگی تو کہتے
کہ خدا نے حق کہا اور اگر اس چیز کا حکم ہوتا جو زمین میں ہوگی مینہ برسنے سے یا کسی کے مرنے سے تو اس
میں کلام کرتے اور شیطان سن آتے پھر آ کر کاہنوں کو بتلاتے کہ اس سال ایسا ہوگا اور ایسا ہوگا سو
یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ دنیا میں واقع ہوا ہے برخلاف قول اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ یہ
قیامت کے دن واقع ہوگا اور وہ مخالف ہے حدیث نبوی کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا شفاعت
کا ہے اور انکار کیا ہے اس سے خوارج اور معتزلہ نے اور شفاعت کئی قسم ہے ثابت کیا ہے اس کو اہل
سنت نے ایک قسم خلاص ہونا ہے موقف کے ہول سے اور یہ خاص ہے ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے
اور نہیں منکر ہے اس سے کوئی فرقہ امت میں سے اور ایک قسم شفاعت ان لوگوں میں ہے جو داخل ہونگے
بہشت میں بدون حساب کے اور خاص کیا ہے معتزلہ نے اس کو ساتھ اس شخص کے جس پر کسی بندے کا حق
نہ ہو اور ایک قسم شفاعت درجے بلند کرنے کے واسطے ہے اور نہیں خلاف ہے اس کے واقع ہونے
میں اور ایک قسم شفاعت کرنا ہے واسطے گنہگار مسلمانوں کے جو اپنے گناہوں کے سبب سے دوزخ میں داخل
ہوئے تھے اور انکار کیا ہے اس سے خوارج اور معتزلہ نے اور ثابت ہوئی ہے وہ بہت حدیثوں سے اور

اتفاق کیا ہے اہل سنت نے اسکے قبول کرنے پر (فتح) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَیْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِیٍّ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَهٗ یُرِیْدُ یَجْهَرُ بِهٖ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے کسی چیز کی اجازت نہیں دی جو پیغمبر کو اجازت دی خوش آوازی سے قرآن پڑہنے کی یعنے پکار کے یعنے پیغمبر کا قرآن پڑہنا آواز سے خدا کو بہت پسند ہے ف اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد خوش آوازی سے قرآن کو پڑہے خدا اسکو بہت پسند کرتا ہے حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ یَا اٰدَمُ فَیَقُوْلُ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ فَیُنَادِیْ بِصَوْتٍ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكَ اَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّیَّتِكَ بَعْثًا اِلَی النَّارِ ترجمہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا فرماوے گا اے آدم تو وہ کہے گا الٰہی حاضر ہوں میں خدمت میں اور حاضر ہوں سو پکارے گا آواز سے کہ خدا تجہ کو حکم کرتا ہے کہ تو اپنی اولاد میں سے ایک گروہ دوزخ سے نکال ف اور استدلال کیا ہے بخاری نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کی ساتھ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اسپر کہ خدا کلام کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور یہ کہ آواز بندوں کی مؤلف ہیں حرف حرف سے اس میں نظر ہے اور ترجمہ اور وہ حدیث یہ ہے کہ ام سلمہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قرارت بیان کی سو ناگہاں قرارت آپ کی حرف حرف تہی اور اختلاف کیا ہے اہل کلام نے کہ کلام اللہ کا حرف اور آواز سے ہے یا نہیں سو کہا معتزلہ نے کہ کلام نہیں ہوتا ہے مگر حرف اور آواز سے اور کلام جو منسوب ہے طرف اللہ کی وہ قائم ہے ساتھ درخت کے اور کہا اشاعرہ نے کہ کلام اللہ کا نہیں ہے حرف اور نہ آواز اور ثابت کیا ہے انہوں نے خدا کے واسطے کلام نفسی کو اور حقیقت اس کی ایک معنے ہیں جو قائم ہیں ساتھ نفس کے اگرچہ مختلف ہوئی ہے اس سے عبارت مانند عربی اور عجمی کی اور اختلاف اسکا نہیں دلالت کرتا ہے اوپر مختلف ہونے معبر عنہ کے یعنے جس چیز سے تعبیر کی گئی اور کلام نفسی یہی ہے معبر عنہ اور ثابت کیا ہے حنابلہ نے کہ مقرر خدا کلام کرنے والا ہے ساتھ حرف اور صوت کے ایپر حروف سو واسطے تصریح کے ساتھ اسکے ظاہر قرآن میں اور اسپر آواز سو جس نے منع کیا ہے اس نے کہا کہ آواز وہ ہوا ہے جو منقطع اور مسموع ہے حلق سے اور جواب دیا ہے جس نے اس کو ثابت کیا ہے کہ آواز موصوف ساتھ اسکے وہ آدمیوں کی آواز ہے مانند سننے اور دیکہنے کی اور خدا کی صفات آدمیوں کی صفات کی طرح نہیں سو نہ لازم آوے گا اعتراض مذکور باوجود

اعتقاد تنزیہ کے اور نہ تشبیہ دینے کے اور یہ کہ جائز ہے کہ ہو آواز بدون حلق کے پس نہ لازم آویگی تشبیہ اور امام احمد سے روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے کلام کیا آواز سے اور جاری کی جاوین یہ حدیثین اپنے ظاہر پر جس طرح کہ آئی ہین یعنے ان مین تاویل نہ کی جاوے بلکہ ان کے معنے کو خدا کے سپرد کیا جاوے (فتح) **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى امْرَاَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَلَقَدْ اَمَرَهٗ رَبُّهٗ اَنْ يُّبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِّنَ الْجَنَّةِ **ترجمہ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو کسی عورت پر رشک نہین آیا جو خدیجہؓ پر آیا اور البتہ خدا تعالیٰ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا کہ اس کو بشارت دین ایک گھر کی بہشت مین **ف** اس حدیث کی شرح مناقب مین گذر چکی ہے **بَابُ** كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيْلَ وَنِدَاءِ اللّٰهِ الْمَلٰٓئِكَةَ کلام کرنا خدا کا جبریل سے اور پکارنا خدا کا فرشتون کو **ف** اس باب مین تین حدیثین ذکر کین پہلی حدیث مین پکارنا خدا کا ہے جبریل کو اور دوسری حدیث مین سوال کرنا اللہ کا ہے فرشتون سے برعکس اسکے کہ ترجمہ مین واقع ہوا ہے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز کی جو اسکے بعضے طریقون مین وارد ہوئی ہے کہ خدا جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبریل کو پکارتا ہے کہ مین فلانے آدمی سے محبت رکھتا ہون سو تو بھی اس سے محبت رکھ (فتح) وَقَالَ مَعْمَرٌ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ اَيْ يُلْقٰى عَلَيْكَ وَتَلَقَّاهُ اَنْتَ اَيْ تَاْخُذُهٗ عَنْهُمْ وَمِثْلُهٗ فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ اور کہا معمر نے خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر مین یعنے تجھ پر قرآن ڈالا جاتا ہے اور تلقاہ کے معنے ہین کہ تو اس کو لیتا ہے ان سے اور مثل اس کی ہے یہ قول خدا کا کہ سیکھے آدم نے اپنے رب سے کئی کلمے یعنے ان کو اس سے **حَدَّثَنَا** اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا نَادٰى جِبْرِيْلَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ فَيُحِبُّهٗ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِي السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ وَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ اَهْلِ الْاَرْضِ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو پکارتا ہے جبریل کو اور یہ فرماتا ہے کہ مقرر خدا نے فلانے کو دوست رکھا سو تو بھی اسکو دوست رکھ سو جبریل اس سے محبت رکھتا ہے پھر جبریل آسمان والون مین پکار دیتا ہے یعنے فرشتون مین کہ مقرر خدا نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہین پھر اس محبوب بندے کی قبولیت زمین مین اتاری جاتی ہے یعنے زمین کے لوگ بھی اس سے محبت رکھتے ہین **ف** ماضی کے صیغے مین اشارہ ہے طرف اسکی کہ محبت سابق ہے مدا پر کہا شیخ ابو محمد

بن ابی جمرہؒ نے کہ کثرت احسان سے محبت کے ساتھ تعبیر کی تو اس مین تانیس ہے واسطے بندون کے اور داخل کرنا خوشی کا ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ جب بندہ سنے گا کہ خدا اس سے محبت رکھتا ہے تو اس کو بڑی خوشی حاصل ہوگی اور سوا اس کے کچھ نہین کہ یہہ اس کے واسطے حاصل ہوتا ہے جسکی طبع مین فتوت اور مروت ہو اور جس کی طبع مین رعونت ہو اور اسپر شہوت غالب ہو تو نہین رد کرتی ہے اس کو مگر زجر اور ضرب اور اس مین جبریل کو مقدم کیا تو یہ واسطے ظاہر کرنے بلند مرتبے اسکے کیے ہے نزدیک اللہ کے اور فرشتون پر اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے رغبت دلانا اور ادا کرنے تمام اعمال نیکی کے جو ان مین فرض ہین اور جو سنتین اور نیز اس سے لیا جاتا ہے بہت ڈرانا گناہون سے اور بدعتون سے اس واسطے کہ ان مین گمان ہے خدا کے غضب کا اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق **حدثنا** قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلٰٓئِکَۃٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَائِکَۃٌ بِالنَّهَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ وَصَلٰوۃِ الْفَجْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْکُمْ فَیَسْاَلُهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ وَ اَتَیْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین آگے پیچھے آیا جایا کرتے ہین فرشتے رات اور دن مین اور جمع ہوتے ہین عصر کی نماز اور فجر کی نماز مین پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہین وے فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے سو خدا تعالے ان سے پوچھتا ہے حالانکہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کس حال مین تم نے میرے بندون کو چھوڑا تو فرشتے کہتے ہین کہ ہم ان کو چھوڑ آئے نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ان کو نماز پڑھتے تھے **ف** اس حدیث کی شرح نماز مین گذر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ خدا ان سے پوچھتا ہے حالانکہ تمہارا حال ان سے یعنے فرشتون سے زیادہ تر جانتا ہے **حدثنی** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَبَشَّرَنِیْ اَنَّهٗ مَنْ مَاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ وَاِنْ سَرَقَ وَزَنٰی قَالَ وَاِنْ سَرَقَ وَزَنٰی **ترجمہ** ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو بشارت دی کہ جو مرے گا تیری امت سے اس حالت پر کہ شریک نہ ٹھیراتا ہو اللہ تعالے کا کسی چیز کو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا ابوذرؓ نے کہا مین نے کہا کہ اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے تو بھی بہشت مین داخل ہوگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے **ف** مراد یہ ہے کہ خدا نے جبریل کو فرمایا کہ تو محمدؐ کو بشارت دے کہ جو اس کی امت سے مریگا اس حالت مین کہ نہ شریک کرتا ہو اللہ کا کسی چیز کو تو وہ بہشت

مین داخل ہوگا تو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی ساتھ اسکے اور ساتھ اس
کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے (فتح) **باب** اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ
اوتارا اس کو یعنے قرآن مجید کو اپنے علم سے اور فرشتے گواہی دیتے ہین **ف** کہا طبری نے اس کی
تفسیر مین کہ اتارا اس کو طرف تیری اپنے علم سے کہ تو بہتر ہے اس کی خلقت سے کہا ابن بطال نے
کہ مراد ساتھ اتارنے کے یہ ہے کہ بندون کو فرضون کے معانی سمجھائے جو قرآن مین ہین اور نہین
اتارنا اسکا مثل اُتارنے جسمون کی جو مخلوق ہین اس واسطے کہ قرآن نہ مخلوق ہے نہ جسم اور کلام ثانی
پر اتفاق ہے اہل سنت کا سلف اور خلف سے اور پہلے اور پر طریقے اہل تاویل کے ہے اور منقول
سلف سے اتفاق ہے ان کا اس پر کہ کلام اللہ کا مخلوق نہین جبریل نے اس کو اللہ سے لیا اور اسکو
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پہونچایا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اپنی امت کیطرف پہونچایا (فتح)
قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ السَّابِعَةِ اور کہا مجاہد نے
اس آیت کی تفسیر مین تنزل الامر بینھن یعنے اترتا ہے امر درمیان ساتوین آسمان سے ساتوین زمین تک
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ
عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ
أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ
رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ
الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصَبْتَ أَجْرًا **ترجمہ**
براءؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فلانے جب تو اپنے بستر پر آوے اور کہے کہ
الٰہی مین نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور منہ کو تیرے سامنے کیا اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اور اپنی
پیٹھ تیری طرف جھکائی تیرے شوق سے اور تیرے خوف سے تجھ سے نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے نہ بچاؤ کا
مکان ہے مگر تیری ہی طرف الٰہی مین تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے پیغمبر پر ایمان
لایا جو تو نے بھیجا سو اگر تو اسی رات مین مرگیا تو اسلام پر مرا اور اگر تو صبح کو زندہ رہا تو تو نے ثواب
پایا **ف** اس حدیث کی شرح دعاؤن مین گذر چکی ہے اور مراد اس سے یہان یہ قول ہے کہ مین تیری
کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ
ابْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ
اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ وَزَلْزِلْهُمْ زَادَ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا

سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہو کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا جنگ خندق کے دن فرمایا الٰہی اے اتارنے والے کتاب کے اور جلد حساب کرنے والے بہگا دے کفار کے گروہون کو اور انکو ڈگادے **ف** اس حدیث کی شرح جہاد مین گذر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہو کہ الٰہی اے اتارنے والے کتاب کے (فتح) اور زیادہ کیا ہے حمیدی نے یعنے تصریح کی ہے حمیدی کی روایت مین ساتھہ سماع سفیان اور اسماعیل اور عبداللہ کے برخلاف روایت قتیبہ کے کہ اس مین تینون کی روایت معنعن ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَیْمٍ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ اُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ اِذَا رَفَعَ صَوْتَهٗ سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَسَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَاءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ حَتّٰی یَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ اَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا اَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتّٰی یَاْخُذُوْا عَنْكَ الْقُرْاٰنَ **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہو اس آیت کی تفسیر مین کہ نہ پکار کر پڑہ اپنی نماز کو اور نہ چپکے پڑہ اور کہا ابن عباسؓ نے اتاری گئی یہ آیت اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکے مین چہپے تہے سو جب اپنی آواز کو بلند کرتے تہے تو مشرکین سنتے تہے پس برا کہتے تہے قرآن کو اور جس نے اسکو اتارا اور جو لیکر آیا خدا نے فرمایا کہ اپنی نماز کو پکار کر نہ پڑہ تا کہ مشرکین نہ سنین اور نہ چپکے پڑہ اپنے اصحاب سے سو تو ان کو نہ سنادے اور ڈہونڈہ درمیان اس کے راہ پکار کر پڑہ اور ان کو سنا تا کہ وہ تجہ سے قرآن سیکہین **ف** اس حدیث کی شرح تفسیر مین گذر چکی ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ اتاری گئی یہ آیت

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ باب ہو خدا نے اس قول کے بیان مین ارادہ کرتے ہین کہ بدل ڈالین اللہ کی کلام کو **ف** اور غرض اس باب سے یہ ہے کہ کلام اللہ کا نہین خاص ہے ساتھہ قرآن کے اس واسطے کہ وہ نہین ہے ایک قسم اور کلام اللہ کا اگرچہ غیر مخلوق ہے یعنے پیدا نہین کیا گیا اور وہ صفت قائم ہے ساتھہ اسکے سو وہ اسکو ڈالتا ہے جس بندے پر چاہتا ہے موافق ان کی حاجت کے احکام شرعیہ مین اور جو سوائے ان کے ہین انکی بہتریون سے اور حدیثین باب کی مانند مصرح کی ہین ساتھہ اس مراد کے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد اسکی اس باب سے یہ ہے کہ کلام اللہ کا صفت ہے قائم ہے ساتھ اسکے اور وہ ازل سے ہے کلام کرنے والا ابد ہمیشہ (فتح) لَقَوْلٌ فَصْلٌ حَقٌّ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ بِاللَّعِبِ یعنے آیت لقول فصل وما ہو بالہزل مین فصل کے معنے ہین حق اور ہزل کے معنے ہین کہیل **ف** اللہ اور حق سے شئے ثابت ہو جو نہ دور ہو اور سا تھ

اسکے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت اس آیت کی اس آیت سے جو ترجمہ میں ہے حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا کہ آدمی مجھ کو ایذا دیتا ہے زمانے کو برا کہتا ہے اور میں زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں ہے امر پلٹتا ہوں رات اور دن کو **ف** مجھ کو ایذا دیتا ہے یعنے منسوب کرتا ہے طرف میری جو میرے لائق نہیں اور غرض اس سے اس جگہہ ثابت کرنا اسناد قول کا ہے طرف اللہ تعالےٰ کے حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللهُ الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ روزہ میرے ہی واسطے ہے اور میں اسکا بدلہ دونگا چھوڑتا ہے آدمی اپنی شہوت کو اور اپنے کھانے پینے کو میرے سبب سے اور روزہ ڈھال ہے اور روزے دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ کھولنے کی وقت اور ایک خوشی خدا سے ملنے کے وقت یعنے قیامت میں اور روزے دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک زیادہ خوشبودار ہے مشک کی خوشبو سے **ف** اس حدیث میں ہے کہ روزہ میرے واسطے اور میں ہی اسکا بدلہ دونگا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ فَنَادَى رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى قَالَ بَلَى يَا رَبِّ وَلَكِنْ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایوب علیہ السلام ننگے نہاتے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ گر پڑا تو حضرت ایوب علیہ السلام لپ بھر بھر کے اپنے کپڑے میں لینے لگے تو ان کے رب نے انہیں پکارا کہ اے ایوب کیا میں نے تجھ کو مالدار اور اس سونے سے جو تو دیکھتا ہے بے پروا نہیں کر دیا حضرت ایوب نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب لیکن تیری برکت کی چیز سے مجھ کو بے پروائی نہیں **ف** اس حدیث کی شرح طہارت میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ خدا نے ایوب کو پکارا الخ

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَتَنَزَّلُ رَبُّنَا کُلَّ لَیْلَۃٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ فَیَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبُ لَہٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَہٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرُلَہٗ

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اترتا ہے ہمارا رب ہر رات کو پہلے آسمان تک جب کہ پچھلی تہائی رات کی باقی رہتی ہے سو فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے کہ مجھ سے سوال کرے تاکہ میں اس کو دوں کون ہے کہ مجھ سے گناہ بخشواوے میں اسکے گناہ بخشوں **ف** اور غرض اس سے اس جگہہ یہ قول ہے کون مجھ سے دعا مانگتا ہے الخ اور یہ ظاہر ہے مراد میں برابر ہے کہ پکارنے والا فرشتہ ہو خدا کے حکم سے یا نہ اس واسطے کہ مراد ثابت کرنا نسبت قول کا ہے طرف اسکی اور وہ حاصل ہے ہر حالت میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خدا فرشتے کو حکم کرتا ہے وہ پکارتا ہے اور تاویل کی ابن حزم نے ساتھ اس کے کہ مراد نزول سے فعل ہے کہ کرتا ہے اسکو اللہ دنیا کے آسمان میں مانند فتح کی واسطے قبول کے اور یہ کہ البتہ اس گھڑی میں گمان ہے دعا کے قبول ہونے کا اور دلیل ہے اس پر کہ وہ صفت ہے فعل کی تعلیق اسکی ہے ساتھ وقت محدود کے اور جو ہمیشہ ہو وہ کسی زمانے کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا پس صحیح ہوا کہ وہ فعل حادث ہے اور اشارہ کیا ہے ابو اسمعیل ہروی نے طرف ان حدیثوں کی کہ صفات میں وارد ہوئی ہیں کہ وہ سب تقریب کے قبیلے سے ہیں نہ تمثیل اور تشبیہ کے قبیلے سے اور عرب کی بولی میں گنجایش ہے کہتے ہیں کہ یہ امر بیچ مانند آفتاب کے اور یہ سخاوت کرنے والا ہے مانند ہوا کے اور حق ہے مانند دن کی اور نہیں مراد ہوتی ہے ان کی تحقیق کرنا تشبیہ کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ان کی تحقیق کرنا اثبات اور تقریب کا ہے لوگوں کی سمجھ پر یعنے مراد اس سے لوگوں کے فہم کی طرف قریب کرنا ہوتا ہے تاکہ سمجھ جاویں سو البتہ معلوم ہے کہ جس نے سمجھا کہ پانی بعید تر ہے سب چیزوں سے اس نے تشبیہ دی ہے اسکو ساتھ پتھر کے اور البتہ فرماتا ہے اللہ فِیْ مَوْجٍ کَالْجِبَالِ سو مراد اس سے عظیم ہونا اور بلند ہونا ہے نہ تشبیہ حقیقت میں اور عرب تشبیہ دیتے ہیں صورت کو ساتھ آفتاب کے اور چاند کے اور جھوٹی دہمکیوں کو ساتھ ہوا کے اور ان میں سے کسی چیز کو جھوٹ نہیں کہا جاتا اور نہیں واجب کرتی ہیں وہ حقیقت کو اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق (فتح)

حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ اَنَّ الْاَعْرَجَ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَبِھٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ اللّٰہُ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْکَ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں قیامت میں آگے ہوں گے یعنے بہشت میں سب سے پہلے

داخل ہون گے اور ساتھہ اسی سند کے ہے کہ خدا نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے مال کو خدا کی راہ مین خرچ کیا کر تو مین بہی تجہ کو دیا کرون گا **ف** اور غرض اس حدیث سے نسبت کرنا اس قول کا ہے طرف اللہ سبحانہ کی اور وہ قول اسکا ہے کہ اے آدم کے بیٹے خرچ کیا کر تو مین بہی تجہ کو دیا کرون گا اور یہ حدیث قدسی ہے

حدثنا زهير بن حرب قال حدثنا ابن فضيل عن عمارة عن ابي زرعة عن ابي هريرة فقال هذه خديجة اتتك باناء فيه طعام او اناء او شراب فاقرئها من ربها السلام وبشرها ببيت من قصب لا صخب فيه ولا نصب **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سو کہا کہ یہ خدیجہ آپکے پاس آئی ہین کہانے کا برتن لیکر یا فرمایا برتن یا شربت لیکر سو ان کو ان کے رب کی طرف سے سلام کرو اور ان کو بشارت دو ایک موتی کے گہر کی بہشت مین جس مین نہ شور ہے نہ رنج **ف** اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اس کو اسکے رب کی طرف سے سلام کہو اس واسطے کہ وہ ساتھہ سنے سلام کرنے کے ہے اوپر اس کے **حدثنا** معاذ بن اسد قال اخبرنا معمر عن همام عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قال الله اعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رات ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا کہ مینے تیار کر رکہا ہے اپنے نیک بندون کے واسطے جو کسی آنکہہ نے دیکہا اور نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل مین خیال گذرا **ف** یعنے بہشت مین نیکون کے واسطے ایسی عمدہ نعمتین ہین کہ انکی مانند دنیا مین کوئی چیز نہین جس کی مثال دی جاوے اور یہ حدیث قدسی ہے اور اضافت عبادی مین تشریف کے واسطے ہے **حدثني** محمود قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرني ابن جريج قال اخبرني سليمان الاحول ان طاؤسا اخبره انه سمع ابن عباس يقول كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا تهجد من الليل قال اللهم لك الحمد انت نور السموات والارض ولك الحمد انت قيم السموات والارض ولك الحمد انت رب السموات والارض ومن فيهن انت الحق ووعدك الحق وقولك الحق ولقاءك حق والجنة حق والنار حق والنبيون حق والساعة حق اللهم لك اسلمت وبك امنت وعليك توكلت واليك انبت وبك خاصمت واليك حاكمت فاغفر لي ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت انت الهي لا اله الا انت **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تہا کہ جب رات کو تہجد کی نماز کے واسطے اٹہتے تو یہ دعا پڑہتے الٰہی تجہ ہی کو حمد ہے تو ہی آسمانون اور زمین کی روشنی ہے اور تجہ ہی کو شکر ہے تو ہی آسمانون اور زمین کا تہامنے والا ہے اور تجہ ہی کو شکر ہے تو

قال الحسن ... علیہ

ہے رب آسمانون اور زمین اور ان کے درمیان والون کا تو سچ مچ ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا ملنا حق ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور پیغمبر حق ہین اور قیامت حق ہے الٰہی مین تیرا تابعدار ہوا اور مین تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر مینے بھروسا کیا اور تیری طرف مینے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہون اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہون سو بخشدے مجھکو جو کہ مینے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو مینے چھپایا اور جو ظاہر کیا تو میرا خدا ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہین **ف** یہ حدیث عنقریب گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ تیرا قول حق ہے اور مراد ساتھ حق کے لازم اور ثابت ہے (فتح)

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِيْ بَرَاءَتِيْ وَحْيًا يُّتْلٰى وَلَشَاْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِاَمْرٍ يُّتْلٰى وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ بِهَا وَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ **ترجمہ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب کہ ان کے حق مین تہمت کرنے والون نے کہا جو کہا سو خدا نے ان کو پاک کیا ان کی تہمت سے اور ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ایک ٹکڑا عائشہ کی حدیث سے کہا عائشہؓ نے اور لیکن قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ خدا تعالے میری پاک دامنی قرآن مین اتارے گا جو پڑھا جاوے اور البتہ میری قدر اپنے دل مین حقیر تر تھی اس سے کہ کلام کرے اللہ تعالے میرے حق مین قرآن مین ولیکن مجھ کو یہ امید تھی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خواب دیکھین گے جس سے خدا میری پاکی بیان کرے گا اور خدا نے یہ آیتین اتارین کہ جو لوگ طوفان لائے دس آیتین **ف** اس حدیث کی شرح سورہ نور مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت عائشہ صدیقہ کا ہے قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ خدا میری پاکی مین قرآن اتارے گا اور مناسبت اسکی ترجمہ سے ظاہر ہے عائشہ کے اس قول سے کہ خدا کلام کرے (فتح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ اِذَا اَرَادَ عَبْدِيْ اَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا وَاِنْ تَرَكَهَا مِنْ اَجْلِيْ

فاكتبوها له حسنة واذا اراد ان يعمل حسنة فلم يعملها فاكتبوها له حسنة فان عملها فاكتبوها له بعشر امثالها الى سبعمائة **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ بدی کا قصد کرے تو اس کو اس پر مت لکھو یہانتک کہ اسکو کرے سو اگر اس نے اس بدکام کو کیا تو ایک بدی لکھو سو اگر اس نے اس کو میرے واسطے چھوڑا تو اس کے واسطے ایک نیکی لکھو اور جب وہ نیکی کا قصد کرے اور اسپر عمل نہ کرے تو ایک نیکی لکھو اور اگر اس نے نیک کام کیا تو اس کو اس کے واسطے دس نیکیاں لکھو سات سو تک **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گذر چکی ہے اور یہی حدیث قدسی سے ہے اور مناسبت اسکی ترجمہ سے اس قول میں ہے کہ خدا فرماتا ہے اور یہ جو کہا سو اس پر بدی کو نہ لکھو یہانتک کہ اس کو کرے تو اس حدیث کی مفہوم سے استدلال کیا گیا ہے کہ گناہ کے فعل پر قصد کرنے سے بدی نہیں لکھی جاتی یہانتک کہ بدکام وقوع میں آوے اگرچہ شروع سے ہو (فتح) **حدثنا** اسمعيل بن عبد الله قال حدثني سليمان بن بلال عن معاوية بن ابي مزرد عن سعيد بن يسار عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خلق الله الخلق فلما فرغ منه قامت الرحم فقال مه قالت هذا مقام العائذ بك من القطيعة فقال الا ترضين ان اصل من وصلك و اقطع من قطعك قالت بلى يا رب قال فذلك لك ثم قال ابو هريرة فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے خلق کو پیدا کیا پھر جب خلق کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو آدمیوں کی قرابت یعنی رشتہ داری کھڑی ہوئی خدا نے فرمایا کیا ہے اس نے کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے پناہ چاہے خدا نے فرمایا کہ کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھ سے توڑے اس نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب خدا نے فرمایا سو یہ تیرے واسطے ہے پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا تعالے منافقوں کے حق میں فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین میں فساد کرو اور برادری سے توڑو **ف** کہا نووی نے کہ رحم جو جوڑا اور توڑا جاتا ہے وہ ایک معنی ہیں معانی سے نہیں حاصل ہوتا ہے اس سے کلام کرنا اور مراد بیان کرنا اس کی شان کی تعظیم کا ہے اور فضیلت اس کی جو اس کو جوڑے اور گناہ اسکا جو اس کو توڑے سو عرب کی عادت کے موافق اس میں استعارہ استعمال کیا گیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ جائز ہے حمل کرنا اس کا ظاہر پر اور مجسم ہونا معانی کا قدرت میں محال نہیں اور غرض اس سے خدا کا قول ہے کہ کیا تو راضی نہیں الخ (فتح) **حدثنا** مسدد قال حدثنا سفيان عن صالح عن عبيد الله عن زيد بن خالد قال مطر النبي صلى الله عليه

وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَ اللّٰہُ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِی کَافِرٌ بِی وَمُؤْمِنٌ بِی **ترجمہ** زید بن خالد سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مینہ برسائے گئے سو فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے بعضا مجھ سے کافر ہوا اور بعضا میرے ساتھ ایمان لایا **ف** مینہ برسائے گئے یعنے واقع ہوا مینہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے یا منسوب ہوا طرف آپ کی اس واسطے کہ جو آپ کے سوا ہے وہ آپ کے تابع ہیں **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اِذَا اَحَبَّ عَبْدِیْ لِقَآئِیْ اَحْبَبْتُ لِقَآئَهٗ وَاِذَا كَرِهَ لِقَآئِیْ كَرِهْتُ لِقَآئَهٗ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا کہ جب میرا بندہ میرا ملنا چاہے تو میں بھی اسکا ملنا چاہتا ہوں اور جب وہ میرا ملنا برا جانے تو میں بھی اسکا ملنا برا جانتا ہوں **ف** کہا ابن عبدالبر نے بعد اس کے کہ وارد کیا حدیثوں کو جو وارد ہیں بیچ خاص کرنے اس کے کے ساتھ وقت وفات نبوی کے کہ یہ آثار دلالت کرتے ہیں کہ یہ حال وقت حاضر ہونے موت کے ہے اور دیکھنے اس چیز کے جو وہاں ہے اور اس وقت توبہ نہیں ہوتی اگر اس سے پہلے توبہ نہ کی ہو (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں **ف** اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ یَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ اِذَا مَاتَ فَاَحْرِقُوْهُ وَاذْرُوْا نِصْفَهٗ فِی الْبَرِّ وَنِصْفَهٗ فِی الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ لَیُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا لَا یُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِیْنَ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِیْهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْیَتِكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهٗ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہا ایک مرد نے جس نے کبھی کوئی کام نیک نہ کیا تھا یعنے اپنے گھر والوں سے کہ جب وہ شخص مر جاوے تو اسکو جلا ڈالیو پھر اسکی آدھی راکھ خشکی میں بکھیریو اور آدھی دریا میں سو قسم خدا کی اگر خدا نے اسکو تنگ گیا اور عذاب مقدر کیا تو البتہ اس کو ایسا عذاب کرے گا کہ تمام عالم میں کسی پر ویسا عذاب نہ کرے گا سو خدا نے دریا سے حکم کیا سو جتنی خاک اس میں تھی اس نے جمع کر دی اور خدا نے خشکی کو حکم کیا اس نے بھی جو اس میں تھی جمع کر دی پھر خدا نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا تھا اس نے کہا اے رب تیرے خوف سے اور تو زیادہ تر جانتا ہے سو خدا

نے اس کو بخشدیا حدثنا احمد بن اسحاق قال حدثنا عمرو بن عاصم قال حدثنا همام حدثنا
اسحاق بن عبد الله قال سمعت عبد الرحمن بن ابی عمرة قال سمعت اباهریرة قال سمعت النبی
صلی الله علیه وسلم ان عبدا اصاب ذنبا وربما قال اذنب ذنبا فقال رب اذنبت وربما
قال اصبت فاغفره فقال ربه اعلم عبدی ان له ربا یغفر الذنب ویاخذ به غفرت لعبدی
ثم مکث ما شاء الله ثم اصاب ذنبا او اذنب ذنبا قال رب اذنبت او اصبت اخر
فاغفره فقال اعلم عبدی ان له ربا یغفر الذنب ویاخذ به غفرت لعبدی ثم مکث
ما شاء الله ثم اذنب ذنبا وربما قال اصاب ذنبا قال رب اصبت او قال اذنبت اخر
فاغفره لی فقال اعلم عبدی ان له ربا یغفر الذنب ویاخذ به غفرت لعبدی ثلثا **ترجمہ**
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے نے کوئی گناہ کیا تو اس نے
کہا اے میرے رب مینے گناہ کیا سو اسکو بخش دے تو اس کے رب نے کہا کہ کیا میرے بندے نے جانا
کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور گناہ پر پکڑتا ہے مینے اپنے بندے کو بخشدیا پھر ٹھیرا جتنا
کہ اللہ نے چاہا پھر اس نے گناہ کیا اور اس نے کہا اے میرے رب مین نے گناہ کیا اسکو بخش دے
تو خدا نے فرمایا کہ کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا
ہے یعنے عذاب کرتا ہے مین نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر ٹھیرا جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر اس نے گناہ کیا پھر
کہا کہ اے میرے رب مین نے اور گناہ کیا تو مجھ کو بخش دے تو خدا نے فرمایا کیا میرے بندے نے جانا
کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور اسپر عذاب کرتا ہے مینے اپنے بندے کو بخش دیا تین
بار **ف** کہا ابن بطال نے کہ پھر پھر گناہ کرنے والا خدا کی مشیت مین ہے اگر خدا چاہے گا تو اس کو
عذاب کرے گا اور چاہے گا تو اس کو بخشدے گا غالب کر کے اسکی نیکی کو جو اس نے کی اور وہ اعتقاد کرنا
اسکا ہے کہ اسکا ایسا رب ہے جو عذاب کرتا ہے اور بخشتا ہے دلالت کرتا ہے اس پر یہ قول خدا کا
من جاء بالحسنة فله عشر امثالها اور نہین ہے کوئی نیکی بہت بڑی توحید سے اور اگر کہا جاوے
کہ استغفار کرنا اپنے رب سے توبہ ہے ہم کہتے ہین کہ نہین استغفار اکثر طلب کرنے مغفرت کے سے
اور کبھی طلب کرتا ہے اسکو اصرار کرنے والا اور تائب اور نہین ہے حدیث مین کہ وہ تائب ہے اس
چیز سے جس کی مغفرت کا سوال کیا اس واسطے کہ حد توبہ کی رجوع کرنا ہے گناہ سے اور نیت کرنا کہ اس
کو پھر نہ کرون گا اور اس سے الگ ہو جانا اور مجرد استغفار سے یہ نہین سمجھا جاتا اور بعضون نے کہا کہ توبہ
کی تین شرطین ہین حال مین الگ ہو جانا گناہ سے اور نادم ہونا اور پچھتانا اور نیت کرنا کہ پھر نہ کرونگا

اور بعضون نے کہا کہ کفایت کرتا ہے توبہ مین پچہتانا کہ وہ باقی دونون شرطون کو بہی مستلزم ہے پہر حدیث مین آیا ہے کہ نادم ہونا توبہ ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور کہا قرطبی نے کہ دلالت کرتی ہے یہ حدیث اوپر عظیم ہونے فائدہ استغفار کے اور اوپر عظیم ہونے فضل اللہ کے اور فراخ ہونے اسکی رحمت کے اور اس کے علم اور کرم کے لیکن مراد اس سے وہ استغفار ہے جسکے معنے دل مین ثابت ہون مقارن واسطے زبان کے تاکہ کہل جاوے ساتہ اس کے گرہ اصرار کی اور حاصل ہو ساتہ اسکے نادم ہونا پس یہ ترجمہ ہے واسطے توبہ کے اور جو زبان سے استغفار کرے اور اس کا دل گناہ پر مصر ہو تو اسکا استغفار استغفار کا محتاج ہے اور کہا قرطبی نے کہ گناہ کی طرف عود کرنا اگرچہ زیادہ تر قبیح ہے ابتدا کرنے سے لیکن توبہ بہتر ہے ابتدا توبہ کرنے سے اس واسطے کہ جڑی گئی ہے ساتہ اسکے ملازمت طلب کی کریم سے اور الحاح کرنا اس کے سوال مین اور اقرار کرنا کہ اس کے سوای کوئی گناہ کو نہین بخشتا کہا نووی نے کہ اس حدیث مین ہے کہ اگر کوئی ہزار بار بلکہ اس سے بہی زیادہ گناہ کرے اور ہر بار توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہوجاتی ہے اور اگر سب گناہون سے ایک بار توبہ کرے تو بہی اس کی توبہ صحیح ہوجاتی ہے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ تو کر جو تیرا جی چاہے تو اسکے معنے یہ ہین کہ جب تک کہ تو گناہ کرے گا اور توبہ کرے گا مین تجہ کو بخشون گا اور اکثر لوگون کے نزدیک استغفار اور توبہ کے ایک معنے ہین (فتح) **حدثنا** عبد اللہ بن ابی الاسود قال حدثنی معتمر قال سمعت ابی حدثنا قتادة عن عقبة بن عبد الغافر عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ذکر رجلا فیمن سلف او فیمن کان قبلکم قال کلمة یعنی اعطاہ اللہ مالا وولدا فلما حضرہ الموت قال لبنیہ ای اب کنت لکم قالوا خیر اب قال فانہ لم یبتئر او لم یبتئز عند اللہ خیرا وان یقدر اللہ یعذبہ فانظروا اذا مت فاحرقونی حتی اذا صرت فحما فاسحقونی او قال فاسہکونی فاذا کان یوم ریح عاصف فاذرونی فیہا قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ مواثیقہم علی ذلک وربی ففعلوا ثم اذروہ فی یوم عاصف فقال اللہ تعالی کن فاذا ہو رجل قائم قال اللہ ای عبدی ما حملک علی ان فعلت ما فعلت قال مخافتک او فرق منک قال فما تلافاہ ان رحمہ وقال مرة اخری فما تلافاہ غیرہا فحدثت بہ ابا عثمان فقال سمعت ہذا من سلمان غیر انہ زاد فیہ اذرونی فی البحر او کما حدث **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کا ذکر کیا جو اگلے یا فرمایا جو تم سے اگلی امتون مین تہا اس نے ایک بات کہی یعنے خدا نے اسکو مال اور اولاد دی سو جب اسکے مرنے کا وقت قریب ہوا تو اپنی اولاد سے کہا کہ مین تمہارے واسطے کیسا باپ تہا انہون نے کہا کہ بہتر باپ کہا سو اس نے خدا کے نزدیک کوئی

نیکی جمع نہین کی اور اگر خدا نے اس کو تنگ کیا تو اسکو عذاب کرے گا سو دیکھو جب مین مر جاؤن تو مجھ کو جلا ڈالیو یہانتک کہ جب مین کولا ہو جاؤن تو مجھ کو گھسا نا پہر جب سخت آندہی کا دن ہو تو میری راکھ کو اس مین اڑا دینا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو اس نے ان سے قول و اقرار لیا اور قسم ہے میرے رب کی سو انہون نے کیا جو اس نے کہا پہر انہون نے اس کو سخت آندہی کے دن اوڑایا تو خدا نے فرمایا کہ ہو جا سو ناگہان وہ مرد کھڑا تہا تو خدا تعالے نے فرمایا کہ اے میرے بندے کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اسپر کہ کیا تو نے جو کیا اس نے کہا کہ تیرا خوف سو چوخدا اسکی تلافی کی وہ رحمت ہے اور دوسری بار فرمایا سو نہ تلافی کی اسکو خدا نے مگر اپنی رحمت سے سو مین نے حدیث بیان کی ساتہ اسکے ابو عثمان کو اور کہا کہ مین نے اسکو سلمان سے سنا لیکن اس نے اس مین اتنا زیادہ کیا کہ مجھ کو دریا مین اوڑا دینا یا جیسے حدیث بیان کی حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِرْ وَقَالَ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِرْ فَسَّرَهُ قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ ترجمہ یعنے کہا قتادہؓ نے کہ لم یبتئر کے معنے ہین نہ ذخیرہ کی **بَاب** كَلَامِ الرَّبِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ کلام کرنا خدا پاک کا پیغمبرون وغیرہم سے قیامت کے دن حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ فَقُلْتُ يَا رَبِّ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ خَرْدَلَةٌ فَيَدْخُلُونَ ثُمَّ أَقُولُ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى شَيْءٍ فَقَالَ أَنَسٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ انسؓ سے روایت ہے کہ سنا مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت قبول ہوگی سو مین کہون گا اے میرے رب داخل کر بہشت مین جسکے دل مین رائی کے برابر ایمان ہو سو وے بہشت مین داخل کیے جاوینگے پہر مین کہون گا داخل کر بہشت مین جسکے دل مین کچہ بہی ایمان ہو کہا انسؓ نے سو جیسے مین دیکھتا ہون حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی انگلیون کیطرف یعنے قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ادنی شئے **ف** یعنے شاید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی انگلیون کو جوڑ کر ان سے اشارہ کرتے تہے **ف** اس حدیث مین کلام کرنا پیغمبرون کا ہے رب سے اور نہین ہے اس مین کلام کرنا رب کا پیغمبرون سے اور شاید بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقون مین یہ لفظ بہی آچکا ہے جیسے کہ ابو نعیم نے مستخرج مین روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجہ سے کہا جاویگا کہ تیرے واسطے ہے جسکے دل مین جو کے برابر ایمان [illegible] اور تیرے واسطے ہے جسکے دل مین کچہ ایمان ہو پس یہ کلام کرنا خدا کا ہے ساتہ حضرت صلی اللہ علیہ [illegible] اور دونون روایتون مین تطبیق یہ ہے کہ پہلے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سوال کرینگے پہر

قال ابن حجر [illegible]

[illegible]

دوسری بار آپ کو یہ حکم ہوگا پس ایک روایت میں سوال کو ذکر کیا اور دوسری روایت میں اجابت کا ذکر کیا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے (فتح) حدثنا سلیمان بن حرب قال حدثنا حماد بن زید قال حدثنا معبد بن هلال العنزی قال اجتمعنا ناس من اهل البصرة فذهبنا الی انس بن مالک وذهبنا معنا بثابت الیه یسأله لنا عن حدیث الشفاعة فاذا هو فی قصره فوافقنا یصلی الضحی فاستأذنا فاذن لنا وهو قاعد علی فراشه فقلنا لثابت لا تسأله عن شیء اول من حدیث الشفاعة فقال یا ابا حمزة هؤلاء اخوانك من اهل البصرة جاؤا یسئلونك عن حدیث الشفاعة فقال حدثنا محمد صلی الله علیه وسلم قال اذا کان یوم القیمة ماج الناس بعضهم فی بعض فیأتون آدم فیقولون اشفع الی ربك فیقول لست لها ولکن علیکم بابراهیم فانه خلیل الرحمن فیأتون ابراهیم فیقول لست لها ولکن علیکم بموسی فانه کلیم الله فیأتون موسی فیقول لست لها ولکن علیکم بعیسی فانه روح الله وکلمته فیأتون عیسی فیقول لست لها ولکن علیکم بمحمد فیأتونی فاقول انا لها فاستأذن علی ربی فیؤذن لی ویلهمنی محامد احمده بها لا تحضرنی الان فاحمده بتلك المحامد واخر له ساجدا فیقال یا محمد ارفع راسك وقل یسمع لك وسل تعطه واشفع تشفع فاقول یا رب امتی امتی فیقال انطلق فاخرج منها من کان فی قلبه مثقال شعیرة من ایمان فانطلق فافعل ثم اعود فاحمده بتلك المحامد ثم اخر له ساجدا فیقال یا محمد ارفع راسك وقل یسمع لك وسل تعط واشفع تشفع فاقول یا رب امتی امتی فیقال انطلق فاخرج منها من کان فی قلبه مثقال ذرة او خردلة من ایمان فانطلق فافعل ثم اعود فاحمده بتلك المحامد ثم اخر له ساجدا فیقال یا محمد ارفع راسك وقل یسمع لك وسل تعط واشفع تشفع فاقول یا رب امتی امتی فیقول انطلق فاخرج منها من کان فی قلبه ادنی ادنی ادنی مثقال حبة من خردلة من ایمان فاخرجه من النار من النار من النار فانطلق فافعل فلما خرجنا من عند انس قلت لبعض اصحابنا لو مررنا بالحسن وهو متوار فی منزل ابی خلیفة فحدثناه بما حدثنا انس بن مالك فاتیناه فسلمنا علیه فاذن لنا فقلنا له یا ابا سعید جئناك من عند اخیك انس بن مالك فلم نر مثل ما حدثنا فی الشفاعة قال هیه فحدثناه بالحدیث فانتهینا الی هذا الموضع فقال هیه فقلنا لم یزد لنا علی هذا فقال لقد حدثنی وهو جمیع منذ عشرین سنة فلا ادری انسی ام کره ان تتکلوا فقلنا یا ابا سعید فحدثنا فضحك وقال خلق الانسان عجولا

مَاذَكَرَهٗ اِلَّا وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِيْ كَمَا حَدَّثَكُمْ ثُمَّ قَالَ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَقُوْلُ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظَمَتِيْ لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ **ترجمہ** معبد بن ہلال سے روایت ہی کہ ہم بصری کے چند آدمی جمع ہوئے سو ہم انس بن مالک کی طرف گئے اور ہم ثابت کو اپنے ساتھ اسکے پاس لے گئے تاکہ ہمارے واسطے ان سی شفاعت کی حدیث پوچھے سو ناگہان ہمنے دیکھا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محل مین تھے سو پایا ہم نے انکو چاشت کی نماز پڑھتے پھر ہم نے اندر جانے کی اجازت مانگی انہون نے ہم کو اجازت دی اور وہ اپنے بستر پر بیٹھے تھے تو ہم نے ثابت سے کہا کہ نہ پوچھیو ان سے کوئی چیز پہلے شفاعت کے حدیث سی یعنے پہلے پہل ان سے شفاعت کی حدیث کا سوال کرنا تو اس نے کہا اے ابا حمزہ (یہ انس کی کنیت ہے) یہ تیری بھائی بصری والون سے آئے ہین تجھ سے شفاعت کی حدیث پوچھنے کو تو انس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو آدمی آپس مین ہلین گے یعنے خلقت کا بڑا ہجوم ہوگا اور حشر کی مصیبت سے غمناک ہون گے سو وی لوگ آدم کے پاس آوین گے تو کہین گے کہ ہماری سفارش کیجیے اپنے رب پاس تو آدم علیہ السلام کہین گے کہ مین اس مقام کے لائق نہین ولیکن تم جاؤ ابراہیم پاس جو خدا کا دوست ہے سو وی لوگ ابراہیم پاس آوین گے تو وہ کہین گے کہ مین اس مقام کے لائق نہین ولیکن تم جاؤ موسیٰ پاس اس واسطے کہ اس نے خدا سے بلا واسطہ کلام کیا سو وی لوگ موسیٰ پاس آوین گے سو وہ کہین گے کہ مین اس مقام کے لائق نہین ولیکن تم جاؤ عیسیٰ پاس کہ وہ خدا کی روح اور اسکا کلام ہے سو وے لوگ عیسیٰ علیہ السلام پاس آوین گے تو وہ کہین گے کہ مین اس مقام کے لائق نہین ولیکن تم جاؤ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پاس سو وی لوگ میرے پاس آوین گے تو مین کہونگا کہ ہان مین اس مقام کے لائق ہون سو مین اپنے رب سے اجازت مانگون گا تو مجھ کو اجازت ملے گی اور میرا رب مجھ کو وہ تعریفین الہام کرے گا جن سے مین اسکی تعریف کرون گا وہ تعریفین اب مجھ کو یاد نہین سو مین تعریف کرون گا اپنے رب کی ان تعریفون سے اور مین سجدے مین گر پڑون گا پھر مجھکو حکم ہوگا کہ اے محمد اپنا سر اٹھا اور کہہ تیرا کہا سنا جاوے گا اور مانگ دیا جاوے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو مین کہونگا اے میرے رب میری امت کو بخشدے تو حکم ہوگا کہ چل اور نکال دوزخ سے جس کے دل مین جو کے برابر ایمان ہو سو مین چلون گا سو کرونگا یعنے ان کو نکالون گا پھر پلٹ آون گا تو مین خدا کی تعریف کرون گا ان تعریفون سے پھر اس کے واسطے سجدے مین گر پڑون گا تو حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا اور کہہ تیرا کہا سنا جاوے گا اور

مانگ دیا جاویگا اور سفارش کر تیری شفارش قبول ہوگی تو مین کہونگا لے میرے رب میری امت کو بخشدے
تو حکم ہوگا کہ چل سو نکال دوزخ سے جسکے دل مین ذرہ بھر یا رائی کے برابر ایمان ہو سو مین چلونگا اور کرونگا
پھر پلٹ آونگا سو مین تعریف کرونگا اپنے رب کی ان تعریفون سے پھر مین اس کے واسطے سجدے
مین گر پڑونگا تو حکم ہوگا کہ اے محمد اپنا سر اٹھا لے کہہ تیرا کہا سنا جاویگا اور مانگ تجھ کو دیا جاوے گا
اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو مین کہونگا کہ اے میرے رب میری امت کو بخشدے میری امت کو
بخش دے سو خدا تعالی فرماوے گا کہ چل اور نکال دوزخ سے جسکے دل مین ادنے ادنے ادنے رائی کے
دانے کے برابر ایمان ہو سو اسکو نکال دوزخ سے دوزخ سے دوزخ سے سو مین چلونگا اور کرونگا
سو جب ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلے تو مین نے اپنے بعضے ساتھیون سے کہا کہ اگر ہم گذرین حسن پر اور وہ
ابی خلیفہ کی جگہہ مین چھپا ہے سو ہم اس سے حدیث بیان کرین جو انس نے ہم سے بیان کی تو خوب ہو سو ہم اس
پاس آئے اور ہم نے اسکو سلام کیا اس نے ہم کو اجازت دی تو ہم نے اس سے کہا اے ابا سعید ہم تیرے پاس
آئے ہین تیرے بھائی انس کے پاس سے سو ہم نے نہین دیکھا مثل اسکے جو اس نے ہم سے شفاعت کی حدیث
بیان کی اس نے کہا بیان کرو سو ہم نے اس سے حدیث بیان کی سو ہم اس جگہہ تک پہونچے یعنے ادنے ادنے
ادنے رائی کے برابر سو کہا کہ بیان کرو ہم نے کہا کہ اس نے ہمارے واسطے اسپر کچھ زیادہ نہین کہا یعنے اس نے
اس سے زیادہ حدیث بیان نہین کی تو حسن نے کہا کہ البتہ حدیث بیان کی اس نے مجھ سے اور وہ باعقل تندرست
تہا مدت بیس برس کی سو مین نہین جانتا کہ بھول گیا یا مکروہ جانا کہ تم صرف ۳ تو ہم نے کہا اے ابا سعید ہم
سے حدیث بیان کر کہا اس نے اور پیدا کیا گیا آدمی جلد باز نہین ذکر کیا مینے اس کو مگر اور حالانکہ مین ارادہ
کرتا ہون کہ تم سے حدیث بیان کرون حدیث بیان کی اس نے مجھ سے جیسے حدیث بیان کی تم سے پھر کہا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر مین چوتھی بار پلٹ آونگا سو مین تعریف کرونگا اپنے رب کی ان تعریفون سے
پھر سجدہ مین گر پڑونگا تو حکم ہوگا کہ اے محمد اپنا سر اٹھا لے اور کہہ سنا جاویگا اور مانگ تجھ کو دیا جاویگا
اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو مین کہونگا اے رب مجھ کو اجازت ہو اس شخص کے حق مین جس
نے لا الہ الا اللہ کہا تو اللہ تعالے فرماوے گا میری عزت اور جلال اور بڑائی اور عظمت کی قسم البتہ مین
نکالونگا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا **ف** اس حدیث مین مقدم کرنا اس مرد کا ہے جو عالم کے
خاصون مین سے ہوتا کہ اس سے سوال کرے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بنانا محل کا اسکو جس کی
اولاد بہت ہو اور یہ جو کہا کہ اس وقت باعقل تہا یعنے اس وقت بڑھاپے مین داخل نہین ہوا تہا کہ وہ
جگہہ گمان متفرق ہونے ذہن کے کی ہے اور حدوث اختلال حفظ کی اور کہا راوی نے کہ یہ جو اس حدیث

مین ہیں امتی امتی تو یہ محفوظ نہیں اس واسطے کہ سب خلقت جمع ہوگے سفارش کرواوین گے اور اگر مراد خاص یہی امت ہوتی تو اپنے پیغمبر کے سوا اور پیغمبرون کے پاس جاتے سو دلالت کی اس نے کہ مراد سب خلقت ہی اور جب کہ ہوئی سفارش ان کی واسطے بیچ فصل قضا کے تو پھر کیا وجہ ہے اپنی امت کی خاص کرنے کی اور یعنے اس اشکال کا جواب کتاب الرقاق میں دیا ہے جس جگہہ اس حدیث کی شرح کی اور جواب دیا ہے اس سے قاضی نے ساتھہ اسکے کہ معنے کلام کے یہ ہین کہ مجھ کو اجازت ملے گی اس شفاعت کی کہ وعدہ کیا گیا ہے اسکا بیچ فصل قضا کے اور یہ جو فرمایا کہ خدا مجھ کو الہام کرے گا تو یہ از سر نو اور کلام ہے اور بیان ہے دوسری شفاعت کے جو اپنی امت کے ساتھہ خاص ہے اور سیاق میں اختصار ہے (فتح) **حَدَّثَنِیْ**

مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ حَبْوًا فَيَقُوْلُ لَهٗ رَبُّهٗ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ رَبِّ الْجَنَّةُ مَلْاٰى فَيَقُوْلُ لَهٗ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ يُعِيْدُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ مَلْاٰى فَيَقُوْلُ اِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا عَشْرَ مِرَارٍ **ترجمہ** عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشتیون مین جو سب سے پیچھے بہشت مین داخل ہوگا اور دوزخیون سے جو سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا وہ ایسا مرد ہے جو دوزخ سے نکلے گا گھٹنون کے بل گھسٹتا یعنے جیسے چھوٹا لڑکا چلتا ہے تو اسکا خدا اس سے کہے گا کہ جا بہشت مین داخل ہو تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب بہشت بالکل بھری ہے یعنے اس مین کہین جگہ نہین سو خدا پاک اس سے یہ تین بار کہے گا ہر بار وہ خدائے پاک کو یہی جواب دے گا کہ بہشت بھری ہے سو خدا فرماوے گا البتہ تیرے واسطے تو دنیا کے برابر جگہہ ہے اور دس گنے دنیا کے **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ**

حُجْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا سَيُكَلِّمُهٗ رَبُّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهٖ وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ الْاَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهٗ وَزَادَ فِيْهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ **ترجمہ** عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگون مین سے ایسا کوئی نہین مگر کہ اس سے قیامت مین خدا کلام کرے گا اس طرح پر کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی درمیانی دو بھاشیا نہ ہوگا یعنے ... یا وسیلہ ... کلام کرے گا پھر بندہ اپنی دہنی جانب نظر کرے گا سو نہ دیکھے گا مگر جو اعمال کہ آگے کر چکا ... بائین جانب نظر کرے گا

تو نہ دیکھے گا مگر جو اعمال کہ کر چکا ہے اپنے آگے . . . .
نظر کرے گا تو کچھ نہ دیکھے گا سوائے دوزخ کے کہ اس کے منہ کے سامنے ہے سو لوگو بچو دوزخ سے اگرچہ آدھی کھجور ہی دیکر سہی کہا اعمش نے اور حدیث بیان کی مجھ سے عمرو نے خیثمہ سے مثل اسکی اور زیادہ کیا اس میں اتنا اگرچہ نیک بات کے سبب سے سہی **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گذری **حَدَّثَنِیْ** عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبِیْدَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ حِبْرٌ مِّنَ الْیَهُوْدِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ جَعَلَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ عَلٰی اِصْبَعٍ وَّالْاَرَضِیْنَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَّالْمَآءَ وَالثَّرٰی عَلٰی اِصْبَعٍ وَّالْخَلَائِقَ عَلٰی اِصْبَعٍ ثُمَّ یَهُزُّهُنَّ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضْحَكُ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ تَعَجُّبًا وَّتَصْدِیْقًا لِقَوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ **ترجمہ** عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا سو اس نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا تعالی آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں سو میں نے حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو دیکھا ہنستے یہانتک کہ آپکے دانت ظاہر ہوئے واسطے تعجب کے اور اس کے قول کی تصدیق کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور نہیں پہچانا انہوں نے خدا کو جیسا اسکے پہچاننے کا حق ہے اور ساری زمین اسکی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان لپیٹے جاوینگے اسکے ہاتھ میں اور وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے کہ شریک بتاتے ہیں **ف** اس حدیث کی شرح پہلے گذری اور پہلے گذر چکا ہے کہ خطابی نے اس سے انکار کیا ہے اور کبھی اسکی تاویل کی ہے سو کہا اس نے کہ ہنسنا محمول ہے اوپر مجاز اور تمثیل کے تو اسکی معنے یہ ہیں کہ اسکی قدرت اسکے لپیٹنے پر اور سہولت امر کی اسکے جمع کرنے میں بجائے اس شخص کے ہے جو کوئی چیز اپنی ہتھیلی میں جمع کرے اور اسکو ہلکا جانے اور ظاہر یہ ہے کہ یہودیوں نے اسلام میں ملا دیا ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا تو صرف تعجب اور انکار کے واسطے تھا واللہ اعلم عند اللہ (فتح) **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ کَیْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِی النَّجْوٰی قَالَ یَدْنُوْ اَحَدُکُمْ مِّنْ رَّبِّهٖ حَتّٰی یَضَعَ کَنَفَهٗ عَلَیْهِ فَیَقُوْلُ اَعَمِلْتَ کَذَا وَکَذَا فَیَقُوْلُ نَعَمْ وَیَقُوْلُ عَمِلْتَ کَذَا وَکَذَا فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیُقَرِّرُهٗ ثُمَّ یَقُوْلُ اِنِّیْ سَتَرْتُ عَلَیْكَ فِی الدُّنْیَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا

اٰتٰیتُ یومَ ترجمہ صفوان سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابن عمرؓ سے پوچھا کہ کس طرح سنا تو نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے فرماتے تھے سرگوشی میں یعنے جو خدا بندہ سے کان میں بات کرے گا فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے
رب سے قریب ہوگا یہانتک کہ خدا اپنا پردہ اسپر رکھے گا تو فرماویگا کہ کیا تو نے ایسا ایسا عمل کیا تہا تو بندہ
کہیگا ہاں اور خدا فرماویگا کہ تو نے فلانا فلانا عمل کیا تہا تو بندہ کہیگا ہاں یہانتک کہ اس سے اسکے
گناہوں کا اقرار کرواویگا پہر خدا فرماویگا کہ میں نے تیرے گناہ دنیا میں چہپائے اور میں آج بہی انکو
بخشتا ہوں۔ **ف** کہا ابن تین نے کہ مراد یہ کہ بندے کو اپنی رحمت سے قریب کریگا اور مراد کنف سے
پردہ ہے اور اسکے معنے یہہ ہیں کہ اس کی رحمت تامہ اسکو گہیر لیگی (فتح) **ف** کہا آدم یعنے قتادہ کی
حدیث صفوان سے ثابت ہے جو پہلے طریق میں عن کے ساتھہ ہے **ف** نہیں ہے باب کی
حدیثوں میں کلام کرنا خدا کا پیغمبروں سے مگر انس کی حدیث میں اور باقی باب کی سب حدیثوں میں کلام
کرنا خدا کا ہے پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں سے کلام کرے گا پس واقع ہونا اس کا ساتھہ پیغمبروں کے
بطریق اولی ہوگا اور پہلے گذر چکی ہے پہلی حدیث میں وہ چیز جو متعلق ہے ساتھہ ترجمہ کے اور اسپر حدیث
ثانی میں خاص ہے ساتھہ رکن ثانی کے ترجمہ سے اور وہ قول اسکا ہے وغیرہم اور اسپر جو محدثین کہ باقی ہیں
سو وہ شامل ہیں پیغمبروں کو اور جو ان کے سوائے ہیں (فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰهِ وَكَلَّمَ اللّٰهُ
مُوْسٰى تَكْلِيْمًا اور کلام کیا اللہ نے موسے سے کلام کرنا **ف** کہا انہوں نے کہ یہ آیت قوی تر ہے
اس چیز کی جو وارد ہوئی ہے معتزلوں کے رد میں کہا نحاس نے اجماع ہے نحویوں کا اس پر کہ جب
تاکید کیا جاوے فعل ساتھہ مصدر کے سو نہیں ہوتا ہے مجاز سو جب کہا تکلیما تو واجب ہے کہ ہو کلام حقیقی
جو سمجہی جاتی ہے اور جواب دیا ہے بعضوں نے ساتھہ اسکے کہ وہ کلام ہے حقیقت پر لیکن محل خلاف کا
یہ ہے کہ کیا موسے نے سنا حقیقۃ اللہ سے سنا تہا یا درخت سے سو تاکید نے اٹھایا ہے مجاز کو ہونے
اسکے سے غیر کلام یعنے تاکید سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ وہ کلام ہے اور اسپر جسکے ساتھہ کلام کیا سو
اس سے آیت ساکت ہے اور رد کیا گیا ہے ساتھہ اسکے کہ ضرور ہے رعایت اسکی جس سے کلام کیا گیا ہو
تاکید واسطے اٹھانے مجاز کے ہے نسبت سے اس واسطے کہ نسبت کیا گیا ہے اس میں کلام کو طرف اللہ
کی سو وہی ہے کلام کرنے والا حقیقۃً اور تاکید کرتا ہے اسکی قول اسکا سورہ اعراف میں اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ
عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ اور اجماع ہے سلف خلف کا اہل سنت وغیرہم سے اسپر کہ کلم اس جگہ
کلام سے ہے اور بعض اہل تفسیر سے منقول ہے کہ وہ کلم سے ہے ساتھہ معنے جرح کے اور یہ مردود ہے ساتھہ
اجماع کے کہا ابن تین نے کہ اختلاف کیا ہے اہل کلام نے بیچ معنے کلام اللہ کے سو کہا اشعری نے کہ

کلام اسکا قائم ہے ساتھ ذات اسکی کے سنا جاتا ہے وقت تلاوت کرنے سے تلاوت کرنے والے کے اور قرارت ہر قاری کے اور کہا باقلانی نے کہ سوای اسکے کچھ نہیں کہ تلاوت سنی جاتی ہے نہ وہ چیز جو تلاوت کی جاتی ہے اور اول توحید مین گذر چکا ہے کہ سلم بن احوز نے جہم بن صفوان کو قتل کیا اس واسطے کہ اس نے انکار کیا کہ خدا نے موسے علیہ السلام سے کلام نہین کیا (فتح) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ مُوسَى أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ آدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاهُ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهِ وَكَلَامِهِ ثُمَّ تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ بحث کی آدم اور موسے نے تو کہا موسے نے اے آدم تو وہی ہے کہ تو نے اپنی اولاد کو بہشت سے نکالا کہا آدم نے تو وہی موسے ہے کہ تجھ کو خدا نے اپنی کلام اور رسالت سے برگزیدہ کیا کیون تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اور الزام دیتا ہے اس کام پر جو میری تقدیر مین لکھا گیا تھا میرے پیدا ہونے سے پہلے تو غالب ہوئے آدم موسے پر اور لاجواب ہوئے موسے علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام **ف** اس حدیث کی شرح کتاب القدر مین گذر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ تو وہی موسیٰ ہے کہ تجھ کو خدا نے اپنی کلام اور رسالت سے برگزیدہ کیا حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحُنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ ترجمہ حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ جمع کیے جاوینگے مسلمان قیامت کے دن سو کہین گے کہ اگر ہم سفارش کرواوین اپنے رب پاس تاکہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دیوے تو خوب بات ہو سو وے لوگ آدم پاس آوین گے تو کہین گے کہ تم آدم ہو سب خلقت کے باپ خدا تعالے نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنے فرشتون سے تم کو سجدہ کروایا اور تم کو ہر چیز کا نام سکھلایا سو ہماری سفارش کیجیے اپنے رب پاس تاکہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے رحمت دیوے تو آدم علیہ السلام ان سے کہین گے کہ مین اس مقام کے لائق نہین اور یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی **ف** اس حدیث کے ایک طریق مین آیا ہے کہ تم جاؤ موسے پاس کہ خدا نے اس سے

بلا واسطہ کلام کیا اور یہ لفظ توحید اور تفسیر میں گذر چکا ہے اور یہی موافق ہے واسطے ترجمے کے اور اشارہ
کیا ہے بخاری نے طرف اسکی سو افق ربّی عادت کے (فتح) حدثنا عبد العزيز بن عبد الله قال
حدثني سليمان عن شريك بن عبد الله انه قال سمعت انس بن مالك يقول ليلة اسري برسول
الله صلى الله عليه وسلم من مسجد الكعبة انه جاءه ثلثة نفر قبل ان يوحى اليه وهو نائم
في المسجد الحرام فقال اولهم ايهم هو فقال اوسطهم هو خيرهم فقال اخرهم خذوا خيرهم
فكانت تلك الليلة فلم يرهم حتى اتوه ليلة اخرى فيما يرى قلبه وتنام عينه ولا تنام
قلبه وكذلك الانبياء تنام اعينهم ولا تنام قلوبهم فلم يكلموه حتى احتملوه فوضعوه
عند بئر زمزم فتولاه منهم جبرئيل فشق جبرئيل ما بين نحره الى لبته حتى فرغ من
صدره وجوفه فغسله من ماء زمزم بيده حتى انقى جوفه ثم اتي بطست من ذهب فيه
تور من ذهب محشوا ايمانا وحكمة فحشا به صدره ولغاديده يعني عروق حلقه ثم
اطبقه ثم عرج به الى السماء الدنيا فضرب بابا من ابوابها فناداه اهل السماء من هذا
فقال جبرئيل قالوا ومن معك قال معي محمد قال وقد بعث قال نعم قالوا فمرحبا
به واهلا يستبشر به اهل السماء لا يعلم اهل السماء بما يريد الله في الارض حتى يعلمهم
فوجد في السماء الدنيا ادم فقال له جبرئيل هذا ابوك فسلم عليه فسلم عليه ورد عليه
ادم وقال مرحبا واهلا يا بني نعم الابن انت فاذا هو في السماء الدنيا بنهرين يطردان فقال
ما هذان النهران يا جبرئيل قال هذان النيل والفرات عنصرهما ثم مضى به في السماء فاذا هو
بنهر اخر عليه قصر من لؤلؤ وزبرجد فضرب يده فاذا هو مسك اذفر فقال ما هذا يا
جبرئيل قال هو الكوثر الذي خبأ لك ربك ثم عرج به الى السماء الثانية فقالت
الملائكة له مثل ما قالت له الاولى من هذا قال جبرئيل قالوا ومن معك قال محمد قال
وقد بعث اليه قال نعم قالوا مرحبا به واهلا ثم عرج به الى السماء الثالثة وقالوا له مثل ما
قالت الاولى والثانية ثم عرج به الى الرابعة فقالوا له مثل ذلك ثم عرج به الى السماء الخامسة
فقالوا له مثل ذلك ثم عرج به الى السماء السادسة فقالوا له مثل ذلك ثم عرج به الى السماء
السابعة فقالوا له مثل ذلك كل سماء فيها انبياء قد سماهم فاوعيت منهم ادريس في
الثانية وهرون في الرابعة واخر في الخامسة لم احفظ اسمه وابراهيم في السادسة وموسى
في السابعة بتفضيل كلام الله فقال موسى لم اظن ان يرفع علي احد ثم علا به فوق ذلك بما

لا يعلمه إلا الله حتى جاء سدرة المنتهى ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى فأوحى الله إليه فيما يوحي الله خمسين صلوة على أمتك كل يوم وليلة ثم هبط حتى بلغ موسى فاحتبسه موسى فقال يا محمد ماذا عهد إليك ربك قال عهد إلى خمسين صلوة كل يوم وليلة قال إن أمتك لا تستطيع ذلك فارجع فليخفف عنك ربك وعنهم فالتفت النبي صلى الله عليه وسلم إلى جبريل كأنه يستشيره في ذلك فأشار إليه جبريل أن نعم إن شئت فعلا به إلى الجبار فقال وهو مكانه يا رب خفف عنا فإن أمتي لا تستطيع هذا فوضع عنه عشر صلوات ثم رجع إلى موسى فاحتبسه فلم يزل يردده موسى إلى ربه حتى صارت إلى خمس صلوات ثم احتبسه موسى عند الخمس فقال يا محمد والله لقد راودت بني إسرائيل قومي على أدنى من هذا فضعفوا وتركوه فأمتك أضعف أجسادا وقلوبا وأبدانا وأبصارا وأسماعا فارجع فليخفف عنك ربك كل ذلك يلتفت النبي صلى الله عليه وسلم إلى جبريل ليشير عليه ولا يكره ذلك جبريل فرفعه عند الخامسة فقال يا رب إن أمتي ضعفاء أجسادهم وقلوبهم وأسماعهم وأبدانهم فخفف عنا فقال الجبار يا محمد قال لبيك وسعديك قال إنه لا يبدل القول لدي كما فرضت عليك في أم الكتاب فكل حسنة بعشر أمثالها فهي خمسون في أم الكتاب وهي خمس عليك فرجع إلى موسى فقال كيف فعلت فقال خفف عنا أعطانا بكل حسنة عشر أمثالها قال موسى قد والله راودت بني إسرائيل على أدنى من ذلك فتركوه ارجع إلى ربك فليخفف عنك أيضا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا موسى قد والله استحييت من ربي مما أختلف إليه قال فاهبط باسم الله فاستيقظ وهو في المسجد الحرام ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا جس رات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی کعبے کی مسجد سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس تین شخص آئے پہلے اس سے کہ آپ کو وحی ہوا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کعبے کی مسجد میں لیٹے تھے تو ان میں سے اول نے کہا کہ وہ ان میں سے کون ہے سو کہا کہ جو ان کے درمیان ہے اور وہ ان میں بہتر ہے تو پچھلے نے کہا کہ ان میں سے بہتر کو لو سو تھا قصہ جو وقع ہوا اس رات میں وہ چیز جو ذکر کی گئی اس جگہہ سو نہ دیکھا ان کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے یعنے ایک رات یا زیادہ کئی ساتھ یہاں تک کہ وہ اور رات کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے خواب میں آپ کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل جاگتا تھا اور اسی طرح ہے حال سب پیغمبروں کا کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل جاگتا ہے

سوانہوں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کلام نہ کیا یہانتک کہ آپ کو اٹھایا سوانہوں نے آپ کو زمزم
کے کوئین پاس کہا سوان مین جبریل آپ کا متولی ہوا سواس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پیٹ چیرا
ناف کے نیچے سے سر سینے تک یہانتک کہ آپکے سینے اور پیٹ کو خالی کیا پہر اس کو زمزم کے پانی
سے اپنے ہاتہ کے ساتہہ دہویا یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیٹ کو پاک صاف کیا پہر ایک
سونے کا طشت لایا گیا جسمین سونے کا ایک لگن تہا ایمان اور حکمت سے بہرا ہوا سو بہرا اس سے
جبریل نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سینے کو اور آپ کے حلق کی رگون کو پہر اس کو سیا پہر جبریل علیہ
السلام حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہلے آسمان کی طرف لے چڑہا سو آسمان کے ایک دروازے
کو دستک دی تو آسمان والون نے پکارا کہ کون ہے کہا کہ مین جبریل ہون پہر انہون نے کہا کہ
تیرے ساتہہ کون ہے کہا میرے ساتہہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین کہا اور پیغمبر کر کے بہیجا گیا جبریل
نے کہا ہان تو انہون نے کہا خوشا بحال اور خوب ہی آیا اور اہل مین آیا خوش وقت ہوئے تو ساتہہ آپکے
آسمان والے نہین جانتے آسمان والے جو ارادہ کرتا ہے خدا زمین مین یہانتک کہ ان کو معلوم کروا دے
یعنے جبریل یا کسی اور کے واسطے سے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے آسمان مین آدم کو پایا
تو جبریل علیہ السلام نے آپسے کہا کہ یہ تیرا باپ ہے سو اس کو سلام کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس
کو سلام کیا آدم علیہ السلام نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کا جواب دیا اور کہا کہ میرا بیٹا خوب
ہی آیا اور اہل مین آیا سو تو اچہا بیٹا ہے سو ناگہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آسمان مین دو نہرین
جاری دیکہین تو پوچہا کہ اے جبریل یہ دونون کون نہرین ہین جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ نیل اور
فرات ہے ان کی اصل ہے پہر گذرا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمان مین سو ناگہان حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے ایک اور نہر دیکہی اسپر ایک محل تہا موتی اور زبرجد کا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنا ہاتہہ مارا یعنے نہر مین سو ناگہان دیکہا کہ اسکی مٹی مشک اذفر ہے سو پوچہا کہ کیا ہے یہ اے
جبریل کہا کہ یہ حوض کوثر ہے جو خدا نے تیرے واسطے چہپا رکہا ہے پہر جبریل علیہ السلام حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو دوسرے آسمان کی طرف لے چڑہے تو اس کے فرشتون نے کہا جیسا پہلے آسمان والون
نے کہا کہ یہ کون ہے کہا مین جبریل ہون کہا اور تیرے ساتہہ کون ہے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہا اور پیغمبر کیا گیا ہے جبریل نے کہا ہان انہون نے کہا خوب ہی آیا اور اہل مین آیا پہر حضرت
جبریل علیہ السلام حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیسرے آسمان کی طرف لے چڑہے اور کہا انہون
نے اس سے جیسا پہلے اور دوسرے آسمان والون نے کہا پہر وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چوتہے آسمان

کی طرف لے چلے پہر پوچہا سو انہون نے بہی اس سے اسی طرح کہا پہر جبریل حضرت کو پانچوین آسمان کیطرف لے چلے تو انہون نے بہی اسی
اسی طرح کہا پہر جبریل حضرت کو چہٹے آسمان کیطرف پہر آسمان مین پیغمبر تہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام
لیا تو مینے یاد رکہا ان مین سے ادریس کو دوسرے آسمان مین اور ہارون علیہ السلام کو چوتہے مین اور اور کو پانچوین
مین مجہکو اسکا نام یاد نہین رہا اور ابراہیم علیہ السلام کو چہٹے مین اور موسے علیہ السلام کو ساتوین مین بسبب
فضیلت کلام کرنے اللہ کے ان سے تو موسیٰ نے کہا کہ اے رب مجہکو گمان نہ تہا کہ کوئی مجہسے بلند تر ہوگا
پہر جبریل علیہ السلام حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے اوپر لے چلے جو خدا کے سوا کسی کو معلوم نہین یہانتک کہ
سدرہ یعنے پرلے سرے کی بیر کا درخت آیا اور قریب ہوا خدا رب العزت اور لٹک آیا سو ہوگیا فرق دو کمان
کے برابر یا اس سے بہی نزدیک سو خدا تعالے نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا اس چیز مین کہ آپ کو وحی
ہوئی پچاس نمازون کا تیری امت پر ہر دن رات مین پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اترے یہانتک کہ موسیٰ
علیہ السلام پاس آئے تو موسیٰ نے آپ کو روکا سو کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تیرے رب نے تجہکو کیا حکم کیا
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکم کیا مجہکو پچاس نمازون کا ہر دن رات مین کہا موسیٰ نے کہ تیری
امت سے یہ نہین ہو سکیگا یعنے تیری امت سے ہر روز پچاس نمازین نہ ہو سکینگی سو پلٹ جا چاہیے کہ تیرا رب
تجہسے اور ان سے تخفیف کرے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر جبریل کو دیکہا جیسے اس سے مشورہ لیتے
تہے بیچ اسکے تو جبریل نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ ہان اگر تو چاہتا ہے تو جبریل علیہ السلام
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے کی طرف لے چڑہے کہا اور وہ اسکا مکان ہے اے میرے رب ہم سے
تخفیف کر کہ میری امت سے یہ نہین ہو سکیگا تو خدا تعالے نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اوپر سے دس
وقت کی نماز اتار ڈالی پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم موسے علیہ السلام پاس پہر آئے تو موسیٰ نے آپ کو روکا
سو ہمیشہ رہے موسے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہیرتے اپنے رب کی طرف یہانتک کہ پانچ نمازین
ہو گئین پہر روکا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ نے پانچ کے وقت سو کہا اے محمد البتہ مینے گفت
شنید کی اپنی قوم بنی اسرائیل سے اس سے کمتر چیز پر سو عاجز ہوئے اور اسکو چہوڑ دیا سو تیری امت
ضعیف تر ہے جسم مین اور بدن مین اور دل مین اور آنکہون مین اور کانون مین یعنے بنی اسرائیل
سے سو پلٹ جا سو چاہیے کہ تیرا رب تجہسے تخفیف کرے ہر بار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جبریل کی طرف مڑ کر دیکہتے
تہے تا کہ حضرت کو مشورہ دیوین اور نہ مکروہ جانتے تہے اسکو جبریل تو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو پانچوین بار اٹہایا سو کہا اے میرے رب میری امت کے جسم اور بدن اور دل اور کان ضعیف ہین سو
ہم سے تخفیف کر تو خدا تعالے نے فرمایا اے محمد کہا کہ حاضر ہون تیری خدمت مین فرمایا کہ میری بات نہیں

ے پہر پوچہا تو انہون نے بہی اس سے اسیطرح کہا پہر جبریل حضرت کو ساتوین آسمان کیطرف لے چلے پہر پوچہا تو انہون نے بہی اس سے اسیطرح کہا

بدلتی جیسے فرض کی تہین تجہ پر ام الکتاب مین سو ہونگی دس گنے ہے سو وہ پچاس ہین ام الکتاب مین اور وہ
پانچ نمازین ہین تجہ پر سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسی علیہ السلام کی طرف پہرے سو کہا کہ تونے
کس طرح کیا حضرت نے فرمایا کہ خدا نے ہم پر آسانی کی ہر نیکی کے بدلے دس نیکیان عطا کین کہا موسے
نے قسم ہے اللہ کی البتہ مین نے کہا بنی اسرائیل کو اس سے کمتر چیز پر سو انہون نے اس کو چہوڑ دیا پلٹ جا
اپنے رب پاس سو چاہیے کہ تجہ سے اور بہی تخفیف کرے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے موسی قسم ہے
اللہ کی مین اپنے رب سے شرما گیا اسکی طرف پہر پہر جانے سے کہا جبرئیل علیہ السلام نے سو اتر ساتہ نام اللہ تعالے
کے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جاگے اور حالانکہ کعبے کی مسجد مین تہے **ف** یہ جو کہا کہ تین شخص حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے یعنے ایک جبرئیل تہے اور ایک میکائیل اور ایک اور فرشتہ تہا اور یہہ جو کہا
کہ وحی ہونے سے پہلے تو انکار کیا ہے اس سے علما نے اور کہا کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی سو کس
طرح ہوگی وحی ہونے سے پہلے اور اسکا جواب آیندہ آویگا انشاء اللہ تعالے اور جس وقت حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتے آئے اس وقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حمزہ اور جعفر کے ساتہہ سوے تہے
اور یہ جو کہا کہ کیا تاآنکہ اور رات کو آئے تو یہ محمول ہے اس پر کہ فرشتون کا دوسری بار آنا تہا بعد وحی
آنے اور پیغمبر ہونے آپکے کے اور اسی وقت واقع ہوئی اسرا اور معراج اور جب دونون بار آنے
کے درمیان کئی سال کا فرق ہے تو ساتہ اسکے دور ہوگا اشکال اور حاصل ہوگی تطبیق کہ معراج بیداری
مین تہی پیغمبر ہونے سے بعد اور جبکہ آسمان والون نے کہا کہ کیا پیغمبر کرکے بہیجا گیا اور جبرئیل نے کہا ہان
تو یہ قوی تر دلیل ہے کہ معراج پیغمبر ہونے سے بعد ہوئی اور یہ جو کہا کہ پہر جبرئیل مجہ کو آسمان پر لے چڑہا
سو اگر یہ معراج کئی بار ہوئی ہے تو اس مین کوئی اشکال نہین اور اگر ایک ہی بار ہوئی ہے تو سیاق مین حذف
ہے یعنے پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کرکے بیت المقدس مین لے گیا پہر وہان سے آسمان
پر اور یہی توجیہ ہے ہر بات کی جو اس روایت مین محذوف ہے اور دوسری روایتون مین مذکور ہے اور
یہ جو کہا کہ خدا کی کلام کرنے کی فضیلت کے سبب سے تو یہی ہے مراد ترجمہ سے اور مطابق واسطے قول
خدا کے کہ مینے تجہ کو برگزیدہ کیا لوگون پر اپنی رسالت اور کلام سے اور موسے علیہ السلام نے خدا کے
اس قول سے سمجہا کہ اس سے کوئی بلند تر رتبہ نہ ہوگا سو جب خدا نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فضیلت دی
ساتہ عطا کرنے مقام محمود وغیرہ کے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا رتبہ موسے علیہ السلام سے بلند ہوا
کہا خطابی نے کہ اس حدیث مین جو نزدیک آنے کی نسبت خدا کی طرف کی گئی ہے تو یہ مخالف ہے واسطے
عام سلف اور علما اور اہل تفسیر کے جو ان سے متقدم ہین اور جو ان سے متاخر اور اس مین تین قول

ہین ایک یہ کہ مراد یہ ہے کہ جبرئیل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوا اور تدلے کے معنے ہین کہ پس قریب
ہوئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سے اور بعضون نے کہا کہ وہ مقدم موخر ہے یعنے لٹک آیا پس قریب
ہوا اس واسطے کہ تدلی بسبب قریب ہونے کے ہے دوسرا قول یہ ہے کہ لٹک آیا آپکے واسطے جبرئیل
بعد بلند ہونے کے یہانتک کہ اسکو اترتے دیکھا جیسا اسکو چڑہتے دیکھا اور یہ خدا کی نشانیون سے
ہے کہ خدا نے اس کو قدرت دی اسکی کہ ہوا مین لٹک رہے بدون اعتماد کرنے کے کسی چیز پر اور بدون
پکڑنے کسی چیز کے تیسرا قول یہ کہ قریب ہوا جبرئیل پس لٹک آئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم واسطے سجدہ
کرنے اپنے رب کے بطور شکر کے اس چیز پر جو خدا نے آپ کو عطا کی اور یہ جو کہا کہ جبرئیل حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کو رب کی طرف لے چڑہا اور وہ مکان ہے ہمکا تو مراد اس سے مکان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ہے اپنے پہلے مقام مین جس مین اترنے سے پہلے کہڑے ہوئے تہے اور قرطبی نے ابن عباسؓ سے
روایت کی ہے کہ خدا تعالے سبحانہ قریب ہوا اور اسکے معنے یہ ہین کہ اسکا حکم اور امر قریب ہوا اور
اصل تدلے کے معنے ہین اترنا طرف کسی چیز کے تاکہ اس سے قریب ہو اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہے
کہ اترا آیا رفرف واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھے
پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے قریب ہوئے اور پہلے گذر چکی ہے سورہ نجم کی تفسیر لیکن وہ چیز
جو وارد ہوی ہے اس مین کہ مراد ساتہ قول اسکے کے رآہ یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
جبرئیل کو دیکھا کہ اسکے واسطے چہ سو پر تہے اور وارد ہوتا ہے اس پر یہ قول خدا کا فاوحی الی
عبدہ ما اوحی اور منقول ہے حسن بصری سے کہ ضمیر عبدہ مین جبرئیل کے واسطے ہے اور اسکی تقدیر یہ
ہے کہ خدا نے جبرئیل کو حکم بہیجا اور فرا سے ہے کہ تقدیر یہ ہے کہ وحی کی جبرئیلؑ نے اللہ کے بندے کی
طرف کہ محمد ہے جو وحی کی یعنے حکم پہونچایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو حکم پہونچایا اور دور کیا ہے
علما نے اس اشکال کو سو کہا عیاض نے شفا مین کہ نسبت قرب کی طرف اللہ کے یا اللہ سے نہین
مراد ہے اس سے قریب ہونا مکان کا اور نہ قریب ہونا زمانہ کا اور سوا اس کے کچہ نہین کہ وہ بہ نسبت
حضرتؐ کے ہے واسطے ظاہر کرنے بلندی رتبے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور بہ نسبت خدا کی تانیس
ہے اپنے پیغمبر کے واسطے اور اکرام ہے اسکے واسطے اور یہی مراد ہے نزول اور قریب ہونے سے جو
حدیثون مین آیا ہے اور بعضون نے کہا کہ دنو مجاز ہے قرب معنوی سے واسطے ظاہر کرنے بلندی
رتبے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رب اپنے کے اور مراد تدلے سے طلب کرنا زیادہ قرب
کا ہے اور قاب قوسین بہ نسبت رب کے مراد ہے لطف محل اور روشن کرنے معرفت کے سے اور

بنسبت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آپکے سوال کا قبول کرنا ہے اور درجہ کا بلند کرنا اور یہ جو کہا کہ اگر تو چاہے تو یہ قوی کرتا ہے اس کو جو مینے ذکر کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ پچاس نمازون کا حکم بطور وجوب کے نہ تہا اور یہ جو کہا کہ اس سے کمتر چیز پر تو ایک روایت مین آیا ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازین فرض ہوئی تہین تو انہون نے انکو قائم نہ کیا اور یہہ جو کہا کہ جسم مین تو جسم عام تر ہے بدن سے اس واسطے کہ بدن سوائے سر اور ہاتہ پاؤن کے ہے اور یہ جو اس روایت مین آیا ہے کہ موسی علیہ السلام نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ پہر جا بعد فرمانے خدا کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ میری بات نہین بدلتی تو یہ لفظ ثابت نہین واسطے مخالف ہونے اس کے کے اور روایتون کو اور نہین جائز تہا واسطے موسی کے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم کرین ساتہ پہر جانے کے بعد اسکے کہ خدا نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ میری بات نہین بدلتی اور تمسک کیا ہے اس قول سے جو نسخ کا منکر ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ نسخ بیان کرنا انتہا حکم کا ہے سو نہین لازم آتا ہے اس سے بدلنا قول کا اور یہ جو اس حدیث کے آخر مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جاگے اور حالانکہ کعبے کی مسجد مین تہے تو کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ سوئے ہون حضرت بعد اسکے کہ آسمان سے اترے اس واسطے کہ معراج تمام رات نہین ہوتی رہتی تہی بلکہ رات کے کچہ حصے مین ہوئی تہی پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جاگے اور حالانکہ مسجد حرام تہی اور احتمال ہے کہ استیقظ کے معنے یہ ہون کہ ہوش مین آئے اس چیز سے کہ اس مین تہے اس واسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آسمانون کے حالات اور فرشتون کے مشاہدے سے مخمور تہے اور اس مین مستغرق تہے واسطے قول اللہ تعالے کے کہ البتہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کی بڑی نشانیان دیکہین سو نہ پہرے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی البشریت کے حال کی طرف مگر اور حالانکہ کعبے کی مسجد مین تہے اور یہ جو حدیث کے اول مین ہے کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تہا تو مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اول قصے مین ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سونے کے شروع مین تہے سو فرشتہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا سو اس نے آپ کو جگایا اور دوسری روایت مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سونے اور جاگنے کے درمیان تہے کہ آپکے پاس فرشتہ آیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ آپکا سونا پکا نہین تہا نیم خواب تہے اور یہ سب مبنی ہے اسپر کہ یہ سب قصہ ایک ہے لیکن اگر تعدد پر حمل کیا جاوے کہ معراج ایک بار خواب مین ہوئی اور ایک بار بیداری مین تو اس تاویل کی حاجت نہین رہتی اور دفع ہوتا ہے سب اشکال اور بعضون نے کہا کہ سوائے اس کے کچہ نہین کہ مگر لپٹ گئے موسے ساتہ اسکے سوائے اور پیغمبرون کے جن سے معراج مین ملاقات ہوئی تو یہ اس واسطے

ہے کہ اترنے کے وقت پہلے انہیں سے حضرت کی ملاقات ہوئی تھی اور یا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت
زیادہ ہے اور امتوں سے اور یا اس واسطے کہ اس کی کتاب بڑی ہے سب کتابوں سے جو قرآن سے پہلے
اتریں تشریع اور احکام میں اور یا اس واسطے کہ موسیٰ کی امت تکلیف دی گئی تھی نمازوں سے جو
انپر دشوار ہوئیں تو موسیٰ اس سے ڈرے کہ محمد کی امت پر بھی دشوار نہ ہوں **باب** کلام الرب مع اهل
الجنة کلام کرنا خدا تعالیٰ کا بہشتیوں سے یعنے بعد داخل ہونے ان کے کے بہشت میں **حدثنا**
یحیی بن سلیمان قال حدثنا ابن وهب قال حدثني مالك عن زيد بن اسلم عن عطاء بن
يسار عن ابي سعيد الخدري قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله يقول لاهل الجنة
يا اهل الجنة فيقولون لبيك ربنا وسعديك والخير في يديك فيقول هل رضيتم
فيقولون وما لنا لا نرضى يا رب وقد اعطيتنا ما لم تعط احدا من خلقك فيقول الا
اعطيكم افضل من ذلك فيقولون يا رب واي شيء افضل من ذلك فيقول احل عليكم
بعده ابدا **ترجمہ** ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ خدا فرماویگا بہشتیوں سے
اے بہشتیو تو وے کہینگے اے رب ہم حاضر ہیں خدمت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے پھر
خدا فرماوے گا کیا تم راضی ہوئے تو وے کہیں گے کہ ہم کیوں نہ راضی ہوں اے رب اور تو نے
ہم کو اتنا کچھ دیا ہے کہ کسی کو نہیں دیا پھر خدا تعالیٰ شانہ فرماویگا کہ بھلا ہم تمکو اس سے بھی کوئی چیز عمدہ
دیویں تو وے کہیں گے اے رب بہشت سے زیادہ کون چیز عمدہ ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماوے گا اب
میں نے اتاری تم پر رضامندی اپنی سو اس کے بعد اب میں کبھی تم پر غصہ نہ کروں گا **ف** اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ خدا کی رضامندی بہشت کی سب نعمتوں سے عمدہ ہے جو بہشت کے بعد ملے گی
اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ رضامندی خدا کی افضل ہے اس کی ملاقات سے اور جواب یہ ہے کہ
مراد حاصل ہونا سب اقسام ...... رضامندی کا اور خدا کی ملاقات بھی منجملہ اسکے ہے سو نہیں ہے
کوئی اشکال اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نسبت
کرنا جگہ کا اسکے رہنے والے کی طرف اگرچہ دراصل وہ جگہ اسکی نہ ہو اس واسطے کہ بہشت خدا کی ملک
ہے اور اسکو بہشتیوں کی طرف منسوب کیا اپنے قول سے یا اہل الجنۃ اور حکمت بیچ ذکر کرنے دوام رضا کی
بعد قرار پکڑنے کے یہ ہے کہ اگر خبر دیتا ساتھ اسکے پہلے استقرار کے تو یہ علم الیقین کے باب سے
ہوتا سو خبر دی بعد استقرار کے تاکہ ہو عین الیقین کے باب سے اور اسی کی طرف اشارہ ہے خدا کی
اس قول میں فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعين اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں

لائق ہے کہ خطاب کیا جاوے کوئی ساتھ کسی چیز کے یہانتک کہ ہو نزدیک اس کے جو استدلال کرے ساتھ
اسکے اوپر اسکے اگرچہ بعضے پر ہو اور اسی طرح لائق ہے واسطے مرد کے یہ کہ نہ لے امرون سے مگر جس قدر
اٹھا سکے اور اس مین ادب ہی سوال مین واسطے قول بہشتیون کے کہ بہشت سے کون چیز عمدہ ہے اس
واسطے کہ انکو معلوم نہ تھا کہ کوئی چیز افضل ہے اس چیز سے جس مین وے ہین سو انہون نے استفہام
کیا اس چیز سے کہ انکو معلوم نہ تھی اور اس حدیث مین ہے کہ سب خیر اور فضل . . . اور رشک سب لے
اسکے کچھ نہین کہ خدا کی رضامندی مین ہے اور جو چیز کہ اسکے سوا ہے اگرچہ اسکی قسمین مختلف ہین
سو وہ اسکے اثر سے ہے اور اس مین دلیل ہے اسپر کہ ہر بہشتی اپنے حال کے ساتھ راضی ہوگا اگرچہ ان کے
درجے مختلف ہون گے اس واسطے کہ سب بہشتیون نے ایک لفظ سے جواب دیا اور وہ قول ان کا
ہے کہ تو نے ہمکو وہ چیز دی کہ کسی کو نہین دی (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ
قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَاْذَنَ رَبَّهُ فِي
الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ اَوَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ فَاَسْرَعَ وَبَذَرَ فَتَبَادَرَ
الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِيْرُهُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ دُوْنَكَ يَا ابْنَ
اٰدَمَ فَاِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَجِدُ هٰذَا اِلَّا قُرَشِيًّا اَوْ اَنْصَارِيًّا فَاِنَّهُمْ
اَصْحَابُ زَرْعٍ فَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ**
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن حدیث بیان کرتے تھے اور آپ
کے پاس ایک گنوار مرد تھا کہ ایک بہشتی مرد نے اپنے رب سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگی سو خدا نے فرمایا
کہ کیا تجھ کو حاصل نہین جو تیرا جی چاہتا ہے اس نے کہا کہ کیون نہین سب کچھ موجود ہے لیکن مجھ کو کھیتی
کرنا بہت بھاتا ہے پھر اس نے جلدی کی اور بیج بویا سو اسکے اگنے اور زور پکڑنے اور کٹنے اور پہاڑون
کے برابر ڈھیر لگ جانے نے پلک مارنے سے ہی شتابی کی یعنے ہنوز پلک بھی نہ جھپکی تھی کہ یہ سب کام ہو گئے پھر خدا
فرماوے گا اسکو لے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی تو اس گنوار نے کہا یا حضرت نہ پاوینگے
آپ اسکو مگر قرشی یعنے یہ مرد تو قریشی ہوگا یا انصاری اس واسطے کہ وہی ہین کھیتی والے اور ہم کھیتی کرنے
والے نہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے **ف** اور یہ جو کہا کہ اے آدمی تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر
سکے گی تو اس پر اشکال وارد ہوتا ہے ساتھ خدا کے قول کے اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى اور جواب یہ ہے
کہ پیٹ بھرنے کی نفی نہین واجب کرتی بھوکھ کو اس واسطے کہ ان کے درمیان ایک واسطہ ہی اور وہ کفایت

ہے اور بہشتیوں کا کھانا پینا اور طلب لذت کے لئے ہے نہ بھوک سے اور اختلاف ہے اس میں کہ بہشت میں پیٹ بھرے گا یا نہیں اور ٹھیک بات یہ ہے کہ اس میں پیٹ نہیں بھرے گا اس واسطے کہ اگر اس میں پیٹ بھر جاوے تو ہمیشہ لذت دار چیزوں کا کھانا منع ہو اور اسکے بعد کوئی چیز نہ کھا سکیں (فتح) **باب**

ذِكْرُ اللّٰهِ بِالْاَمْرِ وَذِكْرُ الْعِبَادِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالْاِبْلَاغِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اُذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ ذکر کرنا اللہ کا ساتھ امر کے اور ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا کے اور تضرع کے اور رسالت اور بلاغ کے واسطے دلیل قول اللہ تعالے کے یاد کرو مجھ کو میں یاد کروں گا تم کو **ف** کہا بخاری نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے کہ بیان کیا ساتھ اس آیت کے کہ ذکر کرنا بندی کا اللہ کو اور ہے اور ذکر کرنا اللہ کا بندے کو اور ہے اس واسطے کہ بندی کا ذکر دعا کرنا اور گڑگڑانا اور تعریف کرنا ہے اور اللہ کا ذکر قبول کرنا ہے بندی کی دعا کو پھر ذکر کی یہ حدیث کہ جس کو مشغول کر رکھا میرے ذکر نے میرے سوال سے تو میں دونگا اس کو افضل اس چیز سے کہ سوال کرنے والوں کو دونگا کہا ابن بطال نے کہ معنے باب ذکر اللہ بالامر کے ہیں ذکر کرنا اللہ کا اپنے بندوں کو ساتھ اس طرح کے کہ حکم کیا ان کو اپنی طاعت کا اور ذکر کرنا بندوں کا اپنے رب کو یہ ہے کہ اس سے دعا کریں اور اس کے طرف گڑگڑاویں اور اسکے پیغام کو خلقت کی طرف پہونچاویں کہا ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور وہ اسکی فرمان برداری پر ہو تو خدا اسکو اپنی رحمت سے یاد کرتا ہے اور اگر خدا کو یاد کرے اور گناہ پر ہو تو خدا اس کو لعنت سے یاد کرتا ہے کہا اور معنے یہ ہیں کہ یاد کرو مجھ کو طاعت سے یاد کروں گا میں تمکو مدد سے اور سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ بندگی ہے یاد کروں گا میں تم کو ساتھ مغفرت کے یا معنے یہ ہیں کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ توحید کے یاد کروں گا تم کو ساتھ ثواب کے یا مجھ سے دعا مانگو میں اسکو قبول کروں گا اور اسی پر قول اسکا اور ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا کے الخ تو یہ سب واضح ہے پیغمبروں کے حق میں اور مشترک ہیں انکو دعا اور عاجزی کرنے میں باقی بندے اور افضل ذکر وہ ہے جو دل اور زبان دونوں سے ہو پھر وہ افضل ہے جو دل سے ہو پھر جو زبان سے ہو (فتح) وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً اِلٰى قَوْلِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ غُمَّةٌ غَمٌّ وَّضِيْقٌ **ترجمہ** اور پڑھ ان پر حال نوح کا جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے قوم اگر بھاری ہوا ہے تم پر میرا کھڑا ہونا اور سمجھانا اللہ کی باتوں سے تو میں نے اللہ پر بھروسا کیا سو تم ملکر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے شریک پھر نہ رہے تمہارا کام تم پر پوشیدہ پھر کر چکو میری طرف اور مجھ کو فرصت نہ دو خدا کے قول مسلمین تک اور غمہ کے معنے ہیں غم اور تنگی **ف**

کہا ابن بطال نے کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اسکی کہ اللہ نے ذکر کیا ہے نوح کو ساتھ اس چیز کے کہ پہونچائی اس نے اسکے امر سے اور ذکر کیا اپنے رب کی آیتون کو اور اسیطرح فرض کیا ہے ہر پیغمبر پر پہونچانا اس کی کتاب اور شریعت کا اور کہا کرمانی نے کہ جب نوح نے خدا کی آیتین اپنی امت کو پہونچائین تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی طرف پہونچانے کا حکم ہے اور غمہ کے معنے ہین جو چیز کہ ظاہر نہ ہو یعنے پھر تم کو کچھ شبہ نہ رہے (فتح) قَالَ مُجَاهِدٌ اقْضُوا اِلَيَّ مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ يُقَالُ افْرُقْ فَاقْضِ اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر مین ثُمَّ اقْضُوْا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنَ یعنے پھر پہونچاؤ مجہ کو جو تمہارے دل مین ہے **ف** اور بعضون نے کہا کہ اسکے معنے ہین پھر کرو جو تمہارے واسطے ظاہر ہو اور بعضون نے کہا کہ کرو جو چاہو قتل وغیرہ سے اور کہا جاتا ہے کہ افرق کے معنے ہین اقض یعنے ظاہر کر امر کو اور جدا کر اسکو ساتھ اس طرح کے کہ اس مین کوئی شبہ باقی نہ رہے وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ اِنْسَانٌ يَأْتِيْهِ فَيَسْتَمِعُ مَا يَقُوْلُ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ .. فَهُوَ اٰمِنٌ حَتّٰى يَأْتِيَهُ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ وَحَتّٰى يَبْلُغَ مَأْمَنَهُ حَيْثُ جَاءَ **ترجمہ** اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر مین کہ اگر کوئی مشرک تجہ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے کہ اگر کوئی آدمی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آوے پھر حضرتؐ کا کلام سنے اور جو آپ پر اتارا گیا تو وہ پناہ مین ہے جب تک کہ آتا رہے اور اللہ کا کلام سنتا رہے اور یہانتک کہ اپنے امن کی جگہہ مین پہونچے جس جگہہ آیا **ف** کہا ابن بطال نے کہ ذکر کرنا اس آیت کا اس سبب سے ہے کہ خدا نے حکم کیا اپنے پیغمبر کو ساتھ پناہ دینے اس شخص کے جو ذکر کو سنے جب تک کہ اس کو سنتا رہے پھر اگر ایمان لاوے تو بہتر ہوا نہین تو اسکو اسکے امن کی جگہہ پہونچایا جاوے یہانتک کہ خدا اسکے حق مین حکم کرے جو چاہے (فتح) اَلنَّبَأُ الْعَظِيْمُ الْقُرْاٰنُ اور مراد نبا عظیم سے جو سورہ عم مین واقع ہوا ہے قرآن ہے یعنے جب پوچہین تو ان کو قرآن پہونچا۔ صَوَابًا حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمَلٌ بِهٖ اور صواب کے معنے حق ہین یعنے کہا حق دنیا مین اور عمل کیا ساتھ اسکے **ف** کہا ابن بطال نے کہ مراد یہ قول خدا کا ہے اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا یعنے دنیا مین حق کہا اور اسکے ساتھ عمل کیا سو وہی ہے جسکو اجازت ہوگی کلام کرنے کی آگے خدا کے ساتھ شفاعت کے جس کے واسطے شفاعت کا حکم ہوگا۔ اور وجہ مناسبت اسکی یہ ہے کہ تفسیر کرنا صواب کی ساتھ قول حق اور عمل کرنے کے ساتھ اسکے دنیا مین شامل ہے اللہ کے ذکر کو زبان سے ہو یا دل سے یا دونون لئے پس مناسب ہوگا اسکے اس قول کو ذکر کرنا بندون کا ساتھ دعا اور تضرع کے اور اس باب مین کوئی حدیث مرفوع نہین بیان کی اور شاید بخاری نے اس جگہہ بیاض چھوڑا ہوگا ناسخ نے اسکو مٹا دیا اور لائق ساتھ اس باب کے حدیث قدسی ہے کہ جو مجہ کو اپنے جی

ہین یاد کرے مین اسکو اپنے جی مین یاد کرتا ہون اور جو ذکر کرے مجہ کو جماعت مین آدمیون سے ساتہہ دعا
اور عاجزی کے تو مین اسکو فرشتون کے جماعت مین ذکر کرتا ہون ساتہہ رحمت اور مغفرت کے (فتح) **باب**
قَوْلِ اللّٰهِ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَقَوْلِهٖ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ **ترجمہ** باب بیچ
خدا کے اس قول کے بیان ہین کہ نہ ٹہیراو اللہ کے واسطے کوئی شریک اور ٹہیراتے ہو تم اللہ کا شریک یہ رب ہے
ساری جہان کا **ف** کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری کی ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ سب افعال خدا کی طرف
منسوب ہین برابر ہے کہ مخلوق سے ہون نیک ہون یا بد پس سب افعال خدا کی پیدائش ہین اور بندون کا
کسب ہے اور نہین منسوب کی جاتی ہے کوئی چیز خلق سے طرف غیر اللہ کی تاکہ ہووہ شریک اور ثانی اور مساوی
اسکے واسطے بیچ نسبت کرنے فعل کے طرف اسکی اور البتہ تنبیہ کی ہے خدا نے بندون کو اسپر ساتہہ آیتون
مذکورہ وغیرہ کے جو تصریح کرنے والی ہین ساتہہ نفی شریک کے اور معبودون کے جو خدا کے سوائے پکارے
جاتے ہین پس یہ آیتین بعض گیر ہین رد کو اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ بندہ اپنے کامون کو آپ پیدا
کرتا ہے اور ان ہین سے بعضی وہ آیتین ہین کہ ڈرایا ہے ساتہہ اسکے ایماندارون کو یاشا کی اور پراسکے
اور بعض وہ ہین کہ جہڑکا ساتہہ اسکے کافرون کو اور حدیث باب کی ظاہر ہے بیچ اسکے اور کہا کرمانی نے
کہ ترجمہ مشعر ہے ساتہہ اسکے کہ مقصود ثابت کرنا نفی شریک کا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے لیکن نہین ہے
مقصود اس جگہہ یہ بلکہ مراد بیان ہونا افعال بندون کا ہے ساتہہ پیدا کرنے اللہ کے یعنے بندون کے افعال
کا خالق اور پیدا کرنے والا خدا ہے اس واسطے کہ اگر بندے اپنے افعال کے آپ خالق ... اور پیدا کرنے
والے ہوتے تو پیدا کرنے مین خدا کے شریک ہوتے اسی واسطے عطف کیا مذکور کو اوپر اسکے اور بیچ
کیر ہے یہ رد کو جہمیہ پر اس واسطے کہ وہ کہتے ہین کہ بندی کو بالکل کچہ قدرت نہین اور معتزلہ پر کہ وہ کہتے
ہین کہ بندے کے کامون ہین خدا کی قدرت کو کچہ دخل نہین اور مذہب حق یہ ہے کہ نہ جبر ہے نہ قدر ہے
بلکہ امر بین بین ہے اور اگر کہا جاوے کہ نہین خالی ہے یہ کہ فعل بندے کی قدرت سے ہے یا نہین اس
واسطے کہ نہین ہے واسطہ درمیان نفی اور اثبات کے بنا بر شق اول کے ثابت ہوگا قدر جسکی معتزلہ قائل
ہین والا ثابت ہوگا جبر اور وہ قول جہمیہ کا ہے تو جواب یہ ہے کہ کہا جاوے کہ بلکہ بندی کے واسطے
قدرت ہے کہ فرق کیا جاتا ہے ساتہہ اسکے درمیان اترنے والے منارے سے اور گرنے والے کے اس
سے لیکن اسکی قدرت کے واسطے تاثیر نہین ہے بلکہ اسکا یہ فعل خدا کی قدرت سے واقع ہونے والا ہے
سو تاثیر قدرت اسکی کی بیچ اسکے بعد قدرت بندے کے ہے اوپر اسکے اور اسیکا نام رکہا گیا ہے کسب
اور بندی کی قدرت کی حاصل تعریف یہ ہے کہ وہ ایک صفت ہے کہ مرتب ہوتا ہے اسپر فعل اور ترک عادت

مین اور وہ واقع ہوتی ہے موافق ارادہ کے اور البتہ طول کیا ہے بخاری نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے اس
مسئلے کی تقریر مین اور بدلی ہے اس نے ساتھ آیتون اور حدیثون اور آثار کے جو وارد ہین سلف سے بیچ اس
کے اور غرض اسکی اس جگہہ رد کرنا ہے اس شخص پر جو فرق کرتا ہے درمیان تلاوت اور متلو کے اسی واسطے
اسکے بعد وہ باب لایا ہے جو اسکے ساتھ متعلق ہے مثل اس باب کی لا تحرک به لسانک اور باب وَاَسِرُّوا قَوْلَكُمْ
اَوِ اجْهَرُوا بِه اور سوای اسکے اور یہ مسئلہ مشہور ہے ساتھ مسئلے لفظ کے اور سخت انکار کیا ہے امام احمد اور
انکے تابعدارون نے اس پر جو کہتا ہے لفظی بالقرآن مخلوق یعنے بولنا میرا ساتھ قرآن کے مخلوق ہے
اور کہا بیہقی نے کہ مذہب سلف اور خلف کا اہل حدیث اور اہل سنت سے یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے
اور وہ صفت ہے اس کی ذات کی صفتون سے اور سوائے تلاوت سو اس مین انکے دو قول ہین بعضون
نے فرق کیا ہے درمیان تلاوت اور متلو کے اور بعضون نے پسند کیا ہے اس کو کہ اس مین کلام اور
بحث نہ کی جاوے اور اصل بخاری کا مطلب یہ ہے کہ رد کرے اسپر جو قائل ہے ساتھ اسکے کہ بندون
کے اصوات یعنے بندون کی آواز مخلوق نہین سو ثابت کیا ہے آیتون اور حدیثون سے کہ بندون کے
افعال مخلوق ہین اور حاصل یہ ہے کہ اہل کلام کے اس مین پانچ قول ہین اول[1] معتزلون کا قول ہے کہ
وہ مخلوق ہے دوسرا[2] کلابیہ کا قول ہے کہ وہ قدیم ہے قائم ہے ساتھ ذات رب کے نہین ہے حروف
اور نہ اصوات اور موجود لوگون کے درمیان جو ہے وہ اسکی مراد ہے نہ عین اسکا تیسرا[3] قول سالمیہ کا
ہے کہ وہ حروف اور اصوات ہین قدیم الذات ہین اور وہ عین ہے ان حروف کا جو مکتوب ہین اور
آوازون کا جو مسموع ہین چوتھا[4] قول کرامیہ کا ہے کہ وہ محدث ہے نہ مخلوق پانچوان[5] قول یہ ہے کہ
وہ اللہ تعالی کا کلام ہے غیر مخلوق اور خدا ازل سے کلام کرنے والا ہے جب چاہے نص کی ہے اسپر
امام احمد نے اور اسکے اصحاب دو فرقے ہین بعضون نے کہا کہ وہ لازم ہے اسکی ذات کو اور حروف
اور اصوات آپس مین قرین ہین نہ آگے پیچھے اور سناتا ہے کلام اپنا جس کو چاہتا ہے اور بعضون
نے کہا ہے کہ وہ کلام کرنے والا ہے جو چاہے جب چاہے اور اس نے موسے کو پکارا جب کہ اس
سے کلام کیا اور اس سے پہلے اسکو نہین پکارا تھا اور جس پر قول اشعریہ کا قرار پایا ہے یہ ہے کہ
قرآن کلام اللہ کا ہے غیر مخلوق لکھا ہے کاغذون مین محفوظ ہے سینون مین پڑھا گیا ہے ساتھ
زبانون کے اور یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ قرآن کو دشمن کی زمین کی طرف نہ لے جاؤ کہ مبادا اسکو
دشمن پا جاوے تو مراد اس سے وہ قرآن ہے جو کاغذون مین ہے نہ جو سینون مین ہے اور اجماع
ہے سلف کا کہ جو چیز کہ دو جلدون کے درمیان ہے وہ قرآن ہے اور بعضون نے کہا کہ قرآن بولا جاتا

اور مراد اس سے مقروء ہوتا ہے اور وہ اسکی قدیمی صفت ہے اور کبھی بولا جاتا ہے اور مراد اس سے قرأت ہوتی
ہے اور وہ الفاظ ہین جو دلالت کرنے والے ہین اوپر اسکے اور اسی سبب سے واقع ہوا ہے اختلاف اور
ایہر یہ قول انکا کہ خدا پاک ہے حروف اور اصوات سے تو مراد انکی کلام نفسی ہے جو قائم ہے ساتھ ذات مقدس
کے سو وہ اسکی قدیمی صفتون سے ہے اور چونکہ اس مسئلہ مین بہت اختلاف اور سخت التباس ہے اسی واسطے
منع کیا ہے سلف نے اس مین بحث کرنے سے اور کفایت کی انہون نے ساتھ اس اعتقاد کے کہ قرآن
اللہ کا کلام ہے مخلوق نہین یعنے آدمی کو چاہیے کہ صرف اتنا اعتقاد رکہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق
نہین اور اس سے زیادہ نہ بولے اور یہ سالم تر ہے سب اقوال سے واللہ المستعان (فتح) وَقَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ
لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ یعنے اور خدا نے فرمایا اور جو نہین پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو **ف**
اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ وارد کرنے اسکے کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے باب کی حدیث
کے بعضے طریقون مین کما تقدم فی تفسیر سورۃ الفرقان کہ اس مین ہے بعد قول اسکے کہ تو اپنے ہمسائے
کی عورت سے زنا کرے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتری کہ جو اللہ
کے ساتھ اور معبود نہین پکارتے اور شاید کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ اسکے طرف تفسیر جعل
کی جو پہلے دونون آیتون مین مذکور ہے اور یہ کہ مراد دعا ہے یا ساتھ معنے پکارنے کے یا ساتھ معنے
عبادت کے یا ساتھ معنے اعتقاد کے (فتح) وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ
لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ اور البتہ حکم ہوا
ہے تجہ کو اے محمد اور تجہ سے اگلون کو کہ اگر تو نے خدا کا شریک کیا تو تیرا عمل باطل ہو جاوے گا اور البتہ تو
ہوگا ٹوٹا پانے والون سے بلکہ فقط اللہ ہی کو پوج اور ہو شکر گذارون سے **ف** اور غرض اس سے تشدید
وعید کی ہے اس شخص پر جو اللہ کا شریک کرے اور یہ کہ شرک سے سب نیکیون مین ڈرایا گیا ہے اور یہ کہ
آدمی کے واسطے عمل ہے جب اس کو ثواب ملتا ہے جب کہ شرک سے بچے اور باطل ہو جاتا ہے ثواب اسکا
جب کہ شرک کرے (فتح) وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ فَاِنْ سَأَلْتَهُمْ
مَنْ خَلَقَهُمْ وَمَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَذٰلِكَ اِيْمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُوْنَ
غَيْرَهٗ اور کہا عکرمہ نے اس آیت کی تفسیر مین اور نہین ایمان لاتے اکثر ان مین ساتھ اللہ کے مگر اور حالانکہ
وہ مشرک ہین کہا عکرمہ نے کہ پوچہتا ہے ان سے کہ کس نے پیدا کیا ہے ان کو اور کس نے پیدا کیا ہے آسمانون
اور زمین کو تو کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے پیدا کیا ہے سو یہ ہے ایمان انکا اور حالانکہ اس کے غیر کو پوجتے
ہین وَمَا ذُكِرَ فِيْ خَلْقِ اَفْعَالِ الْعِبَادِ وَاَكْسَابِهِمْ اور جو ذکر کیا گیا ہے بیچ پیدا کرنے افعال بندون کے

اور انکے کسب کے لقولہ تعالی وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا واسطے دلیل قول اللہ تعالے کے اور پیدا کیا ہے ہر چیز کو اور اندازہ کیا ہے اسکو اندازہ کرنا **ف** وجہ دلالت کی عموم قول اسکے کا ہے پیدا کیا ہر چیز کو اور کسب بھی چیز ہے سو وہ بھی خدا کا مخلوق ہوگا وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَا تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ بِالرِّسَالَةِ وَالْعَذَابِ یعنے اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں اترتے فرشتے مگر ساتھ حق کے یعنے ساتھ رسالت اور عذاب کے لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ الْمُبَلِّغِينَ الْمُؤَدِّينَ مِنَ الرُّسُلِ یعنے تاکہ پوچھے سچوں کو یعنی پہونچانے والوں کو پیغمبروں سے یعنے اس سے کہ انکی امتوں نے انکو کیا جواب دیا وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ عِنْدَنَا اور البتہ ہم قرآن کے نگہ رکھنے والے ہیں یعنے اپنے نزدیک وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ بِالْقُرْآنِ وَصَدَّقَ بِهِ الْمُؤْمِنُ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ یعنے جو لایا ساتھ صدق کے یعنے قرآن کے اور سچا جانا اسکو یعنے ایماندار کہے گا قیامت کے دن یہ قرآن ہے جو تونے مجھ کو دیا میں نے عمل کیا ساتھ اسکے جو اس میں ہے **ف** اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد صدق سے اس آیت میں لا الہ الا اللہ ہے اور علی مرتضے رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد صدق لانیوالے سے محمد صلعم ہیں اور مراد تصدیق کنندہ سے ابوبکر صدیق ہیں اور کہا طبری نے کہ اولی یہ ہے کہ مراد ساتھ صدق لانے والے کے ہر شخص ہے جو بلاوے طرف توحید کی اور ایمان لانے کی ساتھ پیغمبر اسکے کے اور جو وہ لائے اور تصدیق کرنے والے سے مراد ایماندار ہیں (فتح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ **ترجمہ** عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون گناہ خدا کے نزدیک بہت بڑا ہے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک ٹہیراوے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے میں نے کہا مقرر یہ بڑا گناہ ہے میں نے کہا پھر کون حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے تو ڈرے کہ تیرے ساتھ کہاوے میں نے کہا پھر کون فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائی کی عورت سے زنا کرے **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں گذر چکی ہے اور مراد اس سے اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ جو گمان کرے کہ وہ اپنے فعل کو آپ پیدا کرتا ہے تو وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے جو اللہ کے ساتھ شریک ٹہیراوے اور حالانکہ وارد ہو چکی ہے اس میں وعید شدید سو اسکا اعتقاد حرام ہوگا (فتح) **باب** قَوْلِهِ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا

ابصارکم ولا جلودکم ولکن ظننتم ان اللہ لا یعلم کثیرا مما تعملون باب ہے خدا کے اس قول کے بیان مین اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ گواہی دین تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھین اور تمہارے چمڑے ولیکن تمنے گمان کیا کہ مقرر اللہ نہین جانتا بہت چیزین جو تم کرتے ہو **ف** کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری کی اس باب مین ثابت کرنا سمع کا ہے اللہ تعالے کے واسطے اور مین کہتا ہون کہ غرض اسکی اس باب مین ثابت کرنا اس چیز کا ہے جو اسکا مذہب ہے کہ اللہ کلام کرتا ہے جب چاہتا ہے اور یہ حدیث شامل ہے اتارنے آیت کے کی بعد آیت کے بسبب اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے زمین مین اور جسکا یہ مذہب ہے کہ کلام صفت ہے قائم ہے ساتھ ذات اسکی کے تو اس نے یہ جواب دیا ہے کہ اتارنا بحسب واقعات کے لوح محفوظ سے ہے یا دنیا کے آسمان سے جیسا کہ وارد ہوا ہے ابن عباسؓ کی حدیث مین کہ اترا سب قرآن ایک بار پہلے آسمان کی طرف سو رکھا گیا بیت العزت مین پھر اتارا گیا طرف زمین کی متفرق طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے (فتح) **حدثنا** الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حدثنا جریر عن منصور عن مجاہد عن ابی معمر عن عبد اللہ قال اجتمع عند البیت ثقفیان وقرشی او قرشیان وثقفی کثیر شحم بطونہم قلیل فقہ قلوبہم فقال احدہم اترون ان اللہ یسمع ما نقول وقال الآخر یسمع ان جہرنا ولا یسمع ان اخفینا وقال الآخر ان کان یسمع اذا جہرنا فانہ یسمع اذا اخفینا فانزل اللہ وما کنتم تستترون ان یشہد علیکم سمعکم ولا ابصارکم الآیۃ **ترجمہ** عبد اللہ سے روایت ہے کہ جمع ہوئے پاس کعبے کے دو مرد ثقفی اور ایک مرد قریشی یا دو قریشی اور ایک ثقفی بہت موٹے پیٹ والے کم سمجھ تو ان مین سے ایک نے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ سنتا ہے جو ہم کہتے ہین اور دوسرے نے کہا کہ سنتا ہے اگر ہم پکار کے بات کرین اور نہین سنتا اگر ہم چپکے بات کرین اور تیسرے نے کہا کہ اگر ہماری پکار کے بات کرنے کے وقت سنتا ہے تو ہمارے چپکے بات کہنے کے وقت بھی سنتا ہے تو خدا نے یہ آیت اتاری اور تم پردہ نہین کرتے تھے اس سے کہ گواہی دین تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھین اور تمہارے چمڑے آخر آیت تک **باب** قول اللہ کل یوم هو فی شان ہر دن خدا ایک حالت مین ہے یعنے ثواب دینے مین یا عذاب دینے مین یا جلانے مین یا مارنے مین **ف** اسکا بیان تفسیر مین گذر چکا ہے وما یأتیہم من ذکر من ربہم محدث وقول اللہ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا وان حدثہ لا یشبہ حدث المخلوقین لقولہ لیس کمثلہ شیء وهو السمیع البصیر **ترجمہ** اور نہین آتا ان پاس کوئی ذکر انکے رب کی طرف سے نیا اور خدا نے فرمایا کہ شاید خدا اسکے بعد کوئی نیا امر پیدا کرے اور یہ کہ پیدا کرنا اسکا مخلوق کے پیدا کرنے کے

مشابہ نہیں واسطے دلیل اس قول خدا کے نہیں مانند اسکے کوئی چیز اور وہ سنتا ہے دیکھتا **ف** کہا ابن بطال
نے کہ غرض بخاری کی یہ ہے کہ فرق ہے درمیان وصف کرنے کلام اللہ کے ساتھہ اسکے کہ وہ مخلوق ہے اور
درمیان وصف کرنے اسکے کے ساتھہ اسکے کہ وہ محدث ہے اور یہ قول بعض معتزلہ اور اہل ظاہر کا ہے اور
یہ خطا ہے اس واسطے کہ جو ذکر کہ موصوف ہے آیت میں ساتھہ احداث کے نہیں ہے وہ نفس کلام اسکا
واسطے قائم ہونے دلیل کے اوپر اسکے کہ محدث اور منشا اور مخلوق اور مخترع سب الفاظ ہم معنے ہیں یعنے
ان سب کے ایک معنے ہیں اور جب نہیں جائز ہے وصف کرنا کلام اسکے کا جو اسکی ذات کے ساتھہ قائم ہے
ساتھہ اسکے کہ وہ مخلوق ہے تو اسی طرح نہیں جائز ہوگا وصف کرنا اسکا ساتھہ اسکے کہ وہ محدث ہے اور
جب اس طرح ہوا تو مراد ساتھہ ذکر کے آیت میں وہ رسول ہے یعنے کوئی نیا رسول ان پاس نہیں آیا اور
احتمال ہے کہ مراد ذکر سے اس جگہہ رسول کا وعظ ہو جو کافروں کو کرتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ مرجع احداث
کا آیت میں اتیان کی طرف ہے یعنے آنے کی طرف نہ ذکر قدیم کی طرف اس واسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر قرآن تھوڑا تھوڑا ہو کے اترا سو اسکا نزول وقت بوقت نیا ہوتا تھا جیسا کہ عالم جانتا ہے جو
جاہل نہیں جانتا پھر جب جاہل اسکو جانتا ہے تو نیا پیدا ہوتا ہے نزدیک اسکے علم اور نہیں ہوتا ہے
احداث اسکا وقت سیکھنے کے عین علم کا میں کہتا ہوں اور احتمال اخیر قریب تر ہے طرف مراد بخاری
کی واسطے اس چیز کے کہ میں نے پہلے بیان کی کہ بنا ان ترجموں کے نزدیک اس کے اوپر ثابت کرنے اس
بات کے ہے کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں اور مراد اسکی اس جگہہ حدث بہ نسبت اتارنے قرآن کے ہے
اور ساتھہ اسکے جزم کیا ہے ابن منیر وغیرہ نے اور کہا کرمانی نے کہ خدا کی صفات سلبیہ ہیں اور وجودیہ اور
اضافیہ پس سلبیہ تنزیہات ہیں اور وجودیہ قدیمہ ہیں اور اضافیہ خلق اور رزق ہے اور وہ حادثہ ہیں اور
نہیں لازم آتا ہے ان کے حدوث سے تغیر خدا کی ذات میں اور نہ اسکی صفات وجودیہ میں جیسا کہ تعلق
علم اور قدرت کا ساتھہ معلومات اور مقدورات کے حادث ہے اور اسی طرح تمام صفات فعلیہ اور جب مقرر
ہو چکا تو اتارنا قرآن کا حادث ہے اور منزل یعنے قرآن قدیم ہے اور تعلق قدرت کا حادث ہے اور نفس
قدرت کا قدیم ہے سو مذکور یعنے قرآن قدیم ہے اور ذکر حادث ہے اور جو ابن بطال نے کہا اس میں
نظر ہے اس واسطے کہ بخاری کا یہ مقصود نہیں اور نہ وہ راضی ہے اس سے جو اسکی طرف منسوب کیا گیا
اس واسطے کہ مخلوق اور محدث کے درمیان کچھ فرق نہیں نہ عقل کے رو سے نہ نقل کے رو سے نہ عرف کی
رو سے اور نقل کیا ہے ہروی نے ابن راہویہ سے اس آیت کی تفسیر میں مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم
مُّحْدَثٍ کہا کہ قدیم ہے رب العزت کی طرف سے نیا اتارا گیا ہے طرف زمین کی سو یہ ہے پیشوا بخاری کا بیچ

اسکے اور کہا بخاری نے کہ حرکات ان کی اور اصوات انکی اور کسب انکا اور لکھنا انکا مخلوق ہے اور ایسے قرآن جو پڑھا گیا ہے بیان کیا گیا ہے ثابت کیا گیا ہے کاغذوں میں جو لکھا گیا ہے اور یاد رکھا گیا ہے دلوں میں سو وہ اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور کہا ابن راہویہ نے ایسے برتن یعنے سیاہی اور کاغذ اور مانند ان کی سو وہ مخلوق ہیں اور تو لکھتا ہے اللہ کو اور اللہ ہی ہے فی ذاتہ پیدا کرنے والا اور تیرا لکھنا تیرا فعل ہے اور وہ مخلوق ہے اس واسطے کہ ہر چیز اللہ کے سوائے اسکے پیدا کرنے سے ہے (فتح) وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَلَّا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلٰوةِ اور کہا ابن مسعود نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ مقرر اللہ تعالی پیدا کرتا ہے اپنے امر سے جو چاہتا ہے اور اس چیز سے کہ نئی پیدا کی یہ ہے کہ نہ کلام کرو نماز میں **ف** عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں سلام کیا کرتے تھے اور اپنی حاجت کا حکم کرتے تھے سو میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپ نماز میں تھے تو میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سلام کا جواب نہ دیا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ حدیث فرمائی (فتح) **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللهِ أَقْرَبُ الْكُتُبِ عَهْدًا بِاللهِ تَقْرَؤُونَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا کہ تم کیوں پوچھتے ہو اہل کتاب کو ان کی کتاب سے اور تمہارے پاس خدا کی کتاب ہے یعنے قرآن کہ اسکے نزول کا زمانہ قریب تر ہے سب کتابوں سے جو خدا کی طرف سے نازل ہوئیں تم اسکو پڑھتے ہو اس حال میں کہ خالص ہے اس میں کوئی چیز مخلوط نہیں ہوئی **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ عَلَى نَبِيِّكُمْ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللهِ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوا مِنْ كُتُبِ اللهِ وَغَيَّرُوا فَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكُتُبَ قَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أَوَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ فَلَا وَاللهِ مَا رَأَيْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے کیوں پوچھتے ہو تم اہل کتاب سے کچھ چیز اور حالانکہ تمہاری کتاب جو خدا نے تمہارے پیغمبر پر اتاری اسکے نزول کا زمانہ قریب تر ہے سب کتابوں سے جو خدا کی طرف سے اتریں . . . . اس حال میں کہ خالص ہے اس میں کوئی چیز نہیں ملی اور البتہ خدا نے تم سے بیان کر دیا کہ اہل کتاب نے بدل ڈالا ہے خدا کی کتابوں کو اور متغیر کر دیا سو انہوں نے اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھیں

اور کہا کہ وہ خدا کے نزدیک سے ہیں تاکہ لیویں اسکے بدلے مول تھوڑا کیا نہیں منع کرتا تم کو جو آیا تم کو علم سے
ان کے سوال سے اور قسم ہے اللہ کی کہ ہم نے کوئی مرد اُن میں سے نہیں دیکھا جو تم سے پوچھتا ہو اس چیز سے
جو تم پر اُتاری گئی یعنے قرآن سے **ف** یعنے نہیں پوچھتے وہ تم سے کچھ چیز باوجودیکہ وہ جانتے ہیں کہ تمہاری
کتاب میں تحریف نہیں پھر تم ان سے کیوں پوچھتے ہو اور حالانکہ تم نے جان لیا کہ ان کی کتاب تحریف کی
گئی ہے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے خدا کی کتاب کو بدل ڈالا تو یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ
يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيهِمْ الآية اس آیت میں احدث الاخبار ہے اور یہی ہے موافق کے ترجمے کے اور
بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کا اترنا خدا کی طرف
سے حادث ہے اگرچہ باعتبار ذات کے قدیم ہے **باب** قَوْلِ اللّٰهِ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ خدا تعالےٰ
نے فرمایا کہ نہ ہلا اپنی زبان کو ساتھ تکرار کرنے قرآن کے یعنے آخر آیت تک وَفِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَيْثُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا جب کہ آپ پر وحی اتاری گئی **ف**
بیان کیا ہے اسکو باب کی حدیث میں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے بسبب یاد کرنے قرآن
کے پھر جب یہ آیت اتری تو سننے لگے پھر جب فرشتہ چلا جاتا تو اسکو پڑھتے جیسے اسکو فرشتے سے سنتے
یعنے اس میں سے کوئی چیز نہ بھولتے قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ اَنَا مَعَ عَبْدِيْ
مَا ذَكَرَنِيْ وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ یعنے کہا ابوہریرہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ خدا نے فرمایا کہ میں
اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک کہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے ذکر سے اسکی دونو لبیں ہلتی رہیں۔
ف کہا ابن بطال نے کہ معنے حدیث کے یہ ہیں کہ میں ساتھ اس کے ہوں ساتھ حفظ اور نگہبانی
کے نہ یہ کہ اسکی ذات بندے کی ذات کے ساتھ ہے اور کہا کرمانی نے کہ مراد معیت رحمت کی ہے اور یہ
جو کہا هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تو مراد اس سے معیت علم کی ہے پس یہ خاص تر ہے آیت کی معیت سے (فتح)
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ
التَّنْزِيْلِ شِدَّةً كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ لِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَا اُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا اُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا
فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْاٰنَهُ قَالَ جَمْعُهُ
لَكَ فِيْ صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَاُهُ فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَاَنْصِتْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا
اَنْ تَقْرَاَهُ قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ جِبْرَائِيْلُ اِسْتَمَعَ فَاِذَا انْطَلَقَ جِبْرَائِيْلُ

قرأه النبي صلی الله علیه وسلم کما اقرأه **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے اس آیت
کی تفسیر میں نہ ہلا اپنی زبان کو کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کے اتارنے سے تکلیف پاتے تھے یعنی
آپ کو سخت محنت کرنی پڑتی تھی اپنی دونو لب ہلاتے تھے تو ابن عباس نے مجھ سے کہا (یہ سعید کا قول ہے)
کہ میں اپنی دونو لب تیرے واسطے ہلاتا ہوں جیسا کہ حضرت ان کو ہلاتے تھے تو سعید نے کہا کہ میں ان کو
ہلاتا ہوں جیسا کہ ابن عباس ان کو ہلاتے تھے سو خدا تعالے نے یہ آیت اتاری کہ نہ ہلا اپنی زبان کو ساتھ تکرار
قرآن کے تاکہ تو اس کو جلدی یاد کر لیوے مقرر ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اسکا یعنے جمع کرنا اسکا تیرے سینے میں
اور آسان کرنا پڑھنے اسکے کا یعنے پھر تو اسکو پڑھے پھر جب ہمارا فرشتہ اس کو پڑھنے لگے تو ساتھ رہ اس کے
پڑھنے کے کہا ابن عباس نے یعنے اسکو سن اور چپ رہ پھر ہمارا ذمہ ہے پڑھنا تیرا اسکو پھر اسکے بعد حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب جبرئیل آپ پر قرآن لاتے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چپکے سنا کرتے
پھر جب جبرئیل چلے جاتے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کو پڑھتے جیسا جبرئیل آپ کو پڑھاتے یعنے اس میں
سے کچھ نہ بھولتے **ف** جس وقت جبرئیل قرآن لاتے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سکھلاتے تو حضرت
بھی اُن کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تاکہ خوب یاد ہو جاوے اور بعد اسکے کوئی لفظ اس میں سے نہ
بھولے تو جب تک پہلا لفظ پڑھتے رہتے اگلا لفظ سننے میں نہ آتا تو گھبراتے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اس
وقت پڑھنے کی حاجت نہیں صرف سننا چاہیے پھر دل میں یاد رکھنا پھر زبان سے پڑھوانا لوگوں پاس
ہمارے ذمہ ہے اور یہ حدیث واضح تر دلیلوں سے اسپر کہ بولا جاتا ہے قرآن اور مراد اس سے قرارت
ہوتی ہے اسواسطے کہ مراد قرآن سے دونوں آیت میں قرارت ہے یعنے پڑھنا نہ لفس قرآن کا اور کہا
ابن بطال نے کہ غرض اسکی اس باب میں یہ ہے کہ زبان اور لبوں کا ہلانا ساتھ قرارت قرآن کے ایک
عمل ہے اسکے واسطے جسپر اسکو اجر ملتا ہے اور یہ جو کہا کہ جب ہم اسکو پڑھنے لگیں تو اس میں اضافت
فعل کی ہے طرف اللہ تعالی کی اور اسکا فاعل وہ ہے جو حکم کرے اسکو اسکے فعل کا اس واسطے کہ
خدا کی کلام کو حضرت پر پڑھنے والا جبرئیل ہے تو اس میں بیان ہے ہر چیز کا کہ مشکل ہو ہر فعل سے
جو منسوب ہو طرف اللہ کی کہ لائق ہے ساتھ اسکے فعل اسکا آنے اور اترنے سے اور مانند اسکے اور جو
ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری کی ان دونوں حدیثوں سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے
کہ قرارت قاری کی قدیم ہے سو بیان کیا کہ حرکت کرنا قاری کی زبان کا ساتھ قرآن کے قاری کے فعل
سے ہے برخلاف مقروکے کہ وہ کلام اللہ کا ہے قدیم جیسے کہ حرکت زبان اللہ کے ذکر کرنے والے کی عادت
ہے اسکے فعل سے اور ذکر کیا گیا اور وہ اللہ سبحانہ وتعالی ہے قدیم ہے اور طرف اسی کے اشارہ کیا

ہے ساتھ ان بابوں کے جو اسکے بعد آتے ہیں (فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِ اجْہَرُوْا بِہٖ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ باب ہے قول خدا کا اور اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ جانتا ہے سینوں کے بھید کیا نہیں جانتا جس نے پیدا کیا اور وہی ہے باریک بین خبردار **ف** اشارہ کیا ہے ساتھ اس آیت کے اس طرف کہ قول عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ قرآن کے یا غیر اسکے کے سو اگر ہو ساتھ قرآن کے تو قرآن کلام اللہ کا ہے اور وہ اسکی ذات کی صفت ہے سو نہیں ہے وہ مخلوق واسطے قائم ہونے دلیل قاطع کے ساتھ اسکے اور اگر اسکے غیر کے ساتھ ہو تو وہ مخلوق ہے ساتھ دلیل قول خدا کے اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ بعد قول اسکے کے اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ کہا ابن بطال نے کہ مراد اسکی ساتھ اس باب کے ثابت کرنا علم کا ہے اللہ کے واسطے اور یہ کہ اسکی صفت ذاتی ہے واسطے برابر ہونے اس کے علم کے ساتھ چھپی بات کے اور ظاہر کے اور کہا ابن منیر نے کہ گمان کیا ہے شارح نے کہ مقصود بخاری کا ترجمہ سے ثابت کرنا علم کا ہے اور حالانکہ نہیں ہے جسطرح کہ گمان کیا اس نے نہیں تو مقصود نکرے ہوجاوے گا جسپر ترجمہ شامل ہے اس واسطے کہ نہیں ہے مناسبت درمیان علم کے اور اس حدیث کے مَنْ لَمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ مقصود بخاری کا اشارہ کرنا ہے طرف ایک نکتہ کی جو تھا سبب محنت اس کی کا ساتھ مسئلے لفظ کے سو اشارہ کیا بخاری نے ساتھ ترجمہ کے اس طرف کہ تلاوت خلق کی متصف ہے ساتھ ظاہر اور پوشیدہ ہونے کے اور یہ مستلزم ہے اسکو کہ ہو مخلوق اور البتہ کہا ہے بخاری نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے بعد اسکے کہ بیان کیں چند حدیثیں جو اسپر دلالت کرتی ہیں سو بیان کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خلقت کی آوازیں اور ان کی قرارت اور انکا پڑھانا اور ان کی زبانیں جدی جدی ہیں بعضی احسن اور زینت دار اور شیرین تر اور بلند تر اور صاف تر اور خوش آواز اور لحن اور اخفض اور اغض اور اخشع اور اجہر اور اخفے اور اقصر اور امدّ ہیں بعضی سے (فتح) یَتَخَافَتُوْنَ یَتَسَارُّوْنَ یعنے یتخافون کے معنے ہیں آپس میں کان میں بات کرتے ہیں **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ زُرَارَۃَ عَنْ ھُشَیْمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَا تَجْہَرْ بِصَلٰوتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِہَا قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَکَّۃَ فَکَانَ اِذَا صَلّٰی بِاَصْحَابِہٖ رَفَعَ صَوْتَہٗ بِالْقُرْاٰنِ وَاِذَا سَمِعَ الْمُشْرِکُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَہٗ وَمَنْ جَاءَ بِہٖ فَقَالَ اللّٰہُ لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْہَرْ بِصَلٰوتِکَ اَیْ بِقِرَاءَتِکَ فَیَسْمَعَ الْمُشْرِکُوْنَ فَیَسُبُّوا الْقُرْاٰنَ وَلَا تُخَافِتْ بِہَا عَنْ اَصْحَابِکَ فَلَا تُسْمِعُہُمْ وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس

اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اپنی نماز کو پکار کے پڑھ اور نہ چپکے پڑھ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکے میں چھپے تھے سو جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو اپنی آواز کو قرآن کے ساتھ بلند کرتے تھے سو جب مشرکین سنتے تو قرآن کو برا کہتے اور اسکو جس نے اسکو اتارا یعنی اللہ تعالی کو اور جو اسکو لایا سو اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی قرارت کو سو مشرکین اسکو سنیں اور قرآن مجید کو برا کہیں اور نہ چھپا اسکو اپنے اصحاب سے سو انکو نہ سناوے اور ڈہونڈہے انکے بیچ میں راہ حدثنا عبید بن اسمعیل قال حدثنا ابو اسامۃ عن ہشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت نزلت ہذہ الایۃ ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا فی الدعاء ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت دعا میں اتری اور نہ پکار اپنی نماز کو اور نہ پوشیدہ کر ف ان دونوں کی شرح تفسیر میں گذر چکی ہے حدثنا اسحاق قال اخبرنا ابو عاصم اخبرنا ابن جریج قال اخبرنا ابن شہاب عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یتغن بالقران وزاد غیرہ یجہر بہ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہم میں سے جو خوش آوازی سے قرآن کو نہ پڑھے اور زیادہ کیا ہے اسکے غیر نے کہ جو قرآن کو پکار کے نہ پڑھے باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل اتاہ اللہ القران فہو یقوم بہ اناء اللیل والنہار ورجل یقول لو اوتیت مثل ما اوتی ہذا لفعلت کما یفعل فبین اللہ ان قیامہ بالکتاب ہو فعلہ وقال ومن ایاتہ خلق السموت والارض واختلاف السنتکم والوانکم وقال وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون باب قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ ایک وہ مرد ہے جسکو خدا تعالے نے قرآن دیا سو وہ اسکو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے اور ایک وہ مرد جو کہتا ہے کہ اگر مجھ کو بھی یہی قرآن آتا جیسے اس کو آتا ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسا یہ کرتا ہے سو بیان کیا کہ قیام اسکا ساتھ کتاب کے وہ فعل اسکا ہے اور خدا نے فرمایا اور اسکی نشانیوں سے پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا اور مختلف ہونا انکی زبانوں اور رنگوں کا اور فرمایا کہ کرو نیکی تاکہ تم خلاصی پاؤ ف ایہہ پہلی آیت سو مراد اس سے مختلف ہونا زبانوں کا ہے اس واسطے کہ وہ شامل ہیں سب کلام پر پس داخل ہوگی اس میں قرارت اور ایہہ دوسری آیت سو عموم فعل خیر کا قرآن کے پڑھنے کو اور ذکر اور دعا وغیرہ کو شامل ہے سو دلالت کی اس نے کہ قرارت فعل قاری کا ہے (فتح) حدثنا قتیبۃ قال حدثنا جریر عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحاسد الا فی اثنتین رجل اتاہ اللہ القران فہو یتلوہ من اناء اللیل واناء النہار فہو یقول لو اوتیت مثل ما اوتی ہذا لفعلت کما یفعل ورجل اتاہ اللہ مالا فہو

يُنْفِقُهُ فِي حَقِّهٖ فَيَقُوْلُ لَوْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ هٰذَا عَمِلْتُ فِيْهِ مِثْلَ مَا عَمِلَ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں حسد کرنا لائق نہیں مگر دو چیز میں ایک تو وہ مرد جس کو خدا نے قرآن دیا ہے سو وہ اسکو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر مجھ کو بھی قرآن ملتا جیسے اسکو آتا ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسا یہ کرتا ہے دوسرا وہ مرد جسکو خدا نے مال دیا ہے سو وہ اس کو بجا خرچ کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا جیسا اسکے پاس ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسے یہ کرتا ہے

حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ سُفْيَانَ مِرَارًا لَمْ اَسْمَعْهُ يَذْكُرُ الْخَبَرَ وَهُوَ مِنْ صَحِيْحِ حَدِيْثِهٖ ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں زیادہ ہے کہ میں نے سفیان سے کئی بار سنا نہیں سنا میں نے اس سے ذکر خبر کا یعنی اس نے اخبرنا نہیں کہا بلکہ عن کے ساتھ روایت کی ہے اور وہ صحیح ہے اسکی حدیث سے **ف** کہا ابن منیر نے کہ پہلے باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں اسپر کہ قرات فعل قاری کا ہے اور یہ کہ اسکا نام تغنی رکھا جاتا ہے اور یہ حق ہے بطور اعتقاد کرنے کے نہ اطلاق کرنے کے واسطے ڈرنے کے ایہام سے اور واسطے بھاگنے کے بدعت سے ساتھ مخالفت کرنے سلف کی اطلاق میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے بخاری سے کہ اس نے کہا کہ جس نے مجھ سے نقل کیا یہ کہ میں نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق یعنے لفظ میرا ساتھ قرآن کے مخلوق ہے تو وہ جھوٹا ہے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں اور تصریح کی ہے اس ترجمہ میں جسکی طرف پہلے باب میں اشارہ کیا تھا (فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰهِ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ اب یہ قول خدا کا کہ اے رسول پہونچا دے جو تیری طرف اتارا گیا اور اگر تو نے نہ کیا تو تو نے اسکی پیغمبری نہ پہونچائی **ف** ظاہر اسکا اتحاد شرط اور جزا کا ہے اس واسطے کہ ان تفعل کے معنے یہ ہیں کہ اگر تو نے نہ پہونچایا لیکن مراد جزا سے اسکا لازم ہے اور اختلاف ہے کہ اس امر سے کیا مراد ہے سو بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پہونچا دے جیسا اتارا گیا یہ عائشہ نے سمجھا ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پہونچا دے اسکو ظاہر اور نہ ڈر کسی سے اس واسطے کہ خدا تجھ کو بچاوے گا لوگوں سے اور ثانی قول خاص تر ہے اول سے لیکن اول قول اکثر کا ہے واسطے ظاہر ہونے عموم کے خدا کے قول میں ما انزل اور امر وجوب کے واسطے ہے پس واجب ہے حضرت پر پہونچانا ہر چیز کا جو اتاری گئی طرف آپ کی واللہ اعلم اور حجت پکڑی ہے امام احمد نے ساتھ اس آیت کے اسپر کہ قرآن غیر مخلوق ہے اس واسطے

کہ نہین وارد ہوا کسی چیز مین قرآن سے اور نہ حدیثون سے کہ قرآن مخلوق ہے اور نہ وہ چیز جو دلالت کرے کہ قرآن مخلوق ہے یہ نقل کیا حسن بصری سے کہ اگر ہوتا حق جو جعد کہتا ہے تو البتہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسکو پہونچاتے (فتح) قَالَ الزُّهْرِيُّ مِنَ اللّٰهِ الرِّسَالَةُ وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ اور کہا زہری نے کہ اللہ کی طرف سے ہے پیغمبر کا بھیجنا اور اسکے رسول پر ہے پہونچا دینا پیغمبری کا اور ہم پر ہے مان لینا اسکا ف ایک روایت مین ہے کہ کسی نے زہری سے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے کیا معنے ہین لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ تو اس نے اسکے جواب مین یہ کہا وَقَالَ لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَقَالَ اُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ اور خدا تعالے نے فرمایا تاکہ جانے کہ انہون نے خدا کا حکم پہونچایا اور فرمایا کہ مین تم کو پہونچاتا ہون حکم اپنے رب کا ف کہا بخاری نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے سو خدا نے نام رکہا تبلیغ رسالت کا اور اسکے ترک کرنے کا فعل اور نہین منکر ہے یہ کہ کوئی کہے کہ رسول نے نہین کیا جو حکم کیے گئے ساتھ اسکے پہونچا دینے رسالت کے سے یعنے سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہونچایا تو البتہ کیا آپ نے جو آپ کو حکم ہوا اور تلاوت حضرت کی ما انزل الیہ کو تبلیغ ہے اور وہ فعل ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اور نیز بخاری نے اس کتاب مین کہا کہ خدا نے فرمایا اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کہ نماز طاعت ہے اور اسکا حکم کرنا خدا کی طرف سے قرآن ہے اور وہ مکتوب ہے کاغذون مین محفوظ ہے سینون مین پڑہا گیا ہے زبانون سے سو قرأت اور حفظ اور کتابت مخلوق ہے اور مقرو اور محفوظ اور مکتوب مخلوق نہین اور دلیل اسپر یہ ہے کہ تو لکہتا ہے اللہ کو اور اسکو یاد کرتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے سو تیرا دعا کرنا اور یاد کرنا اور لکہنا اور تیرا فعل مخلوق ہے اور خدا مخلوق نہین رقوا وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اور کہا کعب بن مالک نے جب کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچہے رہا یعنے پیچہے رہنے کے حال کی حدیث کے بیان مین کہ عنقریب خدا اور اسکا رسول تمہارے عملون کو دیکہے گا اور ایماندار ف اور مراد بخاری کی یہ ہے کہ خدا نے اسکا نام عمل رکہا وَقَالَتْ عَائِشَةُ اِذَا اَعْجَبَكَ حُسْنُ عَمَلِ امْرِئٍ فَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ اَحَدٌ اور کہا عائشہ نے کہ جب کسیکا عمل خوب تجہ کو خوش لگے تو کہہ عمل کرو کہ عنقریب دیکہے گا تمہارے عملون کو خدا اور اسکا رسول اور ایماندار اور اور نہ خفیف جانے تجہ کو کوئی یعنے نہ مغرور ہو کسی کے عمل سے سو اسکے ساتھ نیک گمان کرے مگر یہ کہ تو اسکو دیکہے کہ شریعت کی حدون پر کہڑا ہے ف جب تجہ کو کسی کا عمل خوش لگے الخ یعنے جب تو کسی کے نیک عمل کو دیکہے تو اس آدمی پر نیک گمان نہ کر بلکہ اسکے عمل کو خدا کے سپرد کر شاید باطن مین اسکے مخالف ہو

اور مراد عمل سے حسن عمل ہین قرارت اور نماز وغیرہ ہے سو حضرت عائشہ نے اسکا نام عمل رکھا اور یہی ہے وجہ
مطابقت کی ترجمہ سے وَقَالَ مَعْمَرٌ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ هٰذَا الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ بَيَانٌ وَدَلَالَةٌ كَقَوْلِهٖ
ذٰلِكُمْ حُكْمُ هٰذَا حُكْمُ اللّٰهِ لَا رَيْبَ فِيْهِ لَا شَكَّ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ يَعْنِيْ هٰذِهٖ اَعْلَامُ الْقُرْاٰنِ وَمِثْلُهٗ
حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ يَعْنِيْ بِكُمْ کہا معمر نے یہ کتاب یعنے یہ قرآن ہدایت ہے واسطے
پرہیزگارون کے یعنے بیان اور دلالت ہے مانند قول اسکے کی ذلک حکم اللہ یہ حکم اللہ کا ہے لاریب فیہ یعنی
نہین کوئی شک بیچ اسکے کہ یہ اللہ کی آیتین ہین یعنے یہ قرآن کی نشانیان ہین اور مثل اسکی ہے یہ
قول خدا کا کہ جب تم ہو کشتی مین اور چلین ساتھ انکے یعنے ساتھ تمہارے **ف** مراد اس کی
یہ ہے کہ یہ نظیر ہے استعمال کرنے ذلک کی بیچ جگہہ ہذا کے یعنے جب اس آیت مین مخاطب کے ضمیر کی جگہہ
غائب کے ضمیر کا استعمال کرنا جائز ہے ویسا ہی ذلک الکتاب مین جائز ہے استعمال کرنا ضمیر بعید کا بجای
ضمیر قریب کے اور جب جائز ہے استعمال کرنا اس چیز کا کہ غائب کے واسطے ہو واسطے حاضر کے تو
اسی طرح جائز ہے استعمال کرنا اس چیز کا کہ بعید کے واسطے ہو واسطے قریب کے اور مناسبت اس آیت
کی واسطے اس چیز کے کہ پہلے گذری اس جہت سے ہے کہ ہدایت ایک قسم ہے تبلیغ سے (فتح) وَقَالَ
اَنَسٌ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَهٗ حَرَامًا اِلٰى قَوْمِهٖ وَقَالَ اَتُؤْمِنُوْنِيْ اُبَلِّغُ رِسَالَةَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے اسکے ماموں حرام کو اسکی قوم کی طرف بھیجا اور کہا کہ کیا تم مجھ کو پناہ دیتے ہو کہ مین تمکو حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاؤں سو وہ ان سے حدیث بیان کرنے لگا **ف** یہ حدیث پوری جہاد مین گذر
چکی ہے جس کی ابتدا یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ستر سواروں کو بنی عامر کی طرف بھیجا حَدَّثَنَا
الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ
حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ
جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ الْمُغِيْرَةُ اَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا اَنَّهٗ مَنْ قُتِلَ
مِنَّا صَارَ اِلَى الْجَنَّةِ ترجمہ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے نبی نے ہمکو خبر دی ہمارے خدا کی
پیغمبری سے کہ جو ہم مین سے شہید ہو وہ بہشت مین جاویگا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا
سُفْيَانُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا ح وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تُصَدِّقْهُ إِنَّ اللهَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْآيَةَ **ترجمہ** عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو تم سے بیان کرے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ چیز وحی سے چھپائی تو اسکو سچا نہ جان اس واسطے کہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ اے رسول پہونچا دے جو تیری طرف اتارا گیا تیرے رب کی طرف سے آخر آیت تک **ف** اور جو چیز کہ حضرتؐ پر اتاری گئی تو اسکے واسطے یہ نسبت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو طرفین ہین ایک طرف لینے کی ہے جبریل سے اور ایک طرف ادا کی ہے طرف امت کی اور اسکا نام ہے تبلیغ اور یہی ہے مقصود اس جگہہ (فتح) **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقَهَا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا **ترجمہ** عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرتؐ خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ کون ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کے واسطے شریک ٹھیراوے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے اس نے کہا کہ پھر کون حضرتؐ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے اس خوف سے کہ تیرے ساتھ کھاوے اس نے کہا پھر کون فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسایہ کی عورت سے زنا کرے سو خدا نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ جو نہین پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو اور نہین قتل کرتے اس جان کو کہ حرام کی اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور نہین زنا کرتے اور جو یہ کام کرے وہ گناہ کو ملے گا **ف** اور مناسبت اسکی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ تبلیغ دو قسم ہے ایک اصل ہے اور وہ یہ ہے کہ پہونچاوے اسکو بعینہ اور وہ خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ اسکی تلاوت عبادت ہے اور وہ قرآن ہے دوسری یہ کہ پہونچاوے جو استنباط کیا گیا ہو اصول اس چیز کے کہ متقدم ہے اتارنا اسکا سو اتری آپ پر وہ چیز جو موافق ہو اس چیز کو کہ استنباط کی یا ساتھ نص اسکی کے اور یا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اسکی موافقت پر ساتھ طریق اولے کے مانند اس آیت کے کہ وہ شامل ہے اوپر وعید شدید کے مشرک کے حق مین اور یہ مطابقت ہے واسطے نص کے اور اسکے حق مین جو قتل کرے کسی جان کو ناحق اور یہ مطابقت ہے واسطے حدیث کے بطریق اولے اسواسطے کہ قتل کرنا ناحق اگرچہ بڑا گناہ ہے لیکن قتل کرنا اولاد کا سخت تر قبیح ہے قتل کرنے اس شخص کے سے جو اولاد نہ ہو اور اصطلاح قول ہے زانیون مین اس واسطے کہ زنا کرنا ہمسایہ کی عورت

سے زیادہ تر قبیح ہے مطلق زنا سے اور احتمال ہے کہ ہو اتارنا اس آیت کا سابق اوپر خبر دینے حضرت کے ساتھ
اس چیز کے کہ خبر دی ساتھ اسکے لیکن نہیں سنا اسکو صحابی نے مگر بعد اسکے اور احتمال ہے کہ نیز سبب
گناہ کا بڑا ہونا سابق اترا ہو لیکن خاص ہوئی یہ آیت ساتھ مجموع تینوں کے ایک سیاق میں باوجود
اختصار کرنے کے اوپر انکے سو ہوگی مراد تصدیق کے موافقت اقتصار میں اوپر انکے بنا بر اسکے سو
مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے واللہ اعلم اور استدلال کیا ہے ابو المظفر سمعانی نے باب کی آیتوں
اور حدیثوں سے اوپر فاسد ہونے طریقے متکلمین کے کہ انہوں نے تقسیم کیا ہے اشیا کو طرف جسم کی
اور جوہر کی اور عرض کی اور کہا کہ جسم وہ ہے جو جمع ہوا افتراق سے یعنے متفرق ہونے سے اور جوہر
وہ ہے جو عرض کا حامل ہو اور عرض وہ ہے جو اپنی ذات کے ساتھ قائم نہو سکے اور انہوں نے روح
کو عرض ٹھیرایا ہے اور رد کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو اور وارد ہوئی ہیں بیچ پیدا کرنے روح کے
جسم سے پہلے اور پیدا کرنے عقل کے پہلے خلق سے اور اعتماد کیا ہے انہوں نے اپنے حدس اور
ذہن پر اور اس پر جسکی طرف انکی قیاس پہونچاوے پھر پیش کرتے ہیں اسپر نصوص کو سو جو اسکے
موافق ہو اسکو قبول کرتے ہیں اور جو اسکے مخالف ہو اسکو رد کرتے ہیں پھر بیان کیا ان آیتوں کو اور
جو انکے مثل ہیں جن میں تبلیغ کا حکم ہے اور جن چیز کے پہونچانے کا حضرت کو حکم ہوا اس میں سے ہے
توحید بلکہ وہ اصل وہ چیز ہے جس کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا سو نہیں چھوڑی حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے کوئی چیز دین کے کاموں سے اسکے اصول سے اور اسکے قواعد اور شرائع سے مگر کہ اس کو
پہونچایا پھر نہ چھوڑی کوئی چیز مگر استدلال کرنا ساتھ اس چیز کے کہ تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس
کے جوہر اور عرض سے اور نہیں پایا گیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور نہ کسی آپکے صحابی سے اس علم
کلام سے ایک حرف یا اس سے زیادہ سو معلوم ہوا ساتھ اسکے کہ ان کا مذہب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی اور آپکے اصحاب کے مذہب کے برخلاف ہے اور انکا طریقہ انکے طریقے کے غیر ہے اور متکلمین کا
طریقہ محدث اور مخترع ہے نہ اسپر حضرت صلعم تھے اور نہ آپکے اصحاب اور لازم آتا ہے اس طریقے پر چلنے
سے عود کرنا سلف پر ساتھ طعن اور قدح کے اور منسوب کرنا انکو طرف قلت معرفت اور اشتباہ طرق کی
فالحذر فالحذر فالحذر یعنے پس ڈر مشغول ہونے سے ساتھ علم کلام کے اور انکے مقالات کے اس
واسطے کہ وہ سریع تہافت والا ہے بہت تناقض والا ہے اور کوئی ایسا کلام نہیں جو انکے کسی فرقہ کی
نسبے مگر کہ تو پاویگا انکے خصوم کے واسطے اسپر کلام اور اشکال جو اسکے ہموزن ہے یا اسکے قریب
ہے سو ہر ایک ہر ایک کا مقابل ہے اور بعض ساتھ بعض کے معارض ہے اور کافی ہے تجھ کو انکے طریقے

کے قباحت سے یہ کہ لازم آتا ہے انکے طریقے سے کہ اگر ہم چلین اوسپر جو انہون نے کہا اور لازم کرین لوگون پر جو انہون نے ذکر کیا تو اس سے سب عوام لوگون کا کافر ہونا لازم آتا ہے اس واسطے کہ وے نہین جانتے مگر محض اتباع کو اور اگر ان انکو یہ طریقہ سکھلایا جاوے تو اکثر اسکو نہ سمجھین چہ جائیکہ کوئی ان مین سے صاحب نظر ہو جاوے اور سوا اسکے کچھ نہین کہ غایت توحید انکی التزام اس چیز کا ہے کہ پایا انھون نے اسپر اپنے اماموں کو بیچ عقاید دین کے اور پکڑنا اسکو دانتون سے اور ہمیشگی کرنا اوپر وظیفون عبادت کے یعنی نماز روزے وغیرہ کے اور لازم پکڑنا ذکرون کا ساتھ قلوب سلیمہ کے جو پاک ہین شک اور شبہ سے سو تو انکو دیکھے کہ وے نہین پھرتے اپنے اعتقاد سے اگرچہ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کیے جاوین سو مبارک ہو ان کو یہ یقین اور مبارک ہوان کو یہ سلامتی اور جب یہ کافر ہوے اور حالانکہ یہ سواد اعظم اور جمہور امت ہین تو نہین ہے یہ مگر اسلام کے فرش کا لپیٹ ڈالنا اور دین کے مینارون کا ڈھا دینا واللہ المستعان (فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰهِ قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ باب خدا کا قول کہ لاؤ توریت تو اسکو پڑھو اگر ہو تم سچے **ف** مراد ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ بیان کرے کہ مراد ساتھ تلاوت کے قرارت ہے اور البتہ تفسیر کی گئی ہے تلاوت ساتھ عمل کے اور عمل فعل ہے عامل کا اور کہا بیچ کتاب خلق افعال العباد کے کہ ذکر کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بعضا بعضے سے زیادہ ہے قرارت مین اور بعضا ناقص ہے سو لوگ کم و بیش ہین تلاوت مین ساتھ کثرت اور قلت کے اسپر متلو اور وہ قرآن ہے سو نہین ہے اس مین کمی نہ بیشی اور کہا جاتا ہے کہ فلانا خوش قرارت ہے اور بعضا ناخوش قرارت ہے اور یہ نہین کہا جاتا کہ فلانا خوش قرآن ہے اور ناخوش قرآن ہے اور سوائے اسکے کچھ نہین کہ منسوب طرف بندون کے قرارت ہے نہ قرآن اس واسطے کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور قرارت بندے کا فعل ہے اور نہین پوشیدہ ہے یہ مگر اسپر جسکو توفیق خداوندی عطا نہین ہوئی (فتح) وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيَ اَهْلُ التَّوْرٰىةِ التَّوْرٰىةَ فَعَمِلُوْا بِهَا وَاُعْطِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ وَاُعْطِيْتُمُ الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توریت والون کو توریت دی گئی سو انہون نے اسپر عمل کیا اور انجیل والون کو انجیل دی گئی سو انہون نے بھی اسکے ساتھ عمل کیا اور تم کو اے مسلمانون قرآن عطا ہوا سو تم نے اسکے ساتھ عمل کیا وَقَالَ اَبُوْ رَزِيْنٍ يَتْلُوْنَهٗ يَتَّبِعُوْنَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ بِهٖ حَقَّ عَمَلِهٖ اور کہا ابورزین نے خدا کے اس قول کی تفسیر مین یتلونہ حق تلاوتہ کہ اسکی پیروی کرتے ہین اور اسکے ساتھ عمل کرتے ہین حق عمل اسکے کا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُتْلٰى يُقْرَأُ حَسَنُ التِّلَاوَةِ حُسْنُ الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْاٰنِ لَا يَمَسُّهٗ لَا يَجِدُ طَعْمَهٗ وَنَفْعَهٗ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ بِالْقُرْاٰنِ وَلَا يَحْمِلُهٗ بِحَقِّهٖ اِلَّا الْمُوْقِنُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا

التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ کہا ابو عبد اللہ بخاری نے کہ یتلے کے معنے ہین پڑہا جاتا ہے اور حسن التلاوۃ کے
معنے ہین کہ قرآن کو عمدہ پڑہتا ہے اور لا یمسہ کے معنے ہین نہین پاتا اسکا مزہ اور نفع مگر جو ایمان لاوے
ساتہہ قرآن کے اور نہین اٹہاتا اسکو ساتہہ حق اسکے کے مگر یقین لانے والا واسطے قول اللہ تعالے
کے مثل انکی جو اٹہائی گئی توریت پہر انہون نے اسکو نہ اٹہایا گدہے کی مثل ہے جو کتابین اٹہاوے
بری ہے مثال ان لوگون کی جنہون نے خدا کی آیتون کو جہٹلایا اور اللہ نہین راہ دکہاتا قوم ظالمون
کو **ف** اور حاصل اس تفسیر کا یہ ہے کہ معنے لا یمسہ القرآن کے یہ ہین کہ نہین پاتا اسکا مزہ اور نفع مگر
جو ایمان لایا ساتہہ اسکے اور یقین کیا اس نے کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہے سو وہی ہے پاک کیا گیا کفر سے
اور نہین اٹہاتا اسکو اسکے حق سے مگر جو پاک ہو جہل اور شک سے نہ غافل اس سے جو عمل نہین کرتا سو ہوگا
مانند گدہے کی جو اٹہاتا ہے جو نہین جانتا (فتح) اور تلاوت عرف شرع سے خاص ہے ساتہہ پیروی
کرنے ان کتابون کے جو اتاری گئی ہین کبہی ساتہہ تلاوت کے اور کبہی ساتہہ بجا لانے اس چیز کے
جو اس مین ہے امر اور نہی سے اور وہ عام تر ہے قرارت سے (فتح) وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْاِسْلَامَ وَالْاِيْمَانَ وَالصَّلٰوةَ عَمَلًا اور نام رکہا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور ایمان اور نماز
کا عمل **ف** ایہہ نام رکہنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسلام کو عمل سو استنباط کیا ہے اسکو بخاری نے
جبریلؑ کی حدیث سے کہ اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ اسلام اور ایمان کیا چیز ہے تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لاوے ساتہہ اللہ کے اور اسکے فرشتون اور رسولون
اور اسکی کتابون کے اور اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اسکی کہ کوئی لائق عبادت کے نہین سوائے خدا کے
اور ایہہ ایمان کو عمل کہنا سو حدیث معلق مین ہے اور نماز کو عمل کہنا آیندہ باب مین ہے (فتح) وَقَالَ
اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ اَخْبِرْنِيْ بِاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِي الْاِسْلَامِ قَالَ مَا
عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰى عِنْدِيْ اَنِّيْ لَمْ اَتَطَهَّرْ اِلَّا صَلَّيْتُ کہا ابوہریرہ نے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اے بلال تبلا دے مجہ کو بڑے فائدے کا امیدواری والا عمل جو تو نے اسلام مین اپنے نزدیک کیا
ہے یعنے تیرے نزدیک سب عملون سے زیادہ تر نفع کی امید کس عمل پر ہے بلال نے کہا کہ مین نے اسلام
مین کوئی عمل نہین کیا اپنے نزدیک اس سے زیادہ تر فائدہ کی امید کا کہ مینے کبہی پورا وضو نہین کیا مگر
کہ مین نے اس وضو سے ضرور نماز پڑہی ہے **ف** اسحدیث کی شرح مناقب مین گذر چکی ہے اور داخل ہونا
اسکا ترجمہ مین ظاہر ہے اس حیثیت سے کہ نماز مین قرارت پڑہنا ضرور ہے وَسُئِلَ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ

اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ اور پوچھے گئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ کون عمل افضل ہے
فرمایا کہ خدا اور اسکے رسول کو سچے دل سے ماننا پھر جہاد پھر حج مقبول **ف** روایت کی ہے بخاری نے بیچ
کتاب خلق افعال العباد کے ابوہریرہؓ سے کہ سینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ افضل عمل
خدا کے نزدیک ایمان ہے جس مین کوئی شک نہ ہو اور یہ صریح تر ہے اسکی مراد مین لیکن نہین ہے اس کی شرط
پر اور ایک روایت مین ہے کہ ابوذر نے سوال کیا کہ کون عمل افضل ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
خدا کے ساتھ ایمان لانا اور اسکی راہ مین جہاد کرنا اور عبادہ سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت ص کہ
کون عمل افضل ہے تو فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اسکی کتاب کی تصدیق کرنا کہا سو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے ایمان اور تصدیق اور جہاد کا نام عمل کہا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اللہ کے ذکر کو بھی عمل
کہا (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ
سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَنْ سَلَفَ مِنَ الْاُمَمِ
كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ اُوْتِيَ اَهْلُ التَّوْرٰىةِ التَّوْرٰىةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتّٰى انْتَصَفَ
النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ حَتّٰى
صُلِّيَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيْتُمُ الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ حَتّٰى غَرَبَتِ
الشَّمْسُ فَاُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَقَالَ اَهْلُ الْكِتَابِ هٰؤُلَاءِ اَقَلُّ عَمَلًا مِّنَّا وَاَكْثَرُ
اَجْرًا قَالَ اللّٰهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ مِّنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَاءُ **ترجمہ**
ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوا اسکے کچھ نہین کہ تمہاری زندگی کا زمانہ بہ
نسبت اگلی امتون کے زندگی کے زمانے کے اتنا ہے جتنا زمانہ عصر کی نماز سے شام تک ہے توریت
والون کو توریت دی گئی سو انہون نے اسپر عمل کیا دوپہر تک پھر عاجز ہوئے سو انکو ایک ایک قیراط دی
گئی پھر انجیل والون کو انجیل دی گئی سو انہون نے اسکے ساتھ عمل کیا عصر کی نماز پڑھتے تک پھر وہ بھی
عاجز ہوئے سو انکو بھی ایک ایک قیراط دی گئی پھر تم کو اے مسلمانون قرآن دیا گیا سو تم نے اس کے
ساتھ عمل کیا سورج ڈوبنے تک سو تمکو دو دو قیراط دی گئے تو اہل کتاب کہین گے کہ یہ لوگ کام مین
ہم سے کم ہین اور مزدوری مین زیادہ خدا تعالے فرماویگا کیا تم پر کچھ ظلم ہوا تمہاری مزدوری جو ٹھیر چکی
ہے اس سے تمکو کچھ کم ملا کہین گے کہ جو ٹھیر چکا تھا اس سے کم نہین ملا خدا فرماوے گا سو وہ یعنے دونی
مزدوری دینا میرا فضل ہے جسکو چاہون اسکو دون **ف** کہا ابن بطال نے کہ معنے اس باب کے یہ ہین
کہ جو عمل کہ آدمی کرتا ہے اسکے فعل پر اسکو ثواب ہوگا اور اسکے ترک پر اسکو عذاب ہوگا۔ اور نہین ہے

مقصود بخاری کا بیان کرنا اس چیز کا جو وعید کے متعلق ہے بلکہ اسکی غرض وہ ہے جسکی طرف مینے اشارہ کیا اس سے پہلے باب مین (فتح) **بَابٌ** وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ عَمَلًا وَقَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ باب ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز کا نام عمل کہا اور فرمایا کہ نہین صحیح ہے نماز اسکی جو سورہ الحمد نہ پڑہے **حَدَّثَنِيْ** سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيْدِ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْاَسَدِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ **ترجمہ** ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ سب عملوں سے کون عمل افضل ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑہنا اور ماں باپ کی ساتہ نیکی کرنا پہر خدا کی راہ مین جہاد کرنا **ف** اس حدیث مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز کا نام عمل کہا

بَابٌ قَوْلِهٖ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا جَزُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا باب ہے بیچ بیان اس قول خدا کے کہ بیشک آدمی پیدا کیا گیا ہے جی کا کچا جب اسکو برائی لگے تو گہبرا اور جب لگے اسکو بہلائی تو ان دیوا اور ہلوع کے معنے ہین بے صبر **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالٌ فَاَعْطٰى قَوْمًا وَمَنَعَ اٰخَرِيْنَ فَبَلَغَهٗ اَنَّهُمْ عَتَبُوْا فَقَالَ اِنِّيْ اُعْطِي الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِيْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الَّذِيْ اُعْطِيْ اُعْطِيْ اَقْوَامًا لِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَاَكِلُ اَقْوَامًا اِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْغِنٰى وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرٌو وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ **ترجمہ** عمرو بن تغلب سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس مال آیا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کو دیا اور اور لوگون کو نہ دیا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ جنکو مال نہین دیا وے رنجیدہ ہوئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ مین دیتا ہون ایک مرد کو اور نہین دیتا دوسرے مرد کو سو جسکو مین نہین دیتا وہ میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے اس سے جسکو مین دیتا ہون ولیکن مین چند قومون کو دیتا ہون اس واسطے کہ مین ان کے دلون مین بے صبری اور حرص دیکہتا ہون اور بعضی قومون کو اسپر چہوڑتا ہون کہ خدا تعالےٰ نے ان کے دلون مین بے پرواہی اور خیر ڈالی ہے اور انہین مین عمرو بن تغلب بہی ہے کہا عمرو نے مین نہین چاہتا کہ میرے واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس بات کے بدلے سرخ اونٹ ہون **ف** یعنے میرے دینے کو محبت اور نہ دینے

بخل کا سبب سمجھو بلکہ معاملہ بالعکس ہے کہ بے صبر لالچی لوگون کو دیتا ہون اور قناعت والون کو قناعت پر چھوڑتا ہون **ف** اس حدیث کی شرح فرض الخمس مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ مین انکے دلون مین بے صبری اور حرص دیکھتا ہون اور کہا ابن بطال نے کہ مراد اسکی اس باب مین ثابت کرنا اسکا ہے کہ خدا نے آدمی کو پیدا کیا ساتھ اخلاق اسکے کے بے صبری اور حرص سے اور دینے اور نہ دینے سے اور اول اسکا کا کافی ہے مراد مین اس واسطے کہ مقصود بخاری کا یہ ہے کہ صفات مذکورہ کو آدمی مین اللہ نے پیدا کیا ہے نہ یہ کہ آدمی ان کو اپنے فعل سے پیدا کرتا ہے اور اس مین ہے کہ رزق دینا ہون نہین ہے بقدر درجے مرزوق کے آخرت مین اور ایسے دنیا مین تو واقع ہوتا ہے دینا اور نہ دینا بحسب سیاست دنیاوی کے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جسکے دل مین بے صبری اور حرص دیکھتے اس کو دیتے اور جسکے صبر پر اعتماد ہوتا اور اسکو ثواب آخرت پر قناعت ہوتی تو اس کو نہ دیتے اور اس حدیث مین ہے کہ پیدا کیا گیا ہے آدمی اوپر حب اپنے کے اور بغض دینے کے اور جلدی کرنے کے طرف انکار اسکے کی پہلے فکر کرنے سے اسکی عاقبت مین مگر جسکو اللہ چاہے اور اس مین ہے کہ نہ دینا کبھی ممنوع کے واسطے بہتر ہوتا ہے خدا تعالی نے فرمایا کہ وعسی ان تکرہوا شیئا وہو خیر لکم اور بیشک یہ مین ہدایت کے واسطے ہے اس واسطے کہ صفت مذکورہ دلالت کرتی ہے اوپر قوی ہونے ایمان اسکے کے جو پہونچانے والا ہے اسکو بہشت مین اور ثواب آخرت کا بہتر ہے اور باقی رہنے والا اور اس مین الفت طلب کرنا ہے اس شخص سے جس سے بے صبری کا خوف ہو یا امید ہو کہ دینے کے سبب اپنے متبوع کا کہا مانے گا اور عذر کرنا طرف اسکی جو بدگمان ہو اور حالانکہ امر برخلاف اسکے ہو (فتح)

باب ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَتِهِ عَنْ رَبِّهِ ذکر کرنا اور روایت کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب سے **ف** کہا ابن بطال نے کہ معنی اس باب کے یہ ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے سنت روایت کی ہے جیسا کہ قرآن کو روایت کیا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ کہ مراد اسکی صحیح کرنا اپنے مذہب کا ہے جیسے کہ گذر چکی ہے تنبیہ اوپر اسکی بیچ تفسیر مراد کے ساتھ کلام اللہ سبحانہ وتعالی کے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ الْهَرَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَإِذَا أَتَانِي مَشْيًا أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً **ترجمہ** انس سے روایت ہے اس نے روایت کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین اپنے رب سے کہ جو مجھ سے بالشت بھر قریب ہووے تو مین اس سے ہاتھ بھر قریب ہوتا ہون اور جو ہاتھ بھر مجھ سے قریب ہووے تو مین اس سے دو ہاتھ بھر قریب ہوتا ہون اور جو میری طرف چلتا آوے

تو مین اسکی طرف دوڑتا آؤن گا **ف** کہا ابن بطال نے کہ خدا کا بندہ کی طرف چلنا اور دوڑنا محال ہے خدا
کے حق مین اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے قطع مسافت کو بلکہ مراد اس سے مجاز ہے سو قریب ہونا بندے کا
خدا سے ساتھ بندگی اسکی کے ہے اور ادا کرنے فرائض اور نوافل کے اور قریب ہونا خدا کا بندے سے یہ ہے
کہ اسپر رحمت کرتا ہے اور خدا تعالے کے چلنے اور دوڑنے سے مراد یہ ہے کہ اسکو اسکی بندگی پر ثواب دیتا ہے
یعنے میرا ثواب اسکی طرف جلدی آتا ہے اور نقل ہے طبری سے کہ یہ مثال ہے کم بندگی کی ساتھ بالشت
کے اور ثواب کی ساتھ ہاتھ کے سو ٹہیرایا اسکو دلیل اوپر مبالغ کرامت اپنی کے اسکے واسطے جو اسکی بندگی
پہ مقیم ہو کہ اسکے عمل کا ثواب دونا ہے اور کہا ابن تین نے کہ مراد قریب ہونے سے قریب ہونا رتبے
کا ہے اور بہت کرنا کرامت کا اور دوڑنا مراد ہے سرعت رحمت اسکی سے طرف اسکی اور راضی ہونا اسکا
بندے سے اور دونا ثواب دینا اور صاحب مشارق نے کہا کہ مراد ساتھ اس چیز کے کہ اس حدیث مین آئی
ہے جلدی قبول ہونا بندے کی توبہ کا نزدیک اللہ کے یا آسان کرنا اسپر اپنی بندگی کا اور تمام ہدایت
اسکی اور توفیق دینی اسکو اور کہا راغب نے کہ قریب ہونا بندے کا اللہ سے خاص کرنا ہے ساتھ بہت
صفات کے کہ صحیح ہے کہ وصف کیا جاوے ساتھ اسکے اللہ اگرچہ نہ ہون اس حد پر کہ وصف کیا
جاتا ہے ساتھ اسکے اللہ تعالے مانند حکمت اور علم اور حلم اور رحمت وغیرہ کے اور یہ رتبہ حاصل
ہوتا ہے ساتھ دور کرنے معنوی گندگیون کے جہل اور طیش اور غصے وغیرہ سے بقدر طاقت بندے
کے اور یہ قرب روحانی ہے نہ بدنی اور یہی مراد ہے اس حدیث مین کہ جب بندہ مجہ سے ایک بالشت بھر
نزدیک ہو تو مین ہاتھ بھر نزدیک ہوتا ہون اور کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ اسکا عمل قبول ہو جاتا
ہے اور احتمال ہے کہ اسکے معنے یہ ہون کہ توفیق دی جاتی ہے اس عمل کی کہ اس کو خدا سے قریب
کرے اور کہا کرمانی نے کہ جب کہ قائم ہو چکی ہین دلیلین اوپر محال ہونے اُن چیزون کے خدا کے حق مین
تو واجب ہے کہ اسکے معنے یہ ہون کہ جو قریب ہو مجہ سے ساتھ قلیل بندگی ہے تو بدلا دیتا ہون اسکو ساتھ
بہت ثواب کے اور جس قدر بندگی زیادہ ہو اس قدر ثواب بھی زیادہ دیتا ہون اور اگر ہو قریب ہونا اسکا
مجہ سے ساتھ بندگی کے دوسرے طریق سے تو ہوتا ہے آنا میرا ساتھ ثواب کے جلدی کے طریق سے اور
حاصل یہ ہے کہ ثواب راجح ہے عمل پر ساتھ طریق کیف اور کم کے اور لفظ قرب کا مجاز ہے یا استعارہ
(فتح) **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رُبَّمَا ذَكَرَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ
مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا أَوْ بُوعًا وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي سَمِعْتُ أَنَسًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ رَبِّہٖ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہت وقت ذکر کیا حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے کہ خدا فرماتا ہے کہ جب بندہ مجھ سے بالشت بھر نزدیک ہووے تو مین اس سے ہاتھ بھر نزدیک
ہوتا ہون اور جب مجھ سے ہاتھ بھر قریب ہووے تو مین اس سے دو ہاتھ نزدیک ہوتا ہون اور کہا معتمر نے الخ
یعنے مراد ساتھ اس تعلیق کے بیان کرنا تصریح کا ہے ساتھ روایت کرنے کے بیچ اسکے اپنے رب سے **ف**
اور مسلم کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ جو مجھ سے ملے گا تمام زمین کے برابر گناہ لیکر بشرطیکہ اس نے میرے
ساتھ کسیکو شریک نہ ٹھیرایا ہو تو مین انکو اسکے واسطے مغفرت ٹھیراونگا **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ
عَنْ رَبِّكُمْ قَالَ لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ وَالصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ
اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے
رب سے روایت کی یعنے یہ حدیث قدسی ہے کہ ہر عمل کے واسطے کفارہ ہے اور روزہ تو میرے ہی واسطے
ہے اور مین ہی اسکا بدلہ دونگا اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بو زیادہ تر خوشبودار ہے خدا کے نزدیک
مشک کی خوشبو سے **ف** اور اس حدیث کی شرح روزے مین گذر چکی ہے **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ
عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ **ح** وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدٍ
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ قَالَ لَا
يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اِنَّهٗ خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهٗ اِلٰى اَبِيْهِ **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز مین کہ روایت کرتے ہین اپنے رب سے کہا کہ نہین جائز ہے
کسی کو یہ کہ کہے کہ مین بہتر ہون حضرت یونس پیغمبر متے کے بیٹے سے اور اسکو اسکے باپ کی طرف منسوب
کیا **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ سُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ الْمُزَنِيِّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلٰى نَاقَةٍ لَّهٗ
يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ اَوْ مِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ قَالَ فَرَجَّعَ فِيْهَا قَالَ ثُمَّ قَرَاَ مُعَاوِيَةُ يَحْكِيْ قِرَاءَةَ ابْنِ مُغَفَّلٍ وَ
قَالَ لَوْلَا اَنْ يَّجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَيْكُمْ لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ ابْنُ مُغَفَّلٍ يَحْكِيْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ كَيْفَ كَانَ تَرْجِيْعُهٗ قَالَ آ آ آ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ **ترجمہ** عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے
کہ یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر سوار تھے سورہ فتح پڑھتے تھے یا کہا کہ
سورہ فتح سے پڑھتے تھے کہا سو حضرت نے اس مین ترجیع کی یعنے اول پست آواز سے اسکو پڑھا پھر بلند
آواز سے کہا کہ پھر پڑھا معاویہ نے حکایت کرتا تھا ابن مغفل کی قرات کی اور کہا کہ اگر یہ ڈر نہ ہو کہ لوگ

جمع ہوجاوین گے تو البتہ مین ترجیع سے پڑہتا جیسے ابن مغفل نے ترجیع کی حکایت کرتا تہا حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سے تو مین نے معاویہؓ سے کہا کہ کس طرح تہی ترجیع اسکی کہا کہ آآآ آآ تین بار الف کو دراز کرتے تہے
ف یہ ایک مثال ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قرارت کی اور مراد یہ ہے کہ الفاظ اور حروف کو تین
تین بار دراز کرکے پڑہتے **ف** ترجیع کی یعنے پہیری آواز حلق مین اور پکار کر پڑہا مکرر بعد
چپکے پڑہنے کے اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث مین جائز ہونا قرارت کا ہے ساتہ ترجیع کے اور خوش
آوازی کے جو لذت دار ہو دلون مین ساتہ خوب آواز کے اور معاویہؓ کے اس قول مین کہ اگر اسکا نہ ہوتا الخ
اشارت ہے طرف اسکی کہ ترجیع کے ساتہ قرآن پڑہنا جمع کرتا ہے لوگون کے نفسون کو طرف سننے اس کے
کی یہانتک کہ اسکے سننے سے دلون کو صبر نہین آتا یعنے اگر ترجیع اور خوش آوازی سے قرآن پڑہا
جاوے تو لوگون کے نفسون کو اسکے سننے کی کمال خواہش ہوتی ہے آدمی کا جی بدون اسکے سننے کے
نہین رہ سکتا اور یہ قول اسکے کے آ ساتہ مد ہمزہ کے دلالت ہے اسپر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی
قرارت مین مد اور وقف کی رعایت کرتے تہے اور کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ یہ حکایت آواز حضرت کے
کی ہو وقت ہلنے اونٹنی کے اسواسطے کہ جو بلند آواز سے پڑہتا ہو اسکی آواز سواری کے ہلنے کے وقت
پست اور قطع ہوجاتی ہے کہا ابن بطال نے کہ وجہ داخل ہونے حدیث ابن مغفل کی اس باب مین یہ
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو بہی خدا سے روایت کیا ہے اور کہا کرمانی نے کہ روایت رب سے
عام تر ہے اس سے کہ قرآن ہو یا غیر اسکا بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ اگرچہ متبادر وہ چیز ہے جو بلاواسطہ کے ہو (فتح)

باب مَا یَجُوزُ مِنْ تَفْسِیرِ التَّوْرٰةِ وَکُتُبِ الْعَرَبِیَّةِ وَغَیْرِهَا جائز ہے تفسیر کرنا توریت وغیرہ خدا کی
کا عربی زبان وغیرہ مین **ف** ایک روایت مین ہے کہ عبرانی وغیرہ مین اور ہر ایک کے واسطے وجہ ہے
اور حاصل یہ ہے کہ جو کتاب مثلا عربی مین ہے جائز ہے تعبیر کرنا اس سے اور تفسیر کرنا عبرانی مین اور بالعکس
اور کیا مقید ہے یہ ساتہ اس شخص کے جو اس زبان کو نہ سمجہے یا نہین اول قول اکثر کا ہے لقولہ تعالے
قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنے واسطے دلیل قول اللہ تعالے کے کہہ لاؤ
توریت اور اسکو پڑہو اگر ہو تم سچے **ف** اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ توریت عبرانی زبان مین ہے اور البتہ
حکم کیا ہے اللہ تعالے نے کہ عرب پر پڑہی جاوے اور عرب کے لوگ عبرانی کو نہین جانتے تو اس نے دلالت
کی اسپر کہ اسکو عربی مین تفسیر کرنا جائز ہے (فتح) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ
هِرَقْلَ دَعَا تَرْجُمَانَهُ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلٰى هِرَقْلَ وَيَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

ابو سفیان نے کہا کہ ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا اور اسکو پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے محمد اللہ کے رسول اور اسکے بندے کا ہرقل کی طرف اور اے کتاب والو آجاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے **ف** یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا جو بدء الوحی میں گذر چکی ہے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کی طرف عربی زبان میں خط لکھا اور ہرقل کی زبان رومی تھی سو اس میں اشعار ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اعتماد کیا بیچ پہونچانے اس چیز کے کہ خط میں تھی اس شخص کو جو اسکا ترجمہ رومی زبان میں کرے تاکہ ہرقل اسکو سمجھے اور مترجم مذکور وہ ترجمان ہے یعنے جو ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں بیان کرے (فتح) **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ** ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰىةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ الاية **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب یعنے یہودی توریت کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اسکی عربی میں تفسیر کرتے تھے اہل اسلام کے واسطے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ سچا جانو اہل کتاب کو اور نہ جھوٹا جانو انکو اور کہو ہمنے مانا خدا کو اور اسکو جو ہم پر اترا یعنے قرآن اور جو اگلے پیغمبروں پر اترا **ف** کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جس نے کہا کہ جائز ہے پڑھنا قرآن کا فارسی میں اور تائید کی اسکی ساتھ اسکے کہ اللہ تعالے نے نوح علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں کے اقوال کو قرآن کی زبان میں حکایت کیا اور وہ خاص عربی ہے اور وہ پیغمبر عربی نہ تھے انکی زبان اور تھی خدا نے ان کے قول کا مطلب قرآن میں نقل کیا اور تائید کی ہے ساتھ اس آیت کے لانذرکم و من بلغ اور ڈرانا تو صرف اس چیز سے ہوتا ہے جسکو وے سمجھیں اپنی زبان سے سو قراءت ہر زبان والوں کی اپنی زبان میں ہے تاکہ واقع ہو انذار ساتھ اسکے اور جس نے منع کیا ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اسکے کہ انبیا علیہم السلام نہیں بولے مگر ساتھ اس چیز کے جو خدا نے ان سے قرآن میں حکایت کی ہمنے مانا لیکن جائز ہے کہ حکایت کرے اللہ تعالی انکے قول کو عربی زبان میں پھر عبادت ٹھیرا دی ہمارے واسطے تلاوت انکی اس چیز پر کہ اتاری پھر نقل کیا اختلاف کو بیچ جائز ہونے نماز اس شخص کے جو نماز میں فارسی زبان میں قرآن کو پڑھے اور جس نے جائز رکھا ہے اسکو وقت عاجز ہونے کے بدون ممکن ہونے کے اور عام کیا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے تفصیل ہے سو اگر قاری عربی زبان میں تلاوت کرنے پر قادر ہو تو نہیں جائز ہے

عدول کرنا اس سے اور نہین کفایت کرتی ہے نماز اسکی اور اگر عاجز ہو عربی زبان مین تلاوت نہ کرسکتا ہو اور نماز
سے باہر ہو تو نہین منع ہے اسکو قرارت کرنا اپنی زبان مین اس واسطے کہ وہ معذور ہے اور اسکو حاجت
ہے اس چیز کے یاد کرنے کی اور واجب ہے اسپر فعل اسکا یا ترک اسکا اور اگر نماز کے اندر ہو تو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے اسکا بدلہ ٹھیرایا ہے اور وہ ذکر ہے اور ہر کلمہ ذکر کا کہ نہ عاجز ہو اسکے بولنے سے جو عربی نہین
سوہ اسکو کہے اور اسکو مکرر پڑہے تو کفایت کرتا ہے اس چیز سے کہ واجب ہی اسپر قراءت اسکی نماز
مین یہانتک کہ سیکھے بنا بر اسکے پس جو اسلام مین داخل ہو یا داخل ہونیکا ارادہ کرے اور اسپر قرآن
کو پڑہا جاوے اور وہ اسکو نہ سمجھے تو نہین ہے کچھ مضائقہ کہ قرآن کو اسکی زبان مین پڑہا جاوے واسطے
معلوم کروانے اسکے احکام کے اور تاکہ قائم ہو اسپر حجت اور اسپر استدلال کیا واسطے اس مسئلہ
کے اس حدیث سے اور وہ قول حضرت کا ہے کہ جب اہل کتاب تم سے بیان کرین سو اگرچہ ظاہر اسکا یہ ہے
کہ یہ انکی زبان سے ہے سو احتمال ہے کہ عرب کی زبان مین ہو سو نہ ہوگی نص دلالت مین بہہ مراد ساتہ
وارد کرنے حدیث کے اس باب مین نہین ہے وہ جو مشغول ہوا ساتہ اسکے ابن بطال اور سوائے
اسکے کچھ نہین کہ مراد اس سے یہ ہے جو بیہقی نے کہا کہ اس مین دلیل ہے اسپر کہ اگر اہل کتاب سچ بولین
اس چیز مین کہ تفسیر کرین اپنی کتاب سے عربی مین تو ہوگا یہ اس چیز سے کہ اتاری گئی اوپر انکے بطور تعبیر کے
اس چیز سے کہ اتری اور کلام اللہ کا ایک ہی نہین مختلف ہوتا ہے ساتہ اختلاف لغات کے سو جس زبان
سے پڑہا جاوے وہ اللہ کا کلام ہے بہہ باسناد بیان کیا مجاہد سے اس آیت کی تفسیر مین لانذرکم بہ ومن
بلغ یعنے اور جو اسلام لاوے عجم وغیرہم سے کہا بیہقی نے اور کبھی نہین ہوتا عربی کو سو جب پہونچین
اسکو معنے اسکے اسکی زبان مین تو وہ اسکے واسطے نذیر ہے (فتح) **حدثنا** مسدد قال حدثنا
اسمعیل عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم برجل وامراۃ من
الیھود قد زنیا فقال للیھود ما تصنعون بھما قالوا نسخم وجوھھما ونخزیھما قال فأتوا
بالتورٰۃ فاتلوھا ان کنتم صادقین فجاؤا فقالوا لرجل ممن یرضون یا اعور اقرأ فقرأ
حتی انتھی الی موضع منھا فوضع یدہ علیہ قال ارفع یدک فرفع فاذا ایۃ الرجم تلوح فقال
یا محمد ان بینھما الرجم ولکنا نتکاتمہ بیننا فامر بھما فرجما فرایتہ یجانی علیھا الحجارۃ **ترجمہ**
ابن عمر سے روایت ہی کہ ایک یہودی مرد اور عورت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس لائے گئے کہ البتہ دونون نے زنا
کیا تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا کہ تم دونون کے ساتہ کیا کرتے ہو انہون نے کہا کہ ہم دونو
زانیوں کا منہ کالا کرتے ہین اور ان کو ذلیل کرتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاؤ توریت اور اسکو